
خطبات مسرور

خطبات جمعہ

فرمودہ امام جماعت احمدیہ عالمگیر

حضرت مرزا مسرور احمد

خليفة المسيح الخامس ايده الله تعالى بنصره العزيز

2017ء

جلد 15

خطبات مسرور
(جلد 15)

Khutbat-e-Masroor – Volume 15 (Urdu)

A collection of Friday Sermons delivered by
Hazrat Mirza Masroor Ahmad Khalifatul-Masih V^{aba}
in 2017

First published in the UK in 2023

© Islam International Publications Limited

Published by:

Islam International Publications Ltd
Unit 3, Bourne Mill Business Park,
Guildford Road, Farnham, Surrey GU9 9PS, UK

Printed at:

For more information please visit
www.alislam.org

ISBN: 978-1-84880-205-6 (set vol. 13-20)

بسم الله الرحمن الرحيم

وقت کی آواز

ہے شکرِ ربِ عزوجل خارج از بیاں

حضرت مصلح موعودؑ فرماتے ہیں: "خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانہ کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے.... اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔" ("الفرقان" مئی، جون 1967ء صفحہ 37)

ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وقت کے امام کو پہچاننے کی توفیق دی، اور پھر اس خدائے رب رحمن کا سراسر فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں خلافت کے نظام میں شامل کیا، ہمیں ایک خلیفہ عطا کیا جو ہمارے لئے درد رکھتا ہے، ہمارے لئے اپنے دل میں پیار رکھتا ہے، اس خوش قسمتی پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے، اس شکر کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ جہاں ہم اپنے اس پیار کرنے والے کے لئے دن رات دعائیں کرتے رہیں وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم خدا کے اس خلیفہ کی آواز کو سنیں، اس کی ہدایات کو سنیں اور ان پر عمل کریں۔ کیونکہ اس کی آواز کو سننا باعثِ ثواب اور اس کی باتوں پر عمل کرنا دین و دنیا کی بھلائی کا موجب ہے۔ اس کی آواز وقت کی آواز ہوتی ہے، زمانے کی ضرورت کے مطابق یہ الہی بندے بولتے ہیں۔ خدائی تقدیروں کے اشاروں کو دیکھتے ہوئے وہ دنیا کی رہنمائی کرتے ہیں۔ الہی تائیدات و نصرت ان کے شامل حال ہوتی ہے۔ خدائی صفات ان کے اندر جلوہ گر ہوتی ہیں۔ خطباتِ مسرور کی اس جلد میں ہم اس امامِ ہمام کی قیمتی اور زریں نصائح ملاحظہ کر سکیں گے۔

اس جلد میں افرادِ جماعت کی اخلاقی، روحانی تربیت اور ان کے علمی و عملی معیار کو بہتر سے بہتر کرنے کے لئے بہترین نصائح پر مشتمل تفصیلی رہنمائی پائیں گے۔ عہدیدارانِ جماعت، مربیانِ کرام کے مقام و مرتبہ کے ساتھ ساتھ ان کے فرائض اور ان کو نصائح کا بھی بیان ہے۔ جماعت کو وحدت کی ایک لڑی میں پروئے رکھنے میں ایک اہم ذریعہ جو اللہ تعالیٰ نے دیا یعنی ایم ٹی اے، اس کی اہمیت و افادیت کا ذکر، دنیا بھر سے ہزاروں سعید فطرت لوگوں کا خوابوں اور ایم ٹی اے کا ذریعہ احمدیت قبول کرنے کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ، احمدیہ جماعت کے مرد و خواتین کا خدمتِ خلق

میں مصروف رہنے اور مالی قربانی کے روح پرور واقعات کا ذکر بھی ہے۔ فردو معاشرہ اور دنیا بھر میں بڑھتی ہوئی افراط فری اور بے چینی کے اسباب اور ان سے بچنے کے طریق اور خدا کے حضور رحم کی دعائیں کرنے کی تحریک۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور حسن و جمال کا بیان، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اعلیٰ و ارفع مقام اور آپ ﷺ کی خوبصورت سیرت کا بیان، آپ کے جاں نثار صحابہ کی سیرت کے واقعات اور آپ کے عاشق صادق اور غلام کامل حضرت امام مہدی مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح کے ذکر کے ساتھ یہ بھی پیغام ہے کہ انسانیت کے بچنے اور تمام ملکوں کی حفاظت و سلامتی اب اسی میں ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجے گئے اس امام پر ایمان لائیں۔ پھر اسی طرح اس امام کو مان کر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کی شہادت کے تذکروں کے ساتھ ساتھ محض اس وجہ سے ملکوں ملکوں ظلم و اذیت کے شکار احمدی افراد کے صبر و استقامت کے ذکر اور ان کے لئے دعاؤں کی تحریک ہے تو ساتھ ہی ان پر ظلم کرنے والوں کو یہ بھی انتباہ ہے کہ:

”یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو دیکھ رہا ہے اور مظلوم کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے عرش پر پہنچ رہی ہیں اور پہنچتی ہیں۔ اس کی عدالت نے جب فیصلہ کیا تو ان ظالموں کی نہ دینا رہے گی نہ آخرت۔ پس ان کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھی ڈرنا چاہئے۔“ کیونکہ جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ یہ ہے کہ:

”مخالفت تو اس وقت سے ہو رہی ہے جب ابھی باقاعدہ جماعت کا قیام بھی عمل میں نہیں آیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کو بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت دنیا کے 209 ممالک میں قائم ہے۔۔۔ یہ مخالفتیں نہ پہلے کچھ بگاڑ سکیں اور نہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ بگاڑ سکیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہمیشہ رہی اور ہمیشہ ہم نے یہی دیکھا کہ دشمن خائب و خاسر ہوا اور ہو رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہوتا رہے گا۔“

دنیا بھر میں دہشت گردی کی مذمت کے علاوہ وقت کا امام دہشت گردی کے اسباب کا بڑی گہرائی میں جا کر بڑی جرأت کے ساتھ اس کی تفصیل بیان کرتا ہوا نظر آتا ہے کہ بے شک بعض ممالک اور مسلمان اسلام کی تعلیم سے قطعاً ہٹ کر دہشت گردی کے کام کر رہے ہیں لیکن اس کے ذمہ دار نام نہاد علماء اور مفاد پرست سیاسی رہنما ہیں اور جو آلہ کار ان مغربی اقوام کے ہیں کہ جو اسلام

کے خلاف منصوبے بنا کر ایک خاص مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اس لئے کسی کو دنیا میں امن قائم کرنے کی اگر حقیقی خواہش ہے اور کامیاب کوشش کی نیت ہے تو ان تمام اسباب کا جائزہ لینا ہو گا۔ اسی طرح مخلوق خدا سے سچا پیار کرنے والے اور ہمدرد دل رکھنے والا امام۔ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بار بار جماعت کو یہ تحریک بھی کر رہا ہے کہ ”ایک مومن کا کام ہے کہ اپنے اس ذاتی دائرے سے باہر نکل کر جماعت کے لئے بھی بہت دعا کریں۔ مسلم ائمہ کے لئے، اپنے اپنے ملکوں کے لئے بھی دعا کریں۔ دنیا پر جو بھی ایک خطرات منڈلا رہے ہیں ان کے دور ہونے کے لئے بھی دعا کریں۔ جو باہر کے ممالک میں ہیں، یورپ میں اور ترقی یافتہ ممالک میں رہتے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھیں دنیا اگر جنگوں کی تباہی اور بربادی سے بچ سکتی ہے تو صرف ایک ہی ذریعہ سے بچ سکتی ہے اور وہ ہے ہر احمدی کی ایک درد کے ساتھ ان تباہیوں سے انسانیت کو بچانے کے لئے دعا۔“

نیز ہر احمدی کہ جس کی دعاؤں سے ایک انقلاب برپا ہو گا اور جو دنیا کا معلم بننے والا ہے اس کی اپنی اصلاح اور نیک نمونہ اختیار کرنے کے لئے اس کی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اور اس کا حصول دعا، نمازوں، درود شریف، آنحضرت ﷺ کا اسوہ اختیار کرنے، خلیفہ وقت کے ارشادات پر عمل کرنے اور اس کے پیچھے چلنے سے ہی ممکن ہے اور یہ علمی و عملی روشنی اور قوت اب ”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلام پڑھ کر ہی مل سکتی ہے۔ یاد رکھیں جو فیصلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں وہی اصل فیصلے ہیں اور آپ کے علم کلام کی بنیاد پر جو تفسیریں جماعت میں خلفاء نے کی ہیں وہی حقیقی تفسیر ہیں (اس لئے) انہیں پڑھیں اور اپنا علم بڑھائیں۔“

آئندہ دنیا کی رہنمائی اور اس کی بقا خلافت کے نظام کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ اور مسلمانوں کی اکثریت اس بات کو سمجھتی نہیں کہ خلافت کا نظام کس طرح قائم ہو گا۔ خلافت نہ دنیاوی طاقت سے مل سکتی ہے، نہ دنیاوی چالاکیوں سے، نہ نام نہاد علماء کے جمع ہو کر قراردادیں پاس کرنے سے کہ مسلمان اکٹھے ہوں اور اپنا کوئی خلیفہ چن لیں، اس طرح نہیں ہوگی۔ خلافت کا نظام جو خوف کو امن میں بدلنے والا نظام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے تمکنت دین کا ذریعہ بننے والا ہے۔ اس کا تعلق اس ذریعہ سے قائم ہونے والی خلافت سے ہے جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل میں آنا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ جمعہ میں فرمایا کہ **وَاٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ** اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی مبعوث کیا جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے ذریعہ جاری نظام کے علاوہ کون ہے جو آج ایمان کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جو امن، پیار اور محبت کے ساتھ اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ ایمانوں کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ کفر و الحاد کے اس دور میں یہی حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا کام ہے جسے ہمیں کرنا چاہیے اور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ آپ کے بعد قدرت ثانیہ جو کہ خلافت ہے اس کے ذریعہ پھر اللہ تعالیٰ آپ کے مشن کی تکمیل کرے گا اور اسلام کو دوبارہ غلبہ عطا فرمائے گا اور ماننے والوں کی تسکین کے سامان بھی کرے گا۔ پس مشکلات بھی آئیں گی، ابتلاء بھی آئیں گے لیکن آخری فتح انشاء اللہ جماعت احمدیہ کی ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے جاری ہونے والا نظام خلافت ہی وہ حقیقی نظام ہے جس کے ساتھ ترقیات وابستہ ہیں اور دنیا کی امن و سلامتی بھی وابستہ ہے۔ عارضی روکوں کے باوجود اسلام کا غلبہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اور آپ کے بعد جاری نظام خلافت کے ذریعہ ہی ہونا ہے۔ مخالفین چاہیں جتنا مرضی زور لگالیں ان کے حصہ میں نامرادی اور ناکامی ہی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کا خود محافظ ہو، ہر گام پر فرشتوں کے لشکر اس کے ساتھ ہوں اور ہر ملک میں وہ قادر خدا خود اس کی حفاظت کرے۔ اور ہمیں اور ہماری نسلوں کو بھی خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق بخشے اور ہمارا خاتمہ اس حال میں ہو کہ خلیفہ وقت ہم سے راضی ہو تا خدا ئے غفور رحیم کی رضا حاصل ہو سکے۔ آمین

ناشر

فہرست خطباتِ مسرور 2017ء

جلد 15

صفحہ	خطبہ فرمودہ	نمبر شمار	صفحہ	خطبہ فرمودہ	نمبر شمار
159	خطبہ جمعہ فرمودہ 14 / اپریل	15	1	خطبہ جمعہ فرمودہ 06 / جنوری	1
173	خطبہ جمعہ فرمودہ 21 / اپریل	16	16	خطبہ جمعہ فرمودہ 13 / جنوری	2
186	خطبہ جمعہ فرمودہ 28 / اپریل	17	28	خطبہ جمعہ فرمودہ 20 / جنوری	3
200	خطبہ جمعہ فرمودہ 05 / مئی	18	40	خطبہ جمعہ فرمودہ 27 / جنوری	4
212	خطبہ جمعہ فرمودہ 12 / مئی	19	54	خطبہ جمعہ فرمودہ 03 / فروری	5
224	خطبہ جمعہ فرمودہ 19 / مئی	20	61	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 / فروری	6
237	خطبہ جمعہ فرمودہ 26 / مئی	21	69	خطبہ جمعہ فرمودہ 17 / فروری	7
250	خطبہ جمعہ فرمودہ 02 / جون	22	77	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 / فروری	8
262	خطبہ جمعہ فرمودہ 09 / جون	23	87	خطبہ جمعہ فرمودہ 03 / مارچ	9
278	خطبہ جمعہ فرمودہ 16 / جون	24	102	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 / مارچ	10
292	خطبہ جمعہ فرمودہ 23 / جون	25	113	خطبہ جمعہ فرمودہ 17 / مارچ	11
306	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 / جون	26	124	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 / مارچ	12
317	خطبہ جمعہ فرمودہ 07 / جولائی	27	136	خطبہ جمعہ فرمودہ 31 / مارچ	13
328	خطبہ جمعہ فرمودہ 14 / جولائی	28	146	خطبہ جمعہ فرمودہ 07 / اپریل	14

نمبر شمار	خطبه فرموده	صفحه	نمبر شمار	خطبه فرموده	صفحه
29	خطبه جمعہ فرمودہ 21/ جولائی	339	41	خطبه جمعہ فرمودہ 13/ اکتوبر	491
30	خطبه جمعہ فرمودہ 28/ جولائی	350	42	خطبه جمعہ فرمودہ 20/ اکتوبر	505
31	خطبه جمعہ فرمودہ 04/ اگست	357	43	خطبه جمعہ فرمودہ 27/ اکتوبر	518
32	خطبه جمعہ فرمودہ 11/ اگست	373	44	خطبه جمعہ فرمودہ 03/ نومبر	533
33	خطبه جمعہ فرمودہ 18/ اگست	384	45	خطبه جمعہ فرمودہ 10/ نومبر	546
34	خطبه جمعہ فرمودہ 25/ اگست	395	46	خطبه جمعہ فرمودہ 17/ نومبر	557
35	خطبه جمعہ فرمودہ 01/ ستمبر	409	47	خطبه جمعہ فرمودہ 24/ نومبر	569
36	خطبه جمعہ فرمودہ 08/ ستمبر	424	48	خطبه جمعہ فرمودہ 01/ دسمبر	582
37	خطبه جمعہ فرمودہ 15/ ستمبر	436	49	خطبه جمعہ فرمودہ 08/ دسمبر	595
38	خطبه جمعہ فرمودہ 22/ ستمبر	449	50	خطبه جمعہ فرمودہ 15/ دسمبر	605
39	خطبه جمعہ فرمودہ 29/ ستمبر	461	51	خطبه جمعہ فرمودہ 22/ دسمبر	618
40	خطبه جمعہ فرمودہ 06/ اکتوبر	476	52	خطبه جمعہ فرمودہ 29/ دسمبر	632

خلاصہ خطبات 2017ء

خطبہ: 1	مؤرخہ: 06 جنوری	بہقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 1-15
خلاصہ: آج دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جس کے ممبران اور افراد دنیا کے ہر شہر اور ہر ملک میں ایک مقصد کے لئے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر اپنے مال خرچ کرنے کے لئے پیش کر رہے ہوں اور وہ مقصد بھی دین کی اشاعت اور خدمت خلق کا مقصد ہو۔ وہ مسیح موعود اور مہدی معبود کی جماعت ہے جو گزشتہ تقریباً 128 سال سے خدمت اسلام اور خدمت انسانیت کے لئے اپنا مال قربان کر رہی ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک کے احمدیوں کی مالی قربانی اور خلیفہ وقت کی آواز پر لٹیک کہنے کی نہایت درخشندہ اور قابل تقلید مثالوں کا روح پرور تذکرہ۔ وقف جدید کے ساٹھویں سال کے آغاز کا اعلان۔ مکرمہ اسماء طاہرہ صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب اور مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب سابق امیر ضلع لاہور و صدر فضل عمر فاؤنڈیشن ذکر خیر۔			
خطبہ: 2	مؤرخہ: 13 جنوری	بہقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 16-27
خلاصہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ ہر احمدی لڑکی لڑکے اور مرد اور عورت کو اپنی حیا کے معیار اونچے کرتے ہوئے معاشرے کے گند سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ یہ سوال یا اس بات پر احساس کمتری کا خیال کہ پردہ کیوں ضروری ہے؟ یہ والدین اور خاص طور پر ماؤں کا کام ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو اسلامی تعلیم اور معاشرے کی برائیوں کے بارے میں بتائیں تبھی ہماری نسلیں دین پر قائم رہ سکیں گی اور نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے کے زہر سے محفوظ رہ سکیں گی۔ ان ممالک میں رہ کر والدین کو بچوں کو دین سے جوڑنے اور حیا کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ جہاد کی ضرورت ہے۔ ہم نے لڑائی نہیں کرنی لیکن حکمت سے ان لوگوں سے معاملہ کرنا ہے۔ اسلام کی پابندیاں صرف عورتوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ مردوں اور عورتوں دونوں کو حکم ہے۔ پردہ سے متعلق قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کا تذکرہ۔			
خطبہ: 3	مؤرخہ: 20 جنوری	بہقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 28-39
خلاصہ: بیشک ایک حقیقی مومن پر نماز فرض ہے اور اس بات کا اسے خود خیال رکھنا چاہئے لیکن جماعت میں ایک نظام بھی قائم ہے اس نظام کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ حقیقت میں تو ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکیں گے جب ہم اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہوئے ان سے روحانی حظ اٹھانے والے ہوں گے۔ پاکستان میں مثلاً جماعتی حالات بہت خراب ہیں۔ ایسے میں پاکستان میں تو ہر احمدی کو جہاں لذت و سرور ولی نمازیں پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر لذت و سرور پیدا کرنے والے نمازی پیدا ہو جائیں گے تو ملی نظام خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ بلکہ امور عامہ اور قضا کے جو مسائل ہیں وہ بھی بہت حد تک حل ہو جائیں گے بلکہ اگر سارے نمازیں صحیح طرح ادا کرنی شروع کر دیں تو باقی شعبہ جات بھی ایکٹو (active) ہو جائیں گے۔ قرآن مجید، احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے نماز باجماعت کے قیام کی طرف خصوصی توجہ دینے کے لئے افراد جماعت اور نظام جماعت کو تائید و ہدایات۔			
خطبہ: 4	مؤرخہ: 27 جنوری	بہقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 40-53
خلاصہ: ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی اپنے کام اور خاص طور پر وہ کام جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا مقصد پیدا کئے اس میں ایسی منصوبہ بندی کریں اور ایسا پروگرام بنائیں کہ وقت کے ساتھ سستی اور کمزوری کی بجائے ہر دن ترقی کی طرف لے جانے والا ہو۔ ہماری عبادتوں			

کی ترقی ہی ہمیں کامیابیاں دلانے والی ہے۔ پس یہ بہت اہم چیز ہے۔ تمام نظام کو اس بارے میں بہت سنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے۔ لجنہ الماء اللہ کو بھی اس بارے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ میں یہاں ایسے لوگوں کی درستی کرنا چاہتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ نہ ہمیں نمازوں کے متعلق کہو، نہ پوچھو کیونکہ یہ ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے۔ ایسے لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ یہ بیشک بندے اور خدا کا معاملہ ہے لیکن توجہ دلانا اور پوچھنا نظام جماعت کا کام ہے۔ نمازوں سے متعلق بعض مسائل مثلاً رفع یدین، فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، قیام کے دوران ہاتھ کہاں باندھنے چاہئیں، تشہد میں انگلی اٹھانے، رکوع و سجود میں قرآنی دعائیں پڑھنے، رکوع میں شامل ہونے پر رکعت مکمل ہونے، قضا نماز کی صورت میں نمازوں کی ادائیگی میں ترتیب کا خیال رکھنے، نماز سے قبل و بعد سنتوں کی ادائیگی، لامنت کو بطور پیش اپنانے، غیر احمدی امام کے پیچھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکفر و کذب کے پیچھے نماز پڑھنے جیسے فقہی امور سے متعلق اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے احباب جماعت کی رہنمائی۔ الجزائر میں احمدیوں کی شدید مخالفت، پولیس اور عدلیہ کی طرف سے بے انصافی اور ظالمانہ کارروائیوں کا تذکرہ اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے خصوصی طور پر دعا کی تحریک۔

خطبہ: 5	مؤرخہ: 03 فروری	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 54-60
خلاصہ: آج بنگلہ دیش کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنگلہ دیش کی جماعت بھی بڑی مخلص جماعت ہے۔ یہ بھی وہ ملک ہے جس میں وہاں کے احمدیوں نے جان کی قربانی بھی دی ہے۔ اسی طرح سیر الیون میں بھی آج جلسہ سالانہ شروع ہوا ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس مقصد کے لئے یہ جلسے منعقد ہوتے ہیں اس مقصد کی روح کو ہم سمجھنے والے ہوں اور پھر حاصل کرنے والے ہوں، چاہے وہ دنیا کے کسی ملک میں ہے۔ دنیا کے ہر احمدی کو ہر وقت یہ مقصد اپنے سامنے رکھنا چاہئے کیونکہ یہ صرف تین دن کا مقصد نہیں ہے بلکہ ایک احمدی مسلمان کی تمام زندگی کا مقصد ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے جلسہ سالانہ کے بعض مقاصد کا تذکرہ اور اس حوالہ سے اہم نصائح۔			
خطبہ: 6	مؤرخہ: 10 فروری	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 61-68
خلاصہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے سعید فطرت اور حق کی متلاشی روحوں کی حق و صداقت کی طرف ہدایت اور راہنمائی اور تائید و نصرت کے روح پرور واقعات کا تذکرہ۔ آج کل بہت سے لوگ ہیں جو ایم ٹی اے کے ذریعہ بھی حقیقی اسلام کا علم پا کر احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا یہ کام ہے کہ درد کے ساتھ اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور ہر شخص تک پہنچانے کے لئے دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی کریں۔ یہ کام آج مسیح محمدی کے غلاموں کا ہی ہے کہ اسلام کا پیغام پہنچائیں۔			
خطبہ: 7	مؤرخہ: 17 فروری	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 69-76
خلاصہ: 20 فروری کا دن جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ یہ ایک بڑی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عظیم بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی جس کی بے شمار خصوصیات بیان کی گئیں۔ پیشگوئی کے الفاظ روح حق سے مشرف ہونے کے حوالہ سے حضرت مصلح موعودؑ کے بعض اقتباسات کی روشنی میں ایمان افروز تفصیلات کا تذکرہ۔			
خطبہ: 8	مؤرخہ: 24 فروری	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 77-86
خلاصہ: آج کل جو دنیا کے حالات ہیں سب کے علم میں ہیں۔ اسلام مخالف قوتیں ان حالات کا ذمہ دار، جیسے کہ میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں، مسلمانوں کو ٹھہراتی ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ بعض مسلمان گروہ اور تنظیمیں اسلام کے نام پر مسلمان ممالک میں بھی اور غیر مسلم ممالک			

میں بھی ایسی حرکات کر رہی ہیں جو ظلم و بربریت کے علاوہ کچھ نہیں اور اسلام کی تعلیم کا اس سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں کے اندر یہ حالات پیدا کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔ اسلام کو نقصان عموماً خود غرض مسلمانوں اور منافقین نے ہی پہنچایا ہے جو اپنے مفادات کے لئے ایسی طاقتوں کا آلہ کار بن رہے ہیں۔ قرآن مجید، احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے عبادات کے قیام، کثرت سے توبہ و استغفار اور صدقات کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے کی خصوصی تاکید۔ مکرمہ سجدہ برتاوی صاحبہ اہلیہ مکرم مرغی برتاوی صاحبہ آف سیریا کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ: 9	مؤرخہ: 03 مارچ	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 101-87
خلاصہ: برشتوں کے معاملات اور رشتوں کے بعد پیدا ہونے والے مختلف عائلی مسائل کی وجوہات کی نشاندہی اور ان کے سدباب اور علاج کے لئے دینی تعلیمات اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالے سے احباب کی رہنمائی۔ اگر ایک فقرے میں ان مختلف عموں کے عائلی مسائل کی وجہ بیان کی جائے تو یہ ہے کہ دین سے دُوری ہے۔ دینی تعلیمات سے لاعلمی ہے اور عدم دلچسپی ہے۔ اور دنیاداری اور دنیاوی چیزوں میں رغبت ہے۔ مکرم محمد نواز مومن صاحب اور مکرم سید رفیق احمد سفیر صاحب، مکرم ڈاکٹر مرزا لائق احمد صاحب ابن مکرم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب اور مکرم امین اللہ خان سالک صاحب ابن مکرم عبدالحجید خان صاحب آف ویرووال مرحومین کا ذکر خیر۔			

خطبہ: 10	مؤرخہ: 10 مارچ	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 112-102
خلاصہ: جماعت کو مر بیان اور مبلغین کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت بہت بڑھ رہی ہے بلکہ بڑھ گئی ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ واقفین کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنا چاہئے۔ صدران اور امراء سے بھی میں یہ کہتا ہوں کہ مر بیان کی عزت و احترام قائم کرنا ان کا کام ہے اور کسی بھی جماعت میں سب سے زیادہ مر بی کی عزت و احترام کرنے والا اور تعاون کے ساتھ اور مشورے کے ساتھ چلنے والا صدر جماعت اور امیر جماعت کو ہونا چاہئے۔ اور اسی طرح باقی عہدیداران بھی اپنے اپنے دائرے میں مر بی کے ساتھ تعاون کرنے والے ہوں۔ اور مر بی بھی کامل عاجزی اور تقویٰ کے ساتھ صدر جماعت یا امیر جماعت سے بھرپور تعاون کرے۔ واقفین نو جوانوں کو اور میدان عمل میں نوجوان مر بیان کو بھی میں یہ کہنا چاہوں گا کہ دنیا چاہے آپ کے مقام کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ کوئی صدر، امیر یا عہدیدار بلکہ کوئی فرد جماعت بھی آپ کی عزت و احترام کرے یا نہ کرے آپ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قربانی کرنے کا جو عہد کیا ہے اسے نیک نیتی سے نبھاتے رہیں۔ عہدیداران اور خاص طور پر صدران اور امراء یہ بھی یاد رکھیں کہ افراد جماعت کے لئے بھی ہمیشہ پیار اور محبت کے پڑ پھیلانیں۔ جماعت کا کوئی عہدہ بھی کسی قسم کی بڑائی پیدا کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ عاجزی میں بڑھانے کے لئے ہے۔ ذیلی تنظیموں کے عہدیدار بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھیں۔ نظام جماعت صدران، امراء اور ذیلی تنظیموں کا بھی ایک دوسرے سے باہمی تعاون ہونا چاہئے۔ امراء، صدران، جماعتی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران اور مر بیان و مبلغین کو نہایت اہم نصائح۔			

خطبہ: 11	مؤرخہ: 17 مارچ	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 123-113
خلاصہ: مسلمان ممالک میں دہشتگردی بھی بہت زیادہ ہے، شدت پسندی بھی ہے قطع نظر اس کے کہ شدت پسند گروہوں اور			

مسلمان ممالک میں باغی گردہوں کو ہتھیار مغربی ممالک سے ہی ملتے ہیں اور اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے اور اسلام کے خلاف جو بغض ہے اس کے اظہار کے لئے بعض طاقتوں نے بڑی ہوشیاری سے ان گردہوں کو منظم کیا ہے۔ بد قسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں کو جب بھی نقصان پہنچا ہے مسلمانوں کے اپنے عمل اور سازشوں اور بغاوتوں اور ایک دوسرے کے حق نہ ادا کرنے اور ذاتی مفادات کو قومی اور ملّی مفادات پر ترجیح دینے سے ہی پہنچا ہے۔ اسلام کی تعلیم کو بھولنے اور اپنے مقصد کو نظر انداز کرنے سے ہی پہنچا ہے۔ آجکل الجزائر میں یہ ظلم بڑھ رہا ہے۔ پولیس احمدیوں کو ہراساں کر رہی ہے۔ عدالتیں اپنی مرضی کے فیصلے کر کے احمدیوں کو جیلوں میں ڈال رہیں ہیں اور بعض کو ایک سال سے تین سال تک کی جیل کی سزا ملی ہے یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو دیکھ رہا ہے اور مظلوم کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے عرش پر پہنچ رہی ہیں اور پہنچتی ہیں۔ اس کی عدالت نے جب فیصلہ کیا تو ان ظالموں کی نہ دینا رہے گی نہ آخرت۔ پس ان کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھی ڈرنا چاہئے۔ ان ملکوں میں جہاں اسلام کے خلاف قوتیں زور پکڑ رہی ہیں ان کے زور کو توڑنے کے لئے اگر کوئی منظم کوشش کر سکتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی کر سکتی ہے۔ دوسرے مسلمان اسلام کی خوبصورتی کو ظاہر کرنے اور اس کا پیغام پہنچانے کا کام کر ہی نہیں سکتے ان میں وہ تنظیم ہی نہیں ہے نہ ان کے پاس علم ہے۔ یہ کام اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ منسلک ہونے والوں کے ذریعہ مقدّر ہے۔ مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب (قادیان) مکرم فضل الہی انوری صاحب (جرمنی) اور مکرم ابراہیم بن عبد اللہ اغرول صاحب (مراکش) کا ذکر خیر۔

خطبہ: 12	مؤرخہ: 24 مارچ	بہقلم: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 124-135
خلاصہ: 23 مارچ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑا اہم دن ہے کیونکہ اس دن حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی باقاعدہ بیعت کے ذریعہ سے بنیاد رکھی۔ آپ نے فرمایا کہ آنے والا مسیح موعود اور مہدی معبود جس کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی وہ میں ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تاکہ توحید کا قیام کر کے محبت الہی دلوں میں پیدا کروں۔ حضرت اقدس مسیح موعود کے ارشادات اور آپ کی سیرت کے واقعات سے آپ کی محبت الہی، عشق رسول ﷺ اور ہمدردی بنی نوع انسان کا نہایت روح پرور تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے کی پُر زور تاکید۔ یورپ میں جو واقعات ہو رہے ہیں، اسلام کے نام پر افراد یا تنظیمیں کر رہی ہیں یا یہاں لندن میں دو دن پہلے ظالمانہ طور پر معصوموں کو قتل کیا گیا ہے۔ راہ چلتے راگیروں پر کار چڑھا دی۔ ایک پولیس والے کو قتل کیا۔ تو یہ اسی وجہ سے ہے کہ ان نام نہاد علماء نے لوگوں کی غلط رہنمائی کر کے ان کے دلوں میں بجائے اسلام کی خوبصورت تعلیم ڈالنے کے ظلم و بربریت کے خیالات پیدا کر دیئے ہیں۔ قتل و غارت کی، معصوموں کو قتل کرنے کی جو یہ حرکتیں ہو رہی ہیں، ان حرکتوں کو ہمیں سختی سے ہر جگہ رد کرنا چاہئے۔ اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے اور متاثرین سے ہمدردی کرنا بھی ہمارا کام ہے۔			

خطبہ: 13	مؤرخہ: 31 مارچ	بہقلم: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 136-145
خلاصہ: دنیا میں کوئی انسان نہیں جو ہر عیب سے ہر لحاظ سے پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ستار ہے جو ہماری پردہ پوشی کرتی ہے۔ عیب دیکھ کر بجائے اس عیب کو پھیلانے کے ہر ایک کو استغفار کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ہمارے اندر بھی جو بے شمار عیب ہیں وہ کہیں ظاہر نہ ہو جائیں۔ اگر نیک نیت سے انسان دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بنتا ہے۔ ایسے لوگ جن کے سپرد یہ اصلاح کا کام ہے وہ جہاں لوگوں کی پردہ دری کر کے معاشرے			

میں بگاڑ پیدا کر رہے ہوتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لے رہے ہوتے ہیں۔ اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی صفت ستاری سے فیض اٹھانا ہے تو خود بھی دوسروں کی ستاری کی ضرورت ہے۔ معاشرے کی برائیوں کو دُور کرنے اور امن اور پیار اور محبت پھیلانے کے لئے ضروری ہے کہ برائیوں کی پردہ پوشی کی جائے اور خوبیوں کو ظاہر کیا جائے۔ مجلس میں ایک استہزاء کا رنگ پیدا کر کے لوگوں کا استہزاء کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے جس سے ہر احمدی کو بچنا چاہئے۔ قرآن مجید، احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے دوسروں کی کمزوریوں کی ٹوہ لگانے، تجسس کرنے اور ان کی تشہیر کرنے کی بُری عادت سے بچنے اور ستاری سے کام لینے اور استغفار کی طرف توجہ دینے کی تاکید نصائح۔ مکرم ملک سلیم لطیف صاحب ایڈووکیٹ۔ صدر جماعت نیکانہ صاحب (پاکستان) کی شہادت۔

خطبہ: 14	مورخہ: 07 اپریل	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 146-158
خلاصہ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت تو اس وقت سے ہو رہی ہے جب ابھی باقاعدہ جماعت کا قیام بھی عمل میں نہیں آیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کو بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت دنیا کے 209 ممالک میں قائم ہے۔ آجکل الجزائر کے احمدیوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ان معصوموں اور مظلوموں کو ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہئے اللہ تعالیٰ انہیں ثبات قدم بھی عطا فرمائے اور ان ظلموں سے بھی بچائے۔ اسی طرح پاکستان کے احمدیوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں وہاں بھی آجکل پنجاب میں خاص طور پر باقاعدہ منصوبہ بندی سے ظلم کئے جا رہے ہیں۔ یہ مخالفتیں نہ پہلے کچھ بگاڑ سکیں اور نہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ بگاڑ سکیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہمیشہ رہی اور ہمیشہ ہم نے یہی دیکھا کہ دشمن خائب و خاسر ہوا اور ہو رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہوتا رہے گا۔ نواحمدیوں کی استقامت، مخالفت کے نتیجہ میں لوگوں کی جماعت احمدیہ کی طرف توجہ اور تبلیغ کے نئے راستوں کے کھلنے، مخالفین کی اپنے بد ارادوں میں ناکامی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے سعید فطرت لوگوں کی حق کی طرف رہنمائی اور مختلف ممالک میں الہی نصرت و تائید کے روشن نشانات پر مشتمل ایمان افروز واقعات کا تذکرہ۔ ڈینش احمدی حاجی نوح سوین ہینسن (Haji Nuh Svend Hansen) صاحب کا ذکر خیر۔			
خطبہ: 15	مورخہ: 14 اپریل	بمقام: Raunheim، فرینکفرٹ۔ جرمنی	صفحہ: 159-172
خلاصہ: ہمارے لوگوں کی عادت ہے کہ عین موقع پر کام شروع کرتے ہیں اور اس خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ کام ہو جائے گا۔ اللہ کا فضل ہے بعض کام ہنگامی طور پر ہو بھی جاتے ہیں اور جس طرح جماعت احمدیہ کے کام ہوتے ہیں شاید کسی اور کے نہ ہو سکیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے planning نہ کی جائے۔ آپ لوگوں نے اپنے عہدیدار منتخب کئے ہیں تو آپ کا فرض بھی بتا ہے کہ ان کے کاموں میں اُنکل پیدا کرنے کے لئے اور عقل پیدا کرنے کے لئے ان کے لئے باقاعدہ دعا بھی کرتے رہا کریں۔ مکرم پروفیسر ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب شہید آف سبزہ زار لاہور، مکرم ایچ ناصر الدین صاحب مبلغ انچارج ایسٹ گوداوری انڈیا اور مکرمہ صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کا ذکر خیر۔			
خطبہ: 16	مورخہ: 21 اپریل	بمقام: Raunheim، فرینکفرٹ۔ جرمنی	صفحہ: 173-185
خلاصہ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس جماعت کو قائم کرنے آئے تھے وہ صرف اعتقادی اصلاح کرنے والی نہیں تھی بلکہ ہر سطح اور ہر لحاظ سے عملی اصلاح کرنے والی جماعت تھی۔ پس اس لحاظ سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ ہم اس کے			

حصول کے لئے کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟ جماعتی تقریبات میں شامل ہونے والے غیر مسلم مہمانوں کو جب حقیقی اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا جاتا ہے تو اس کا ان پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ بعض مہمانوں کے ایسے تاثرات کا تذکرہ۔ کتاب ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے غیروں پر گہرے اثرات کا تذکرہ۔ اب حقیقی علم اور اسلام کی صحیح تصویر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلام پڑھ کر ہی مل سکتی ہے۔ یاد رکھیں جو فیصلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں وہی اصل فیصلے ہیں اور آپ کے علم کلام کی بنیاد پر جو تفسیریں جماعت میں خلفاء نے کی ہیں وہی حقیقی تفسیریں ہیں، انہیں پڑھیں اور اپنا علم بڑھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کے حکم اور عدل بن کر آئے تھے۔ ہمیں یہ بات ہر وقت اپنے سامنے رکھنی چاہئے۔ پہلی بات تو یہ کہ ہمیں کسی احساس کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں۔ دوسری بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جو لڑچجر اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھوڑا ہے اس کو پڑھنا اور اس سے علم حاصل کرنا حقیقی اسلام کے بارے میں ہمیں بتاتا ہے۔ پس جہاں خود پڑھیں وہاں دوسروں کو بھی دیں جن کے ساتھ گہرا واسطہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب اور ارشادات میں ہر قسم کے سوالوں کے جواب دیئے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں نے یہ کہا تھا اور میں کہتا ہوں کہ مطالعہ کرنا چاہئے۔ اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے ہمیں اس مطالعہ کی بہت ضرورت ہے۔ فقہی مسائل ہیں یا روزمرہ کے معاملات سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں یا علمی مسائل ہیں یہ سب باتیں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لڑچجر میں مل جاتی ہیں اور خلفاء نے اس کو مزید کھول کر بیان کیا ہے۔ پس اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے اسے پڑھیں اور اس پر غور کریں۔

خطبہ: 17	مؤرخہ: 28 اپریل	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 186-199
خلاصہ: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا کہ ہر قسم کی شدت پسندی اور دہشت گردی اور ظلم اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اگر بعض لوگوں کے فعل یا ان کی حرکتیں اسلام کے نام پر دنیا میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کی کوشش کرنے والی ہیں تو یہ اس تعلیم کی وجہ سے نہیں جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دی ہے بلکہ اس تعلیم سے دور ہونے کی وجہ سے ہے اور اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادے اور آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کو نہ ماننے کی وجہ سے ہے۔ جب اس تعلیم کی روشنی میں دنیا کو امن، بھائی چارے، صلح اور آشتی کا راستہ دکھاتے ہیں تو بے اختیار اکثر شریف الطبع غیر مسلموں کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم تو بڑی خوبصورت تعلیم ہے۔ چنانچہ اس بات کا اظہار میرے جرمنی کے اس دورے کے دوران بھی مختلف فنکشنز میں ہوا جو مسجدوں کے افتتاح اور سنگ بنیاد کے موقع پر تھا۔ جرمنی کے حالیہ دورہ کے دوران مساجد کے افتتاح اور سنگ بنیاد کی تقریبات میں شامل ہونے والے مہمانوں کے بعض تاثرات کا تذکرہ۔ جرمنی کے حالیہ دورہ کے دوران مساجد کے افتتاح اور سنگ بنیاد کی وسیع پیمانے پر میڈیا کوریج، ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ایک اندازے کے مطابق 39 ملین افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یو کے میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو پھیلانے کا وسیع پیمانے پر کام ہو رہا ہے اور جماعت کا بڑا تعارف ہوا ہے۔ یہاں یو کے میں جماعتی فنکشنز کے ذریعہ دنیا بھر میں اسلام کا تعارف ہوتا ہے۔ ماہ مارچ 2017ء میں یو کے میں ہونے والی پیس کانفرنس کی میڈیا کوریج اور اس میں شامل ہونے والے مہمانوں کے تاثرات کا تذکرہ۔ الجزائر اور پاکستان اور دنیا کے ان ممالک کے احمدیوں کے لئے جہاں احمدیت کے خلاف زیادہ جوش اُبل رہا ہے خاص طور پر دعائی تحریک۔			
خطبہ: 18	مؤرخہ: 05 مئی	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 200-211
خلاصہ: ہم حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں جب ہم عارضی اور دنیاوی خواہشات اور لذت کو اپنا مقصد نہ بنائیں۔ قرآن و حدیث اور			

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں دنیاوی لہو و لعب اور تفاخر اور مکارثی الاموال والا ولاد میں مبتلا ہونے سے بچنے اور حسنت الدنیا کے حصول کے بارہ میں اہم نصائح۔ مکرم بشارت احمد صاحب آف خانپور ضلع رحیم یار خان اور مکرمہ پروفیسر طاہرہ پروین ملک صاحبہ آف لاہور، ہر دو شہداء کا ذکر خیر۔

خطبہ: 19	مورخہ: 12 مئی	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 212-223
خلاصہ: قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں مخالفتوں اور مظالم پر صبر کرنے اور دعاؤں سے کام لینے کی تاکید بدایات کا تذکرہ۔ آجکل جماعت احمدیہ کے افراد پر مختلف ممالک میں سختی، پریشانی اور تکلیف کے جو حالات ہیں اس پر ہمارا کام ہے کہ صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے۔ اس کے آگے جھکیں۔ وہی ہے جو انیمہ الکفر کو پکڑ کر ہمیں ان سے بچانے کی، ان کے کمروں سے بچانے کی، ان کی تدبیروں سے بچانے کی سب سے زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ اور جماعت کی تاریخ میں ہم یہی دیکھتے آئے ہیں کہ دشمن اپنی تمام تر طاقتوں اور وسائل کے باوجود بھی ناکام و نامراد رہی ہو اسے اور جماعت کا قدم آگے ہی بڑھتا چلا گیا ہے۔ پاکستان میں بھی آجکل آزاد کشمیر میں پاکستانی ٹلاں کے زیر اثر وہاں کا ٹلاں بھی اور وہاں کے سیاستدان بھی احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد کشمیر اسمبلی میں پیش کر رہے ہیں بلکہ پیش ہوئی ہے۔ بہر حال یہ لوگ کچھ بھی کرنا چاہیں کر لیں۔ پاکستان کی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر کیا حاصل کر لیا؟ کون سی جماعت کی ترقی رک گئی؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت تو نئی سے نئی وسعتوں کو حاصل کرتی چلی جا رہی ہے۔ الجزائر، بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور عرب ممالک میں احمدیت کی مخالفت کا تذکرہ۔ مکرم پی بی ناظم الدین صاحب آف پیٹنگاڈی کیرالہ کا ذکر خیر			
خطبہ: 20	مورخہ: 19 مئی	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 224-236
خلاصہ: اسلام کی تعلیم جو آنحضرت ﷺ پر اتری ہر معاملے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اس رہنمائی پر عمل کرنے والا بن جائے تو ایک حسین معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ اس وقت میں اس حوالے سے مردوں کی مختلف حیثیتوں سے ذمہ داریوں کے معاملے میں کچھ کہوں گا۔ مرد کی گھر کے سربراہ کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے۔ مرد کی خاوند کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے۔ مرد کی بحیثیت والد کے بھی ذمہ داری ہے۔ پھر اولاد کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے۔ اگر ہر مرد ان ذمہ داریوں کو سمجھ لے اور انہیں ادا کرنے کی کوشش کرے تو یہی معاشرے کے وسیع تر امن کے قیام کی اور محبت اور بھائی چارے کے قائم کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ یہی باتیں اولاد کی تربیت کا ذریعہ بن کر پُر امن اور حقوق انسانی کے قائم کرنے والی نسل کے پھیلنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ گھروں کے سکون انہی باتوں سے قائم ہو جاتے ہیں۔ دونوں جگہ، قادیان میں بھی اور پاکستان میں بھی نظارت اصلاح و ارشاد اور ذیلی تنظیموں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور باقی دنیا میں بھی اپنی تربیت کے پروگرام کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ تبلیغ کر رہے ہیں اور دینی مسائل سیکھ رہے ہیں لیکن گھروں میں بے چینیاں ہیں تو اس سب علم اور تبلیغ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ قرآن مجید، احادیث نبوی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور اسوہ کی روشنی میں مردوں کو نہایت اہم نذریں نصائح۔			
خطبہ: 21	مورخہ: 26 مئی	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 237-249
خلاصہ: مسلمانوں کی اکثریت اس بات کو سمجھتی نہیں کہ خلافت کا نظام کس طرح قائم ہو گا۔ خلافت نہ دنیاوی طاقت سے مل سکتی ہے، نہ دنیاوی چالاکیوں سے، نہ نام نہاد علماء کے جمع ہو کر قرار دیاں پاس کرنے سے کہ مسلمان اکٹھے ہوں اور اپنا کوئی خلیفہ چن			

لیں، اس طرح نہیں ہوگی۔ خلافت کا نظام جو خوف کو امن میں بدلنے والا نظام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے تمکنت دین کا ذریعہ بننے والا ہے۔ اس کا تعلق اس ذریعہ سے قائم ہونے والی خلافت سے ہے جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل میں آنا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ جمعہ میں فرمایا کہ **وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ** اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی مبعوث کیا جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے ذریعہ جاری نظام کے علاوہ کون ہے جو آج ایمان کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جو امن، پیار اور محبت کے ساتھ اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ ایمانوں کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ کفر و الحاد کے اس دور میں یہی حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا کام ہے جسے ہمیں کرنا چاہئے اور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ آپ کے بعد قدرت ثانیہ جو کہ خلافت ہے اس کے ذریعہ پھر اللہ تعالیٰ آپ کے مشن کی تکمیل کرے گا اور اسلام کو دوبارہ غلبہ عطا فرمائے گا اور ماننے والوں کی تسکین کے سامان بھی کرے گا۔ پس مشکلات بھی آئیں گی، ابتلاء بھی آئیں گے لیکن آخری فتح انشاء اللہ جماعت احمدیہ کی ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے جاری ہونے والا نظام خلافت ہی وہ حقیقی نظام ہے جس کے ساتھ ترقیات وابستہ ہیں اور دنیا کی امن و سلامتی بھی وابستہ ہے۔ عارضی روکوں کے باوجود اسلام کا غلبہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اور آپ کے بعد جاری نظام خلافت کے ذریعہ ہی ہونا ہے۔ مخالفین چاہیں جتنا مرضی زور لگالیں ان کے حصہ میں نامرادی اور ناکامی ہی ہے۔ مکرم چوہدری حمید احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمد سلیمان اختر صاحب (آف یو کے) کا ذکر خیر۔

خطبہ: 22	مؤرخہ: 02 جون	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 250-261
خلاصہ: قرآن مجید، احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے ماہ رمضان کی فضیلت، اس کی غرض و غایت، تقویٰ کے حصول، اس کے مراتب اور تقاضوں کا بصیرت افزو تذکرہ اور اس حوالہ سے افراد جماعت کو نہایت اہم نصائح مکرم خواجہ احمد حسین صاحب درویش قادیان کا ذکر خیر۔			
خطبہ: 23	مؤرخہ: 09 جون	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 262-277
خلاصہ: انسان کے متقی ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ وہ عبادت کرنے والا ہو یا صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کر رہا ہو بلکہ متقی وہ ہے جس کا اخلاقی معیار بھی اعلیٰ ہو، اور وہ اپنے اخلاق سے دوسروں پر اپنی نیکی اور تقویٰ کا اثر قائم کرے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف ارشادات کے حوالہ سے اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی اہمیت اور اس بارہ میں اہم نصائح۔ حقیقی توبہ کی تین بنیادی شرائط کا تذکرہ۔ آجکل بھی بیشتر لوگ جو احمدیت میں داخل ہوتے ہیں کسی نہ کسی احمدی کے اخلاق سے متاثر ہو کر یا مجموعی طور پر جماعت کے اخلاق سے متاثر ہو کر احمدی ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس بات پر نظر رکھنی چاہئے کہ اخلاق صرف اسے تقویٰ میں بڑھانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ایک دینی فریضہ ہیں اور دوسروں کی اصلاح کا ذریعہ بھی ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو اپنے اخلاق پہ نظر رکھنی چاہئے۔ مکرم لطف الرحمن محمود صاحب (امریکہ) ابن مکرم میاں عطاء الرحمن صاحب اور مکرم مرزا عمر احمد صاحب (ربوہ) ابن مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کا ذکر خیر۔			
خطبہ: 24	مؤرخہ: 16 جون	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 278-291
خلاصہ: گزشتہ خطبہ میں میں نے اخلاق کا تقویٰ سے تعلق بتایا تھا کہ تقویٰ کے لئے اخلاق ضروری ہیں اور اس بارے میں حضرت			

مسح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی کہ متقی انسان اس وقت بنتا ہے جب اس میں تمام خُلق موجود ہوں۔ سب سے اہم بات یا خُلق جو ایک مومن کی بنیادی شرط ہے وہ سچائی پر قائم ہونا ہے اور جھوٹ سے بچنا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے سچائی کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کا تذکرہ اور اس حوالہ سے افراد جماعت کو اہم نصائح۔ حال ہی میں نیشنل جیو گرافک کے ایک رسالہ میں شائع ہونے والے ایک مضمون کے حوالہ سے کہ لوگ جھوٹ کیوں بولتے ہیں بعض وجوہات کا تذکرہ اور ان پر تبصرہ۔ اور اسلامی تعلیمات کے حوالہ سے سچائی اور قولِ سدید کو اختیار کرنے کی تاکید۔ ایک اہم نیکی جو مومن کا خُلق ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے وہ عاجزی اور تکبر سے دُوری ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے تکبر کی مختلف صورتوں کا تذکرہ اور ان سے بچنے اور عاجزی کو اختیار کرنے کی نصائح۔

خطبہ: 25	مؤرخہ: 23 جون	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 305-292
خلاصہ: رمضان تو ایک ٹریننگ کیپ کے طور پر آتا ہے۔ رمضان تو اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرض کیا ہے کہ جن نیکیوں کو تم بجالا رہے ہو اس میں مزید ترقی کرو اور ہر آنے والا رمضان جب ختم ہو تو ہمیں عبادات اور نیکیوں کی نئی منزلوں اور بلند یوں پر پہنچانے والا ہو اور پھر ہم عبادتوں اور نیکیوں کے نئے اور بلند معیار قائم کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہم سے مستقل مزاجی کے ساتھ ان نیکیوں پر چلنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ پانچ فرض نمازوں کو ان کے وقت پر سنوار کر ادا کرنے، نماز جمعہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار کرنے، تلاوت قرآن کریم کے التزام اور اسے سمجھ کر پڑھنے اور اس میں مذکور احکامات پر عمل کی کوشش کرنے اور دیگر اخلاق اور نیکیوں کو اختیار کرنے سے متعلق قرآن و حدیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اہم نصائح ہم میں سے ہر ایک کو رمضان میں سے یہ عہد کرتے ہوئے نکلنا چاہئے کہ جو باتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں اور جو باتیں ہمیں کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائیں ان کو ہم ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے ان کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کریں۔ مکرّمہ مشتاق زہرہ صاحبہ آف ربوہ اہلیہ مکرم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب (مرحوم) اور مکرم عبدہ بکر صاحب آف مصر کا ذکر خیر۔			

خطبہ: 26	مؤرخہ: 30 جون	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 316-306
خلاصہ: رمضان اپنی بیشمار برکتیں لے کر آتا ہے اور جو لوگ اس کی حقیقت کو سمجھتے ہیں وہ اس سے فیض بھی پاتے ہیں۔ ہر شخص کو خود بھی اپنے لئے دعا کرنی چاہئے کہ اب ہمارے قدم پیچھے نہ ہٹیں بلکہ آگے بڑھتے رہیں اور کوشش بھی کرنی چاہئے کہ جہاں تک حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں ہم پہنچے ہیں ان سے قدم کبھی پیچھے نہ ہٹیں۔ اگر ہم نے حقیقی زندگی حاصل کرنی ہے تو پھر سال کے باقی گیارہ مہینوں میں بھی خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ ایک مومن کا کام ہے کہ اپنے اس ذاتی دائرے سے باہر نکل کر جماعت کے لئے بھی بہت دعا کریں۔ مُسلم اُنّہ کے لئے، اپنے اپنے ملکوں کے لئے بھی دعا کریں۔ دنیا پر جو بھیانک خطرات منڈلا رہے ہیں ان کے دور ہونے کے لئے بھی دعا کریں۔ پاکستان اور الجزائر میں احمدیت کی شدید مخالفت اور معاندین کے بد ارادوں اور مکروں کے حوالہ سے افراد جماعت کو خاص طور پر دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی تاکید جماعت احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر جماعت کو اپنی پناہ میں لیا ہے اور دشمن ناکام و نامراد بنی ہوا ہے۔ پس اگر ضرورت ہے تو اس بات کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مضبوط قلعہ میں پناہ لینے کے لئے اپنی دعاؤں اور ذکر کو نہ صرف قائم رکھیں بلکہ بڑھائیں۔ جو باہر کے ممالک میں ہیں، یورپ میں اور ترقی یافتہ ممالک میں رہتے			

ہیں وہ بھی اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھیں۔ صرف مسلمانوں کی حالت یا احمدیوں کی حالت کا ہی سوال نہیں ہے بلکہ پوری دنیا کے حالات ایسے ہو رہے ہیں جو دنیا خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور اپنی تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ہم احمدی کمزور ہیں۔ ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں ہے۔ ہمارے پاس دولت نہیں ہے۔ ہمارے پاس حکومت نہیں ہے۔ لیکن ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق آنے والے مسیح و مہدی کو مان لیا ہے جس سے اب دنیا کا امن اور سلامتی وابستہ ہے اور یہ حضرت مسیح موعودؑ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل کرنے سے قائم ہو گا۔ دنیا اگر جنگوں کی تباہی اور بربادی سے بچ سکتی ہے تو صرف ایک ہی ذریعہ سے بچ سکتی ہے اور وہ ہے ہر احمدی کی ایک درد کے ساتھ ان تباہیوں سے انسانیت کو بچانے کے لئے دعا۔

خطبہ: 27	مؤرخہ: 07 جولائی	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 317-327
خلاصہ: مخالفین کے بد انجام، سعید فطرت لوگوں کی حق کی طرف رویہ و کشف کے ذریعہ رہنمائی، مسیح موعود علیہ السلام کے دلی جموں کے گروہ کے بڑھنے سے متعلق نہایت ایمان افروز واقعات کا تذکرہ۔ خدا تعالیٰ باوجود مخالفتوں کے، شیطانی حملوں کے سعید فطرت لوگوں کی رہنمائی فرماتا رہتا ہے اور ان کے سینے کھولتا ہے اور احمدیت قبول کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ پیشار ایسے واقعات سامنے آتے ہیں جب اللہ تعالیٰ خود پکڑ کر لوگوں کو قبول احمدیت کی توفیق عطا فرماتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و نصرت کے نظارے دکھاتا ہے۔			

خطبہ: 28	مؤرخہ: 14 جولائی	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 328-338
خلاصہ: اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی اکثریت یہ سوچ رکھتی ہے اور ان کو یہ توجہ ہے یا کم فکر ہے کہ کس طرح اپنے بچوں کی تربیت کرنی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم احمدیوں پر بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی وجہ سے ہماری سوچیں اس زمانے میں جبکہ دنیا کی خواہشات نے ہر ایک کو گھیرا ہوا ہے، یہ ہیں کہ ہم اپنی اولاد کے لئے صرف دنیا کی فکر نہیں کرتے بلکہ دین کی بہتری کا بھی خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بچوں کی پیدائش سے پہلے سے لے کر تربیت کے مختلف دوروں میں سے جب بچہ گزرتا ہے تو اس کے لئے دعائیں بھی سکھائی ہیں اور تربیت کا طریق بھی بتایا ہے اور والدین کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم یہ دعائیں کرنے والے اور اس طریق کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دینے والے ہوں تو ایک نیک نسل آگے بھیجنے والے بن سکتے ہیں۔ واقفین نو کے والدین کو بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے کہ اپنے بچوں کو دین کی طرف توجہ دلائیں۔ جو واقفین نو ہیں وہ پہلے جماعت سے پوچھیں کہ جماعت کو ضرورت ہے کہ نہیں اور جماعت اگر ان کو اپنے کام کرنے کی اجازت دیتی ہے تو کریں ورنہ ان کو خالصتاً اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور والدین کے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنا چاہئے۔			

خطبہ: 29	مؤرخہ: 21 جولائی	بمقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 339-349
خلاصہ: جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کی خدمت کے سلسلہ میں احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں کارکنان اور رضا کاران کو نہایت اہم تاکیدیں نصائح مکرّم سید محمد احمد صاحب ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ اور مکرّمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرّم چوہدری محمد صدیق بھٹی صاحب کا ذکر خیر۔			

خطبہ: 30	مؤرخہ: 28 جولائی	بمقام: حدیقتہ المہدی۔ آلٹن (Alton)	صفحہ: 350-356
خلاصہ: اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج یو کے (UK) کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ دعاؤں پر ان دنوں میں بہت زور دیں اور جن کو			

توفیق ہے وہ صدقات بھی دیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے اور سب لوگ، یہاں آکر شامل ہونے والے بھی اور دنیا میں مختلف ممالک میں رہنے والے احمدی بھی جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جلسہ کی کارروائی سن رہے ہیں، جلسہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور دشمن کے ہر شر سے بچنے کے لئے دعا کریں۔ جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں نہایت اہم نصائح۔ جلسہ کے موقع پر بازار اور نمائشوں اور بعض انتظامات کے حوالہ سے تذکرہ اور مہمانوں اور میزبانوں کو مختلف امور سے متعلق خصوصی توجہ دینے کی تاکید۔

خطبہ: 31	مؤرخہ: 04 اگست	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 372-357
خلاصہ: اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ گزشتہ ہفتے خیریت سے منعقد ہوا۔ پس اس بات پر ہم اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے اور حقیقی شکر تب ہی ادا ہو سکتا ہے جب ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہیں۔ یہ شکر گزاری کارکنوں کی طرف سے بھی ہونی چاہئے اسی طرح شامل ہونے والوں کو بھی شکر گزار ہونا چاہئے تاکہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنیں اور ان کی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی چلی جائیں۔ نیز جو خدمت پر مامور کارکن تھے ان کا بھی ان لوگوں کو شکر گزار ہونا چاہئے جو شامل ہوئے۔ مختلف ممالک سے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مسلم اور غیر مسلم مہمانوں کے تاثرات کا ایمان افروز تذکرہ۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے نو مبائعین کے ایمان افروز تاثرات کا بیان۔ عالمی بیعت کی تقریب کا غیر معمولی اثر۔ عالمی پریس میں جلسہ کی کوریج۔ مختلف ممالک کے صحافیوں کے جلسہ کے بارہ میں تاثرات۔ بہر حال جلسہ کے ماحول اور ڈیوٹی دینے والوں کا ایک اثر ہے جو ہر انصاف پسند کو متاثر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام ڈیوٹی دینے والوں کو اور شامل ہونے والوں کو بھی جزا دے جو اسلام کی اس خاموش عملی تبلیغ کا حصہ بنے ہیں۔ ہمیں خاص طور پر ان ہزاروں کارکنان کو اور کارکنات کو، لڑکوں اور لڑکیوں، مردوں اور عورتوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہئے۔ پریس اور میڈیا میں وسیع پیمانے پر جلسہ کی کوریج۔ آن لائن میڈیا، ٹی وی، ریڈیو، اخبارات، سوشل میڈیا، ایم ٹی اے کی لائیو سٹریمنگ، افریقہ کے مختلف ممالک کے ٹی وی چینلز وغیرہ کے ذریعہ کروڑوں افراد تک پیغام پہنچا۔ بعض ممالک میں ٹی وی چینلز نے جلسہ کی مکمل کارروائی نشر کی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ہماری کوششیں اس میں بہت معمولی ہوتی ہیں۔ گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی کینیڈا سے ساڑھے تین سو کے قریب خدام چارٹر جہاز کے ذریعہ آئے اور جلسہ کے بعد وقار عمل کر کے وائنڈ آپ کے کام میں حصہ لیا۔ مکرمہ صاحبہ ادی ذکیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبہ کرمل مرزا داد احمد صاحب۔ اور مکرم طارق مسعود صاحب (مرہبی سلسلہ) ابن مکرم مسعود احمد طاہر صاحب۔ اور مکرم نکیل احمد منیر صاحب۔ سابق امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا کا ذکر خیر۔			

خطبہ: 32	مؤرخہ: 11 اگست	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 383-373
خلاصہ: ہر احمدی جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل کرتا ہے وہ روحانی اخلاقی علمی اعتقادی بہتری کے لئے ایک عہد کرتا ہے پس اگر ضرورت ہے تو اس چیز کی کہ ہم بیعت کرنے کے بعد اس کی تفصیلات جاننے کی کوشش کریں اور بیعت کے عہد کو سامنے رکھیں۔ احمدی و کیلوں کو بھی چاہئے اور فریقین کو بھی کہ وہ اپنے عہد بیعت اور اللہ تعالیٰ کے خوف کو اپنے مفادات پر ترجیح دیں۔ ایک مومن کا کام ہے کہ جھگڑوں کو طول دینے کی بجائے اپنی ضدوں پر اڑنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اندر نرمی پیدا کر کے جماعتی نظام یا قضا میں اپنے معاملات لائیں اور کوشش یہ ہو کہ ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں ہم			

نے ان غلط فہمیوں یا جائز ناجائز شکایتوں کو دور کر کے آپس میں پیار اور محبت سے زندگی گزارنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رحم اور بخشش کو جذب کرنے کے لئے ہمیں دنیا میں اپنے معاملات میں ایک دوسرے سے نرمی اور رحم کا سلوک کرنا چاہئے نہ کہ صرف سختی اور پکڑ اور صرف اپنے حق کی فکر ہو۔ باہمی لین دین اور قرضوں کے حصول اور ادائیگی کے معاملات میں سچائی اور دیانت سے معاملات طے کرنے اور قضا کے فیصلوں کو تسلیم کرنے اور ضدوں اور آناؤں کو چھوڑنے کی بابت قرآن مجید اور احادیث نبویہ ﷺ کے حوالہ سے اسلامی تعلیم کا تذکرہ اور افراد جماعت کو اہم نصائح۔

خطبہ: 33	مؤرخہ: 18 اگست	بہقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 394-384
خلاصہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تدلل بھی اختیار کرتے ہیں، صلح کے لئے ہر شرط کو قبول کر لیتے ہیں لیکن پھر بھی دوسرا فریق ظلم کا رویہ اپناتا ہے۔ اگر حقیقت میں دوسرا فریق ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو پھر وہ اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ کاٹا جائے گا اور پھر آگے یہ بھی فرمایا کہ بد بخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ پس وہ لوگ جو ضد کرتے ہیں ان کے لئے بہت بڑا انداز ہے۔ بیعت کے منشاء کو پورے کئے بغیر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حق کی ادائیگی اور صلح اور صفائی بھی ضروری ہے۔ ہمدردی خلق اور صلح ایک ایسا خلق ہے جس کو اپنانے کی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ پس ہر احمدی کو اس پہ بہت توجہ دینی چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے ہمدردی بنی نوع انسان، صلح جوئی، اعلیٰ اخلاق کے مظاہرہ اور خدا تعالیٰ کی رضا کو فوقیت دینے وغیرہ امور سے متعلق نہایت اہم نصائح۔			

خطبہ: 34	مؤرخہ: 25 اگست	بہقام: DM-Arena، کالسروئے۔ جرمنی	صفحہ: 408-395
خلاصہ: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے بیعت کی غرض و غایت اور اس کے مخالف تقاضوں کا تذکرہ اور اس حوالے سے افراد جماعت کو نہایت اہم نصائح۔ جلسہ کے دنوں میں اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ ادھر ادھر پھرنے کی بجائے جلسہ کے پروگراموں میں شامل ہوں۔ تمام تقریریں سنیں۔ ہر تقریر کسی نہ کسی رنگ میں علمی، اعتقادی اور روحانی ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔ تمام شامل ہونے والے ڈیوٹی دینے والوں سے بھی مکمل تعاون کریں۔ کارکنان بھی ہر جگہ جہاں بھی ڈیوٹی پر ہیں انتہائی خوش اخلاقی سے ہر ایک سے پیش آئیں۔			

خطبہ: 35	مؤرخہ: 01 ستمبر	بہقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 423-409
خلاصہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیائے احمدیت کو اس طرح اکٹھا اور باخبر کر دیا ہے کہ اب خلیفہ وقت کے دوروں اور جماعتی پروگراموں اور خبروں کو سننے کے لئے لمبا انتظار اور جماعتی رسائل اور اخبارات کا انتظار نہیں کرنا پڑتا بلکہ ساتھ ہی ساتھ ہر خبر پہنچ رہی ہوتی ہے۔ ہر پروگرام دیکھا جا رہا ہوتا ہے۔ بلکہ جلسوں کی کارروائی اور ماحول کے بارے میں سننے والوں کی طرف سے بعض موقعوں پر فوری تبصرے اور جذبات کے اظہار پروگراموں کے دوران ہی ہو رہے ہوتے ہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور حمد کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت میسر فرما کر کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ایک وحدت بنا دیا ہے اور ایک لڑی میں پروئے جانے کے ظاہری نظارے کا خوبصورت سامان میا فرما دیا ہے۔ پس اس کے لئے ہمیں جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے وہاں ایم ٹی اے کا کارکنان جن میں رضا کار کارکن بھی شامل ہیں اور کل وقتی بھی ان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ جلسہ سالانہ جرمنی کی پریس اور میڈیا			

کورتج کا تذکرہ۔ مختلف ذرائع سے کروڑوں افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔ اس دورے کے دوران ایک مسجد کے افتتاح کی بھی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا بھی مہمانوں پر بہت اچھا اثر ہوا اور انہوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ یہ اسلام تو جرمنی میں پھیلنا چاہئے۔ اس فنکشن کی بھی اچھی کورتج ہوئی۔

خطبہ: 36	مؤرخہ: 08 ستمبر	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 424-435
خلاصہ: مجلس شوریٰ جب کوئی بھی منصوبہ بندی کرتی ہے تو ممبران شوریٰ کی مختلف آراء سامنے آتی ہیں اور پھر ایک رائے قائم ہوتی ہے یا ممبران کی اکثریت کی ایک رائے قائم ہوتی ہے اور پھر اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے ایک لائحہ عمل تجویز ہو کر خلیفہ وقت کے پاس منظوری کے لئے بھجوا یا جاتا ہے اور جب منظوری ہو جاتی ہے تو اس پر اپنی تمام تر صلاحیتوں اور طاقتوں کے ساتھ عمل درآمد کرنا اور کروانا ممبران مجلس شوریٰ کی بھی ذمہ داری ہے اور ہر سطح کے جماعتی عہدیداران کی بھی ذمہ داری ہے۔ تبلیغ کے کام کو بہتر کرنے یا اسے وسعت دینے کے لئے جو تجویز مجلس شوریٰ برطانیہ میں زیر بحث آئی اور اس پر فیصلے ہوئے یا دنیا کے کسی بھی ملک میں اس پر مشورے ہوئے اور خلیفہ وقت سے منظوری کے بعد عمل درآمد کے لئے جماعتوں کو بھجوائے گئے۔ اس پر عمل درآمد کرنے اور کروانے کے لئے ہر ممبر مجلس شوریٰ اور ہر سطح کے عہدیداران کو اب بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ صرف یہ نہ سمجھیں کہ کیونکہ تبلیغ سے متعلق ایک تجویز ہے اس لئے صرف سیکرٹری تبلیغ ہی اس کا ذمہ دار ہے کہ کام کرے یا اگر کوئی تجویز کسی بھی دوسرے شعبہ سے متعلق ہے تو متعلقہ سیکرٹری ذمہ دار ہے۔ سورۃ النحل آیت 126 کی نہایت پُر معارف تفسیر۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں کامیاب تبلیغ کے لئے رہنما اصولوں کا تذکرہ اور اس حوالہ سے افراد جماعت کو اہم نصائح۔			

خطبہ: 37	مؤرخہ: 15 ستمبر	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 436-448
خلاصہ: آجکل مغربی پریس اور میڈیا یہ سوال کرتا ہے کہ تم اسلام کی امن پسند تعلیم کی باتیں کرتے ہو لیکن مسلمانوں کی اکثریت یہ باتیں نہیں کرتی اور نہ ہی وہ تمہیں مسلمان سمجھتی ہے۔ احمدیوں کی تعداد بھی دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں بہت ہی تھوڑی ہے۔ جب یہ صورتحال ہے تو پھر احمدی کس طرح اسلام کی حقیقی تعلیم پر چلنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر تم کہتے ہو کہ یہی اسلام ہے تو باقی مسلمانوں کو تم کس طرح اس تعلیم پر چلنے کے لئے قائل کرو گے۔ ہمارا جواب ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ ہم اسلام کی جس تعلیم کی بات کرتے ہیں اسے قرآن کریم سے، حدیث سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت کرتے ہیں۔ ہماری کوئی ہوائی باتیں نہیں ہیں کہ غیروں کو متاثر کرنے کے لئے، ان کے اعتراضات دور کرنے کے لئے ہم کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ہر گز شدت پسندی کی تعلیم نہیں ہے یا کوئی آجکل کے حالات دیکھ کر ہم نے اپنا یہ موقف اختیار نہیں کیا ہوا۔ ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ہمیشہ سے ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی تعلیم ہے۔ ہمارا کام تبلیغ کا کام ہے۔ مشنری کام ہے سو یہ ہم کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔ مسلمانوں میں سے بھی یہ لوگ اکثریت میں ہم میں شامل ہو رہے ہیں اور دوسرے مذاہب میں سے بھی لوگ ہم میں شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ یہی اقلیت ایک دن اکثریت میں بدل جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اس کے نمونے ہم ہر روز دیکھتے ہیں۔ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں جو لوگ جماعت میں شامل ہوتے ہیں ان میں سے اکثریت مسلمانوں میں سے ہی ہے۔ بعض کو پہلے تعارف ہوتا ہے اور پھر وہ استخارے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے جماعت میں شمولیت اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض تبلیغ سنتے ہیں جس میں اب مبلغین، معلمین یا داعیان کے علاوہ ہمارے			

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے چینل بھی شامل ہو گئے ہیں، تو یہ پیغام سن کر ان کے دل اللہ تعالیٰ کھولتا ہے۔ بعض ایسے ہیں جو جماعت کے مخالفین کی مخالفت اور ان کے انجام کو دیکھ کر احمیت قبول کر لیتے ہیں۔ بعض کو اللہ تعالیٰ نشان دکھاتا ہے۔ خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احمیت کی صداقت کی طرف رہنمائی کے مختلف واقعات کا ایمان افروز تذکرہ۔ مکرمہ خورشید رقیہ صاحبہ (اہلیہ مکرم منظور احمد صاحب گھنوں کے مرحوم درویش قادیان) اور مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب نیو جرسی امریکہ کا ذکر خیر۔

خطبہ: 38	مؤرخہ: 22 ستمبر	بہقلم: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 460-449
خلاصہ: دنیا میں مجلسوں کی بہت سی قسمیں ہیں یا مختلف مجالس کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں۔ مجلس کے جو بھی پروگرام ہوں ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو۔ ان میں لغویات سے پرہیز ہو۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جو مجالس کے بارے میں ہدایت فرمائی ہے وہ یہی ہے کہ سرکشی اور بغاوت سے پاک، گناہوں سے پاک، رسول کی نافرمانی سے بچنے والی اور تقویٰ پر چلنے والی مجالس مومنوں کی ہونی چاہئیں۔ لیکن افسوس کہ آج کل مسلمانوں کی اکثر مجالس اس کے بالکل خلاف ہیں دنیاوی مشوروں کی مجالس میں ایک مجلس یو این او (UNO) کی بھی ہے۔ ابھی گزشتہ دنوں ہی اس کا ایک اجلاس ہوا۔ امریکہ کے صدر کی تقریر تھی۔ اس پر یہاں کے جو مغربی مضمون نگار ہیں، تجزیہ نگار ہیں انہوں نے بھی لکھا ہے کہ اس تقریر سے بجائے امن کے فساد اور فتنہ پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ ہمیں اپنی حالتوں کا بھی جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان کو کبھی برداشت نہیں ہو گا کہ وہ جماعت کو ترقی کرتا ہو ادیکھ سکے۔ شیطان نے اپنی فطرت کے مطابق ہمارے اندر بھی بے چینی پیدا کرنے اور پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے رہنا ہے۔ پس وہ لوگ جو بعض دفعہ اکٹھے ہو کر بیٹھتے ہیں اور اپنے مقامی حلقے یا شہر کے نظام جماعت یا ملک کے نظام جماعت کے متعلق باتیں کرتے ہیں وہ لوگ اصل میں بعض دفعہ بلکہ حقیقت میں شیطان کے بہکاوے میں آ جاتے ہیں۔ شیطان کا کام کیونکہ ہمدرد بن کر وار کرنا ہے اس لئے ایسی مجلسوں میں ایسے لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں جو حقیقت میں جماعتی نظام کے خلاف نہیں ہوتے بلکہ جماعت کے درد کو محسوس کرنے کی وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ فتنہ پیدا کرنے والا صحیح کہہ رہا ہے۔ وہ اُسے فتنہ پیدا کرنے والا تو نہیں سمجھتے لیکن یہ سمجھتے ہیں کہ اظہار خیال کرنے والا اور ہمدردی کے رنگ میں بات کرنے والا صحیح کہہ رہا ہے اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ حالانکہ اگر اصلاح کی ضرورت ہے تو ملکی بالا نظام تک اور خلیفہ وقت تک بات پہنچائی جانی چاہئے اور اس کے بعد پھر ادھر ادھر مجلسیں لگا کر باتیں کرنا اور ایسے انداز میں باتیں کرنا جیسے بڑے راز کی باتیں کی جارہی ہیں، بڑی اہم باتیں کی جارہی ہیں اور جماعت کا بڑا درد رکھتے ہوئے باتیں کی جارہی ہیں۔ یہ بالکل غلط طریقہ کار ہے اور یہ گناہ اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی اور تقویٰ سے دوری کی علامتیں ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس سلسلہ میں ہوشیار رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہمیشہ ہر اندرونی اور بیرونی فتنہ سے بچائے اور ہمیشہ نیکی اور تقویٰ کی مجلس میں بیٹھنے اور اس کا حصہ بننے کی توفیق دے۔ مجلس کی مختلف قسموں اور حالتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت اہم اور زریں ارشادات کے حوالہ سے افراد جماعت کو نصائح۔ آج یہاں لجنہ الماء اللہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے پروگراموں کا زیادہ حصہ دینی اور علمی مجالس ہونا چاہئے۔ اور شامل ہونے والی عورتیں بھی یاد رکھیں کہ وہ کسی میلے میں شامل ہونے کے لئے نہیں آئیں۔ مکرم بلال عبد السلام صاحب آف فلاڈلفیا (امریکہ) کا ذکر خیر۔			
خطبہ: 39	مؤرخہ: 29 ستمبر	بہقلم: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 475-461
خلاصہ: آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ یو کے کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے میں انصار کو ایک انتہائی اہم اور بنیادی چیز کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں اور وہ ہے نماز۔ انصار اللہ کو خاص طور پر سب سے زیادہ اس بات کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ			

ان کا ہر ممبر نماز باجماعت کا عادی ہو بلکہ ہر ناصر کو خود اپنا جائزہ لینا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ وہ نماز باجماعت کے عادی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کی اہمیت، اس کی فرضیت، اس کی حکمت، اس کو پڑھنے کا طریق، اس کا مقصد، اس کا فلسفہ اور اوقات کا فلسفہ، غرض اس موضوع پر مختلف پیرائے میں بار بار مختلف موقعوں پر اور جگہوں پر توجہ دلائی ہے۔ آپ کے بعض ارشادات اس وقت میں پیش کروں گا جو اس کی اہمیت اور حکمت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

خطبہ: 40	مورخہ: 106 اکتوبر	بہقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 490-476
خلاصہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے افراد کی اسلام احمدیت کی صداقت کی طرف رہنمائی، تبلیغ میں ایم ٹی اے کے کردار، نئی جماعتوں کے قیام، نو احمدیوں کے اخلاص و وفا، قربانی اور جذبہ تبلیغ، قبولیت دعا، صبر و استقامت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو تقویت ایمان کے لئے زبردست نشانوں کا اظہار، مخالفین کی مخالفت اور ان سے خدا تعالیٰ کی عبرت ناک سلوک، جماعتی کتب و لٹریچر کی تاثیرات، بیعت کے بعد اپنی زندگیوں میں نمایاں پاک تبدیلیوں، ریڈیو پروگراموں کے ذریعہ بیعتوں اور تبلیغی مساعی کے نیک اثرات سے متعلق نہایت ایمان افروز اور روح پرور واقعات کا تذکرہ۔			
خطبہ: 41	مورخہ: 13 اکتوبر	بہقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 504-491

خلاصہ: پاکستان میں سیاست دان بھی اور علماء بھی و قفا و قفا کسی نہ کسی بہانے سے احمدیوں کے خلاف اپنا غبار نکالتے رہتے ہیں۔ ان کے خیال میں قوم کو اپنے پیچھے چلانے اور اپنا ہم نوائی کا اور شہرت حاصل کرنے کا یہ سب سے آسان طریقہ ہے۔ اور سب سے بڑا ہتھیار جو مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے وہ ختم نبوت کا ہتھیار ہے۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ہم نے کسی غیر ملکی طاقت سے نہ ہی کبھی یہ کہا ہے کہ ہمیں پاکستانی اسمبلی کے آئین میں ترمیم کروا کر قانون اور آئین کی نظر میں مسلمان بنوایا جائے۔ نہ ہی ہم نے کسی پاکستانی حکومت سے کبھی اس چیز کی جھجک مانگی ہے۔ نہ ہی ہمیں کسی اسمبلی یا حکومت سے مسلمان کہلانے کے لئے کسی سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے، کسی سند کی ضرورت ہے۔ ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں کیونکہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کہا ہے۔ ہم کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھنے والے ہیں۔ ہم تمام ارکان اسلام اور ارکان ایمان پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ ہم اس بات پر علی وجہ البصیرت قائم ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف صاف اور واضح لکھا ہے۔ متعدد جگہ اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ جو ختم نبوت کا منکر ہے میں اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ وہ نہ احمدی ہے، نہ مسلمان ہے۔ پس ہمارے خلاف یہ شورش پیدا کی جاتی ہے اور ہم پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں اور نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ یہ نہایت گھٹیا اور گھناؤنا الزام ہے جو ہم پر لگایا جاتا ہے۔ پاکستان کی اسمبلی میں قانون بنانے کے الفاظ کے بارے میں ان کے جو آپس کے معاملات طے تھے ان کے طے ہو جانے کے بعد پھر چند دن پہلے ایک ممبر اسمبلی نے بلا وجہ ایک اشتعال دلانے والی تقریر کی ہے۔ یہ صرف اسمبلی کے ممبران کو جھوٹی غیرت دلانے کے لئے نہیں تھی بلکہ اس کے ساتھ ہی عوام کو بھڑکانے اور ملک میں فساد پیدا کرنے کی ایک کوشش تھی تاکہ احمدیوں کے خلاف سارے اٹھ کھڑے ہوں۔ اور یہ بھی اس کی کوشش تھی کہ اپنے آپ کو ملک کا بڑا وفادار لیڈر ثابت کرے تاکہ اس کی سیاسی زندگی کو شاید کوئی نئی زندگی مل جائے۔ اپنی طرف سے بڑا میدان مارنے والے اس ممبر اسمبلی نے کہا کہ ہماری غیرت گوارا نہیں کرتی

کہ قائد اعظم یونیورسٹی میں فزکس ڈیپارٹمنٹ کا نام ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے نام پر رکھا جائے کیونکہ وہ کافر ہیں۔ وہ ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتے۔ ان کو یہ سوچنا چاہئے جس نے یہ نام رکھا ہے وہ بھی تو خود ان کی اپنی ہی پارٹی کے وزیر اعظم تھے اور صدر تھے۔ اور یہی نہیں بلکہ اس ممبر اسمبلی کے سرسبھی ہیں۔ اس وقت کیوں نہ غیرت دکھائی اور اس وقت کیوں نہ غیرت کا اظہار کیا جب یہ سب کچھ رکھا جا رہا تھا۔ اگر پاکستان کی اسمبلی یہ نام بدلنا چاہتی ہے تو بڑی خوشی سے بدلے۔ سلام خاندان کو یا جماعت احمدیہ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر کہتے ہیں کہ احمدیوں کو فوج میں بھرتی نہیں کرنا چاہئے۔ آج تک کی پاکستان کی تاریخ تو یہ بتاتی ہے کہ جتنے احمدی بھی فوج میں گئے انہوں نے ملک کی خاطر ہر قربانی دی۔ عام طور پر سپاہی یا جو نیئر کمشنڈ افسر یا زیادہ سے زیادہ کرئل میجر تک کے لوگ قربانیاں دیتے ہیں۔ لیکن احمدی وہ ہیں جن کے لوگ جزل کے رینک تک بھی پہنچے تو اگلے مورچوں پر رہے اور شہید بھی ہوئے تو احمدی جزل۔ اسی طرح احمدیوں پر یہ اعتراض کئے جاتے ہیں کہ یہ قوم کی خدمت نہیں کرتے۔ یہ قوم کے وفادار نہیں ہیں۔ لیکن میں پورے وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج پاکستان میں احمدی ہی ہیں جو حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيمَانِ پر یقین رکھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ اپنا جان مال قربان کرنے والے ہیں اور کر رہے ہیں۔ سیاسی دکانداری چکانے کے لئے صرف تقریریں کرنے والے نہیں ہیں اور نہ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق ہے۔ ہم مذہب کی خاطر جان دینے والے تو ہیں لیکن مذہب کے نام پر سیاست چکانے والے اور مذہب کے نام پر خون کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں اور آپ کی ناموس کی خاطر ہر قربانی دیتے ہیں اور دینے کے لئے تیار ہیں اور دے رہے ہیں اور انشاء اللہ دیتے رہیں گے۔ ہر پاکستانی احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ یہ دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو جس کی خاطر احمدیوں نے بڑی قربانیاں بھی دی ہیں اور ابتدا سے لے کر اب تک قربانیاں دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ سلامت رکھے اور ظالم جابر لیڈروں اور مفاد پرست علماء سے اسے بچائے اور دنیا کے آزاد اور باوقار ملکوں میں پاکستان کا بھی شمار ہونے لگے۔

خطبہ: 42	مورخہ: 20 اکتوبر	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 517-505
خلاصہ: آج ہم دیکھتے ہیں تو سب سے زیادہ فساد کی حالت مسلمان ممالک میں ہے۔ مسلمان گروہوں میں ہے۔ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر سرگرم ہیں۔ ہر ایک لَالِہُ اللہ اللہ توڑھتا ہے اور دوسرے لَالِہُ اللہ اللہ پڑھنے والے کا خون کرتا ہے۔ اس کا حق مارتا ہے۔ کسی بھی ذریعہ سے اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ کیا یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے جس پر یہ لوگ عمل کر رہے ہیں؟ کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہے جس کی یہ لوگ پیروی کر رہے ہیں؟ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ دنیا داری غالب ہے۔ اگر مذہب کا نام بھی لیتے ہیں تو سیاست چکانے کے لئے اور اپنے زعم میں اپنی حکومتیں قائم کرنے کے لئے یا بچانے کے لئے۔ کیا اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرے اس کا یہی حال ہوتا ہے جو آج کل کے مسلمانوں کا ہے۔ علماء جن کو عانت المسلمین عام طور پر اللہ تعالیٰ کا پیارا سمجھتے ہیں، اس کے قریب سمجھتے ہیں، وہ سب سے زیادہ دنیا میں فساد پیدا کر رہے ہیں۔ اب تو خود پاکستان میں بعض تجزیہ نگار اور کالم نویس اخباروں میں بھی لکھنے لگ گئے ہیں دوسرے میڈیا پر بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ حالت ان نام نہاد علماء نے ایسی کر دی ہے۔ پس اس وقت مسلمان علماء کی عمومی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قرآن اور سنت کی حقیقت بتانے والا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق بھیج دیا ہے۔ لیکن علما نہ خود اس کی بات سننا چاہتے ہیں، نہ عوام کو سننے دیتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کے خلاف کفر کے فتوے دے کر ایک عمومی خوف و ہراس اور فتنہ و فساد کی صورت پیدا کر دی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارفع و اعلیٰ مقام اور آپ			

کی کامل اتباع کے نتیجے میں ملنے والے مراتب کا بصیرت افروز اور روح پرور تذکرہ۔			
خطبہ: 43	مؤرخہ: 27 اکتوبر	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 518-532
خلاصہ: فَاَسْتَبْقُوا الْغَيْرَتَ یعنی تم نیکیوں میں ہمیشہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور پھر نیکیاں بجالانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے بہترین مخلوق قرار دیا ہے۔ نیکی کیا چیز ہے؟ حقیقی نیکی کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے؟ نیکیوں کی حقیقت، اس کی حکمت اور اس کی روح کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے پُر معارف بیان۔ مکرم حامد مقصود عاطف صاحب (مرہبی سلسلہ)، مکرم علی سعید موسوی صاحب (سابق امیر جماعت تنزانیہ) اور مکرمہ نصرت بیگم صادقہ صاحبہ، آف ربوہ کا ذکر خیر۔			
خطبہ: 44	03 نومبر	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 533-545
خلاصہ: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مالی قربانی کے بارہ میں بعض نصائح کا تذکرہ، دنیا کے مختلف ممالک میں پرانے احمدیوں اور نوجوانوں کی مالی قربانی اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے ان سے سلوک اور ان کے اموال میں برکت کے نہایت ایمان افروز واقعات کا بیان۔ التحریک جدید کے چوراسیویں (84) سال کے آغاز کا اعلان۔ مختلف پہلوؤں سے ممالک اور جماعتوں کی مالی قربانی کا جائزہ۔ کچھ عرصہ قبل مسجد بیت الفتوح کمپلیکس میں آگ لگنے سے عمارت کو جو نقصان ہوا اس کی تعمیر نو کے لئے۔ یو کے کی جماعت کے افراد اور دنیا بھر کے مخیر حضرات کو مالی قربانی کی تحریک۔ تین سال کے عرصہ میں اپنی رقم کے جو بھی وعدے کریں ان کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن کم از کم تیسرا حصہ پہلے سال میں ہی ضرور ادا کر لیں۔ مکرم عادل حمود ناخوڑہ صاحب آف مین کا ذکر خیر۔			
خطبہ: 45	مؤرخہ: 10 نومبر	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 546-556
خلاصہ: بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو اپنا حق لینے یا یہ سمجھتے ہوئے کہ میرا حق ہے اور دوسرے کا حق مارنے کے لئے سچائی سے کام نہیں لیتی۔ آجکل معاشرے کے بہت سے مسائل اس لئے ہیں کہ عدل اور انصاف کے معیار اس پائے کے نہیں ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اپنی باتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا عام بات ہے۔ افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ بعض اوقات ہم میں سے بھی بعض لوگ دنیا داری اور ماحول کے زیر اثر باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے ایسی باتیں کر جاتے ہیں اور ایسی گواہی دیتے ہیں جو حقائق سے دور ہوتی ہے۔ ہم نے اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد بیعت کو پورا کرنا ہے اور آپ کے مشن کی تکمیل کرنی ہے اور اسلام کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا ہے اور تبلیغ کا حق ادا کرنا ہے تو پھر اسی اصول کے مطابق تمام اعلیٰ اخلاق کو اپنانا ہو گا جو اسلام کی تعلیم ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں، جن کے بارے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ کرو۔ اگر ہماری گواہیاں حق اور انصاف کے مطابق نہیں ہیں، اگر ہمارے گھریلو اور معاشرتی تعلقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق نہیں ہیں، اگر ہمارے دل دشمنوں کے لئے بھی بغض اور کینوں سے پاک نہیں ہیں تو پھر ہماری تبلیغ حقیقی ہدایت پہنچانے والی تبلیغ نہیں ہوگی۔			
خطبہ: 46	مؤرخہ: 17 نومبر	بہ مقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 557-568
خلاصہ: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے دعویٰ کی صداقت کے بارہ میں پیش فرمودہ مختلف دلیلوں اور علامات، نشانات کا تذکرہ۔ مسیح موسوی اور مسیح محمدی میں مماثلتوں کا بیان۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت موسوی علیہ السلام سے ہے تو اس مماثلت کے لحاظ سے ضروری ہے کہ اس صدی کا مجدد مسیح ہو کیونکہ مسیح چودھویں صدی پر موسوی کے بعد آیا تھا اور آجکل چودھویں			

صدی ہی ہے۔ مسیح موعود کی تکذیب اصل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل دے کہ وہ صرف مولویوں کی باتوں میں نہ آئیں بلکہ اپنی عقل استعمال کریں اور خالص ہو کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل کھولے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر اس حالت سے باہر نکلیں جس ایک عجیب حالت میں آج کل مسلمان دنیا بھنسی ہوئی ہے۔ بلیک یار رسول اللہ کہنے والے تو اصل میں ہم احمدی ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سنا کہ جب میرا مسیح و مہدی آئے تو اس کو ماننا۔ اس کو سلام کہنا۔ یہ ہے بلیک کہنے کا صحیح طریقہ۔

خطبہ: 47	مؤرخہ: 24 نومبر	بہقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 581-569
خلاصہ: گزشتہ خطبہ میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بتایا تھا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر انسان تعصب سے پاک ہو کر اور ہر قسم کی ضد سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، بے چین ہو کر اللہ تعالیٰ سے نمازوں میں دعا مانگے تو چالیس دن نہیں گزریں گے کہ اللہ تعالیٰ اس پر حق کھولے گا۔ لیکن صاف دل ہونا، ہر قسم کے تعصب سے پاک ہونا یہ انتہائی ضروری ہے۔ بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی آپ کی زندگی میں خوابوں کے ذریعہ سے رہنمائی فرمائی۔ یہ سلسلہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں شروع ہوا تھا آج بھی قائم ہے۔ نیک فطرت لوگوں کی اللہ تعالیٰ رہنمائی بھی فرماتا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے سعید فطرت اور حق کے متلاشی لوگوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوابوں اور رویا کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی طرف رہنمائی کے ایمان افروز واقعات کا بیان۔			

خطبہ: 48	01 دسمبر	بہقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 594-582
خلاصہ: 12 ربیع الاول کا دن وہ دن ہے جب دنیا میں وہ نور آیا جس کو اللہ تعالیٰ نے سراج منیر کہا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَا مَسْكَنَتُ إِلَّا رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ (الانبیاء: 108)۔ اور ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ جو صرف انسانوں کے لئے نہیں بلکہ چاند پرند سب کے لئے رحمت ہے۔ جو صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی رحمت تھا اور ہے۔ اور جس کی تعلیم ناقیمت ہر ایک کے لئے رحمت ہے۔ پاکستان اور دوسرے مسلمان ممالک میں فتنہ و فساد اور رسول اللہ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ سے انحراف کی تکلیف دہ صورت حال کا تذکرہ اور آنحضرت ﷺ کی محبت الہی، قیام عبادت اور ہمدردی بنی نوع انسان اور عجز و انکسار وغیرہ اخلاق عالیہ کی دلاویز روشن مثالوں کے حوالہ سے آپ کے اُسوۂ حسنہ کو اپنانے کی تاکید۔ پہلوں سے ملنے والی آخرین کی اس جماعت کے افراد کا بھی فرض بنتا ہے کہ اس اُسوۂ کی پیروی کرتے ہوئے جیسے صحابہ نے عبادتوں کے معیار بلند کئے ہم بھی اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں۔ ایفریقین امریکن احمدی سسٹر محترمہ سلمیٰ غنی صاحبہ آف فلاڈلفیا (امریکہ) کا ذکر خیر۔			

خطبہ: 49	08 دسمبر	بہقام: بیت الفتوح۔ لندن	صفحہ: 604-595
خلاصہ: آج کل جو مسلمان ملکوں میں فساد کی حالت ہے وہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو دین سے دُور ہٹے ہوؤں کی اور دنیا داروں کی حالت بتائی تھی وہ مسلمانوں کی ہے۔ لیڈر ہیں تو دولت سمیٹنے کے لئے عوام کی خدمت کا نعرہ لگا کر حکومت میں آتے ہیں اور پھر دونوں ہاتھوں سے وہ لوٹ چاتے ہیں کہ تصور سے باہر ہے۔ علماء کو عوام کے دین کی بہتری کی فکر کم ہے۔ اصل کوشش یہ ہے کہ دین کے نام پر عوام کو اپنے پیچھے چلائیں اور کسی طرح حکومت میں آئیں یا حکومت سے مفاد اٹھائیں اور دولت اکٹھی کریں اور جائیدادیں بنائیں۔ ایک مومن کا کام ہے کہ دنیاوی چیزوں پر فخر کرنے اور اس کے حصول کے لئے اپنی تمام تر کوششیں صرف کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا تلاش			

کرے۔ بعض ملک بڑے ملکوں کی پناہ میں آنا چاہتے ہیں ان کو خدا بنا لیتے ہیں۔ یہ سب چیزیں ختم ہونے والی ہیں۔ مسلمان ممالک کے لیڈر جو دنیاوی خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور جنہوں نے عملاً خدا تعالیٰ کے بجائے بڑی طاقتوں کو اپنا خدا بنایا ہو ہے اور سمجھتے ہیں کہ ان سے دوستی ہماری بقا اور ترقی کی ضمانت بن سکتی ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے زوال آتا ہے تو پھر دنیاوی دوستیاں اور معاہدے کام نہیں آیا کرتے۔ لگتا ہے کہ اب ان بڑی طاقتوں پہ بھی خاص طور پہ امریکہ پہ بھی یہ کام شروع ہو چکا ہے اور نتیجہ کب نکلتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی کوششیں اب ان حالات میں مزید تیز تر ہوں گی اس لئے مسلمان دنیا کے لئے ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے۔ سب سے بڑھ کر ہمیں یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مسیح موعود اور مہدی معبود کو پہچانیں جس کے ساتھ جڑ کر یہ آپس میں بھی اور دنیا میں بھی امن قائم کرنے والے بن سکتے ہیں۔

صفحہ: 605-617

بمقام: بیت الفتوح۔ لندن

15 دسمبر

خطبہ: 50

خلاصہ: قرآن مجید، احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور تاریخی واقعات کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ارفع مقام اور ان کے ایمان، اخلاص، وفا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اعمال صالحہ کے اعلیٰ درجہ کے معیاروں کا تذکرہ اور ان پاکیزہ روشن مثالوں کے حوالہ سے افراد جماعت کو ان نمونوں کو اپنانے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی تاکید نصائح۔

صفحہ: 618-631

بمقام: بیت الفتوح۔ لندن

22 دسمبر

خطبہ: 51

خلاصہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی زندگیوں اور ان کے اخلاص و فدائیت، عبادت میں شغف، راہ مولا میں دی گئی قربانیوں اور اخلاق حسنہ کا نہایت ایمان افروز تذکرہ اور اس حوالہ سے ان کے پاک نمونوں کو اپنانے کے لئے افراد جماعت کو نہایت اہم نصائح۔ مکرمہ عریضہ ڈفن تھار صاحبہ اہلیہ مکرم فہیم ڈفن تھار صاحبہ آف ہالینڈ کی سین میں وفات۔ مرحومہ وہاں یتیمی کی خبر گیری کے لئے قائم ادارہ دارالاکرام کی انچارج تھیں۔ مرحومہ کے اخلاص و وفا اور خصائل حمیدہ کا تذکرہ اور نماز جنازہ غائب۔

صفحہ: 632-643

بمقام: بیت الفتوح۔ لندن

29 دسمبر

خطبہ: 52

خلاصہ: آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کا جلسہ سالانہ شروع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جلسہ کے تین دن وہاں خیریت سے گزریں اور جس مقصد کو لے کر مخلصین جماعت اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں وہ مقصد حاصل کرنے والے ہوں۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے بلند مقاصد کا تذکرہ اور ان مقاصد کے حصول کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے افراد جماعت کو اہم نصائح۔ آج دنیا کو مسیح موعود کے ماننے والوں کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ دعا کا مضمون ایسا ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شمار جگہ مختلف مجالس میں بھی ذکر فرمایا اور اپنی تحریرات میں بھی لکھا۔

دعا کیا ہے؟ اور اس کے لئے کیسی حالت اختیار کرنی چاہئے؟ دعاؤں کی قبولیت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اور دعائی تمام مسائل کا حل ہے۔ اس بارے میں جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑا کھول کر بیان فرمایا ہے اور ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ دعاؤں کی طرف خاص توجہ کرو۔ دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ سب ذاتی رنجشوں اور کدورتوں کو بھلا دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گر گڑ گراتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی بھی مانگی جائے اور آئندہ کے لئے اپنے دل کو پاک صاف رکھنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جائے۔ دعاؤں کے لئے اضطراب بھی ضروری ہے اور پھر اس یقین پر قائم ہونا بھی ضروری ہے کہ ہر قسم کی اضطراب کی حالت میں اللہ

تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو کام آتی ہے۔ وہی ہے جو دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان ہر روز نیکیوں میں ترقی کرے۔ یہ ایک نکتہ ہے جو سمجھنے والا ہے جو آپ نے فرمایا کہ ہماری دعائیں جب ایک نکتہ پر پہنچ جائیں گی اس معیار پر پہنچ جائیں گی۔ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو پھر تمام جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کی آنکھیں کھولے اور یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت سے باز آکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاون و مددگار بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دعاؤں کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ خاص طور پر قادیان میں شاملین جلسہ دعاؤں پر بہت توجہ دیں۔ اور اس جلسہ میں شمولیت کو اپنے اندر ایک انقلابی تبدیلی لانے والا بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

1

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 06 جنوری 2017ء بمطابق 06 صلح 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

دنیا میں انسان ذاتی تسکین کے لئے بھی، ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے بھی مال خرچ کرتا ہے اور کبھی صدقہ و خیرات بھی کر دیتا ہے۔ لیکن آج دنیا میں کوئی ایسا گروہ نہیں ہے، کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جس کے ممبران اور افراد دنیا کے ہر شہر اور ہر ملک میں ایک مقصد کے لئے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر اپنے مال خرچ کرنے کے لئے پیش کر رہے ہوں اور وہ مقصد بھی دین کی اشاعت اور خدمت خلق کا مقصد ہو۔ ہاں صرف ایک جماعت ہے جو یہ کام کر رہی ہے اور وہ وہ جماعت ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے قائم فرمایا ہے۔ وہ جماعت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی جماعت ہے۔ وہ جماعت ہے جو مسیح موعود اور مہدی معبود کی جماعت ہے جس کے سپرد اسلام کے ساری دنیا میں قیام کا کام ہے جو گزشتہ تقریباً 128 سال سے خدمت اسلام اور خدمت انسانیت کے لئے اپنا مال قربان کر رہی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جماعت کو قرآنی تعلیم کی روشنی میں مال کے صحیح مصرف اور مال کی قربانی کا ادراک عطا فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "میں بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے۔" یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ "کیونکہ اسلام اس وقت تنزل کی حالت میں ہے۔ بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے۔" فرمایا "جب یہ حالت ہو گئی ہے تو کیا اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں؟ خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس اس کی ترقی کے لئے سعی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے۔"

پھر فرمایا "یہ وعدے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے دے گا میں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔ دنیا میں ہی اسے بہت کچھ ملے گا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر

آرام میسر آتا ہے۔ غرض اس وقت "میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ "میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرو۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 393-394)

پس آپؐ کے صحابہؓ نے اس بات کو سمجھا اور اپنے مال دینی مقاصد کے لئے پیش کئے جس کا ذکر بھی کئی مواقع پر آپؐ نے فرمایا کہ کس طرح آپؐ کے ماننے والے مالی قربانیوں میں بڑھنے والے ہیں۔ مثلاً منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے جب تحریک ہوئی۔ آپؐ بہت ساری تحریکات فرماتے تھے۔ اشاعت لٹریچر کے لئے اور بعض دوسرے مقاصد کے لئے، اسی طرح منارۃ المسیح کے لئے بھی جب آپؐ نے تحریک کی تو منشی عبدالعزیز صاحبؒ پٹواری نے جو قربانی کی اس کا ذکر کرتے ہوئے بلکہ دو افراد عبدالعزیز صاحبؒ اور شادی خان صاحبؒ کا ذکر فرمایا۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ: "میری جماعت میں سے دو ایسے مخلص آدمیوں نے اس کام کے لئے چندہ دیا ہے جو باقی دوستوں کے لئے درحقیقت جائے ریشک ہے۔ ایک ان میں سے منشی عبدالعزیز نام ہے۔ ضلع گورداسپور میں پٹواری ہیں جنہوں نے باوجود اپنی کم سرمایگی کے ایک سو روپیہ اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سو روپیہ کئی سال کا ان کا اندوختہ ہو گا۔ فرمایا کہ یہ اس لئے زیادہ قابل تعریف ہیں کہ ابھی وہ ایک اور کام میں بھی ایک سو چندہ دے چکے ہیں۔ پھر فرمایا کہ دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھائی ہے میاں شادی خان لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اب اس کام کے لئے دو سو روپیہ چندہ بھیج دیا ہے۔ اور یہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائیداد پچاس روپے سے زیادہ نہ ہو۔ فرمایا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ کیونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے ہم دینی تجارت کر لیں اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھاسب بھیج دیا۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 314-315)

اسی طرح اور بہت سے لوگوں کی مثالیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب اور ملفوظات میں بیان فرمائی ہیں جنہوں نے اپنی ضروریات کی پروا نہ کرتے ہوئے دینی اغراض کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے افراد کو قربانیوں کی یہ جاگ ایسی لگی ہے کہ ایک کے بعد دوسری نسل قربانیاں کرتی چلی جا رہی ہے بلکہ وہ لوگ جو دور دراز ممالک کے رہنے والے ہیں، بعد میں آکر شامل ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں وہ بھی ان بزرگوں کی قربانیوں کی جب باتیں سنتے ہیں یا پھر یہ سنتے ہیں کہ فلاں مقصد کے لئے قربانی کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سن کر پھر قربانیوں کی روح کو سمجھتے ہیں تو وہ بھی ایسی ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ امراء سے زیادہ اوسط درجے کے لوگ اور غرباء ہیں جو قربانیاں پیش کرتے ہیں اور حیرت انگیز نمونے دکھاتے ہیں۔ انہیں یہ خیال نہیں ہوتا کہ ہماری معمولی سی قربانی سے کیا فرق

پڑے گا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو سمجھتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَاتَتْ أَكْثُهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِْبْهَا وَابِلٌ فَطُلٌّ - وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ - (البقرة: 266) اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو۔ اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

پس غریب لوگوں کی یہ قربانی ظلّ یعنی شبنم کی طرح ہے۔ یہ ذرا سی نمی جو ان کی معمولی قربانی سے دین کے باغ کو ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیشمار پھل لاتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ہم ایک غریب جماعت ہونے کے دنیا میں ہر جگہ اشاعت اسلام اور خدمت خلق کے کام کو کر رہے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے کاموں میں برکت بھی اللہ تعالیٰ اس قدر ڈالتا ہے کہ دنیا حیران ہوتی ہے کہ اتنے تھوڑے وسائل سے تم اتنا زیادہ کام کس طرح کر لیتے ہو۔ یہ اس لئے ہوتے ہیں کہ یہ قربانیاں کرنے والے وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں جن کی مثال اللہ تعالیٰ نے اس طرح دی ہے کہ فرمایا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ۔ اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے خرچ کرتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی رضا مقصد ہو تو پھل بھی بہت لگتے ہیں، برکت بھی بہت پڑتی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ان قربانیوں کی آج بھی مثالیں ہیں بلکہ بیشمار مثالیں ہیں۔ ان میں سے چند پیش کرتا ہوں۔

قادیان سے ہزاروں میل دور رہنے والی ایک بچی جب احمدیت اور حقیقی اسلام کی آغوش میں آتی ہے تو اس کی سوچ کس طرح تبدیل ہو جاتی ہے اور قربانی کا اسے کیا ادراک حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کا واقعہ اس بچی کی زبانی سن لیں۔ یہ بچی یوگنڈا میں رہنے والی ہے۔ اُن پڑھ نہیں بلکہ یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہے۔ کہتی ہے کہ گذشتہ جولائی میں مجھے یونیورسٹی کے داخلہ سے پہلے کچھ چیزیں خریدنی تھیں لیکن اس کے لئے رقم ناکافی تھی اور میرا چندہ بھی بقایا تھا سو میں نے وہ رقم چندے کے لئے دے دی۔ میرا پختہ ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور میری مدد کرے گا اور میں مطمئن تھی کہ میں نے اپنا چندہ ادا کر دیا۔ ایک مہینے کے بعد جب ابھی یونیورسٹی کھلنے میں تین دن باقی تھے تو میری ایک آنٹی نے میری ماں کو فون کیا کہ میں کب یونیورسٹی جا رہی ہوں اور مجھے اپنے گھر بلایا۔ جب میں شام کو ان کے گھر گئی تو انہوں نے مجھے کچھ رقم پکڑائی جو میری یونیورسٹی کی ضروریات سے کہیں زیادہ تھی۔ اور یہ رقم چندہ میں دی گئی رقم سے دس گنا زیادہ تھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو سنا اور ایسی جگہ سے میری مدد کی جہاں سے مجھے امید بھی نہیں تھی۔

پھر انڈیا کے ایک صاحب ہیں ان کے بارے میں وہاں کے انسپکٹر قمر الدین صاحب لکھتے ہیں کہ کیرالہ کی

جماعت منجیری سے ایک صاحب تعلق رکھتے ہیں Rexine کا کاروبار ہے۔ کہتے ہیں چندہ وقف جدید کی وصولی کے لئے میں ان کی دکان پر گیا تو کہنے لگے ان کا کافی پیسہ پھنسا ہوا ہے اس لئے بہت دقت پیش آرہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود موصوف نے ایک بھاری رقم کا چیک دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت تو اکاؤنٹ میں اتنے پیسے نہیں ہیں مگر دعا کریں کہ خاکسار جلد جلد اس کی ادائیگی کر سکے۔ کہتے ہیں اگلے روز ہی ان کا فون آیا کہ اللہ کے فضل سے چیک دینے کے بعد میرے اکاؤنٹ میں کافی بڑی رقم آگئی ہے اس لئے آپ اپنا چیک کیش کرالیں اور کہنے لگے کہ یہ صرف چندے کی برکت سے ہے کہ اتنی جلدی اللہ تعالیٰ نے یہ سامان پیدا کر دیا۔

پھر مشرقی افریقہ کے ایک ملک تنزانیہ میں رہنے والی ایک بیوہ خاتون کی مثال ہے جس کے بارے میں تنزانیہ کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ارننگاؤن کے معلم صاحب ایک بیوہ خاتون امینہ کے پاس چندہ وقف جدید کی ادائیگی کے لئے گئے تو انہوں نے بڑے افسردہ دل سے کہا کہ اس وقت پاس کچھ نہیں مگر جو نہی کہیں سے انتظام ہوا تو میں لے کر خود حاضر ہو جاؤں گی۔ معلم صاحب ابھی گھر بھی نہیں پہنچے تھے کہ وہ خاتون دس ہزار شلنگ لے کر حاضر ہوئی اور بتایا کہ یہ رقم کہیں سے آئی تھی تو سوچا کہ آپ کو دے آؤں۔ پہلے چندہ ادا کر دوں۔ اپنے خرچ بعد میں پورے کروں گی۔ کہنے لگیں میرا وعدہ پچیس ہزار کا ہے باقی پندرہ ہزار بھی جو نہی مجھے ملے میں لے کے آ جاؤں گی۔ چنانچہ دس منٹ کے بعد وہ دوبارہ رقم لے کر آ گئیں اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا سلوک دیکھیں کہ میں دس ہزار جو اس کی راہ میں دے کر گئی تھی ابھی گھر بھی نہیں پہنچی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پینتیس ہزار بھجوا دیئے اور جس میں سے پندرہ ہزار بقایا چندہ ادا کرنے کے بعد بھی میرے پاس بیس ہزار بچ جاتے ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور چندے کی برکت ہے اور اس طرح ان کا ایمان بڑھا۔

پھر سینٹرل افریقہ کا ایک ملک کونگو ہے۔ وہاں کے لوگوں میں کس طرح قربانی کی روح قائم ہوئی اور کس قدر قربانی کی روح ہے، اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ وہاں کے مبلغ رمیض صاحب لکھتے ہیں کہ کالومبائی (Kalombayi) جماعت کے ایک داعی الی اللہ سعیدی صاحب ارد گرد کی پانچ جماعتوں کا دورہ کرتے ہیں۔ تبلیغ کرتے ہیں۔ آجکل وہاں ملک کے حالات خراب ہیں اور سیوری کے مخدوش حالات کے باوجود انہوں نے اپنے حلقے کی تمام جماعتوں کا دورہ کیا۔ دورہ کرنے کے لئے باوجود اچھے حالات نہ ہونے کے ثواب کے حصول کے لئے کراہے بھی اپنی جیب سے ادا کیا۔ اس طرح دورے میں انہوں نے تریپن ہزار چندہ وقف جدید اکٹھا کیا اور جمع کرایا۔ کہنے لگے کہ میں ایک پرانا احمدی ہوں اور مجھے نوجوانوں کے لئے نمونہ بننا چاہئے۔ اب پرانے احمدی وہاں کتنے پرانے ہوں گے؟ زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس سال؟ ان کی عمر ساٹھ سال سے زائد ہے لیکن بڑی محنت سے ایک تو تبلیغ کا کام کر رہے ہیں دوسرے ساتھ ساتھ چندے کی طرف بھی لوگوں کو توجہ دلاتے ہیں۔ یہ روح ہے جو حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کو ماننے کے بعد ان لوگوں میں پیدا ہوئی۔ دُور دراز علاقوں میں رہتے ہیں، ان علاقوں میں جہاں سڑکوں کی سہولتیں بھی نہیں ہیں بلکہ وہاں سڑکیں بھی نہیں ہیں۔ زیادہ تر پانی کا علاقہ ہے اس لئے کشتیوں پہ سفر کئے جاتے ہیں اور بڑے لمبے فاصلے ہیں۔

پھر مغربی افریقہ کے ایک ملک بینن کے ایک احمدی کا نمونہ دیکھیں جسے احمدی ہوئے ابھی سال بھی نہیں ہوا لیکن قربانی کی روح کا ادراک کس معیار کا ہے بلکہ یہ تو پرانوں کے لئے بھی نمونہ ہے۔ وہاں کے مبلغ مظفر صاحب لکھتے ہیں کہ کوٹونی ریجن کے ایک گاؤں ڈیکا مے (Dekambe) میں امسال جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ یہاں کے رہائشی عمومی طور پر مچھلیاں پکڑ کر فروخت کرتے ہیں۔ چھیرے ہیں اور اسی پر ان کا گزر بسر ہے۔ لوکل مشنری نے ان گاؤں والوں کو چندے کی تحریک کی تو ایک احمدی دوست جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں انہوں نے فوراً تحریک پر لبیک کہتے ہوئے ایک ہزار فرانک کی رقم قربانی کے لئے پیش کر دی اور کہنے لگے گو کہ میرے حالات اتنے اچھے نہیں ہیں لیکن میں نہیں چاہتا کہ جس جماعت میں میں نے شمولیت اختیار کی ہے اس کی طرف سے کوئی تحریک ہو اور میں اس میں شامل ہونے سے رہ جاؤں۔

پھر خلافت سے تعلق اور خطبہ کا اثر لوگوں پر کس طرح پڑتا ہے اور پھر قربانی کی طرف کس طرح توجہ پیدا ہوتی ہے اس کی مثال مغربی افریقہ کے ملک برکینا فاسو کے بعض نوجوانوں کی ہے۔ دیکھیں ابھی احمدی ہوئے ان کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا لیکن معیار کیا ہیں؟ امین بلوچ صاحب وہاں مربی ہیں۔ لکھتے ہیں کہ 30 دسمبر 2016ء کو جب گزشتہ سال کا آخری خطبہ تھا۔ اور نئے سال کے آغاز کے حوالے سے جو خطبہ میں نے دیا تھا اسے سن کر وہاں کے بنفورا ریجن میں بعض نوجوان جو ابھی نئے احمدی ہوئے ہیں اور بعض پرانے بھی خطبہ کے فوراً بعد گھر گئے اور جو کچھ نئے سال کی تقریبات کے لئے جمع کیا ہوا تھا وہ لا کر وقف جدید میں دے دیا اور کہا کہ چونکہ خلیفہ وقت نے ہمیں نئے سال منانے کا طریق بتا دیا ہے اس لئے ہم یہ رقم چندہ میں دیتے ہیں اور رات کو تہجد ادا کر کے نیا سال منائیں گے۔ اس طرح اس دن انہوں نے تقریباً چھ ہزار فرانک سیفا چندہ دیا۔

پھر مغربی افریقہ کے ہی ایک ملک آئیوری کوسٹ کے ایک چھوٹے سے گاؤں کی نئی جماعت کے لوگوں کی قربانی دیکھیں۔ وہاں کے "بواکے" ریجن کے معلم ماما دو (Mamadou) صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے ریجن کے ایک گاؤں نیا وگو (Niavogo) کے لوگ اسی سال جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ ایک سال ہوا ہے ابھی کہتے ہیں میں نے ان نو مبائعین کو وقف جدید میں شمولیت اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کی تحریک کی۔ ان نو مبائعین کو بتایا کہ خلیفہ وقت نے یہ کہا ہے کہ تمام احمدی وقف جدید اور تحریک جدید میں شامل ہوں۔ کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ شاید کچھ لوگ تھوڑا سا چندہ ادا کر دیں کیونکہ وہاں غربت بہت زیادہ ہے لیکن صورتحال اس کے بالکل برعکس نکلی۔

اس گاؤں کے تقریباً ہر فرد نے اپنا چندہ وقف جدید ادا کیا بلکہ ایک دوست نے نہ صرف چندہ وقف جدید ادا کیا بلکہ چھ سو کلو میٹر سفر کر کے جلسہ سالانہ میں شرکت بھی کی اور آبی جان آئے۔

پھر قربانی کی ایک مثال اور اللہ تعالیٰ کا سلوک دیکھیں۔ تزانہ سے یوسف عثمان صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک احمدی بھائی پاؤں سے معذور ہیں۔ اس معذوری کی وجہ سے کوئی کام وغیرہ نہیں کر سکتے۔ تزانہ کے ہر علاقے میں ابھی تک بجلی کی سہولت مہیا نہیں ہے۔ اس لئے بعض لوگ چھوٹے چھوٹے سولر پینل لے کر اپنے گھر پر ایک آدھ بلب جلانے کا انتظام کرتے ہیں۔ ہمارے یہ احمدی بھائی بھی چھوٹا سا سولر پینل لے کر لوگوں کے موبائل چارج کر کے گزارہ کرتے ہیں اور جو بھی تھوڑی بہت آمدن ہو اس کے مطابق باقاعدگی سے چندہ ادا کرتے ہیں۔ ایک دن ہمارے معلم نے انہیں چندہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی تو کہنے لگے کہ مجھے گزشتہ دو دن میں دو ہزار شلنگ آمدن ہوئی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہی ادا کر دیتا ہوں۔ معلم صاحب نے انہیں کہا کہ اگر آپ یہ سب رقم چندے کے طور پر ادا کر دیں گے تو گھر میں بچوں کو کیا کھلائیں گے؟ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ رزاق ہے وہ خود ہی انتظام کر دے گا۔ چنانچہ معلم صاحب کہتے ہیں کہ ابھی میں نے یہ رسید کاٹی ہی تھی کہ بہت سارے لوگ ان کے پاس موبائل چارج کروانے کے لئے آئے اور انہیں اس سے زیادہ آمدن ہوئی جتنا انہوں نے چندہ ادا کیا تھا۔ اس پر احمدی بھائی نے معلم صاحب سے کہا کہ آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے چندہ ادا کرنے میں کتنی برکت عطا کی ہے کہ اس وقت اُس سے بڑھ کر رقم لوٹا دی ہے۔

پھر کس طرح قربانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والوں کو نوازتا ہے اور ان کے ایمان میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ تزانہ کے ریجن شیانگا کی ایک جماعت کے ایک دوست کے بیٹے کو شدید ملیریا لاحق ہو گیا اور ان کی جیب میں علاج کے لئے صرف پندرہ سو شلنگ تھے۔ سیکرٹری مال ان کے گھر گئے اور چندے کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے فوراً جیب سے وہی رقم نکال کے سیکرٹری مال کو دے دی۔ یہ دوست کہتے ہیں کہ پہلے تو مجھے خیال آیا کہ بیٹے کی دوائی کے پیسے کہاں سے آئیں گے۔ لیکن پھر میں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں دیا ہے تو اللہ تعالیٰ خود ہی انتظام کر دے گا۔ چنانچہ کچھ ہی دیر بعد دوسرے شہر سے ان کے بڑے بیٹے نے فون کیا کہ میں اسی ہزار شلنگ بھیج رہا ہوں اور یہ پیسے اسی دن ان کو مل گئے۔ بچے کا علاج بھی ہو گیا۔ دوسرے کام بھی ہو گئے اور ان کی ضروریات پوری ہو گئیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کئی گنا بڑھ کے مجھے عطا کر دیا اور اب یہ واقعہ وہ دوسروں کو بھی اور وہاں کے مقامی لوگوں کو جو احمدی ہیں سناتے ہیں اور چندے کی اہمیت ان پہ واضح کرتے ہیں۔

پھر مغربی افریقہ کے ایک ملک مالی کی ایک شخصی قربانی کا واقعہ ہے۔ وہاں کے مبلغ احمد بلال صاحب لکھتے ہیں کہ سکاسور ریجن کے ایک دوست نے 2013ء میں احمدیت قبول کی تھی اور احمدیت قبول کرنے کے وقت سخت

مالی مشکلات کا شکار تھے۔ مقروض ہونے کے علاوہ کئی قسم کی گھریلو پریشانیاں تھیں اور ان کی ریٹائرمنٹ کا وقت بھی قریب آ رہا تھا۔ قبولیت احمدیت کے بعد انہیں جب چندے کی برکت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے آپ سے عہد کیا کہ وہ چندہ باقاعدگی سے ادا کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور مشکل حالات کے باوجود اپنی توفیق کے مطابق چندہ ادا کرتے رہے۔ کہتے ہیں کہ چندے کی برکت سے دیکھتے ہی دیکھتے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا تمام قرض اتر گیا۔ گھریلو پریشانیاں ختم ہو گئیں۔ حکومت کی طرف سے میرے عہدے میں ترقی بھی مل گئی۔ میری ریٹائرمنٹ بھی موخر کر دی گئی۔ اب موصوف نظام وصیت میں بھی شامل ہو چکے ہیں۔

سیرالیون سے منیر حسین صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ بواجے بو (Boajibu) کی ایک جماعت کی ایک احمدی خاتون نے چار ہزار لیون کا وعدہ کیا۔ ان کی آمد کا کوئی خاص ذریعہ نہیں تھا چھوٹا سا بانچہ تھا جس میں انہوں نے کساوا لگایا ہوا تھا۔ یہ وہاں ایک پودا ہے جس کی شکر قندی کی طرح لمبی جڑیں ہوتی ہیں۔ وہ کھایا جاتا ہے تو وہی بیج کر گزارا کرتی ہیں۔ جب چندے کی ادائیگی کا وقت قریب آیا تو سیکرٹری صاحب وصولی کے لئے گئے تو جو پیسے انہوں نے چندے کی غرض سے جمع کئے ہوئے تھے وہ کسی بچے نے وہاں سے اٹھالئے اور خرچ کر دیئے اس پر وہ بڑی پریشان ہوئیں۔ اب ایمان کی بھی حالت دیکھیں۔ ان کا ایک بیٹا شراب کی دکان پر کام کرتا تھا۔ مجبوری تھی یا صحیح طرح ایمان نہیں لایا ہو گا۔ اس نے کہا کہ میں یہ پیسے دے دیتا ہوں۔ آپ کو قرض دے دیتا ہوں۔ اس پر خاتون نے سختی سے انکار کر دیا کہ یہ پیسے حلال نہیں ہیں۔ اس لئے ان پیسوں سے میں چندہ نہیں دے سکتی۔ یہ ہے ایمان کی غیرت۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ کا سلوک بھی دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنا بندے کا مقصد ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک فرمایا۔ کہتے ہیں اسی دوران ایک نامعلوم شخص آیا جسے یہ بالکل نہیں جانتی تھیں۔ اس نے دس ہزار لیون ان کو دیئے۔ انہوں نے چار ہزار لیون چندے کی بجائے دس ہزار لیون چندے میں دے دیئے اور کہا کہ یہ صرف چندے کی ادائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھجوائے ہیں اور اگلے سال کے لئے پھر انہوں نے دس ہزار لیون چندہ لکھوا دیا۔

سیرالیون سے ہی عقیل صاحب مبلغ کہتے ہیں کہ بوریکن کے ایک نو مبالغہ دوست کا ایک لمبے عرصے سے زمین کا تنازع چل رہا تھا اور مخالف فریق کافی اثر و رسوخ رکھنے والا تھا۔ بظاہر کیس کو جیتنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا۔ اسی دوران انہوں نے مسجد میں مالی قربانی کی برکات کے بارے میں سنا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے مالی قربانی کی برکات کے حوالے سے سنا تو سوچا کہ میں بھی چندہ دے دیتا ہوں۔ یہ نو مبالغہ عیسائی سے احمدی ہوئے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اس چندے کی برکت سے میری زمین کا معاملہ طے ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے حسب استطاعت چندہ ادا کر دیا۔ اس کے کچھ عرصے بعد ہی کیس کا فیصلہ ان کے حق میں ہو گیا جو بظاہر ناممکن لگ رہا تھا۔ یہ دوست کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ یہ سب مالی قربانی کی برکت کی وجہ سے ہوا ہے۔

کا گلو کشا ساسے مبلغ شاہد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خاتون چھوٹے پیانے پر تجارت کرتی ہیں۔ کہتی ہیں کہ سال کے شروع میں ملکی حالات کی وجہ سے ایسا لگ رہا تھا کہ اس کاروبار میں نفع نہیں ہو گا لیکن میں نے سال کے شروع میں وقف جدید کا چندہ ادا کر دیا اور سوچا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کی گئی تجارت خسارے کا شکار نہیں ہو سکتی۔ بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں تجارت میں منافع ہوا اور موجودہ ملکی حالات کے باوجود تجارت میں کوئی خسارہ نہیں ہوا۔

پھر احمدیوں کی قربانیوں کا دوسروں پر کتنا اثر ہوتا ہے اور یہ بھی تبلیغ کے رستے کھولتا ہے۔ اس بارہ میں بنگلہ دیش کے امیر صاحب کہتے ہیں کہ تین دوست زیر تبلیغ ہیں لیکن کافی تبلیغ کے باوجود کوئی بیعت کے لئے آمادہ نہیں ہو رہا تھا۔ گزشتہ جمعہ یہ تینوں دوست مسجد آئے۔ جمعہ کے خطبہ کے دوران وقف جدید کے حوالے سے توجہ دلائی گئی تو جمعہ کے بعد لوگ چندے کی ادائیگی کرنے کیلئے لائیں بنا کر کھڑے ہو گئے۔ ان زیر تبلیغ دوستوں نے جب یہ منظر دیکھا تو کہنے لگے کہ چندہ لینے کے لئے ہمارے مولویوں کا تو گلا اور زبان دونوں خشک ہو جاتے ہیں اور پھر بھی لوگ چندہ نہیں دیتے۔ یہاں ایک چھوٹا سا اعلان کیا گیا ہے اور لوگ چندہ دینے کے لئے لائیں بنا کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ یہی اصل اسلامی روح ہے۔ چنانچہ ان تینوں دوستوں نے اس منظر کو دیکھنے کے بعد اسی وقت بیعت کر لی اور وقف جدید کی مد میں چندہ بھی ادا کر دیا۔

پھر بسین کے ریجن کے معلم عبد اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک نومبائع جماعت "پاپازا" (Kpakpaza) میں چندے کی وصولی کے لئے دورہ کیا تو وہاں پر موجود ایک نومبائع حاجی ابو بکر صاحب نے پوچھا کہ یہ چندہ کہاں اور کیسے استعمال کیا جائے گا؟ ان کو مالی نظام کا صحیح طرح پتا نہیں تھا۔ انہیں بتایا گیا کہ جماعت احمدیہ انہی چندوں سے مساجد تعمیر کرتی ہے۔ قرآن کریم کے تراجم اور دینی کتب کی اشاعت کرتی ہے۔ اسی طرح انہی چندوں سے ہسپتال سکولز اور یتیم خانے تعمیر کئے جاتے ہیں۔ غرض چندہ میں دیا جانے والا ایک ایک پیسہ خالصۃً دینی کاموں اور فلاحی کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ابو بکر صاحب نے جب یہ سنا تو کہنے لگے مولوی مجھ سے زکوٰۃ اور خیرات لینے کے لئے آتے تھے مگر انہوں نے کبھی نہیں بتایا کہ یہ پیسے کہاں خرچ ہوں گے۔ چنانچہ اس کے بعد فوراً انہوں نے چندہ کی ادائیگی کی اور کہا کہ آئندہ سے جماعت کے تمام چندوں میں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لوں گا۔

غرض کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو ایسے لوگ عطا فرما رہا ہے جو قربانیوں میں بڑھنے والے ہیں۔ نئے احمدی ہوتے ہیں اور دنوں میں ان کے اندر خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانی کرنے کی ایک تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ ان لوگوں کے لئے بھی سوچنے کا مقام ہے بلکہ فکر کا مقام ہے جو اچھے حالات میں رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کشائش بھی دی ہوئی ہے۔ امیر ملکوں میں رہتے ہیں لیکن

ان کی قربانیاں معمولی ہوتی ہیں۔ بہر حال گویہاں بھی بہت سارے ایسے ہیں جو غیر معمولی قربانیاں دینے والے ہیں لیکن دنیا میں ہر جگہ بہت سارے امراء ایسے ہیں جو اس طرف توجہ کم دیتے ہیں۔ ان کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ جیسا کہ جنوری کے پہلے جمعہ میں وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کے اعلان کا طریق ہے تو ان چند واقعات کے بعد جو کافی واقعات میں سے چند ایک میں نے لئے تھے، یا چندے کی اہمیت بتانے کے بعد اب میں وقف جدید کے ساٹھویں سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے گزشتہ سال کے فضلوں کا ذکر بھی کر دوں کہ وصولیاں کیا ہیں؟

وقف جدید کا سال 31 دسمبر کو ختم ہوتا ہے۔ انسٹواں سال 31 دسمبر 2016ء کو ختم ہوا۔ اللہ کے فضل سے دنیا کی جماعتوں نے، جو اب تک رپورٹیں آئی ہیں اس کے مطابق، وقف جدید میں اسی لاکھ بیس ہزار پاؤنڈ کی قربانی پیش کی۔ گزشتہ سال سے یہ گیارہ لاکھ اسی ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ اور اس سال بھی پاکستان دنیا کی جماعتوں میں مجموعی طور پر وصولی کے لحاظ سے سرفہرست ہی ہے۔

مقامی کرنسی کے لحاظ سے گزشتہ سال کے مقابل پر نمایاں اضافہ کرنے والے ملکوں میں غانا سرفہرست ہے۔ مغربی افریقہ کا ملک غانا۔ پھر جرمنی ہے۔ پھر پاکستان۔ پھر کینیڈا۔ افریقن ممالک میں جن ملکوں نے قابل ذکر قربانی کی ہے وہ مالی ہے۔ برکینا فاسو ہے۔ لائبیریا ہے۔ ساؤتھ افریقہ ہے۔ سیرالیون ہے۔ سین ہے۔

پاکستان کے علاوہ مجموعی وصولی کے لحاظ سے بیرونی ممالک میں پہلی دس جماعتیں۔ نمبر ایک پر یو کے، برطانیہ ہے۔ نمبر دو پہ جرمنی۔ نمبر تین پہ امریکہ۔ چار، کینیڈا۔ پانچ پہ ہندوستان۔ چھ، آسٹریلیا۔ ساتویں نمبر پر مڈل ایسٹ کی ایک جماعت۔ آٹھویں نمبر پر انڈونیشیا ہے۔ نویں نمبر پر پھر مڈل ایسٹ کا ایک ملک ہے۔ دسویں نمبر پر گھانا ہے۔ اور اس کے بعد پھر سلیچیم اور سوئٹزر لینڈ آتے ہیں۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے امریکہ نمبر ایک پر ہے۔ پھر سوئٹزر لینڈ ہے۔ پھر فرن لینڈ ہے۔ پھر آسٹریلیا ہے۔ سنگاپور ہے۔ فرانس ہے۔ پھر جرمنی۔ پھر ٹرینیڈاڈ۔ پھر سلیچیم۔ پھر کینیڈا۔ برطانیہ نمبر ایک پر آنے کے باوجود فی کس ادائیگی میں پیچھے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال وقف جدید میں تیرہ لاکھ چالیس ہزار چندہ دہندگان شامل ہوئے جو گزشتہ سال سے ایک لاکھ پانچ ہزار زیادہ ہیں۔ تعداد میں اضافے کے اعتبار سے کینیڈا، انڈیا اور برطانیہ کے علاوہ افریقہ میں گنی کناکری، کیمرون، گیمبیا، سینیگال، سین، نائیجر، کونگو کنشاسا، برکینا فاسو اور تنزانیہ نے نمایاں کام کیا ہے۔ نائیجیر نے اس سال پوری طرح توجہ نہیں دی کیونکہ تعداد کے لحاظ سے ان کی کافی بڑی تعداد گری ہے۔

اگر گزشتہ سال کے مطابق نانچیریا کی اور ایک دو اور ملکوں کی تعداد ہوتی بلکہ صرف نانچیریا کی ہی زیادہ ہوتی تو یہ تیرہ لاکھ چالیس ہزار کے بجائے چودہ لاکھ شاملین ہو جانے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں بہت زیادہ سستی دکھائی گئی ہے یا رپورٹ صحیح نہیں بنی یا رپورٹیں لی نہیں گئیں۔ یا صحیح طرح ان تک اپروچ (approach) نہیں کی گئی اور سیکرٹریان ہی ہیں جن کی عموماً سستی ہوتی ہے۔ افراد جماعت کے اخلاص کا جہاں تک تعلق ہے اس میں کوئی کمی نہیں چاہے وہ افریقہ ہے یا کوئی بھی ملک ہے۔ اب ربوہ سے مجھے ایک شخص نے لکھا کہ صدر محلہ ان کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ کا وعدہ وقف جدید کا نہیں ہے اور ادائیگی بھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ میں تو بڑی باقاعدگی سے دیتا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ یہ اس طرح ہو گیا کہ اس سال ہمارا سیکرٹری وقف جدید اتنا سست تھا کہ ہمارے محلے کے کسی شخص سے وعدہ لیا ہی نہیں گیا اور نہ صحیح طرح وصولی ہوئی ہے۔ اور اس سے پتہ لگا کہ سیکرٹریان کی جو سستی ہے اس کی وجہ سے بعض دفعہ لوگ محروم رہ جاتے ہیں اور یہی حال مجھے لگتا ہے نانچیریا میں ہوا ہے۔ اس کے علاوہ امریکہ میں بھی تعداد میں کمی ہوئی ہے حالانکہ وہاں تعداد کی کمی کا کوئی جواز نہیں، نہ ہی نانچیریا میں کوئی جواز ہے کیونکہ تعداد تو بڑھنی چاہیے۔ لیکن امریکہ نے جیسا کہ میں نے کہانی کس قربانی کے معیار کو ماشاء اللہ بہت بڑھایا ہے اور نمبر ایک پر ہے۔ اسی طرح وہ تمام ممالک بھی شاملین کی تعداد کی طرف توجہ دیں جن کے گزشتہ سال کے مقابلے میں کمی ہوئی ہے اور اپنی کمزوریوں کا جائزہ لیں۔ لوگوں میں کمزوریاں نہیں، کام کرنے والوں میں کمزوری ہے۔

چندہ بالغان میں یہ بھی ایک وقف جدید کا شعبہ ہوتا ہے۔ اس میں پاکستان کی جماعتوں میں پہلے نمبر پر لاہور ہے۔ پھر ربوہ ہے۔ پھر کراچی ہے۔ اور اس کے علاوہ پھر اضلاع میں اسلام آباد۔ پھر گوجرانوالہ۔ پھر گجرات، ملتان، عمرکوٹ، حیدرآباد، پشاور، میرپور خاص، اوکاڑہ، ڈیرہ غازی خان۔

اطفال کا دفتر یعنی بچوں کی جو قربانی ہے اس میں بھی لاہور نمبر ایک پر ہے۔ پھر ربوہ ہے۔ پھر کراچی ہے۔ اس کے بعد سیالکوٹ، راولپنڈی، گوجرانوالہ، گجرات، حیدرآباد، ڈیرہ غازی خان، کوٹلی، آزاد کشمیر، میرپور خاص، ملتان اور بہاولنگر۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی دس بڑی جماعتیں دوسٹر پارک۔ مسجد فضل۔ نمبر تین یہ برمنگھم ساؤتھ۔ پھر پٹنی۔ پھر ریزن پارک۔ بریڈ فورڈ نار تھ۔ پھر نیو مولڈن۔ پھر گلاسگو۔ پھر برمنگھم ویسٹ اور پھر جالنگھم۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے ریجنز میں لندن بی نمبر ایک پر ہے۔ پھر لندن اے۔ پھر ملڈ لینڈز۔ پھر نار تھ ایسٹ۔ پھر ساؤتھ۔

اور وصولی کے لحاظ سے جرمنی کی پانچ لوکل امارات یہ ہیں۔ ہیمبرگ نمبر ایک پر ہے۔ پھر فرینکفرٹ ہے۔

پھر ویز بادن ہے۔ پھر مورفلڈن والدورف۔ پھر ڈیٹسن بانخ۔ اور مجموعی وصولی کے لحاظ سے دس جماعتیں ان کی یہ ہیں روئیڈ مارک۔ نوٹس۔ فریڈ برگ۔ نیڈا۔ فلورز ہائیٹم۔ ہاناؤ۔ کولون۔ کولنز۔ لاگن اور مہدی آباد۔ امریکہ کی پہلی دس جماعتیں۔ نمبر ایک پہ سلیکون ویلی۔ پھر سیٹل۔ پھر ڈیٹرائٹ۔ پھر سلور سپرنگ۔ سینٹرل ورچینیا۔ لاس اینجلس ایسٹ۔ پھر ڈیلس۔ پھر بوٹسٹن۔ پھر فلاڈلفیا۔ پھر لاڈرل۔ وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی ادارتیں۔ نمبر ایک پر کیلگری۔ پھر پیس ویلج۔ پھر وان۔ پھر وینکوور۔ پھر مسی ساگا۔ اب دس بڑی جماعتیں وصولی کے لحاظ سے جو ہیں ان میں ڈرہم نمبر ایک پر۔ ملٹن ایسٹ۔ سسکاٹون ساؤتھ۔ سسکاٹون نارٹھ۔ اور ونڈسر۔ پھر لائیڈ منسٹر۔ پھر آٹواویسٹ۔ پھر آٹوا ایسٹ۔ پھر بیرمی۔ پھر ریجائنہ۔ دفتر اطفال میں پانچ نمایاں پوزیشنیں ان کی ہیں۔ ڈرہم نمبر ایک پہ۔ پھر بریڈ فورڈ نمبر دو۔ پھر سسکاٹون ساؤتھ۔ سسکاٹون نارٹھ۔ پھر لائیڈ منسٹر۔

ریجائنہ کی ہیں۔ کیلگری نمبر ایک۔ پھر پیس ویلج۔ پھر براپٹن۔ پھر وان۔ اور ویسٹن۔ بھارت میں یہ صوبے ہیں۔ نمبر ایک پہ کیرالہ۔ نمبر دو پہ جموں و کشمیر۔ پھر تامل ناڈو۔ پھر کرناٹکا۔ پھر تلنگانا۔ پھر اڑیسہ۔ پھر ویسٹ بنگال۔ پھر پنجاب۔ پھر اتر پردیش۔ پھر دہلی۔ پھر مہاراشٹر۔ بھارت کی دس جماعتیں ہیں۔ کارلائی نمبر ایک پہ۔ پھر کالیکٹ۔ پھر حیدر آباد۔ پھا پریام۔ پھر قادیان۔ پھر کانورٹاؤن۔ پھر کوکلتہ۔ پھر بنگلور۔ پھر سولور۔ اور پھر پنڈی۔ آسٹریلیا کی جماعتیں ہیں کاسل ہل نمبر ایک پہ۔ پھر برزبن لوگان۔ مارڈن پارک۔ بیروک۔ پیزر تھ۔ پھر ایڈیلیڈ ساؤتھ۔ پلپٹن۔ کینبرا۔ لانگ وارن۔ ایڈیلیڈ ویسٹ۔

اللہ تعالیٰ ان تمام قربانیاں کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور آئندہ سے متعلقہ عہدیداروں کو بھی فعال کرے کہ وہ اپنے صحیح کام کر سکیں اور جو کمیاں ہیں ان کو پوری کرنے کی کوشش کریں۔ خاص طور پہ شمولیت میں زیادہ اضافہ ہونا چاہئے۔ ٹھیک ہے رقم تو بڑھتی ہے لیکن ہر ایک کو شامل کرنا بھی ضروری ہے، چاہے تھوڑی رقم دے کے شامل ہوں۔

اب میں نمازوں کے بعد دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ مکرمہ محترمہ اسماء طاہرہ صاحبہ کا ہے جو مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔ 23 دسمبر 2016ء کو 79 سال کی عمر میں کینیڈا میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جون 1935ء میں بھاگلپور میں یہ پیدا ہوئی تھیں۔ آپ کے والد کا نام مولوی عبدالباقی صاحب تھا اور والدہ صفیہ خاتون صاحبہ۔ ان کے والد لمبا عرصہ جماعت کی کنزی میں فیکٹری تھی وہاں رہے، کام کرتے رہے اور لمبا عرصہ کنزی جماعت کے صدر بھی رہے۔

ان کے دادا حضرت علی احمد صاحبؒ جو تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ صحابی تھے۔ ان کی بیعت کا واقعہ مکرمہ امۃ النور صاحبہ بیان کرتی ہیں۔ کہتی ہیں کہ ہم نے سنا ہوا ہے کہ وہ قادیان آئے تو نوویں کلاس میں زیر تعلیم تھے۔ قادیان جاتے ہوئے امرتسر ریلوے سٹیشن پر مولوی محمد حسین بٹالوی نے ان کو روکنے کی کوشش کی تو انہوں نے مولوی صاحب کو جواب دیا کہ میری والدہ نے سورج چاند گرہن کا نشان پورا ہونے پر مجھے تحقیق کے لئے قادیان بھیجوا یا ہے اور آپ کے اس عمل سے مجھے مرزا صاحب کی صداقت واضح ہوئی ہے کہ آپ جیسا اتنا بڑا مولوی کیوں کسی جھوٹے نبی کے دعویدار کے لئے اتنا وقت ضائع کرے گا۔ آپ کا یہ پھر نا اور وقت ضائع کرنا ہی بتاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب سچے ہیں۔

6 جنوری 1964ء کو اسماء صاحبہ کی شادی مرزا خلیل احمد صاحب سے ہوئی۔ مرزا خلیل احمد صاحب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ کے نواسے تھے۔ حضرت صاحبزادی امۃ النبیؒ صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ مکرمہ اسماء طاہرہ صاحبہ کو جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے طور پر، پھر سیکرٹری ضیافت لجنہ مرکزیہ کے طور پر، پھر ممبر عالمگیر تبلیغ منصوبہ کمیٹی کے طور پر، پھر مقامی لجنہ میں بھی کام کرنے کی توفیق ملی۔

اسماء طاہرہ صاحبہ کے والد 1975ء میں وفات پا گئے تھے۔ اس کے بعد ان کی والدہ ان کے ساتھ رہیں اور اسماء طاہرہ صاحبہ میری ممانی تھیں۔ اس لحاظ سے مجھے بھی ان کے بارہ میں بہر حال پتا ہے کہ سسرال میں اور اپنی نندوں سے اور رشتہ داروں سے اور عزیزوں سے ان کا بہت پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ بیماری کے دنوں میں مل کے آیا ہوں آجکل کینیڈا میں تھیں ان کی بیماری کی ایسی حالت تھی کہ جب میں گیا ہوں اور ملا ہوں تو بل نہیں سکتی تھیں لیکن اس وقت بھی ان کی عاجزی کا یہ حال تھا کہ انہوں نے کہا کہ میرے کپڑے نکال کے رکھو۔ تیاری کرو، اور میرا کہا کہ شاید وہ مجھے ملاقات کے لئے بلا لیں۔ بجائے اس کے کہ مجھے پیغام بھیجتیں کہ ملاقات کے لئے آؤ۔ یہ اس امید پہ تھیں کہ میں ان کو وہاں بلاؤں گا۔ بہر حال میں مل کے آیا۔ اس لحاظ سے بڑی خوش ہوئیں۔ ان کی اولاد کوئی نہیں تھی۔ ان کی بہن کی ایک بیٹی تھی جو انہوں نے پالی جو پانچ سال کی عمر میں آگئی۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے بالکل اپنے بچوں کی طرح پالا اور شادی کے وقت بھی میرے پورے شادی کے لوازمات پورے کئے۔ میری تربیت میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جب میں پریشان ہوتی مجھے دعا کے لئے کہتیں کہ دعا کرو انشاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ دعاؤں پر بڑا یقین تھا۔ بچوں سے بڑا پیار تھا۔ ان کی تربیت کا خاص طور پر خیال رکھتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ بچوں کو مسجد لے کر جایا کرو کیونکہ مسجد میں ان کو مصروف رکھو گی تو بچے کبھی بگڑیں گے نہیں اور ضائع نہیں ہوں گے۔ جماعت سے وابستہ رہنے کی ہمیشہ تلقین کرتی تھیں۔ یہ بچی کہتی ہے کہ مجھے وصیت کرنے کی بھی تلقین کی اور ہمیشہ اس کی تلقین

کرتی رہیں کہ جماعت سے ہمیشہ وابستہ رہنا۔ ملازموں سے بھی نہایت نرمی کا سلوک تھا۔ گھر میں ان کی ملازمہ تھی اس کے بارے میں اپنی لے پالک بچی کو کہا تھا کہ میرے بعد اس کا خیال رکھنا اور اس کو جو کوارٹریں نے گھر میں دیا ہوا ہے وہاں سے نکالنا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب کا ہے جو 4 جنوری 2017ء کو لاہور میں 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب کے دادا حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحبؒ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور ان کے نانا حضرت چوہدری فتح محمد صاحبؒ سیال تھے۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ ان کے والد چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب ایک لمبے عرصے تک کراچی کی جماعت کے امیر رہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؒ ان کے تایا بھی تھے اور سرسری بھی تھے۔ 1964ء میں حمید نصر اللہ خان صاحب کی شادی امہ الحیٰ صاحبہ بنت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؒ کے ساتھ ہوئی اور ان کی اولاد مصطفیٰ نصر اللہ خان اور ابراہیم نصر اللہ خان ہے جو سولہ سال کی عمر میں وفات پا گیا تھا اور عائشہ نصر اللہ ایک بیٹی ہیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی بیٹی سے چوہدری حمید نصر اللہ کی جو شادی ہوئی تھی اس کی پہلے بھی ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب سے شادی ہوئی تھی جس سے ان کے دو بیٹے تھے۔ محمد فضل الحق اور احمد نصر اللہ۔ 5 فروری 1994ء کو احمد نصر اللہ کو لاہور میں شہید بھی کر دیا گیا تھا تو اس وقت ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ بیوی کے جو پہلے بچے تھے ان کو بھی بڑے پیار سے اور بچوں کی طرح انہوں نے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کو 1975ء میں جماعت احمدیہ لاہور کا امیر مقرر کیا تھا۔ چونتیس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت احمدیہ لاہور کی امارت پر فائز رہے۔ 2009ء سے ان کی طبیعت زیادہ ٹھیک نہیں رہتی تھی۔ پھر میرے کہنے پر کہ اپنے آپ کو دیکھ لیں پھر بتائیں تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں کام سے معذرت کرتا ہوں۔ معذرت اس لحاظ سے کہ صحت اجازت نہیں دیتی کہ امارت کا کام جو بڑا وسیع کام ہے چلا سکوں تو اس کے بعد پھر نئے امیر شیخ منیر صاحب مقرر ہوئے تھے جن کی 2010ء میں شہادت ہوئی۔ 2008ء تک یا تقریباً 2009ء تک یہ امیر رہے ہیں۔

1974ء کے جو مخالفت کے حالات تھے اس میں بھی یہ گواہ قاعدہ امیر تو نہیں تھے لیکن بہت ساری ذمہ داری حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کے سپرد کی ہوئی تھی اور بڑی خوبی سے سرانجام دیتے تھے۔ ہائیکورٹ میں جب 74ء میں جسٹس صدیقی انکو آری کمیشن قائم ہوا ہے تو اس میں بھی آپ کی کافی خدمات تھیں۔ 1984ء کے ابتلاء کے دور میں جو کیس وفاقی شرعی عدالت لاہور میں زیر کارروائی تھا اس میں بھی آپ نے مختلف خدمات سرانجام دیں۔ ان کو یہ بھی اعزاز حاصل تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پاکستان سے ہجرت کے موقع پر آپ ربوہ سے

لندن تک حضور کے ہمراہ تھے بلکہ ربوہ سے کراچی تک جہاں تک میرا علم ہے کارڈرائیو کرنے والے بھی یہی تھے۔ ان کے دورِ امارت میں دارالذکر لاہور کو مزید وسعت حاصل ہوئی اور وہ تو اب تک جاری ہے لیکن بہر حال کافی کام ہوا۔ دورانِ امارت لاہور میں بہت سی خوبصورت مساجد کا اضافہ ہوا۔ ان کے دور میں جماعت احمدیہ لاہور کو احسن رنگ میں مالی قربانیوں کی توفیق حاصل ہوئی۔ گزشتہ 32 سال سے یہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے صدر کے طور پر بھی خدمات بجالا رہے تھے۔ 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پاکستان سے انگلستان ہجرت کے وقت جیسا کہ میں نے کہا ان کو مصاحبت کی توفیق ملی اور Iain Adamson کی جو کتاب ہے اس میں اس نے ان کا ذکر بھی کیا ہوا ہے۔

لاہور کے سیکرٹری امور عامہ چوہدری منور صاحب لکھتے ہیں کہ حمید نصر اللہ خان صاحب اپنے ساتھ کام کرنے والے کارکنان کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ان کی چھوٹی سے چھوٹی ضروریات کا خیال رکھتے۔ اگر ان سے کوئی مشورہ مانگا جاتا تو بڑی محبت اور پیار سے مشورہ دیتے۔ کہتے ہیں میں نو (9) سال قائد ضلع لاہور رہا مگر کبھی کسی بات پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ خدام الاحمدیہ کے کاموں میں بہت زیادہ تعاون کرتے۔ خدام الاحمدیہ کے پانچ اجتماعات لاہور سے باہر منعقد کروانے کا موقع ملا۔ ان میں انہوں نے ہماری بڑی رہنمائی کی اور ایک ایک چیز کی رہنمائی کرتے تھے۔ چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب بڑے اچھے منتظم بھی تھے اور کام کو وقت پر، موقع پر کرنے والے تھے۔ تمام جماعتوں کا دورہ کرتے۔ صدر ان حلقہ کے ساتھ ان کا ذاتی تعلق تھا۔ عاملہ کے ممبر ان کو اپنا دوست اور دست و بازو سمجھتے تھے۔

حکیم طارق صاحب کہتے ہیں کہ خلافت کی اطاعت آپ میں کُٹ کُٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جماعتی کارکنان اور خادموں کے ساتھ انتہائی شفقت اور محبت سے پیش آتے۔ بہت زیادہ اعتماد کرتے۔ ان کو بہت زیادہ عزت دیتے۔ اور پہلے میں ناظر اعلیٰ تھا تو میرے ساتھ بھی جتنا عرصہ انہوں نے بحیثیت امیر کام کیا، وہاں بھی مرکز کے ساتھ مکمل تعاون اور کامل اطاعت کے ساتھ کام کیا تھا۔ بحیثیت ناظر اعلیٰ بھی انہوں نے میرے ساتھ کام کیا اور پھر خلافت کے بعد بھی جب تک یہ لاہور کے امیر رہے انتہائی تعاون سے کام کیا۔ ان میں اطاعت کا جذبہ بڑا تھا۔

کرنل نعیم صدیقی صاحب لاہور کے نائب امیر ضلع ہیں وہ لکھتے ہیں کہ خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کے واقعات بیان کرنے شروع کرتے تھے تو پھر بیان کرتے چلے جاتے تھے۔ ایک واقعہ کرنل نعیم صاحب نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ وہ بہاولپور میں کسی کام سے جا رہے تھے تو انہیں رستے میں بلکہ بہاولپور پہنچ گئے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا پیغام ملا کہ ربوہ پہنچیں تو اسی وقت وہاں اپنا کام چھوڑ کر فوراً ربوہ آ گئے اور راتوں رات آکر نماز فجر سے پہلے پہنچ گئے اور کہتے ہیں میں نے باہر ٹہلنا شروع کر دیا اور جب انہوں نے دیکھا کہ اب تہجد کا وقت ہے اور تہجد یا نماز کے درمیان کا وقت ہے تو پھر انہوں نے یہ پیغام سمجھوایا کہ میں آگیا ہوں اور حاضر ہوں۔

غرباء کے وظائف جاری کئے ہوئے تھے نہ صرف اپنے نام سے بلکہ اپنی اہلیہ اور والد صاحب اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے نام سے بھی وظائف جاری کئے ہوئے تھے۔ جب بھی کسی کی درخواست آتی تو اس کو مارک کر دیتے کہ اس کو میرے کھاتے سے وظیفہ دے دیا جائے یا اہلیہ کے کھاتے سے یا کسی اور کے کھاتے سے۔ اور یہ بھی انہوں نے بڑا صحیح لکھا ہے کہ حمید نصر اللہ خان صاحب جماعت احمدیہ لاہور کی ایک تاریخ تھے۔ ان میں بہر حال اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیڈرانہ صلاحیت بھی تھی اور اس کا صحیح استعمال بھی وہ کرتے تھے۔

ناصر شمس صاحب جو فضل عمر فاؤنڈیشن کے سیکرٹری بھی ہیں لکھتے ہیں (جیسا کہ میں نے بتایا کہ بتیس سال صدر بھی تھے) کہ فضل عمر فاؤنڈیشن میں حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؒ کی وفات کے بعد 1986ء میں ان کا بطور صدر تقرر ہوا اور تادم آخر تقریباً 32 سال تک ان کو بطور صدر فضل عمر فاؤنڈیشن خدمت کی توفیق ملی۔ بہت ہی ہمدرد، غمگسار، شفیق، نرم خو اور خوش مزاج انسان تھے۔ تعلقات کا دائرہ بہت وسیع تھا اور ان تعلقات کو ہمیشہ جماعتی مفاد کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ایک انتہائی مخلص فدائی خادم سلسلہ، خلفاء کے سلطان نصیر، خلافت کے لئے انتہائی غیرت رکھنے والے باوفا انسان تھے۔ باوجود کمزوری اور علالت طبع کے فاؤنڈیشن کے اجلاسات میں شامل ہوتے رہے۔ بہت صائب الرائے اور معاملہ فہم تھے۔ اپنی خداداد صلاحیت سے معاملہ کی تہہ تک پہنچ جاتے اور پھر باہمی مشاورت سے فیصلہ کرتے۔

مرزا ندیم صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے خود سنایا کہ جب انہیں 1975ء میں امیر جماعت مقرر کیا گیا تو بڑی گھبراہٹ میں ربوہ جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملاقات کا پیغام بھجوایا۔ حضرت خلیفہ ثالثؒ نے ان کو بلایا اور پوچھا کیا وجہ ہے، کس طرح آئے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ میں اس عہدے کے قابل نہیں ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا اچھا کھانے کا وقت ہو رہا ہے پہلے کھانا کھاؤ۔ اور چوہدری صاحب اُس وقت بھی اپنی بات دہراتے رہے۔ اس کے بعد پھر کہتے ہیں کہ حضرت خلیفہ ثالثؒ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ تمہیں خلیفہ وقت نے امیر بنایا ہے اور خدا کا خلیفہ بہتر جانتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد بہت سارے کٹھن سے کٹھن حالات آئے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں کبھی نہیں گھبرا یا اور خلافت کی دعاؤں کی وجہ سے میرے ہر کام ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحمت کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی وفا کے ساتھ خلافت اور جماعت سے وابستہ رکھے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 13 جنوری 2017ء بمطابق 13 صلح 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ دین اور مذہب ان کی آزادی کو سلب کرتا ہے اور ان پر پابندیاں لگاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (الحج: 79) یعنی دین کی تعلیم میں تم پر کوئی بھی تنگی کا پہلو نہیں ڈالا گیا بلکہ شریعت کی غرض تو انسان کے بوجھوں کو کم کرنا اور صرف یہی نہیں بلکہ اسے ہر قسم کے مصائب اور خطرات سے بچانا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں واضح کیا گیا ہے کہ یہ دین یعنی دین اسلام جو تمہارے لئے نازل کیا گیا ہے اس میں کوئی بھی ایسا حکم نہیں جو تمہیں مشکل میں ڈالے بلکہ چھوٹے سے چھوٹے حکم سے لے کر بڑے سے بڑے حکم تک ہر حکم رحمت اور برکت کا باعث ہے۔ پس انسان کی سوچ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام غلط نہیں ہو سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہو کر ہم اس کے حکموں پر نہیں چلیں گے تو اپنا نقصان کریں گے۔ اگر انسان عقل نہیں کرے گا تو شیطان جس نے روز اول سے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ میں انسانوں کو گمراہ کر کے نقصان پہنچاؤں گا وہ انسان کو تباہی کے گڑھے میں گرائے گا۔ پس اگر اس کے حملے سے بچنا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننا ضروری ہے۔ بعض باتیں بظاہر چھوٹی لگتی ہیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان کو معمولی سمجھنے کی وجہ سے ان کے نتائج انتہائی بھیانک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ پس ایک مومن کو کبھی بھی کسی بھی حکم کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے۔

آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی اکثریت دین سے دور ہٹ گئی ہے اس لئے ان کے برائی اور اچھائی کے معیار بھی بدلنے جا رہے ہیں۔ مثلاً اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ آزادی اور فیشن کے نام پر عورتوں مردوں میں ننگ عام ہو رہا ہے۔ ترقی یافتہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ کھلے عام بے حیائی کی جائے۔ حیاناں کی کوئی چیز نہیں رہی اور ظاہر ہے اس کا اثر پھر ہمارے بچوں اور بچیوں پر بھی ہو گا جو یہاں رہتے ہیں اور کچھ حد تک ہو بھی رہا ہے۔

بعض بچیاں جب جوانی میں قدم رکھنے لگتی ہیں تو مجھے لکھتی ہیں کہ اسلام میں پردہ کیوں ضروری ہے؟

کیوں ہم تنگ چین اور بلاؤز پہن کر بغیر برقع کے یا کوٹ کے گھر سے باہر نہیں جاسکتیں؟ کیوں ہم یہاں یورپ کی آزاد لڑکیوں جیسا لباس نہیں پہن سکتیں؟

پہلی بات تو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اگر ہم نے دین پر قائم رہنا ہے تو پھر ہمیں دینی تعلیمات پر عمل کرنا ہو گا۔ اگر ہم نے یہ اعلان کرنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور دین پر قائم ہیں تو پھر پابندی بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر، ان کے حکموں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب امور الایمان حدیث 9)

پس حیا دارلباس اور پردہ ہمارے ایمان کو بچانے کے لئے ضروری ہے۔ اگر ترقی یافتہ ملک آزادی اور ترقی کے نام پر اپنی حیا کو ختم کر رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دین سے بھی دُور ہٹ چکے ہیں۔ پس ایک احمدی بچی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے اس نے یہ عہد کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی۔ ایک احمدی بچے نے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے، ایک احمدی شخص نے، مرد نے، عورت نے مانا ہے، اس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اور یہ مقدم رکھنا اُسی وقت ہو گا جب دین کی تعلیم کے مطابق عمل کریں گے۔ یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ہر بات کھول کھول کر بیان فرمادی ہے۔ چنانچہ اس بے پردگی اور بے حیائی کے بارے میں آپ ایک جگہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روار کھا ہے ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بد نظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہو گا۔ مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرت کا یقین ہے۔ دنیاوی لذت کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اوّل ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو۔ اگر یہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہو سکیں تو اُس وقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں۔ ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔ ان

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی بات کے نتیجے پر غور نہیں کرتے۔ کم از کم اپنے کائنات سے ہی کام لیں کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 134-135)

آج کل کے معاشرے میں جو برائیاں ہمیں نظر آرہی ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ایک لفظ کی تصدیق کرتی ہیں۔ پس ہر احمدی لڑکی لڑکے اور مرد اور عورت کو اپنی حیا کے معیار اونچے کرتے ہوئے معاشرے کے گند سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ یہ سوال یا اس بات پر احساس کمتری کا خیال کہ پردہ کیوں ضروری ہے؟ کیوں ہم ٹائٹ جین اور بلاؤز نہیں پہن سکتیں؟ یہ والدین اور خاص طور پر ماؤں کا کام ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو اسلامی تعلیم اور معاشرے کی برائیوں کے بارے میں بتائیں تبھی ہماری نسلیں دین پر قائم رہ سکیں گی اور نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے کے زہر سے محفوظ رہ سکیں گی۔ ان ممالک میں رہ کر والدین کو بچوں کو دین سے جوڑنے اور حیا کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ جہاد کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے اپنے نمونے بھی دکھانے ہوں گے۔

پھر اسی طرح ایک بچی نے پچھلے دنوں مجھے خط لکھا کہ میں بہت پڑھ لکھ گئی ہوں اور مجھے بینک میں اچھا کام ملنے کی امید ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر وہاں حجاب لینے اور پردہ کرنے پر پابندی ہو، کوٹ بھی نہ پہن سکتی ہوں تو کیا میں یہ کام کر سکتی ہوں؟ کام سے باہر نکلوں گی تو حجاب لے لوں گی۔ کہتی ہے کہ میں نے سنا تھا کہ آپ نے کہا تھا کہ کام والی لڑکیاں اپنے کام کی جگہ پر اپنا برقع، حجاب اتار کر کام کر سکتی ہیں۔ اس بچی میں کم از کم اتنی سعادت ہے کہ اس نے پھر ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ آپ منع کریں گے تو کام نہیں کروں گی۔ یہ اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ یہ ایک نہیں کئی لڑکیوں کے سوال ہیں، تو پہلی بات یہ ہے کہ میں نے اگر کہا تھا تو ڈاکٹر ز کو بعض حالات میں مجبوری ہوتی ہے۔ وہاں روایتی برقع یا حجاب پہن کر کام نہیں ہو سکتا۔ مثلاً آپریشن کرتے ہوئے۔ ان کا لباس وہاں ایسا ہوتا ہے کہ سر پر بھی ٹوپی ہوتی ہے، ماسک بھی ہوتا ہے، ڈھیلا ڈھالا لباس ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر بھی پردے میں کام کر سکتی ہیں۔ ربوہ میں ہماری ڈاکٹر ز تھیں۔ ڈاکٹر فہمیدہ کو ہمیشہ ہم نے پردہ میں دیکھا ہے۔ ڈاکٹر نصرت جہاں تھیں بڑا پگڑی پردہ کرتی تھیں۔ یہاں سے بھی انہوں نے تعلیم حاصل کی اور ہر سال اپنی قابلیت کو نئی ریسرچ کے مطابق ڈھالنے کے لئے، اس کے مطابق کرنے کے لئے یہاں لندن بھی آتی تھیں لیکن ہمیشہ پردہ میں رہیں بلکہ وہ پردہ کی ضرورت سے زیادہ پابند تھیں۔ ان پر یہاں کے کسی شخص نے اعتراض کیا، نہ کام پر اعتراض ہوا، نہ ان کی پیشہ ورانہ مہارت میں اس سے کوئی اثر پڑا۔ آپریشن بھی انہوں نے بہت بڑے بڑے کئے تو اگر نیت ہو تو دین کی تعلیم پر چلنے کے راستے نکل آتے ہیں۔

اسی طرح میں نے ریسرچ کرنے والیوں کو کہا تھا کہ کوئی بچی اگر اتنی لائق ہے کہ ریسرچ کر رہی ہے اور

وہاں لیبارٹری میں ان کا خاص لباس پہننا پڑتا ہے تو وہ وہاں اس ماحول کا لباس پہن سکتی ہیں بیشک حجاب نہ لیں۔ وہاں بھی انہوں نے ٹوپی وغیرہ پہنی ہوتی ہے لیکن باہر نکلتے ہی وہ پردہ ہونا چاہئے جس کا اسلام نے حکم دیا ہے۔ بینک کی نوکری کوئی ایسی نوکری نہیں ہے کہ جس سے انسانیت کی خدمت ہو رہی ہو۔ اس لئے عام نوکریوں کے لئے حجاب اتارنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی جبکہ نوکری بھی ایسی جس میں لڑکی روزمرہ کے لباس اور میک اپ میں ہو، کوئی خاص لباس وہاں نہیں پہننا جانا۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حیا کے لئے حیا دار لباس ضروری ہے اور پردہ کا اس وقت رائج طریق حیا دار لباس کا ہی ایک حصہ ہے۔ اگر پردہ میں نرمی کریں گے تو پھر اپنے حیا دار لباس میں بھی کئی عذر کر کے تبدیلیاں پیدا کر لیں گی اور پھر اس معاشرے میں رنگین ہو جائیں گی جہاں پہلے ہی بے حیائی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ دنیا تو پہلے ہی اس بات کے پیچھے پڑی ہوئی ہے کہ کس طرح وہ لوگ جو اپنے مذہب کی تعلیمات پر چلنے والے ہیں اور خاص طور پر مسلمان ہیں انہیں کس طرح مذہب سے دُور کیا جائے۔ سوئٹزر لینڈ میں ایک لڑکی نے مقدمہ کیا کہ میں لڑکوں کے ساتھ سوئمنگ کرنے میں حجاب محسوس کرتی ہوں مجھے سکول پابند کرتا ہے کہ مئس سوئمنگ ہو گی۔ مجھے اس کی اجازت دی جائے کہ علیحدہ لڑکیوں کے ساتھ مئس سوئمنگ کروں۔ ہیومن رائٹس والے جو انسانی حقوق کے بڑے علمبردار بنے پھرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے تم یہ چاہتی ہو کہ علیحدہ کرو، یہ تمہارا ذاتی حق تو ہے لیکن یہ کوئی ایسا بڑا ایشو نہیں ہے جس کے لئے تمہارے حق میں فیصلہ دیا جائے۔ جہاں اسلام کی تعلیم اور عورت کی حیا کا معاملہ آیا تو وہاں انسانی حقوق کی تنظیمیں بھی بہانے بنانے لگ جاتی ہیں۔ پس ایسے حالات میں احمدیوں کو پہلے سے بڑھ کر زیادہ محتاط ہونا چاہئے۔ اگر سکولوں میں چھوٹے بچوں کے لئے بعض ملکوں میں سوئمنگ لازمی ہے تو پھر چھوٹے بچے بچیاں پورا لباس پہن کر یعنی جو سوئمنگ کا لباس پورا ہوتا ہے جسے آجکل برقیینی (Burkini) کہتے ہیں وہ پہن کر سوئمنگ کریں۔ تاکہ ان کو احساس پیدا ہو کہ ہم نے بھی حیا دار لباس رکھنا ہے۔ ماں باپ بھی بچوں کو سمجھائیں کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی علیحدہ سوئمنگ ہونی چاہئے۔ اس کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے۔

اسلام مخالف قوتیں بڑی شدت سے زور لگا رہی ہیں کہ مذہبی تعلیمات اور روایات کو مسلمانوں کے اندر سے ختم کیا جائے۔ یہ لوگ اس کوشش میں ہیں کہ مذہب کو آزادی اظہار اور آزادی ضمیر کے نام پر ایسے طریقے سے ختم کیا جائے کہ ان پر کوئی الزام نہ آئے کہ دیکھو ہم زبردستی مذہب کو ختم کر رہے ہیں اور یہ ہمدرد سمجھے جائیں۔ شیطان کی طرح میٹھے انداز میں مذہب پر حملے ہوں۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے سپرد ہے اور اس کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی پڑے گی اور تکلیفیں بھی اٹھانی پڑیں گی۔ ہم نے لڑائی نہیں کرنی لیکن حکمت سے ان لوگوں سے معاملہ بھی کرنا ہے۔ اگر آج ہم ان کی ایک بات مانیں گے جس کا تعلق ہماری مذہبی تعلیم سے ہے تو پھر آہستہ آہستہ ہماری بہت سی باتوں پر، بہت ساری

تعلیمات پر پابندیاں لگتی چلی جائیں گی۔ ہمیں دعاؤں پر بھی زور دینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان شیطانی چالوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور توفیق بھی دے اور ہماری مدد بھی فرمائے۔ اگر ہم سچائی پر قائم ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر ایک دن ہماری کامیابی بھی یقینی ہے۔ اسلام کی تعلیمات نے ہی دنیا پر غالب آنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: "سچ میں ایک جرأت اور دلیری ہوتی ہے۔ جھوٹا انسان بزدل ہوتا ہے۔ وہ جس کی زندگی ناپاکی اور گند گناہوں سے ملوٹ ہے وہ ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے اور مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرأت سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کر سکتا اور اپنی پاکدامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔"

دنیوی معاملات میں ہی غور کر کے دیکھ لو کہ کون ہے جس کو ذرا سی بھی خدا نے خوش حیثیتی عطا کی ہو اور اس کے حاسد نہ ہوں۔ ہر خوش حیثیت کے حاسد ضرور ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی لگے رہتے ہیں۔ یہی حال دینی امور کا ہے۔ شیطان بھی اصلاح کا دشمن ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنا حساب صاف رکھے اور خدا سے معاملہ درست رکھے۔ خدا کو راضی کرے پھر کسی سے نہ خوف کھائے اور نہ کسی کی پرواہ کرے۔ ایسے معاملات سے پرہیز کرے جن سے خود ہی مورد عذاب ہو جاوے۔ مگر یہ سب کچھ بھی تائید غیبی اور توفیق الہی کے سوا نہیں ہو سکتا۔ صرف انسانی کوشش کچھ بنا نہیں سکتی جب تک خدا کا فضل بھی شامل حال نہ ہو۔ خُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا (النساء: 29)۔ انسان ناتواں ہے۔ غلطیوں سے پُر ہے۔ مشکلات چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پس دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرے اور تائیدات غیبی اور فضل کے فیضان کا وارث بنا دے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 252)

پس دعاؤں کے ساتھ ہم نے دنیا کو قائل کرنا ہے اور اس کے لئے خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ دوسرے مذاہب ہمیشہ کے لئے نہیں ہیں۔ اپنے اپنے وقت پر آئے اور اپنے زمانے کی تربیتی ضروریات پوری کیں اور ختم ہو گئے۔ تبھی تو ان کی مذہبی کتابوں میں بھی بے شمار کانٹ چھانٹ ہو چکی ہے اور تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ لیکن ان میں اسلام ہے جو اب تک محفوظ ہے اور اسلام ہمیشہ رہنے کے لئے ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات قیامت تک کے لئے ہیں۔ اس لئے ہمیں بغیر کسی احساس کمتری کے اپنی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس پر قائم رہنا چاہئے اور دوسروں کو بھی بتانا چاہئے کہ تم جو باتیں کرتے ہو یہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف ہیں اور تباہی کی طرف لے جانے والی ہیں۔

اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں جو انسان کو غلط قسم کی پابندیوں میں جکڑ دیتا ہے بلکہ حسب ضرورت اس میں اپنی تعلیمات میں نرمی کے پہلو بھی ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ بعض مریض ایسے ہیں کہ مرد اکٹر کو دکھانا ہوتا ہے تو ڈاکٹر وغیرہ کے لئے، مریض کے لئے، پردہ کی کوئی سختی نہیں ہے۔ انسانی جان کو بچانا اور انسانی جان کو تکلیف سے

نکالنا اصل مقصد ہے، پہلا مقصد ہے تبھی تو اضطراب اور مجبوری کی حالت میں مُردار اور سُوَر کے گوشت کھانے کی بھی اجازت ہے لیکن صرف زندگی بچانے کی خاطر۔ اسی طرح دوائیوں میں الکحل (alcohol) بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ لیکن بہر حال جس طریق پر شیطانی قوتیں ہمیں چلانا چاہتی ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ دین کی حدود ختم کر دی جائیں اور مذہب کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس بات کے خلاف ہم احمدیوں نے ہی جہاد کرنا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اسلامی تعلیمات کو ہم ہر چیز پر اہمیت دیں گے اور خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہماری کامیابیاں ہوں۔

مسیح موعودؑ کے زمانے میں تلوار کا جہاد نہیں ہے بلکہ نفس کی اصلاح کا جہاد ہے۔ ان ترقی یافتہ ملکوں میں رہنے والے مسلمان اور خاص طور پر دنیا میں رہنے والے احمدی مسلمان ہی اس کے لئے میرے مخاطب ہیں۔ ان کو ملک سے وفا اور ملک کی خاطر قربانی اور ملک کی کسی بھی شکل میں ترقی کے لئے اعلیٰ مقام پر پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور جب یہ ہو گا تو شیطانی قوتوں کے منہ بند ہو جائیں گے کہ یہ مسلمان وہ ہیں جو ملک و قوم کی بہتری کے حقیقی معیاروں کی طرف لے جانے والے ہیں نہ کہ ملک کے خلاف کچھ کرنے والے۔ ہم نے ان لوگوں کو اور حکومتوں کو باور کرانا ہے کہ اگر ہم اپنی مذہبی تعلیم کی وجہ سے اپنے آپ کو کسی چیز کے پابند کرتے ہیں یا کسی چیز سے پابند کرتے ہیں اور اپنے اوپر پابندی لگاتے ہیں تو حکومتوں یا عدالتوں کا کوئی کام نہیں کہ دخل اندازی کریں۔ اس سے بیچینیان پیدا ہوں گی۔ مقامی لوگوں میں اور مہاجرین میں دُوریاں پیدا ہوں گی۔ گو کہ جن کو یہ مہاجر کہتے ہیں ان کو بھی ان ملکوں میں آئے بعضوں کو تو دوسری تیسری نسل ہے۔ ہاں اگر ملک کو کوئی نقصان پہنچا رہا ہے، ملک سے کوئی بے وفائی کر رہا ہے، ملک میں جھوٹ اور نفرتیں پھیل رہا ہے تو پھر حکومتوں کو بھی حق ہے کہ پکڑیں اور سزائیں بھی دیں۔ لیکن یہ کوئی حق نہیں کہ کسی مذہبی تعلیم پر عمل کرنے سے روک کر کہیں کہ اگر تم یہ کرو گے تو اس کا مطلب ہے کہ ملک کے ماحول میں تم جذب نہیں ہو رہے۔

ہم احمدیوں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ زمانہ بہت خطرناک زمانہ ہے۔ شیطان ہر طرف سے پُر زور حملہ کر رہا ہے۔ اگر مسلمانوں اور خاص طور پر احمدی مسلمانوں، مردوں اور عورتوں، نوجوانوں سب نے مذہبی اقدار کو قائم رکھنے کی کوشش نہ کی تو پھر ہمارے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ ہم دوسروں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہوں گے کہ ہم نے حق کو سمجھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا اور ہم نے پھر بھی عمل نہ کیا۔ پس اگر ہم نے اپنے آپ کو ختم ہونے سے بچانا ہے تو پھر ہر اسلامی تعلیم کے ساتھ پُر اعتماد ہو کر دنیا میں رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ ترقی یافتہ ملکوں کی یہ ترقی ہماری ترقی اور زندگی کی ضمانت ہے اور اس کے ساتھ چلنے میں ہی ہماری بقا ہے۔ ان ترقی یافتہ قوموں کی ترقی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور اب جو ان کی اخلاقی حالت ہے اخلاق باختہ

حزکتیں ہیں۔ یہ چیزیں انہیں زوال کی طرف لے جا رہی ہیں اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو یہ آوازیں دے رہے ہیں اور اپنی تباہی کو بلارہے ہیں۔ پس ایسے میں انسانی ہمدردی کے تحت ہم نے ہی ان کو صحیح راستہ دکھا کر بچانے کی کوشش کرنی ہے بجائے اس کے کہ ان کے رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ اگر ان لوگوں کی اصلاح نہ ہوئی جو ان کے تکبر اور دین سے دوری کی وجہ سے بظاہر بہت مشکل نظر آتی ہے تو پھر آئندہ دنیا کی ترقی میں وہ تو میں اپنا کردار ادا کریں گی جو اخلاقی اور مذہبی قدروں کو قائم رکھنے والی ہوں گی۔

پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ہمیں خاص طور پر نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا سے متاثر ہو کر اس کے پیچھے چلنے کی بجائے دنیا کو اپنے پیچھے چلانے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ پردہ اور لباس کے حوالے سے میں نے بات شروع کی تھی اس حوالے سے یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں اور افسوس سے کہنا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کیا اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے صرف پردہ ہی ضروری چیز ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ تعلیم اب فرسودہ ہو چکی ہے اور اگر ہم نے دنیا کا مقابلہ کرنا ہے تو ان باتوں کو چھوڑنا ہو گا (نعوذ باللہ)۔ لیکن ایسے لوگوں پر واضح ہو کہ اگر دنیا داروں کے پیچھے چلتے رہے اور ان کی طرح زندگی گزارتے رہے تو پھر دنیا کے مقابلے کی بجائے خود دنیا میں ڈوب جائیں گے۔ نمازیں بھی آہستہ آہستہ ظاہری حالت میں ہی رہ جائیں گی یا اور کوئی نیکیاں ہیں یا دین پر عمل ہیں تو وہ بھی ظاہری شکل میں رہ جائے گا اور پھر آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہو جائے گی۔

پس اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ اسلام کی ترقی کے لئے ہر وہ چیز ضروری ہے جس کا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ پردہ کی سختیاں صرف عورتوں کے لئے نہیں ہیں۔ اسلام کی پابندیاں صرف عورتوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ مردوں اور عورتوں دونوں کو حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مردوں کو حیا اور پردے کا طریق بتایا تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا أَرْوَاحَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ۔ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ۔ (النور: 31) مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ جو وہ کرتے ہیں اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پہلے کہا کہ غضب بصر سے کام لو۔ کیوں؟ اس لئے کہ ذَلِكْ أَزْكَى لَهُمْ کیونکہ یہ بات پاکیزگی کے لئے ضروری ہے۔ اگر پاکیزگی نہیں تو خدا انہیں ملتا۔ پس عورتوں کے پردہ سے پہلے مردوں کو کہہ دیا کہ ہر ایسی چیز سے بچو جس سے تمہارے جذبات بھڑک سکتے ہوں۔ عورتوں کو کھلی آنکھوں سے دیکھنا، ان میں کس آپ (mix up) ہونا، گندی فلمیں دیکھنا، نامحرموں سے فیس بک (facebook) پر یا کسی اور ذریعہ سے چیٹ (chat) وغیرہ کرنا، یہ چیزیں پاکیزہ نہیں رہتیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس

بارے میں کئی جگہ بڑی کھل کر نصیحت فرمائی ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"یہ خدا ہی کا کلام ہے جس نے اپنے کھلے ہوئے اور نہایت واضح بیان سے ہم کو ہمارے ہر ایک قول اور فعل اور حرکت اور سکون میں حدود معینہ مشخصہ پر قائم کیا اور ادبِ انسانیت اور پاک روشی کا طریقہ سکھایا۔ وہی ہے جس نے آنکھ اور کان اور زبان وغیرہ اعضاء کی محافظت کے لئے بکمال تاکید فرمایا قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ - ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ... یعنی مومنوں کو چاہئے کہ وہ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو نامحرموں سے بچاویں اور ہر ایک نادیدنی اور ناشنیدنی اور ناکردنی سے پرہیز کریں کہ یہ طریقہ ان کی اندرونی پاکی کا موجب ہو گا۔ یعنی ان کے دل طرح طرح کے جذبات نفسانیہ سے محفوظ رہیں گے کیونکہ اکثر نفسانی جذبات کو حرکت دینے والے اور قوائے بہیمیہ کو فتنہ میں ڈالنے والے یہی اعضاء ہیں۔ اب دیکھئے کہ قرآن شریف نے نامحرموں سے بچنے کے لئے کیسی تاکید فرمائی اور کیسے کھول کر بیان کیا کہ ایماندار لوگ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو ضبط میں رکھیں اور ناپاکی کے مواضع سے روکتے رہیں۔"

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 209 حاشیہ)

پھر غَضِّ بصر کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"خواہیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچالینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غَضِّ بصر کہتے ہیں۔" یعنی آدمی کھلی آنکھوں سے جو چیزیں دیکھنے والی نہیں ہیں ان کو صرف دیکھنا اور نظر بچالینا اور دوسری جو جائز چیزیں ہیں ان کو کھول کر آنکھیں دیکھنا اس کو عربی میں غَضِّ بصر کہتے ہیں۔" اور ہر ایک پرہیز گار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کے لئے اس تمدنی زندگی میں غَضِّ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلقت کے رنگ میں آجائے گی اور اس کی تمدنی ضرورت میں بھی فرق نہیں پڑے گا۔ یہی وہ خُلق ہے جس کو احسان اور عفت کہتے ہیں۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 344)

پھر ایک جگہ آپ نے مزید کھول کر بیان فرمایا کہ:

"مومنوں کو کہہ دے کہ نامحرم اور محلِ شہوت کے دیکھنے سے اپنی آنکھیں اس قدر بند رکھیں کہ پوری صفائی سے چہرہ نظر نہ آ سکے اور نہ چہرہ پر کشادہ اور بے روک نظر پڑ سکے اور اس بات کے پابند رہیں کہ ہر گز آنکھ کو پورے طور پر کھول کر نہ دیکھیں۔ نہ شہوت کی نظر سے اور نہ بغیر شہوت سے۔ کیونکہ ایسا کرنا آخر ٹھوکر کا باعث ہے یعنی بے قیدی کی نظر سے نہایت پاک حالت محفوظ نہیں رہ سکتی اور آخر ابتلا پیش آتا ہے اور دل پاک نہیں ہو سکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو اور وہ مقام اَزْکی جس پر طالب حق کے لئے قدم مارنا مناسب ہے حاصل

نہیں ہو سکتا۔ اور اس آیت میں یہ بھی تعلیم ہے کہ بدن کے ان تمام سوراخوں کو محفوظ رکھیں جن کی راہ سے بدی داخل ہو سکتی ہے۔ سوراخ کے لفظ میں جو آیت مدوح میں مذکور ہے آلاتِ شہوت اور کان اور ناک اور منہ سب داخل ہیں۔ اب دیکھو کہ یہ تمام تعلیم کس شان اور پایہ کی ہے جو کسی پہلو پر نامعقول طور پر افراط یا تفریط سے زور نہیں ڈالا گیا اور حکیمانہ اعتدال سے کام لیا گیا ہے۔ اور اس آیت کا پڑھنے والا فی الفور معلوم کر لے گا کہ اس حکم سے جو کھلے کھلے نظر ڈالنے کی عادت نہ ڈالو یہ مطلب ہے کہ تالوگ کسی وقت فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں اور دونوں طرف مرد اور عورت میں سے کوئی فریق ٹھوکر نہ کھاوے۔"

(تزیان القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 164-165)

پس یہ ہے اسلام کی تعلیم مردوں کے لئے کہ انہیں پہلے ہر طرح پابند کیا گیا ہے۔ پھر عورتوں کو حکم دیا ہے کہ ان احتیاطوں کے بعد بھی تم نے بھی اپنے پردہ کا خیال رکھنا ہے۔ اور ان ملکوں میں جہاں بالکل ہی بے حیائی ہے ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ پردے کی ضرورت نہیں ہے۔ بے حجابی اور دوستیاں بہت سی قباحتیں پیدا کر رہی ہیں ان سے بچنے کی ہمیں بہت کوشش کرنی چاہئے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اگر عورتوں کو مردوں کے ساتھ سوئمنگ کی اجازت نہیں ہے تو مردوں کو بھی نہیں ہے کہ عورتوں میں جا کر سوئمنگ کریں۔

پس یہ پابندیاں صرف عورت کے لئے نہیں بلکہ مرد کے لئے بھی ہیں۔ مردوں کو اپنی نظریں عورتوں کو دیکھ کر نیچے کرنے کا حکم دے کر عورت کی عزت قائم کی گئی ہے۔ پس اسلام کا ہر حکم حکمت سے پُر ہے اور برائیوں کے امکانات کو دور کرتا ہے۔

جرمنی میں گزشتہ جلسہ سالانہ پر میں نے عورتوں میں عورتوں اور مردوں کے فرق اور ان کے فرائض اور ان کے کام یعنی ہر ایک کے جو مختلف کام ہیں نیز عورتوں کے حقوق کی بات کی تو ایک جرمن خاتون آئی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس دوران پوری تقریر سنی تو کہنے لگیں کہ پہلے میں سمجھتی تھی کہ اسلام عورتوں کے حقوق غصب کرتا ہے لیکن آج آپ کی باتیں سن کر مجھے پتا چلا کہ اسلام عورتوں کے حقوق اور اس کی عزت اور اس کا احترام زیادہ باریکی میں جا کر بیان کرتا ہے اور قائم کرتا ہے۔ پس کسی احمدی لڑکی یا عورت کو یا کسی لڑکے کو کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام کی تعلیم ہی ہے جس نے دنیا کو پُر امن اور اللہ تعالیٰ کی طرف لانے والا بنانا ہے۔ دنیا کو ایک وقت میں احساس ہو جائے گا کہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ اسلام کی تعلیم پر ہی غور کریں اور عمل کریں۔ مردوں کو یہ حکم دینے کے بعد کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھو، عورت کی عزت قائم کرو، پھر عورت کو تفصیل سے حکم دیا کہ تم نے بھی اپنی نظریں نیچی رکھنی ہیں۔ اور پردہ کس طرح کرنا ہے اور کس کس سے کرنا ہے۔ اگر تم ان باتوں پر عمل کرو گی تو کامیاب ہو جاؤ گی۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ پردہ اور حیا

تمہاری کامیابی کی نشانی ہے۔ تمہاری دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔ چنانچہ فرمایا کہ **وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَخْفِظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ**۔ **وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ هُنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنَاتِ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَاءِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ الشَّبَعِیْنَ غَیْرَ أُولَئِذَہِ مِنَ الرِّجَالِ أَوْ الْطِفْلِ الذِّیْنَ لَمْ یُظْهَرُوا عَلَى عَوْرَتِ النِّسَاءِ**۔ **وَلَا یَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ**۔ **وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِیعًا آيَةُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** (النور: 32) اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے از خود ظاہر ہو۔ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیر نگیں مردوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی جنسی حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ لوگوں پر وہ ظاہر کر دیا جائے جو عورتیں عموماً اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں۔ اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکوتا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

مردوں کی نظریں بھی اور عورتوں کی نظریں بھی نیچی رکھنے اور پردہ سے ہی عورت کی عزت اور عصمت کی حفاظت ہوگی۔ ترقی یافتہ ممالک میں تو عزت اور عصمت کی حفاظت کے معیار بدل گئے ہیں۔ نامحرموں کے آپس کے تعلقات اگر لڑکے اور لڑکی کی مرضی سے ہیں تو پھر زنا نہیں کہلاتا۔ یہ اگر مرضی کے خلاف ہیں تو پھر زنا کہلایا جاتا ہے۔ جب ایسی گراوٹیں آجائیں تو ایک مومن کو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کے لئے بہت زیادہ دعاؤں اور کوشش کی ضرورت ہے۔

اسلام کی تعلیم پر اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ عورت کو حجاب اوڑھا کر، پردہ کا کہہ کر اس کے حقوق سلب کئے گئے ہیں اور اس سے کچے ذہن کی لڑکیاں جو ہیں بعض دفعہ متاثر ہو جاتی ہیں۔ اسلام پردہ سے مراد جیل میں ڈالنا نہیں لیتا۔ گھر کی چار دیواری میں عورت کو بند کرنا اس سے مراد نہیں ہے۔ ہاں حیا کو قائم کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"آجکل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں۔"

یعنی قید خانہ نہیں ہے "بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا

ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلاتائیل اور بے محابا مل سکیں۔ سیریں کریں کیونکر جذباتِ نفس سے اضطراب اٹھو کر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقع پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیجِ الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابلِ شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے۔ یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خود کشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اُس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 34-35)

پھر پردہ کے طریق کے بارے میں آپ نے بتایا کہ کس طرح پردہ ہونا چاہئے؟ فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُر شہوات آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردے میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آجائے۔ یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناپچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 341-342)

یہاں یہ بات بھی واضح کر دوں کہ بعض عورتیں یہ بھی سوال اٹھا دیتی ہیں کہ ہم نے میک اپ کیا ہوتا ہے اگر چہرے کو نقاب سے ڈھانک لیں تو ہمارا میک اپ خراب ہو جاتا ہے۔ تو کس طرح پردہ کریں۔ اول تو میک اپ نہ کریں تو پھر یہ پردہ، کم از کم پردہ ہے جس کا معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا کہ چہرہ، ہونٹ ننگے ہو سکتے ہیں۔ باقی چہرہ ڈھانکا ہو۔

(ماخوذ از ریویو آف ریلیجنز جلد 4 نمبر 1 صفحہ 17 ماہ جنوری 1905ء)

اور اگر میک اپ کرنا ہے تو بہر حال ڈھانکنا ہو گا۔ ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر چلتے ہوئے اپنی زینت کو چھپانا ہے یا دنیا کو اپنی خوبصورتی اور اپنا میک اپ دکھانا ہے۔

جن کے سامنے زینت ظاہر کرنے کا حکم ہے وہ قریبی رشتہ دار ہیں، بہن بھائی ہیں، خاوند ہے، باپ ہے، ماں ہے، ان کے بچے ہیں۔ ان کے سامنے بھی صرف یہ ہے کہ ان سے پردہ نہیں ہے۔ میک آپ وغیرہ اگر ہو سکتا ہے تو ان کے سامنے تو ہو سکتا ہے اس کے علاوہ نہیں۔ زینت ظاہر کرنے کا حکم جن کے سامنے ہے اس کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دے دی اور وہ تمام رشتے بیان کر دیئے ہیں۔ اور یہ زینت بھی وہ ہے جو خود بخود ظاہر ہوتی ہو یعنی اس قسم کی زینت جیسے شکل ہے، قد کاٹھ وغیرہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے سامنے بھی گھر میں بھی تنگ چین اور بلاؤز پہن کے پھر رہی ہوں یا ننگا لباس ہو۔ یہ پردہ محرم رشتہ داروں کے لئے بھی ہے۔

اسی طرح ایک اور بات میں مربیان اور ان کی بیویوں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی اپنے لباس اور اپنی نظروں میں بہت زیادہ احتیاط کریں۔ ان کے نمونے جماعت دیکھتی ہے۔ مربی اور مبلغ کی بیوی بھی مربی ہوتی ہے اور اس کو اپنی ہر معاملے میں اعلیٰ مثال قائم کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے مرد بھی اور ہماری عورتیں بھی حیا کے اعلیٰ معیاروں کو قائم کرنے والے ہوں اور اسلامی احکامات کی ہر طرح ہم سب پابندی کرنے والے ہوں۔

(الفصل انٹرنیشنل مورخہ 03 فروری 2017ء تا 09 فروری 2017ء جلد 24 شمارہ 05 صفحہ 08 تا 05)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 20 جنوری 2017ء بمطابق 20 صلح 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں پر نماز فرض ہے۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ نماز کی اہمیت مختلف حوالوں سے بیان کر کے اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے۔ (ماخوذ از سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء حدیث 3371)

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ حدیث 149)

پھر آپؐ نے نماز کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں

سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر تو یہ حساب ٹھیک رہا تو کامیاب ہو گیا اور نجات پالی ورنہ گھانا پایا، نقصان اٹھایا۔

(سنن الترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء ان اول ما یحاسب... حدیث 413)

پھر بچوں کو بھی نماز کا پابند بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ

سات سال کی عمر کو پہنچنے پر بچے کو نماز کی تلقین کرو اور دس سال کی عمر میں اس کو نماز کا پابند کرنے کے لئے کوئی

سختی بھی کرنی پڑے تو کرو۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب متى يؤمر الغلام بالصلاة حدیث 495)

اگر ماں باپ ہی نمازوں کے پابند نہ ہوں گے تو بچوں کو کس طرح کہہ سکتے ہیں یا اگر بچے اپنے اجلاسوں یا

مختلف ذریعوں سے یہ حدیث سن لیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیں لیکن گھر میں وہ اپنے باپوں کو

نمازوں کا پابند نہ دیکھیں تو ان پر کیا اثر ہو گا؟ یقیناً ایسے باپوں کے بچے یہ خیال کریں گے کہ اس حکم کی کوئی اہمیت

نہیں ہے۔ بلکہ ایک حکم کی اہمیت کو نظر انداز کرنے سے بچے کے دل پر ہر اسلامی حکم کی اہمیت کا اثر ختم ہو جائے گا۔

ایسے لوگ نہ صرف پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خود گھانا پانے والوں میں شامل ہو رہے

ہوتے ہیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی گھانا پانے والوں میں شامل کروا رہے ہوتے ہیں۔ دنیاوی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے بچوں کی دنیاوی ترقی کے لئے تو ماں باپ فکر کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں لیکن جو اصل فکر کا مقام ہے اس کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔

پھر ایک حقیقی مومن کے لئے صرف نماز ہی ضروری نہیں ہے جس سے اس کا روحانی میل کچیل دُور ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں پانچ بار روزانہ نہائے تو اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یقیناً کوئی میل نہیں رہے گی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہ معاف کرتا اور کمزوریاں دور کرتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلاة باب الصلوات الخمس كفارة حدیث 528)

پانچ نمازیں پڑھنے والے کی روح پر کوئی میل نہیں رہتی۔ پس یہ ہے نماز کی اہمیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوبصورت مثال کے ذریعہ بیان فرمائی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا صرف نماز پڑھنے کا ہی حکم نہیں ہے بلکہ حقیقی مومن مردوں کو اس روح کی میل اتارنے کے لئے مزید وضاحت فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے گھر سے وضو کیا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی مسجد کی طرف گیا تاکہ وہاں فرض نماز ادا کرے تو مسجد کی طرف جاتے ہوئے جتنے قدم اس نے اٹھائے ان میں سے اگر ایک قدم سے اس کا ایک گناہ معاف ہو گا تو دوسرے قدم سے اس کا ایک درجہ بلند ہو گا۔ یعنی ہر قدم ہی اسے ثواب دینے والا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاة باب المشی الى الصلاة... حدیث 1406)

پھر ایک موقع پر باجماعت نماز کی اہمیت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے جو ہر وقت اس بات کے لئے بے چین تھے کہ ہمیں کب کوئی موقع ملے اور ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں، اس کو راضی کرنے کے طریقے سیکھیں، اس کا قرب حاصل کریں، اپنے گناہوں سے دوریاں پیدا کریں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا اور مسجد میں دُور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ گناہوں سے دُوریاں پیدا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اتنا ہی نہیں یہ ایک قسم کا رباط ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارۃ حدیث 475)

یعنی سرحد پر چھاؤنیاں قائم کرنے کے برابر ہے۔ جس طرح ملک اپنی حفاظت کے لئے سرحدوں پر چھاؤنیاں بناتے ہیں، فوجیں رکھتے ہیں یہ اسی طرح ہے۔

سرحدوں پر چھاؤنیاں کیوں قائم کی جاتی ہیں؟ جیسا کہ میں نے کہا اپنے ملک کی حفاظت کے لئے۔ اس لئے تاکہ دشمن کے حملے سے محفوظ رہا جائے اور حملے کی صورت میں فوراً مقابلے کے لئے تیار ہو جاسکے۔

پس ایک مومن کو سب سے بڑا خطرہ جس سے بچنے کے لئے اس کو ضرورت ہے، جس کے بچنے کے لئے چھاؤنی قائم کرنے کی ضرورت ہے وہ خطرہ شیطان کا ہے۔ دنیاوی خواہشات کا خطرہ ہے جو شیطان دل میں پیدا کرتا ہے۔ ان کے ذریعہ سے شیطان حملہ کرتا ہے۔ پس ان سے بچنے کے لئے نماز باجماعت کی چھاؤنی ہے۔ یہی محافظوں کا دستہ ہے جو شیطان کے حملوں سے بچائے گا۔ گناہوں سے انسان بچے گا اور نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔

اسی طرح نماز باجماعت میں اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت 27 گنا زیادہ ثواب ہے۔ اس کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل صلاة الجماعة.. حدیث 645)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باجماعت نماز کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: "نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے" یعنی نماز باجماعت میں جو زیادہ ثواب رکھا ہے "اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں۔" یعنی پاؤں بھی جب سیدھے صف میں کھڑے ہوں تو برابر ہوں۔ اس کے لئے ایڑھیاں برابر کی جاتی ہیں۔" اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں۔" صف بندی ہوگی تو ایک انسان کی طرح بن جائیں گی۔ یعنی اس میں طاقت پیدا ہوگی۔" اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔" فرمایا "وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔" یعنی امیر بھی، غریب بھی سب ایک صف میں کھڑے ہوں گے۔ بعض لوگوں کے دماغوں میں خودی ہوتی ہے یا خود غرضی ہوتی ہے اس کو باجماعت نماز ختم کرتی ہے۔ فرمایا کہ "یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 247-248)

کسی میں نیکی کا زیادہ اثر ہے۔ نیکیوں کے اچھے اونچے مقام پر ہے تو دوسرا بھی اس اثر کو قبول کرے گا۔ پس نیکیوں کے اثر کو قبول کرنے کے لئے باجماعت نماز بھی فائدہ دیتی ہے۔ پس نماز باجماعت سے جہاں ایک وحدت کا اظہار ہے جو اللہ تعالیٰ اُمت میں پیدا کرنا چاہتا ہے وہاں ایک دوسرے کی نیکیوں کا بھی اثر ہوتا ہے۔ جب ایک ہی صف میں زیادہ نیکیاں بجالانے والے اور روحانی لحاظ سے بڑھے ہوئے اور اسی طرح کمزور لوگ جو ہیں وہ بھی کھڑے ہوں گے تو کمزوروں پر نیکیوں کا اثر پڑے گا اور ان میں بھی نیکیوں میں بڑھنے اور ترقی کرنے اور روحانیت کے بڑھانے کی قوت بڑھے گی اور جب یہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور جب روحانیت بڑھتی ہے تو پھر شیطانی

طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا جنہوں نے ہمیں عبادتوں اور نمازوں کا صحیح اور اک پیدا کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی۔ پس اگر ہم ایک طرف تو یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے اپنی روحانی حالت کی بہتری اور وحدت کے قیام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق اور مسیح موعود اور مہدی معبود کو مان لیا ہے اور دوسری طرف ہمارے عملوں اور خاص طور پر بنیادی اسلامی حکم کے بجالانے میں کمزوری ہو۔ جو بنیادی فرض ہے اس میں کمزوری ہو۔ اس چیز میں کمزوری ہو جو ہماری پیدائش کا مقصد ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو کم از کم معیار مقرر فرمایا ہے اس چیز میں کمزوری ہو تو ہم کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم نے اپنی روحانی حالت کی ترقی اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے۔

جیسا کہ میں نے بتایا کہ قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ پانچ نمازوں کی فرضیت بیان ہوئی ہے، اہمیت بیان ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی بڑے واضح ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ یہ نمازیں تو ہر احمدی کے لئے ضروری ہیں لیکن ساتھ ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز کی اہمیت بیان فرمائی ہے ہر عاقل (عقل رکھنے والے) بالغ مرد پر باجماعت نماز فرض ہے۔ لیکن اس کی طرف ہم دیکھتے ہیں کہ پوری توجہ نہیں ہے اور کمزوری ہے۔ بیشک ایک حقیقی مومن پر نماز فرض ہے اور اس بات کا اسے خود خیال رکھنا چاہئے لیکن جماعت میں ایک نظام بھی قائم ہے اس نظام کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ اس کی حقیقت واضح کرتے رہنا چاہئے۔ میں اکثر خطبات میں اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ کسی نہ کسی حوالے سے نمازوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ لیکن پھر اسے آگے پھیلا نا مر بیان اور نظام جماعت کا کام ہے کہ توجہ دلائیں۔ ہر فرد جماعت تک نماز کی اہمیت کا پیغام بار بار پہنچائیں۔ حقیقت میں تو ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکیں گے جب ہم اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہوئے ان سے روحانی حظ اٹھانے والے ہوں گے اور جب یہ روحانی سرور اور حظ حاصل ہونا شروع ہو جائے گا تو پھر نمازوں کی ادائیگی کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہو جائے گی۔

پس اس طرف جیسا کہ میں نے کہا ہر احمدی کو خود توجہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح ہم نے اپنی نماز پڑھنی ہے۔ ایسی نماز پڑھنی ہے جو ہمیں دلی سرور دلوا سکے، جو ہمیں لذت عطا کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ کس طرح یہ سرور حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ نے مثال دی فرمایا کہ "میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیتا جاتا ہے۔" نشہ حاصل کرنے کے لئے شراب پیتا چلا جاتا ہے "یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا

نشہ آجاتا ہے۔" فرمایا کہ "دانشمند اور زیرک انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔" یعنی اس مثال سے اگر کوئی عقلمند انسان ہے تو وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے "اور وہ یہ" کس طرح فائدہ اٹھانا ہے اپنی روحانیت کو تیز کرنے کے لئے نمازوں کی طرف توجہ دینے کے لئے "کہ نماز پر دوام کرے۔" نماز میں باقاعدگی اختیار کرے اور کبھی نہ چھوڑے۔ فرمایا "اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آجاوے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اُس کا مقصود بالذات ہوتا ہے "شرابی جب شراب پیتا ہے تو اس نے ذہن میں اپنا کوئی ایک معیار مقرر کیا ہوتا ہے کہ میں نے یہ لذت حاصل کرنی ہے۔ فرمایا کہ جو معیار وہ اپنے نشے کے لئے حاصل کرتا ہے تو ایک روحانی شخص کو، ایک مومن کو بھی اپنا کوئی مقصود بنانا چاہئے جس کو اس نے نماز کے لئے حاصل کرنا ہے اور اسی طرح بار بار مستقل مزاجی سے کوشش ہوگی تو تبھی سرور حاصل ہو سکتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ "اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کو حاصل کرنا ہو۔" ایک نمازی جب نماز پڑھے تو ذہن میں یہ بات رکھے اور اپنی جو بھی توجہ ہے اور جتنی طاقتیں ہیں ان کو نماز پڑھتے ہوئے استعمال کرے کہ میں نے یہ سرور حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے قوت ارادی کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اگر قوت ارادی ہوگی تو پھر ہی مستقل مزاجی بھی رہ سکے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ "اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق اور کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کر وہ لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں..... کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جائے گی۔" پھر ایک درد اور فکر ہوگی۔ ایک کرب ہو گا۔ ایک بے چینی ہوگی کہ کاش مجھے نماز میں سرور حاصل ہو۔ نماز پڑھتے ہوئے اس بے چینی کا بار بار اللہ تعالیٰ کے آگے اظہار ہو تو آپ فرماتے ہیں کہ یقیناً پھر وہ سرور حاصل ہو جائے گا، لذت حاصل ہو جائے گی۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 7-8)

پس مستقل مزاجی کے ساتھ نماز میں اس کا مزہ لینے کی کوشش آخر ایک وقت میں دل کو پکھلا کر وہ مزہ دے دیتی ہے۔ آپ نے اس بات کی بھی تاکید فرمائی اور وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں، لوگ سوال بھی کرتے ہیں کہ باوجود نماز پڑھنے کے لوگ بدیاں کرتے ہیں، برائیاں کرتے ہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ روح اور سچائی کے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے بلکہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 8)

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نماز برائیوں سے بچاتی ہے تو یقیناً یہ سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں میں نمازیں پڑھنے کے باوجود برائیاں قائم رہتی ہیں ان کی نمازیں صرف

ظاہری نمازیں ہوتی ہیں وہ اس کی روح کو نہیں سمجھتے۔ پس یہ بہت ہی قابل فکر بات ہے جس پر ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہئے۔ اگر ہمیں لذت و سرور آرہا ہو یا یہ پکارا رہا ہو کہ میں نے لذت اور سرور حاصل کرنا ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار نہ کرے۔ ہر ایک کو کبھی نہ کبھی اس لذت و سرور کا تجربہ ہو جاتا ہے اور ہوا ہو گا۔ مشکل اور پریشانی میں جب کوئی ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ نمازوں میں بہت سے ایسے ہیں جو بڑے روتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں۔ چلتے پھرتے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اس کی طرف توجہ رہتی ہے اور اسی وجہ سے پھر عبادت کی طرف بھی توجہ رہتی ہے تو کوئی نہ کوئی ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے اور کچھ نہ کچھ توجہ پیدا ہو رہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ تکلیف کی صورت میں مستقل دعاؤں میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن جب اپنی خواہشات پوری ہو جائیں، جب مشکلات سے نکل جائیں تو پھر بہت سارے ایسے ہیں جن کی نمازوں میں، عاجزانہ دعاؤں میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمیں مسلسل کوشش سے اپنے سامنے یہ ٹارگٹ رکھنا ہے کہ چاہے حالات اچھے ہوں یا برے، تنگی میں بھی اور کشائش میں بھی اس لذت و سرور کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے جو نشہ کی کیفیت طاری کر دے اور صرف ذاتی حالات ہی نہیں ایک مومن کو تو معاشرے کے عمومی حالات بھی جو ہیں وہ بھی درد پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں اور جب یہ درد کی کیفیت ہوتی ہے تو پھر درد سے دعائیں بھی نکلتی ہیں۔

پاکستان میں مثلاً جماعتی حالات بہت خراب ہیں۔ ہر طرف سے افراد جماعت کے خلاف نفرتوں کے تیر برسائے جارہے ہیں۔ بغضوں اور کینوں کے اظہار ہو رہے ہیں۔ ملاؤں کے خوف سے یا ان کی باتوں سے غلط فہمی پیدا ہونے کی وجہ سے پرانے تعلق والے غیر از جماعت بھی بعض جگہ مخالفتوں میں بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ عمومی طور پر بھی دیکھیں تو ان ظلموں کی انتہا ہو چکی ہے۔ ایسے میں پاکستان میں تو ہر احمدی کو جہاں لذت و سرور والی نمازیں پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے وہاں مسجدوں کو آباد کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔

گزشتہ دنوں خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے شوریٰ کے فیصلہ جات کی تعمیل کی ایک رپورٹ آئی جس میں انہوں نے لکھا کہ تعداد کے لحاظ سے تربیتی فیصلہ جات میں ہم نے یہ کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ بڑی اچھی بات ہے۔ ترقی کی طرف قدم بڑھے ہیں۔ ان تربیتی امور کی بہت سی باتوں میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ میرا خطبہ جمعہ سننے کی طرف اتنے ہزار خدام کی توجہ پیدا ہوئی ہے۔ لیکن جو قابل فکر بات ہے وہ یہ کہ نماز باجماعت کے عادی جمعہ کا خطبہ سننے والوں کا قریباً تیسرا حصہ تھے یا اس سے تھوڑا سا زیادہ تھے۔ اسی طرح نمازوں کے عادی خدام کی تعداد بھی خطبہ سننے والوں سے کافی کم تھی۔ ایسا خطبہ سننے کا کیا فائدہ جس سے ہماری توجہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف نہ ہو اور اس بنیادی فرض کی طرف نہ ہو جو انتہائی ضروری ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ میں تو ہر دوسرے تیسرے خطبہ میں نماز باجماعت یا عبادت کے بارے میں بات کرتا ہوں۔ اگر اس کا اثر ہی نہیں ہوتا تو صرف تعداد کی خانہ پوری کرنے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پاکستان میں جیسے احمدیوں کے حالات میں نے بیان کئے ہیں اگر اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوگی تو پھر کب ہو گی؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ کا نعوذ باللہ امتحان لینا چاہتے ہیں کہ ہم نے تو ایسے ہی رہنا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ ہمارے حالات بدلے۔ اگر یہی اظہار ہونے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ سے شکوے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ تم جو چاہے کرتے رہو، میرے حق ادا کرو یا نہ کرو کیونکہ تم نے مسیح موعود کو مان لیا ہے اس لئے میں تمہیں کامیابیاں دوں گا۔ کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

خدام کی رپورٹ کا میں نے ذکر کیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کمزوری صرف خدام الاحمدیہ میں ہے۔ انصار کا بھی یہی حال ہے۔ پس پاکستان کے ہر احمدی کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کامیابیاں سونے سے نہیں ملیں گی۔ کامیابیاں لاپرواہی سے نہیں ملیں گی۔ کامیابیاں سرحدوں پر گھوڑے باندھنے اور چھاؤنیاں قائم کرنے سے ملیں گی۔ پاکستان سے نکل کے جو لوگ باہر آئے ہوئے ہیں یا عمومی طور پر ہر جگہ جماعت میں ان ترقی یافتہ ممالک میں بھی اور باقی دنیا میں بھی ان کی حالت بھی یہی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ باہر آکر بڑے نمازی ہو گئے یا ہر جگہ نمازی ہیں۔ جماعتوں کا جائزہ لیں تو نمازوں کے معاملہ میں بہت ساری کمزوریاں نظر آئیں گی۔ انصاف سے اگر ہر ملک میں ہر تنظیم اپنے جائزے لے تو نتائج خود بخود سامنے آجائیں گے۔ لیکن پاکستان سے باہر آئے ہوئے لوگ جو ہیں ان کو خاص طور پر یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو فضل کئے ہیں اس کا شکریہ بھی ادا کرنا ہے۔ اس کا اظہار کس طرح کرنا ہے۔

بعض جماعتوں میں نمازوں کی اچھی حاضری ہوتی ہے لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی نماز کسی نہ کسی کی ضائع ہو رہی ہوتی ہے اور کئی ایسے ہیں جو بعض دفعہ ایک آدھ نماز نہیں بھی پڑھتے۔ اور اس کی ایک وجہ جیسا کہ میں نے کہا یہ بھی ہے کہ نظام اس کی طرف توجہ نہیں دلاتا اور نظام کی بھی دوسری ترجیحات ہیں۔

میرے خطبات اول تو ہر ایک سنتا ہی نہیں۔ یہ کہنا کہ سو فیصد لوگ سنتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔ اور اگر سن بھی لیں تو پھر بھی مستقل یاد دہانی کروانا نظام جماعت کا کام ہے۔ اس لئے نظام قائم کیا گیا ہے کہ تربیت کی طرف توجہ ہو۔

گزشتہ دنوں یہاں کی ایک جماعت کی مجلس عاملہ سے ملاقات تھی تو صدر صاحب نے بتایا کہ جب سے میں صدر بنا ہوں مالی نظام کی طرف میں نے بہت توجہ کی ہے اور اب ہم اس میں بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ تو میں نے انہیں کہا کہ ٹھیک ہے یہ کوشش تو آپ نے کی لیکن ایک مومن کے لئے جو بنیادی چیز ہے اور فرض ہے یعنی نماز۔ اس کے لئے آپ نے کیا کوشش کی؟ تو اس بارہ میں خاموشی تھی۔ گو فجر اور عشاء کی نماز کی حاضری

کے بارے میں میں نے جو استفسار کیا اور جائزہ لیا تو اس میں جو اعداد و شمار سامنے آئے کافی بہتر تھے۔ لیکن نظام کی اس میں کوئی کوشش نہیں تھی۔ اگر لذت و سرور پیدا کرنے والے نمازی پیدا ہو جائیں گے تو مالی نظام خود بخود ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ تقویٰ کا معیار بڑھنے سے ہی مالی قربانی کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ امور عامہ اور قضا کے جو مسائل ہیں وہ بھی بہت حد تک حل ہو جائیں گے بلکہ اگر سارے نمازیں صحیح طرح ادا کرنی شروع کر دیں تو باقی شعبہ جات بھی ایکٹو (active) ہو جائیں گے۔

اور آجکل تو صرف پاکستان ہی نہیں دنیا کے عمومی حالات ایسے ہیں کہ جنگ اور تباہی کا خطرہ بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ حکومتوں نے بھی اب اس کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے اور اس کے لئے کچھ نہ کچھ حد تک کارروائیاں بھی شروع کر دی ہیں۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی پناہ ہی ہے جو بچائے گی۔

بہت سے لوگ لکھتے ہیں کہ جنگ شروع ہوگی تو کیا ہوگا؟ ہم کیا کریں؟ تو ان کو یہی جواب ہے کہ اگر ان خطروں سے بچنا ہے تو پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے خدائے ذوالجباب سے پیار کرنا ہوگا۔ اور اس پیار کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنی نمازوں اور اپنی عبادتوں کو اس کے حکم کے مطابق ڈھالتے ہوئے ہم لذت و سرور پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اکثر لوگ ان ممالک میں آکر دنیاوی کشائش دیکھ کر خدا تعالیٰ کو بھلا دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ کشائش انہیں ان ملکوں کی ترقی کی وجہ سے ملی ہے۔ اور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ اتنے ترقی یافتہ ہیں لیکن ان کے کون سے ایسے عمل ہیں، کونسی عبادتیں کر رہے ہیں کہ اس کے باوجود یہ ترقی کر رہے ہیں اور پھر بعض یہ بھی سوچتے ہیں کہ ہم ان سے تو بہتر ہیں کہ اگر پانچ نمازیں فرض ہیں تو پانچ میں سے دو تین نمازیں تو پڑھ ہی لیتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کو بھولنے والوں کے لئے آخر میں عذاب مقدر ہے تو ان لوگوں کے پیچھے نہ چلیں۔ ہم نے اگر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنا ہے اور اپنی نسلوں کو بچانا ہے تو ان کی یہ ظاہری حالت نہ دیکھیں بلکہ اس تعلیم کے مطابق عمل کریں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر ایمان کے بعد قیام نماز کا حکم دیا ہے۔ پس ہر احمدی مرد کو بھی، عورت کو بھی، اپنی نمازوں کی حفاظت اور مردوں کو خاص طور پر باجماعت نماز کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازوں کی اہمیت، اس کے پڑھنے کے طریق، اس کے فلسفہ کے بارے میں بہت کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرماتے ہوئے ہمیں آپ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی لیکن اس کے باوجود اگر ہم بنیادی چیز پر عمل نہیں کریں گے جیسا کہ میں نے کہا اور غیروں کی طرح دو تین نمازوں پر ہی اکتفا کریں گے جس طرح کہ اکثر غیر احمدی بھی اسی طرح

کرتے ہیں تو پھر اس بیعت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

نمازوں کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں کس معیار پر دیکھنا چاہتے ہیں؟ اس بارے میں کس کس طریق سے آپ نے ہمیں سمجھایا ہے؟ اس کے لئے آپ کے کچھ ارشادات پیش کرتا ہوں۔ ایک مومن لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا کلمہ پڑھ کر توحید کا اعلان کرتا ہے۔ اور توحید کیا ہے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"پس خوب یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے" اللہ تعالیٰ سے تعلق ختم کرنا ہے فرمایا "نماز اور توحید کچھ ہی ہو" خود فرماتے ہیں کہ توحید کے عملی اظہار کا نام ہی نماز ہے۔ توحید کا منہ سے دعویٰ تو کر دیا لیکن توحید کے عملی اظہار کا نام نماز ہے۔

فرمایا "نماز اور توحید کچھ ہی ہو...، اسی وقت بے برکت اور بے سود ہوتی ہے جب اس میں نیستی اور تذلل کی روح اور حنیف دل نہ ہو!!" فرمایا "سنو وہ دعا جس کے لئے اُدْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ فرمایا ہے۔" یعنی مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔" اس کے لئے یہی سچی روح مطلوب ہے۔ "اُدْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ کے لئے یہ سچی روح مطلوب ہے۔" اگر اس تضرع اور خشوع میں حقیقت کی روح نہیں تو وہ ٹیس ٹیس سے کم نہیں ہے۔" (ملفوظات جلد 9 صفحہ 12)

یعنی طوطا جس طرح بولتا ہے اسی طرح ہے سچی روح پیدا کرنی چاہئے۔ تضرع اور خشوع پیدا کرنا چاہئے اگر وہ نہیں تو کوئی فائدہ نہیں۔ پس جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ دعا میں عاجزی اور تضرع ہو تو پھر اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ پھر آپ نے یہ وضاحت فرمائی کہ نماز کی مختلف حالتیں جیسے قیام ہے، رکوع ہے، سجدہ ہے۔ یہ سب حالتیں جو ہیں یہ ایک اضطرابی حالت کو ظاہر کرتی ہیں۔ ایک بے چینی انسان کی ظاہر کرتی ہیں۔ انسان کبھی اٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے۔ کبھی سجدے میں جاتا ہے اور ان حالتوں کی وجہ سے جو ظاہری اضطرابی حالت ہے فرمایا کہ ان حالتوں کی وجہ سے دل میں سوزش اور اضطراب پیدا ہونا چاہئے۔ دل میں بھی سوزش اور اضطراب پیدا ہونا چاہئے اور جب ایسی حالت ہوگی تو پھر حالت سجدہ میں بھی، قیام میں بھی، رکوع میں بھی پھر لذت اور سرور حاصل ہوگا۔ پھر عبودیت کے مقام اور حقیقی عاجزی اور گناہوں کو جلا کر ختم کرنے والی نماز کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے" ہر وقت عاجزی اور اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنا ہو جاتی ہے "تو وہ خدا کی طرف ایک چشمے کی طرح بہتی ہے" عاجزی پیدا ہوگی تو تبھی خدا کی طرف بہے گی "اور ماسوی اللہ سے اسے انقطاع ہو جاتا ہے۔ اس وقت خدائے تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے۔"

انسان جب کوشش کر کے اور اللہ تعالیٰ سے فضل مانگتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے تعلق توڑتا ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے اور جب خدا تعالیٰ کی یہ محبت انسان پر گرے تو پھر آپ نے فرمایا کہ گناہ جل کر ختم ہو جاتے ہیں اور پھر نمازوں میں مستقل سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 10)

پس بجائے یہ شکوہ کرنے کے یا دل میں یہ خیال لانے کے کہ ہماری نمازیں ہمیں مزہ نہیں دیتیں، ہمیں اللہ تعالیٰ سے اس خاص تعلق کو پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنی حالتوں کو دیکھیں کہ ہم صرف ٹکریں مار رہے ہیں یا نماز کا حق ادا کر رہے ہیں۔ پھر نماز میں نور اور لذت پانے کے طریق کے بارے میں مزید بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اولاً وہ ایک عادتِ راستہ کی طرح قائم ہو۔" ایک ایسی عادت بن جائے جو پکی ہو جائے۔" اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا خیال دل میں ہو۔ جب یہ چیزیں ہو جائیں گی، جب پکی عادت ہو جائے گی تو "پھر رفتہ رفتہ وہ وقت آجاتا ہے کہ انقطاع کلمی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے۔"

پھر انسان دنیا سے کٹ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نمازوں میں وہ لذت اور سرور آنی شروع ہو جاتی ہے۔

پس پہلے نماز کی عادت ضروری ہے۔ اپنے آپ کو نمازوں کا پابند کرنا ضروری ہے۔ چاہے نمازوں کا فائدہ انسان کو ظاہری حالت میں نظر آتا ہو یا نہ لیکن نمازیں بہر حال پڑھنی ہیں کیونکہ یہ فرض ہیں اور یہ سمجھ کر عادت ڈالنی ضروری ہے کہ میں نے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرنا ہے۔ اس کے پاس ہی جانا ہے۔ ہر ضرورت کے لئے اسی سے مانگنا ہے۔ یہ مستقل مزاجی اگر رہے گی تو پھر ایک وقت آئے گا کہ نمازوں کے حق بھی ادا ہونے شروع ہو جائیں گے۔ نمازوں میں لذت بھی آنی شروع ہو جائے گی۔ اور پھر بعض لوگ جس طرح پوچھنے پر جواب دیتے ہیں ان کا یہ جواب نہیں ہو گا کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں لیکن سستی ہو جاتی ہے۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ سستی ہوتی ہی اس وقت ہے جب نماز کی اہمیت نہیں ہوتی۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 6-7)

اور غیر اللہ کو انسان زیادہ اہم سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ سستی ہو۔ پس آج دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں ان کے بد اثرات سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف خالص ہو کر جھکنا بہت ضروری ہے اور اس جھکنے کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی بتایا ہے کہ اپنی نمازوں کی ادائیگی اور حفاظت کی طرف ہم توجہ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھو کہ اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو کیونکہ دنیا تو گزرنے کی جگہ ہے وہ تو کسی نہ کسی رنگ میں گزر جائے گی۔" فارسی کا مصرعہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

"شب تنور گذشت و شب سمور گذشت"

کہ رات ٹھنڈی ہو یا گرم ہو گزر ہی جاتی ہے۔ حالات اچھے ہوں یا برے ہوں گزر ہی جاتے ہیں۔ فرمایا کہ "دنیا اور اس کے اغراض اور مقاصد کو بالکل الگ رکھو۔ ان کو دین کے ساتھ ہر گز نہ ملاؤ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی چیز ہے اور دین اور اس کے ثمرات باقی رہنے والے۔ دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر آن اور ہر دم میں ہزاروں موتیں ہوتی ہیں۔ مختلف قسم کی وبائیں اور امراض دنیا کا خاتمہ کر رہی ہیں۔ کبھی ہیضہ تباہ کرتا ہے۔ اب طاعون ہلاک کر رہی ہے" اُس زمانے میں طاعون پھیلا ہوا تھا "کسی کو کیا معلوم ہے کہ کون کب تک زندہ رہے گا۔ جب موت کا پتا نہیں کہ کس وقت آجائے گی پھر کیسی غلطی اور بیہودگی ہے کہ اس سے غافل رہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آخرت کی فکر کرو۔ جو آخرت کی فکر کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب انسان مومن کامل بنتا ہے تو وہ اس کے اور اس کے غیر میں فرق رکھ دیتا ہے۔ اس لئے پہلے مومن بنو اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں دنیا کے اغراض کو ہر گز نہ ملاؤ۔ نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ و استغفار میں مصروف رہو۔ نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کر دے گا۔ عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کو گلہ، شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھائو۔ ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے اس پر عمل درآمد کرنا تمہارا کام ہے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 145-146)

غیروں کو سمجھائیں، عورتوں کو سمجھائیں یا بچوں کو سمجھائیں تو اس کے لئے خود بھی پاکبازی اور راستبازی کے نمونے دکھانے ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ "پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزا انہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو۔" یعنی خاص توجہ پیدا نہ ہو "اور حضور قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آجائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے یہ ہر گز نہیں سمجھنا چاہئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو۔ نہیں میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون ادعیہ اور اذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے

ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچا دے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اور تمام کام تمہارے اس کی مرضی کے موافق ہوں۔ اپنی بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو۔ اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔"

(ماہنامات جلد 6 صفحہ 146)

اللہ تعالیٰ ہمیں نمازوں کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان میں باقاعدگی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی نمازوں کو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری نمازوں میں لذت و سرور پیدا فرمائے۔ کبھی ہم اس میں سستی دکھانے والے نہ ہوں اور اس بات کی حقیقت کو ہم سمجھنے والے ہوں کہ آج دنیا کی آفات اور مصیبتوں سے ہم اسی وقت نجات پاسکتے ہیں جب ہم اللہ تعالیٰ کی عبادیت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 10 فروری 2017ء تا 16 فروری 2017ء جلد 24 شمارہ 06 صفحہ 08 تا 05)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 27 جنوری 2017ء بمطابق 27 صلح 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:
گزشتہ خطبہ میں میں نے نمازوں کی اہمیت اور ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کئی لوگوں کے مجھے
ذاتی خط اس طرف توجہ دینے کے لئے آئے اور اپنی سستیوں پر شرمندگی کا اظہار کیا۔ کئی جگہ سے جماعتی نظام اور
ذیلی تنظیموں سے خط آئے کہ واقعی اس معاملے میں سستی ہے۔ آئندہ سے اس طرف توجہ کا مضبوط پروگرام بنا
رہے ہیں اور یہ بھی کہ انشاء اللہ آئندہ بھرپور کوشش کریں گے کہ سستیاں دور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کی
توفیق دے اور ہماری مساجد حقیقت میں آبادی کے بھرپور نظارے پیش کرنے والی ہوں۔ لیکن انتظامیہ کو ہمیشہ یاد
رکھنا چاہئے کہ ہر کام کے اعلیٰ نتائج پیدا کرنے کے لئے مستقل مزاجی شرط ہے۔ شروع میں تو ہم میں سے بہت سے
ایسے ہیں جو بڑے جوش سے کام شروع کرتے ہیں لیکن پھر کچھ عرصے بعد سستی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ
انسانی فطرت بھی ہے۔ افراد میں سستی پیدا ہونی اتنے خطرناک نتائج پیدا نہیں کرتی گو کہ یہ بھی بہت قابل فکر بات
ہے لیکن نظام میں سستی پیدا ہونا تو انتہائی خطرناک ہے۔ اگر افراد کو توجہ دلانے والا نظام ہی سست ہو جائے یا اپنے
کام میں عدم دلچسپی کا اظہار کرنے لگ جائے تو پھر افراد کی اصلاح بھی مشکل ہو جاتی ہے، اور ایک فطری تقاضے کے
تحت اُن میں جو سستی پیدا ہوتی ہے اس کی اصلاح ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

پس ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی اپنے کام اور خاص طور پر وہ کام جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا مقصد
پیدائش قرار دیا ہے اس میں ایسی منصوبہ بندی کریں اور ایسا پروگرام بنائیں کہ وقت کے ساتھ سستی اور کمزوری کی
 بجائے ہر دن ترقی کی طرف لے جانے والا ہو۔ ہماری عبادتوں کی ترقی ہی ہمیں کامیابیاں دلانے والی ہے۔ پس یہ بہت
اہم چیز ہے۔ تمام نظام کو اس بارے میں بہت سنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے۔ لجنہ اماء اللہ کو بھی اس بارے میں اپنا
کردار ادا کرنا چاہئے۔

بچوں کی نمازوں کی گھروں میں نگرانی کرنا اور انہیں نمازوں کی عادت ڈالنا اور مردوں اور نوجوانوں کو مسجدوں میں جانے کے لئے مسلسل توجہ دلاتے رہنا یہ عورتوں کا کام ہے۔ اگر عورتیں اپنا کردار ادا کریں تو یہ غیر معمولی تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔

اسی طرح میں یہاں ایسے لوگوں کی درستی کرنا چاہتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ نہ ہمیں نمازوں کے متعلق کہو، نہ پوچھو کیونکہ یہ ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے۔ کئی عورتوں کی شکایت آتی ہے کہ اگر ہم اپنے خاوندوں کو توجہ دلائیں تو وہ لڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ یہ بیشک بندے اور خدا کا معاملہ ہے لیکن توجہ دالنا اور پوچھنا نظام جماعت کا کام ہے۔ اسی طرح بیویوں کا بھی کام ہے بلکہ فرض ہے۔ اگر صرف اتنا ہی ہوتا کہ مرضی ہو تو یا مرضی ہوئی تو پڑھ لوں گا، نہ ہوئی تو نہیں۔ یا فجر کی نماز پر ہم گہری نیند سوتے ہیں اور دن بھر کے تھکے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے رات کو گہری نیند آتی ہے اس لئے ہمیں جگانا نہیں۔ اگر یہ مرضی پر ہوتا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیوی اور خاوند کو یہ ارشاد نہ فرماتے کہ جو نماز کے لئے پہلے جاگے وہ دوسرے کو نماز کے لئے جگائے اور اگر نہ جاگے یا سستی دکھائے تو پانی کے چھینٹے مارے۔ بعض جگہ تو آپ نے بہت زیادہ سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ گزشتہ جمعہ میں بعض احادیث میں نے پیش بھی کی تھیں۔ پس یہ سوچ غلط ہے کہ ہم ایسے معاملے میں آزاد ہیں۔ ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے۔ جس نظام سے اپنے آپ کو منسلک کر رہے ہیں اگر وہ اپنی جماعت کا جائزہ لینے کے لئے نمازوں کی ادائیگی کے بارے میں استفسار کرتا ہے تو بجائے چڑنے اور غصہ میں آنے کے تعاون کرنا چاہئے۔ ہاں اگر انسان خود نمازیں پڑھ کر پھر دنیا کو بتانے والا ہو اور بتاتا پھرے اور بڑے فخر سے بتائے کہ میں نمازیں باجماعت پڑھتا ہوں تو پھر یہ برائی ہے اور غلط ہے۔ بہر حال ہر ایک پر نمازوں کی اہمیت واضح ہونی چاہئے اور اس کے لئے اسے بڑے اہتمام سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس توجہ کے بعد اب میں نمازوں سے متعلق بعض باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالے سے پیش کروں گا جو عموماً فقہی مسائل سے تعلق رکھتی ہیں یا جن کے متعلق ایک احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی کہ اس کو ان پر عمل کرنا چاہئے۔ عموماً لوگ اس بارے میں استفسار بھی کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مسلمہ میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں سے لوگ آکر شامل ہوتے ہیں۔ بعض باتیں جو وہ پہلے کرتے تھے جماعت احمدیہ کا اس پر تعامل نہیں ہوتا کیونکہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو باتیں بتائی ہیں اور ہم نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم اور عدل مانا ہے تو جو آپ نے فرمایا ہم نے اس کے مطابق کرنا ہے جبکہ وہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے بھی ثابت ہوتی ہو۔

انہی باتوں میں ایک بات رفع یدین کی ہے۔ یعنی نماز کی ہر تکبیر پر تکبیر اور ہر حرکت پر ہاتھ اٹھانا، اوپر کانوں سے لگانا اور انہی چھوٹی چھوٹی باتوں نے مسلمانوں میں فرقہ در فرقہ بندی پیدا کی ہے اور یہی نہیں بلکہ لڑائیوں تک نوبت آئی ہے۔ کفر کے فتوے ایک دوسرے پر دیتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی دوسرے فرقے کے آدمی کا جنازہ پڑھ لے تو مولوی کہتے ہیں نکاح ٹوٹ گیا۔ اور یہ صرف پرانی بات نہیں ہے بلکہ آجکل بھی یہی باتیں ہو رہی ہیں۔ گزشتہ دنوں ہندوستان کی ایک خبر تھی کہ ایک فرقے کے لوگوں نے دوسرے فرقے کے امام کے پیچھے کسی کا جنازہ پڑھ لیا تو فتویٰ آگیا کہ نکاح ٹوٹ گیا اور پھر سارا گاؤں یا قصبہ جمع ہو کر اس مولوی کے پاس گیا اور ایک لائن لگی ہوئی ہے۔ نئے سرے سے سب کے نکاح ہو رہے ہیں۔ تو مذہب کو انہوں نے مذاق بنالیا یا فتنہ کا ذریعہ بنالیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو سب جھگڑوں کو ختم کرنے آئے تھے اس لئے آپ نے فرمایا کہ میں حکم اور عدل ہوں مجھے مانو اور اس کے حل بھی پیش فرمائے۔ جو معمولی فرق تھے کہ اگر کوئی اس طرح بھی کر لے یا اس طرح بھی کر لے تو ان کو آپ نے جائز بھی قرار دیا۔ چنانچہ رفع یدین کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ:

"اس میں چنداں حرج نہیں معلوم ہوتا" کوئی حرج نہیں "خواہ کوئی کرے یا نہ کرے۔ احادیث میں بھی اس کا ذکر دونوں طرح پر ہے۔ اور وہابیوں اور سنٹیوں کے طریق عمل سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کیونکہ ایک تو رفع یدین کرتے ہیں اور ایک نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت رفع یدین کیا اور بعد ازاں ترک کر دیا۔"

(البدرد 3 اپریل 1903ء جلد 2 نمبر 11 صفحہ 85)

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعامل نہیں رہا۔ لیکن اگر ایک وقت میں کیا اور اس کو بعض لوگ مانتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اس میں لڑنے کی ضرورت کوئی نہیں۔ لیکن آپ نے اسی تعامل کو جاری رکھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ عمل کیا۔

اس بارے میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ "حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ دریافت کیا کہ حضور فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین اور آمین کے متعلق کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ طریق حدیثوں سے ثابت ہے اور ضرور کرنا چاہئے۔" حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اس پر فرماتے ہیں کہ "خاکسار عرض کرتا ہے کہ فاتحہ خلف امام والی بات تو حضرت صاحب سے متواتر ثابت ہے۔ یعنی نماز باجماعت ہو رہی ہو تو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا مگر رفع یدین اور آمین بالجہد والی بات کے متعلق میں نہیں سمجھتا کہ حضرت صاحب نے ایسا فرمایا ہو۔ کیونکہ حضور اسے ضروری سمجھتے تو لازم تھا کہ خود بھی اس پر ہمیشہ

عمل کرتے مگر حضور کا دوامی عمل ثابت نہیں۔ "یعنی باقاعدگی سے آپ نے اس پر عمل نہیں کیا" بلکہ حضور کا عام عمل بھی اس کے خلاف تھا۔ آپ لکھتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ جب حافظ صاحب نے حضور سے سوال کیا تو چونکہ سوال میں کئی باتیں تھیں حضور نے جواب میں صرف پہلی بات کو مد نظر رکھ کر جواب دے دیا۔ یعنی حضور کے جواب میں صرف فاتحہ خلف امام مقصود ہے واللہ اعلم۔"

(سیرۃ المہدی جلد اول حصہ سوم صفحہ 564 روایت نمبر 592)

اس کی تصدیق پھر آگے ایک اور روایت سے بھی ہوتی ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا تو ٹھیک ہے لیکن باقی نہیں۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ہی لکھتے ہیں کہ: "بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل میں میں سخت غیر مقلد تھا اور رفع یدین اور آمین بالجہر کا بہت پابند تھا۔" یعنی اونچی آواز میں آمین کہنا۔ "اور حضرت صاحب کی ملاقات کے بعد بھی میں نے یہ طریق مدت تک جاری رکھا۔ عرصہ کے بعد ایک دفعہ جب میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی "تو نماز کے بعد آپ نے مجھ سے مسکرا کر فرمایا کہ میاں عبد اللہ اب تو اس سنت پر بہت عمل ہو چکا ہے اور اشارہ رفع یدین کی طرف تھا۔" یعنی ہر تکبیر پر ہاتھ اٹھانا۔ "میاں عبد اللہ صاحب کہتے ہیں کہ اس دن سے میں نے رفع یدین کرنا ترک کر دیا بلکہ آمین بالجہر کہنا بھی چھوڑ دیا اور میاں عبد اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا اور نہ کبھی بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا ہے۔"

مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق عمل وہی تھا جو میاں عبد اللہ صاحب نے بیان کیا لیکن ہم احمدیوں میں حضرت صاحب کے زمانے میں بھی "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی" اور آپ کے بعد بھی یہ طریق عمل رہا ہے "آج تک بھی یہ ہے" کہ ان باتوں میں کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا۔ بعض آمین بالجہر کہتے ہیں۔ "اونچی آواز میں کہہ دیتے ہیں۔" بعض نہیں کہتے۔ بعض رفع یدین کرتے ہیں۔ اکثر نہیں کرتے۔ "اور اب تو بالکل نہیں کیا جاتا سوائے بعض کے جو بالکل نئے آنے والے ہیں اور اس کے عادی ہیں وہ بھی آہستہ آہستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "بعض بسم اللہ بالجہر پڑھتے ہیں اکثر نہیں پڑھتے۔ اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دراصل یہ تمام طریق آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں مگر جس طریق پر آنحضرت ﷺ نے کثرت سے عمل کیا وہ وہی طریق ہے جس پر خود حضرت صاحب کا عمل تھا۔" یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عمل تھا۔

(سیرۃ المہدی جلد اول حصہ اول صفحہ 147-148 روایت نمبر 154)

پھر ایک سوال ہوتا ہے کہ نماز میں انسان قیام میں ہاتھ باندھ کر جب کھڑا ہوتا ہے تو اس وقت ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ "بیان کیا مجھ سے مولوی سید محمد سرور شاہ

صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول کے پاس کسی کا خط آیا "کیونکہ بعض لوگ ناف سے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں، بعض درمیان میں رکھتے ہیں، بعض بہت زیادہ اوپر رکھتے ہیں تو اس بارے میں حضرت خلیفہ اول کے پاس ایک خط آیا کہ جب انسان نماز کے لئے نیت باندھ کے کھڑا ہو تو اس وقت ہاتھ کس طرح باندھنے ہیں۔ خط آیا "کہ کیا نماز میں ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث بھی ملتی ہے؟ حضرت مولوی صاحب نے یہ خط حضرت صاحب کے سامنے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے" پیش کیا اور عرض کیا کہ اس بارہ میں جو حدیثیں ملتی ہیں وہ جرح سے خالی نہیں۔ "ان پر بحث ہوئی ہوئی ہے۔ کوئی ان کو صحیح کہتا ہے کوئی غلط کہتا ہے۔" حضرت صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ تلاش کریں۔ ضرور مل جائے گی۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ "کیونکہ باوجود اس کے کہ شروع عمر میں بھی ہمارے ارد گرد سب حنفی تھے مجھے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کبھی پسند نہیں ہوا۔" اپنے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کبھی پسند نہیں ہوا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوں "بلکہ ہمیشہ طبیعت کا میلان ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کی طرف رہا ہے۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اور ہم نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ جس بات کی طرف ہماری طبیعت کا میلان ہو وہ تلاش کرنے سے ضرور حدیث میں نکل آتی ہے۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "خواہ ہم کو پہلے اس کا علم نہ ہو۔ پس "آپ نے حضرت خلیفہ اول کو فرمایا کہ "آپ تلاش کریں ضرور مل جائے گی۔" کیونکہ میرا میلان جس طرف ہے عموماً میں نے دیکھا ہے کہ حدیثیں اس بارے میں مل جاتی ہیں۔" مولوی سرور شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس پر حضرت مولوی صاحب گئے اور کوئی آدھا گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ خوش خوش ایک کتاب ہاتھ میں لئے آئے اور حضرت صاحب کو اطلاع دی کہ حضور حدیث مل گئی ہے اور حدیث بھی ایسی کہ جو علی شرط الشیخین ہے "یعنی اس پر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر دونوں کا صا د ہے اور یہ امام بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے "جس پر کوئی جرح نہیں۔" اس پر کوئی بحث نہیں ہے۔ "پھر کہا کہ یہ حضور ہی کے ارشاد کی برکت ہے۔" یعنی یہی حدیث ملی کہ ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعامل زیادہ تھا۔

(سیرت المہدی جلد اول حصہ اول صفحہ 92 روایت نمبر 115)

"حضرت حاجی غلام احمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ نماز میں ہاتھ کس جگہ باندھیں "بعض لوگ باریکیوں میں پڑ جاتے ہیں اور اسی چیز کو لے بیٹھتے ہیں۔ ایک جگہ تو آپ نے یہ بحث فرمائی، یہ ہدایت فرمائی کہ تلاش کریں ضرور مل جائے گی کیونکہ میرا حجان ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے میں ہے۔ دوسری جگہ ایک اور شخص نے آکر سوال کیا اور وہاں اصلاح مطلوب تھی تو اس کو آپ نے جواب دیا کہ "آپ نے فرمایا کہ ظاہری آداب بھی ضروری ہیں۔" ٹھیک ہے نماز کے ظاہری آداب ہیں وہ ضروری ہیں "مگر زیادہ توجہ اللہ تعالیٰ

کی طرف نماز میں رکھنی چاہئے۔"

(اصحاب احمد جلد 10 صفحہ 246۔ نیاڈیشن بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 77)

یہ چیزیں بھی ٹھیک ہیں لیکن اپنی توجہ کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رکھو جو بنیادی مقصد ہے۔ پھر ایک دفعہ تشہد میں انگلی اٹھانے کے متعلق سوال ہوا۔ "ایک نے سوال کیا کہ التحیات کے وقت نماز میں انگشت سبابہ کیوں اٹھاتے ہیں؟" یعنی شہادت کی انگلی۔ "تو آپ نے فرمایا کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں گالیوں کے واسطے یہ انگلی اٹھایا کرتے تھے۔" گالی دینی ہوتی تھی تو یہ انگلی اٹھاتے تھے "اس لئے اس کو سبابہ کہتے ہیں یعنی گالی دینے والی" انگلی۔ "خدا تعالیٰ نے عرب کی اصلاح فرمائی اور وہ عادت ہٹا کر فرمایا کہ خدا کو واحد لا شریک کہتے وقت یہ انگلی اٹھایا کرو تا کہ اس سے وہ الزام اٹھ جاوے۔ یعنی اس کا نام جو غلط رکھا ہے گالیاں دینے والی انگلی یہ گالیاں دینے والی انگلی نہ رہے بلکہ شہادت کی انگلی ہو جاوے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "ایسے ہی عرب کے لوگ پانچ وقت شراب پیتے تھے۔ اس کے عوض میں پانچ وقت نماز رکھی۔"

(الہدور 20 فروری 1903ء صفحہ 66 جلد 2 نمبر 9)

پھر رکوع و سجود میں قرآنی دعا کرنے کے بارے میں سوال ہوا۔ "مولوی عبدالقادر صاحب لدہانوی نے سوال کیا کہ رکوع و سجود میں قرآنی آیت یا دعا کا پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا سجدہ اور رکوع فروتنی کا وقت ہے" عاجزی کا وقت ہے "اور خدا تعالیٰ کا کلام عظمت چاہتا ہے۔ ماسوائے اس کے حدیثوں سے کہیں ثابت نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رکوع یا سجود میں کوئی قرآنی دعا پڑھی ہو۔"

(الحکم 24 اپریل 1903ء صفحہ 11 جلد 7 نمبر 18)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اس بارے میں فرماتے ہیں کہ "میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور سیدنا مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ "دعا نماز میں بہت کرنی چاہئے۔" نیز فرمایا کہ اپنی زبان میں دعا کرنی چاہئے۔ لیکن جو کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اس کو انہیں الفاظ میں پڑھنا چاہئے۔ مثلاً رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ اَلْعَلِيِّ۔ وغیرہ پڑھ کر اور اس کے بعد بیشک اپنی زبان میں دعا کی جائے۔" نیز فرمایا کہ "رکوع و سجدہ کی حالت میں قرآنی دعائے کی جائے کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے اور اعلیٰ شان رکھتا ہے اور رکوع اور سجدہ تذلل کی حالت ہے۔ اس لئے کلام الہی کا احترام کرنا چاہئے۔"

(سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 166-167 روایت نمبر 1243)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ سے کسی نے ایک دفعہ سوال کیا کہ سجدے میں قرآنی دعاؤں کا پڑھنا کیوں ناجائز ہے جبکہ سجدہ انتہائی تذلل کا مقام ہے؟ یعنی عاجزی کا مقام ہے۔ انتہائی تذلل کا مقام ہے تو اس میں تو پڑھنی

چاہئیں تاکہ قبول ہوں۔ تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میرا تو یہی عقیدہ رہا ہے کہ سجدے میں قرآنی دعاؤں کا پڑھنا جائز ہے۔ لیکن بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ایسا حوالہ ملا جس میں آپ نے سجدے کی حالت میں قرآنی دعاؤں کا پڑھنا ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح مسند احمد بن حنبل میں بھی اسی مضمون کی ایک حدیث مل گئی۔ آپ فرماتے ہیں لیکن اگر میرے عقیدے کے خلاف یہ امور نہ ملتے تب بھی یہ دلیل اس نے جو دلیل دے کے تذلل کی حالت کا سوال پوچھا ہے میں معقول قرار نہ دیتا کہ سجدہ جب انتہائی تذلل کا مقام ہے تو قرآنی دعاؤں کا سجدے کی حالت میں پڑھنا جائز ہونا چاہئے۔ یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں۔ مزید وضاحت فرمائی ہے کہ یہ امام مالک کا عقیدہ تھا کہ سمندر کی پانی کی ہر چیز حلال ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ سمندر میں سور بھی ہوتا ہے۔ کیا اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ تو امام مالک نے فرمایا کہ سمندر کی ہر چیز کھانی جائز ہے مگر سور حرام ہے۔ اس نے بار بار یہی سوال کیا مگر آپ نے فرمایا اس سوال کا یہی جواب دے سکتا ہوں کہ سمندر کی ہر چیز حلال ہے مگر سور حرام ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی فرماتے ہیں کہ یہی جواب میں دیتا ہوں کہ سجدہ بیشک تذلل کا مقام ہے مگر قرآن کریم کی چیزیں، اس کی دعائیں سجدے کی حالت میں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ دعا انسان کو نیچے کی طرف لے جاتی ہے اور قرآن انسان کو اوپر کی طرف لے جاتا ہے۔ اس لئے قرآنی دعاؤں کا سجدے کی حالت میں مانگنا ناجائز ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک بات مل گئی تو پھر اس کے خلاف طریق اختیار کرنا درست نہیں گو وہ ہماری عقل میں نہ ہی آئے۔

(ماخوذ از الفضل 16 اپریل 1944ء صفحہ 1-2 جلد 32 نمبر 88)

ہم نے تو اس کے مطابق عمل کرنا ہے جو حکم ہے۔ رکوع میں بعض لوگ شامل ہوتے ہیں۔ سوال پوچھتے ہیں کہ رکعت ہو جاتی ہے؟ عموماً تو ہر ایک کو پتا ہے، بچپن سے ہی بتایا جاتا ہے یعنی کوئی لیٹ آیا ہے۔ رکوع میں شامل ہو گیا تو اس کی رکعت ہو گئی۔ اس بات کا ذکر آیا کہ جو شخص جماعت کے اندر رکوع میں آکر شامل ہو اس کی رکعت ہوتی ہے یا نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو دوسرے علماء بیٹھے تھے ان سے دوسرے مولویوں کی رائے دریافت کی۔ مختلف اسلامی فرقوں کے مذاہب نے اس امر کے متعلق کیا بیان کیا ہے وہ پتا کیا۔ آخر حضرت صاحب نے فیصلہ دیا اور فرمایا کہ ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ کہ آدمی امام کے پیچھے ہو یا منفرد ہو، ہر حالت میں اس کو چاہئے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے مگر ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تاکہ مقتدی سن بھی لے اور اپنا پڑھ بھی لے۔ یا امام کے بارے میں ہدایت کر رہے ہیں کہ ہر آیت کے بعد امام اتنا ٹھہر جائے کہ مقتدی بھی اس آیت کو پڑھ لے۔ بہر حال مقتدی کو یہ موقع دینا چاہئے کہ وہ سن بھی لے اور اپنا پڑھ بھی لے۔ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے کیونکہ وہ اُمّ الکتاب ہے۔ لیکن جو شخص باوجود اپنی کوشش کے جو وہ نماز میں ملنے کے لئے کرتا ہے آخر

رکوع میں آکر ملتا ہے اور اس سے پہلے نہیں مل سکا تو اس کی رکعت ہو گئی اگرچہ اس نے سورۃ فاتحہ اس میں نہیں پڑھی۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے رکوع کو پالیا اس کی رکعت ہو گئی۔ مسائل دو طبقات کے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ مسائل دو طبقات کے ہوتے ہیں۔ ایک جگہ تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تاکید کی کہ نماز میں سورۃ فاتحہ ضرور پڑھیں وہ اُمّ الکتاب ہے اور اصل نماز وہی ہے مگر جو شخص باوجود اپنی کوشش کے اور اپنی طرف سے جلدی کرنے کے رکوع میں ہی آکر ملا ہے تو چونکہ دین کی بناء آسانی اور نرمی پر ہے۔ دوسرا یہ بھی حکم ہے کہ دین میں آسانی اور نرمی ہے اس واسطے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی رکعت ہو گئی۔ گو سورۃ فاتحہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ دیر میں پہنچنے کے سبب رخصت پر عمل کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا دل خدا نے ایسا بنایا ہے کہ ناجائز کام میں مجھے قبض ہو جاتی ہے۔ یعنی دل رکھتا ہے اور میرا جی نہیں چاہتا کہ میں اسے کروں اور یہ صاف ہے کہ جب نماز میں ایک آدمی نے تین حصوں کو پورا پالیا اور ایک حصہ میں بسبب کسی مجبوری کے دیر میں مل سکا تو کیا حرج ہے۔ انسان کو چاہئے کہ رخصت پر عمل کرے۔ ہاں جو شخص عداست کرے اور جماعت میں شامل ہونے میں دیر کرتا ہے تو اس کی نماز ہی فاسد ہے۔

(ماخوذ از الحکم 24 فروری 1901ء صفحہ 9 جلد 5 نمبر 7)

پھر سورۃ فاتحہ کے بارے میں مزید کہ امام کے پیچھے پڑھنی چاہئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ "مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی سختی کے ساتھ اس بات پر زور دیتے تھے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتے تھے کہ باوجود سورۃ فاتحہ کو ضروری سمجھنے کے میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ بہت سے بزرگ اور اولیاء اللہ ایسے گزرے ہیں جو سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں سمجھتے تھے اور میں ان کی نمازوں کو ضائع شدہ نہیں سمجھ سکتا۔" حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کہتے ہیں کہ "خاکسار عرض کرتا ہے کہ حنفیوں کا عقیدہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑے ہو کر اس کی تلاوت کو سننا چاہئے اور خود کچھ نہیں پڑھنا چاہئے اور اہل حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ مقتدی کے لئے امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے اور حضرت صاحب اس مسئلہ میں اہل حدیث کے مؤید تھے مگر باوجود اس عقیدہ کے آپ غالی اہل حدیث کی طرح یہ نہیں فرماتے تھے کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔"

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ 334-335 روایت نمبر 361)

منشی رستم علی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خط میں تحریر فرمایا کہ "نماز مقتدی بغیر سورۃ فاتحہ بھی ہو جاتی ہے مگر افضلیت پڑھنے میں ہے۔ اگر کوئی امام جلد خواں ہو تو ایک آیت یا دو آیت جس قدر میسر آوے آہستہ پڑھ لیں۔" اگر وہ امام جلدی جلدی پڑھ رہا ہے تو پیچھے پڑھنے

والے ایک یا دو آیتیں جو بھی پڑھ سکتے ہیں پڑھ لیں (جو مانع سماعت قراءت امام نہ ہو۔ "یعنی اتنی اونچی نہیں پڑھنی کہ تم لوگ امام کی بات نہ سن سکو۔" اور اگر میسر نہ آ سکے تو مجبوری ہے۔ "اگر نہیں پڑھ سکتے تو مجبوری ہے۔ امام کی تلاوت تو تم نے بہر حال سنی ہے تو" نماز ہو جائے گی مگر فضیلت کے درجہ پر نہیں ہوگی۔"

(مکتوبات احمد جلد 2 صفحہ 467 مکتوب نمبر 20 بنام منشی رستم علی صاحب)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضور کی خدمت میں سورۃ الحمد خلف امام پڑھنے کے متعلق "امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ، سورۃ حمد پڑھنے کے بارے میں" سوال کیا تو "آپ نے" فرمایا کہ قراءت سورۃ آلِ حمد خلف امام بہتر ہے۔ میں نے عرض کی کہ اگر نہ پڑھا جائے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ نماز تو ہو جاتی ہے مگر افضل تو یہی ہے کہ الحمد خلف امام پڑھا جاوے۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر بدوں سورۃ الحمد خلف امام نماز نہ ہوتی ہو تو حنفی مذہب میں بڑے بڑے صالح لوگ گزرے ہیں وہ کس طرح صالح ہو جاتے۔ "بہت بزرگ گزرے ہیں جو نہیں پڑھتے تھے اس کے قائل نہیں تھے۔" فرمایا کہ نماز دونوں طرح سے ہو جاتی ہے۔ فرق صرف فضیلت کا ہے۔ ایسا ہی آمین بالسر پر آمین بالجہر کو ترجیح دی جاتی تھی۔"

(سیرت المہدی جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 153 روایت نمبر 1210)

پیر سراج الحق روایت کرتے ہیں کہ "حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ایک دفعہ فرماتے تھے کہ ایک شخص سیالکوٹ یا اس کے گرد و نواح کا رہنے والا تھا اور ہر روز ہم اس کو امام کے پیچھے نماز میں الحمد پڑھنے کو کہتے تھے اور ہم اپنی دانست میں تمام دلیلیں اس بارہ میں دے چکے مگر اس نے نہیں مانا اور الحمد للہ امام کے پیچھے نہ پڑھی اور یوں نماز ہمارے ساتھ پڑھ لیتا۔ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں قادیان شریف آگیا۔ ایک روز اسی قسم کی باتیں ہونے لگیں۔ صرف حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز میں الحمد شریف امام کے پیچھے پڑھنی چاہئے اور کوئی دلیل قرآن شریف یا حدیث شریف سے بیان نہیں کی۔ وہ شخص اتنی بات سن کر امام کے پیچھے نماز میں الحمد شریف پڑھنے لگا اور کوئی حجت نہیں کی۔

ایک شخص نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے" سوال کیا کہ..... جو شخص نماز میں الحمد امام کے پیچھے نہ پڑھے اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سوال نہیں کرنا چاہئے کہ نماز ہوتی ہے یا نہیں یہ سوال کرنا اور دریافت کرنا چاہئے کہ نماز میں الحمد امام کے پیچھے پڑھنا چاہئے کہ نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ضرور پڑھنی چاہئے۔ "نماز کا" ہونا یا نہ ہونا تو خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ حنفی نہیں پڑھتے اور ہزاروں اولیاء حنفی طریق کے پابند تھے اور خلف امام الحمد نہیں پڑھتے تھے۔ جب ان کی نماز نہ ہوتی تو وہ اولیاء اللہ کیسے ہو گئے "فرمایا کہ" چونکہ ہمیں امام اعظم سے "امام ابو حنیفہ سے" ایک طرح کی مناسبت ہے۔ اور ہمیں امام اعظم کا بہت ادب ہے ہم یہ فتویٰ نہیں دے سکتے کہ

نماز نہیں ہوتی۔ اس زمانہ میں تمام حدیثیں مدون و مرتب نہیں ہوئی تھیں اور یہ بھیہد جو کہ اب کھلا ہے نہیں کھلاتا۔ اس واسطہ وہ معذور تھے۔ اور اب یہ مسئلہ حل ہو گیا اب اگر نہیں پڑھے گا تو بیشک اس کی نماز درجہ قبولیت کو نہیں پہنچے گی۔ ہم یہی بار بار اس سوال کے جواب میں کہیں گے کہ الحمد نماز میں خلف امام پڑھنی چاہئے۔ ایک روز میں نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت..... الحمد کس موقع پر پڑھنی چاہئے۔ فرمایا جہاں موقع پڑھنے کا لگ جاوے۔ میں نے عرض کیا کہ امام کے سکوت میں فرمایا جہاں موقع ہو پڑھنا ضرور چاہئے۔"

(تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 179-180)

بعض دفعہ ظہر عصر کی یا مغرب عشاء کی نمازیں جمع ہوتی ہیں۔ اور بعد میں آنے والوں کو صحیح پتا نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں نمازوں کی ترتیب کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ فرماتے ہیں کہ "میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ اگر امام عصر کی نماز پڑھا رہا ہو اور ایک ایسا شخص مسجد میں آجائے جس نے ابھی ظہر کی نماز پڑھنی ہو یا عشاء کی نماز ہو رہی ہو اور ایک ایسا شخص مسجد میں آجائے جس نے ابھی مغرب کی نماز پڑھنی ہو اسے چاہئے کہ وہ پہلے ظہر کی نماز علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو یا مغرب کی نماز پہلے علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔"

جمع بین الصلوٰتین کی صورت میں بھی اگر کوئی شخص بعد میں مسجد میں آتا ہے جبکہ نماز ہو رہی ہو تو اس کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی فتویٰ ہے کہ اگر اسے پتا لگ جاتا ہے کہ امام عصر کی نماز پڑھا رہا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ پہلے ظہر کی نماز علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔ اسی طرح اگر اسے پتا لگ جاتا ہے کہ امام عشاء کی نماز پڑھا رہا ہے تو وہ پہلے مغرب کی نماز کو علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔ لیکن اگر اسے معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کون سی نماز پڑھی جا رہی ہے تو وہ جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے۔ ایسی صورت میں جو امام کی نماز ہو گی وہی نماز اس کی ہو جائے گی۔ بعد میں وہ اپنی پہلی نماز پڑھ لے۔ مثلاً اگر عشاء کی نماز ہو رہی ہے اور ایک ایسا شخص مسجد میں آ جاتا ہے جس نے ابھی مغرب کی نماز پڑھنی ہے تو اگر اسے پتا لگ جاتا ہے کہ یہ عشاء کی نماز ہے تو وہ مغرب کی نماز پہلے علیحدہ پڑھے پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔ لیکن اگر اسے معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کون سی نماز ہو رہی ہے تو وہ امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ اس صورت میں اس کی عشاء کی نماز ہو جائے گی مغرب کی نماز وہ بعد میں پڑھ لے۔ یہی صورت عصر کے متعلق ہے۔ اس موقع پر عرض کیا گیا کہ عصر کے بعد تو کوئی نماز جائز ہی نہیں ہوتی پھر اگر عدم علم کی صورت میں وہ عصر کی نماز میں شامل ہو جاتا ہے تو اس کے بعد ظہر کی نماز اس کے لئے کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو صحیح ہے کہ بطور قانون عصر کے بعد کوئی نماز جائز نہیں مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اگر اتفاقی حادثے کے طور پر کوئی ایسا واقعہ ہو جائے تو پھر بھی وہ بعد میں ظہر کی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ ایسی صورت میں اس کے لئے ظہر کی نماز عصر کی نماز کے بعد جائز ہو گی۔ "اگر علم ہوتا ہے تو پھر جائز نہیں۔ اگر علم نہیں ہوتا تو پھر

عصر کے بعد ظہر پڑھی جاسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ مسئلہ سنا ہے اور ایک دفعہ نہیں سنا دو دفعہ سنا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جب دوبارہ اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں اس کے متعلق وضاحت کر چکا ہوں کہ ترتیب نماز ضروری چیز ہے۔ لیکن اگر کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ امام کون سی نماز پڑھا رہا ہے۔ عصر کی نماز پڑھا رہا ہے یا عشاء کی نماز پڑھا رہا ہے تو وہ امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ جو امام کی نماز ہو گی وہی اس کی نماز ہو جائے گی۔ بعد میں وہ اپنی پہلی نماز پڑھ لے۔"

(الفضل 27 جون 1948 صفحہ 3 جلد 2 نمبر 144)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا کہ سنتیں پہلے بھی اور بعد میں بھی گھر میں پڑھا کرتے تھے۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی لکھتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معمول شروع سے یہ تھا کہ آپ سنن اور نوافل گھر پر پڑھا کرتے تھے اور فرض نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ التزام آپ کا آخر وقت تک رہا۔ البتہ جب کبھی فرض نماز کے بعد دیکھتے کہ بعض لوگ جو پیچھے سے آکر جماعت میں شریک ہوئے ہیں اور ابھی انہوں نے نماز ختم نہیں کی اور راستہ نہیں ہے تو آپ مسجد میں سنتیں پڑھا کرتے تھے یا کبھی کبھی جب مسجد میں بعد نماز تشریف رکھتے تو سنن مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عام عادت تھی ایک زمانہ میں بعض طالب علموں نے اپنی کوتاہ اندیشی سے "کم عقلی سے" یہ سمجھ لیا کہ شاید سنن ضروری نہیں۔ "کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ پہلے، نہ بعد میں سنتیں پڑھتے کبھی دیکھا نہیں تھا۔" اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے..... درس قرآن مجید میں فرمایا "حضرت صاحب،" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "کی یہ عادت تھی کہ آپ فرض پڑھنے کے بعد فوراً اندرون خانہ چلے جاتے تھے اور ایسا ہی اکثر میں بھی کرتا ہوں۔ اس سے بعض نادان بچوں کو بھی غالباً یہ عادت ہو گئی ہے کہ وہ فرض پڑھنے کے بعد فوراً مسجد سے چلے جاتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ وہ سنتوں کی ادائیگی سے محروم ہو جاتے ہیں۔" اب بھی میں نے یہ دیکھا ہے کہ بعض دفعہ اس طرح ہوتا ہے۔ "ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت صاحب "علیہ الصلوٰۃ والسلام" اندر جا کر سب سے پہلے سنتیں پڑھا کرتے تھے۔ ایسا ہی میں بھی کرتا ہوں۔" پھر حضرت خلیفہ اول نے پوچھا کہ "کوئی ہے جو حضرت صاحب کے اس عمل درآمد کے متعلق گواہی دے" کہ آپ جاتے ہی سنتیں پڑھا کرتے تھے۔" اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جو حسب العادت مجلس درس میں تشریف فرما تھے کھڑے ہوئے اور باوازا بلند کہا کہ بیشک حضرت صاحب کی ہمیشہ عادت تھی کہ آپ مسجد جانے سے پہلے گھر میں سنتیں پڑھ لیا کرتے تھے اور باہر مسجد میں جا کر فرض ادا کر کے گھر میں آتے تو فوراً سنتیں پڑھنے کھڑے ہوتے اور نماز سنت پڑھ کر پھر اور کوئی کام کرتے۔ ان کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی یہی شہادت دی اور ان کے

بعد حضرت میر ناصر نواب صاحب نے اور ان کے بعد صاحبزادہ میر محمد اسحاق صاحب نے اور پھر حضرت اقدس "علیہ السلام" کے پرانے خادم حافظ حامد علی صاحب..... نے بھی اپنی عینی شہادت کا اظہار کیا۔"
(سیرت حضرت مسیح موعود جلد اول از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی صفحہ 65 تا 67)

اس بارے میں سوال ہوا کہ امامت کو بطور پیشہ اختیار کرنا چاہئے کہ نہیں؟ بعض مولوی بعض جگہوں پر اس لئے امامت کرواتے ہیں کہ ان کو پیسے ملیں۔ فرمایا کہ "جو امامت کا منصب رکھتے ہیں..... اگر ان کا اقتدار کیا جائے تو نماز کے ادا ہو جانے میں مجھے شبہ ہے کیونکہ اعلانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امامت کا ایک پیشہ اختیار کر رکھا ہے اور وہ پانچ وقت جا کر نماز نہیں پڑھتے بلکہ ایک دکان ہے کہ ان وقتوں میں جا کر کھولتے ہیں اور اسی دکان پر ان کا اور ان کے عیال کا گزارہ ہے۔ چنانچہ اس پیشہ کے عزل و نصب کی حالت میں مقدمات تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور مولوی صاحبان امامت کی ڈگری کرانے کے لئے اپیل دراپیل کرتے پھرتے ہیں۔ پس یہ امامت نہیں۔ یہ تو حرام خوری کا ایک مکروہ طریقہ ہے۔"

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 26 حاشیہ)

مقدمے بازیاں ہوتی ہیں کہ میں اس جگہ کا امام بنوں گا اور اس پر پھر لمبی لڑائیاں چلتی ہیں اور اب بھی یہ ہوتا ہے۔ پھر پیشہ ور نماز پڑھانے والے کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ "میرے نزدیک جو لوگ پیشہ کے طور پر نماز پڑھاتے ہیں ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔ وہ اپنی جمہرات کی روٹیوں یا تنخواہ کے خیال سے نماز پڑھاتے ہیں۔ اگر نہ ملے تو چھوڑ دیں۔ معاش اگر نیک نیتی کے ساتھ حاصل کی جاوے تو عبادت ہی ہے۔ جب آدمی کسی کام کے ساتھ موافقت کرے اور پکاراہ اختیار کر لے تو تکلیف نہیں ہوتی وہ سہل ہو جاتا ہے۔"

(الہدیر 9 جنوری 1903ء صفحہ 85 جلد 1 نمبر 11)

پھر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکفر ہیں اور مکذب ہیں، تکذیب کرنے والے ہیں۔ آپ کو کافر کہنے والے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا؟ آپ نے فرمایا بالکل غلط ہے۔ حرام ہے۔ فرمایا کہ "تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہیں۔ اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اَمَّا مُمْكَمٌ مِّنْكُمْ۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 64 حاشیہ)

پھر غیروں کے پیچھے نماز جائز نہ ہونے کی وجہ؟ کسی نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ علیہ السلام کے مرید نہیں ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپ نے اپنے مریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے حضرت "مسیح موعود علیہ السلام

"نے فرمایا کہ "جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بدظنی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے رد کر دیا ہے اور اس قدر نشانوں کی پرواہ نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں اس سے لاپرواہ پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المائدہ: 28) خدا صرف متقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے۔ اس واسطے کہا گیا کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں۔"

(الحکم 17 مارچ 1901ء صفحہ 8 جلد 5 نمبر 10)

"دو آدمیوں نے بیعت کی۔ ایک نے سوال کیا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں فرمایا وہ لوگ ہم کو کافر کہتے ہیں۔ اگر ہم کافر نہیں ہیں تو وہ کفر لوٹ کر ان پر پڑتا ہے۔ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ اس واسطے ایسے لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ پھر ان کے درمیان جو لوگ خاموش ہیں۔ (بعض کہتے ہیں وہ تو بولتا نہیں کچھ نہیں کہتا۔ فرمایا کہ جو خاموش ہیں جو کچھ نہیں کہتے) وہ بھی انہیں میں شامل ہیں۔ ان کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں کیونکہ وہ اپنے دل کے اندر کوئی مذہب مخالفانہ رکھتے ہیں جو ہمارے ساتھ بظاہر شامل نہیں ہوتے۔"

(الہدٰی 15 دسمبر 1905ء صفحہ 2 جلد 4 نمبر 45)

بولتے تو نہیں لیکن ان کے دل کے اندر تردد ہے اور مخالفانہ مذہب ہے اس لئے شامل نہیں ہوتے۔ اس لئے ان کے ساتھ بھی جائز نہیں۔ "اپنی جماعت کا غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے..... اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ تم اگر ان میں رلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔"

(الحکم 10 اگست 1901ء صفحہ 3 جلد 5 نمبر 29)

اللہ تعالیٰ ہمیں خالص ہوتے ہوئے اس جماعت کا فرد بننے کی توفیق عطا فرمائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ الجزائر کے احمدیوں کے لئے آخر میں ایک دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ یہ نئی جماعت ہے۔ اکثریت ان میں سے نومبائعین کی ہے لیکن بڑے مضبوط ایمان والے ہیں۔ آجکل حکومت کی طرف سے بڑی سختی ہو رہی ہے۔ بلاوجہ مقدمے قائم کئے جا رہے ہیں۔ بعض کو جیل میں بھیج دیا گیا ہے۔ الزام یہ ہے کہ نعوذ باللہ یہ بھی اسی طرح ہیں جس طرح داعش ہے۔ حالانکہ اگر اس وقت کسی بھی ملک میں امن پسند اور ملک کے قانون کی پابندی کرنے والے لوگ موجود ہیں تو وہ جماعت احمدیہ کے افراد ہی ہیں۔ لیکن انہوں نے کیونکہ الزام

تراشی کرنی تھی اس لئے ہمیں ان سے ملانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پولیس نے بعض دفعہ بعض گھروں میں گھس کر عورتوں کی بے پردگی کرنے کی کوشش کی۔ مثلاً چند دن ہوئے ایک عورت سے کہا کہ اپنا دوپٹہ اتارو۔ اس نے کہا مجھے جان سے مار دو میں دوپٹہ نہیں اتاروں گی اور نہ میں احمدیت چھوڑوں گی۔ حج ہیں وہ بے انصافی کر رہے ہیں بلکہ انتہا کی ہوئی ہے۔ ایک احمدی کو حج نے کہا کہ اگر تم احمدیت سے انکار کر دو تو میں ابھی تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔ اس نے کہا میں مرجاؤں گا پر احمدیت نہیں چھوڑوں گا۔ اپنے ایمان کو نہیں چھوڑوں گا۔ کیونکہ یہی صحیح اسلام ہے جو مجھے اب پتالگا ہے۔ اس پر حج نے کہا کہ اچھا اب تم نے یہ کہا ہے تو میں تمہیں ساری عمر کے لئے جیل میں رکھوں گا اور تم جیل میں ہی مرو گے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے جو آپ نے کرنا ہے کریں۔ تو یہ وہاں آجکل حالات ہیں۔

اللہ تعالیٰ وہاں احمدیوں کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے اور انہیں ثبات قدم بھی عطا فرمائے اور مخالفین اور جو دشمن اسلام ہیں، جو دشمن احمدیت ہیں وہ جو حرکتیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر ان پر الٹائے اور اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ان ظالموں سے اپنی پناہ میں رکھے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 17 فروری 2017ء تا 23 فروری 2017ء جلد 24 شمارہ 07 صفحہ 05 تا 09)

5

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 03 فروری 2017ء بمطابق 03 تبلیغ 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج بنگلہ دیش کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ اس دفعہ ان کے آخری دن کے جلسہ سے میں نے خطاب نہیں کرنا تھا اس لئے انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ خطبہ میں ہی اس حوالہ سے کچھ بات کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنگلہ دیش کی جماعت بھی بڑی مخلص جماعت ہے۔ یہ بھی وہ ملک ہے جس میں وہاں کے احمدیوں نے جان کی قربانی بھی دی ہے۔ بارہ تیرہ کے قریب شہید ہوئے، سختیاں بھی برداشت کیں اور کر رہے ہیں لیکن احمدیت اور حقیقی اسلام پر ایمان اور یقین میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے پکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان اور یقین میں ہمیشہ اضافہ کرتا چلا جائے۔

اسی طرح سیرالیون میں بھی آج جلسہ سالانہ شروع ہوا ہے اور وہاں موسم کی وجہ سے ان کو پریشانی تھی اور کچھ سیکورٹی کے خدشات بھی تھے۔ انہوں نے بھی دعا کا کہا اور جلسہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے کہا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی بابرکت فرمائے۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس مقصد کے لئے یہ جلسے منعقد ہوتے ہیں چاہے وہ دنیا کے کسی ملک میں، بنگلہ دیش میں یا سیرالیون میں یا افریقہ میں کہیں یا کہیں بھی اور ہوں۔ اس مقصد کی روح کو ہم سمجھنے والے ہوں اور پھر حاصل کرنے والے ہوں۔ اور وہ مقصد کیا ہے؟ وہ مقصد وہ ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف اوقات میں جلسے کے حوالے سے بیان فرمایا۔ مجھے امید ہے کہ جلسہ کے افتتاح کے موقع پر بنگلہ دیش والے بھی، سیرالیون والے بھی اس بات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات سے سن چکے ہیں۔ دنیا کے ہر احمدی کو ہر وقت یہ مقصد اپنے سامنے رکھنا چاہئے کیونکہ یہ صرف تین دن کا مقصد نہیں ہے بلکہ ایک احمدی مسلمان کی تمام زندگی کا مقصد ہے۔ پس ان مقاصد کو ہر وقت ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جلسہ کا ایک مقصد یہ ہے کہ زہد اور تقویٰ پیدا ہو۔ اب یہ کوئی عارضی چیز نہیں ہے۔ مستقل رکھنے والی چیز ہے۔

پھر جلسے پر آنا تمہارے اندر اللہ تعالیٰ کے خوف کا حقیقی ادراک دلانے والا ہو۔ یہ بھی ایک مستقل چیز ہے یعنی ایسا خوف جو صرف خوفزدہ ہو کر ڈرنے والا خوف نہیں ہے بلکہ اپنے محبوب کی ناراضگی کا خوف ہو۔

پھر یہ کہ جلسہ پر آنا اور روحانی ماحول ایک دوسرے کے لئے دلوں میں نرمی پیدا کرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے محبت میں بڑھنے والا ہو۔ آپس میں ایسا بھائی چارہ پیدا ہو جائے جس پر دنیا ریشک کرے کہ ایسے نمونے ہی حقیقی اسلامی تعلیم کا اظہار ہیں۔

آپ علیہ السلام نے اس بات کی ضرورت کا بھی احساس دلایا کہ آپ کے ماننے والے انکسار اور عاجزی دکھانے والے ہوں۔ تکبر اور غرور کو اپنے اندر سے بالکل نکال دیں۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن جلد 6 صفحہ 394-398)

اپنی روحانی ترقی کے معیار حاصل کر کے پھر وہ جہاں جہاں کے رہنے والے احمدی ہیں، اسلام کی حقیقی خوبصورت تعلیم کو اپنے ہم وطنوں میں پھیلائیں۔ مخالفت اگر ہے تو یہ ہمارے کام ختم نہیں کر سکتی۔ حکمت سے تبلیغ کا کام ہم نے ہر جگہ جاری رکھنا ہے اور یہی ہمارا مقصد ہے۔

آج جبکہ اسلام کو ہر جگہ بدنام کیا جا رہا ہے خود مسلمان ممالک میں مسلمان مسلمان کے خون کا پیاسا ہے اور مسلمان کے عمل اسلام کی تعلیم سے دُور جا چکے ہیں ایسے میں ہم احمدیوں نے ہی دنیا کو اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کرنا ہے اور اس کے لئے سب سے ضروری چیز اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر دعائیں کرنی ہیں۔ اپنے کاموں میں برکت کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنا ہے۔ اور پھر اپنے عملی نمونے حسن اخلاق کے بھی قائم کرنے ہیں تاکہ دنیا کو نظر آئے کہ اگر اسلام کی تعلیم کے مطابق عبادتوں کے اعلیٰ معیار دیکھنے ہیں تو احمدیوں میں دیکھو۔ اگر اسلام کی تعلیم کے مطابق حقوق العباد کے اور حُسنِ خُلق کے اعلیٰ معیار دیکھنے ہیں تو احمدیوں میں دیکھو۔

پس یہ جلسہ تین دن کے لئے احمدیوں کو جمع کر کے کوئی دین کی باتیں بتانے کے لئے نہیں۔ یہ صرف اس لئے منعقد نہیں ہوتا بلکہ اس لئے منعقد کیا جاتا ہے کہ اس ماحول میں رہ کر یعنی ان تین دنوں میں جو ماحول بنتا ہے اس میں رہ کر اپنے دلوں کے زنگ اتاریں۔ اعتقادی لحاظ سے یہاں کے رہنے والے احمدی بیشک بہت مضبوط ہیں اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا اس کے لئے بگلمہ دیش کے احمدیوں نے جانیں بھی قربان کیں لیکن اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک سے یہ چاہتا ہے کہ اسلام کے اس نشاۃ ثانیہ کے زمانے میں اپنی عملی حالتوں کو بھی اعلیٰ معیاروں پر لے کر جائیں۔

نمازوں کی پابندی اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق کریں۔ اپنی نمازوں کے اندر نمازوں کی روح کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اس بارے میں میں گزشتہ دو خطبات میں بڑی تفصیل سے بیان کر چکا ہوں۔ حقوق العباد کی ادائیگی اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ کریں۔

جیسا کہ ذکر ہوا جلسوں کے مقاصد میں ایک مقصد زہد اور تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ تقویٰ کے بارے میں وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"تقویٰ کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا۔ مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا (کسی کو لوٹا نہیں، غصب نہیں کیا۔ کسی کے حقوق غصب نہیں کئے)۔ نقب زنی نہیں کی۔ چوری نہیں کرتا۔ بد نظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے۔" یہ کوئی نیکی نہیں ہے یہ تو مذاق ہے۔ "کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابل قدر ہو بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔

اسی لئے یہاں فرمایا ہے إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ (النحل: 129) یعنی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔ "فرمایا" یہ خوب یاد رکھو کہ زہد بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہوں گے جنہوں نے کبھی زنا نہیں کیا۔ خون نہیں کیا۔ چوری نہیں کی۔ ڈاکہ نہیں مارا اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی صدق و وفا کا نمونہ انہوں نے نہیں دکھایا۔ "یہ جرم تو نہیں کئے لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی سچائی اور وفا کا ایسا نمونہ بھی نہیں دکھایا جو قابل تعریف ہو" یا نوع انسان کی کوئی خدمت نہیں کی اور اس طرح پر کوئی نیکی نہیں کی۔ پس جاہل ہو گا وہ شخص جو ان باتوں کو پیش کر کے اسے نیکوکاروں میں داخل کرے کیونکہ یہ تو بد چلنیاں ہیں۔ صرف اتنے خیال سے انسان اولیاء اللہ میں داخل نہیں ہو جاتا۔ "فرمایا" بد چلنی کرنے والے، چوری یا خیانت کرنے والے، رشوت لینے والے کے لئے عادت اللہ میں ہے کہ اسے یہاں سزا دی جاتی ہے "وہ تو اس دنیا میں سزا پا لیتے ہیں" وہ نہیں مرتا جب تک سزا نہیں پالیتا۔ "عموماً کسی نہ کسی ذریعہ سے سزا مل جاتی ہے۔" یاد رکھو کہ صرف اتنی ہی بات کا نام نیکی نہیں ہے۔"

فرمایا کہ "تقویٰ ادنیٰ مرتبہ ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی برتن کو اچھی طرح سے صاف کیا جاوے تاکہ اس میں اعلیٰ درجہ کا لطیف کھانا ڈالا جائے۔ اب اگر کسی برتن کو خوب صاف کر کے رکھ دیا جائے لیکن

اس میں کھانا نہ ڈالا جائے تو کیا اس سے پیٹ بھر سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ کیا وہ خالی برتن طعام سے سیر کر دے گا؟۔
یعنی خالی برتن سامنے رکھ دو تو اس سے بغیر کھانے کے تمہارا پیٹ بھر جائے گا۔ "ہر گز نہیں۔ اسی طرح پر تقویٰ کو سمجھو۔" آپ نے فرمایا "تقویٰ کیا ہے؟" فرماتے ہیں کہ "تقویٰ تو صرف نفسِ امارہ کے برتن کو صاف کرنے کا نام ہے۔" نفسِ امارہ وہ ہے جو انسان کو ہر وقت برائیوں پر ابھارتا رہتا ہے اور برائیاں کر کے کوئی شرمندگی نہیں ہوتی۔ اس لئے تقویٰ یہ ہے کہ نفسِ امارہ کا جو برتن ہے اس کو صاف کرو اور جب یہ صاف ہو گیا، برائیوں سے آدمی بچنے لگ گیا تو یہ تقویٰ کی ابتدائی چیز ہے۔ پھر اس برتن میں کھانا ڈالو اور وہ کھانا وہ نیکیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بتائیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے حق بھی ہیں اور بندوں کے حق بھی ہیں۔ فرمایا کہ "اور نیکی وہ کھانا ہے جو اس میں پڑنا ہے اور جس نے اعضاء کو قوت دے کر انسان کو اس قابل بنانا ہے کہ اس سے نیک اعمال صادر ہوں۔" اب اس طرح کی کوشش کرے۔ نیکیاں کرے۔ جتنی انسانی طاقتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے جتنی قوتیں دی ہوئی ہیں ان کو اس لئے مضبوط کرے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے حق ادا ہوں اور اس کے بندوں کے حق ادا ہوں۔ اس سے نیک اعمال صادر ہوں "اور وہ بلند مراتب قرب الہی کے حاصل کر سکے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 241-243 مع حاشیہ)

جب یہ دونوں باتیں ہوں گی۔ نیکیاں اس میں پڑنے لگ جائیں گی تو پھر تقویٰ کا معیار بھی بڑھے گا اور پھر قرب الہی بھی حاصل ہو گا۔ پھر ایک حقیقی مسلمان کے لئے بہت اہم چیز عبادت ہے۔ اس بارے میں کہ دعا کیا چیز ہے، عبادت کیا چیز ہے؟ عبادت اور دعا کیا معجزات دکھاتی ہے اور کس طرح یہ کرنی چاہئے اور کیسی ہونی چاہئے اور دعا کی حقیقت جاننے کے لئے کیا طریق اختیار کرنے چاہئیں اور پھر اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب کس طرح حاصل کرنا ہے اور اس میں نماز کا پھر کیا کردار ہے؟ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مُشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔" ایک مٹی لو وہ دعا سے سونا بن جاتی ہے۔ دعائیں ایسی تاثیر ہونی چاہئے۔ "اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔" لیکن کیسی دعا؟ فرمایا کہ "اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے۔" ایسی دعا جو دل سے نکل رہی ہو اور اس کے ساتھ روح پگھلتی ہو۔ "اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرتِ اُحدیّت پر گرتی ہے۔" اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوتی ہے۔ "وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھلائی ہے۔" یعنی دعا جب دل سے نکلتی ہے تو وہ کبھی بیقراری میں کھڑی ہوتی ہے۔ کبھی رکوع میں جاتی ہے۔ کبھی سجدہ کرتی ہے۔ روح کی مختلف حالتیں ہیں اور ان کی جو ظاہری حالت ہے اس کا اظہار نماز میں ہوتا ہے جو اسلام نے سکھلائی ہے۔ "اور روح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک ہیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں

مستعدی ظاہر کرتی ہے۔ اور اس کا رکوع یعنی جھکنا یہ ہے "روح کا جھکنا یہ ہے یا رکوع کرنا یہ ہے" کہ وہ تمام محبتوں اور تعلقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھک آتی ہے۔ "خدا تعالیٰ سے زیادہ بڑا کوئی تعلق اور محبت نہیں ہے" اور خدا کے لئے ہو جاتی ہے۔ اور اس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گر کر اپنے تئیں بکلی کھودیتی ہے اور اپنے نقش وجود کو مٹا دیتی ہے۔ "انسان کچھ نہیں رہتا۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ "یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے۔" اگر نماز کی حقیقت معلوم کرنی ہے کہ کیا حقیقت ہے تو پھر یہ نماز ہے جس سے خدا ملتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں نمازیں بڑی پڑھی ہیں اللہ نہیں ملا تو یہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ "اور شریعت اسلامی نے اس کی تصویر معمولی نماز میں کھینچ کر دکھائی ہے تا وہ جسمانی نماز روحانی نماز کی طرف محرک ہو کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کے وجود کی ایسی بناوٹ پیدا کی ہے کہ روح کا اثر جسم پر اور جسم کا اثر روح پر ضرور ہوتا ہے۔ جب تمہاری روح غمگین ہو تو آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور جب روح میں خوشی پیدا ہو تو چہرہ پر بشاشت ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان بسا اوقات ہنسنے لگتا ہے۔ ایسا ہی جب جسم کو کوئی تکلیف اور درد پہنچے تو اس درد میں روح بھی شریک ہوتی ہے۔ اور جب جسم کھلی ٹھنڈی ہو اسے خوش ہو تو روح بھی اس سے کچھ حصہ لیتی ہے۔ پس جسمانی عبادات کی غرض یہ ہے کہ روح اور جسم کے باہمی تعلقات کی وجہ سے روح میں حضرت احدیت کی طرف حرکت پیدا ہو۔ "اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت پیدا ہو۔ اس طرف چلے۔" اور وہ روحانی قیام اور سجود میں مشغول ہو جائے۔ "ظاہری قیام اور سجدے اور رکوع جو ہیں ان میں ایک ایسا مقام حاصل ہو جائے کہ وہ روحانی بن جائیں۔ روح سے سجدے ہو رہے ہوں اور روح سے رکوع ہو رہے ہوں یا روح کے رکوع ہو رہے ہوں اور روح کے سجدے ہو رہے ہوں اور وہ حالت پیدا ہو جو انسان کو ظاہری طور پر خوشی اور غمی میں پیدا ہوتی ہے۔ انسان روتا بھی ہے ہنستا بھی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں بھی اظہار ہونا چاہئے۔ روحانی قیام اور سجود میں مشغول ہو جائے "کیونکہ انسان ترقیات کے لئے مجاہدات کا محتاج ہے۔" ترقی کرنی ہے تو مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ محنت کرنی پڑتی ہے۔ "اور یہ بھی ایک قسم مجاہدہ کی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب دو چیزیں باہم پیوست ہوں، "جڑی ہوئی ہوں" تو جب ہم ان میں سے ایک چیز کو اٹھائیں گے تو اس اٹھانے سے دوسری چیز کو بھی جو اس سے ملحق ہے کچھ حرکت پیدا ہوگی۔ لیکن صرف جسمانی قیام اور رکوع اور سجود میں کچھ فائدہ نہیں ہے۔ "اگر صرف ظاہری طور پر نمازوں میں قیام کیا، رکوع کیا، سجدے کئے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔" جب تک کہ اس کے ساتھ یہ کوشش شامل نہ ہو کہ روح بھی اپنے طور سے قیام اور رکوع اور سجود سے کچھ حصہ لے اور یہ حصہ لینا معرفت پر موقوف ہے اور معرفت فضل پر موقوف۔"

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 223-224)

پس آپ نے ایک اور جگہ اس کی وضاحت فرمائی کہ فضل جو ہے یہ ملتا تو اللہ کے فضل سے ہے اس لئے

فضل کو حاصل کرنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو۔ اسی سے مانگو اور جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ معرفت حاصل ہو تو پھر ہی حقیقی نماز بھی ادا ہوتی ہے اور اس کے لئے مجاہدہ اور محنت کی ضرورت ہے لگاتار کوشش کی ضرورت ہے۔ جب مجاہدہ ہو گا تب ہی مقصد پیدائش بھی حاصل ہو گا۔ تقویٰ اور حقیقی عبادتوں کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جیسا کہ ابھی پہلے بھی ایک اقتباس میں بیان ہو گیا کہ دو چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ کے حق اور بندوں کے حق۔ اور تقویٰ کی یہ تکمیل بھی اس وقت ہو گی اور حقیقی عبادتیں بھی اس وقت ہوں گی جب حقوق العباد کی ادائیگی بھی ساتھ ہو۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اصل بات یہ ہے کہ سب سے مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد ہی کا ہے۔" لوگ نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔ مسجدوں میں بھی آ جاتے ہیں۔ چندے بھی دے دیتے ہیں۔ بعض دفعہ جان کی قربانیاں بھی دے دیتے ہیں لیکن بعض دفعہ ایسے موقعے آتے ہیں کہ لوگوں کا حق ادا کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ اصل نازک مسئلہ اور مرحلہ حقوق العباد کا ہے "کیونکہ ہر وقت اس کا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہ ابتلا سامنے رہتا ہے۔ پس اس مرحلہ پر بہت ہی ہوشیاری سے قدم اٹھانا چاہئے۔" فرمایا کہ "میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اس کی تخریب اور بربادی کے لئے سعی کی جاوے" کوشش کی جائے کہ دشمن کو برباد کر دیں۔" پھر وہ اس فکر میں پڑ کر جائز اور ناجائز امور کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اس کو بدنام کرنے کے واسطے جھوٹی تہمت اس پر لگاتے، افترا کرتے اور اس کی غیبت کرتے اور دوسروں کو اس کے خلاف اکساتے ہیں۔ اب بتاؤ کہ معمولی دشمنی سے کس قدر برائیوں اور بدیوں کا وارث بنا اور پھر یہ بدیاں جب اپنے اپنے بچے دیں گی۔" تو پھر ایک کے بعد دوسری برائی آتی ہے جس طرح بچے دیئے جاتے ہیں ایک بدی دوسرا بچہ پیدا کر دیتی ہے۔ جب اپنے بچے دیں گی "تو کہاں تک نوبت پہنچے گی۔"

فرمایا کہ "میں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔ اگر خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ تو وہ دشمنوں کو بھی تمہارے خادموں میں داخل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کئے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہیں۔ اس کی خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہے۔ پھر خدا سے بڑھ کر تمہارا دشمن کون ہو گا؟ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب خدا دشمن ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمہارا طریق انبیاء علیہم السلام کا سا طریق ہو۔ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی ہے کہ ذاتی اعداء کوئی نہ ہوں۔" کوئی ذاتی دشمنی نہ ہو۔

فرمایا "خوب یاد رکھو کہ انسان کو شرف اور سعادت تب ملتی ہے جب وہ ذاتی طور پر کسی کا دشمن نہ ہو۔ ہاں اللہ اور اس کے رسول کی عزت کے لئے الگ امر ہے۔" اللہ اور رسول کی عزت کا سوال پیدا ہوتا ہے تو وہاں

دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ "یعنی جو شخص خدا اور اس کے رسول کی عزت نہیں کرتا بلکہ ان کا دشمن ہے اسے تم اپنا دشمن سمجھو۔ اس دشمنی سمجھنے کے یہ معنی نہیں ہیں "یہاں بھی وضاحت ہے کہ دشمن تو پیشک سمجھو لیکن اس کے یہ معنی نہیں "کہ تم اس پر افتراء کرو اور بلاوجہ اس کو دکھ دینے کے منصوبے کرو۔ نہیں، بلکہ اس سے الگ ہو جاؤ۔" دشمن ہے تو اس سے الگ ہو جاؤ "اور معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کرو۔ ممکن ہو تو اس کی اصلاح کے لئے دعا کرو۔" ممکن ہو تو دشمن کی اصلاح کے لئے دعا کرو "اپنی طرف سے کوئی نئی بھاجی اس کے ساتھ شروع نہ کرو۔" یعنی اس کے ساتھ کوئی نیا جھگڑا شروع نہ کر دو۔

فرمایا کہ "یہ امور ہیں جو تزکیہ نفس سے متعلق ہیں۔" حضرت علیؓ کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن سے لڑتے تھے اور محض خدا (تعالیٰ) کے لئے لڑتے تھے۔ آخر حضرت علیؓ نے اس کو اپنے نیچے گرالیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اس نے جھٹ حضرت علیؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اس کی چھاتی پر سے اتر آئے اور اسے چھوڑ دیا۔ اس لئے کہ اب تک تو میں محض خدا تعالیٰ کے لئے تیرے ساتھ لڑتا تھا لیکن اب جبکہ تو نے میرے منہ پر تھوک دیا ہے تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھ حصہ اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ پس میں نہیں چاہتا کہ اپنے نفس کے لئے تمہیں قتل کروں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے دشمن کو دشمن نہیں سمجھا۔" آپ فرماتے ہیں کہ "ایسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔" اپنے ماننے والوں کو آپ نے فرمایا۔ "اگر نفسانی لالچ اور اغراض کے لئے کسی کو دکھ دیتے اور عداوت کے سلسلوں کو وسیع کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی کیا بات ہوگی؟"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 104-105)

پس کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے کسی کو دکھ نہیں دینا اور اللہ اور رسول کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھو۔ وہاں سے اٹھ جاؤ۔ اس کے لئے دعا کرو۔ اس کی اصلاح کی کوشش کرو اور اس کے حملوں کا جواب دو جو جائز طریقے ہیں لیکن یہ نہیں کہ اس کی ہر بات کو برا سمجھتے ہوئے مکمل طور پر غلط طریقے سے دشمنوں سے دشمنی پہ اتر آؤ۔ یہ بھی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ کا حقیقی فہم اور ادراک عطا فرمائے اور اپنا فضل فرماتے ہوئے ہماری نمازیں اور عبادتیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقوق العباد کی ادائیگی کی باریکی کو سمجھنے والا بنائے۔ ہمارا ہر فعل چاہے وہ دنیاوی ہو اس نیت سے ہو کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر حال میں حاصل کرنا اور مقدم رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 24 فروری 2017ء تا 02 مارچ 2017ء جلد 24 شمارہ 08 صفحہ 07 تا 05)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 10 فروری 2017ء بمطابق 10 تبلیغ 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

دنیا میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ دنیا داری میں انسان ڈوبتا چلا جا رہا ہے۔ دنیاوی سامانوں کے حصول کے لئے ایک افراد تفری پڑی ہوئی ہے، ایک دوڑ لگی ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ کو اور دین کو ایک ثانوی حیثیت دی جاتی ہے بلکہ ایسے دنیا دار ہیں اور ان کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ہی انکاری ہیں اور دین کو نعوذ باللہ ایک لغو چیز خیال کرتے ہیں۔ لیکن ایسے وقت میں ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تلاش میں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے دین کی تلاش میں ہیں جو اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جو سچے مذہب اور دین کو پہچاننا چاہتے ہیں۔ سچے دین کی تلاش کر کے اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں، بے چین ہوتے ہیں۔ اور یقیناً جب ایک درد کے ساتھ نیک بندے اس کوشش میں ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کی رہنمائی فرماتا ہے، انہیں سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ مختلف ذریعوں سے ان کی تسکین اور حقیقی دین کو سمجھنے کے سامان کرتا ہے۔ ان کے ایمان و یقین میں اضافہ کرتا ہے۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور اس کے دین کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو مسیح موعود اور مہدی معبود کا مقام دے کر بھیجا اور دنیا کو کہا کہ اپنی سچی اور حقیقی تڑپ اور تسکین کے سامان کرنے کے لئے مسیح موعود کی بیعت میں آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستوں کو حاصل کرو۔ اپنی عبادتوں کی حقیقت کو پاؤ۔ اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھو۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مختلف طریق سے تڑپ رکھنے والوں کی سچائی کی طرف رہنمائی فرماتا ہے اور ان کے ایمانوں میں اضافہ کرتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا ماضی بھی اور حال بھی ایسے واقعات سے بھرپور ہے اور ہر روز دنیا کے کسی نہ کسی گاؤں، شہر اور ملک میں ایسے واقعات ہو رہے ہوتے ہیں جو نہ صرف ان نئے ہدایت پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی جماعت میں شامل ہونے والوں کے ایمانوں میں اضافے کا موجب بنتے ہیں اور ان میں مضبوطی پیدا کرتے ہیں بلکہ پرانے احمدیوں اور پیدائشی احمدیوں کے ایمانوں کو بھی تازہ کرتے ہیں اور ان کے ایمانوں میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ اس وقت میں چند ایسے واقعات یا لوگوں کے تجربات بیان کروں گا کہ کس طرح خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے لوگوں کی ہدایت کے سامان کرتا ہے۔

امیر صاحب گیمبیا ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ نیامینا ایسٹ ڈسٹرکٹ (Niamina East Dist.) کے گاؤں کی ایک خاتون سسٹر کانی فاٹی جن کی عمر 65 برس ہے گزشتہ دس سال سے پاؤں کی تکلیف میں مبتلا تھیں اور کہیں سے بھی ان کا علاج نہیں ہو رہا تھا۔ اس تکلیف کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے بھی قاصر تھیں۔ علاج کے سلسلہ میں اپنے گاؤں سے دُور ایک جگہ ہے بن سنگ (Bansang)، اس علاقے میں گئیں جہاں اتفاق سے انہیں ایم ٹی اے پر میرا خطبہ سننے کا موقع مل گیا۔ موصوفہ جب اپنے گاؤں واپس آئیں تو خواب میں انہیں بتایا گیا کہ تم نے ٹی وی پر جس کو دیکھا تھا اسی کے پیچھے چلو کیونکہ وہ صحیح اور نجات کا راستہ تمہیں بتا رہا ہے۔ چنانچہ موصوفہ نے اس خواب کے بعد بیعت کر لی۔ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ بیعت کرنے کی دیر تھی کہ ان خاتون کی پاؤں کی تکلیف جاتی رہی اور اس وجہ سے ان کے ایمان میں بڑا اضافہ ہوا اور اب وہ سارے گاؤں میں تبلیغ کرتی ہیں۔ لوگوں کو بتاتی ہیں کہ کس طرح ان کی تکلیف جماعت احمدیہ میں شمولیت کی برکت سے دور ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ نے بھی جس کو اس کی نیکی پر بچانا ہوتا ہے یا کسی کی کوئی نیکی پسند آتی ہے تو اس کے لئے عجیب عجیب طریق سے ان کی رہنمائی فرماتا ہے۔ ایک دنیا دار آدمی کہہ سکتا ہے کہ یہ گاؤں کی رہنے والی ایک جاہل اُن پڑھ عورت ہے۔ اس کے دل کا وہم ہو گا۔ لیکن جس کو اللہ تعالیٰ ایمان کی دولت دے کر پھر اس میں مضبوط کرتا ہے وہ ایسے دنیا داروں کو جاہل سمجھتے ہیں۔

اسی طرح برکینا فاسو جو مغربی افریقہ کا ایک فرانسیسی بولنے والا ملک ہے۔ صحارا کے قریب ہے بلکہ کچھ حصہ بھی اس میں شامل ہے۔ اس دُور دراز ملک میں رہنے والے ایک شخص کی اور صرف ملک ہی دور نہیں بلکہ اس ملک میں بھی ایک چھوٹے سے قصبے میں یا گاؤں میں رہنے والے کی اللہ تعالیٰ نے کس طرح رہنمائی فرمائی۔ اس بارے میں مبلغ انچارج نے لکھا کہ لیو (Leo) ریجن کی ایک جماعت کے ایک دوست سوادو (Sawadogo) صاحب نے جلسہ سالانہ جرمنی کے بعد احمدیت قبول کی۔ وہ بتاتے ہیں کہ وہ باقاعدگی سے جماعت احمدیہ کا ریڈیو سنتے تھے اور اگر کوئی جماعت کا وفد ان کے گاؤں تبلیغ کرنے آتا تو گاؤں کا بااثر فرد ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں کہ میں ان کا خوب خیال رکھتا اور تبلیغ کا اہتمام بھی کرتا۔ احمدی نہیں تھے لیکن احمدیوں کے ہمدرد تھے۔ کچھ عرصہ بعد مولویوں کو اس بات کا علم ہوا تو یہ کہتے ہیں وہ مولوی میرے پاس آئے اور آکر کہنے لگے کہ تم احمدیہ ریڈیو بالکل نہ سنا

کرو اور نہ ہی احمدیوں سے میل ملاپ رکھو کیونکہ یہ تمہارے اسلام کو خراب کر دیں گے۔ کہتے ہیں کہ مولویوں کی باتوں کی وجہ سے میں نے احمدیوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور احمدیہ ریڈیو سننا بھی بند کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد ایسا اتفاق ہوا کہ ایک سفر سے میں واپس آ رہا تھا تو نماز پڑھنے کی غرض سے ایک مسجد میں رکا۔ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا وہاں مسجد تھی۔ تو نماز شروع ہو چکی تھی اس لئے جلدی جلدی وضو کرنے لگا۔ اسی دوران ایک اور شخص مسجد میں داخل ہوا اور کہنے لگا کہ یہ احمدیوں کا گاؤں ہے اور مسجد بھی احمدیوں کی ہے۔ کہتے ہیں یہ سنتے ہی میں سوچنے لگا کہ میں کہاں پھنس گیا۔ میں تو بڑی دیر سے ان کو avoid کر رہا تھا اور پھر میں آہستہ آہستہ وضو کرنے لگا کہ نماز ختم ہو تو اپنی علیحدہ نماز پڑھوں گا۔ بہر حال ان کو نماز تو وہاں پڑھنی پڑی۔

اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی نیکی پسند آئی ہوئی ہوگی جو مجبوراً ان کو ہماری مسجد میں نماز پڑھنی پڑی۔ بہر حال کہتے ہیں اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا نجوم ہے اور میں نجوم کے اندر لوگوں کو ہٹا رہا ہوں اور ہٹا کر میں آگے جا کر دیکھتا ہوں تو وہاں ایک شخص کھڑا ہے اور ہزاروں کا مجمع اس کے ارد گرد کھڑا ہے۔ میں کسی شخص سے پوچھتا ہوں کہ یہ کون شخص ہے جس کے ارد گرد لوگ کھڑے ہیں۔ اس پر وہ آدمی جواب دیتا ہے کہ یہ وہی ہیں جن کی بات تمہیں سننی چاہئے مگر مولویوں نے تمہیں اصل راستے سے ہٹا دیا ہے۔ کہتے ہیں اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ مجھ پر اس خواب کا ایسا اثر ہوا کہ میں نے احمدیوں سے دوبارہ رابطہ بحال کر لیا۔ پھر میں نے ایک دن مشن ہاؤس فون کر کے مربی صاحب کو کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ مربی صاحب نے کہا کہ فلاں دن مشن ہاؤس آ جانا۔ کہتے ہیں جب میں مقررہ دن مشن ہاؤس پہنچا تو وہاں سب لوگ ٹی وی پر کچھ دیکھ رہے تھے۔ کہتے ہیں میں نے بھی آگے بڑھ کر ٹی وی دیکھا تو وہ منظر دیکھ کر میں حیران رہ گیا کیونکہ ٹی وی پر بالکل وہی منظر تھا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اور پوچھنے پر مربی صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ جلسہ سالانہ کی اختتامی تقریب ہے اور ہمارے خلیفہ اس سے خطاب کر رہے ہیں اس پر میں نے مربی صاحب سے کہا کہ فوراً میری بیعت لے لیں۔ کہتے ہیں خدا کی قسم یہی منظر اور یہی شخص میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصوف اب اپنے اہل و عیال سمیت احمدی ہو چکے ہیں اور گاؤں کے مزید افراد کو بھی تبلیغ کر رہے ہیں۔

جو شخص اس طرح کے ذاتی تجربات سے گزرا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اس کو حاصل ہوئی ہو وہ یقیناً اپنے ایمان میں مضبوطی حاصل کرنا چلا جاتا ہے۔ مجھے کئی لوگ خط لکھتے ہیں کہ ہم نے جس طرح اللہ تعالیٰ سے تسلی پا کر اور نشان دیکھ کر بیعت کی ہے اور احمدیت کو قبول کیا ہے ہمارے ایمان کو کوئی بھی نہیں ہلا سکتا۔ ہمیں کسی مزید دلیل کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ بعض لوگ مخالفت میں اس حد تک ڈھٹائی پر اتر آتے ہیں کہ عقل کی بات سننا ہی نہیں چاہتے۔ لیکن ایسے بھی ہیں جو تکبر میں بڑھے ہوئے نہیں، جن میں کچھ حد تک انسانیت ہے بلکہ کہنا چاہئے یا بہت حد

تک انسانیت ہے تو ایسے لوگ جو ہیں جن میں تکبر نہیں ہے اور انسانیت ہے ان کی پھر اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ اگر وہ اس رہنمائی سے فائدہ اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن جاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ سیریا کے ایک شخص کے ساتھ پیش آیا۔ پہلے تو وہ مخالفت میں بڑھا ہوا تھا لیکن پھر حقیقت پانے کے لئے اسے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کا خیال پیدا ہوا بلکہ خیال دلوا یا گیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو رہنمائی بھی حاصل ہوئی۔

احمد صاحب سیریا کے ایک شخص ہیں۔ کہتے ہیں کہ احمدیوں کے ساتھ میرے تعلقات تھے۔ اٹھنا بیٹھنا تھا۔ باہر ملتے تھے یا میرے گھر میں بھی آ جاتے تھے۔ میں بہت ساری باتیں تو مانتا تھا لیکن سب باتیں ماننے کے باوجود وفات مسیح پر آکر میں اٹک جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں ایک لمبے عرصے سے مسیح کے آسمان سے نزول کا منتظر تھا اور مسیح کے لشکر میں شامل ہو کر بیت المقدس کو آزاد کروانے کی دیرینہ خواہش لئے ہوئے تھا۔ وفات مسیح کے بارے میں سن کر میرے مزعومہ جہاد کے سارے خواب چکنا چور ہو گئے۔ مسیح آسمان سے نہیں اترے گا تو میں جہاد کس طرح کروں گا؟ کہتے ہیں ایک روز میرے گھر میں بعض احمدی احباب بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں معتر القزق صاحب بھی تھے۔

اس دوران جو وفات مسیح کے موضوع پر بات شروع ہوئی تو میں نے کہا کہ تم احمدیوں کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آج کے بعد وفات مسیح کے موضوع پر مجھ سے یا میرے گھر میں بات نہ کرنا۔ اس پر قزق صاحب نے کہا کہ میری بھی ایک درخواست ہے کہ آپ خدا تعالیٰ سے اس بارے میں رہنمائی کے لئے دعا کریں۔ کہتے ہیں ان کی یہ بات مجھے بڑی پسند آئی اور میں نے اسی شام سے خدا تعالیٰ کے حضور سجدوں میں رورو کر دعا کرنی شروع کر دی۔ جب رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ میں کسی بلند مقام کی طرف سفر کر رہا ہوں۔ راستے میں ایک بھر بھری سی زمین کا ٹکڑا آتا ہے جس پر قدم رکھتے ہی احساس ہوتا ہے کہ یہ مجھے کسی گہری کھائی کی طرف دھکیل کر لے جا رہا ہے۔ اس پریشانی کے عالم میں ایک شخص مجھے کندھے سے پکڑ کر اٹھا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ابو حسن (یہ احمد صاحب کی کنیت ہے) اب اس جگہ ہرگز نہ آنا اور یقین کر لو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ لو اب اپنے راستے پر چلتے رہو۔ کہتے ہیں جب میں بیدار ہوا تو اپنے احمدی بھائی سے فون کر کے کہا کہ میں نے معتر القزق صاحب کے پاس جانا ہے۔

پھر جب ہم دونوں معتر صاحب کے گھر پہنچے تو داخل ہوتے ہی دیوار پر لگی ایک تصویر کو دیکھ کر میں ٹھٹھک کر رہ گیا اور پوچھا کہ یہ کس کی تصویر ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت مسیح موعود امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے کہا کہ میں ابھی بیعت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ کمرے کی دیوار پر لگی یہ تصویر اسی شخص کی تھی جس نے خواب میں مجھے کندھوں سے پکڑ کر دلدل نما مٹی سے نکال کر کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

فوت ہو چکے ہیں۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ مختلف ذرائع سے دین کو سمجھنے اور سچائی کے پانے کے لئے راستے کھولتا ہے۔ کبھی خوابوں کے ذریعہ سے اور کبھی تبلیغ کے ذریعہ سے۔ کبھی کسی کو جماعت احمدیہ کی طرف سے اسلام کی حقیقی تعلیم کے بارے میں کوئی کتاب یا لٹریچر مل جائے تو اسے پڑھ کر۔ کبھی کوئی کسی احمدی کے اخلاق سے متاثر ہو کر احمدیت اور حقیقی اسلام قبول کرتا ہے۔ آج کل بہت سے لوگ ہیں جو ایم ٹی اے کے ذریعہ بھی حقیقی اسلام کا علم پا کر احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔

بین کے مبلغ سلسلہ نے لکھا کہ ایک علاقے کے چیف جو مشرک تھے ان کو تبلیغ کی گئی تو وہ احمدی ہو کر حقیقی اسلام پر عمل کرنے لگ گئے۔ جو دل شرک کی آماجگاہ تھا وہ خدا کے واحد کے آگے جھکنے والا بن گیا بلکہ اتنا ہی نہیں وہ علاقے کے مسلمانوں کو بھی حقیقی اسلام کی دعوت دینے والوں میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ جب ان کے علاقے میں ایک مسجد کا افتتاح ہوا تو اس موقع پر انہوں نے جو خطاب کیا اس کا کچھ حصہ انہی کی زبانی بیان کرتا ہوں۔ وہ چیف جو مشرک تھے اور پھر جو مسلمان ہو گئے کہتے ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ غیر احمدی جماعت احمدیہ کی مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ آج جماعت احمدیہ ہی تو اسلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچا رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں ایک سال پہلے تک مشرک تھا اور مشرکوں کا بادشاہ تھا۔ جماعت احمدیہ کے مبلغ نے میری سوچ کو بدل دیا اور اسلام کا صحیح چہرہ مجھے دکھایا تو میں اسلام میں داخل ہو گیا۔ اگر جماعت احمدیہ عیسائیوں اور مشرکوں کو اسلام میں لا رہی ہے تو تمہیں اس کی کیا تکلیف ہے۔ کہتے ہیں یہ مسجد تمام لوگوں کے لئے کھلی ہے۔ اللہ کی عبادت کے لئے اگر ایک عیسائی بھی اس مسجد میں آئے گا تو اس کو روکا نہیں جائے گا۔ تم لوگ مخالفت چھوڑو اور اندر آ کر دیکھو۔ یہاں صرف محبت، امن اور بھائی چارے کا سبق ملے گا۔ جماعت احمدیہ صرف اور صرف دنیا کی بھلائی چاہتی ہے۔ موصوف کہنے لگے کہ میرا دل کرتا ہے کہ میں یہاں مسجد کے ساتھ ایک مکان بناؤں اور ہر آنے والے کو بتاؤں کہ جماعت احمدیہ ہی سچا اسلام ہے۔

ایک طرف تو وہ لیڈر علماء ہیں جو اسلام کے نام پر فتنہ و فساد پیدا کر رہے ہیں۔ تکبر کے مارے ہوئے ہیں۔ اپنی ذاتی آناؤں کی وجہ سے مسلمان سے مسلمان کا خون کروا رہے ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کو کسی مشرک کی کوئی نیکی پسند آتی ہے یا اس پر فضل فرماتا ہے تو اسے اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کے دعویداروں کے لئے حقیقی اسلامی تعلیم بتانے اور فتنہ و فساد سے بچنے کی تعلیم دینے کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فعل جو اگر انسان عاجز ہو تو کس طرح اس پر فضل فرماتا ہے۔ لیکن اگر تکبر میں بڑھا ہوا ہے تو لاکھ وہ نمازیں پڑھنے والا ہے، دعائیں کرنے والا ہے، اپنے آپ کو نیک سمجھنے والا ہے، حاجی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت نہیں ملتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں جب لوگ آتے ہیں اور حقیقی اسلام کا مزہ چکھتے ہیں تو پھر ان کی حالتوں میں کیا تبدیلی پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی کس طرح رہنمائی فرماتا ہے اور قربانی میں وہ کس طرح بڑھتے ہیں، اس بارے میں ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے ایک مبلغ لکھتے ہیں کہ کیمرون کے دورہ کے دوران ایک ریٹائرڈ فوجی نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ اس فوجی کا تعلق بیون (Bamoun) قبیلے سے ہے جہاں کے سلطان گزشتہ سال (پچھلے سال انہوں نے لکھا تھا۔ یہ واقعہ دو سال پہلے کا ہے) جلسہ سالانہ یو کے میں شامل ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس دفعہ جب کیمرون کا دورہ کیا تو ان صاحب سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ وہ مسجد کے لئے جماعت کو ایک پلاٹ دینا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں میں اور صدر جماعت پلاٹ دیکھنے کے لئے گئے تو دیکھا کہ انہوں نے اس پلاٹ میں ایک بیسمنٹ پہلے سے بنائی ہوئی ہے۔ وہاں تعمیر ہو رہی تھی اور بیسمنٹ بنی ہوئی تھی اور وہ بیسمنٹ کے اوپر مکان تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ موصوف نے بتایا کہ میرے والد جو کہ وفات پا چکے ہیں وہ میری خواب میں آئے اور انہوں نے کہا کہ تم اس جگہ اپنا مکان نہیں بلکہ مسجد بناؤ۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ پلاٹ اور بلڈنگ جو میں نے شروع کی ہے وہ جماعت کے نام کر دوں تاکہ جماعت اس جگہ مسجد تعمیر کر سکے اور یہ پلاٹ کافی بڑا تقریباً ہزار مربع میٹر ہے۔ انہوں نے پلاٹ کے کاغذات بھی جماعت کے نام کر دیئے ہیں۔ انشاء اللہ مسجد کی تعمیر ہو جائے گی۔

پھر ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ کس طرح اسلام کا درد رکھنے والے ایک دور دراز علاقے میں رہنے والے شخص کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے سنا اور اسلام کی حقیقی تعلیم کے رائج کرنے کے لئے ایک احمدی مبلغ کو اس کے پاس بھیجا۔ اس کو بیان کرتے ہوئے آئیوری کوسٹ کے ایک معلم ہیں وہ لکھتے ہیں کہ آئیوری کوسٹ انگریزوں (Abengourou) ریجن کے ایک دور افتادہ گاؤں یاڈوکرو (Yadukro) سے سعید و صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے گاؤں میں اسلام ان کے دادا کے ذریعہ آیا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ لوگ اسلام سے دور ہو گئے یہاں تک کہ اسلام برائے نام رہ گیا جیسے عام مسلمانوں کا حال ہے۔ سعید و صاحب کہتے ہیں کہ میں اکثر دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرمائے کہ گاؤں کے لوگ اسلام کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ کہتے ہیں رمضان المبارک 2016ء کے آغاز میں یہ دعا کرتے کرتے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بہت درد سے میں نے دعا کی۔ اس کے ایک دو روز بعد ہی جماعت احمدیہ کے مبلغ ہمارے گاؤں آئے اور جماعت کا تعارف کرایا۔ کہتے ہیں یہ بات میرے لئے بہت ایمان افروز تھی کہ ہمارے دور افتادہ گاؤں میں بھی کوئی داعی الی اللہ اس طرح اسلام کے احیائے نو کا پیغام لے کر آیا ہے۔ مبلغ سلسلہ کے اس دورے کے دوران گاؤں کے 55 افراد نے بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی۔ سعید و صاحب کہتے ہیں اس طرح جماعت احمدیہ کی

بدولت آج ہم اسلام کی صحیح تعلیم پر عمل پیرا ہیں۔

ذرا غور کریں ایک طرف تو ترقی یافتہ ملکوں میں رہنے والے لوگ ہیں جو دین کو بھلا کر دنیاوی چیزوں کے لئے بے چین ہیں اور دوسری طرف افریقہ کے علاقے میں ایک دور دراز گاؤں کا رہنے والا ایک شخص جس کے گاؤں تک پکی سڑک بھی شاید نہیں جاتی، جو دنیا کی آسائشوں سے بھی محروم ہے لیکن ایک تڑپ دل میں رکھے ہوئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تڑپ تڑپ کے یہ دعا کرتا ہے کہ اسلام کی تعلیم یہاں ختم ہو رہی ہے کسی کو بھیج جو ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم پر دوبارہ قائم کرے، اس کے بارے میں بتائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے مسیح محمدی کا ایک غلام اس علاقے تک پہنچتا ہے اور ان کو اسلام کے بارے میں بتاتا ہے کیونکہ آج دنیا کو اگر کوئی حقیقی اسلام سکھا سکتا ہے تو وہی سکھا سکتا ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا اور آپ کے ذریعہ سے اسلام کی حقیقت کو پہچانا۔

پس ہم میں سے ہر ایک کا یہ کام ہے کہ درد کے ساتھ اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور ہر شخص تک پہنچانے کے لئے دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی کریں۔ کہنے کو تو بہت سے ادارے ہیں، بعض گروہ ہیں، تنظیمیں ہیں جو اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں، تبلیغی جماعت بھی ہے، لیکن تقریباً ہر ایک اپنے ذاتی مفادات کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ مخالفت میں ایک دوسرے پر ہر وقت کفر کے فتوے دینے کو بھی تیار رہتے ہیں۔ انہوں نے کیا اسلام کی خدمت کرنی ہے؟ یہ کام آج مسیح محمدی کے غلاموں کا ہی ہے کہ اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ ہمارا کام تو اللہ تعالیٰ خود آسان کر رہا ہے۔ کسی کو خواب کے ذریعہ سے تو کسی کو کسی اور ذریعہ سے رہنمائی کر رہا ہے۔ پس اگر ہم نے حق بیعت ادا کرنا ہے تو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مددگاروں میں بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ہمیں بیعت کے بعد کیسا ہونا چاہئے؟ کیا بننا چاہئے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرماتے ہیں کہ:

"بیعت رسمی فائدہ نہیں دیتی۔ ایسی بیعت سے حصہ دار ہونا مشکل ہوتا ہے۔" یعنی ان باتوں میں حصہ دار ہونا، ان برکات میں حصہ دار ہونا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکھی گئی ہیں۔ فرمایا کہ "اُسی وقت حصہ دار ہو گا جب اپنے وجود کو ترک کر کے بالکل محبت اور اخلاص کے ساتھ اس کے ساتھ ہو جاوے۔ منافق آنحضرت صلعم کے ساتھ سچا تعلق نہ ہونے کی وجہ سے آخر بے ایمان رہے۔ ان کو سچی محبت اور اخلاص پیدا نہ ہوا اس لئے ظاہری لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ان کے کام نہ آیا تو ان تعلقات کو بڑھانا بڑا ضروری امر ہے۔" فرمایا کہ "... محبت و اخلاص کا تعلق بڑھانا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو اُس انسان "یعنی" (مرشد) کے ہم رنگ ہو طریقوں میں اور اعتقاد میں۔" جس کو مانا ہے جیسا وہ ہے ویسے خود بننے کی کوشش کرو۔ فرمایا "... عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ جلدی راستبازی اور عبادت کی طرف جھکنا چاہئے اور صبح سے لے کر شام

تک حساب کرنا چاہئے "کہ میں کس طرح زندگی گزار رہا ہوں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 5)

اللہ تعالیٰ نئے آنے والوں کو بھی ایمان و ایقان میں بڑھائے۔ اعتقادی اور عملی لحاظ سے وہ ترقی کرنے والے ہوں۔ جو ایمان کی چنگاری اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں جلائی ہے، لگائی ہے احمدیت اور حقیقی اسلام کو قبول کرنے کے بعد وہ اس میں بڑھتے چلے جائیں۔ شیطان کبھی بھی انہیں ورغلانے والا نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہیں ثبات قدم بھی عطا فرمائے۔ اور ہم جو پرانے اور پیدائشی احمدی ہیں ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اپنے ایمانوں کو بڑھانے اور ہر وقت اس میں جلا پیدا کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے تعلق میں بڑھنے کی بھی ہمیں توفیق دے۔ کبھی کوئی کسی نئے آنے والے کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنے اور ہم ہمیشہ دنیا کو سیدھا راستہ دکھانے والے ہوں۔ اس بات پر خوش نہ ہوں کہ ہم پرانے احمدی ہیں بلکہ بیعت کا مقصد پورا کرنے والے ہوں۔ دنیاوی سامان ہمارا مطمح نظر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ اور ہم جلد از جلد حقیقی اسلام کو دنیا میں پھیلتا ہوا دیکھیں تاکہ دنیا کو بتا سکیں کہ تم جسے دنیا کے لئے نقصان دہ چیز سمجھتے ہو وہی حقیقت میں تمہارے لئے اور دنیا کے لئے نجات کا راستہ ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 03 مارچ 2017ء تا 09 مارچ 2017ء جلد 24 شمارہ 09 صفحہ 05 تا 07)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 17 فروری 2017ء بمطابق 17 تبلیغ 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ 20 فروری کا دن جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ یہ ایک بڑی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عظیم بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی جس کی بے شمار خصوصیات بیان کی گئیں۔ جس کی لمبی عمر پانے کی خبر بھی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کی مصلح موعود کے دور میں غیر معمولی ترقیات کی پیشگوئی بھی تھی۔ اور جماعت احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود کے 52 سالہ دورِ خلافت میں اس پیشگوئی کی تمام جزئیات لفظاً لفظاً پوری ہوئیں۔ ایک انصاف پسند کے لئے، ایک روحانی لحاظ سے بیٹا آنکھ رکھنے والے کے لئے یہی ایک پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی بہت بڑی دلیل ہے۔

تین دن بعد 20 فروری آنے والی ہے۔ آج میں اس حوالے سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے الفاظ میں بیان کردہ کچھ اقتباسات پیش کروں گا جو روح حق سے مشرف ہونے کے حوالے سے آپ کی ذات میں پیشگوئی پورے ہونے پر روشنی ڈالتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 1914ء میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے منصب پر فائز فرمایا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پیشگوئی مصلح موعود کی تمام باتیں اس وقت بھی لوگوں کو پوری ہوتی نظر آتی تھیں اور علمائے جماعت اور افراد جماعت کی اکثریت یہ سمجھتی تھی کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ لیکن حضرت مصلح موعودؑ نے خود اس بات کا اعلان نہ کیا یہاں تک کہ 1944ء کا سال آیا۔ یعنی آپ کے خلافت کے تیس سال پورے ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے اپنی ایک روایا کی بناء پر اعلان کیا کہ میں ہی مصلح موعود ہوں۔ یہ بھی فرمایا کہ میری طبیعت کے لحاظ سے

یہ مجھ پر بڑا گراں گزرتا ہے، بڑا بوجھ ہے کہ یہ اعلان کروں اور رویا کا سارا حوالہ بھی تفصیل سے بیان کروں۔ بلکہ آپؐ نے یہ بھی کئی جگہ فرمایا ہے کہ اپنی طبیعت کے لحاظ سے میں اپنی رویا اور الہامات بتانے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہوں لیکن بعض حالات کی وجہ سے بعض بتانے بھی پڑتے ہیں۔

بہر حال آپؐ کو پہلے بھی جماعت کے افراد کی طرف سے، علماء کی طرف سے کہا جاتا تھا کہ آپؐ اعلان کریں کہ آپؐ مصلح موعودؑ ہیں لیکن آپؐ یہی فرماتے رہے کہ اعلان کی ضرورت نہیں۔ اگر میں مصلح موعود ہوں اور پیشگوئی مجھ پر پوری ہو رہی ہے تو ٹھیک ہے کسی دعوے کی کیا ضرورت ہے۔ لوگوں کو جواب دیتے ہوئے آپؐ نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا کہ: "اُمّت مسلمہ میں مجددین کی جو فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دکھانے کے بعد شائع ہوئی ہے ان میں سے کتنے ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا ہو؟"

آپؐ فرماتے ہیں کہ: "میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے تو اورنگ زیب بھی اپنے زمانہ کا مجدد نظر آتا ہے مگر کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا ہے؟ عمر بن عبدالعزیز کو مجدد کہا جاتا ہے۔ کیا ان کا کوئی دعویٰ ہے؟" آپؐ فرماتے ہیں کہ "پس غیر مامور کے لئے دعویٰ ضروری نہیں۔ دعویٰ صرف مامورین کے متعلق پیشگوئیوں میں ضروری ہے۔ غیر مامور کے صرف کام کو دیکھنا چاہئے۔ اگر کام پورا ہوتا نظر آجائے تو پھر اس کے دعویٰ کی کیا ضرورت ہے؟ اس صورت میں تو وہ انکار بھی کرتا جائے تو ہم کہیں گے کہ وہی اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ اگر عمر بن عبدالعزیز مجدد ہونے سے انکار بھی کرتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اپنے زمانہ کے مجدد ہیں کیونکہ مجدد کے لئے کسی دعویٰ کی ضرورت نہیں۔ دعویٰ صرف اُن مجددین کے لئے ضروری ہے جو مامور ہوں۔ ہاں جو غیر مامور اپنے زمانہ میں گرتے ہوئے اسلام کو کھڑا کرے، دشمن کے حملوں کو توڑ دے اسے چاہے پتا بھی نہ ہو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ مجدد ہے۔ ہاں مامور مجدد وہی ہو سکتا ہے جو دعویٰ کرے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا۔"

آپؐ فرماتے ہیں "پس میری طرف سے مصلح موعود ہونے کے دعویٰ کی کوئی ضرورت نہیں اور مخالفوں کی ایسی باتوں سے گھبراہٹ کی بھی ضرورت نہیں۔ اس میں کوئی ہتک کی بات نہیں۔ اصل عزت وہی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے چاہے دنیا کی نظروں میں انسان ذلیل سمجھا جائے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے راستہ پر چلے تو اس کی درگاہ میں وہ ضرور معزز ہو گا اور اگر کوئی شخص جھوٹ سے کام لے کر اپنے غلط دعویٰ کو ثابت بھی کر دے اور اپنی چستی یا چالاکی سے لوگوں میں غلبہ بھی حاصل کر لے تو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں وہ عزت حاصل نہیں کر سکتا اور جسے خدا تعالیٰ کے دربار میں عزت حاصل نہیں وہ خواہ ظاہری لحاظ سے کتنا معزز کیوں نہ سمجھا جائے اس نے کچھ کھویا ہی ہے حاصل نہیں کیا اور آخر ایک دن وہ ذلیل ہو کر رہے گا۔"

آپ فرماتے ہیں کہ "پس دینی و دنیوی کاموں میں ہمیشہ سچ کو اختیار کرو۔" آپ نے فرمایا کہ "جو شخص سچ کے لئے نقصان اٹھاتا ہے وہ دراصل فائدے میں رہتا ہے۔" (خطبات محمود جلد 21 صفحہ: 60-61)

پس ایک اصولی بات بھی اس سلسلے میں آپ نے بیان فرمادی کہ جس سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ ہے، جس کو اللہ تعالیٰ سچا سمجھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ اس کے لئے دعویٰ یا اعلان کیا جائے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ اعلان ہو تو اس کا اعلان بھی ہو جاتا ہے۔ پس اگر کسی کو پرکھنا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق کام یعنی دین کا کام کر رہا ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر اسے خدا تعالیٰ کی تائیدات کے حوالے سے پرکھنا چاہئے۔ لیکن بہر حال جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہا کہ دعویٰ کریں تو پھر آپ نے اعلان بھی کر دیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اب واضح کر دیا ہے اور اب میں اعلان بھی کرتا ہوں کہ میں ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہوں۔ اس اعلان پر جہاں ایک طرف تو افراد جماعت خوش تھے وہاں غیر مبائعین جو تھے انہوں نے اعتراض بھی شروع کر دیئے۔ چنانچہ 1945ء کے جلسہ سالانہ کی دوسرے دن 27 تاریخ کی تقریر میں آپ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے خاص طور پر مولوی محمد علی صاحب کے بیان کے حوالے سے بیان فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں کہ: "جب سے میں نے مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا ہے مولوی محمد علی صاحب نے ویسے ہی اعتراض کرنے شروع کر دیئے ہیں جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب کیا کرتے تھے۔ میں خواب یا الہام سنا تا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اعلام کی بناء پر اعلان کرتا ہوں لیکن مولوی محمد علی صاحب نہ تو مقابل پر کوئی خواب یا الہام پیش کرتے ہیں اور نہ ہی وہ پیش کر سکتے ہیں کیونکہ وہ سارا زور لگا کر اپنا تیس سالہ پرانا ایک الہام پیش کر سکے ہیں۔ مگر وہ بھی واقعات کی رو سے غلط نکلا ہے۔ پس جب الہام ہوا ہی نہیں تو وہ الہام پیش کیسے کریں۔ اب سوائے اعتراضوں کے ان کے پاس کوئی چیز نہیں۔ اگر وہ اعتراض بھی نہ کریں تو مقابلہ کس طرح کریں۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ کے دشمن اس بات کا تو انکار نہیں کر سکتے تھے کہ الہام ہوتا ہی نہیں کیونکہ ان سے پہلے انبیاء کو الہام ہوتا تھا اور وہ اس بات کے قائل تھے۔ اس لئے ان انبیاء کا انکار کرنے والے اس بات کا انکار نہ کر سکتے تھے کہ الہام کوئی چیز نہیں ہے۔ اپنی بات کو درست ثابت کرنے کے لئے اور ان انبیاء کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ کہتے تھے کہ ان کے الہام خود ساختہ ہیں۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے بھی یہی کہا کہ ان کے الہام خود ساختہ ہیں۔ اگر عیسائیوں اور یہودیوں کا یہ قول درست تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی نعوذ باللہ خود ساختہ تھی۔

اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر الہام کر دیتا تا مفتریوں کی قلعی کھل جاتی "اور واضح ہو جاتا۔" لیکن اللہ تعالیٰ کا ان کو الہام سے محروم رکھنا بتاتا ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی حق پر تھے اور آپ کے دشمن یہودی اور عیسائی ناحق پر تھے۔ اسی طرح آج مولوی محمد علی صاحب یہ کہتے ہیں کہ میرے الہام جھوٹے ہیں لیکن کیوں اللہ تعالیٰ ان کو میرے مقابل پر سچے الہام نہیں کرتا تا دنیایا پر واضح ہو جائے کہ مولوی صاحب حق پر ہیں اور میں ناحق پر ہوں۔"

آپ فرماتے ہیں کہ "حیرت کی بات ہے کہ ایک شخص دن رات اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہ کرے اور دن رات اس کے بندوں کو فریب اور دغا بازی سے غلط راستے کی طرف لے جائے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کو غیرت نہ آئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو غیرت نہیں آتی تو اس کی وجہ سوائے اس کے یقیناً اور کوئی نہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ جانتا ہے کہ مولوی صاحب اس کے قرب سے بہت دور ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو الہام نہیں کیا۔ پس سچائی کے مقابلے میں ابتداء سے انکار ہوتا رہا ہے۔ یہ سلسلہ ابتداء سے چلتا آیا ہے اور چلتا چلا جائے گا۔"

(انوار العلوم جلد نمبر 18 صفحہ 240-241)

یعنی سچائی کے مقابلے پر مخالفین کا سلسلہ۔ پس اعتراض کرنے والے اعتراض تو ہمیشہ کرتے چلے آئے ہیں لیکن اس کو رد کرنے کے لئے مقابل پر کوئی چیز پیش نہیں کرتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کر سکتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر اپنے الہام یا خواہیں یا رو یا پیش کرتے ہیں کیونکہ ان کو پتا ہے کہ پکڑ ہوگی۔

اب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض الہامات اور کشف و روایہ کا ذکر کرتا ہوں جو آپ نے اپنے مصلح موعود ہونے کے اعلان کے موقع پر بیان فرمائے تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: "سب سے پہلی چیز جو اس منصب کی طرف اشارہ کرتی ہے وہ میرا ایک الہام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں مجھے ہوا اور میں نے جا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتا دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو اپنے الہامات کی کاپی میں لکھ لیا۔ وہ الہام میں نے بارہا سنایا ہے۔" آپ لوگوں کو بتا رہے ہیں "پہلے میں اسے صرف خلافت کے متعلق سمجھتا تھا لیکن اب میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا ہے کہ اس الہام میں میرے اس منصب کی طرف اشارہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ملنے والا تھا۔ وہ الہام یہ تھا کہ

إِنَّ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ يَقِينًا اللَّهُ تَعَالَى تِيرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھے گا۔" آپ فرماتے ہیں کہ "اس میں ایک لطیف اشارہ ہے۔" ایک بہت باریک اشارہ ہے "جو پیشگوئی کے پورا ہونے کی ترتیب پر دلالت کرتا ہے اور وہ یہ کہ یہ وہ الہام ہے جو حضرت مسیح ناصری کو ہوا اور جس کا قرآن کریم میں بھی ذکر آتا ہے مگر وہاں یہ الفاظ ہیں وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ (آل عمران: 56)۔ اور یہاں یہ الہام ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری کا دعویٰ موسوی سلسلہ کی آخری نبوت کا تھا اور

اس قسم کے دعوے کے متعلق پہلے لوگوں کی مخالفت ضروری ہوتی ہے۔ پھر ایک لمبے عرصے کے بعد وہ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں لیکن مصلح موعود کی پیشگوئی کے مورد کو چونکہ اللہ تعالیٰ پہلے خلیفہ بنانا چاہتا تھا اور خلیفہ کو معاً "فوری طور پر" بنائی جماعت مل جاتی ہے اس لئے یہاں جَاعِلُ الدِّينِ والے حصے کی ضرورت نہیں تھی۔ حضرت مسیحؑ کے عہدہ والا نبی تو جب بھی لوگوں کے سامنے اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے لوگ اسے سنتے ہی کہنے لگ جاتے ہیں۔ جھوٹا جھوٹا۔ کوئی ابو بکر جیسی صفت رکھنے والا انسان ہوا اور اس نے مان لیا تو یہ علیحدہ بات ہے ورنہ عام طور پر ایسا نبی جب اپنی نبوت کا اعلان کرتا ہے ساری دنیا اسے جھوٹا قرار دینے لگ جاتی ہے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتدا میں صرف تین لوگ ایمان لائے لیکن خلیفہ کو پہلے دن ہی ایک جماعت مانتی ہے۔ پس اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فرما کر اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک دن بنائی جماعت دے دے گا اور پھر اس جماعت کا تعلق تمہارے ساتھ مضبوط کرنا چلا جائے گا یہاں تک کہ ایک دن وہ تمہاری جماعت ظلی طور پر کہلائے گی اور کچھ لوگ تمہارے مخالف بھی ہوں گے مگر تمہاری بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ قیامت تک تمہارے منکروں پر غلبہ دے گا اور یہ غلبہ تمہارے امام بنتے ہی شروع ہو جائے گا۔ اور جَاعِلُ الدِّينِ اتَّبَعُوْكَ والے حصے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ تم انتظار کرو کہ لوگ کب ایمان لاتے ہیں یا اکثر لوگ مخالفین کریں، فتوے لگائیں، مضحکہ اڑائیں، تحقیر و تذلیل کی کوشش کریں، مٹانے اور برباد کرنے کی تدبیریں کریں اور دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک طوفانِ مخالفت اٹھ آئے بلکہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنی بنائی جماعت کے اکثر حصہ کو تیرے "یعنی مصلح موعودؑ کو" سپرد کر دے گا اور جس دن یہ جماعت تیرے سپرد ہو گی اسی دن سے تجھے ماننے والوں کا تیرے مخالفوں پر غلبہ شروع ہو جائے گا۔"

آپ فرماتے ہیں "چنانچہ دیکھ لو ایسا ہی ہوا۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی جماعت کو تو تین سو سال کے بعد غلبہ حاصل ہوا لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے جس وقت خلافت کے مقام پر مجھے کھڑا کیا اس کے چند ہفتوں کے اندر ہی وہ لوگ جو میرے بالمقابل کھڑے ہوئے تھے اور میرے عہدہ کے منکر تھے یعنی پیغمبی، اللہ تعالیٰ نے ان پر مجھے اور میرے ساتھیوں کو غلبہ دینا شروع کر دیا اور یہ غلبہ خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ پیغمبی آج کہہ رہے ہیں کہ ایک خواب پر انحصار کیا گیا" یعنی وہ رویا جس کی بنیاد پر آپ نے مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا تھا کہ اس پر انحصار کر کے آپ کہتے ہیں کہ مصلح موعود ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "حالانکہ وہ بھی خواب نہیں کیونکہ اس میں الفاظ ہیں۔ مگر یہ الہام جو میں نے اوپر لکھا ہے یہ تو الہام ہے اور چالیس سالہ پرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ میں ایک جماعت کا امام ہوں گا۔ کچھ حصہ میری مخالفت کرے گا۔ اکثر میرے ساتھ مل جائیں گے اور انہیں اللہ تعالیٰ قیامت تک دوسروں پر غلبہ دے گا" جو خلافت کے ساتھ وابستہ رہیں گے۔ "یہ جو فرمایا کہ تیرے

ماننے والوں کو تیرے کافروں پر اللہ تعالیٰ قیامت تک غلبہ دے گا اس میں اسی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن مجھے ظلی طور پر نبیوں کا یعنی مسیح ناصری اور مسیح محمدی کا نام دینے والا ہے کیونکہ خلیفہ کی جماعت اس کی زندگی تک ہوتی ہے۔ وفات کے بعد صرف نبیوں کی جماعت یا ان کے اظلال کی جماعت چلتی ہے۔ اسی طرح کَفَرُوا کے الفاظ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ خلافت کے بعد مجھے ایک اور رتبہ ملنے والا ہے جو بعض نبیوں کے ظل کے طور پر ہو گا۔ سُبْحَانَ اللَّهِ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ۔" (خطبات محمود۔ جلد 25 صفحہ 87 تا 89)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ "دوسرے مجھے ایک کشف ہوا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی میں نے دیکھا تھا وہ بھی اسی مقام پر دلالت کرتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میں اس کمرہ سے نکل رہا ہوں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رہتے تھے اور باہر صحن میں آیا ہوں۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے ہیں۔ اس وقت کوئی شخص یہ کہہ کر مجھے ایک پارسل دے گیا ہے کہ یہ کچھ تمہارے لئے ہے اور کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔ کشفی حالت میں جب میں اس پارسل پر لکھا ہوا پتا دیکھتا ہوں تو وہاں بھی مجھے دو نام لکھے ہوئے نظر آتے ہیں اور پتا اس طرح درج ہے کہ محی الدین اور معین الدین کو ملے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "میں کشف میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے ایک نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور دوسرا نام میرا ہے۔ اس وقت چونکہ میں بچہ تھا اور حضرت محی الدین صاحب ابن عربی کا نام میں نے سنا ہوا نہیں تھا، صرف اور نگ زیب کے متعلق میں جانتا تھا کہ ان کا نام محی الدین تھا۔ اس لئے میں نے اس وقت سمجھا کہ محی الدین سے مراد میں ہوں اور حضرت معین الدین چشتی چونکہ ہندوستان میں ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں اس لئے میں نے سمجھا کہ معین الدین سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی بھی ایک بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں تو میں نے سمجھا کہ محی الدین سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جنہوں نے دین کو زندہ کیا اور معین الدین سے مراد میں ہوں جس نے دین کی اعانت کی۔ پس دین کو زندہ کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور دین کی نصرت اور اعانت کرنے والا میں ہوں جیسے ماں بچہ جنتی ہے اور دایہ دودھ پلاتی ہے۔" (خطبات محمود جلد 25 صفحہ 89-90)

پھر تیسرا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ "تیسرا الہام جو مجھے اسی رنگ میں ہوا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد۔ وہ یہ ہے کہ اَتَحْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا (سبا: 14)۔ اے آل داؤد! تم اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ اس کے احکام پر عمل کرو۔ اس الہام کے ذریعہ اَتَحْمَلُوا کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے منشاء پر پوری طرح عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور آل داؤد کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام سے مشابہت دی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے تھے اور ان کے بیٹے بھی تھے۔"

آپ فرماتے ہیں "مجھے یاد ہے اس وقت یہ الہام اتنے زور سے ہوا کہ کتنی دیر تک مجھ پر اس الہام کے نازل

ہونے کی کیفیت تازہ رہی اور یہ الہام اتنا واضح تھا کہ باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت فوت ہو چکے تھے جب میں اپنے بعض ہم عمروں سے سیر میں اس کا ذکر کر رہا تھا "تو" یکدم میرے ذہن سے آپ کی وفات کا خیال نکل گیا اور مجھے جوش پیدا ہوا کہ میں دوڑ کر جاؤں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جا کر اس کا ذکر کروں۔"

(خطبات محمود۔ جلد 25 صفحہ 90)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ "چوتھی شہادت اس رؤیا کی تصدیق "جو رؤیا اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود ہونے کی دکھائی" میرا یہ کشف ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیت الدعائیں بیٹھا دعا کر رہا ہوں کہ یکدم مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابراہیمؑ تھے۔ پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ اس امت میں اور بھی کئی ابراہیم ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول کے متعلق بتایا گیا کہ آپ بھی ابراہیم ہیں اور آپ کا نام مجھے ابراہیم ادھم بتایا گیا۔ ادھم ایک بادشاہ تھے جو بادشاہت کو چھوڑ کر تصوف کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ پس مجھے بتایا گیا کہ حضرت خلیفہ اول ابراہیم ادھم ہیں۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ ایک ابراہیم تم بھی ہو۔"

(خطبات محمود۔ جلد 25 صفحہ 90)

پھر پانچویں شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "پانچویں شہادت جو اس بارے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے قریب مجھے ملی یہ ہے کہ میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ ایک گھنٹی بجی ہے اور اس کی آواز ایسی ہے جیسے پیٹل کا کوئی کٹورا ہو اور اسے کسی چیز سے ٹھکوریں تو اس میں سے ٹن کی آواز پیدا ہوتی ہے اس گھنٹی میں سے بھی ٹن کی آواز آئی مگر وہ آواز ایسی سُریلی اور لطیف ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سارے جہان کی موسیقی کی لذت اس میں بھر دی گئی ہے۔ یہ آواز بڑھتی گئی، بڑھتی گئی یہاں تک کہ تمام جَوّ میں مشکل ہو کر ایک فریم بن گئی۔" آسمان پر پھیل گئی۔ فضا میں پھیل گئی اور ایک فریم کی شکل میں آ گئی۔" جیسے تصویر کا فریم ہوتا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس فریم میں ایک تصویر نمودار ہوئی جو کسی نہایت ہی حسین اور خوبصورت وجود کی ہے۔ پھر وہ تصویر اپنی شروع ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد یکدم اس میں سے کود کر ایک وجود میرے سامنے آ گیا جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ خدا کا فرشتہ ہے اور اس نے مجھے کہا آؤ میں تم کو سورہ فاتحہ کا درس دوں۔ چنانچہ اس نے مجھے سورہ فاتحہ کا درس دینا شروع کر دیا اور دیتا گیا، دیتا گیا، دیتا گیا یہاں تک کہ وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی تفسیر شروع کرنے لگا تو کہنے لگا کہ آج تک جتنے مفسر ہوئے ہیں ان سب نے مَا لِكَ يَوْمَ الدِّيْنِ تک تفسیر لکھی ہے لیکن میں تمہیں اس کے آگے بھی تفسیر بتاتا ہوں چنانچہ اس نے ساری سورہ فاتحہ کی تفسیر مجھے پڑھادی۔ جب میری آنکھ کھلی تو رؤیا میں اس فرشتہ نے جو باتیں مجھے بتائیں تھیں ان میں سے کچھ باتیں مجھے یاد تھیں لیکن میں نے ان کو نوٹ نہ کیا اور بعد میں میں خود بھی ان کو بھول گیا۔ جب صبح میں نے اپنی اس رؤیا کا حضرت خلیفہ اول سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ خواب میں فرشتے نے جو باتیں بتائیں تھیں ان میں سے بعض آنکھ کھلنے

پر مجھے یاد تھیں لیکن صبح اٹھنے پر وہ بھی میرے ذہن میں سے نکل گئیں تو حضرت خلیفہ اول خفا ہو کر کہنے لگے کہ تم نے اتنا علم ضائع کر دیا۔ ان کو نوٹ کر لینا چاہئے تھا۔" فرماتے ہیں کہ "مگر وہ دن گیا اور آج کا دن آیا سورۃ فاتحہ سے خدا تعالیٰ ہمیشہ ہی مجھے نئے نئے نکات سمجھاتا ہے۔ چنانچہ اب بھی اس رؤیا کے بعد جب میں نے توجہ کی کہ جماعت کی اصلاح اور اسلامی نظام کی فوقیت ثابت کرنے کے لئے کون سا واضح پروگرام ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۃ فاتحہ سے ہی ایک نہایت واضح اور مکمل پروگرام بتایا جس پر چل کر اسلام ایسی ترقی حاصل کر سکتا ہے کہ دشمن اس کو دیکھ کر حیران رہ جائے اور اسلامی تمدن کی فوقیت کا اعتراف کئے بغیر اس کے لئے کوئی چارہ کار نہ رہے۔ اس پروگرام کے مطابق ان تمام غلطیوں کا بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ازالہ ہو سکتا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمان نظام اسلام اور اس کے تمدنی احکام کو سمجھنے میں کر چکے ہیں۔" جو غلطیاں بعد میں مسلمانوں نے کی تھیں "اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے ذریعہ سے ہی مجھے سمجھا دیا اور اس رؤیا کی اصل تعبیر یہ تھی کہ میرے قوائے باطنیہ میں سورۃ فاتحہ کا علم خصوصاً اور فہم قرآن کا عموماً رکھ دیا گیا ہے جو وقتاً فوقتاً الہام باطنی کے ساتھ ضرورت کے مطابق ظاہر ہوتا رہے گا۔" (خطبات محمود۔ جلد 25 صفحہ 90-92)

پھر آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ "جس وقت جماعت میں اختلاف پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتایا کہ لَنُصَدِّقَنَّهُمْ۔ ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ اس وقت یہ لوگ "جو جماعت کو چھوڑ کر گئے تھے" اپنے آپ کو 95 فیصدی کہا کرتے تھے مگر اب ان کی کیا حالت ہے خدا نے ان کو اس پیشگوئی کے مطابق حقیقت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی وفات سے پہلے لکھا کہ مرزا محمود نے ہمارے متعلق جو الہام شائع کیا تھا وہ بالکل پورا ہو گیا ہے اور ہم واقعہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔" (خطبات محمود جلد 25 صفحہ: 93)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ "خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد دفعہ مجھ پر اپنے غیب کو ظاہر کر کے اس پیشگوئی کو سچا کر دیا ہے کہ مصلح موعود خدا تعالیٰ کی روح حق سے مشرف ہو گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نشانات ہیں جو اس نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائے ہیں۔" یہ آپ فرماتے ہیں اور پیشگوئی کی تو لمبی تفصیل ہے۔ (خطبات محمود جلد 25 صفحہ: 93-94)

بہر حال آئندہ دنوں میں جماعتوں میں اس پیشگوئی کے حوالے سے جلسے بھی ہوں گے افراد جماعت کو ان میں زیادہ سے زیادہ شامل ہونا چاہئے۔ ایم ٹی اے پر بھی پروگرام آرہے ہیں، انہیں سننا چاہئے تاکہ اس پیشگوئی کا گہرائی میں علم بھی ہو۔ اس پیشگوئی میں بیشمار نشانات ہیں۔ بلکہ بعض نے پچاس، پچپن، ساٹھ نکالے ہیں۔ آپ نے جو خصوصیات بیان کی ہیں اور اس پیشگوئی کی جو تفصیلات بیان ہوئی ہیں وہ تمام نشانات جو ہیں بڑی شان سے حضرت مصلح رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پورے ہوئے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 10 مارچ 2017ء تا 16 مارچ 2017ء جلد 24 شمارہ 10 صفحہ 05 تا 07)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 24 فروری 2017ء بمطابق 24 تبلیغ 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج کل جو دنیا کے حالات ہیں سب کے علم میں ہیں۔ ہر جگہ فساد اور فتنہ برپا ہے۔ اسلام مخالف قوتیں ان حالات کا ذمہ دار، جیسے کہ میں نے کئی دفعہ کہہ چکا ہوں، مسلمانوں کو ٹھہراتی ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ بعض مسلمان گروہ اور تنظیمیں اسلام کے نام پر مسلمان ممالک میں بھی اور غیر مسلم ممالک میں بھی ایسی حرکات کر رہی ہیں جو ظلم و بربریت کے علاوہ کچھ نہیں اور اسلام کی تعلیم کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں کے اندر یہ حالات پیدا کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔ اسلام کو نقصان عموماً خود غرض مسلمانوں اور منافقین نے ہی پہنچایا ہے جو اپنے مفادات کے لئے ایسی طاقتوں کا آلہ کار بن رہے ہیں۔ بہر حال دنیا کے عمومی حالات خراب ہیں۔ بعض مسلمانوں کے غلط عمل کی وجہ سے اسلام مخالف طاقتوں کو بدنام کرنے کا خوب موقع مل رہا ہے تو ظاہر ہے ہم احمدی مسلمان بھی اس وجہ سے اس کا نشانہ بنتے ہیں۔

گو ہمیں جاننے والے جانتے ہیں کہ احمدیت کی تعلیم اور عمل محبت پیار اور بھائی چارے کے علاوہ کچھ نہیں لیکن عام لوگ ہمیں بھی اسی طرح خیال کرتے ہیں جیسا کہ میڈیا نے عام تصور مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں پھیلا دیا ہے۔ بعض ملکوں کی قوم پرست تنظیمیں اور پارٹیاں کوئی بات سنا ہی نہیں چاہتیں اور صرف منفی رویے اور سوچیں اور اس کے مطابق عمل پر ہی زور ہے۔ اس مخالفت کا جرمی کے مشرقی حصہ میں بھی سامنا ہے اور ہالینڈ میں بھی جہاں عنقریب انتخابات ہونے والے ہیں۔ اسی طرح یورپ کے اور ملکوں میں بھی رائٹسٹ (rightist) اب زور پکڑ رہے ہیں اور امریکہ کا حال تو سامنے ہی ہے اور پھر احمدی نہ صرف مسلمان ہونے کی حیثیت سے بلکہ مسلمان ممالک میں بھی احمدی ہونے کی حیثیت سے ان سختیوں سے گزر رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ہم نے آنے والے منادی کو جو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ایمان لیا۔ پاکستان میں تو ظالمانہ قانون کی وجہ سے مولوی کو کھلی چھٹی ملی

ہوئی ہے اور مولوی کے ڈر سے عدالتیں بھی انصاف نہ کرنے پر مجبور ہیں۔ لیکن اب الجزائر میں بھی عدالتوں نے یہی رویہ اپنالے ہیں کہ نام نہاد مولوی کے ڈر سے معصوم احمدیوں کو غلط الزام لگا کر جیل میں بھیجا جا رہا ہے۔ اس وقت بھی وہاں سولہ احمدی احمدیت کی وجہ سے جیل کی سزا کاٹ رہے ہیں تو ایسے میں ایک احمدی کو کیا کرنا چاہیے؟

ہمارے پاس نہ دنیاوی حکومت ہے نہ ہی دنیاوی دولت اور تیل کا پیسہ ہے۔ ہاں ایک چیز ہے جس کی طرف دنیا کے ہر احمدی کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور وہ ہے عبادات، صدقات اور استغفار کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا۔ یہی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رحم کو جوش میں لاتی ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہے۔ عبادات کی طرف اور خاص طور پر نمازوں کی ادائیگی کی طرف میں گزشتہ خطبات میں توجہ دلا چکا ہوں۔ آج صدقات اور استغفار کے حوالے سے زیادہ بات کروں گا کہ یہ خدا تعالیٰ کے رحم کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ انسان کے اندر بے شمار کمزوریاں ہوتی ہیں بسا اوقات ہم دنیاوی کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے اپنی عبادتوں کی ادائیگی کا بھی حق ادا نہیں کرتے۔ کوئی ذاتی مشکل آئے تو تھوڑے سے صدقے کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے ورنہ نہیں۔ استغفار کی طرف توجہ کا جو حق ہے وہ ادا نہیں کرتے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے تو یہ چیز واضح ہو جائے گی کہ ہم میں سے اکثر یہ حق ادا نہیں کرتے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا ہے اور اس کے رحم کو جوش دلانے والا اور دشمنوں اور مخالفین کی کوششوں کو ناکام و نامراد کرنے والا بننا ہے تو ہمیں ان باتوں کی طرف بہر حال توجہ دینی ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی بخشش کو حاصل کرنے والے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں توبہ اور استغفار اور صدقات قبول کرتا ہوں تو یہ اس لئے کہ تم توبہ اور استغفار کی طرف توجہ دو تاکہ تمہاری مشکلات دور کروں۔ تمہاری بے چینیاں دور کروں۔ تمہیں اپنے قریب کروں۔ تمہارے گزشتہ گناہوں کو معاف کروں۔ تمہیں صحیح عبد بننے کی توفیق عطا کروں۔ تم پر اپنا رحم کروں۔ جیسا کہ اس آیت میں بھی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ يَغْفِرُ مَا سَبَقَتْ لَهُ الْعُصْيَانُ وَيَاخُذُ الصَّدَقَاتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ (التوبة: 104) یعنی کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ صدقہ اور دعا کی اہمیت اور تعلق کے بارے میں ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

"صدقہ۔ صدق سے لیا گیا ہے۔ جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا سے صدق رکھتا ہے۔" سچائی کا تعلق رکھتا ہے۔ "دوسرا دعا۔" فرمایا کہ "دعا کے ساتھ قلب پر سوز و گداز اور رقت پیدا ہوتی ہے۔" دعا وہ ہے جو دل میں سوز اور رقت پیدا کرے۔ "دعا میں ایک قربانی ہے۔ صدق اور دعا اگر یہ دو

باتیں میسر آجائیں تو اکسیر ہیں۔" اگر یہ دونوں باتیں میسر آجائیں تو ایک کامیاب علاج ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 87-88 حاشیہ)

پس استغفار بھی دعا ہی ہے اور جب انسان اپنے گناہوں سے اور اپنی کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے دعا کرتا ہے تو ایک رقت اور جوش پیدا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ دل میں ایک درد پیدا ہونا چاہئے۔ صرف منہ سے اَسْتَغْفِرُ اللہ، اَسْتَغْفِرُ اللہ کہنے اور توجہ اللہ تعالیٰ کی بجائے کہیں اور رہنے سے مقصد پورا نہیں ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور صدقات کو جو بے چینی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قبول کرتا ہے۔ اور جب بندہ یہ عہد بھی کرتا ہے کہ آئندہ میں اپنی کمزوریوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کروں گا اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا رحم جذب کرنے کی کوشش کرے تو پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں یہ خوشخبری بھی دی، دعاؤں اور صدقات کو قبول کرنے کی مزید وضاحت فرمائی اور فرمایا کہ میرے بندوں کو بتادو کہ اگر میرا بندہ میری طرف ایک قدم چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دو قدم چل کر آتا ہوں۔ اگر میرا بندہ تیز چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر آتا ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب التوحید باب يُحذِرُكم اللہ نفسہ حدیث 7405)

پس اللہ تعالیٰ کے رحم کی کوئی انتہا نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا حیاء والا ہے۔ بڑا سخی ہے۔ بڑا کریم ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی ہاتھ اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب ان اللہ حیئ ... الخ حدیث 3556)

ہاں یہ ہو سکتا ہے جس طرح بندہ نتائج مانگتا ہے یا نتائج کی خواہش رکھتا ہے ضروری نہیں کہ اسی طرح اور اسی وقت اس کے نتائج ظاہر ہو جائیں۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تحت کچھ عرصہ بعد اور کسی اور رنگ میں ان دعاؤں اور صدقات کے نتائج ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں۔ کبھی اسی طرح فوری طور پر نتائج ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پس یہ کامل ایمان ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے جو فرمایا کہ میں دعاؤں کو سنتا ہوں۔ میں استغفار قبول کرتا ہوں۔ میں صدقات قبول کرتا ہوں یعنی جب انسان اپنے گناہوں سے معافی مانگ رہا ہو اور آئندہ گناہوں اور کمزوریوں سے بچنے کا عہد بھی کر رہا ہو اور بھرپور کوشش بھی کر رہا ہو تو وہ اس کو قبول کرتا ہے اور ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات سے نکالتا ہے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کا حال جانتا ہے اس لئے ہمارے دکھاوے کے عمل اس کے ہاں قبول نہیں ہوتے اور خالص ہو کر عمل کئے جائیں تو وہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پھر بغیر نتیجہ یا اجر کے نہیں چھوڑتا۔

اللہ تعالیٰ تو اس قدر مہربان ہے اور اپنے بندوں پر اس کی مہربانی کا یہ حال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اتنی کشائش نہ رکھتے ہوں کہ صدقہ دے سکیں تو معروف باتوں پر عمل کرنا اور بری باتوں سے رکنا ہی ان کو صدقہ کا ثواب دے دے گا۔

(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب علی کل مسلم صدقہ... الخ حدیث 1445)

ان کی عبادتیں اور استغفار اور نیک عمل جو دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہیں وہ جہاں عبادتوں اور استغفار کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں گی وہاں وہ نیک عمل صدقات کا ثواب بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ ایک صاحب حیثیت شخص صدقات دے کر جو ثواب کما رہا ہو گا تو ایک غریب شخص اپنی نیک نیت کی وجہ سے بشرطیکہ وہ باقی احکامات پر عمل کر رہا ہے صدقات کا بھی برابر کا ثواب کما رہا ہو گا۔

پس ایسے پیار کرنے والے خدا کا کس کس طرح ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے جس نے نہ صرف ہمیں اپنی کمزوریوں سے بچنے کے طریق سکھائے بلکہ یہ بھی فرما دیا کہ میں تمہارے ان عملوں کو جو تم کمزوریوں اور گناہوں سے بچنے کے لئے کرتے ہو قبول کرتے ہوئے تمہیں مشکلات اور مصائب سے بھی نجات دوں گا۔ پس مشکل حالات سے نکلنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ ہم اپنی عبادتوں اور اپنی دعاؤں کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ استغفار پر زور دیں۔ جماعتی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی صدقہ اور خیرات کی طرف توجہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدقہ اور استغفار کے مضمون کی گہرائی کو بیان کرتے ہوئے بہت سارے مختلف مواقع پر ارشادات فرمائے ہیں جن میں سے چند ایک میں بیان کرتا ہوں۔

استغفار کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہو سکتا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں "جو گناہ ہم کر چکے ہیں" ان کے بد ثمرات سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے۔ اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوۃ انسان میں موجود ہیں "جن کا امکان ہے کہ ہو سکتے ہیں یا جس کی طاقتیں انسان میں موجود ہیں کہ وہ طاقتیں گناہ کی طرف لے جاسکتی ہیں" ان کے صدور کا وقت ہی نہ آوے۔" وہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں۔ یہ استغفار ہے "اور اندر ہی اندر وہ جل بھن کر راکھ ہو جاویں۔" یعنی گزشتہ گناہوں کی معافی بھی اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے استغفار ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے اور وہ ہمیں اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازتا رہے۔ فرمایا کہ "یہ وقت بڑے خوف کا ہے اس لئے توبہ و استغفار میں مصروف رہو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ اور اہل کتاب مانتے ہیں کہ صدقات و خیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے مگر قبل از نزول عذاب۔ مگر جب نازل ہو جاتا ہے تو ہر گز نہیں ٹلتا۔ پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ

میں لگ جاؤ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 299)

ابھی تو یہ چھوٹی سی مشکلات ہیں لیکن یہ چھوٹی چھوٹی مشکلات ہمیں سامنے نظر آرہی ہیں۔ جس طرف دنیا جا رہی ہے، جس طرح انسان بے لگام ہو رہا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے سامان ہو رہے ہیں تو انسان اس تباہی کی طرف جا رہا ہے جو انسان کے اپنے ہاتھوں سے ہونی ہے۔ یہ دنیا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو بھڑکا رہی ہے۔ پس ایسے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والوں کا یہ کام ہے کہ جہاں ہم اپنے آپ کو بد اثرات سے بچانے کے لئے توبہ اور استغفار پر زور دیں وہاں عمومی طور پر دنیا کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی عقل دے۔

پھر استغفار کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ:

"جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف نے دو نام پیش کئے ہیں۔ اَلْحَمْدُ اور اَلْقَبِيْوْمُ۔ اَلْحَمْدُ کے معنی ہیں خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔ اَلْقَبِيْوْمُ خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصلی باعث۔ ہر ایک چیز کا ظاہری باطنی قیام اور زندگی انہیں دونوں صفات کے طفیل سے ہے۔ پس سچّی کالفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ ہے۔ اور اَلْقَبِيْوْمُ چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے۔ اس کو اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے۔ "سچّی کا فرمایا کہ" سچّی کالفظ عبادت کو اس لئے چاہتا ہے کہ اس نے پیدا کیا اور پھر پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا جیسے مثلاً معمار جس نے عمارت کو بنایا ہے اس کے مر جانے سے عمارت کا کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ خدا سے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہی استغفار ہے۔" اللہ تعالیٰ سے اگر گناہوں سے بچنے کی طاقت طلب کرتے رہیں، اس کی عبادتوں کے لئے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہ طاقت طلب کرنا جو ہے فرمایا یہی استغفار ہے۔ فرمایا کہ "اصل حقیقت تو استغفار کی یہ ہے۔ پھر اس کو وسیع کر کے اُن لوگوں کے لئے کیا گیا کہ جو گناہ کرتے ہیں کہ ان کے بُرے نتائج سے محفوظ رکھا جاوے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں سے بچایا جاوے۔" فرمایا کہ "پس جو شخص انسان ہو کر استغفار کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بے ادب دہریہ ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 217)

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور توبہ و استغفار کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"انسان بہت بڑے کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔" اس سے پہلے آپ نے اس کام کی تفصیل یہ بیان فرمائی کہ انسان اپنی حالت میں پاک تبدیلی پیدا کرے۔ یہ بہت بڑا کام ہے انسان کے لئے کہ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرے اور خدا تعالیٰ سے صلح کرے۔ اس کو ناراض نہ کرے اور پتا کرے کہ کس غرض کے لئے دنیا میں آیا ہے۔

انسان کو یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ کس غرض کے لئے دنیا میں آیا ہے اور یہ غرض جیسا کہ ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بیان بھی فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔ بہر حال پھر آپ فرماتے ہیں بہت بڑے کام کے لئے بھیجا گیا ہے "لیکن جب وقت آتا ہے اور وہ اس کام کو پورا نہیں کرتا تو خدا اس کا تمام کام کر دیتا ہے۔ خادم کو یہی دیکھ لو کہ جب وہ ٹھیک کام نہیں کرتا تو آقا اس کو الگ کر دیتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اس وجود کو کیونکر قائم رکھے جو اپنے فرض کو ادا نہیں کرتا۔" آپ مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ہمارے مرزا صاحب" یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد مرحوم و مغفور "پچاس برس تک علاج کرتے رہے۔ ان کا قول تھا کہ ان کو کوئی حکمی نسخہ نہیں ملا۔ سچ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے اذن کے بغیر ہر ایک ذرہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کبھی مفید نہیں ہو سکتا۔" فرمایا کہ "توبہ و استغفار بہت کرنی چاہئے تا خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے۔ جب خدا تعالیٰ کا فضل آتا ہے تو دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ خدا نے یہی فرمایا ہے کہ دعا قبول کروں گا اور کبھی کہا کہ میری قضاء و قدر مانو۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اس لئے میں توجہ تک اذن نہ ہولے کم امید قبولیت کی کرتا ہوں۔ بندہ نہایت ہی ناتواں اور بے بس ہے۔ پس خدا کے فضل پر نگاہ رکھنی چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 319)

اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر نگاہ رکھنے کے لئے ہر وقت خدا تعالیٰ پر نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے، اس سے جڑے رہنے کی ضرورت ہے۔ توبہ و استغفار کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے اور اس کے بندوں کا حق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ رونا اور صدقات فرد قرار داد جرم کو رد کر دیتے ہیں، آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ یونسؑ کی قوم گریہ وزاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔" فرمایا کہ "میری سمجھ میں محاببت مغاضبت کو کہتے ہیں" یعنی آپس میں غضبناک ہونا اور ایک دوسرے سے غصہ کرنا کسی بات پر غصہ کرنا۔ فرمایا میری سمجھ میں تو محاببت مغاضبت یعنی اس غصہ کے اظہار کو اور ناراضگی کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ "اور محبت مچھلی کو کہتے ہیں اور نون تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یونسؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔" غصہ کی حالت تھی۔ "اصل یوں ہے کہ عذاب کے ٹل جانے سے ان کو شکوہ اور شکایت کا خیال گزر رہا کہ پیٹنگوئی اور دایوں ہی رائیگاں گئی اور یہ بھی خیال گزر رہا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔" فرمایا کہ "اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے اور رونا دھونا اور صدقات فرد قرار داد جرم کو بھی رد کر دیتے ہیں۔" فرمایا کہ "اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرتے ہیں۔" فرماتے ہیں کہ "علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔"

انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔ "فرمایا کہ" صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونسؑ کے حالات میں دُرّ منثور میں لکھا ہے کہ آپ نے کہا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا۔ تجھے رحم آجائے گا۔ "اللہ تعالیٰ کو رحم آجائے گا۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 237-238)

ایک مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا جس کی تفصیل اخبار البدر میں چھپی ہے کہ بعض لوگ باہر سے آئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو اخبار والے لکھتے ہیں کہ: "بعد ادائیگی جمعہ گرد و نواح کے لوگوں نے بیعت کی اور حضرت اقدس نے ان کے لئے ایک مختصر تقریر نماز روزہ کی پابندی اور ہر ایک ظلم و غیرہ سے بچنے پر فرمائی کہ اپنے گھروں میں عورتوں۔ لڑکیوں اور لڑکوں سب کو نیکی کی نصیحت کریں اور جیسے درختوں اور کھیتوں کو اگر پورا پانی نہ دیا جائے تو وہ پھل نہیں لاتے۔ اسی طرح جب تک نیکی کا پانی دل کو نہ دیا جائے تو وہ بھی انسان کے لئے کسی کام کا نہیں ہوتا۔" آپ نے فرمایا کہ نیکیوں کے ذکر گھروں میں چلتے رہنے چاہئیں تاکہ دعاؤں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی رہے۔ استغفار کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی رہے باقی نیک اعمال کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی رہے اور یہی پانی ہے جس سے نیکی کا پودا پروان چڑھتا ہے۔ ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ آپ نے "..... ہنسی اور ٹھٹھے کی مجلسوں سے پرہیز "کرنے" کی تاکید فرمائی۔ انبیاء کی وصیت یاد دلائی کہ صدقہ اور دعا سے بلا ٹل جاتی ہے۔ "فرمایا کہ" اگر پیسہ پاس نہ ہو تو ایک بوکا (ڈول) پانی کا کسی کو بھر دو۔ "یعنی کنوئیں میں سے ڈول ڈالتے ہیں، ڈول ڈال کے پانی بھر دو" یہ بھی صدقہ ہے۔ "فرمایا کہ" اپنے مال اور بدن سے کسی کی خدمت کر دینی یہ بھی صدقہ ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 81-82)

پس اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے عبادتوں کی پابندی جہاں ضروری ہے وہاں ہر قسم کے ظلم و زیادتی سے بچنا بھی ضروری ہے اور لوگوں کے کام آنا بھی ضروری ہے۔ گھروں میں بجائے زیادہ وقت دنیاوی شغلوں میں گزارنے کے نیکی کی باتیں کرنے کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ ایسی مجلسوں سے بچنے کی ضرورت ہے جہاں صرف ہنسی ٹھٹھا ہو رہا ہو۔ دوسروں کا مذاق اڑایا جا رہا ہو اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ معروف باتیں ہیں جو صدقہ ہیں۔ لوگوں کے کام آنا بھی صدقہ ہے۔ جو لوگوں کی مشکلات کو دور کرتا ہے وہ بھی صدقہ دیتا ہے۔ پس اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

"تمام مذاہب کے درمیان یہ امر متفق ہے کہ صدقہ خیرات کے ساتھ بلا ٹل جاتی ہے اور بلا کے آنے کے

متعلق اگر خدا تعالیٰ پہلے سے خبر دے تو وہ وعید کی پیشگوئی ہے۔ پس صدقہ و خیرات سے اور توبہ کرنے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے وعید کی پیشگوئی بھی ٹل سکتی ہے۔ "فرمایا" ایک لاکھ چوبیس ہزار پینچر اس بات کے قائل ہیں کہ صدقات سے بلا ٹل جاتی ہے....."

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 227)

اگر بلا ایسی شے ہے کہ ٹل نہیں سکتی تو پھر صدقہ خیرات عبث ہو جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے کہ میں صدقات قبول کرتا ہوں تو وہ ایسی صورت میں بھی قبول کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور قبول کرتا ہے جس کے بارے میں وہ بعض اوقات اپنے انبیاء اور فرستادوں کے ذریعہ سے بتا بھی دیتا ہے کہ ایسا ہو گا۔ انذار کی پیشگوئی بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ یونس کی قوم کے بارے میں تھا اور اس کی قوم دعا اور صدقہ اور رونے دھونے سے بچ گئی اور جو تباہی کی پیشگوئی تھی وہ ٹل گئی۔ پس جب انبیاء کی گئی پیشگوئیاں بھی صدقہ و خیرات سے ٹل سکتی ہیں تو پھر جو مشکلات انسان کے اپنے عملوں کے نتیجہ میں سامنے آتی ہیں، خدا تعالیٰ کو بھولنے کے نتیجہ میں سامنے آتی ہیں وہ کیوں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے، استغفار اور توبہ کرنے سے اور صدقات کرنے سے نہیں ٹل سکتیں۔ یقیناً ٹل سکتی ہیں بشرطیکہ ہمارا رونادھونا، دعا کرنا، صدقات کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برائی کی موت کو دور کرتا ہے۔ (سنن الترمذی کتاب الزکاۃ باب ما جاء فی فضل الصدقة حدیث 664)

پھر فرمایا کہ صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی توفیق ہو۔

(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ... الخ حدیث 1417)

اور پہلے ہم آپ کا یہ فرمان بھی سن چکے ہیں کہ اچھی باتوں، نیک باتوں پر عمل کرنا اور بری باتوں سے رکتنا بھی صدقہ ہے۔ پس ان باتوں کو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے، جس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ استغفار اور دعاؤں کی طرف توجہ بھی انتہائی ضروری ہے۔ دل سے نکلی ہوئی استغفار آئندہ گناہوں سے بھی بچاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے رحم کو بھی جوش میں لاتی ہے اور اس کا قرب بھی دلاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے باب دعا کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگی جاتی ہے اس میں سے سب سے زیادہ اس سے عافیت طلب کرنا محبوب ہے۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات باب من فتح منکم باب الدعاء... الخ حدیث 3548)

اللہ تعالیٰ کی عافیت طلب کی جائے۔ اس کی پناہ میں آیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ دعا اس ابتلاء کے مقابلے پر جو آپ کا ہو اور اس کے مقابلے پر جو ابھی نہ آیا ہو نفع دیتی ہے۔ فرمایا کہ اے اللہ کے

بند و اتم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 357 مسند معاذ بن جبل حدیث 22394 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھو غفلت کا گناہ پشیمانی کے گناہ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ یہ گناہ زہریلا اور قاتل ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والا تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔" جس نے سچی توبہ کی۔ استغفار کیا۔ اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگی۔ آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کیا۔ اس طرح ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ فرمایا کہ "جس کو معلوم ہی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں وہ بہت خطرناک حالت میں ہے۔ پس ضرورت ہے کہ غفلت کو چھوڑ دو۔" پتا ہونا چاہئے ہم کیا کر رہے ہیں، ہمارا ہر عمل کیسا ہے۔ فرمایا کہ "اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جو شخص توبہ کر کے اپنی حالت کو درست کر لے گا وہ دوسروں کے مقابلہ میں بچایا جائے گا۔ پس دعا اسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو خود بھی اپنی اصلاح کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے سچے تعلق کو قائم کرتا ہے۔" فرمایا کہ "پیغمبر کسی کے لئے اگر شفاعت کرے لیکن وہ شخص جس کی شفاعت کی گئی ہے اپنی اصلاح نہ کرے اور غفلت کی زندگی سے نہ نکلے تو وہ شفاعت اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 230)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ دعا کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہوں۔ استغفار کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ اپنے پچھلے گناہوں کی بخشش اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے طلب کرنے والے ہوں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کر کے پھر اس کی بھرپور کوشش کرنے والے ہوں۔ بلاؤں کو دور کرنے کے لئے ایسے صدقات ادا کرنے والے ہوں جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی پناہ میں رکھے۔ دشمن اور ہر مخالف کے ہر حملے سے ہمیں محفوظ رکھے اور ان کے حملے ان پر لٹائے۔ ہم ہمیشہ خدا تعالیٰ کے ان بندوں میں شمار ہوں جو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے ہم وارث ہوں اور ان سے حصہ لینے والے ہوں۔

نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا جو مکرمہ سعدہ برتاوی صاحبہ کا ہے۔ مرنے برتاوی صاحب کی اہلیہ۔ حوش عرب دمشق میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ ان کے گھر میں میسنگ کے لئے استعمال ہونے والی گیس کے لیک (Leak) ہونے کی وجہ سے آگ لگنے پر یہ شدید مجلس گئیں اور ہسپتال لے جایا گیا جہاں علاج کے نتیجہ میں طبیعت بہتر ہو گئی تھی۔ اس واقعہ پر انہوں نے بڑے صبر کا مظاہرہ کیا۔ حمد و شکر میں مصروف رہیں اور سب سے کہتی تھیں کہ وہ خدا کی تقدیر پر راضی ہیں۔ لیکن چار دن کے بعد ڈاکٹر کے مطابق انہیں ایک ہارٹ ایک ہوا جسے وہ برداشت نہیں کر سکیں اور 10 جنوری 2017ء کو ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے اپنے

خاوند کے بعد 2004ء میں بیعت کی تھی لیکن اخلاص و وفائیں اپنے خاوند اور بچوں سے بہت آگے تھیں۔ ان کے خاوند مکرم عمری صاحب بیان کرتے ہیں کہ بیعت کے کچھ عرصہ بعد حاملہ ہوئیں اور حمل کے دوران ایک دن سیڑھیوں سے گر گئیں اور خطرہ تھا کہ حمل ضائع نہ ہو گیا ہو۔ رات کو سوئیں تو خواب دیکھا کہ کوئی شخص آسمان سے آواز دیتا ہے کہ ڈرو مت، اللہ اس جنین کی حفاظت کرے گا اور اس پر فیصلہ کیا گیا کہ اگر بیٹا ہوا تو اس کا نام احمد رکھیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ پھر جب اس بچے کی عمر چھ سال تھی تو اسی قسم کا خواب دیکھا کہ آسمان سے آواز آتی ہے کہ اللہ اس بچے کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اس کے بعد ایک دن اس بچے کے ساتھ ہائی وے (Highway) کے کنارے پر چل رہی تھی کہ اچانک اس بچے نے ہاتھ چھڑایا اور سڑک پار کرنے لگا۔ اس پر انہوں نے اپنا سر پکڑا اور آنکھیں بند کر لیں۔ جب آنکھیں کھولیں تو ان کا بچہ بالکل ٹھیک ٹھاک سڑک کی دوسری طرف پہنچ چکا تھا اور ہاتھ ہلارہا تھا۔ اس پر انہیں اپنی وہ خواب یاد آگئی۔ ان کے میاں بیان کرتے ہیں کہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والی تھیں۔ جب بھی مجھے کسی کے ساتھ کوئی نیکی کرنے کا خیال آتا اور میں کہتا کہ میں اہلیہ کو بتاؤں گا کہ ہمیں ایسا کرنا چاہئے تو وہ بتاتی کہ مجھے بھی یہی خیال آیا تھا اور میں نے اس یقین سے اس پر عمل کر دیا ہے کہ آپ مخالفت نہیں کریں گے بلکہ حوصلہ افزائی کریں گے۔ خاوند ابھی سوچ رہا ہوتا تھا اور یہ نیکی کر چکی ہوتی تھیں۔ خاوند کہتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات سے شاید ہی کوئی ہفتہ خالی گزرا ہو۔

جرمنی میں آپ کے داماد مصعب شوبیری صاحب کہتے ہیں کہ بہت نیک سیرت اور سادہ لوح خاتون تھیں۔ کسی سے دشمنی نہ تھی۔ بہت سخاوت کرنے والی تھیں۔ ان کے خاوند کی 2009ء سے 2013ء تک کی گرفتاری کے دوران انہوں نے بہت محنت کر کے بچوں کا پیٹ پالا اور سب کو سنبھالا اور گزشتہ قرض بھی ادا کئے۔ ہر کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ سب سے محبت اور پیار سے پیش آتیں۔ چندے ہمیشہ باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔ ان کی تدفین دمشق کے علاقے حوش عرب میں ہوئی ہے جہاں تدفین سے قبل احمدیوں اور غیر احمدیوں نے الگ الگ جنازہ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی نسلوں کو بھی جماعت اور خلافت سے پختہ تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 17 مارچ 2017ء تا 23 مارچ 2017ء جلد 24 شمارہ 11 صفحہ 05 تا 08)

9

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 03 مارچ 2017ء بمطابق 03 امان 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لڑکوں اور لڑکیوں کے رشتوں کے معاملات اور پھر رشتوں کے بعد عائلی مسائل یہ ایسے معاملات ہیں جو گھروں میں پریشانی اور بے چینی کا باعث بنتے رہتے ہیں۔ شادیوں کے بعد عائلی مسائل ہیں وہ صرف خاوند بیوی کے لئے مسئلہ نہیں ہوتے بلکہ دونوں طرف کے والدین کے لئے بھی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اگر اولاد ہو گئی ہے تو اولاد میں بھی بے چینی پیدا کر رہے ہوتے ہیں اور بعض اوقات اولاد اس وجہ سے دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے بگڑ رہی ہوتی ہے اور ماں باپ اور خاندان کے لئے مزید پریشانیاں پیدا کرتی ہے۔ گویا پریشانیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ تقریباً روزانہ میری ڈاک میں ایسے معاملات آتے ہیں یا زبانی ملاقات میں لوگ اپنے مسائل کا ذکر کرتے ہیں۔

ایک طرف لڑکیوں کے رشتوں کا مسئلہ ہے۔ جب لڑکی کی رشتے کی عمر ہوتی ہے تو پڑھائی کو عذر بنا کر اصل عمر میں رشتے نہیں کئے جاتے کہ ابھی پڑھ رہی ہے اور جب ذرا بڑی ہو جاتی ہیں، پڑھ لکھ جاتی ہیں اور بڑی عمر میں رشتے ہو جاتے ہیں تو پھر understanding کا نہ ہونے کا جو اثر بنا کر رشتوں میں دُوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں۔

پھر بعض لڑکیوں کی یہ باتیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں کہ سہیلیاں اور دوستیں غلط طور پر ایسے خیالات ان کے دلوں میں پیدا کرتی ہیں کہ ان ملکوں میں تمہارے بڑے حقوق ہیں۔ اپنے خاوندوں کو یہ بتاؤ کہ میرے حقوق ادا کرو اور یہ یہ دو۔ میں تمہیں اپنا خاوند نہیں مانتی اور خاوندوں کی ہر بات ماننی بھی نہیں چاہئے۔ پھر بعض دفعہ ماں باپ خود بھی لڑکیوں کو ایسی باتیں سکھاتے ہیں جس سے لڑکے لڑکی یا خاوند بیوی کا آپس کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے یا شکوک و شبہات ابھرنے لگتے ہیں۔

افسوس اس بات کا ہے کہ پاکستان سے رشتہ کروا کر یہاں آئی ہوئی لڑکیاں جو مغربی ممالک میں آتی ہیں وہ بھی یہاں آزادی کو دیکھ کر اس رنگ میں رنگین ہو کر پھر غلط مطالبے کرنے شروع کر دیتی ہیں بلکہ بعض دفعہ یہاں پہنچ کر گھر بسانے سے پہلے ہی رشتے توڑ دیتی ہیں اور یہ حال صرف لڑکیوں کا نہیں ہے بلکہ لڑکے بھی یہی کچھ کر رہے ہیں۔ بلکہ لڑکوں کی ایسی حرکتوں کی نسبت جو ہے وہ شاید لڑکیوں سے کچھ زیادہ ہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر لڑکے اور لڑکیاں بھی قولِ سدید سے کام نہیں لیتے جس بات کا رشتے سے خاص تعلق ہے۔ نکاح پہ جو آیات پڑھی جاتی ہیں ان میں قولِ سدید کے بارے میں خاص طور پر تاکید ہے۔ پورے حالات ایک دوسرے کو نہیں بتائے جاتے۔ پھر ماں باپ بعض دفعہ لڑکیوں پر زبردستی کر کے ایسے رشتے کروا دیتے ہیں جو تعلیمی فرق اور رہن سہن کی وجہ سے مطابقت نہیں رکھ رہے ہوتے کہ بعد میں ٹھیک ہو جائے گا۔

اسی طرح بعض لڑکے کہیں اور دلچسپی رکھ رہے ہوتے ہیں لیکن ماں باپ کے سامنے انکار نہیں کرتے اور پاکستان میں شادی کر لیتے ہیں یا یہاں اپنے عزیزوں میں ان کی مرضی کے مطابق شادی کر لیتے ہیں اور پھر کچھ عرصہ بعد ان بچاری لڑکیوں پر ظلم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پہلے اس کے خاوند کی طرف سے ظلم ہوتا ہے۔ پھر وہی سسرال یا ساس جو بڑی چاہت سے لے کے آتی ہے ان کی طرف سے ظلم ہوتا ہے۔ پھر باقی عزیزوں کی طرف سے ظلم ہوتا ہے۔ بہر حال چاہے وہ لڑکے ہیں یا لڑکیاں ہیں، ایک طرف کا سسرال ہے یا دوسری طرف کا کسی پر بھی ان ساری باتوں کا سو فیصد الزام نہیں ڈالا جاسکتا۔ بعض حالات میں لڑکے قصور وار ہوتے ہیں بعض حالات میں لڑکیاں قصور وار ہوتی ہیں۔

پھر عائلی مسائل جیسا کہ میں نے کہا بچوں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ جب کئی بچے ہونے کے بعد، کافی عرصہ کے بعد، اچھی بھلی زندگی گزارنے کے بعد ایک دم مرد کے دماغ میں کیڑا کھلبلاتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ میرا اپنی بیوی کے ساتھ گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں دوسری شادی کرنے لگا ہوں یا تمہیں طلاق دینے لگا ہوں۔ یا ایک عرصہ کے بعد بیوی کہتی ہے کہ میں نے اپنی زندگی اس شخص کے ساتھ بڑی تکلیفوں میں گزاری ہے اب برداشت نہیں کر سکتی اس لئے خلع لینی ہے۔ یہاں یہ بھی بتا دوں کہ جماعت میں خلع کی جو نسبت ہے وہ طلاق سے زیادہ ہے۔ یعنی خلع کی درخواستیں قضاء میں زیادہ آتی ہیں۔ بہر حال ایسے حالات میں بچے متاثر ہوتے ہیں اور یہ بات تو معلومات رکھنے والے دنیاوی اداروں کے کوائف سے بھی ثابت شدہ ہے کہ ماں باپ کی علیحدگی کے بعد جس کے پاس بھی بچے رہ رہے ہوں وہ نفسیاتی اور اخلاقی اور دوسری صلاحیتوں کے لحاظ سے متاثر ہو رہے ہوتے ہیں۔ بہر حال ان تکلیف دہ حالات کا ذمہ دار کوئی بھی ہو۔ چاہے لڑکے لڑکیوں پر الزام دیتے ہیں اور یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ مغربی ماحول میں لڑکیاں اپنے کیریئر بنانے کی وجہ سے پریشانی پیدا کرتی ہیں اور رشتے نہیں نبھاتیں یا شروع میں ہم بعض

وجوہات کی وجہ سے والدین کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو لڑکیاں رہنا نہیں چاہتیں یا دین کا ان کو علم نہیں یا لڑکے سے غلط توقعات رکھی جاتی ہیں مثلاً فوری طور پر نیا گھر لو اور ایسا گھر ہو جو تمہاری ملکیت بھی ہو۔

پھر میاں بیوی کے معاملات میں لڑکی کے ماں باپ کی دخل اندازی ہے۔ پھر صحیح حالات نہ بتانے کی وجہ سے، ایک دوسرے کے قولِ سدید نہ کرنے کی وجہ سے شکوے پیدا ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ قولِ سدید سے کام نہیں لیا جاتا جو کہ انتہائی ضروری ہے۔ اسی طرح لڑکیوں کے دلوں میں بعض باتیں لڑکے اور اس کے گھر والوں کے لئے ہوتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکے کی ماں یا عزیز رشتہ دار جو ہیں وہ لڑکی کے سامنے ہر وقت لڑکے کی تعریف کرتے رہیں گے کہ ہمارا لڑکا ایسا ہمارا لڑکا ویسا اور لڑکی کو کسی نہ کسی بہانے کمتر ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثلاً چھوٹا قد ہے، موٹی ہے، رنگ گورا نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔

اگر لڑکی کسی وجہ سے کوئی ملازمت کر رہی ہے تو پھر بھی اسے طعنے ملتے ہیں۔ پھر لڑکے اور لڑکی کے تعلقات ہیں، میاں بیوی کے تعلقات ہیں، ان میں بھی لڑکے والوں کی مداخلت ہوتی ہے۔ لڑکے لڑکیوں کو یہ بھی شکوہ ہے کہ لڑکے شادی کی اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتے۔ ان میں احساسِ ذمہ داری نہیں ہے۔ اور یہاں کے ماحول کے زیر اثر عموماً یہاں پچیس سال چھبیس سال کے لڑکے کو بھی کہو کہ تم بڑے ہو گئے ہو تو لڑکے کہیں گے نہیں ابھی تو میں چھوٹا ہوں۔ شادی کے قابل نہیں۔ یہاں کے ماحول کے زیر اثر ہمارے احمدی لڑکوں میں اور ایشین اور بجن (asian origin) کے لڑکوں میں بھی یہی بیماری ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ابھی تو ہم چھوٹے ہیں اور ذمہ داری نہیں نبھاسکتے۔ اگر چھوٹے ہیں اور ذمہ داری نہیں نبھاسکتے تو پھر شادی کرنے کی ضرورت کیا ہے۔ بہر حال شکووں کا یہ سلسلہ چلتا ہے اور دونوں طرف سے چلتا چلا جاتا ہے۔

اسی طرح کئی سال زندگی گزارنے کے بعد جیسا کہ میں نے کہا کافی عرصہ ہو جاتا ہے، بچے بڑے ہونے شروع ہو جاتے ہیں، پھر شکوے پیدا ہوتے ہیں اور صرف بچگانہ باتیں ہوتی ہیں اور بے صبری اور غلط دوستی ایسی باتیں پیدا کرتی ہے۔ اور اگر ایک فقرے میں ان مختلف عمروں کے عائلی مسائل کی وجہ بیان کی جائے تو یہ ہے کہ دین سے دُوری ہے۔ دینی تعلیمات سے لاعلمی ہے اور عدم دلچسپی ہے۔ اور دنیا داری اور دنیاوی چیزوں میں رغبت ہے۔ پس اگر ان مسائل کا حل تلاش کرنا ہے تو دینی تعلیم کی روشنی میں کرنا ہو گا۔

ایک طرف ہم اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں تو پھر دینی تعلیمات کی روشنی میں اس کا حل تلاش کریں جو ہمیں قرآن کریم میں، احادیث میں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات میں ملتا ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اسلام قبول کیا، ہم مسلمان ہیں اور پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا جنہوں نے ہمارے سے ہر حال میں دین کو دنیا پر

(ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 391)

مقدم کرنے کا عہد لیا۔

یہ عہد ہم مختلف مواقع پر دہراتے ہیں لیکن جب اس پر عمل کا وقت آئے تو بھول جاتے ہیں۔ شادی بیاہ کے موقع پر تو اچھے بھلے بظاہر دین کی خدمت کرنے والے اسے بھول رہے ہوتے ہیں حالانکہ شادی بیاہ کے معاملہ میں تو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہدایت بھی ملی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ دین مقدم کر کے اگر دنیا مل جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور دنیا داروں کی زبان میں ہم اگر کہیں تو یہ بونس (Bonus) ہے۔ لیکن اگر صرف دنیا کو دیکھا جائے اور پھر دین کو مقدم رکھنے کا دعویٰ ہو تو پھر مسائل پیدا ہوتے ہیں کیونکہ سچائی نہیں ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے جو رشتہ کی تلاش کے وقت ترجیحی بنیاد پر اپنے سامنے رکھنے کے لئے آپ نے فرمائی جس کی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے چار وجوہات کی بناء پر شادی کی جاتی ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے۔ اس کے حسب و نسب کی وجہ سے۔ خاندان کی وجہ سے۔ اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ پس تم دیندار عورت کا انتخاب کرو خدا تمہارا بھلا کرے۔

(صحیح البخاری کتاب النکاح باب الکفاء فی الدین حدیث 5090)

اگر اس بات کو لڑکے بھی اور لڑکے کے گھر والے بھی سامنے رکھنے لگ جائیں تو لڑکیاں اور لڑکی کے گھر والے اپنی ترجیح جو ہے وہ دین کر لیں گے اور جب دین ترجیح ہوگی تو بہت سے شکوے اور تحفظات جو لڑکی اور لڑکے اور اس کے گھر والوں کے بارے میں، ایک دوسرے کے بارے میں پیدا ہوتے ہیں وہ دور ہو جائیں گے۔ اور جو لڑکا دیندار لڑکی کی تلاش میں ہو گا اور دین مقدم کر رہا ہو گا اس کو پھر اپنا عمل بھی دینی تعلیم کے مطابق ڈھالنا پڑے گا۔ اور جو دینی تعلیم پر عمل کر رہا ہو گا اس کے گھر میں بلا وجہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر فتنہ اور فساد پیدا نہیں ہو رہا ہو گا اور نہ ہی لڑکے کے گھر والے لڑکی کے لئے مشکلات پیدا کرنے والے ہوں گے۔

پھر اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ دین دیکھنا بیشک ترجیح ہے لیکن بعض دفعہ ہر جوڑہ ایک کے لئے مناسب نہیں ہوتا۔ اس لئے رشتوں سے پہلے استخارہ کر لیا کرو۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء عند الاستخارة حدیث 6382)

اللہ تعالیٰ سے رشتہ کے لئے خیر طلب کرو۔ یا پھر یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس رشتے میں خیر نہیں ہے تو اس میں روک پیدا فرمادے۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے ایک موقع پر بڑے خوبصورت انداز میں فرمایا کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا ہی احسان فرمایا ہے کہ ہم کو ایسی راہ بتائی ہے کہ ہم اگر اس پر عمل کریں تو انشاء اللہ نکاح ضرور نکھ کا موجب ہو گا اور جو غرض اور مقصود قرآن مجید میں نکاح سے بتایا گیا ہے کہ وہ تسکین اور موڈت کا باعث ہو، وہ پیدا ہوتی ہے۔" شادی بیاہ اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ ایک دوسرے کے لئے تسکین

ہو اور اس امر کا باعث ہوتا ہے کہ آپس میں پیار اور محبت پیدا ہو۔ فرمایا کہ "سب سے پہلی تدبیر یہ بتائی کہ نکاح کی غرض ذاتِ الٰہیہ ہو۔" پہلے ذکر ہو چکا دین کو تلاش کرنا ہے۔ "حسن و جمال کی فریفتگی یا مال و دولت کا حصول یا محض اعلیٰ حسب و نسب اس کے محرکات نہ ہوں۔ پہلے نیت نیک ہو۔ پھر اس کے بعد دوسرا کام یہ ہے کہ نکاح سے پہلے بہت استخارہ کرو۔" (خطبات نور صفحہ 518-519 خطبہ فرمودہ 25 دسمبر 1911ء)

پس رشتے سے پہلے جب بندہ دعائیں اللہ تعالیٰ سے تسکین اور محبت سے زندگی گزارنے کی دعا کرے اور یہ دعا کرے کہ اگر اس میں میرے لئے تسکین ہے اور خیر ہے تو یہ رشتہ ہو جائے اور شادی ہو جائے تو پھر شادی شدہ زندگی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیاب گزرتی ہے لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ شادی کے بعد بھی شیطان مختلف ذریعوں سے حملے کرتا رہتا ہے۔ اس لئے یہ دعا ہمیشہ کرتے رہنا چاہئے کہ شادی ہمیشہ سکون اور محبت اور پیار سے گزرے۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ نے مزید استخارے کی اہمیت بتائی ہے۔ ایک موقع پر اس کی نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ "بڑے بڑے کاموں میں سے نکاح بھی ایک کام ہے۔" ایک چھوٹا کام نہیں ہے۔ بڑے بڑے کاموں میں سے ایک کام ہے۔ "اکثر لوگوں کا یہی خیال ہوتا ہے کہ بڑی قوم کا انسان ہو۔ حسب نسب میں اعلیٰ ہو۔ مال اس کے پاس بہت ہو۔ حکومت اور جلال ہو۔ خوبصورت اور جوان ہو۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوشش کیا کرو کہ دیندار انسان مل جاوے "چاہے وہ لڑکی ہے یا لڑکا ہے۔" اور چونکہ حقیقی علم، اخلاق، عادات اور دینداری سے آگاہ ہونا مشکل کام ہے۔ جلدی سے پتا نہیں لگ سکتا۔ "بعض رشتے ٹوٹتے ہیں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم نے بظاہر یہ دیکھ کر رشتہ کر لیا کہ دیندار ہے، اچھے اخلاق ہیں، سب کچھ ہے لیکن بعد میں پتا لگا سب کچھ غلط تھا۔ کیونکہ یہ پتا نہیں لگ سکتا" اس لئے فرمایا کہ استخارہ ضرور کر لیا کرو۔"

(خطبات نور صفحہ 254 خطبہ فرمودہ 13 ستمبر 1907ء)

آپ نے فرمایا کہ "ہم انجام سے بے خبر ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب ہے۔ اس لئے اول خوب استخارہ کرو اور خدا سے مدد چاہو۔"

(خطبات نور صفحہ 478 خطبہ فرمودہ 26 اگست 1910ء)

آپ خطبہ نکاح پر پڑھی جانے والی آیات کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ان میں یہ نصیحت ہے کہ تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے رجمی رشتوں کا خیال رکھو۔ قولِ سدید سے کام لو۔ یہ جائزہ لو کہ تم اپنے کل کے لئے کیا آگے بھیج رہے ہو۔ اگر تم نے زندگی کی کامیابیاں دیکھنی ہیں تو تقویٰ بہت ضروری ہے۔ اس بارے میں استخارے کے بعد جب نکاح کا موقع آتا ہے تو آپ فرماتے ہیں "اس خطبہ میں بھی یعنی نکاح پہ جو تلاوت کی جاتی ہے" اس امر کی طرف متوجہ کیا ہے کہ ان دعاؤں سے کام لے اور اپنے اعمال و افعال کے انجام کو سوچے اور غور کرے۔ پھر نکاح کی مبارکباد کے موقع پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سکھائی بَارَكَ اللَّهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَکُمَا فِي خَيْرٍ۔ (جامع الترمذی کتاب النکاح باب ما جاء فی ما یقال للمتزوج) یعنی اللہ تعالیٰ

تمہیں برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کو نیکی پر جمع کرے۔"

(خطبات نور صفحہ 519-520 خطبہ فرمودہ 25 دسمبر 1911ء)

پس ہر موقع پر خیر اور برکتوں کی دعا کی جاتی ہے تو پھر رشتے بابرکت بھی ہوتے ہیں۔ بعض لوگ پاکستانی اور ہندوستانی ماحول کے زیر اثر ابھی تک خاندان، برادری، قوم کے مسئلہ میں الجھے ہوئے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ جب رشتے آئیں تو دعا کرو۔ دعا کرو اور استخارہ کرو۔ دین کو ترجیح دو۔ تو بجائے اس کے کہ دعا کریں، دین کو ترجیح دیں، یہ باتیں ان کے محل نظر نہیں ہوتیں بلکہ برادری اور قوم مد نظر ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک، بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔" (ملفوظات جلد 9 صفحہ 46)

پس یہ بنیادی اصول ہے کہ تقویٰ دیکھو۔ باقی سب باتیں بدعات ہیں۔ ہاں کفو دیکھنے کا ارشاد ہے اس لئے کفو دیکھنا چاہئے اور ضرور دیکھنا چاہئے لیکن اس میں بھی سختی نہیں ہونی چاہئے۔

کفو کو کس حد تک دیکھنا چاہئے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی کے سوال اور آپ کے جواب کا ذکر ملتا ہے۔ "ایک دوست کا سوال پیش ہوا کہ ایک احمدی اپنی ایک لڑکی غیر کفو کے ایک احمدی کے ہاں دینا چاہتا ہے حالانکہ اپنی کفو میں رشتہ موجود ہے۔ اس کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے۔" حضرت اقدس علیہ السلام نے "فرمایا کہ اگر حسب مراد رشتہ ملے تو اپنی کفو میں کرنا بہ نسبت غیر کفو کے بہتر ہے۔ لیکن یہ امر ایسا نہیں کہ بطور فرض کے ہو۔" فرض نہیں ہے۔ ہاں بہتر ہے۔ فرمایا کہ "ہر ایک شخص ایسے معاملات میں اپنی مصلحت اور اپنی اولاد کی بہتری کو خوب سمجھ سکتا ہے۔ اگر کفو میں وہ کسی کو اس لائق نہیں دیکھتا تو دوسری جگہ دینے میں حرج نہیں اور ایسے شخص کو مجبور کرنا کہ وہ بہر حال اپنی کفو میں اپنی لڑکی دیوے جائز نہیں ہے۔"

(البدور مورخہ 11 اپریل 1907ء صفحہ 7 جلد 6 نمبر 15)

بعض لوگوں کو اپنے خاندانوں پر بڑا زعم ہوتا ہے۔ ایسے ہی ایک شخص کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے ایک دفعہ خوب پکڑا۔ ایک طرف زعم ہوتا ہے اور ایک طرف حالت اپنی کیا ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ فرماتے ہیں کہ "حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں سید ہوں۔ میری بیٹی کی شادی ہے۔ آپ اس موقع پر میری کچھ مدد کریں....." آپ نے فرمایا "میں تمہاری بیٹی کی شادی کے لئے وہ سارا سامان تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو دیا تھا۔ وہ یہ سنتے ہی بے اختیار کہنے لگا آپ میری ناک کاٹنا چاہتے ہیں۔" جہیزوں کا اس قدر رواج ہے اور اس وجہ سے بعض مسائل بھی پیدا

ہوتے ہیں۔ "حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہاری ناک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک سے بھی بڑی ہے۔ تمہاری عزت تو سید ہونے میں ہے۔ پھر اگر اس قدر جہیز دینے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں ہوئی تو تمہاری کس طرح ہو سکتی ہے؟" (تفسیر کبیر زیر تفسیر سورۃ الشعراء جلد 7 صفحہ 20)

ایک طرف تم کہتے ہو میں سید ہوں۔ پھر ہتک کس بات کی۔ پس بعض دفعہ لڑکیوں کو یہ طعنے بھی ملتے ہیں کہ جہیز تھوڑا ہے۔ ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو لڑکیوں کو جذباتی تکلیف دیتے ہیں اور اسی طرح لڑکی والوں کے لئے بھی کہ جہیز حسب توفیق دیں۔ جتنی توفیق ہے ضرور دینا چاہئے لیکن بلا وجہ اپنے پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے۔ استخاروں سے پہلے جہاں رشتے کی خواہش ہو اس لڑکی کو دیکھنا بھی چاہئے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا اس نے بتایا کہ اس نے انصار کی ایک عورت کو شادی کا پیغام بھجوایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ کیا تم نے اس عورت کو دیکھ لیا ہے؟ اس نے کہا۔ نہیں۔ آپ نے فرمایا پہلے اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ چیز ہوتی ہے۔"

(صحیح مسلم کتاب النکاح باب نداء من اراد نکاح امرأة الى ان ينظر الى وجهها..... حدیث 3485)

پس لڑکی کو دیکھنا، لڑکی والوں کے گھر جا کر دیکھنا اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن بعض لڑکے والے اپنے تکبر کی وجہ سے لڑکیوں کے گھروں میں اپنے بیٹوں کے ساتھ جاتے ہیں کہ رشتہ دیکھنے آئے ہیں کیونکہ رشتہ ناطہ نے یہ رشتہ تجویز کیا ہے اور پھر جیسا کہ میں نے کہا یہ تکبر کی وجہ سے اس لئے کہ وہاں جا کر ان کی باتیں عجیب و غریب قسم کی ہو رہی ہوتی ہیں، باوجود اس کے کہ پہلے تصویر بھی دیکھ چکے ہوتے ہیں، کوائف کا تبادلہ بھی ہو چکا ہوتا ہے لیکن پھر بھی لٹکاتے ہیں اور دنیاوی لحاظ سے اگر اس عرصہ میں کوئی بہتر رشتہ ان کو مل جائے تو پہلے رشتہ کو ختم کر دیتے ہیں۔ یہ غلط طریقہ ہے۔

احمدی لڑکیوں کی اکثریت اپنے ماں باپ کا احترام کرتی ہے اور ان کے تجویز کردہ رشتوں کو قبول بھی کر لیتی ہے لیکن بعض جگہ لڑکے والے آتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا دیکھتے ہیں اور پھر خاموشی ہو جاتی ہے۔ جب تصویر بھی دیکھ لی۔ کوائف بھی دیکھ لئے۔ سب کچھ پتالگ گیا۔ قد کا ٹھ کتنا ہے؟ تو پھر بلا وجہ لٹکا کر یا بعض باتیں کر کے لڑکی کو جذباتی تکلیف بھی نہیں دینی چاہئے۔

شادی کی غرض جو ہمیں دین بتاتا ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو لڑکیوں کو جذباتی تکلیف نہ پہنچے اور نہ ہی لڑکے والوں کی طرف سے تکبر یا جذبات سے کھیلنے کے واقعات ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شادی کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ہمیں قرآن نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ پرہیز گار رہنے کی غرض سے نکاح کرو۔" نکاح کی غرض کیا ہے؟ پرہیز گار رہنا "اور اولاد صالح طلب کرنے کے لئے دعا کرو۔" اور پھر جب شادی ہو جائے تو صالح اولاد کیلئے دعا کرو۔ "جیسا کہ وہ اپنی پاک کلام میں فرماتا ہے۔ **مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسْفِحِينَ**۔..... (النساء: 25) یعنی چاہئے کہ تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تا تم تقویٰ اور پرہیز گاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ..... اور **مُحْصِنِينَ** کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جو شادی نہیں کرتا وہ نہ صرف روحانی آفات میں گرتا ہے بلکہ جسمانی آفات میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ سو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی کے تین فائدے ہیں۔" (اور اسی غرض کے لئے کرنی چاہئے۔ وہ کیا ہیں۔) "ایک عفت اور پرہیز گاری۔ دوسری حفظ صحت "صحت کی حفاظت۔" تیسری اولاد۔"

(آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 22)

پس اگر یہ باتیں پیش نظر رہیں تو رشتے طے کرتے وقت مسائل نہ ہوں اور دنیا داری دیکھنے کی بجائے انسان پہلے دین دیکھے۔ پھر ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے شادی کرے۔ بعض گھروں میں اس لئے فساد اور لڑائی جھگڑا ہوتا ہے کہ لڑکی بیاہ کر جب رخصت ہوتی ہے تو خاوند کے پاس علیحدہ گھر نہیں ہوتا اور وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ رہ رہا ہوتا ہے۔ اس میں بعض حالات میں تو مجبوری ہوتی ہے کہ لڑکے کی اتنی آمد نہیں ہے کہ وہ علیحدہ گھر لے سکے یا لڑکا ابھی پڑھ رہا ہے تو مجبوری ہے اور لڑکی کو بھی پتا ہونا چاہئے کہ لڑکے کی آمد یا مجبوری کی وجہ سے علیحدہ گھر لینا مشکل ہے تو پھر ایسے حالات میں کچھ عرصہ وہ سسرال میں گزارہ کرے۔ لیکن بعض دفعہ لڑکی اور اس کے والدین جلد بازی کی وجہ سے رشتے ہی تڑوا دیتے ہیں۔ شادی بھی ہو گئی اور پھر خلع لے لی۔ یہ غلط طریقہ کار ہے۔ اگر سسرال میں نہیں رہ سکتے تو پہلے بتائیں اور پھر اتنی جلدی شادی نہ کریں کیونکہ لڑکے والوں کے حالات ایسے نہیں ہیں۔

لیکن بعض لڑکے اپنی غیر ذمہ دارانہ طبیعت یا ماں باپ کے کہنے پر، ان کے دباؤ پر ماں باپ کے ساتھ رہتے ہیں حالانکہ علیحدہ گھر لے سکتے ہیں اور بہانہ ہے کہ ماں باپ بوڑھے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ رہنا ضروری ہے جبکہ دوسرے بھائی بہن بھی والدین کے ساتھ ہوتے ہیں یا پھر اگر وہ نہ بھی ہوں تو والدین کی عمومی صحت اور حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ علیحدہ نہ رہ سکتے ہوں۔ اس میں صرف لڑکے کے ماں باپ کی ضد ہوتی ہے۔ اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: **لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ اَمْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَبَائِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهَاتِكُمْ**۔ (النور: 62) یعنی اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ لو لے لنگڑے پر حرج ہے اور نہ مریض پر اور نہ تم لوگوں پر کہ تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنی ماؤں کے گھروں سے۔ یہ لمبی آیت

ہے لیکن اتنے حصہ کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے خوبصورت انداز میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ فرمایا کہ "ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھر میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو۔ دیکھو اس میں "یعنی اس آیت میں" ارشاد ہے کہ گھر الگ الگ ہوں۔ ماں کا گھر الگ۔ اولاد شادی شدہ کا گھر الگ۔ "جب الگ الگ گھر ہوں گے تبھی تو کھانا کھانے کی اجازت ہے۔ (حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 233)

پس سوائے کسی مجبوری کے گھر الگ ہونے چاہئیں۔ گھروں کی علیحدگی سے جہاں ساس بہو اور نند بھابی کے مسائل ختم ہوں گے وہاں لڑکے اور لڑکی کو اپنی ذمہ داری کا احساس بھی ہو گا۔ یہاں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ اپنی لڑکیوں کے رشتہ سے پہلے لڑکے سے پوچھتے ہیں کہ اس کا اپنا گھر ہے یعنی گھر کا مالک ہے۔ اس کے پاس اس گھر کی ملکیت ہے۔ اگر نہیں تو رشتہ نہیں کرتے۔ یہ طریق بھی بڑا غلط طریقہ کار ہے۔ پس دنیاوی لالچ کی بجائے لڑکی والوں کو لڑکے کا دین دیکھنا چاہئے۔ گھر تو آہستہ آہستہ بن ہی جاتے ہیں اگر گھر میں پیار محبت ہو۔

اسی طرح بعض جگہ سے، بعض ملکوں سے مجھے یہ بھی شکایت آتی ہے کہ ہمارے جو بعض مربیان فارغ ہو رہے ہیں ان سے لوگ اپنی بیٹیوں کا رشتہ اس لئے نہیں کرنا چاہتے کہ وہ مربی واقف زندگی ہے۔ یہ بھی غلط طریق ہے۔ حالانکہ دین دیکھنا چاہئے۔

پھر مردوں کو اللہ تعالیٰ یہ نصیحت فرماتا ہے کہ عورتوں کی باتوں پر جلد بازی سے فیصلہ نہ کر لیا جائے اور ان سے غلط رویہ نہ اپنائیں۔ ان کی باتوں کا برا نہ منائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرماتے ہوئے کہ وَعَايِشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَلَيْ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيجعل الله فيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔ (النساء: 20) اور ان سے نیک سلوک سے زندگی بسر کرو۔ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ (اگر تم انہیں ناپسند کرو) فَعَلَيْ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا۔ تو ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ اس کی وضاحت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ: "پس عزیزو! تم دیکھو اگر تم کو اپنی بیوی کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم اس کے ساتھ پھر بھی عمدہ سلوک ہی کرو۔ اللہ فرماتا ہے ہم اس میں عمدگی اور خوبی ڈال دیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بات حقیقت میں عمدہ ہو اور تم کو بری معلوم ہوتی ہو۔"

(خطبات نور صفحہ 255 خطبہ فرمودہ 13 ستمبر 1907ء)

پس جو خاوند بیویوں کو چھوڑنے میں جلد بازی کرتے ہیں یا حسن سلوک نہیں کرتے یا عورتوں کے جذبات کا خیال نہیں رکھتے یا عورتوں کی بعض باتوں پر برا منا کر ان کے ساتھ غلط رویہ رکھتے ہیں۔ یہ نصیحت ہے ان کے لئے

کہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ بیویوں کی جو تمہارے خیال میں بظاہر ناپسندیدہ باتیں ہیں ان کے بارے میں بھی فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرو کیونکہ اس بظاہر ناپسندیدہ بات میں بھی ہو سکتا ہے کہ بھلائی چھپی ہوئی ہو اور جلد بازی اور غلط رویے کی وجہ سے اس بھلائی اور خیر سے تم محروم ہو جاؤ۔

پس عورتوں سے حسن سلوک کی اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں سے ہدایت فرمائی ہے اور اس کو مردوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

پھر مردوں کی دوسری شادی یا دوسری شادی کی خواہش کی وجہ سے بہت سے مسائل سامنے آرہے ہیں۔ گھروں میں لڑائی جھگڑا پڑا ہوا ہے۔ مردوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر دوسری شادی کی اسلام میں اجازت ہے تو بعض شرائط اور جائز ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ہے۔ یہ نہیں کہ بچوں والے ہیں، ہنستا ہنستا گھر ہے اور یہاں کے ماحول کے زیر اثر یا تھوڑی سی کشائش اللہ تعالیٰ نے دے دی تو شوق پورا کرنے کے لئے شادی کر لے یا غلط طریقے سے دوستیاں کر کے شادی کر لیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں تفصیلی ہدایت فرمائی ہے۔ اسے سامنے رکھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ: "خدا تعالیٰ کے قانون کو اس کے منشاء کے برخلاف ہرگز نہ برتنا چاہئے اور نہ اس سے ایسا فائدہ اٹھانا چاہئے جس سے وہ صرف نفسانی جذبات کی ایک سپر بن جاوے۔" اپنے نفسانی جذبات کو پورا کرنے کے لئے تم اللہ تعالیٰ کے اس قانون کو ڈھال بناؤ۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ "یاد رکھو کہ ایسا کرنا معصیت ہے۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ شہوات کا تم پر غلبہ نہ ہو بلکہ تمہاری غرض ہر ایک امر میں تقویٰ ہو۔" فرمایا کہ "اگر شریعت کو سپر بنا کر شہوات کی اتباع کے لئے بیویاں کی جاویں گی تو سوائے اس کے اور کیا نتیجہ ہو گا کہ دوسری قومیں اعتراض کریں کہ مسلمانوں کو بیویاں کرنے کے سوا اور کوئی کام ہی نہیں۔" اپنی نفسانی اغراض کو، شہوات کو اگر تم ڈھال بنا کے شادیاں کرتے ہو تو یہ جائز نہیں ہے۔ بالکل غلط ہے کہ تعلقات بنا کے اپنی پرانی بیویوں کو چھوڑ دو اور نئی عورتوں سے تعلقات بنا کے شادیاں کرو۔ یہ غلط طریقہ کار ہے اور اس پہ فرمایا کہ لوگ اعتراض کریں تو ٹھیک کریں گے کہ مسلمانوں کو سوائے شادیاں کرنے کے کوئی کام نہیں۔ فرمایا کہ "زنا کا نام ہی گناہ نہیں بلکہ شہوات کا کھلے طور پر دل میں پڑ جانا گناہ ہے۔ دنیاوی تمتع کا حصہ انسانی زندگی میں بہت ہی کم ہونا چاہئے۔" یہ جو دنیاوی فائدہ ہے اس کا حصہ انسانی زندگی میں کم ہو "تاکہ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَ لْيَبْكُوا كَثِيرًا۔ یعنی ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت کا مصداق بنو۔ لیکن جس شخص کی دنیاوی تمتع کثرت سے ہیں "جن کی دنیاوی خواہشات اور فائدے بہت زیادہ ہیں" اور وہ رات دن بیویوں میں مصروف ہے اس کو رقت اور رونا کب نصیب ہو گا۔" اور یہی حال دوسری لغویات کا ہے جن میں انسان مصروف ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ "اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ ایک خیال کی تائید اور اتباع میں تمام سامان

کرتے ہیں اور اس طرح سے خدا تعالیٰ کے اصل منشا سے دُور جا پڑتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اگرچہ بعض اشیاء جائز تو کر دی ہیں مگر اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ عمر ہی اس میں بسر کی جاوے۔ خدا تعالیٰ نے تو اپنے بندوں کی صفت میں فرماتا ہے **يَبْتَغُونَ لِرَبِّهِمْ سُبْحًا وَبَقِيًا**۔ (الفرقان: 65) کہ وہ اپنے رب کے لئے تمام رات سجدہ اور قیام میں گزارتے ہیں۔ اب دیکھو رات دن بیویوں میں غرق رہنے والا خدا تعالیٰ کے منشا کے موافق رات کیسے عبادت میں کاٹ سکتا ہے وہ بیویاں کیا کرتا ہے گویا خدا کے لئے شریک پیدا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں اور باوجود ان کے آپ ساری ساری رات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے تھے..... "پھر آپ نے فرمایا کہ "خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کا اصل منشا یہ ہے کہ تم پر شہوات غالب نہ آویں اور تقویٰ کی تکمیل کے لئے اگر ضرورت حقہ پیش آوے تو اور بیوی کرلو....." دوسری شادی کرنا بھی تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ پس یہ شادی جائز ہے اور یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے ان سب کو جو دوسری شادیاں کرنے کی خواہش رکھتے ہیں کہ شادی تقویٰ کی بنیاد پر ہے یا نفسانی جذبات کی وجہ سے۔

پھر آپ نے فرمایا "پس جاننا چاہئے کہ جو شخص شہوات کی اتباع سے زیادہ بیویاں کرتا ہے وہ مغر اسلام سے دُور رہتا ہے۔ ہر ایک دن جو چڑھتا ہے اور رات جو آتی ہے اگر وہ تنگی سے زندگی بسر نہیں کرتا اور روتا کم یا بالکل ہی نہیں روتا" اور ہنستا زیادہ ہے "تو یاد رہے کہ وہ ہلاکت کا نشانہ ہے۔" (ملفوظات جلد 7 صفحہ 65 تا 67)

پھر آپ نے عورتوں کو بھی نصیحت فرمائی کہ اگر مرد جائز ضرورت سے شادی کرنا چاہے تو پھر شور نہیں مچانا چاہئے۔ لیکن آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ تمہیں حق ہے کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ یہ مشکل تمہارے پر نہ لائے۔ جیسا کہ مردوں کو بھی فرمایا ہے کہ شادی صرف شوق پورا کرنے کے لئے نہیں ہونی چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: "ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں عورتیں بھی مبتلا ہیں۔ وہ تعدد نکاح کے مسئلہ کو نہایت بُری نظر سے دیکھتی ہیں گویا اس پر ایمان نہیں رکھتیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس اگر اسلام میں تعدد نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورتیں کہ جو مردوں کے لئے نکاح ثانی کے لئے پیش آجاتی ہیں اس شریعت میں ان کا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہو جائے یا مجذوم ہو جائے یا ہمیشہ کے لئے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہو جائے جو بیکار کر دیتی ہے یا اور کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ عورت قابل رحم ہو مگر بیکار ہو جاوے اور مرد بھی قابل رحم کہ وہ تجرد پر صبر نہ کر سکے تو ایسی صورت میں مرد کے قویٰ پر یہ ظلم ہے کہ اس کو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جاوے۔ درحقیقت خدا کی شریعت نے انہیں امور پر نظر کر کے مردوں کے لئے یہ راہ کھلی رکھی ہے۔ اور مجبوریوں کے وقت عورتوں کے لئے بھی راہ کھلی ہے کہ اگر مرد بیکار ہو جاوے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرا لیں جو طلاق کے قائم مقام ہے۔ خدا کی شریعت دو فروش کی دوکان کی مانند

ہے۔ پس اگر دوکان ایسی نہیں ہے جس میں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے تو وہ دوکان چل نہیں سکتی۔ پس غور کرو کہ کیا یہ سچ نہیں کہ بعض مشکلات مردوں کے لئے ایسی پیش آجاتی ہیں جن میں وہ نکاح ثانی کے لئے مضطر ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کس کام کی جس میں کل مشکلات کا علاج نہ ہو۔ دیکھو انجیل میں طلاق کے مسئلہ کی بابت صرف زنا کی شرط تھی اور دوسرے صد ہا طرح کے اسباب جو مرد اور عورت میں جانی دشمنی پیدا کر دیتے ہیں ان کا کچھ ذکر نہ تھا..... "عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "اے عورتو فکر نہ کرو جو تمہیں کتاب ملی ہے وہ انجیل کی طرح انسانی تصرف کی محتاج نہیں اور اس کتاب میں جیسے مردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں۔ اگر عورت مرد کے تعدد ازواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کر سکتی ہے۔ خدا کا یہ فرض تھا کہ مختلف صورتیں جو مسلمانوں میں پیش آنے والی تھیں اپنی شریعت میں ان کا ذکر کر دیتا تا شریعت ناقص نہ رہتی۔ سو تم اے عورتو اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلاء سے محفوظ رکھے۔" یہ دعا کرنے کی اجازت ہے کہ اگر مرد نکاح کرنا چاہتے ہیں تو اس مصیبت اور ابتلاء سے تمہیں محفوظ رکھے تاکہ وہ شادی کریں ہی نہ۔ فرمایا کہ "بیشک وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے جو دو جو روئیں کر کے انصاف نہیں کرتا مگر تم خود خدا کی نافرمانی کر کے موردِ قہر الہی مت بنو۔ ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائے گا۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جاوے گا۔ اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کی وجہ سے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے لیکن قضا و قدر کا قانون تمہارے لئے کھلا ہے۔ اگر شریعت کا قانون تمہارے لئے قابل برداشت نہیں تو بذریعہ دعا قضا و قدر کے قانون سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ قضا و قدر کا قانون شریعت کے قانون پر بھی غالب آجاتا ہے۔ تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 80-81)

اور قضا و قدر کا قانون کیا ہے؟ یہ کہ دعا کرو اللہ تعالیٰ اس مرد کے دل سے دوسری شادی کا خیال نکال دے۔ گو اس کو اجازت تو ہے لیکن فرمایا کہ اگر تم دعا کرو اور ایسی دعا کرو جو دل سے نکلی ہوئی ہو تو ہو سکتا ہے تمہاری وہ دعا قبول ہو جائے اور تم مصیبت میں نہ پڑو اور شادی کا موقع ہی پیدا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ جماعت کے افراد کو مردوں کو، عورتوں کو عقل اور توفیق دے کہ وہ اپنے عائلی مسائل اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق حل کرنے والے ہوں اور دنیاوی خواہشات کے بجائے دین مقدم ہو۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ ہمیشہ پیش نظر ہو۔ اسی طرح نئے رشتوں کے مسائل بھی اللہ تعالیٰ دور فرمائے۔ بہت سارے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ لڑکوں اور لڑکیوں کو یہ توفیق دے اور اس بات کو سمجھنے کی توفیق دے کہ شادی بیاہ صرف دنیاوی اغراض کے لئے یا دنیاوی اغراض کو پورا کرنے کے لئے نہیں بلکہ دین کو مقدم کرتے ہوئے آئندہ نسلوں کو

دین کی راہوں پر چلنے والا بنانے کے لئے ہوں اور نیک نسلیں پیدا کرنے کے لئے ہوں تاکہ آئندہ نسلیں محفوظ ہوں اور اسلام کی خدمت کرنے والی ہوں اور اس طرح پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بنیں۔
نمازوں کے بعد میں کچھ جنازے پڑھاؤں گا۔ دو جنازے حاضر ہیں اور دو غائب۔

پہلا جنازہ مکرم محمد نواز مومن صاحب کا ہے جو واقف زندگی تھے ابن مکرم خدا بخش مومن صاحب۔ یہ 15 فروری 2017ء کو 85 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مومن جی صاحب کے داماد تھے۔ آپ کے والد نے تقریباً 1922ء میں قادیان جا کر حضرت مصلح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان کے (والد کے) بچے پیدائش کے وقت وفات پا جاتے تھے۔ اس لئے غیر احمدیوں نے طعنے دیئے کہ چونکہ آپ احمدی ہو گئے ہیں اس لئے آپ کے بچے فوت ہو جاتے ہیں۔ اس پر آپ کے والد نے آپ کی پیدائش پر اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اگر میرا یہ بچہ زندہ بچ گیا تو اس کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کروں گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ بچہ اور اس کے بعد چار اور بچے بھی زندہ رہے اور انہوں نے لمبی عمریں پائیں۔ آپ کے والد نے پیدائش سے ہی آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ آپ نے 1959ء میں جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد ساری عمر سلسلہ کی خدمت میں گزاری۔ دفتر الفضل ربوہ، دارالقضاء، دفتر وصیت میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ 1996ء میں جرمنی چلے گئے وہاں بھی مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا ان کو بڑا جنون تھا، بڑا شوق تھا۔ صوم و صلوة کے پابند، انتہائی صابر اور شاکر، کم گو، دیندار اور بڑے مخلص بزرگ انسان تھے۔ قرآن کریم سے بیحد محبت تھی اور علم پھیلانے اور تریل کے ساتھ قرآن کریم پڑھانے کا شوق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا ہیں۔

دوسرا جنازہ یہاں کے مکرم سید رفیق احمد سفیر صاحب کا ہے جو صدر جماعت سربرٹن (Surbiton) تھے۔ 28 فروری 2017ء کو 61 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد ڈاکٹر سفیر الدین صاحب کما سی غانا میں احمدیہ سکینڈری سکول کے پہلے پرنسپل تھے۔ سید رفیق سفیر صاحب کی پیدائش لندن میں ہوئی اور بچپن سے ہی جماعتی کاموں میں سرگرم رہے۔ اطفال اور خدام الاحمدیہ کے قائد، سیکرٹری اطفال اور خدام الاحمدیہ کے قائد اور انصار اللہ کی مجلس میں مرکزی طور پر قائد صحت جسمانی کے علاوہ قائد عمومی کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق ملی۔ وفات سے قبل سربرٹن جماعت کے صدر کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ خلافت کے ساتھ گہرا محبت کا تعلق تھا۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعاگو، ملنسار، دھیمی طبیعت کے مالک بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدہ ساس کے علاوہ اہلیہ، دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ انتہائی نرم اور دھیمے مزاج کے انسان تھے۔ بچوں کو بہت پیار اور لگن سے

نمازوں کی طرف توجہ دلاتے اور نماز باجماعت پڑھاتے۔ شادی سے لے کر آخری وقت تک جماعتی کاموں میں مصروف رہے۔ لوگوں کے مسائل حل کرنا اور مالی امداد کرنا بھی ان کی عادت میں شامل تھا۔ بہت نیک، سادہ طبع اور بااخلاق انسان تھے۔

ان کے حلقے کے قائم مقام صدر جماعت لکھتے ہیں کہ آپ کی ایک اچھی عادت یہ تھی کہ ہر خطبہ جمعہ کے بارے میں عشاء کی نماز کے بعد بچوں سے سوال پوچھتے اور صحیح جواب پر انعام بھی دیتے۔ اس سے بچوں میں خطبہ سننے کا شوق پیدا ہوتا تھا۔ جماعتی کاموں کی بہت فکر رہتی تھی۔ یہ دو جنازے حاضر ہیں جو میں نے ابھی اعلان کئے۔

دو جنازے غائب ہیں۔ ان میں سے ایک جنازہ ڈاکٹر مرزا لائق احمد صاحب کا ہے جو محترم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب کے بیٹے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ 28 فروری 2017ء کو دوپہر کے وقت حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں 68 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ آپ کی والدہ بھی ابھی زندہ ہیں، حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے F.Sc تک ربوہ میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد ملتان سے میڈیکل کالج سے ایم۔ بی۔ ایس کیا۔ ربوہ میں ہی اپنی پریکٹس کرتے تھے۔ غریبوں کا بڑا خیال رکھنے والے اور یہ اکثر غرباء نے ہی لکھا کہ ہمارا بہت زیادہ ہمدردی سے خیال رکھتے تھے بلکہ ہفتہ میں ایک دن انہوں نے غرباء کے لئے مفت علاج کا اور خیال رکھنے کا وقف کیا ہوا تھا اور اس کے علاوہ بھی کارکنوں اور غرباء کا مفت علاج کیا کرتے تھے۔ ان کی پہلی شادی سیدہ فائزہ صاحبہ سے ہوئی جن سے ان کے دو بیٹے ہیں۔ دوسری شادی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بیٹی امۃ الشکور صاحبہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ غائب جو ہے وہ مکرم امین اللہ خان صاحب سالک سابق مشنری یو ایس اے (USA) کا ہے جو 28 فروری 2017ء بروز منگل رات کو امریکہ میں وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ مرحوم کو امریکہ، لائبریا اور انگلینڈ میں بطور مشنری خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ 1936ء میں عبدالمجید خان صاحب آف ویروال کے ہاں ان کی ولادت ہوئی اور بچپن سے ہی جماعت کی خدمت کے لئے ان کے والدین نے ان کو وقف کر دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کی تحریک پر انہوں نے اپنے بیٹے کو وقف کیا۔ مرحوم کی والدہ بہت خوش تھیں۔ بیان کرتی تھیں کہ ان کے میاں نے یعنی عبدالمجید خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کی تحریک پر اپنے بیٹے کو وقف کیا اور قادیان سے واپس آکر بتایا کہ میں نے تمہارا بیٹا بھی وقف کر دیا ہے تاکہ شکوہ نہ ہو کہ پہلی بیوی کا بیٹا ڈاکٹر نصیر خان صاحب وقف کیا تھا اور میرا نہیں کیا۔ پھر چوتھی جماعت میں 1945ء میں انہوں نے خود وقف کی درخواست کی۔ 1949ء میں مڈل کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ 1955ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

1957ء میں ایف۔ اے اور 1958ء میں شاہد اور 1959ء میں بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ آپ کا تقرر 1958ء کا ہے۔ پھر 29 فروری 1960ء سے اپریل 1963ء تک امریکہ میں بطور مبلغ خدمت کی توفیق پائی۔ 1966ء کے بعد کچھ عرصہ عارضی طور پر دفتر امانت میں کام کیا۔ 1969ء تا 71ء لائبریا میں خدمت کی توفیق پائی۔ جب آپ 23 سال کے تھے تو امریکہ میں ان کی پہلی تقرری 1960ء میں ہوئی تھی۔ بڑے پرجوش مبلغ تھے۔ اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ تبلیغ کے مواقع ان کو میسر آئے۔ لائبریا میں خدمات کے دوران وہاں کے صدر ٹب مین (Tubman) آپ کو ماہانہ میٹنگ پر مدعو کرتے تھے اور ان سے دعا کروایا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب لائبریا کا دورہ کیا تو صدر ٹب مین نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاز میں ایک ڈنر دیا اور امین اللہ خان کے بارے میں صدر ٹب مین نے کہا کہ He is very forceful. تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ He is forceful without choosing any force. امین اللہ خان صاحب کی تقرری انگلینڈ میں بھی ہوئی جہاں 1970ء تک کام کیا اور پھر بوجہ صحت کی خرابی کے ان کی ریٹائرمنٹ ہو گئی۔ ان کی شادی بشری شاہ صاحبہ بنت اقبال شاہ صاحب سے ہوئی جو ڈاکٹر ولایت شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نیردہ کی پوتی تھیں۔ یہ مکرمہ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے بڑے بھائی تھے۔ ان کا ایک بیٹا ہے اور ایک بیٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ ان سب سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے۔ نمازوں کے بعد جیسا کہ میں نے کہا ان کی نماز جنازہ ہوگی۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 24 مارچ 2017ء تا 30 مارچ 2017ء جلد 24 شمارہ 12 صفحہ 05 تا 09)

10

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 10 مارچ 2017ء بمطابق 10 امان 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے کئی ممالک میں جامعہ احمدیہ کا قیام ہو چکا ہے جہاں سے مربیان اپنی تعلیم مکمل کر کے میدان عمل میں آچکے ہیں اور آرہے ہیں۔ پہلے صرف ربوہ اور قادیان کے جامعات ہی تھے جہاں سے شاہدین مربیان مہیا ہوتے تھے۔ گزشتہ دنوں میں یہاں یو کے (UK) کے جامعہ احمدیہ میں بھی جامعہ احمدیہ سے پاس ہونے والوں کی convocation ہوئی جو کینیڈا اور یو کے (UK) کے جامعات کے پاس ہونے والے طلباء کی مشترکہ convocation تھی۔ شاہد کی ڈگری لے کر اپنے آپ کو بطور مربی خدمت کے لئے پیش کرنے والے یہ لوگ وہ ہیں جو یہاں مغربی ماحول میں پلے بڑھے اور اپنے سکول کی تعلیم مکمل کر کے اپنے آپ کو جامعہ کی تعلیم کے لئے پیش کیا اور کامیاب ہوئے۔ ان کی اکثریت بلکہ تقریباً تمام ہی وہ ہیں جو وقف نو کی تحریک میں شامل ہیں۔ مغربی ممالک میں رہتے ہوئے جہاں دنیا داری اور دنیاوی چمک دک عروج پر ہے، اپنے آپ کو وقف کر کے اللہ تعالیٰ کے دین کے سپاہیوں میں شامل ہونے کے لئے پیش کرنا یقیناً ان کی سعادت مندی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے کا اظہار ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے ان کو بھی اور جو اس وقت مغربی ممالک کے جامعات میں پڑھ رہے ہیں ان کو بھی یا عام جامعات میں، عام سے مراد کہ دوسرے ممالک میں، جو پڑھ رہے ہیں ان کو بھی اپنے اندر عاجزی پیدا کرتے ہوئے خاصۃً اسے اللہ تعالیٰ کے فضل کا باعث سمجھنا چاہئے اور اس کے آگے جھکتے ہوئے اس کے فضل کی تلاش ہمیشہ کرتے رہنا چاہئے۔

اسی طرح میں نے جامعہ احمدیہ کی convocation میں بھی کہا تھا کہ جماعت کو مربیان اور مبلغین کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت بہت بڑھ رہی ہے بلکہ بڑھ گئی ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ واقفین کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنا چاہئے۔ والدین بچپن سے ہی لڑکوں کو اس طرف توجہ دلائیں اور ان کی تربیت

کریں۔ ایسی تربیت کریں کہ ان کو جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کا شوق پیدا ہو۔

اس وقت ربوہ اور قادیان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یو کے (UK) اور جرمنی میں بھی جامعہ ہیں جن میں یورپ کے رہنے والے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ کینیڈا میں جامعہ احمدیہ ہے جو وہاں باقاعدہ حکومتی ادارے سے منظور ہو چکا ہے۔ وہاں بعض دوسرے ممالک سے بھی طلباء آسکتے ہیں اور آئے ہوئے ہیں، پڑھ رہے ہیں۔ غانا میں جامعہ احمدیہ ہے۔ اس سال وہاں بھی اُس کی شاہد کی پہلی کلاس نکلے گی جہاں اس وقت مختلف ممالک سے آئے ہوئے طلباء زیر تعلیم ہیں۔ بنگلہ دیش میں بھی جامعہ احمدیہ ہے۔ انڈونیشیا میں بھی جامعہ احمدیہ کو شاہد کے کورس تک بڑھا دیا گیا ہے۔

پس واقفین کو بچوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ جامعات میں داخل ہوں اور جیسا کہ میں نے کہا اس کے لئے ان کے والدین کو تیار کرنا چاہئے۔ ہمارے جامعات میں جتنی بھی گنجائش ہے کم از کم وہ پوری ہونی چاہئے۔ تبھی ہم اس وقت جو مبلغین کی اور مر بیان کی ضرورت ہے اسے پورا کر سکتے ہیں۔

اس وقت میں میدان عمل میں آنے والے مر بیان کے ذہنوں میں جو بعض سوالات آتے ہیں، ان کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا وہ تذکرہ بھی کر دیتے ہیں یا پوچھتے ہیں ان مر بیان اور مبلغین کو تو میں بتاتا ہی رہتا ہوں۔ ان کے سوالوں کے جواب دیتا ہوں۔ اس لئے یہاں ذکر ضروری ہے تاکہ جو جماعتی نظام کے عہدیدار ہیں ان کو بھی پتا چل جائے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون سے کس طرح انہوں نے کام کرنا ہے۔ یعنی مر بیان و مبلغین اور عہدیداروں کا تعاون۔ اس میں خاص طور پر صدران، امراء ہیں کیونکہ بعض دفعہ عہدیداروں کے ساتھ غلط فہمی کی وجہ سے بعض کھچاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ آپس کے تعلقات پوری طرح تعاون کے نہیں رہتے یا یہ احساس ایک فریق میں پیدا ہو جاتا ہے کہ تعاون نہیں ہے۔

مر بیان کے یہ سوال ہوتے ہیں کہ ہمارے کاموں میں صدر جماعت کس حد تک دخل اندازی کر سکتا ہے؟ ہماری کیا حدود ہیں اور ان کی کیا حدود ہیں؟ بعض دفعہ مر بی ایک بات کو تربیت کے لحاظ سے بہتر سمجھتا ہے اور بہتر سمجھ کر جماعت میں رائج کرنے کی کوشش کرتا ہے تو صدر جماعت کہتا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو اس طرح کرنا چاہئے۔ یا بعض صدران اپنے مزاج کے لحاظ سے اور ایک لمبا عرصہ صدر جماعت رہنے کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ جو وہ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہے اور مر بی کو ان کی مرضی کے مطابق چلنا چاہئے۔ اور پھر بعض دفعہ لوگوں کے سامنے ہی، ایک مجلس کے سامنے مر بی سے ایسے انداز میں جواب طلبی کرتے اور بات کرتے ہیں جو نہیں کرنی چاہئے۔ اور نوجوان مر بی اس بات پر پھر پریشان ہوتے ہیں یا برا مناتے ہیں یا سبکی محسوس کرتے ہیں یا ہو سکتا ہے کہ آگے سے کوئی جواب بھی دے دیں۔

مر بیان کو پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ انہوں نے انتظامی لحاظ سے جو بھی ان پر مقرر کیا گیا ہے اس کی اطاعت کرنی ہے اور اپنی اطاعت کا نمونہ دکھانا ہے اور اگر ایسے حالات پیدا ہوں تو خاموش رہنا ہے، تاکہ افراد جماعت پر کسی قسم کا منفی اثر نہ پڑے اور جماعت میں کوئی بے چینی پیدا نہ ہو۔ اگر کوئی زیادتی کی بات ہے تو اپنے نیشنل امیر، صدر کو بتائیں یا مرکز میں بتائیں۔ مجھے بھی لکھ سکتے ہیں۔

اسی طرح صدر ان اور امراء سے بھی میں یہ کہتا ہوں کہ مر بیان کی عزت و احترام قائم کرنا ان کا کام ہے اور کسی بھی جماعت میں سب سے زیادہ مربی کی عزت و احترام کرنے والا اور تعاون کے ساتھ اور مشورے کے ساتھ چلنے والا صدر جماعت اور امیر جماعت کو ہونا چاہئے۔ اور اسی طرح باقی عہدیداران بھی اپنے اپنے دائرے میں مربی کے ساتھ تعاون کرنے والے ہوں۔ اور مربی بھی کامل عاجزی اور تقویٰ کے ساتھ صدر جماعت یا امیر جماعت سے بھرپور تعاون کرے۔

مقصد تو ہمارا ایک ہے کہ افراد جماعت کی تعلیم و تربیت، نظام جماعت کا احترام قائم کرنا، خلافت سے وابستگی پیدا کرنا اور توحید کا قیام کرنا۔ اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا۔ اس میں حدود اور اختیارات کا کیا سوال ہے۔ آپس میں ایک ہو کر کام کرنا چاہئے۔ اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس بنیادی ارشاد کو سامنے رکھنا چاہئے کہ تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِيمَانِ وَالْتِقَاؤُ (المائدة: 3)۔ یعنی نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ ہر ایک جانتا ہے کہ جماعت کی خدمت چاہے وہ کسی رنگ میں بھی کرنے کی توفیق مل رہی ہو اس سے بڑی اور کوئی نیکی نہیں ہے اور خدمت کے بجالانے کے لئے تقویٰ بھی ضروری ہے۔ جماعت کی خدمت میں تو تقویٰ ہی ہے جو حقیقی اور مقبول خدمت کی توفیق دے سکتا ہے۔ یہ کام تو ہے ہی اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اس کی رضا حاصل کرنے کا۔ پس مر بیان کے لئے بھی اور عہدیداران کے لئے بھی جو حدود قائم کی گئی ہیں وہ نیکی کا حصول اور تقویٰ پر چلنا ہے تاکہ جہاں آپس میں محبت اور اخوت کے رشتے قائم ہوں وہاں جماعت کی علمی اور روحانی ترقی میں بھی دونوں اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا کہ:

"تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِيمَانِ وَالْتِقَاؤُ" کا مطلب ہے "کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو" اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب جماعت کے افراد کا درد رکھتے ہوئے جماعتی عہدیدار بھی اور مر بیان بھی مل جل کر کام کریں۔ عملی کمزوریوں یا ایمانی کمزوریوں میں شریک ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خود بھی ویسے ہو جاؤ۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ عملی اور ایمانی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے جو صدر جماعت اور عہدیداروں کا دائرہ ہے وہ اس کے مطابق کرے اور جو مر بیان کا دینی علم میں بہتر ہونے اور تربیت

کے لئے خلیفہ وقت کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے کام ہے وہ اسے بجالائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید یہ وضاحت فرمائی کہ: "کوئی جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے....." پس نظام جماعت اس لئے بنایا جاتا ہے کہ افراد جماعت کی روحانی علمی اور جسمانی بہتری کے لئے پروگرام بنایا جائے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ "بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔" یہ جہاں عہدیداروں اور خاص طور پر صدران اور امراء کے افراد جماعت کے ساتھ تعلق میں ضروری چیز ہے وہاں صدر جماعت اور مربی کے تعلق کے لئے بھی بڑا ضروری ہے۔ نیکی اور تقویٰ کے ساتھ ایک دوسرے سے برتاؤ کی وجہ سے افراد جماعت کے سامنے نیک نمونے قائم ہوں گے جو افراد جماعت کی علمی اور روحانی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔

یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض دفعہ جہاں ذرا سا بھی صدر یا عہدیداران یا مربیان کے تعلقات میں کمی ہے یا کوئی ہلکا سا بھی شکوہ آپس میں پیدا ہوا ہے تو وہاں شیطان اندر گھسنے کی کوشش کرتا ہے اور نیکی اور تقویٰ کی جڑیں ہلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ کچھ مربی کے ہمدرد بن کر اسے کہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ صدر جماعت نے اچھا سلوک نہیں کیا اور کچھ لوگ صدر جماعت کو کہتے ہیں کہ مربی کو یہ رویہ نہیں اپنانا چاہئے تھا۔ جن لوگوں کی اصلاح صدر جماعت اور مربی کا کام تھا ان میں سے ہی بعض صدر اور مربی کے درمیان خلیج اور دوری پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نتیجہً لوگوں میں پھر بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "دیکھو وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے اور جب چار مل کر بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں۔" فرمایا "ایسا ہرگز نہیں چاہئے بلکہ اجماع میں چاہئے کہ قوت آجاوے۔" اکٹھے ہو جاؤ۔ ایک بن جاؤ تاکہ طاقت پیدا ہو۔ اس میں قوت پیدا کرو" اور وحدت پیدا ہو جاوے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں....."

فرمایا کہ "اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جاوے اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی، محبت، عفو اور کرم کو عام کیا جاوے اور تمام عادتوں پر رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کر لیا جاوے۔" انسان میں اور خاص طور پر عہدیداروں اور مربیان میں جتنی عادتیں ہیں جن کے ذمہ بہت بڑے کام ہیں ان کا یہ کام ہے۔ فرمایا کہ رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو ہر عادت پر حاوی کر لو۔ رحم سب سے زیادہ تمہارے اندر ہو۔ دوسروں کی ہمدردی سب سے زیادہ تمہارے اندر ہو۔ پردہ پوشی ایک دوسرے کی سب سے زیادہ تمہارے اندر ہو۔ فرمایا کہ "ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دل شکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔"

یہ حوالہ دینے کا یہ مطلب نہیں کہ خدا نخواستہ جماعتی عہدیداروں اور خاص طور پر صدر یا امیر اور مربی کے درمیان جماعت میں عموماً اختلافات پائے جاتے ہیں۔ نہیں، ہرگز یہ بات نہیں ہے۔ شاید اکاؤنٹا ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ کم از کم میرے علم میں سال میں ایک آدھ دفعہ ہی آتے ہیں۔ یہ تمام باتیں میں نے کھول کر اس لئے بتا دی ہیں کہ صدر، امیر اور مربیان کو پتا ہو کہ ان کا کام بڑا وسیع ہے اور ایک اہم مقصد ہمارے سامنے ہے اور اگر کبھی خدا نخواستہ آپس میں اختلاف پیدا ہو تو پھر وہ فوری طور پر حل ہونا چاہئے۔ کیونکہ بعض دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ آپس کا اختلاف آپس تک نہیں رہتا بلکہ افراد جماعت پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے اور شیطان، جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا، اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ دونوں یہ بڑا مقصد اپنے سامنے رکھیں کہ جماعت کی علمی، روحانی اور انتظامی تربیت کی جو ذمہ داری ان پہ ڈالی گئی ہے وہ دونوں نے مل جل کر ادا کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بڑا واضح یہ فرمایا ہے کہ صحیح نتائج اسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب آپس میں مل جل کر کام کرو۔ آپ نے فرمایا کہ "جو کام دو ہاتھ کے ملنے سے ہونا چاہئے وہ محض ایک ہی ہاتھ سے انجام نہیں ہو سکتا" فرمایا کہ "اور جس راہ کو دو پاؤں مل کر طے کرتے ہیں وہ فقط ایک ہی پاؤں سے طے نہیں ہو سکتا۔" فرمایا کہ "اسی طرح تمام کامیابی ہماری معاشرت اور آخرت کے تعاون پر ہی موقوف ہو رہی ہے۔ کیا کوئی اکیلا انسان کسی کام دین یا دنیا کو انجام دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کوئی کام دینی ہو یا دنیاوی بغیر معاونت باہمی کے چل ہی نہیں سکتا۔"

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 59)

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خاص طور پر وہ کام جس کا بہت بڑا اور عظیم مقصد ہے اس کے لئے تو آپس کا تعاون انتہائی ضروری ہے۔

(ماخوذ از براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 59)

پس نہ ہی صدر یا امیر کو تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھ کر اپنی مرضی چلانے کی کوشش کرنی چاہئے اور نہ ہی مربیان کو اپنی رائے صحیح سمجھ کر اس پر عمل کرنے یا کروانے کی کوشش کرنی چاہئے بلکہ تعاون سے کام کریں اور کیونکہ مربی کے ذمہ جماعت کی تربیت کی ذمہ داری ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اس کا دینی علم بھی زیادہ ہے یا عموماً ہوتا ہے اور ہونا چاہئے اور اسے دینی علم کو بڑھاتے بھی رہنا چاہئے اور روحانیت کو بڑھاتے رہنے کی بھی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ اس لئے اس کے تقویٰ کا معیار عام لوگوں سے زیادہ ہونا چاہئے۔ جب اس بات کو مربیان سمجھ لیں گے اور اس کے مطابق عمل کریں گے تو عہدیداروں اور افراد جماعت کے درمیان خود بخود مربیان کا ایک مقام بن جائے گا۔

صدر جماعت یا امیر جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں انتظامی سربراہ ہونے کی وجہ سے جماعت کے انتظامی نظام کو صحیح طور پر چلانے کی ان کی ذمہ داری ہے اور اس کام میں خلیفہ وقت نے ان کو اپنا نمائندہ بنایا ہوا

ہے۔ اسی طرح جماعت کی دینی اور روحانی بہتری اور ترقی اور اس کے لئے ممکنہ ذرائع استعمال میں لانے کی ذمہ داری مربیان کی ہے اور وہ اس معاملہ میں خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں۔ پس دونوں امراء بھی، صدران بھی، یعنی امراء اور صدران اور مربیان کا آپس کا تعاون ہونا چاہئے اور ایک سکیم کے تحت کام کرنا چاہئے تبھی جماعت کو انتظامی لحاظ سے وہ مضبوط کر سکیں گے اور روحانی اور علمی معیار بھی ترقی کرتے چلے جانے والے ہوں گے۔

پہلے بھی میں مختصر ذکر کر آیا ہوں دوبارہ کہہ دیتا ہوں کہ صدر اور امیر اور تمام جماعتی عہدیداران کا کام بلکہ ذمہ داری ہے کہ مبلغین بلکہ جتنے بھی واقفین زندگی ہیں ان کا ادب اور احترام اپنے دل میں بھی پیدا کریں اور افراد جماعت کے دلوں میں بھی پیدا کریں۔ ان کی عزت کرنا اور کروانا آپ لوگوں کا کام ہے تاکہ مربی اور مبلغ اور واقف زندگی کے مقام کی اہمیت واضح ہو اور زیادہ سے زیادہ نوجوان جماعتی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ بیشک خدمت دین کے لئے وقف کرنا اور مربی اور مبلغ بننا خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے لیکن یہ سمجھ بوجھ جو ہے، یہ فہم و ادراک جو ہے، یہ تدریجاً بڑھتا ہے۔ نوجوان واقفین کو مکمل طور پر اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کرنے کے لئے ظاہری محرک بھی چاہئے جو ان کے شوق کو ابھارے۔ یہ انسانی فطرت ہے اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور جب وقف اور جماعتی خدمت کا ادراک پیدا ہو جائے، (شروع میں تو محرک چاہئے)، لیکن جب یہ ادراک پیدا ہو جائے، جب اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر کام کرنے کی سمجھ آجائے تو پھر وقف کے ساتھ روحانی ترقی بھی ہوتی رہتی ہے۔ پھر ایک واقف زندگی دنیا کی طرف یاد نیاداروں اور دنیا والوں کے سلوک کی طرف نہیں دیکھتا اور نہ دیکھنا چاہئے اور یہی ایک حقیقی وقف کی روح ہے۔

پس صدران اور امراء اور عہدیداران مربیان کے ساتھ اور واقفین زندگی کے ساتھ رویوں میں انتہائی عاجزی اور تعاون کے جذبے کو بڑھائیں تاکہ آئندہ مربیان کا حصول آسان ہو اور نوجوانوں کے دلوں میں زیادہ سے زیادہ مربی اور مبلغ بننے اور زندگی وقف کرنے کی تحریک پیدا ہو۔ جیسا کہ میں نے کہا ہمیں بہت بڑی تعداد میں مربیان چاہئیں۔

واقفین نوجوانوں کو اور میدان عمل میں نوجوان مربیان کو بھی میں یہ کہنا چاہوں گا کہ دنیا چاہے آپ کے مقام کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ کوئی صدر، امیر یا عہدیدار بلکہ کوئی فرد جماعت بھی آپ کی عزت اور احترام کرے یا نہ کرے آپ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قربانی کرنے کا جو عہد کیا ہے اسے نیک نیتی سے نبھاتے رہیں۔ آپ کی نظر اس بات پر ہو کہ پہلے میرے ماں باپ نے پیدائش سے پہلے مجھے وقف کیا اور پھر جوانی میں قدم رکھ کر میں نے اپنے وقف کی تجدید کی اس لئے میں نے دنیا کی طرف نہیں دیکھا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی جماعت کی ضرورت کو دیکھا ہے۔ اس لئے میں جامعہ میں جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کروں گا۔ اور جب مربی بن گئے تو

پھر ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کے آگے ہی جھکنا ہے اور لوگوں کے رویوں کی کچھ پرواہ نہیں کرنی۔ یعنی انسان تو ویسے ہی ہمیشہ خدا تعالیٰ کے آگے ہی جھکتا ہے اور جھکنا چاہئے لیکن یہاں مراد یہ ہے کہ پھر یہ نہیں دیکھنا کہ عہدیدار کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر کوئی شکوے اور ایسی باتیں پیدا بھی ہو جائیں تب بھی بجائے بندوں سے اظہار کرنے کے خدا تعالیٰ کے آگے جھکنا ہے۔ لوگوں کے رویوں کی پرواہ نہیں کرنی۔

ایک واقف زندگی زندگی بھر کا وقف کرتا ہے۔ اس نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر کام کرنے کے لئے پیش کر دی جبکہ ایک عہدیدار چند سال کے لئے عارضی طور پر عہدیدار بنایا جاتا ہے۔ پس اگر وہ یعنی عہدیدار جماعت کے لئے مفید وجود نہیں بنتا اور تعاون کی بجائے مسائل پیدا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ ایسے عہدیدار سے اللہ تعالیٰ جان چھڑا دے۔ کیونکہ مر بیان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ عہدیداروں کے لئے دعا بھی کیا کریں کہ وہ صحیح رستے پر چلنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب بھی ہے اور سب طاقتوں کا مالک بھی ہے۔ اس کے نزدیک اگر عہدیدار کو اس کے عہدہ سے ہٹانا بہتر ہو تو یہ کر دے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس عہدیدار کی بعض دوسری خوبیوں کی وجہ سے خدمت میں رہنا بہتر ہے تو یہ کمزوریاں جو بعض مسائل پیدا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتے ہوئے ان کی اصلاح کر دے گا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مربی نے تو ہر جگہ تعاون کرنا ہے اور دعا کرنی ہے۔

اسی طرح میں عہدیداروں اور مر بیان دونوں کو یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہم افراد جماعت سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے گھروں میں عہدیداروں کے متعلق باتیں نہ ہوں یعنی منفی باتیں تو پھر صدران اور امراء اور عہدیداران اور اسی طرح مر بیان کو بھی ہمیشہ اس بات کی پابندی کرنی چاہئے کہ ان کے گھروں میں بھی ایک دوسرے کے متعلق کسی قسم کی منفی باتیں نہ ہوں۔ ہاں مثبت باتیں بیشک ہوں تاکہ مر بیان کی نسلوں میں بھی اور عہدیداران کی نسلوں میں بھی نظام جماعت اور واقفین زندگی اور کسی بھی رنگ میں جماعت کی خدمت کرنے والوں کا احترام پیدا ہو۔

عہدیداران اور خاص طور پر صدران اور امراء یہ بھی یاد رکھیں کہ افراد جماعت کے لئے بھی ہمیشہ پیار اور محبت کے پڑ پھیلایں۔ کسی قسم کا عہدہ ملنا آپ کا کوئی حق نہیں تھا، نہ ہے۔ یہ خالصہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی بڑی عاجزی سے قدر کریں اور خلیفہ وقت نے آپ پر جو اعتماد کیا ہے اور اعتماد کرتے ہوئے اس پیاری جماعت کی نگرانی کا کام سپرد کیا ہے اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ صدر اور عہدیدار اپنی جماعت کے ہر فرد بڑے اور چھوٹے کو یہ احساس دلائیں کہ وہ محفوظ پروں کے نیچے ہے جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں میں لے لیتی ہے۔ ہمیشہ ہر ایک سے نرمی سے اور مسکراتے ہوئے بات کریں۔ دفتر کی کرسی آپ میں تکبر کے بجائے عاجزی پیدا کرنے والی ہو۔ ہر عہدیدار کے بھی اور ہر مربی کے بھی دروازے ہر شخص کے لئے

کھلے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ روایت میں آتا ہے کہ آپ ہمیشہ مسکرا کر ملا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب التبسم والضحک حدیث 6089)

اسی طرح بعض لوگوں کو یہ بھی شکوہ ہوتا ہے کہ ہمارا کوئی معاملہ جماعتی نظام کے پاس جاتا ہے تو پھر مہینوں اس کا پتا نہیں چلتا حالانکہ میں گزشتہ سال میں بھی کئی دفعہ خطبہ میں اس بارے میں یاد دہانی کرا چکا ہوں۔ معاملات کو نپٹانے میں جلدی کیا کریں۔ لڑکایانہ کریں۔ دوسرے اگر معاملہ کسی وجہ سے مجبوراً لمبا ہو رہا ہے جس کی بعض دفعہ جائز وجہ ہوتی ہے تو جو ضروری تحقیق تھی اگر وہ مکمل نہیں ہو رہی تو پھر متاثرہ فریق کو یا شکایت کنندہ کو یا اگر دونوں فریقین ہیں تو ان کو بتادیں کہ کچھ دیر لگے گی۔ ان کے خط کو بہر حال acknowledge کرنا چاہئے۔ اگر متاثرین کو جواب دے کر تسلی کروادی جائے اور عہدیدار خاص طور پر صدر اور امراء مسکراتے چہرے کے ساتھ لوگوں کو ملیں تو متاثرہ فریق کی آدھی کوفت دور ہو جاتی ہے اور آدھے شکوے ختم ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں چھوٹی سے چھوٹی بات سمجھا دی کہ کیسے ہمارے اخلاق ہونے چاہئیں۔ اگر ان پر عمل کریں تو صدران، امراء اور عہدیداران سے جو لوگوں کو یہ شکوہ ہوتا ہے کہ ان کے رویے سے بے چینیاں پیدا ہوتی ہیں، وہ بے چینیاں پیدا نہ ہوں۔ دوسروں سے خوش خلقی سے پیش آنے کے بارے میں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو چاہے وہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنے کی نیکی ہو۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب استحباب طلاق الوجه عند اللقاء حدیث 2626)

اللہ تعالیٰ تو ہر عمل کی جزا دیتا ہے۔ خوش خلقی سے پیش آنا بھی انسان کی نیکیوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ پس ہر ایک کو ہر ذریعہ سے اپنی نیکیوں کے پلڑے کو بھاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عہدیداروں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت کا کوئی عہدہ بھی کسی قسم کی بڑائی پیدا کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ عاجزی میں بڑھانے کے لئے ہے۔ اس لئے ہر فیصلہ اور ہر کام اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اور انتہائی عاجزی سے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب اختیار اور حاکموں کو جو تنبیہ فرمائی ہے اگر ہر عہدیدار اسے سامنے رکھے تو یقیناً اپنے کام کے معیار اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا ہے۔ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی اور اپنے فرائض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا۔

(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب من استرعى رعية فلم ينصح حدیث 7151)

یہ دیکھیں کتنا سخت انذار ہے اور انسان کو ہلا دینے والا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اور آخرت پر یقین ہو تو ہر عہدیدار اپنا ہر کام انتہائی خوف کی حالت میں کرے۔

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سے زیادہ محبوب اور اس کے زیادہ قریب انصاف پسند حاکم ہو گا اور سخت ناپسندیدہ اور سب سے زیادہ دور ظالم حاکم ہو گا۔

(سنن الترمذی ابواب الاحکام باب ما جاء فی الامام العادل حدیث 1329)

پس اپنی ذمہ داریوں کو انتہائی باریکی سے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تبھی انصاف کے تقاضے بھی پورے ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو حاجتمندوں، ناداروں، غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضروریات کے لئے آسمان کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔

(سنن الترمذی ابواب الاحکام باب ما جاء فی امام الرعیۃ حدیث 1332)

پس امیر سے لے کر ایک چھوٹے سے حلقے کے عہدیدار تک ہر ایک عہدیدار کا کام ہے کہ نظام جماعت جو خلیفہ وقت کے گرد گھومتا ہے اور عہدیدار اس کی نمائندگی میں ہر جگہ مقرر کئے گئے ہیں اپنے فرائض پورے کریں۔ خدا تعالیٰ سے ہمیشہ اس کا فضل مانگتے رہیں۔

اسی طرح ذیلی تنظیموں کے عہدیدار بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھیں۔ ذیلی تنظیمیں بھی، انصار بھی، لجنہ بھی، خدام بھی، ہر سطح پر فعال ہوں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد تنظیموں کے قیام کا یہ تھا کہ جماعت کا ہر طبقہ فعال ہو جائے اور مختلف ذرائع سے جماعت کی ترقی کی کوشش ہوتی رہے اور افراد جماعت کے ہر طبقہ تک پہنچا جاسکے۔ عورتوں تک بھی، بچوں تک بھی، نوجوانوں تک بھی، بوڑھوں تک بھی تاکہ خلیفہ وقت کو ہر ذریعہ سے خبر بھی پہنچتی رہے۔ اس بارے میں بھی اس کو علم ہوتا رہے کہ جماعت کی کیا حالت ہے۔ پس ہر عہدیدار جو ہے، وہ خدمت دین کو اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتے ہوئے کرے اور ایک دوسرے سے تعاون بھی کریں۔ نظام جماعت صدران، امراء اور ذیلی تنظیموں کا بھی ایک دوسرے سے باہمی تعاون ہونا چاہئے۔ اگر یہ باہمی تعاون ہو اور تمام ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام بھی فعال ہو تو جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔

ایک بات یہ بھی ہر عہدیدار یاد رکھے کہ اگر کسی کے اپنے خلاف بھی شکایت ہو، کسی عہدیدار کے خلاف اس کو یا اس کے خلاف اس کو شکایت پہنچے یا اس کے خلاف کوئی اس کے سامنے بات کرے تو اس کو سننے کا حوصلہ ہونا چاہئے۔ عہدیداروں میں سب سے زیادہ برداشت ہونی چاہئے اور بات کرنے والے سے بدلہ لینے کی بجائے سب سے

پہلے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے، اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کہیں میرے میں یہ برائی ہے تو نہیں۔ یہ ٹھیک کہہ رہا ہے یا صحیح کہہ رہا ہے۔ یہ بات بھی انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ضروری ہے۔

افراد جماعت سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ وہ بھی اپنے تقویٰ کے معیار بڑھائیں۔ نیکی اور تقویٰ میں تعاون کا انہیں بھی حکم ہے۔ اگر افراد جماعت کے نیکی اور تقویٰ کے معیار زیادہ ہوں گے تو عہدیدار خود بخود نیکی اور تقویٰ پر چلنے والے ملتے جائیں گے۔ پس ہر شخص کو اپنا جائزہ لینے کی بھی ضرورت ہے کہ اس کی نیکی اور تقویٰ کے کیا معیار ہیں اور کیا وہ اس میں اضافے کی کوشش کر رہا ہے یا نہیں۔ ہر فرد جماعت کو اپنا فرض بھی پورا کرنا چاہئے جو اس کے ذمہ اطاعت کے حوالے سے کیا گیا ہے۔ یہ ایک بڑا فرض ہے جو ہر فرد جماعت کے سپرد بھی ہے کہ تم اطاعت کرو۔ آپ کی اطاعت کے نمونے جہاں آپ کو جماعت سے تعلق میں بڑھائیں گے، وہاں آپ کی نسلوں کو بھی جماعت سے منسلک رکھیں گے۔ اگر نسلوں کے تقویٰ کے، نیکی کے معیار بلند ہوں اور بڑھتے چلے جائیں تو پھر آئندہ نسلوں میں تقویٰ پر چلنے والے عہدیدار بھی ملتے چلے جائیں گے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی اپنے دلوں میں قائم کریں اور اپنی نسلوں کے دلوں میں بھی بٹھادیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کرنا ہے اور تنگدستی اور خوشحالی اور خوشی میں اور ناخوشی اور حق تلفی اور ترجیحی سلوک غرض ہر حالت میں حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنی ہے۔

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ سترون بعدی اموراً تنکرونها حدیث 7056)

جماعت میں کوئی دنیاوی حاکم تو ہے نہیں لیکن نظام جماعت کی اطاعت بھی اسی روح سے ہونا ضروری ہے کہ چاہے ہمارے خلاف بات ہے یا ہمارے حق میں ہے ہم نے اطاعت کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی ہے، اور اگر سمجھتے ہیں کہ انصاف نہیں ہے تو یہ کوشش کرنی ہے کہ اگر خلیفہ وقت تک یا بالاحکام تک پہنچایا جاسکتا ہے تو بات پہنچانی ہے۔ لیکن کسی بھی طرح کی بغاوت نہیں ہونی چاہئے۔

ہمیشہ ہر وقت یہ دعا کرتے رہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق دینی طور پر بھی اور دنیاوی طور پر بھی ایسے نگران عہدیدار اور حاکم ملیں جو ہم سے محبت کا سلوک کرنے والے ہوں اور جن سے ہم محبت رکھتے ہوں۔ وہ ہمارے لئے دعائیں کرنے والے ہوں اور ہم ان کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں اور پھر ہم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے موجب بنیں جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ آج جبکہ میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں میں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب فی فضل الحب فی اللہ تعالیٰ حدیث 2566)

پس جس کو اللہ تعالیٰ کے سائے میں جگہ مل جائے اس کو تو دونوں جہان کی نعمتیں مل گئیں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارا ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔ ہم اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی جماعت میں شمولیت کا حق ادا کرنے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت کے افراد سے جو توقعات تھیں ان کے مطابق عمل کرنے والے ہوں۔

ان کے بارے میں ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ

ٹھہرو....." فرمایا "سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 48 اشتہار نمبر 188 اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کے لئے ایک ضروری اشتہار)

(سچائی کے معیار بہت بلند ہو جائیں۔) فرمایا "تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ

ہو۔" (یعنی وہ ہنسی جو استہزاء کے رنگ میں کی جاتی ہے۔ لوگوں کے مذاق اڑائے جاتے ہیں۔) "اور نیک دل اور پاک

طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 47 اشتہار نمبر 188 اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کے لئے ایک ضروری اشتہار)

انتہائی عاجزی ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنی حالتوں کو اس طرح بناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی

رحمت کے سائے میں آنے والے ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 31 مارچ 2017ء 06 تا اپریل 2017ء جلد 24 شمارہ 13 صفحہ 08 تا 05)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 17 مارچ 2017ء بمطابق 17 امان 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:

آنجل ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی اور ترقی یافتہ دنیا میں انتہائی دائیں بازو کی سیاسی جماعتیں یا Far-rights جسے کہتے ہیں یا نسل پرست یا قوم پرست سیاستدانوں کی اور پارٹیوں کی پذیرائی بڑی بڑھتی جا رہی ہے۔ ان کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ تجزیہ نگار بھی اس بارے میں بہت کچھ لکھتے ہیں کہ جو موجودہ حکومتیں ہیں جو بائیں بازو کی حکومتیں کہلاتی ہیں یا امیگریشن پالیسیز میں اتنی زیادہ سخت نہیں ہیں ان حکومتوں کی امیگریشن پالیسیز کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور اس کے علاوہ بھی کچھ وجوہات ہیں۔ لیکن ان سب باتوں کی تان آکر مسلمانوں پر ٹوٹی ہے کہ مسلمانوں کو ان ممالک میں آنے پر Ban ہونا چاہئے۔ ان کو روکا جانا چاہئے کیونکہ یہ ہمارے اندر جذب نہیں ہوتے اور علیحدہ رہتے ہیں اور اپنے مذہب اسلام پر عمل کرتے ہیں جو کہ اُن کے خیال میں شدت پسندی کا مذہب ہے۔ یا پھر یہ کہا جاتا ہے کہ اگر یہاں ہمارے میں رہنا ہے تو ان کو اپنا مذہب اور اپنی روایات کو چھوڑ کر ہمارے طریقوں اور ہمارے رہن سہن کو اپنانا ہو گا۔ اگر اس طرح نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمارے اندر جذب ہونا نہیں چاہتے اور جب اپنی انفرادیت یا مذہبی حیثیت قائم رکھتے ہیں یا رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ملک کے لئے خطرناک ہو سکتے ہیں۔ عجیب جاہلانہ باتیں ہیں کہ مسلمانوں کی مسجد کے مینار ہمارے لئے خطرہ ہیں۔ ان کی عورتوں کے حجاب ہمارے لئے خطرہ ہیں۔ ان کی عورتوں کا مردوں سے مصافحہ نہ کرنا ہمارے لئے خطرہ ہے۔ یہاں یو۔ کے میں تو اکاؤنٹا سیاستدان ہی شاید اس قسم کی باتیں کرتے ہوں لیکن دوسرے ممالک میں اس بارے میں بہت شور ہے اور پھر ہر روز سیاستدانوں کے اس بارے میں بیان آرہے ہیں۔ اور پھر یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ دیکھو مسلمانوں کا ہمارے لئے خطرہ ہونا اس بات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان ممالک میں شدت پسندی اور لاقانونیت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور یہاں ہمارے ملک میں بھی شدت پسندوں کے حملے

مسلمانوں کی طرف سے ہی زیادہ تر ہو رہے ہیں۔

ان کی باقی باتیں تو اسلام کی مخالفت میں ہیں لیکن بد قسمتی سے یہ بات ان کی صحیح ہے کہ مسلمان ممالک میں شدت پسندی ہے اور یہاں حملے بھی ہو رہے ہیں اور یہ بات جو ہے، یہ اعتراض جو ہے یہ بھی، جیسا کہ میں نے کہا، مسلمانوں کی طرف سے ان کے ہاتھ میں دیا گیا ہے کیونکہ مسلمان ممالک میں دہشتگردی بھی بہت زیادہ ہے، شدت پسندی بھی ہے اور یہاں حملے بھی ہو رہے ہیں۔

قطع نظر اس کے کہ شدت پسند گروہوں اور مسلمان ممالک میں باغی گروہوں کو ہتھیار مغربی ممالک سے ہی ملتے ہیں اور اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے اور اسلام کے خلاف جو بغض ہے اس کے اظہار کے لئے بعض طاقتوں نے بڑی ہوشیاری سے ان گروہوں کو منظم کیا ہے۔ ایک طرف حکومتوں کو ظاہری اور خفیہ مدد دی جا رہی ہے اور دوسری طرف باغیوں کی اور اسی طرح شدت پسند گروہوں کی کسی نہ کسی طریقے سے مدد کی جاتی ہے۔ اگر یہ مدد نہ ہو تو کوئی گروہ یا حکومت اتنا لمبا عرصہ لڑائی نہیں لڑ سکتے۔

بد قسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں کو جب بھی نقصان پہنچا ہے مسلمانوں کے اپنے عمل اور سازشوں اور بغاوتوں اور ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے اور ذاتی مفادات کو قومی اور ملی مفادات پر ترجیح دینے سے ہی پہنچا ہے۔ اسلام کی تعلیم کو بھولنے اور اپنے مقصد کو نظر انداز کرنے سے ہی پہنچا ہے۔ بجائے اس کے کہ اپنی روحانی حالت کو بہتر کرتے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی پیروی کرتے دنیا کے لالچ اور دنیاوی وجاہت اور مقاصد حکمرانوں کے بھی، دوسرے سیاستدانوں کے بھی اور علماء کی بھی ترجیح بن گئے ہیں اور علماء نے اُمت کو مزید ظلمت کی گہرائیوں میں دھکیلنے میں اپنا کردار مذہب کی آڑ میں ادا کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ زمانے کی حالت کو دیکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان حالات کا جو تقاضا تھا ان پر غور کرتے اور یہ دیکھتے کہ ہم ایسے حالات میں اس شخص کی تلاش کریں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ایسے حالات میں وہ ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا اور اسلام کی ساخت کو اور مسلمانوں کے ایمان کو دوبارہ قائم کرے گا۔ یہ لوگ نہ صرف اس بات سے لاپرواہ ہو گئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت میں اس قدر بڑھ گئے کہ دنیا کے ہر مسلمان ملک میں جا جا کر بلکہ غیر مسلموں میں بھی جا جا کر اس کے خلاف بغض و عناد اور دشمنی کی ایسی انتہا کی جس کی کوئی حد نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق جس کو بھیجا تھا اس کے ماننے والوں پر بھی ظلم و تعدی کی انتہا کر دی۔ پاکستان میں تو قانون کی آڑ میں یہ ظلم و تعدی کے بازار گرم ہیں۔ وہاں تو کئی سالوں سے، بلکہ کئی دہائیوں سے کہنا چاہئے، ہو ہی رہا ہے۔ بعض اور اسلامی ممالک میں بھی ملّاں کے خوف اور ظالم افسروں کی وجہ سے احمدی مشکلات کا شکار رہے اور ہو رہے ہیں یا ان کو گزرنا پڑا۔ بعض جگہ اب نسبتاً حالات بہتر بھی ہو رہے

ہیں۔ کتنا عرصہ رہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فضل کرے اور ہمیشہ رہیں اور احمدی محفوظ رہیں لیکن آجکل الجزائر میں یہ ظلم بڑھ رہا ہے۔ پولیس احمدیوں کو ہراساں کر رہی ہے۔ عدالتیں اپنی مرضی کے فیصلے کر کے احمدیوں کو جیلوں میں ڈال رہی ہیں اور بعض کو ایک سال سے تین سال تک کی جیل کی سزا ملی ہے صرف اس لئے کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے آنے والے امام کو مان لیا ہے اور اس لئے مان لیا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے۔ یہ لوگ جو جیل میں ہیں یا جن کو سزا دی گئی ہے یا سزا کا انتظار کر رہے ہیں اور پولیس کسٹڈی (Custody) میں ہیں یا جن کو ہراساں کیا گیا ان کی تعداد بھی دو سو سے اوپر ہے اور سب نے باوجود ان سختیوں کے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ جو بھی سختی ہم پر کر لیں ہم اپنے ایمان سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں۔

پس احمدی تو جب اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات پر ترجیح دینی ہے ہر دوسری چیز پر ترجیح دینی ہے، اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی بھی کرنی پڑی تو کرنی ہے تو پھر اس کے ایمان سے اس کو کوئی نہیں ہلا سکتا۔ لیکن یہ لوگ جو ظلم کر رہے ہیں اور اسلام کے نام پر اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ظلم ہو رہے ہیں وہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو دیکھ رہا ہے اور مظلوم کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے عرش پر پہنچ رہی ہیں اور پہنچتی ہیں۔ اس کی عدالت نے جب فیصلہ کیا تو ان ظالموں کی نہ دنیا رہے گی نہ آخرت۔ پس ان کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھی ڈرنا چاہئے اور بجائے احمدیوں پر مظالم ڈھانے کے اپنی حالتوں کو دیکھیں۔ یہ لوگ اسلام کی خوبصورت تعلیم کی بدنامی کا جو باعث بن رہے ہیں، یہ دیکھیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگیوں کا یہ مقصد بتایا تھا؟

یہ علماء جن کے فتوؤں کے پیچھے حکمرانوں اور دوسرے عدالتوں کے قاضی اور جج چل رہے ہیں اگر اسلام کا درد رکھنے والے ہوتے تو پھر اسلام کی ایسی حالت میں جب ہر طرف سے اسلام پر اعتراض ہو رہے ہیں سب علماء ایک ہو کے سوچتے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے تو اسلام کے تمام دنیا میں پھیلنے کے ہیں لیکن یہاں تو الٹا اسلام ان حرکتوں سے بدنام ہو رہا ہے۔ یہ کیا وجہ ہے؟ کیا دہشتگرد اور شدت پسند تنظیموں کے ذریعہ غلبہ ہو گا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ قتل و غارت کر کے اسلام کو پھیلاؤ؟ کیا اسلام کے پاس براہین اور دلائل نہیں ہیں جن سے یہ پھیلا یا جائے؟ کیا صرف تلوار سے مخالف فرقوں کے لوگوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں اور معصوم عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے اور بوڑھوں کو قتل کر کے اسلام کی خدمت ہوگی؟

اگر یہ ان کی سوچ ہے اور اکثر علماء کے جو تشددانہ عمل ہیں ان سے یہی نظر آتا ہے کہ یہی ان کی سوچ ہے تو پھر یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے نافرمان ہیں۔ ایسے عمل اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے ضرور مورد بنا سکتے ہیں۔ احمدیوں پر ظلم کر کے اور اسلام کے نام پر غلط کام کر کے ان کو کامیابی تو ملنی نہیں۔

اپنی حکومت اور طاقت کے بل بوتے پر جسے یہ اپنی کامیابی سمجھ رہے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور بھی حاضر ہونا ہے اور وہاں ان ظلموں کا جواب بھی دینا ہو گا۔

مسلمانوں کی حالت بھی اس وقت عجیب ہوئی ہوئی ہے۔ ایک طرف تو نام نہاد مولویوں کا طبقہ ہے یا شدت پسند لوگوں کا طبقہ ہے جس نے جیسا کہ میں نے کہا ہر طرف اسلام کے نام پر اپنوں اور غیروں کے خلاف فساد برپا کیا ہوا ہے۔ اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو ان کے رد عمل کے طور پر یا مغربی اور دنیا داری کے اثر کے تحت مذہب سے لاتعلقی ہیں۔ اعتماد سے اسلامی تعلیم کی خوبیوں کو بیان کرنے کے بجائے یا لاتعلقی ہیں یا خوفزدہ ہیں۔ بعض چیزوں میں اسلامی تعلیم کی خوبیوں کو بیان کرنے کے بجائے اور دنیا داروں کی باتوں کو غلط کہنے کی بجائے ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں اور اسلامی تعلیم کی غلط توجہیں اور وضاحتیں پیش کرتے ہیں کہ یہ نہیں، اس کا مطلب تو یہ تھا یا یہ تھا۔ ان لوگوں پر دنیا کا خوف اللہ تعالیٰ کے خوف پر غالب ہے۔ اسی طرح بعض سیاست دان حکمران ہیں۔ دین سے ان کا لوگوں کا کچھ واسطہ نہیں ہے۔ وہ اگر مولوی سے متفق نہ بھی ہوں تو اپنی کرسی کے چھن جانے کے خوف سے کہیں مولوی لوگوں کو ہمارے خلاف نہ بھڑکا دے یہ بزدلی اور اپنی دنیاوی اغراض کی وجہ سے جو ان پر غالب آ جاتی ہیں، خاموش ہیں۔ گویا کہ مسلمانوں میں سے ہر وہ طبقہ جس نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کا انکار کیا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں سے دور چلا گیا ہے۔ چاہے وہ مذہب کے نام پر اپنی دوکان چمکانے والے مولوی ہیں۔ الزام تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کر کے دوکانداری بنائی ہوئی ہے لیکن حقیقت میں ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کو آسان کمائی اور دوکان چمکانے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ دلیل ان کے پاس ہے کوئی نہیں جس کی وجہ سے آپ اکثر دیکھیں گے کہ گالیاں ہی دیتے ہیں۔ بہر حال مذہب کے نام پر یہ دوکانداری کرنے والا طبقہ ہے یا دنیا داری کی خاطر مذہب کو ثانوی حیثیت دینے والا طبقہ ہے یہ سب لوگ نام کے مسلمان ہیں۔ اسلام کی حقیقی تعلیم سے ان کا کوئی بھی واسطہ نہیں ہے۔

ایسے حالات میں احمدیوں کو سوچنا چاہئے کہ جب انہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے تو ان پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مخالفین نے ان پر ظلم تو کرنے ہی ہیں اور اسی طرح مذہب سے دور ہٹے ہوئے جو لوگ ہیں اور خدا تعالیٰ کا انکار کرنے والے جو ہیں انہوں نے بھی اس وقت ہماری مخالفت کرنی ہے جب ہم ان کی ان باتوں کے خلاف بات کریں گے جو وہ آزادی کے نام پر غلط باتیں کرتے ہیں یا قوانین بناتے ہیں، تب ان لوگوں نے ہمارے خلاف ہونا ہے۔ پس کیا ایسے میں ہم خوفزدہ ہو کر چپ ہو جائیں یا ایمانی کمزوری دکھاتے ہوئے ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگ جائیں۔ اگر ہم نے بھی ایسا ہی کرنا ہے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا کیا

فائدہ؟ ہمیں تو آپ نے آکر یہ بتایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق چلنا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی ہے۔ اپنے ایمان کو بھی ضائع نہیں کرنا اور فساد کو بھی پیدا نہیں ہونے دینا۔ اور ساتھ ہی یہ چیز بھی سامنے رکھنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا بھی ہے تاکہ توحید کا قیام ہو اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلایا جائے اور دنیا کی اکثریت اس تعلیم کی قائل ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو ہماری رہنمائی فرمائی ہے اس کے مطابق چلو اور وہ یہ ہے کہ اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔ (النحل: 126) یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان کے ساتھ ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔

پس تبلیغ کے لئے، اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلانے کے لئے، اسلامی احکامات کی حکمت بتانے کے لئے دلیل کے ساتھ بات کی ضرورت ہے نہ کہ اُس طرح جس طرح یہ آجکل کے نام نہاد علماء یا شدت پسند گروہ کر رہے ہیں۔ تلوار کے ساتھ اسلام پھیلانے کا اللہ تعالیٰ نے کہیں حکم نہیں دیا۔ پھر جو دنیا دار ممالک ہیں اور جو حکومتیں ہیں ان میں بھی بعض ایسی باتیں رائج ہو گئی ہیں یا ایسی باتوں کو قانون تحفظ دیتا ہے جن کی مذہب اجازت نہیں دیتا اور مذہب کے نزدیک وہ نہ صرف اخلاق سے گری ہوئی باتیں ہیں بلکہ گناہ بھی ہیں ان کے بارے میں اگر ہم نے بات کرنی ہے اور اگر دوسرا فریق اس پر غصہ میں آتا ہے تو عارضی طور پر اس بات کو ٹالا جاسکتا ہے، وہاں سے سلام کر کے اٹھا جاسکتا ہے۔ یہی اس وقت حکمت کا تقاضا ہو گا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اس لئے کہ یہ قانون بن گیا یا دوسرا فریق غصہ میں آ گیا ہم ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگ جائیں۔ اگر خوفزدہ ہو کر یا دنیاداری سے متاثر ہو کر ہاں میں ہاں ملاتے ہیں تو یہ غلط ہے اور پھر ہم اس گناہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "آیت جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کا یہ منشاء نہیں ہے کہ ہم اس قدر نرمی کریں کہ مدافعت نہ کر کے خلاف واقعہ بات کی تصدیق کر لیں۔"

(تزیان القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 305 حاشیہ)

پس حکمت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بزدلی دکھائی جائے بلکہ حکمت حق بات کو بغیر فساد کے کہنے میں ہے یا ایسے طریقے سے بات کی جائے کہ جس سے فساد پیدا نہ ہو اور جو اس بات کے کرنے کا حق ہے وہ بھی ادا ہو جائے۔ پس ایک مومن کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ بزدلی اور حکمت میں کیا فرق ہے۔ جو اسلام کے واضح حکم ہیں اور جن کو اسلام غلط کہتا ہے اس کو ہم نے نہیں کرنا اور غلط ہی کہنا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ قانون کو ہاتھ میں لے کر لڑائی بھی نہیں کرنی۔

پھر ایک جگہ اس بارے میں مزید وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"جب تُو کسی..... کے ساتھ بحث کرے تو حکمت اور نیک نصیحتوں کے ساتھ بحث کر جو نرمی اور تہذیب سے ہو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بہتیرے اس زمانے کے جاہل اور نادان مولوی اپنی حماقت سے یہی خیال رکھتے ہیں کہ جہاد اور تلوار سے دین کو پھیلانا نہایت ثواب کی بات ہے اور وہ درپردہ اور نفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایسے خیال میں سخت غلطی پر ہیں اور ان کی غلط فہمی سے الہی کتاب پر الزام نہیں آسکتا۔" اگر وہ ایسی باتیں کرتے ہیں تو ان کی غلطی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر الزام آئے۔ فرمایا کہ "واقعی سچائیاں اور حقیقی صداقتیں کسی جبر کی محتاج نہیں ہوتیں بلکہ جبر اس بات پر دلیل ٹھہرتا ہے کہ روحانی دلائل کمزور ہیں۔ کیا وہ خدا جس نے اپنے پاک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہ وحی نازل کی کہ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ (الاحقاف: 36) یعنی تُو ایسا صبر کر کہ جو تمام اولو العزم رسولوں کے صبر کے برابر ہو۔ یعنی اگر تمام نبیوں کا صبر اکٹھا کر دیا جائے تو وہ تیرے صبر سے زیادہ نہ ہو۔ اور پھر فرمایا کہ لَا اكْرَاهُ فِي الدِّينِ (البقرة: 257) یعنی دین میں جبر نہیں چاہئے اور پھر فرمایا کہ اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ یعنی..... حکمت اور نیک وعظوں کے ساتھ مباحثہ کر، نہ سختی سے۔ اور پھر فرمایا وَالْكُظَيْمِ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران: 135) یعنی مومن وہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یادہ گو اور ظالم طبع لوگوں کے حملوں کو معاف کر دیتے ہیں اور یہودگی کا یہودگی سے جواب نہیں دیتے۔" فرمایا کہ "کیا ایسا خدا یہ تعلیم دے سکتا تھا کہ تم اپنے دین کے منکروں کو قتل کر دو اور ان کے مال لوٹ لو اور ان کے گھروں کو ویران کر دو۔ بلکہ اسلام کی ابتدائی کارروائی جو حکم الہی کے موافق تھی صرف اتنی تھی کہ جنہوں نے ظالمانہ طور سے تلوار اٹھائی وہ تلوار ہی سے مارے گئے اور جیسا کیا ویسا اپنا پاداش پالیا۔" فرمایا کہ "یہ کہاں لکھا ہے کہ تلوار کے ساتھ منکروں کو قتل کرتے پھر وہ یہ تو جاہل مولویوں اور نادان پادریوں کا خیال ہے جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں۔"

(تبلیغ رسالت (مجموعہ اشتہارات) جلد 3 صفحہ 194 تا 196 حاشیہ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ النحل آیت 126)

جو مولوی ہیں اسلام کے پھیلانے کے نام نہاد علمبردار بنے پھرتے ہیں یا وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں یا جو اسلام کے مخالف لوگ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اسلام کہتا ہے کہ منکروں کو قتل کرو۔ (حالانکہ یہ) کہیں نہیں لکھا۔

پس یہ ہے اسلام کی تعلیم جس پر دوسرے مسلمان تو عمل نہیں کرتے یا اس لئے کہ ان کو اسلام کا پیغام پہنچانے سے دلچسپی نہیں ہے یا اس لئے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: نادان اور جاہل مولوی ہیں۔ لیکن ہم نے مسلمانوں میں بھی اور غیر مسلموں میں بھی یہ تعلیم عام کرنی ہے۔ اس لئے اپنے اپنے حلقے میں، اپنے اپنے دائرے میں ہر احمدی کو اس طرف توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ پہلے اگر یہ لوگ چھپے ہوئے تھے اور نفاق کی زندگی گزار رہے تھے لیکن اسلام کی شدت پسند تعلیم کا نظریہ رکھتے تھے تو اب ایسے گروہ ہیں جو کھلے عام ایسی

باتیں کرتے ہیں اور پھر غیروں کو ہی نہیں بلکہ مسلمان مسلمان کی گردن کاٹ رہا ہے اور اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ احمدیوں کے خلاف تو یہ سب ہیں ہی۔ ایک فرقہ دوسرے فرقے کے خلاف اور ایک گروپ دوسرے گروپ کے خلاف بھی قتل و غارت گری کر رہا ہے۔ ایسے میں احمدیوں کا کام بہت بڑھ گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لٹائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دو نوجو جمع نہیں ہو سکتے۔" فرمایا "جو مغضوب الغضب ہوتا ہے۔ اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے۔ جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 126-127)

پس جب غضب اور جنون ہو جائے تو انسان پھر عقل کی باتیں نہیں کرتا اور یہی ہم غیروں میں دیکھتے ہیں۔ ہمارے خلاف تو مولوی ہر جگہ یہ عمل دکھا رہا ہے اور اس کا یہ عمل صرف ہمارے خلاف ہی نہیں ہے، اسلام کو بھی بدنام کر رہا ہے۔ جب ہم تبلیغ کرتے ہیں اور اسلام کی پُر امن تعلیم دنیا کو بتاتے ہیں تو اسلام مخالف طاقتیں جو ہیں ہمیں ہمیشہ یہی جواب دیتی ہیں کہ ٹھیک ہے تم پُر امن ہو گے لیکن تمہیں تو مسلمان اکثریت مسلمان ہی نہیں سمجھتی لہذا تم اسلام کی نمائندگی نہیں کر سکتے۔

پس ان حالات میں ہمارے چیلنج مزید بڑھ جاتے ہیں اور ہر احمدی کو اس بارے میں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا ہر فعل اور عمل اسلام کا نمونہ ہو۔ اگر تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو پھر بھی اس کا قول و فعل اسلام کا پیغام پہنچانے والا ہو۔ پھر تبلیغ کے لئے ہمیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکمت کی اس بات کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ دلوں کی کچھ خواہشیں اور میلان ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ کسی وقت بات سننے کے لئے تیار رہتے ہیں اور کسی وقت اس کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ کبھی انسان کوئی بات سننے کے لئے تیار ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا) اس لئے لوگوں کے دلوں میں ان میلانات کے تحت داخل ہو کر وہ یہ دیکھا کرو کہ اس وقت کیا صورت حال ہے اور پھر اس کے مطابق بات کرو اور اس وقت اپنی بات کہہ کر وجہ وہ بات سننے کے لئے تیار ہوں۔

(ماخوذ از نصح البلاغہ جزء 4 صفحہ 470 روایت نمبر 506 مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت 2005ء)

پس اس حکمت کو ہمیں اختیار کرنا چاہئے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ رہنمائی فرمائی کہ: "چاہئے کہ جب کلام کرے تو سوچ کر اور مختصر کام کی بات کرے۔ بہت بحثیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔"

فرمایا کہ "پس چھوٹا سا پتکلہ کسی وقت چھوڑ دیا جو سیدھا کان کے اندر چلا جائے۔ پھر کبھی اتفاق ہوا تو پھر سہی۔" (ملفوظات جلد 10 صفحہ 119)

اب یہ باتیں اسی وقت ہو سکتی ہیں جب مستقل رابطے ہوں۔ آزادی کے نام پر خدا تعالیٰ کے قانون سے نکرانے اور آزادی کے نام پر غیر اخلاقی باتوں کو اخلاق کے زمرہ میں لانے کی جو مذہب مخالف طاقتیں ہیں کوشش کر رہی ہیں۔ ہم حکمت کی باتوں اور مستقل رابطوں اور کوشش سے ہی ان کے رد کر سکتے ہیں۔ ان کا توڑ کر سکتے ہیں۔

اب آسٹریلیا میں اگر ایک طبقہ اسلام دشمنی میں یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اگر مسلمان مرد عورتوں سے یا عورتیں مردوں سے مصافحہ نہیں کرتے تو انہیں ملک سے نکال دینا چاہئے۔ یا حجاب کے کچھ لوگ خلاف ہیں یا بعض ملکوں میں مسجدوں اور میناروں کے خلاف ہیں۔ یا ہالینڈ کے ایک سیاستدان کا بیان ہے کہ تمام مسلمانوں کو ہی ملک سے نکال دو۔ یا ایک مخصوص ملک کے مسلمانوں کو ملک سے نکال دو۔ یا امریکہ کے صدر بعض مسلمان ممالک کے لوگوں پر پابندیاں لگانا چاہتا ہے تو یہ بیشک اسلام مخالف سوچ کا نتیجہ ہے۔ یہ ساری باتیں اور بعض مسلمان گروہوں کے عمل اس کو ہوا دینے والے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اسلام کی تعلیم کی حقیقت بھی ان لوگوں کی اکثریت کو معلوم نہیں۔

اس لئے اس بارے میں حکمت سے اپنے اپنے دائرے میں ہر احمدی کو کام کرنا چاہئے۔ ہر جگہ جہاں جماعت کی تعداد اتنی ہے کہ ہم موثر پیغام پہنچانے کا کام کر سکیں وہاں ہمیں اپنے روایتی پروگراموں کے ساتھ جو تبلیغی پروگرام ہیں اسلام کے امن اور سلامتی کے پیغام کو پہنچانے کے لئے موثر پروگرام بھی بنانے چاہئیں۔ ان ملکوں میں جہاں اسلام کے خلاف قوتیں زور پکڑ رہی ہیں ان کے زور کو توڑنے کے لئے اگر کوئی منظم کوشش کر سکتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی کر سکتی ہے۔ دوسرے مسلمان اسلام کی خوبصورتی کو ظاہر کرنے اور اس کا پیغام پہنچانے کا کام کر ہی نہیں سکتے۔ ان میں وہ تنظیم ہی نہیں ہے نہ ان کے پاس علم ہے۔ یہ کام اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ منسلک ہونے والوں کے ذریعہ مقدر ہے۔ پس اس بات کی اہمیت کو ہمیں سمجھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں: "جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر حق کی قوت اور طاقت تیز ہوتی ہے۔" فرمایا "..... یہ ایک قدرتی نظارہ ہے۔ حق کی جس قدر زور سے مخالفت ہو اسی قدر وہ چمکتا اور اپنی شوکت دکھاتا ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "ہم نے خود آزما کر دیکھا ہے جہاں جہاں ہماری نسبت زیادہ شور و غل ہوا ہے وہاں ایک جماعت تیار ہو گئی اور جہاں لوگ..... سن کر خاموش ہو جاتے ہیں وہاں زیادہ ترقی نہیں ہوتی۔"

پس اس مخالفت میں جہاں مسلمانوں کی طرف سے مخالفت ہے وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ احمدیت کا تعارف ہو رہا ہے اور ترقی بھی ہو رہی ہے۔ الجزائر میں بھی ہماری تبلیغ سے شاید جماعت کا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتنا تعارف نہ ہوتا جتنا ان مقدمات اور ہمارے خلاف اخباروں میں لکھنے کی وجہ سے ہوا ہے اور سعید فطرتوں پر اس کا نیک اثر بھی ہو رہا ہے۔ اسی طرح غیر مسلم ممالک میں بھی جب اسلام کے خلاف فضا ہے ہمیں زیادہ سے زیادہ احمدیت اور حقیقی اسلام کو متعارف کروانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ پر امن تعلیم کو پھیلانا چاہئے اس سے شاید ایک طبقہ میں ہماری مخالفت بھی بڑھے گی۔ بعض جگہ ایسے نمونے سامنے آ بھی رہے ہیں کہ غیروں میں بھی عیسائیوں میں بھی مخالفت بڑھتی ہے مثلاً مشرقی جرمنی میں جماعت کے خلاف قوم پرست بہت کچھ کہتے ہیں لیکن نیک فطرت دلوں پر اس کا مثبت اثر بھی ہو رہا ہے۔ جماعت کا تعارف ہو رہا ہے۔ پس اس سے ہمیں خوفزدہ ہونے کی بجائے خوش ہو کر اپنے کام کو تیز کرنا چاہئے اور ہر احمدی کو اپنے نمونے اور اپنے اظہار سے تبلیغ کا حصہ بننا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ۔ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔" (ملفوظات جلد 8 صفحہ 323)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق گزارنے والے ہوں۔ سچے مسلمانوں کا نمونہ بننے والے ہوں اور تمام تر مخالفتوں کے باوجود اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلانے والے بنیں اور ہم میں سے ہر ایک حقیقی اسلام کی حفاظت اور سچائی ظاہر کرنے والوں میں سے بن جائے۔

نمازوں کے بعد میں کچھ جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ غائب مکرّم و محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب قادیان کا ہے جو محترم محمد عزیز الدین صاحب کے بیٹے تھے۔ 15 مارچ 2017ء کو ستانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے دادا حضرت حکیم مولوی وزیر الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے اور تین سو تیرہ صحابہ کی فہرست میں ان کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی دو کتب آئینہ کمالات اسلام اور ضمیمہ انجام آتھم میں درج فرمایا ہوا ہے۔ حضرت حکیم مولوی وزیر الدین صاحب کا نگرہ میں ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق 1905ء میں کا نگرہ میں جو خوفناک زلزلہ آیا تھا اس میں آپ اور مدرسے کے طلباء معجزانہ طور پر بچ گئے۔ حکیم محمد دین صاحب مرحوم جون 1920ء کو مکیریاں ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کا امتحان لاہور سے اور انٹر کا امتحان قادیان سے پاس کیا۔ منشی فاضل کی ڈگری حاصل کی۔ دو سال طبیہ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ وہاں سے حکیم حاذق کی ڈگری حاصل کی۔

1939ء سے 1944ء تک محکمہ ریلوے میں اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کے طور پر کام کیا۔ پھر 1943ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک پر وقف زندگی کی درخواست دی۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اپنا کام جاری رکھیں اور تبلیغ کرتے رہیں۔ لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ کو سن کر ان کی خواہش یہی تھی کہ وقف کریں اور باقاعدہ مبلغ کے طور پر کام کریں اور آخر پھر اسی خواہش کی وجہ سے اور مسلسل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کو لکھتے رہنے کی وجہ سے ایک وقت آیا جب ان کو بطور مبلغ لے لیا گیا اور بمبئی میں ان کو مبلغ انچارج بنادیا گیا۔ پہلے انہوں نے مولانا عبد الرحیم نیر صاحب کے تحت معاون کے طور پر کام کیا۔ پھر خود ان کو مبلغ انچارج بنایا گیا۔ مجموعی طور پر 25 سال تبلیغ کے میدان میں خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔ 1972ء کے آخر میں قادیان مرکز بلا لیا گیا۔ یہاں مدرسہ احمدیہ میں پہلے استاد مقرر ہوئے۔ پھر بارہ سال بطور ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ بحیثیت ناظم دارالقضاء، صدر مجلس انصار اللہ بھارت اور ممبر اور پھر صدر مجلس کارپرداز کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ناظم وقف جدید بھی بنائے گئے۔ اور 2011ء میں ان کو صدر صدر انجمن احمدیہ بنایا تھا اور 2014ء تک یہ صدر صدر انجمن احمدیہ کی خدمت بجاتے رہے۔ اس لحاظ سے ان کا جو خدمت کا عرصہ ہے بہت وسیع ہے۔ کئی سالوں پر پھیلا ہوا ہے۔ ان کو حج بدل کے طور پر حج بیت اللہ کی بھی توفیق ملی۔ قرآن کریم کی تلاوت بڑی عمدہ کیا کرتے تھے۔ آواز بھی بڑی اونچی تھی۔ ان کی وصیت پہلے 1/10 تھی پھر انہوں نے 1/7 کی اور پھر 1/5 کے موصی تھے۔ بڑے بے نفس انسان تھے۔ بڑی عاجزی سے اور بے نفس ہو کر انہوں نے ہمیشہ خدمت کی۔ اپنے سے بہت جو نیئر کے بھی ماتحت رہے تو کامل اطاعت کے ساتھ انہوں نے اپنے جو نیئر مر بیان کے تحت بھی کام کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد اس وقت تین بیٹیاں پاکستان میں ہیں۔ تین بھارت میں ہی ہیں۔ دو بیٹے ہیں جو جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وفا اور اخلاص سے اپنے عہد بیعت کو نبھانے اور خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم فضل الہی انوری صاحب ابن مکرم ماسٹر امام علی صاحب کا ہے جو 4 مارچ 2017ء کو 90 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ 16 اپریل 1927ء کو یہ بھیرہ میں پیدا ہوئے اور 1946ء میں تعلیم الاسلام کالج قادیان سے ایف۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کیا۔ 1947ء میں اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے بی۔ ایس۔ سی میں داخلہ لیا اور 1950ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ ایس۔ سی کی۔ 1951ء میں جامعۃ المبشرین میں داخل ہوئے اور پھر اس کے بعد آپ کی خدمات کا سلسلہ کافی لمبا ہے۔ 1956ء میں بطور مبلغ گھانا بھجوا لیا گیا۔ 1960ء تک آپ وہاں رہے۔ 1960ء سے 1964ء تک جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد رہے۔ 64ء سے 67ء تک مغربی جرمنی کے مبلغ رہے۔ پھر 68ء میں افریقہ میں نائبیر یا بھیجے گئے۔ 1972ء تک وہاں رہے۔ 1972ء میں پھر جرمنی آئے اور 1977ء تک وہاں خدمات انجام دیں۔ 1979ء میں

حقیقۃً المبشرین میں بطور سیکرٹری کام کیا۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن بھی مقرر ہوئے۔ اور 1982ء میں گیمبیا مبلغ کے طور پر گئے۔ 1983ء تک پھر وہاں رہے۔ پھر بطور مبلغ ان کا نائیجیریا تبادلہ ہو گیا اور 1986ء تک وہاں رہے۔ 1986ء میں پاکستان واپس گئے تو جامعہ احمدیہ میں بطور استاد خدمت کی توفیق پائی اور پھر 1988ء میں آپ کا تقرر وکالت تصنیف میں ہوا۔ 1988ء تک خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔ اس کے بعد آپ کی ریٹائرمنٹ ہوئی۔ اس کے بعد سے آپ جرمنی میں ہی تھے۔ 1974ء کے حالات کے بعد آپ نے جرمنی میں احمدیوں کو وہاں منگوانے کا اور امیگریشن دلوانے کا بڑا کام کیا جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بڑا سراہا اور وہاں رہنے والے جو بعض پرانے احمدی ہیں انہوں نے مثلاً عرفان خان صاحب نے مجھے لکھا کہ باپ کی طرح انہوں نے ہمیں وہاں رکھا اس وقت جماعت کے مالی حالات بھی ایسے نہیں تھے تو یہاں تک احتیاط کرتے تھے کہ ہم پانی نہ ضائع کریں اور وضو کرتے ہوئے ہمارے پیچھے کھڑے ہو جایا کرتے تھے کہ پانی تو ضائع نہیں کر رہے۔ اس وقت وہاں اکثریت نوجوانوں کی ہی آئی تھی تو ان کو آپ نے باقاعدہ جماعت کے ساتھ منسلک رکھا اور ان کی تربیت بھی کرتے رہے۔ بڑے قناعت پسند تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے درویشان کی مختلف خصوصیات پہ بعض کتب بھی لکھی ہیں۔

تیسرا جنازہ مراکش سے ابراہیم بن عبد اللہ اغزول صاحب کا ہے۔ جو جمال اغزول صاحب کے والد ہیں۔ 10 مارچ 2017ء کو 81 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ انہوں نے سن 2000ء میں بیعت کی تھی۔ ان کی اہلیہ نے ان سے پہلے بیعت کی تھی اور ان کی اہلیہ نے ہی انہیں بیعت کے لئے تیار کیا تھا۔ اکثر ایم ٹی اے دیکھتے رہتے تھے۔ نمازوں کے پابند اور قرآن کریم سے خاص محبت رکھنے والے تھے۔ سب افراد خانہ سے بہت شفقت کرتے بہت نرم خُو تھے۔ اولاد کی تربیت میں کبھی سختی نہیں کی۔ اپنے کہنے کو، خاندان کو ہمیشہ متحد رکھا۔ سخاوت اور صلہ رحمی میں بہت نمایاں تھے۔ مالی لحاظ سے کمزور بھائیوں کو اچھے دنوں میں اپنی تجارت میں شریک کر کے ان کے مالی حالات بہتر کرنے کی کوشش کرتے۔ مہمان نوازی ان کا خاص وصف تھا۔ جماعتی مہمانوں کے آنے پر بڑے خوش ہوتے تھے۔ جوانی سے ہی ایمانداری میں مشہور تھے حتیٰ کہ جس شخص کے پاس کام کرتے تھے وہ اپنا سارا سامان تجارت اور اموال ان کے حوالے کر دیتا تھا جس پر ان کے ساتھی تاجر حیران ہو جاتے تھے۔ آخری عمر میں بیماری کی حالت میں بار بار نماز کی بابت دریافت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور خلافت اور جماعت سے وابستہ رکھے۔

12

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 24 مارچ 2017ء بمطابق 24 امان 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
کل 23 مارچ تھی اور 23 مارچ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑا اہم دن ہے کیونکہ اس دن
حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی باقاعدہ بیعت کے ذریعہ سے بنیاد رکھی۔ آپ نے
فرمایا کہ آنے والا مسیح موعود اور مہدی معبود جس کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی وہ میں
ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تاکہ توحید کا قیام کر کے محبت الہی دلوں میں پیدا کروں۔
آپ نے فرمایا کہ "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا
یورپ اور کیا ایشیاء۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع
کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور
اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

پھر آپ نے فرمایا کہ یہ مقام و مرتبہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ سے سچے عشق کی
وجہ سے ملا ہے۔ اس لئے تمام دنیا کے لئے یہ پیغام ہے کہ اس رسول سے محبت کرو اور اس کی پیروی کرو۔ اس سے
خدا تعالیٰ سے بھی تعلق قائم ہو گا اور حقیقی موحّد بھی بن سکو گے۔

آپ فرماتے ہیں کہ "تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔
سو کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو
تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔

اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی

روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم رتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

یہ ہے وہ مقام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت جس کا آپ نے ہمیشہ بھرپور اظہار کیا اور اپنے ماننے والوں کو بھی اس بات کی تلقین کی کہ وہ اس محبت اور مقام کو اپنے سامنے رکھیں۔ ظالم ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے ماننے والے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کم کرتے ہیں اور آجکل الجیریائیں بھی احمدیوں پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے اور الزام لگا کر انہیں جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ اب عورتوں پر بھی انہوں نے ہاتھ ڈالنے شروع کر دیئے ہیں۔ ان پر مقدمے قائم کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ کئی کئی گھنٹے سفر کروا کر دودھ پیتے چند مہینوں کے بچوں کے ساتھ عورتوں کو دوسرے شہروں میں لے جایا جاتا ہے اور مقدمہ قائم کیا جاتا ہے اور جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ لیکن عورتیں بھی یہی پیغام مجھے بھجوا رہی ہیں کہ ہم نے مسیح موعود کو مانا ہے اور اس ماننے کے بعد ہی ہمیں حقیقی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ اور آپ سے سچی محبت کی حقیقت پتا چلی ہے۔ ہم کس طرح اپنے ایمان سے پیچھے ہٹ سکتی ہیں۔

جہاں ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان احمدیوں کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے وہاں ہماری یہ بھی دعا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق توحید کے قیام اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اور توحید کے قیام کے لئے آپ کی تڑپ کی ایک جھلک آپ کے ان الفاظ سے ملتی ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ: "دیکھ! میری روح نہایت توکل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانے کی طرف آتا ہے۔ سو میں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی عزت کے لئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں اور جس کو تو نے بھیجا ہے اس کی تکذیب کر کے ہدایت سے دُور نہ پڑھ جائیں۔" فرمایا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے مجھے بھیجا ہے اور میری تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں۔ یہاں تک کہ سورج اور چاند کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں پیٹنگوئی کی تارینوں کے موافق گرہن میں آویں۔..... میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے۔ اس لئے میری روح تیرے نام سے ایسی اچھلتی ہے جیسا کہ شیر خوار بچہ ماں کے دیکھنے سے۔ لیکن اکثر لوگوں نے مجھے

نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا۔" (تزیان القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 511)

اس بات سے جہاں آپ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کی عظمت قائم کرنے کے لئے تڑپ نظر آتی ہے وہاں انسانیت کو پہچانے کے لئے بے چینی کا بھی شدید اظہار نظر آتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ آپ ہی تو آخری زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو دلوں میں قائم کرنے والے اور نہ صرف خود قائم کرنے والے ہیں بلکہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ کو کس قدر تڑپ تھی کہ اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت کی یہ چنگاری دوسروں کے دلوں میں بھی پیدا ہو جائے۔ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

"کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوب صورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود دکھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تالوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

ان الفاظ کی تہہ میں کس قدر درد ہے۔ بلکہ کہنا چاہئے کہ ہر ہر لفظ میں درد کے کئی پہلو چھپے ہوئے ہیں۔ ہر لفظ کے کئی پرت ہیں اور ہر پرت میں درد ہے اور ان کی گہرائی میں ہر ایک اپنے فہم اور ادراک کے لحاظ سے جاسکتا ہے لیکن جس حد تک بھی کوئی اپنی استعداد کے مطابق پہنچے گا روحانیت میں غیر معمولی بلندی اور غیر معمولی ترقی حاصل کرنے والا ہو گا۔ پھر خدا تعالیٰ کی عبادت اور خدا تعالیٰ سے محبت کی نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اُس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چینیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے؟ پھر اگر تم کو اُس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔"

فرماتے ہیں "غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بگلی اسباب پر گر گئی ہیں" دنیا داری اور مادیت کے علاوہ ان میں کچھ

نہیں" اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی۔ اور جیسے گدھ اور گٹے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے بہت دور جا پڑے۔....."

فرمایا کہ "..... میں تمہیں حدِ اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا۔" کام کرنے سے، چیزوں سے فائدہ اٹھانے سے، مادی چیزوں کے استعمال سے منع نہیں کرتا" بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے" یہ وسائل جو ہیں، جو مادی چیزیں ہیں یہ وہی مہیا کرتا ہے۔ ان پر نہ گرو بلکہ خدا کی طرف دیکھو جو یہ چیزیں مہیا کرتا ہے فرمایا کہ "اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آجائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

پس یہ تعلق ہے خدا تعالیٰ سے جس کو ہم نے حاصل کرنا اور قائم کرنا ہے۔ جو آپ اپنے ماننے والوں سے چاہتے ہیں کہ یہ معیار حاصل ہوں۔ جیسا کہ میں ابھی ذکر کر چکا ہوں کہ توحید کے قیام اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام آپ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ سے عشق و محبت کی وجہ سے ملا۔ اس عشق و محبت کے نظارے ہمیں آپ کی ذات میں کس طرح نظر آتے ہیں اس کے بیشمار واقعات ہیں۔

ایک واقعہ کو راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ مسجد مبارک میں اکیلے ٹہل رہے تھے اور کچھ گنگنا رہے تھے اور ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ جب اس شخص نے عرض کی کہ کون سا صدمہ حضور کو پہنچا ہے؟ تو فرمایا کہ میں حضرت حسان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا۔ شعر یہ ہے:

كُنْتُ السَّوَادَ لِنَاظِرِي فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاطِرُ

مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلَيْمُثٌ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أَحَاذِرُ

یعنی اے خدا کے پیارے رسول! تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں یہ شعر جب پڑھ رہا تھا تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔ یہ شعر پڑھتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے بے انتہا آنسوؤں کا نکلنا آپ کے دل کی کیفیت کا حال بتا رہا تھا۔ پس وہ لوگ اس عشق و محبت کے اظہار کے قریب بھی کہاں پہنچ سکتے ہیں جو آپ پر الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے اونچا درجہ دیا ہوا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی اس جذباتی حالت کی جو کیفیت تھی اس کا

بڑے درد انگیز انداز میں اس طرح نقشہ کھینچا ہے کہ وہ شخص جس نے ہر قسم کی سختی اور تنگی کا سامنا کیا جس پر مخالفتوں کی بے شمار آندھیاں چلیں، بیشمار تکلیفوں اور ایذاؤں سے گزرے۔ قتل کے مقدمات آپ پر بنے۔ عزیزوں اور قریبیوں اور دوستوں حت " ا " کی بچوں کی موت کے نظارے دیکھے۔ لیکن آپ کے قریب رہنے والوں نے کبھی آپ کے چہرے اور آنکھوں پر آپ کے دلی جذبات کا اظہار نہیں دیکھا۔ لیکن اس موقع پر جہاں عشق رسول کے اظہار کا موقع آیا تو آپ کی آنکھیں سیلاب کی طرح بہہ نکلیں۔

(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 28 تا 30)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے نظارے آپ کی تحریروں اور ملفوظات میں بھی بیشمار ملتے ہیں۔ ایک جگہ مخالفین اسلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہنسی ٹھٹھا کرنے کی باتیں سن کر اپنی دلی کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ "میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھانے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش۔"

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15۔ عربی عبارت کا اردو ترجمہ سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 43-44)

کیا کوئی ہے جو اس طرح کے جذبات کا اظہار کر سکے۔ عشق و محبت کا دعویٰ کرنے والے تو بہت ہیں۔ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے نام پر فتنہ و فساد اور قتل و غارت کرنے والے تو بہت لوگ ہیں۔ لیکن کیا کوششیں کی ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا سے منوانے کے لئے اور اسلام اور قرآن کو دنیا میں پھیلانے کے لئے۔ آپ کے الفاظ صرف منہ کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والے بھی اور غیر بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت کا اظہار آپ کے دل کی آواز اور آپ کے ہر عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا اظہار کرتے ہوئے امر تر کے ایک اخبار جس کا نام "وکیل" تھا جو غیر احمدیوں کا اخبار تھا اس نے آپ کی وفات پر لکھا کہ:

"مرزا صاحب کی رحلت نے ان کے بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص اُن سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا بھی جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔" پھر کہتا ہے "مرزا صاحب کے لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔" لکھتا ہے کہ "آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے" دفاع جو اسلام کا دفاع ہے کسی درجہ تک وسیع ہو جائے "ناممکن ہے کہ مرزا صاحب کی تحریریں نظر انداز کی جاسکیں۔"

(بحوالہ سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 45-46)

ان تحریروں کے بغیر اسلام کا دفاع ممکن ہی نہیں۔ پس یہ سب کچھ جو آپ نے کیا تو اسلام کو اللہ تعالیٰ کا آخری دین اور کامل اور مکمل دین ثابت کرنے کے لئے کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی وجہ سے آپ کے مقام کا لوہا منوانے کے لئے کیا۔ دنیا کو بتانے کے لئے کیا کہ اصل مقام آپ کا ہی ہے۔ تمام دنیا کو اور دنیا کے مذاہب پر یہ واضح کیا کہ دین محمد جیسا کوئی دین نہیں ہے۔

اعتراض کرنے والے آپ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے اظہار کو تو پڑھیں، اس پر غور کریں ورنہ اعتراض برائے اعتراض تو جہالت کی نشانی ہے۔ آپ ایک وفا شعار شاگرد اور ایک احسانمند خادم کی طرح ہمیشہ فرماتے تھے کہ یہ سب کچھ مجھے میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپ کی پیروی سے ہی ملا ہے۔ چنانچہ اس کا اظہار کرتے ہوئے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"میں اسی "خدا" کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحاقؑ سے اور اسماعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیحؑ ابن مریمؑ سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔"

(تجلیات الہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411-412)

یہ باتیں سن کر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرتا ہے وہ ظالم اور جاہل اور فتنہ پرداز ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ یہ جو بڑے بڑے علماء بنے پھرتے ہیں ان کا معاملہ اب خدا تعالیٰ پر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد جہاں توحید کا قیام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے مقام و مرتبہ کو واضح کر کے دنیا کو آپ کے جھنڈے تلے لانا تھا وہاں حقوق العباد کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کا ادراک دلوانا اور اس پر عمل کروانا بھی تھا۔ چنانچہ آپ نے شرائط بیعت میں بھی یہ شرط رکھی بلکہ دو شرائط براہ راست اس تعلق سے ہیں۔

شرط نمبر 4 میں آپ نے فرمایا کہ "عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔" بیعت کرنے والا یہ عہد کرے "نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔" پھر نویں شرط ہے کہ "عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض اللہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

چنانچہ اس کے مطابق اسلامی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"دین کے دو ہی کامل حصے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لئے دعا کرنا۔"

(نیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 464)

پھر آپ فرماتے ہیں "اسلامی تعلیم کے رُوسے دین اسلام کے حصے صرف دو ہیں۔ یایوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "اول" یہ کہ "ایک خدا کو جاننا جیسا کہ وہ فی الواقعہ موجود ہے اور اس سے محبت کرنا اور اس کی سچی اطاعت میں اپنے وجود کو لگانا جیسا کہ شرط اطاعت و محبت ہے۔" پھر فرمایا کہ "دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا۔" تمام تر طاقتیں اور استعدادیں اور صلاحیتوں کو خرچ کرنا "اور بادشاہ سے لے کر ادنیٰ انسان تک جو احسان کرنے والا ہو شکر گزاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا۔"

(تحفہ قبیریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 281)

پس یہ ہے وہ تعلیم جو خدا تعالیٰ کی محبت کے بعد مخلوق سے معاملہ کرنے کی ہے۔ یایوں کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے اس کی مخلوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتی ہے۔

اس بارے میں آپ کی اپنی حالت اور عمل کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی حالت اس بارے میں کیا تھی؟ آپ کس طرح عمل فرماتے تھے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔" یعنی میں کسی کو بھی، ان مخالفت کرنے والوں کو بھی دشمن نہیں سمجھتا۔ فرمایا "میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔" فرمایا کہ "میں صرف ان باطل

عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد عملی اور نا انصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔"

(اربعین، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 344)

پھر آپ ایک جگہ مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنے نوع سے محبت کرتی ہے۔" جو اس کی جنس ہو، قسم ہو اسی سے محبت کرتی ہے "یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی "چیونٹیوں سے" اگر کوئی خود غرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس کا فرض ہے۔" فرمایا کہ جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے "آپ خدا تعالیٰ کی طرف بلارہے ہیں" اس کا فرض ہے "کہ سب سے زیادہ محبت کرے۔ سو میں نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ ہاں ان کی بد عملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں۔ کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اس لئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھے ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے کوئی کھوٹی چیزیں نہیں ہیں بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ان تمام دراہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکہ کا نشان ہے۔"

یعنی سلطانی بادشاہ کے سکہ کا نشان ہے۔ کون سا بادشاہ؟ "یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں۔" اللہ تعالیٰ میری تائید کرتا ہے۔ میری گواہی دیتا ہے۔ فرمایا کہ "مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معبود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلا واسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانے کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔"

(اربعین نمبر 1، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 345)

یہ باتیں صرف آپ نے لکھنے کے لئے نہیں لکھ دیں یا صرف دعویٰ ہی نہیں کیا کہ آپ کو بنی نوع سے محبت ہے اور سب سے زیادہ محبت ہے۔ اس کے عملی اظہار بھی آپ کی زندگی میں ہمیں نظر آتے ہیں۔ ایک طرف آپ کے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ ہے اور اس دعوے کی تصدیق کے لئے اللہ تعالیٰ جب لوگوں کے لئے بعض نشان ظاہر فرماتا ہے، ایسے نشان جو آفات کے رنگ میں ہیں تو آپ بے چین ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب

جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے ایک حصہ میں رہتے تھے بیان کرتے ہیں کہ طاعون کی وبا پھیلنے کے دنوں میں جب ایک ایک دن میں بیشمار لوگ اس کا شکار ہو رہے تھے اور موت کے منہ میں جا رہے تھے۔

مولوی عبدالکریم صاحب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعا کرتے ہوئے سنا جسے سن کر میں حیران رہ گیا۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اس دعا میں آپ کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز میں اس قدر درد اور سوز تھی کہ سننے والوں کا پتہ پانی ہوتا تھا۔ سن کے بھی عجیب جذباتی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اور آپ اس طرح پر آستانہ الہی پر گریہ وزاری کرتے تھے اس طرح رو رہے تھے اور ایسی تکلیف سے آپ کی آواز نکل رہی تھی جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بیقرار ہو۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق الہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا کرتے تھے کہ الہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو جائیں گے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔

(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 54)

پس غور کریں کہ ایک پیشگوئی کے مطابق مخالفوں پر یہ عذاب آرہا ہے لیکن آپ اس کے دور ہونے کی دعائیں مانگ رہے ہیں اور اس عذاب کے ٹلنے کی وجہ سے عین ممکن ہے بلکہ مخالفین نے شور بھی مچانا تھا۔ آپ کی پیشگوئی مشکوک ہو سکتی تھی۔ لیکن بنی نوع انسان کی ہمدردی نے اس کی پرواہ نہیں کی اور دعایہ کرتے ہیں کہ ان کو عذاب سے بچالے اور ایمان کی سلامتی کے لئے کوئی دوسرا راستہ دکھا دے۔ آپ کے مخالف بھی کبھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ نے ہمدردی کے موقع پر ان سے ہمدردی نہیں کی۔ اس کے بیشمار واقعات آپ کی زندگی میں ملتے ہیں۔ ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

جب منارۃ المسیح کی تعمیر شروع ہونے لگی تو ہندوؤں نے شور مچایا کہ اس سے ہمارے گھروں کی بے پردگی ہوگی۔ اس پر حکومت کی طرف سے ایک مجسٹریٹ تحقیق کے لئے آیا۔ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام تفصیل بیان کی۔ بتایا کہ یہ تو ایک نشان کے طور پر ہے۔ اس پر روشنی لگائی جائے گی۔ علاقہ روشن ہو گا۔ بے پردگی بالکل نہیں ہوگی۔ اور اگر ان کی بے پردگی ہے تو ہمارے گھروں کی بھی ہوگی۔ تو یہ بالکل غلط تاثر ہے کہ بے پردگی ہوگی۔ یہ سب فضول عذر ہیں۔ مجسٹریٹ کے ساتھ وہاں کے ایک ہندو لالہ بڈھال بھی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ یہاں رہتے ہیں۔ قادیان میں ہمارے ہمسائے ہیں۔ اس شہر کے رہنے والے ہیں۔ ان کو پتا ہے کہ میں نے ہمیشہ ہمسایوں کا اور مخلوق کا خیال رکھا ہے۔ یہ لالہ بڈھال آپ کے ساتھ ہیں۔ ان سے پوچھیں کہ کبھی کوئی ایک ایسا موقع بھی آیا ہے جب ان کو میری مدد کی ضرورت ہوئی اور میں نے اس میں کوئی کمی کی ہو یا کسی بھی قسم کا فائدہ انہیں پہنچانے میں میری طرف سے کبھی روک ہوئی ہو۔ اور پھر ان سے یہ بھی

پوچھ لیں کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ انہیں (لالہ صاحب کو) مجھے نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ملا ہو اور یہ نقصان پہنچانے سے رکے ہوں۔ انہوں نے ہمیشہ مجھے نقصان پہنچایا اور میں نے ہمیشہ ان کو فائدہ پہنچایا۔ اس وقت لالہ صاحب وہاں مجسٹریٹ کے ساتھ تھے ان کو جرأت نہیں ہوئی کہ اس بات کا انکار کریں بلکہ شرم اور ندامت کا اظہار تھا۔

(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 61 تا 63)

پس یہ تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمونے کہ نقصان پہنچانے والوں کو بھی ہمدردی مخلوق کے تحت فائدہ پہنچایا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب جنہوں نے مخالفت کی انتہا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لگایا اور دجال اور ضال قرار دیا، نعوذ باللہ۔ سارے ملک میں آپ کے خلاف نفرت اور دشمنی کی آگ بھڑکائی لیکن مقدمے میں جب آپ کے وکیل نے مولوی محمد حسین کے خاندان کے بارے میں بعض طعن آمیز سوالات کرنے چاہے تو آپ علیہ السلام نے سختی سے روک دیا۔ وکیل مولوی فضل دین صاحب غیر احمدی تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مرزا صاحب عجیب انسان ہیں، عجیب اخلاق کے مالک ہیں کہ ایک شخص ان کی عزت بلکہ جان پر حملہ کرتا ہے اور اس کے جواب میں جب اس کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے بعض سوالات کئے جاتے ہیں تو آپ فوراً روک دیتے ہیں کہ میں ایسے سوالات کی اجازت نہیں دیتا۔ انہی مولوی محمد حسین کے بارے میں اپنے ایک عربی شعر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

قَطَعْتَ وَدَاكًا قَدْ غَرَسْنَا فِي الصَّبَا وَلَيْسَ فَوَادِي فِي الْوَدَا يَقْصُرُ

یعنی تُو نے اس محبت کے درخت کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا جو ہم نے جوانی کے زمانے میں اپنے دل میں نصب کیا تھا مگر میرا دل کسی صورت میں محبت کے معاملے میں کمی اور کوتاہی کرنے والا نہیں۔

(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 57 تا 59)

بہر حال یہ تو ایک مثال ہے کہ آپ کے مشن کو ختم کرنے کے لئے بہت سارے مسلمان علماء نے کوششیں کیں۔ بیٹا نام نہاد علماء نے آپ کی مخالفت کی۔ آپ پر کفر کے فتوے لگائے اور اب تک لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں، مسلمان ممالک میں ہماری مخالفت ہوتی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا ہم پر اثر ہے کہ آج بھی ہم ان مخالفین کے جواب میں ان کے خلاف اخلاقی معیاروں کو نہیں چھوڑتے اور قانون کو بھی اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔ کاش ان لوگوں کو سمجھ آ جائے کہ اس زمانے کے حکم اور عدل اور مسیح اور مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں اور اسلام کی اشاعت اور توحید کا قیام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی حکومت جو دلوں پر قائم ہونی ہے، زمینوں پر نہیں، دلوں پر قائم ہونی ہے وہ مسیح موعود کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی ہے اور آپ کی جماعت کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی ہے نہ کہ کسی تلوار یا بندوق یا طاقت سے یا دہشتگردی پھیلانے سے اور اسلام کے نام پر مظلوموں کو قتل کرنے سے۔

یورپ میں جو واقعات ہو رہے ہیں یہ اسلام کے نام پر افراد یا تنظیمیں کر رہی ہیں یا یہاں لندن میں دو دن پہلے ظالمانہ طور پر معصوموں کو قتل کیا گیا ہے۔ راہ چلتے راگیروں پر کار چڑھا دی۔ ایک پولیس والے کو قتل کیا۔ تو یہ اسی وجہ سے ہے کہ ان نام نہاد علماء نے لوگوں کی غلط رہنمائی کر کے ان کے دلوں میں بجائے اسلام کی خوبصورت تعلیم ڈالنے کے ظلم و بربریت کے خیالات پیدا کر دیئے ہیں۔

پس ایسے میں ہم احمدیوں کا کام ہے جیسا کہ میں پہلے بھی کہتا رہا ہوں اور اکثر کہتا ہوں کہ اسلام کے حسن کو دنیا کے سامنے پیش کریں جہاں تک احمدیت کی مخالفت کا تعلق ہے یہ احمدیت کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، اس لئے ہی بھیجا ہے کہ آپ کو کامیاب کرنا ہے اور اسلام اب آپ کے ذریعہ ہی پھیلنا ہے۔ پس ہم نے اس اسلام کو پھیلانا ہے۔ قتل و غارت کی، معصوموں کو قتل کرنے کی جو یہ حرکتیں ہو رہی ہیں ان حرکتوں کو ہمیں سختی سے ہر جگہ روکنا چاہئے اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے اور متاثرین سے ہمدردی کرنا بھی ہمارا کام ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رُوسے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُحْشَرُ عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ (یس: 31) پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے رُوبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔

یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مرے گی اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ

صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اتر۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک ختم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ ختم ہو گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادۃ تین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 66-67)

اللہ تعالیٰ کے مسیح کا لگایا ہوا یہ بیج اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھل پھول اور بڑھ رہا ہے۔ ہم نے اگر اس کی سبز شاخیں بننا ہے تو ہمارا کام ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور عمل سے ثابت ہے ہم اللہ تعالیٰ سے محبت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور اپنے اعمال اور نوع انسان سے ہمدردی اور محبت کو اس طرح بنائیں کہ ہمارے ہر عمل سے یہ نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 14 اپریل 2017ء، 20 اپریل 2017ء جلد 24 شمارہ 15 صفحہ 05 تا 08)

13

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 31 مارچ 2017ء بمطابق 31 امان 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیا میں کوئی انسان نہیں جو ہر عیب سے ہر لحاظ سے پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ستار ہے جو ہماری پردہ پوشی کرتی ہے۔ اگر انسان کی غلطیوں کی، کوتاہیوں کی، گناہوں کی پردہ دری ہونے لگے تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ جو ستار العیوب ہے اور غفار الذنوب ہے اس نے ہمیں یہ دعا بھی ہم پر احسان کرتے ہوئے سکھائی کہ تم جہاں اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں سے بچنے کی کوشش کرو وہاں استغفار بھی کیا کرو تو میں تمہارے گناہوں کو بھی معاف کروں گا۔ تمہاری پردہ پوشی کروں گا۔ تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ ہر ایک کی بہت ساری باتوں کی عمومی پردہ پوشی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت خاص طور پر ان لوگوں کو بھی اپنی چادروں میں لپیٹتی ہے جو استغفار کرنے والے ہیں۔ غفر کا مطلب بھی چھپانا اور ڈھانکنا ہوتا ہے اور یہی مطلب کم و بیش ستر کا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے اور مسلمانوں نے جس خدا کو مانا ہے وہ رحیم، کریم، حلیم، تواب اور غفار ہے۔ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔" فرمایا کہ "لیکن دنیا میں خواہ حقیقی بھائی بھی ہو یا کوئی اور قریبی عزیز اور رشتہ دار ہو وہ جب ایک مرتبہ قصور دیکھ لیتا ہے پھر وہ اس سے خواہ باز بھی آ جاوے "یعنی قصور کرنے والا باز بھی آ جاوے" مگر اسے عیب ہی سمجھتا ہے۔" پس دنیا والے اگر کوئی شخص گناہ اور کسی عیب کو چھوڑ بھی دے تب بھی اسے عیب اور شک کی نظر سے دیکھنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا "لیکن اللہ تعالیٰ کیسا کریم ہے کہ انسان ہزاروں عیب کر کے بھی رجوع کرتا ہے تو بخش دیتا ہے۔" فرمایا "دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے بجز پیغمبروں کے (جو خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں) جو چشم پوشی سے اس قدر کام لے۔" یعنی سوائے نبیوں کے جو اس قدر چشم پوشی کرے جتنی خدا تعالیٰ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بعد نبی ہیں جو اتنا کر سکتے ہیں اور ان کے علاوہ کوئی نہیں کرتا "بلکہ عام طور پر توبہ حالت ہے

جو سعدی نے کہا ہے "خدا داند و پوشد و ہمسایہ نداند و بجز و شد" (ملفوظات جلد 7 صفحہ 178)

کہ خدا تعالیٰ تو جانتے ہوئے بھی پردہ پوشی کرتا ہے لیکن ہمسایہ تھوڑا سا علم ہو جائے تو اس کمزوری کی مشہوری کرنے لگ جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سعدی کے شعر کے مصرعہ کا جو یہ حوالہ دیا ہے اس کی تشریح ایک جگہ اس طرح بھی فرمائی ہے کہ "خدا تعالیٰ کی ستاری ایسی ہے کہ وہ انسان کے گناہ اور خطاؤں کو دیکھتا ہے لیکن اپنی اس صفت کے باعث اس کی غلط کاریوں کو اس وقت تک جب تک کہ وہ اعتدال کی حد سے نہ گزر جاوے ڈھانپتا ہے۔ لیکن انسان کسی دوسرے کی غلطی دیکھتا بھی نہیں اور شور مچاتا ہے۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 299-300)

آپ فرماتے ہیں۔ "پس غور کرو کہ اس کے کرم اور رحم کی کیسی عظیم الشان صفت ہے۔" آپ اللہ تعالیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں "کہ اگر وہ" یعنی اللہ تعالیٰ "موأخذہ پر آئے تو سب کو تباہ کر دے لیکن اس کا کرم اور رحم بہت ہی وسیع ہے اور اس کے غضب پر سبقت رکھتا ہے۔" (ملفوظات جلد 7 صفحہ 179)

پس اگر اس بات کو ہم سمجھ لیں اور اپنے ساتھیوں، اپنے بھائیوں، اپنے سے واسطہ پڑنے والوں کے معاملات میں ہر وقت ٹوہ نہ لگاتے پھریں، تجسس نہ کریں، ان کی کمزوریوں کو تلاش نہ کرتے پھریں تو ایک پیار اور محبت کرنے والا اور پُر امن معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو پردہ پوشی کی بجائے دوسروں کے عیب ظاہر کرنے کی کوشش میں ہوتے ہیں۔ اور جب ان کے اپنے متعلق کوئی بات کر دے یا کسی ذریعہ سے ان کو یہ پتا چل جائے کہ فلاں شخص نے میرے متعلق اس طرح بات کی تھی تو سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ انتہائی غصہ میں آکر مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب یہ خود کسی دوسرے کے متعلق کہہ رہے ہوں تو اس وقت کہتے ہیں کہ یہ تو معمولی بات تھی ہم نے تو یونہی کہہ دی۔ ہمیں ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ جو اپنے لئے چاہتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے چاہو۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه حدیث 13)

پس اگر اپنے لئے پردہ پوشی پسند ہے تو دوسروں کے لئے بھی وہی احساسات ہونے چاہئیں اور یہی وہ سنہری اصول ہے جو معاشرے کے امن کے لئے بھی ضروری ہے۔

پس عیب دیکھ کر بجائے اس عیب کو پھیلانے کے ہر ایک کو استغفار کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ہمارے اندر بھی جو بے شمار عیب ہیں وہ کہیں ظاہر نہ ہو جائیں۔ اگر نیک نیت سے انسان دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بنتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر خدا تعالیٰ موأخذہ پر آئے حساب کتاب لینے لگے تو سب کو تباہ کر دے۔ پس

بڑے خوف کا مقام ہے اور ہر وقت استغفار کرتے رہنے کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کے کسی عیب کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب کو ڈھانپ دے گا۔ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اسے ڈھانپ دے گا اور ستاری فرمائے گا۔ اور جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ دری کرتا ہے۔ اس کی برائیاں کرتا ہے۔ اس کی برائی کو دیکھ کر لوگوں کو بتاتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عیب اور ننگ کو اسی طرح ظاہر کرے گا کہ اس کے گھر میں اس کو رسوا کر دے گا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الحدود باب الستر علی المؤمن... الخ حدیث 2546)

پس یہ بڑا سخت انداز ہے۔ خوف کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے ہمیشہ دوسروں کے عیب دیکھنے کی بجائے اپنے پر نظر رکھنی چاہئے۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کو جذب کر سکتے ہیں۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اگر ہم کسی میں برائی دیکھ کر ظاہر نہیں کریں گے تو اصلاح کس طرح ہوگی۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کسی کی کوئی برائی نظام جماعت کو نقصان پہنچانے کا ذریعہ بن رہی ہے یا معاشرے کے ایک طبقہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے کر خراب کر رہی ہے تو پھر اصلاح کے لئے جو لوگ مقرر ہیں، امیر جماعت ہے، جماعت کے اندر صدر جماعت ہے، ان تک بات پہنچا دیں یا مجھے لکھ دیں تاکہ اصلاح کی طرف توجہ ہو۔ اللہ تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ اس کی بنائی ہوئی جماعت کا نظام خراب ہو۔ وہ نہیں چاہتا کہ ایک انفرادی برائی معاشرے کی عام برائی بن جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ننگ ظاہر کر دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا جو اس بات پر قائم رہتے ہیں اور ضد کرتے ہیں کہ جو گناہ انہوں نے کیا ہے یا غلطیاں کی ہیں ان کو پھیلانا ہے اور ظاہر بھی کرنا ہے یا کرتے چلے جانا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کے گناہوں اور خطاؤں کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے لیکن اپنی صفت کے باعث خطا کار یوں کو اس وقت تک جب تک کہ اعتدال کی حد سے نہ گزر جائے ڈھانپتا ہے۔ پس جب انسان خود ہی اپنے آپ کو ظاہر کر دے اور اعتدال کی حدوں سے باہر نکلنے لگے تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ کی صفت بھی کام کرتی ہے۔ اور پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس دنیا میں بھی پکڑتا ہے اور اگلے جہان کی بھی سزا ہے۔

لیکن کسی کی برائی دیکھ کر اس کی تشہیر کرنا اس کو پھیلانا بہر حال منع ہے کیونکہ اس سے برائیاں بجائے ختم ہونے کے پھیلتی ہیں۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو لوگوں کی کمزوریوں کے پیچھے پڑے گا تو انہیں بگاڑ دے گا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی التجسس حدیث 4888)

کمزوریوں کے پیچھے پڑنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جگہ جگہ بیان کرنا، تجسس کر کے ان کی کمزوریوں کی تلاش کرنا۔ اگر انسان اس طرح کرے تو ان لوگوں کو بگاڑے گا اور معاشرے کے امن کو بھی خراب کرے گا اور

پھر جب یہ باتیں جگہ جگہ لوگوں میں بیان کی جائیں تو پھر ایسے لوگ جن میں یہ برائیاں ہیں ان میں اصلاح کی بجائے ضد پیدا ہو جاتی ہے اور پھر ضد میں آکر وہ دوسروں کو بھی اپنے جیسا بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے حلقے کو وسیع کرتے جاتے ہیں۔ حجاب ختم ہو جاتا ہے۔ اور جب حجاب ختم ہو جائے تو اصلاح کا پہلو بھی ختم ہو جاتا ہے۔

پس یہاں میں ان لوگوں کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جن کے سپرد جماعتی کام بھی ہیں خاص طور پر اصلاح کرنے والا شعبہ کہ انتہائی احتیاط سے اور ہمدردی کے جذبات رکھتے ہوئے اصلاح کے کام کریں۔ کبھی کسی بھی فرد کو یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ میری کمزوری کی فلاں عہدیدار کی وجہ سے پردہ دری ہوئی، تشہیر ہوئی، لوگوں کو پتا لگا۔ اگر یہ احساس پیدا ہو جائے تو پھر اس کا رد عمل بہت زیادہ سخت ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جن کے سپرد اصلاح کا یہ کام ہے وہ جہاں لوگوں کی پردہ دری کر کے معاشرے میں بگاڑ پیدا کر رہے ہوتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لے رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تو تمہیں جماعتی خدمت کا موقع دیا تھا اس لئے کہ میری صفات کو زیادہ سے زیادہ اپناؤ۔ لیکن یہاں تو تم میری ستاری کی صفت سے الٹ چل کر بے چینیاں اور فساد پیدا کرنے کا موجب بن رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ستاری کو کتنا پسند کرتا ہے اور ستاری کرنے والے کو کس قدر نوازتا ہے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اسے یکا دو تنہا چھوڑتا ہے۔ مسلمانوں کی یہ کس قدر بد قسمتی ہے کہ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ مسلمان ہیں جو مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں اور کوئی نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر توجہ دے۔ بہر حال پھر آپ نے آگے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے اور جس نے کسی مسلمان کی تکلیف دہ کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مصائب میں سے اس کی ایک مصیبت کم کر دے گا اور جو کسی مسلمان کی ستاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی ستاری فرمائے گا۔

(صحیح البخاری کتاب المظالم والغضب باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ حدیث 2442)

پس اس رحیم اور کریم خدا کے رحم اور کرم کو جذب کرنے کے لئے ستاری اور پردہ پوشی انتہائی ضروری ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ایک موقع پر فرمایا کہ کوئی بندہ دوسرے بندے کی اس دنیا میں پردہ پوشی نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب بشارۃ من ستر اللہ تعالیٰ... الخ حدیث 6595)

یعنی اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرنے والے کو بغیر نوازے، بغیر اجر کے نہیں چھوڑتا۔ کسی نے اگر اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کی پردہ پوشی کی تو پھر وہ اس کے کھاتے میں لکھی گئی۔ اس کے حساب میں لکھی گئی کہ میرے بندے نے

یہ نیک کام کیا اور قیامت کے دن پھر وہ اس کا اجر پائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے چشم پوشی فرمائے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے پر اس حد تک مہربان ہے، اپنا سایہ رحمت اس قدر ڈالتا ہے کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ بندے سے پوچھے گا کہ فلاں کام تُو نے کیا تھا تو بندہ کہے گا ہاں میرے رب میں نے کیا ہے یا کیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اس دنیا میں تیری کمزوریوں کی پردہ پوشی کی۔ دنیا کو پتا نہیں چلا کہ تُو نے غلط کام کئے۔ اب آج قیامت کے دن بھی میں تیری پردہ پوشی کرتا ہوں اور تجھے معاف کرتا ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب المظالم والغضب باب قول الله تعالى الا لعنة الله على الكاذبين حدیث 2441)
تو اللہ تعالیٰ تو اس طرح بندے سے سلوک کرتا ہے۔ پس اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی صفت ستاری سے فیض اٹھانا ہے تو خود بھی دوسروں کی ستاری کی ضرورت ہے۔ کسی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں برائیوں سے پاک ہوں اور دوسرے میں برائیاں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس نے ہماری ستاری کی ہوئی ہے۔

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا اور ہمیں اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ فرمایا کہ "اصل میں انسان کی خدا تعالیٰ پر پردہ پوشی کرتا ہے کیونکہ وہ ستارہ ہے۔ بہت سے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی ستاری نے ہی نیک بنا رکھا ہے۔" بہت سے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی ستاری نے ہی نیک بنا رکھا ہے "ورنہ اگر خدا تعالیٰ ستاری نہ فرماوے تو پتلا گد جاوے کہ انسان میں کیا کیا گند پوشیدہ ہیں۔"

پس یہ ہے وہ بات جسے ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے جہاں انسان استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی چادر میں لپٹنے کی کوشش کرے، اس سے مغفرت مانگے وہاں اپنے پر نظر رکھتے ہوئے دوسروں کی کمزوریوں سے بھی صرفِ نظر کرے۔ اپنے گریبان میں دیکھے اور دوسروں کی کمزوریوں کو باہر نکالنے کی کوشش نہ کرے بلکہ پہلے اپنا جائزہ لے کہ میں کیا ہوں اور ہمیشہ یہ سوچے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے میری پردہ پوشی فرمائی ہے اسی طرح میں نے دوسروں کی پردہ پوشی کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ "انسان کے ایمان کا بھی کمال یہی ہے کہ تخلیق باخلاق اللہ کرے۔ یعنی جو جو اخلاق فاضلہ خدا (تعالیٰ) میں ہیں اور صفات ہیں ان کی حتی المقدور اتباع کرے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرے۔" فرمایا کہ "مثلاً خدا تعالیٰ میں عفو ہے انسان بھی عفو کرے۔" دوسروں کو معاف کرنے کی عادت ڈالے۔ "رحم ہے، حلم ہے، کرم ہے، انسان بھی رحم کرے، حلم کرے، لوگوں سے کرم کرے۔" فرمایا "خدا تعالیٰ ستارہ ہے انسان کو بھی ستاری کی شان سے حصہ لینا چاہئے اور اپنے بھائیوں کے عیوب اور معاصی کی پردہ پوشی کرنی چاہئے۔"

عیبوں اور گناہوں کی پردہ پوشی کرنی چاہئے۔ فرمایا کہ "بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کسی کی

کوئی بدی یا نقص دیکھتے ہیں جب تک اس کی اچھی طرح تشہیر نہ کر لیں " اسے پھیلانہ دیں " ان کو کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ " فرمایا " حدیث میں آیا ہے جو اپنے بھائی کے عیب چھپاتا ہے خدا تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ انسان کو چاہئے شوخ نہ ہو۔ بے حیائی نہ کرے۔ مخلوق سے بدسلوکی نہ کرے۔ محبت اور نیکی سے پیش آوے۔ "

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 339-340)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی کی کمزوریوں کا ذکر ہوا کہ فلاں شخص میں یہ یہ کمزوری ہے تو آپ نے اس بات کو سن کر بات کرنے والے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس کے نقائص تو تم نے بیان کر دیئے۔ بڑے جوش سے اس کے نقص بیان کر رہے ہو، اس کی کمزوریاں تو تم نے گنوا دیں۔ اچھا ہوتا اگر اس کی خوبیوں کا بھی ذکر کیا ہوتا۔

(ماخوذ از ذکر حبیب صفحہ 57)

آخر اس میں کچھ خوبیاں بھی تو ہوں گی ان کا بھی تو ذکر کرتے۔ پس معاشرے کی برائیوں کو دور کرنے اور امن اور پیار اور محبت پھیلانے کے لئے ضروری ہے کہ برائیوں کی پردہ پوشی کی جائے اور خوبیوں کو ظاہر کیا جائے۔ خوبیوں کو ظاہر کرنے سے نیکیوں کی بھی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ ایک حقیقی مسلمان کا کردار یہی ہونا چاہئے کہ معاشرے میں نیکیاں پھیلانے۔ صرف زبان کے مزے اور عارضی بناوٹی خوشی کے لئے یا اس خوشی کا ماحول پیدا کرنے کے لئے دوسروں کی برائیوں کی تشہیر انتہائی بڑا گناہ ہے۔ مجلس میں ایک استہزاء کا رنگ پیدا کر کے لوگوں کا استہزاء کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے جس سے ہر احمدی کو بچنا چاہئے۔ ہم نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر یہ عہد بیعت کیا کہ کسی طرح سے بنی نوع انسان کو تکلیف نہیں دینی، نہ ہاتھ سے، نہ زبان سے تو اس کی پابندی کرنی ضروری ہے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام جلد 3 صفحہ 564)

زبان کے زخم بڑی دیر تک رہتے ہیں۔ لوگوں کا استہزاء، ان کی پردہ دردی کے اثرات بعض دفعہ ہمیشہ رہتے ہیں۔ پس ہمیں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور اپنے بھائی کے لئے سچی ہمدردی اور خیر خواہی ہمارے دل میں ہونی چاہئے اور سچی ہمدردی اور خیر خواہی کا اظہار تبھی ہو سکتا ہے جب اپنے بھائیوں کی کمزوریوں پر پردہ ڈالا جائے۔ ان کی باتوں کی پردہ دردی نہ کبھی مذاق میں کی جائے نہ سنجیدگی سے کی جائے۔ ہاں کسی کی کمزوری دیکھ کر سچی ہمدردی کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے تاکہ وہ برائی یا کمزوری اس شخص میں سے ختم ہو جائے اور اگر اس برائی کا ماحول پر اثر قائم ہو سکتا ہے یا بد اثرات پڑ سکتے ہیں تو پھر ماحول کو بھی بچایا جاسکے اور یہی نیکی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلے میں ہم میں کیا دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ: "چاہئے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے۔" خاموشی سے علیحدہ ہو کر اسے نصیحت کرو۔ " اگر نہ مانے تو اس کے لئے

دعا کرے۔ "نصیحت کرو مان لے تو ٹھیک۔ نہیں مانتا تو اس کے لئے دعا کرو۔" اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو۔ "نہ نصیحت سے فائدہ ہو نہ دعا سے فائدہ ہو تو پھر کیا کرنا ہے۔ فرمایا کہ پھر اسے "توقضاء و قدر کا معاملہ سمجھے۔" یہ سمجھو بس یہی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ "جب خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہئے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سر دست جوش نہ دکھلایا جاوے۔" اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کیا، اسے توفیق دی کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا، جماعت میں شامل کیا، اس برائی کی وجہ سے اس کی جتنی بدنامی تمہارے خیال میں ہونی چاہئے تھی وہ نہیں ہو رہی اور کسی رنگ میں اس کی پردہ پوشی ہو رہی ہے۔ صرف تمہیں ہی اس کا علم ہوا ہے تو پھر تمہیں بھی جوش دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ خاموشی سے بیٹھے رہو۔ اللہ تعالیٰ خود ہی اس کی اصلاح کا کوئی ذریعہ پیدا کر دے گا۔

فرمایا کہ "ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے۔" وہ کسی وقت درست ہو جائے گا۔ پس اس سے پتا لگتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک کسی کا احمدی ہونا اور آپ کی بیعت میں آنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کر لیا ہے تو پھر کسی دوسرے کا حق نہیں بنتا کہ اس کے ذاتی نقائص کو تلاش کر کے ان کو پھیلایا جائے۔ ٹوہ میں لگا جائے۔ تجسس کیا جائے اور پھر وہ برائیاں پھیلانی جائیں یا اس کے بارے میں لوگوں کے سامنے بیزاری کا اظہار بھی کیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ ممکن ہے وہ درست ہو جائے۔ آپ ایک جگہ بلکہ اسی تسلسل میں فرماتے ہیں کہ: "قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے۔" بڑے بڑے قطب اور ابدال جو ہیں ان سے بھی عیب ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ "بلکہ لکھا ہے اَلْقُطْبُ قَدْ يَزْنِي کہ قطب سے بھی زنا ہو جاتا ہے۔" فرمایا: "بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے۔" آپ فرماتے ہیں "جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے۔" جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے۔ "کسی کا بچہ خراب ہو تو اس کی اصلاح کے لئے وہ پوری کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہئے۔" جس طرح بچے کے لئے کوشش کرتے ہو اسی طرح اپنے بھائیوں کے عیبوں کو دور کرنے کے لئے بھی کوشش کرو۔ کوشش بھی اور دعا بھی "بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔" فرمایا "قرآن کریم کی یہ تعلیم ہر گز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو۔ بلکہ وہ فرماتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (البعد: 18) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔" فرمایا کہ "مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔" فرمایا "دعائیں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اُس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رورو کر دعا کی ہو۔" بیان کرنے سے یہ بھی مراد نہیں کہ عیب بیان کرنا چاہئے۔ اس کی تشہیر کی اجازت مل گئی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ

اصلاح کرنے والوں کو بھی اگر شکایت کرنی ہے تو پہلے اپنی کوشش اور دعا کر لو پھر شکایت کرو آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "..... ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو۔" اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ عیب دیکھو اور اس کے حامی بن جاؤ کہ بڑا اچھا کیا۔ اس میں عیب، نقص ہے اور کمزوریاں ہیں تو بہت اچھا ہے۔ اس کا حامی نہیں بننا۔ "بلکہ یہ کہ "اس کی" اشاعت اور غیبت نہ کرو۔" اس عیب کو دیکھ کر نہ پھیلاؤ۔ نہ لوگوں کے سامنے بتاؤ، نہ پیچھے بتاؤ۔ "کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جاوے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "شیخ سعدی کے دو شاگرد تھے۔ ایک ان میں سے حقائق اور معارف بیان کیا کرتا تھا۔ "بڑا لائق تھا۔ اس کو علم و فضل حاصل تھا۔ بڑے حقائق اور معارف بیان کیا کرتا تھا" دوسرا جلا بھنا کرتا تھا۔ "اس میں اتنی لیاقت نہیں تھی۔ وہ اس پر جلتا بھنتا رہتا تھا یعنی ایک شاگرد تو بڑا ہوشیار تھا دوسرا کم ہوشیار اور جو کم تھا جیسا کہ میں نے کہا وہ ہوشیار کے علم پر جلتا کڑھتا رہتا تھا۔" آخر پہلے نے سعدی سے بیان کیا کہ جب میں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ "اس پر" شیخ "سعدی" نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا۔ "ایک تو حسد کر کے دوزخ کے رستے پر چل پڑا" اور تُو نے غیبت کی۔ "اب یہ بھی کوئی نیکی کی بات نہیں جو تو مجھے بتا رہا ہے۔ غیبت کر کے تم بھی دوزخ کے رستے کی طرف چل پڑے۔ پس دونوں ہی گنہگار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس واقعہ کو بیان فرما کر فرماتے ہیں کہ "..... یہ سلسلہ چل نہیں سکتا جب تک رحم، دعا، ستاری اور مرحمہ آپس میں نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 78-79)

پس ایک طرف تو ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آکر ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ دوسری طرف ہم اگر دنیا دار معاشرے کے زیر اثر آگئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات اور احکامات کو اپنے پر لاگو کرنے کی کوشش نہیں کر رہے تو ہم اپنے عہد کو پورا نہ کر کے گنہگار ہو رہے ہیں۔ ہم وہ نہیں بن رہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں بنانا چاہتے ہیں۔ آپ ہمیں کیا دیکھنا چاہتے ہیں؟ یہی کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم پیدا کریں۔ ایک دوسرے کے لئے دعا کرنے والے ہوں۔ ایک دوسرے کی ستاری کرنے والے ہوں۔

ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ: "ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں۔ لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دُور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔" فرمایا کہ "کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دُور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 77-78)

اور جب ہم اس طرح ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور بجائے ایک دوسرے کے عیب نکالنے اور دوسروں کی پردہ دری کرنے کے ایک دوسرے کے لئے دعا کر رہے ہوں گے تو تبھی ہم وہ حقیقی جماعت بن سکتے ہیں

جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنانا چاہتے ہیں اور یہی ایک حقیقی مسلمان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق حالت ہونی چاہئے اور یہی حالت ہے جو ہماری بخشش اور مغفرت اور ستاری کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی عافیت میں آنے اور اس کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ایک دعا بھی سکھائی ہے جسے ہمیں کرتے رہنا چاہئے۔ دعا یہ ہے کہ: "اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا طلبگار ہوں۔ مولیٰ! میں تجھ سے دین و دنیا، مال اور گھر بار میں عفو اور عافیت کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ میری کمزوریاں ڈھانپ دے اور مجھے میرے خوفوں سے امن دے۔ اے اللہ! آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر سے خود میری حفاظت فرما اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں نیچے سے کسی مخفی مصیبت کا شکار ہوں۔"

(سنن ابو داؤد کتاب الادب باب ما یقول اذا اصبح حدیث 5074)

پس جب یہ دعا ہم اپنے لئے کریں تو دوسروں کے لئے بھی ایسے ہی جذبات رکھنے والے ہوں اور جب یہ حالت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پھر دعائیں قبول بھی فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اس کی رضا کو حاصل کرنے والے بنیں۔ نماز کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم ملک سلیم لطیف صاحب ایڈووکیٹ۔ صدر جماعت ننگرانہ صاحب (پاکستان) کا ہے۔ یہ مکرم ملک محمد شفیع صاحب کے بیٹے تھے۔ 70 سال ان کی عمر تھی۔ گل 30 مارچ 2017ء صبح تقریباً 9 بجے گھر سے اپنے بیٹے کے ہمراہ پکھری جاتے ہوئے راستہ میں ایک معاند احمدیت نے فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ شہید مرحوم کے والد مکرم محمد شفیع صاحب کے دو ماموں حضرت حافظ نبی بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت جمال دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوا تھا۔ ان کا تعلق چک سعد اللہ نزد قادیان سے تھا۔ شہید مرحوم کے والد صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ پارٹیشن سے قبل ہی ننگرانہ صاحب آکر آباد ہو گئے۔ شہید مرحوم 1948ء میں ننگرانہ صاحب میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ننگرانہ صاحب میں حاصل کی اور لاہور سے ایل۔ ایل۔ بی کرنے کے بعد 1967ء سے بحیثیت وکیل پریکٹس کا آغاز کیا۔ وقوعہ کے مطابق شہید مرحوم اپنے بیٹے محمد فرحان ایڈووکیٹ کے ہمراہ صبح 9 بجے کورٹ جانے کے لئے موٹر سائیکل پر روانہ ہوئے۔ ان کا بیٹا موٹر سائیکل چلا رہا تھا۔ وہاں ایک چوک بازار بیری والا ہے اس کے قریب جب یہ پہنچے تو ایک شخص نے ان کو روکنے کا اشارہ کیا۔ موٹر کی وجہ سے موٹر سائیکل پہلے ہی نسبتاً آہستہ تھی۔ اسی دوران مذکورہ شخص نے اپنی بندوق سے فائر کیا جو شہید مرحوم کے دائیں جانب پسلی میں لگا اور دوبارہ لوڈ کر کے پھر پشت پر فائر کیا۔ شہید مرحوم موٹر سائیکل سے گر گئے۔ اس دوران حملہ آور نے بیٹے پر بھی فائر کیا جو بیٹے کو نہ لگا۔ اس کے بعد بھی مسلسل فائرنگ کی کوشش کرتا رہا۔ ان کا بیٹا جو وہاں موجود تھا وہ اوپنی آواز میں کلمہ پڑھتا رہا لیکن لوگ جو قریب کھڑے تھے ان میں سے کسی نے آگے بڑھ کے روکنے کی کوشش نہیں کی متناظر دیکھتے رہے کیونکہ دوبارہ اس سے پھر گن لوڈ نہیں ہوئی اور فائر نہیں ہوئے تو اس پر حملہ آور فرار ہو گیا۔ لیکن اسی دوران میں زخمی حالت میں شہید مرحوم شہید ہو چکے تھے۔ شہید کے

والد صاحب پارٹیشن کے وقت تحصیلدار کے ریڈر تھے جس کی بناء پر شہید مرحوم کے والد نے پارٹیشن کے بعد متعدد احمدی خاندانوں کو نکانہ میں آباد کیا۔ ان کی بڑی مدد کی۔ نکانہ کا ایک علاقہ احمدیوں سے آباد کیا جس کا نام کوچہ احمدیہ رکھا ہوا تھا۔ بہر حال بعد میں 1974ء میں جب جماعت کے خلاف وہاں قانون پاس ہوا تو مخالفین کے دباؤ پر اس کوچہ احمدیہ کا نام تبدیل کر کے پھر قذافی سٹریٹ رکھ دیا گیا۔

شہید مرحوم کو 1977ء سے تادم شہادت سوائے تین سال کے بحیثیت صدر جماعت نکانہ صاحب خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم بیشمار خوبیوں کے مالک تھے۔ ملنساری اور مہمان نوازی اور خصوصاً مرکزی مہمانوں کی خدمت کے علاوہ غریبوں سے ہمدردی کا وصف نمایاں تھا۔ ہمیشہ ہر ایک کی مدد کو تیار رہتے۔ نمازوں کے پابند اور خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ نڈر اور دلیر انسان تھے۔ احباب جماعت کے ہمراہ انہیں بھی شدید مخالفانہ حالات کا سامنا رہا۔ 1989ء میں پیشتر احمدی گھرانوں کو مخالفین نے جلادیا اور لوٹ لیا جس میں شہید مرحوم کا گھر بھی شامل تھا۔ ان تمام مخالفانہ حالات کے باوجود آپ ہمیشہ ثابت قدم رہے اور مخالفین کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے۔ 2010ء میں مقامی احمدی مسجد کی تعمیر میں ان کو بھرپور خدمت کی توفیق ملی۔ شہید مرحوم کی اہلیہ محترمہ کو بھی لمبا عرصہ صدر لجنہ کی توفیق ملی۔ چند سال پہلے ان کی وفات ہو گئی تھی۔

شہید مرحوم کے سرملک محمد دین صاحب مرحوم تھے جو معروف جماعتی مقدمہ ساہیوال میں نامزد تھے اور اسیری کے دوران ہی جیل میں وفات پا گئے تھے۔ شہید مرحوم کے پسماندگان میں دو بیٹے ملک محمد اولیس جو سول جج لاہور ہیں اور محمد فرحان ایڈووکیٹ ہیں۔ یہ اس وقت وہاں خدام الاحمدیہ کے قائد بھی ہیں اور ایک بیٹی ڈاکٹر ثمرہ وقار صاحبہ ہیں جو لاہور میں ہیں۔ اور ان کے تین بھائی ہیں اور تین بہنیں ہیں۔ ایک بھائی ملک محمد نسیم صاحب یہیں لندن میں ہیں۔ شہید مرحوم کے والد صاحب اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی والدہ کی آپس میں رشتہ داری بھی تھی۔ شہید مرحوم اور ان کی فیملی کی خواہش کے پیش نظر ان کے آبائی علاقہ ساہیوال میں ان کی تدفین عمل میں آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر چلائے۔ نیکیوں میں آگے بڑھاتا چلا جائے اور مخالفین احمدیت اور دشمنان کے بھی جلد پکڑ کے سامان پیدا فرمائے۔

14

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 07 اپریل 2017ء بمطابق 07 شہادت 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت تو اس وقت سے ہو رہی ہے جب ابھی باقاعدہ جماعت کا قیام بھی عمل میں نہیں آیا تھا اور آپ علیہ السلام نے بیعت بھی نہیں لی تھی۔ مسلمانوں نے بھی اور غیر مسلموں نے بھی اپنا پورا زور آپ کی مخالفت میں لگایا اور اب تک لگا رہے ہیں۔ آج تو زیادہ پیش پیش مسلمان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کو بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت دنیا کے 209 ممالک میں قائم ہے۔ خاص طور پر مسلمان ممالک میں جیسا کہ میں نے کہا جہاں بھی لوگ جماعت کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں وہاں باقاعدہ منصوبہ بندی سے جماعت کی مخالفت شروع ہو جاتی ہے۔ بعض سیاست دان علماء اور ان کے زیر اثر سرکاری کارندے بلکہ جیسا کہ پہلے بھی میں بتا چکا ہوں عدالتوں کے جج بھی اس مخالفت کا حصہ بن جاتے ہیں۔

آج کل جیسا کہ میں نے گذشتہ کئی خطبوں میں ذکر کیا ہے الجزائر کے احمدیوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ جج صاحبان بھی یہی کہتے ہیں، حکومتی کارندے بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر تم اس بات کا اعلان کر دو کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے اور وہ مسیح موعود نہیں ہیں بلکہ نعوذ باللہ اسلام مخالف طاقتوں کے ایجنٹ ہیں اور اسلام مخالف طاقتوں کی پشت پناہی اور مغربی ممالک کی پشت پناہی انہیں حاصل ہے اور انہی کی طرف سے یہ کھڑے کئے گئے تھے، خاص طور پر انگریزوں کی طرف سے تو ہم تمہیں بری کر دیتے ہیں ورنہ پھر جیل اور جرمانے کی سزا کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور پھر ظالمانہ فیصلہ کر کے جو لوگ انکار کرتے ہیں، جو ایمانوں پر قائم ہیں ان کو پھر جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے اور بڑے بڑے جرمانے بھی کئے جا رہے ہیں جن کی ادائیگی کی شاید ان غریب لوگوں میں استطاعت بھی نہ ہو کیونکہ اکثریت غریب لوگوں کی ہے۔ بہر حال ان معصوموں اور مظلوموں کو ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہئے اللہ تعالیٰ انہیں ثبات قدم بھی عطا فرمائے اور ان

ظلموں سے بھی بچائے۔

اسی طرح پاکستان کے احمدیوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں وہاں بھی آجکل پنجاب میں خاص طور پر باقاعدہ منصوبہ بندی سے ظلم کئے جا رہے ہیں۔ مسلمان ممالک کے اندر جو فساد کی حالت ہے اور ایک ملک کی دوسرے ملک کے ساتھ تعلقات کی جو حالت ہے عقل رکھنے والوں کے لئے یہ حالت ہی اس بات کے سوچنے کے لئے کافی ہے اور ہونی چاہئے کہ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے اپنے وعدے کے مطابق جس کو بھیجنا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جس غلام صادق کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی اسے تلاش کریں جبکہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی نشانیاں بھی پوری ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں جو مسیح موعود کی آمد کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور یہی ایک راستہ ہے جو مسلمانوں کی عظمت کو دوبارہ قائم کر سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں۔ اس نے اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اس کو ضرور قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔" فرماتے ہیں "میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں چاہو تو قبول کرو، چاہو تو رد کرو۔ مگر تمہارے رد کرنے سے کچھ نہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 206)

پھر آپ فرماتے ہیں "یہ صاف امر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور اور مسیح موعود کے نام سے دنیا میں بھیجا ہے۔ جو لوگ میری مخالفت کرنے والے ہیں وہ میری نہیں خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 189-190)

پس جماعت کے خلاف جو مخالفتیں ہو رہی ہیں یہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس کے خلاف چلنے والے لوگ ہیں اور اس طرح یہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کر رہے ہیں اور یہ مخالفتیں نہ پہلے کچھ بگاڑ سکیں اور نہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ بگاڑ سکیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہمیشہ رہی اور ہمیشہ ہم نے یہی دیکھا کہ دشمن خائب و خاسر ہو اور ہو رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہوتا رہے گا۔ یہ ایک جگہ مخالفت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سو جگہ تبلیغ کے نئے میدان کھول دیتا ہے۔ الجزائر میں ہی انہوں نے احمدیوں کو اپنے زعم میں ختم کرنے کی کوشش کی اور اخباروں اور دوسرے میڈیا نے اس کا چرچا کیا، جماعت مخالف خبریں شائع کی گئیں، پھیلائی گئیں بلکہ اخباروں نے بھی بھرپور مخالفت کرنے میں اپنے طور پر بھرپور کردار ادا کیا لیکن یہی باتیں جو ہیں جماعت کی تبلیغ کا ذریعہ بن گئیں۔

اب الجزائر کی جماعت کوئی بہت پرانی جماعت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو اس مخالفت کے ذریعہ سے ہی

جہاں ایمان میں مضبوط کر رہا ہے وہاں ان کے لئے تبلیغ کے راستے بھی کھول رہا ہے۔ وہاں کے احمدی لکھتے ہیں کہ ہم پریشان تھے کہ ملک میں تبلیغ کس طرح ہوگی۔ ان میں یہ جوش اور جذبہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس مخالفت کے ذریعہ خود ہی انتظام کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر بعض لوگ منفی اثر لے رہے ہیں اور اس میں زیادہ تر نام نہاد علماء کے پیچھے چلنے والے لوگ ہیں تو ایسے بھی ہیں اور بہت سارے ایسے ہیں، بڑی تعداد میں ہیں جو جماعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے متعارف ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جماعت کے خلاف جو ہو رہا ہے وہ غلط ہو رہا ہے۔ اپنے طور پر اس بارے میں معلومات بھی لے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مخالفت میں لکھا گیا لٹریچر اور ہمارے خلاف جو لکھا ہوا لٹریچر ہے وہ ہماری کتابیں دیکھنے کی تحریک پیدا کرتا ہے اس طرف توجہ دلاتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 398)

اسی طرح آپ نے اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ آپ کے آنے کا یہی وقت تھا اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے موافق ہی آپ آئے ہیں تاکہ اسلام کی ڈولتی کشتی کو سنبھالا لے آپ فرماتے ہیں کہ "سچے نبی و رسول و مجدد کی بڑی نشانی یہی ہے کہ وہ وقت پر آوے اور ضرورت کے وقت آوے۔" غیروں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "لوگ قسم کھا کر کہیں کہ کیا یہ وقت نہیں کہ آسمان پر کوئی تیاری ہو۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 397)

لیکن یہ ان کو بھی پتا ہے کہ مسلمانوں کی جو یہ حالت ہے اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی مصلح آئے۔ خود ان کے بیان اخباروں میں بھی چھپتے ہیں، اپنی تقریروں میں بھی ذکر کرتے ہیں اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مسلم ائمہ کو سنبھالنے کے لئے کوئی آنا چاہئے لیکن یہ بھی ساتھ کہہ دیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے علاوہ کوئی ہو۔

بہر حال جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے اسے یہ نام نہاد علماء مانتے نہیں بلکہ انکار کر رہے ہیں اور دشمنی کر رہے ہیں اور ہر جگہ کرتے چلے جا رہے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا مسلمان ممالک میں خاص طور پر کر رہے ہیں لیکن اس کے مقابلے پہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے پیغام کو پہنچانا چاہتا ہے اور قبول کروانا چاہتا ہے۔ اس کی تقدیر بھی کام کر رہی ہے اور لاکھوں لوگ جو ہر سال اس مخالفت کے باوجود احمدیت میں داخل ہوتے ہیں وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے۔ بہت سارے ایسے ہیں جو اپنے واقعات لکھتے ہیں کہ کس طرح احمدی ہوئے اور ان کے واقعات کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نیک فطرتوں کے لئے قبولیت کے انتظام فرما رہا ہے۔ اس بارہ میں بعض واقعات میں پیش کرتا ہوں۔

یہ پہلا واقعہ جو میں پیش کروں گا یہ الجزائر کا ہی ہے جہاں اس وقت جیسا کہ میں نے کہا مخالفت زوروں پر ہے۔ یہ صاحب لکھنے والے کہتے ہیں کہ احمدیت سے تعارف سے بہت پہلے میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ

ایک بلند چھت والے وسیع و عریض ہال میں بہت سے لوگوں کے ہمراہ ایک لائن میں ہوں جس کے ایک سرے پر دو شخص کھڑے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہماری لائن میں سے ہر ایک اپنی باری پر ان دو اشخاص میں سے دائیں جانب والے شخص کے ساتھ بڑی گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کر کے ہال کے دروازے کی جانب چلا جاتا ہے۔ گویا یہ طویل لائن ان دو میں سے ایک شخص کے ساتھ مصافحہ کے لئے خاص طور پر بنائی گئی ہے۔ کہتے ہیں میں دور سے یہ منظر دیکھ کر کہتا ہوں کہ لوگ دونوں کی بجائے صرف ایک شخص سے اتنی گرمجوشی سے مصافحہ کیوں کرتے ہیں؟ دونوں سے کیوں نہیں کرتے؟ تو قریب پہنچنے پر میں دیکھتا ہوں کہ ان میں سے ایک شخص سفید داڑھی والا ہے جبکہ اس کے دائیں جانب والا ایک درمیانہ قد اور گندمی رنگ کا شخص ہے جس کے سر اور داڑھی کے بال سیاہ ہیں۔ کہتے ہیں جب میری باری آئی تو میں نے سفید داڑھی والے شخص کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس نے مجھے سیاہ داڑھی والے اور گندمی رنگ والے شخص کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے سلام کرو تو میں نے نہایت گرمجوشی سے ان کے ساتھ مصافحہ کیا اور کہتے ہیں اس کے ساتھ ہی میرا دل اس شخص کی محبت میں ڈوب گیا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا۔ اس کی مسکراہٹ میں ایک ایسا جادو تھا کہ میں آج تک اس مسکراہٹ کو بھلا نہیں سکتا۔

پھر کہتے ہیں جب احمدیت کا تعارف ہوا اور میں نے ایم ٹی اے دیکھنا شروع کیا تو انہی ابتدائی ایام میں ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی پھر کچھ دیر کے بعد میرا خطبہ پیش ہو رہا تھا۔ میری تصویر سامنے آئی تو کہتے ہیں دونوں کو دیکھ کر مجھے اپنی خواب یاد آگئی۔ خواب میں دکھایا جانے والا سفید داڑھی والا جو شخص تھا میرے بارے میں کہتے ہیں کہ تم تھے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیاہ داڑھی والے تھے جن کو سب لوگ مل رہے تھے اور میں بھی اشارہ کر رہا تھا کہ ان کو ملو۔ کہتے ہیں اس کے بعد احمدیوں سے انٹرنیٹ پر رابطہ کیا۔ مختلف سوالات کئے جن کے جواب پانے کے بعد میں نے بیعت کر لی۔

پھر ایک صاحب جن کے واقعہ کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ گھیر کر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل کرنا چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی نیک بات پسند آئی۔ یہ مصر کے ہیں، عبدالبہادی نام ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ احمدیت سے تعارف ایم۔ ٹی۔ اے العربیہ کے ذریعہ ہوا۔ پروگرام ان کو پسند آتا تھا لیکن کہتے ہیں کہ امام بانی جماعت احمدیہ کی نبوت اور صاحب وحی اور الہام ہونا سمجھ نہیں آتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں یہ بات مشکوک تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے بار بار پروگرام الحواری المباشر میں فون کرنے کی کوشش کی لیکن ہر بار ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا۔ رابطہ نہیں ہوتا تھا۔ اور فون کا مقصد کیا تھا؟ کہتے ہیں میرا مقصد صرف ایک سوال تھا اور اس کا ہاں یا نہ میں جواب لینا تھا اور سوال یہ تھا کہ کیا جماعت کے بانی دیگر انبیاء کی طرح معصوم ہیں اور کیا وہ صاحب وحی والہام ہیں؟ کہتے ہیں اگر اس کا جواب مجھے ہاں میں دیا جاتا تو میں اسی روز اس چینل کو اپنی لسٹ سے

حذف کر دیتا، کاٹ دیتا کیونکہ اس وقت میرا یہی عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی بند ہے اور اس کا دعویٰ درجہ وار جھوٹا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی خاص قدرت سے ایسا ہوا کہ میں کبھی بھی پروگرام میں کال کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں ایم ٹی اے دیکھتا رہا اور رفتہ رفتہ تمام امور کے ساتھ ختم نبوت کا مسئلہ بھی میری سمجھ میں آ گیا یہاں تک کہ میرے سامنے امام الزمان مسیح موعود اور امام مہدی کی بیعت کے علاوہ کوئی راستہ نہ بچا چنانچہ میں نے بیعت فارم پڑ کر کے ارسال کر دیا۔ بیعت کے بعد میں چاہتا تھا کہ یہ خبر دوسروں تک بھی پہنچے۔ چنانچہ اس کے لئے میں نے اپنے ایک قریبی دوست کا انتخاب کیا جس کے بارے میں مجھے بہت حسن ظن تھا کہ وہ میری بات سنے گا۔ میں نے اسے احمدیت کا پیغام پہنچایا تو وہ خلاف توقع اچانک شدید غصہ میں آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے لگا۔ کہتے ہیں مجبوراً میں اسے چھوڑ کر نہایت دکھی دل کے ساتھ، بے چین روح کے ساتھ، بو جھل قدموں سے اپنے گھر لوٹ آیا اور حسب عادت جب ٹی وی آن کیا تو اس وقت ایم ٹی اے پر سورۃ آل عمران کی یہ آیت پڑھی جا رہی تھی۔ فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ (آل عمران: 185) کہ پس اگر انہوں نے تجھے جھٹلایا ہے تو تجھ سے پہلے بھی رسول جھٹلائے گئے تھے۔ وہ کھلے کھلے نشان اور الہی صحیفہ اور روشن کتاب لائے تھے۔ کہتے ہیں یہ آیت میرے دل کی حالت کے لئے درود و سلام بن گئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی اتفاق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے لئے پیغام ہے کہ رسولوں کی تکذیب اور ان سے استہزاء تو ہوتا چلا آیا ہے پھر اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ایسا ہوا تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ لیکن انبیاء کی اس حالت کے باوجود خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے ان کا غالب آنا دنیا کے لئے خدا تعالیٰ کی ہستی کا عظیم ثبوت اور خدا تعالیٰ کے مامورین کی صداقت کی بین دلیل ہے۔ کہتے ہیں یہ سوچ کر میری پہلی حالت جاتی رہی اور خدا کی اس نعمت پر شکر کے جذبات پیدا ہو گئے کہ اس نے اپنے امام الزمان کی بیعت کی توفیق عطا فرمائی اور اس کے منکرین میں سے نہیں بنایا۔ دیکھیں ایک نیک فطرت کو تو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا لیکن دوسرے کی پتا نہیں یہ حالت نہیں تھی اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل نہیں ہوا اور نہ صرف اثر نہیں ہوا بلکہ بد بختی کی وجہ سے گستاخ بھی ہوا اور جس نے بیعت کی تھی اس کی تسلی کے اللہ تعالیٰ نے فوری سامان بھی پیدا فرمادیئے، نہ صرف تسلی کے لئے بلکہ اس کو جو صدمہ پہنچا تھا اس کو دور بھی کر دیا۔

پھر ایک خاتون کا واقعہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی نیک فطرت کی وجہ سے بیعت کی توفیق عطا فرمائی۔ باوجود اس کے کہ مسلمانوں کے بارے میں جو عمومی دہشتگردی کا تصور ہے اس کی وجہ سے یہ ہمارے سے بھی خوفزدہ تھیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے۔ افریقہ کی ایک گاؤں کی رہنے والی عورت ہیں جو گنی کے ایک بڑے شہر بوکے (Boke) کے قریبی گاؤں میں رہتی ہیں۔ حاجہ آمی فادیگا (Haja Amie Fadiga)

ان کا نام ہے۔ کہتی ہیں کہ ایک روز ان کے پاس جماعت احمدیہ کا ایک معلم آیا اور جماعت کی تبلیغ کی اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ ان دنوں وہاں جلسہ ہو رہا تھا۔ کہتی ہیں پیغام تو بظاہر اچھا تھا۔ پہلے میں جلسہ میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوئی اور گاڑی میں پٹرول وغیرہ بھی ڈلوایا۔ اچھی کھاتی پیتی عورت تھیں لیکن رہتی گاؤں میں تھیں۔ کہتی ہیں ان دنوں اسلامی تنظیموں کے حوالے سے دہشتگردی کے واقعات کی وجہ سے میں نے سوچا کہ کہیں یہ جماعت بھی ایسی ہی نہ ہو اس لئے جلسہ میں جانے کا ارادہ ترک کر دیا کہ پتا نہیں کیا ہونا ہے وہاں۔ مگر دل میں یہ دعا کرنے لگی کہ اے خدا اگر تو یہ لوگ سچے ہیں تو یہ ہمارے گاؤں میں دوبارہ تبلیغ کے لئے آئیں۔ لکھنے والے کہتے ہیں کہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ عرصہ بعد ہماری تبلیغی ٹیم بغیر پروگرام کے ان کے گاؤں چلی گئی۔ جب اس خاتون نے ہمیں دیکھا تو خوشی سے ان کے آنسو نکل آئے اور کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا سن لی ہے اور اس طرح ساری فیملی بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئی۔

بعض لوگوں پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے تو انہیں مالی منفعت کے ذریعہ سے بھی ایمان میں ترقی اور اپنے فرستادے کی قبولیت کی توفیق عطا فرماتا ہے لیکن یہ کوئی شرط نہیں ہے۔ بعض لوگ لکھتے ہیں کہ فلاں کہتا ہے کہ اگر مجھے یہ فائدہ ہو جائے، یہ میرا کام ہو جائے تو تب میں احمدیت قبول کروں گا۔ احمدیت قبول کرنا، نہ اللہ تعالیٰ پہ احسان ہے، نہ حضرت مسیح موعود پر کوئی احسان ہے۔ اپنی دنیا و عاقبت سنواری ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سننا اور سمجھنا اور اسے قبول کرنا ضروری ہے۔ بہر حال ایک واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ کسی پہ فضل کرنا چاہے تو اس شرط کو قبول بھی کر لیتا ہے، اس کا اظہار کر کے اس کو دکھا بھی دیتا ہے۔

گیمبیا کے امیر صاحب کہتے ہیں کہ نیامینی ڈسٹرکٹ کے ایک گاؤں میں ایک خاتون سنتو (Suntu) صاحبہ جماعت کی شدید مخالف تھیں۔ جب بھی ان کے سامنے جماعت کا نام لیا جاتا تو سخت غصہ میں آ جاتیں اور جماعت کے خلاف بڑی سخت زبان استعمال کرتیں اور کہتیں کہ احمدی لوگ کافر ہیں۔ یہ احمدی خود تو دوزخ میں جائیں گے لیکن جو شخص ان کے ساتھ رابطہ رکھے گا وہ بھی دوزخ میں جائے گا۔ موصوفہ کھیتی باڑی کرتی تھیں۔ ان کا زمیندارہ تھا لیکن گزشتہ دو سال سے ان کی فصل خراب ہو رہی تھی۔ کبھی کیڑا لگ جاتا، کبھی دوسرے جانور کھیت میں آکر ان کی فصل کو خراب کر دیتے۔ بہر حال ان کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہتے ہیں ہماری ایک احمدی بہن نے ان کو کہا کہ دیکھو جب سے تم جماعت کی مخالفت کر رہی ہو اس وقت سے تمہاری فصل نہیں ہو رہی اس لئے تم جماعت کی مخالفت چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ چنانچہ موصوفہ کو اسی وقت ہی سمجھ آ گئی۔ انہوں نے کہا چلو تجربہ کرتی ہوں۔ وہ اپنی فیملی کے آٹھ افراد کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گئیں۔ جماعت میں شامل ہونے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر بہت فضل کئے۔ نہ صرف یہ کہ ان کی فصل بھرپور

رنگ میں ہونے لگی بلکہ ان کا ایک جوان بیٹا تھا جو گزشتہ کئی سال سے لاپتہ تھا اس کے ساتھ رابطہ ہو گیا جو اٹلی میں تھا۔ اب یہ خاتون ہر کسی کو یہ کہتی ہیں کہ جماعت احمدیہ میں شامل ہو جاؤ کیونکہ اسی میں نجات ہے۔

مبلغ سلسلہ بین لکھتے ہیں کہ اس سال بارش کے مہینے میں باسیلہ شہر میں شدید طوفانی بارش ہوئی جس کی وجہ سے مشن ہاؤس کی ایک دیوار گر گئی۔ رات کو بھی بارش جاری رہی۔ خطرہ تھا کہ دوسری دیوار بھی گر جائے گی اور کہتے ہیں جماعتی نقصان مشن ہاؤس کا ہو رہا تھا میں بڑا پریشان تھا۔ تو میں نے دعا کی۔ مجھے خیال آیا (یہ خیال بھی ہمارے مبلغوں کو ہی آسکتا ہے) کہ اے اللہ اس نقصان کو تُو بیعتوں کے ذریعہ پورا فرما دے اور جماعتی ترقی میں برکت دے۔ کہتے ہیں میں نے ابھی دعا ختم نہیں کی تھی کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ رات بارہ بجے کا وقت تھا۔ بارش اور بجلی کی شدید کڑک تھی۔ میں نے فون اٹھایا تو ایک شخص بولا جس کا نام محمد تھا۔ وہ گوچا (Gucha) نامی ایک گاؤں سے بات کر رہا تھا اور اس نے کہا کہ گاؤں والے بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ گاؤں مشن ہاؤس سے جہاں یہ تھے 110 کلومیٹر دور تھا۔ کہتے ہیں بہر حال میں ان کے پاس گاؤں میں اگلے دن یا کچھ دن بعد گیا تو وہاں 198 افراد بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے اور بڑی مخالفت بھی ہے وہاں لیکن ہر قسم کی مخالفت کے باوجود ان میں ثابت قدم ہے اور اپنے ایمان پر قائم ہیں۔

جرمنی سے مبلغ لکھتے ہیں کہ ان کا ایک سیرین فیملی سے تقریباً ایک سال سے رابطہ تھا۔ انہوں نے گزشتہ سال جرمنی جلسہ پر بھی شرکت کی، جلسہ کا ماحول دیکھا، بڑے متاثر ہوئے لیکن انہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ وہ خود کہتے ہیں یعنی وہ سیرین فیملی کہتی ہے کہ ہم چونکہ اٹلی کے راستے سے جرمنی آئے تھے اس لئے ہمارے وکیل نے کہا تھا کہ آپ لوگوں کا کیس کمزور ہے اور ممکن ہے کہ آپ کو واپس اٹلی بھجوا دیا جائے۔ چنانچہ کہتے ہیں جلسہ کے بعد ہم اسی امید پہ تھے کہ ہمیں کورٹ کا یا حکومت کا خط آجائے گا کہ واپس جاؤ لیکن گھر پہنچے تو کورٹ کی طرف سے خط آیا ہوا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ یہ ان کو علم ہے کہ ہم اٹلی کے راستے جرمنی آئے ہیں لیکن ساتھ ہی اس خط میں جج کی طرف سے ریمارکس بھی تھے کہ چونکہ آپ لوگ سیرین ہیں اس لئے جرمنی سے کہیں اور بھجوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو کہتے ہیں میرے لئے یہ بات بڑا معجزہ تھی۔ فوراً دل میں خیال آیا کہ یہ جلسہ میں جانے کی برکت ہے اور میں نے اپنی بیوی کو بتایا کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں جلسہ میں شامل ہونے پر یہ معجزہ دکھایا ہے۔ پس اس کے بعد ان کے دل میں بیٹھا کہ جماعت کی وجہ سے ہی ہوا ہے تو انہوں نے فوراً بیعت کا فیصلہ کیا اور جماعت میں شامل ہو گئے۔

تو اللہ تعالیٰ کے بھی ہدایت دینے کے عجیب طریق ہیں۔ گو کہ کئی واقعات ایسے ہیں جو میں نے بتائے بھی ہیں کہ افریقہ میں تبلیغ اتنی بھی آسان نہیں، کافی مشکل ہے لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان پڑھ لوگ ہیں، غریب ہیں اس لئے آسانی سے احمدیت قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ بالکل غلط بات ہے۔ ان ان پڑھوں کو بھی جو ان کے

نام نہاد علماء ہیں انہوں نے اپنی روزی روٹی اور انفرادیت قائم کرنے کے لئے عجیب عجیب قسم کے رسم و رواج اور بدعات میں مبتلا کیا ہوا ہے اور ان علماء کے پیچھے چلنے والے ان سے علیحدہ ہونا بھی نہیں چاہتے اور انہی کی وجہ سے جماعت کی مخالفت بھی ہوتی ہے جیسا پہلے بھی ایک دو واقعات میں نے بیان کئے کہ وہاں افریقہ میں مخالفت کرنے والے لوگ بھی ہیں۔ تو بہر حال وہاں بھی احمدیت قبول کرنا اتنا آسان نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی لوگوں کے لئے رہنمائی کے سامان پیدا فرماتا رہتا ہے اور ہمارے مبلغین اور معلمین کے لئے بھی کہ کس طرح انہوں نے تبلیغ کرنی ہے۔

آئیوری کوسٹ کے مبلغ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سان پیدرو (San Pedro) ریجن کے لوکل معلم ایک گاؤں میں تبلیغ کے لئے گئے جس کے نتیجے میں اس گاؤں کے امام سمیت پندرہ افراد نے احمدیت قبول کر لی۔ بعد میں امام نیشنل جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ میں شامل ہوئے تاکہ جماعت کے افراد کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملے۔ جلسہ دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور مسجد کے لئے اپنا ایک پلاٹ بھی پیش کیا۔ لیکن یہ سب لوگ شہر کے ایک بڑے امام کے تابع تھے۔ گاؤں میں پہلے جمعہ کی نماز نہیں ادا کی جاتی تھی باوجود اس کے کہ وہاں امام تھا اور وجہ یہ بتائی جاتی تھی کہ شہر سے بڑے امام کو بلا کر پھر کوئی گائے یا بکری ذبح کر کے اس کی دعوت کی جائے اور پھر جمعہ ہو سکتا ہے۔ نہیں تو جمعہ نہیں ہو سکتا۔ اجازت نہیں ہے۔ تو یہ عجیب و غریب قسم کی بدعات انہوں نے وہاں رائج کی ہوئی ہیں اور بڑے مولوی صاحب جو ہیں جب ان کو فرصت ملتی مختلف جگہوں سے دعوتیں کھانے کے بعد جب ان کا نمبر آتا تبھی کسی گاؤں میں جا کے جمعہ پڑھاتے تھے اور اس وجہ سے جمعہ پڑھنا جو ایک بنیادی فرض ہے ایک مومن کے لئے اس سے ان کو محروم کیا ہوا تھا۔ حدیث میں تو آتا ہے کہ تین جمعے جس نے لگاتار چھوڑے اس کے دل پہ داغ لگ گیا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوات باب فی من ترک الجمعة من غیر عذر حدیث 1125)

تو بہر حال ان مولوی صاحبان کی یہ اپنی شریعت تھی۔ تو گاؤں کے اس چھوٹے مولوی کو جب یہ بتایا گیا کہ نماز جمعہ کے لئے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر اس نے واپس گاؤں جا کر لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ہم نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی روک نہیں ہے۔ ضروری نہیں ہے بڑے مولوی کی دعوت ہو تو پھر جمعہ ادا ہو گا۔ اس پر گاؤں کے دوسرے لوگوں نے جو احمدی نہیں ہوئے تھے انہوں نے مخالفت کی اور امام کو اپنی مسجد میں جمعہ پڑھانے کی اجازت نہیں دی۔ اس پر امام نے ایک عارضی چھپر بنا کر چند احمدیوں کے ساتھ مل کر نماز جمعہ ادا کی جس پر پھر ان شرارتی لوگوں نے اس چھپر کو توڑ دیا، گرادیا۔ تو پھر یہ کہتے ہیں کہ اس پہ میں لوکل معلم اور چند احمدی احباب کو ساتھ لے کر گاؤں کے چیف کے پاس گیا اور ساری بات بیان کی۔ چیف نے فیصلہ کیا کہ اگر مسجد والے آپ کو مسجد میں نماز نہیں پڑھنے دیتے تو آپ کسی دوسری جگہ نماز پڑھ لیں۔ جب دو جگہ نماز ہوگی تو لوگ خود

ہی فیصلہ کر لیں گے کس مسجد میں جا کر نماز پڑھیں۔ بہر حال کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس گاؤں میں اب احمدیت کی بدولت باقاعدہ جمعہ کا آغاز ہو گیا ہے اور باوجود مخالفت کے احباب جماعت بڑی ثابت قدمی سے اپنے ایمان پر بھی قائم ہیں اور جمعہ بھی ادا کر رہے ہیں۔

خوابوں کے ذریعہ سے بہت سوں کو اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ دنیا میں ہر جگہ اس طرح رہنمائی ہوتی ہے۔ کنور کیرالہ ہندوستان کے مبلغ انچارج ایک نومبائع کی قبول احمدیت کا واقعہ لکھتے ہیں کہ بیعت سے پہلے وہ نومبائع کافی پریشان رہتے تھے۔ جس پر انہیں کسی نے بتایا کہ آپ کی پریشانی کا حل کثرت سے درود پڑھنا ہے۔ آپ بہت زیادہ درود پڑھا کریں۔ چنانچہ موصوف نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک دن انہوں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ دیکھا اور ایک خالی قبر کو بھی دیکھا۔ وہاں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب آپ سے ملاقات ہوگی۔ جب انہوں نے یہ خواب غیر احمدی مولوی کو سنائی تو اس نے کہا یہ مبارک خواب ہے آپ ایک اعلیٰ مقام پر پہنچنے والے ہیں۔ اس خواب کے چند دنوں بعد ایک سفر کے دوران ان کی کسی احمدی سے ملاقات ہوئی جس پر اس احمدی نے کہا کہ آپ کے شہر میں جو مسجد نور ہے وہاں ضرور جائیں۔ چنانچہ اس کے مطابق وہ ایک دن جماعت کی نور مسجد میں آئے اور جمعہ کی نماز میں شامل ہوئے۔ وہاں ان کا جماعت کے ساتھ تعارف ہوا اور باقاعدہ جماعتی کتب کا مطالعہ کرنے لگے۔ پھر بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ تو کہتے ہیں اس طرح پر واضح ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عنقریب ملاقات کرنے کا مطلب جماعت احمدیہ میں شمولیت تھا۔

پھر بینن کے مبلغ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے معلم حمدی جبریل صاحب ایک مقامی ریڈیو پر تبلیغ کا پروگرام کیا کرتے ہیں۔ ایک دن ان کے پروگرام میں ایک عورت کی کال موصول ہوئی۔ کہنے لگیں کہ میرے لئے حیرت کی بات ہے کہ مسیح کی آمد ثانی ہو گئی ہے اور ہمیں پتا ہی نہیں۔ میں مسلمان ہوں اور میری فیملی عیسائی ہے اور وہ مجھے اس بات پر لا جواب کر دیتے ہیں کہ مسلمان تو خود کہتے ہیں کہ ان کی ہدایت کے لئے مسیح کی آمد ہوگی تب ان کو ہدایت ملے گی۔ تو وہ کہتی ہے کہ آپ میرے گاؤں آئیں اور ان کو تبلیغ کریں۔ چنانچہ اس گاؤں میں چند تبلیغی نشستوں سے اس گاؤں کے 227 افراد نے بیعت کر کے احمدیت قبول کر لی۔

جہاں مولوی کا زور چلتا ہے وہاں وہ ڈرا دھمکا کر احمدیت سے دور کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان مولویوں کے اس فعل کی وجہ سے لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ بہت سے ایسے واقعات ہیں۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ زیمبیا کے شمالی صوبہ کا ایک شہر مپوروکوسو (Mporokoso) ہے اس کے بارے میں وہاں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ اس جگہ پہ گزشتہ سال جماعت کا قیام ہوا۔ وہاں پر مولویوں نے ایک

میٹنگ بلائی۔ (وہاں پرانے مسلمان ہیں۔) جس میں مختلف لوگوں کو مدعو کیا گیا جس میں ایک محمد سعید صاحب بھی تھے جن کا ہماری جماعت سے رابطہ تھا لیکن احمدی نہیں ہوئے تھے۔ میٹنگ کے دوران مولوی کہنے لگے کہ ہم قادیانیوں کو کسی قیمت پر ترقی کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ جہاں بھی یہ لوگ جائیں گے ہم ان کا پیچھا کریں گے اور ان کو ڈرائیں گے دھمکائیں گے اور اگر لوگ جماعت سے پیچھے نہ ہٹے تو ہمیں انہیں جان سے بھی مارنا پڑا تو وہ بھی کر دیں گے۔ ان مولویوں نے سعید صاحب سے کہا کہ تم بھی احمدیوں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھو۔ (ان کو پتا تھا کہ آنا جانا ہے۔) ان کو دھمکی دی کہ اگر تم نے جماعت احمدیہ کے ساتھ اپنا تعلق نہ کاٹا تو ہم کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں۔ نتیجہ کیا ہوا کہ محمد سعید صاحب مولویوں کی اس میٹنگ کے بعد اپنی فیملی سمیت جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے آکے کہا اچھا تم مجھے دھمکاؤ میں بیعت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ بھی اس میٹنگ کے بعد شہر کے کوئی 25 افراد نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ ڈرانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان پر حق کھل گیا اور جو پہلے احمدی تھے ان سے بھی جماعت کی تعداد مزید بڑھ گئی اور جماعت کی آغوش میں آ گئے۔ یہی حال الجزائر میں ہو رہا ہے جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ احمدیت کا تعارف بڑھ رہا ہے اور وہاں کے رہنے والے لوگوں کا خیال ہے کہ ایک وقت آئے گا جب وسیع پیمانے پر لوگ احمدیت میں یہاں بھی شامل ہونا شروع ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ

پھر ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے امیر صاحب تنزانیہ لکھتے ہیں کہ نیا نگامارا (Nyangamara) میں ایک لمبے عرصے سے جماعت قائم تھی مگر وہاں صرف ایک دو گھرانے احمدی تھے۔ اس سال (یعنی 2016ء میں) مقامی جماعت کے افراد کے تعاون سے وہاں باقاعدہ تبلیغی پروگرام کیا گیا جس میں حاضرین کو خلافت کی اہمیت کے حوالے سے بتایا گیا۔ چنانچہ لوگوں کو خلیفہ وقت کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ ان لوگوں نے ایک غیر از جماعت جس کے پاس ڈش اور ٹی وی تھا اس سے درخواست کی کہ وہ اپنے ٹی وی پر ایم ٹی اے لگائے۔ چنانچہ اس نے ایم ٹی اے لگایا اور لوگوں کو ٹی وی پر خلیفہ المسیح کو دیکھنے کا موقع ملا۔ اس طرح جماعت کے لئے تبلیغ کا نیا راستہ کھل گیا۔ کہتے ہیں اس سال (اسی سال جس سال کا ذکر ہو رہا ہے یعنی 2016ء میں) ہمارا وفد اگلے مہینہ دوبارہ ان کے ہاں تبلیغ کے لئے گیا تو ایک مولوی نے پروگرام کے دوران فتنہ ڈالنے کی کوشش کی اور ہمیں لگا کہ شاید یہ پروگرام کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ لیکن خدا کی نصرت ایسی ہوئی کہ تبلیغی پروگرام اور سوال وجواب کے بعد مقامی لوگوں میں سے بعض جنہوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی تھی ان مولوی صاحب کو کہنے لگے کہ اگر احمدی کافر ہیں تو ہم بھی احمدی ہیں۔ تم اس گاؤں سے نکل جاؤ، احمدی نہیں نکلیں گے۔ چنانچہ مولوی کی اس مخالفت کی وجہ سے لوگوں کا جماعت کی طرف زیادہ رجحان ہوا اور کل 38 افراد نے احمدیت کو قبول کرنے کی سعادت پائی اور نئی بیعت کرنے والوں میں سے ایک نے اپنا ایک پلاٹ بھی مسجد کے لئے وقف کیا اور ایک نومابع نے کہا کہ چونکہ میرا گھر بڑا ہے نیز دوسرے دوستوں کے

گھروں کے قریب بھی ہے اس لئے مسجد بننے تک نماز باجماعت میرے گھر میں ادا کی جائے چنانچہ اب روزانہ اس جگہ جماعت کے دوست اکٹھے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔

تو اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جہاں مخالفت کی وجہ سے یا لالچ دے کر بھی احمدیت سے دور ہٹانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے یہ کام ہیں جیسا کہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ خود لوگ بعض جگہ تعارف حاصل کر کے آتے ہیں اور ہم ان چیزوں کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو بھی پورا ہوتا دیکھتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ "یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ آپ ہی کیا کرتا ہے۔" پھر فرماتے ہیں کہ "ٹھنڈی ہوا چل پڑی" ہے۔ "اللہ تعالیٰ کے کام آہستگی کے ساتھ ہوتے ہیں۔" ہوں گے اور ضرور ہوں گے لیکن آہستہ آہستہ ہو رہے ہیں اور ہوتے چلے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ تو مسلمانوں کو بجائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کرنے کے اس بات پر غور کرنا چاہئے جو آپ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یاد رکھو کہ "اگر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہ ہوتی تاہم زمانہ کے حالات پر نظر کر کے مسلمانوں پر واجب تھا کہ وہ دیوانہ وار پھرتے اور تلاش کرتے کہ مسیح اب تک کیوں نہیں کسر صلیب کے لئے آیا۔" اب بجائے اس کے کہ مخالفت کرتے تلاش کرنا چاہئے تھا۔ زمانہ اس بات کا تقاضا کر رہا تھا کہ تلاش کیا جائے۔ فرمایا کہ "اگر مٹانوں کو بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہبودی مد نظر ہوتی تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتے جیسا ہم سے کر رہے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہئے تھا کہ انہوں نے ہمارے خلاف فتویٰ لکھ کر کیا بنالیا ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے کہا کہ ہو جائے اسے کون کہہ سکتا ہے کہ نہ ہو۔" فرمایا کہ "یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں یہ بھی ہمارے نوکر چاکر ہیں۔" مخالفین بھی ہمارے نوکر چاکر ہیں "کہ کسی نہ کسی رنگ میں ہماری بات مشرق و مغرب تک پہنچا دیتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 397-398)

بعض واقعات جو میں نے بیان کئے اور الجزائر اور پاکستان میں بھی لوگ یہی ظاہر کرتے ہیں کہ مخالفت کی وجہ سے احمدیت کا تعارف مزید بڑھ رہا ہے۔ پس ہمیں مخالفت سے کوئی فکر نہیں۔ چاہے الجزائر ہو یا پاکستان یا کوئی اور مسلمان ملک۔ ہماری تبلیغ ان مخالفین کے ذریعہ پہلے سے بڑھ کر ہو رہی ہے اور احمدیت کا تعارف حاصل ہو رہا ہے۔

مخالفین کو اور علماء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات پر غور کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ "یاد رکھو کہ اگر مجھے قبول نہ کرو گے تو پھر تم کبھی بھی آنے والے موعود کو نہیں پاؤ گے۔" پھر فرمایا "میری نصیحت ہے کہ تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دو اور خدا ترسی سے ان باتوں پر غور کرو اور تنہائی میں سوچو اور آخر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 176)

اگر نیک نیتی سے دعائیں کرو گے تو وہ دعاؤں کو سنے گا اور رہنمائی کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ

لوگ اس قابل ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کے سینے کھولے۔

نماز کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم حاجی نوح سوین، مینسن (Naji Nuh Svend Hansen) صاحب کا ہے۔ یہ ڈینش احمدی تھے۔ پرسوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 28ء جون 1929ء کو کوپن ہیگن میں پیدا ہوئے۔ مذہبی لحاظ سے ان کا تعلق لوٹھرن چرچ سے تھا۔ ڈنمارک کے ایک مشہور فلاسفر اور ڈینش ریفارمر گروئنڈوگ (Grundtvig) سے بہت متاثر تھے اور زمیندارہ خاندان سے ان کا تعلق تھا۔ مینسن صاحب نے 1951ء میں ٹیکنیکل یونیورسٹی ڈنمارک میں کیمیکل انجینئرنگ میں ایم۔ ایس۔ سی کی پھر ملائیشیا میں ملازمت کے لئے چلے گئے۔ 26 جنوری 1956ء میں اسلام قبول کیا اور اسلام قبول کرنے کی ابتدائی وجہ ایک مسلمان خاتون سے شادی کرنا تھی۔ لیکن اس کے بعد انہوں نے خود ہی اسلام کا بڑا گہرا مطالعہ کیا اور پھر دل و جان سے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا شروع کیا۔ 1964ء میں اپنی اہلیہ کے ہمراہ پہلاج کرنے کی توفیق پائی اور وہاں انہوں نے نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی کہ حج کی ادائیگی میں جو خامیاں اور کمزوریاں رہ گئی ہیں اے خدا تو انہیں معاف فرما دے اور جب میں روحانی لحاظ سے بہتر ہو جاؤں تو مجھے ایک بار پھر حج کی توفیق عطا فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا اس رنگ میں قبول فرمائی کہ انہیں احمدیت کے قبول کرنے کی توفیق ملی اور پھر احمدیت قبول کرنے کے بعد ایک بار پھر انہوں نے حج کیا اور متعدد عمرے کئے۔ 1965ء میں آپ کا تعلق جماعت سے قائم ہوا۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 1968ء میں جب وقف عارضی کے لئے ڈنمارک تشریف لے گئے تو موصوف چوہدری صاحب کے ساتھ کافی رہے۔ اس وقت تک بیعت نہیں کی تھی لیکن احمدیت کی تعلیم سے متاثر ہو رہے تھے۔ کچھ سوالات ان کے ذہن میں تھے۔ 1969ء میں پاکستان کا سفر کیا۔ حضرت چوہدری صاحب کے ہاں قیام کیا اور سفر کے دوران ربوہ بھی گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف ملا۔ اس وقت تک آپ احمدیت کا بڑا گہرا مطالعہ کر چکے تھے لیکن پوری طرح تسلی نہیں ہوئی تھی تو حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کرنے کے دوران آپ نے ان سے چند سوالات بھی پوچھے اور اس وجہ سے پھر کہتے ہیں کہ وہیں احمدیت کی حقیقت مجھ پر آشکار ہو گئی۔ چنانچہ واپس آکر 7 اپریل 1969ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں اپنی بیعت کا خط بھجوایا اور احمدیت میں شامل ہوئے۔ پھر قادیان بھی ان کو جانے کا شرف حاصل ہوا اور وہاں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر کھڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا۔ 74ء سے 88ء تک نیشنل سیکرٹری مال ڈنمارک کے عہدے پر خدمت کی توفیق پائی اور اس نظام کو بہتر کیا۔ 85ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امیر جماعت ڈنمارک مقرر فرمایا۔ اس سے پہلے آپ 27 اپریل 83ء کو نائب امیر مقرر ہوئے تھے۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سوین، مینسن صاحب کے بارے میں

فرماتے ہیں کہ ان کی بیوی ملایا کی مسلمان ہیں۔ میاں بیوی محض رسمی مسلمان نہیں بلکہ مخلص اور پابند صوم و صلوة ہیں۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ خاکسار نے کم کسی مغربی مسلمان کو اسلام کی اقدار میں اس قدر رچا ہوا دیکھا ہے۔ ان کو قرآن کریم کی اشاعت اور ٹرانسلیشن کی بھی توفیق ملی۔ 1989ء میں ڈینش قرآن کریم کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن کمپیوٹرائزڈ کمپوزنگ کے ساتھ شائع ہوا۔ اس میں سوین ہینسن صاحب نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ میڈن صاحب کے ساتھ مل کر ان کی بہت مدد کی۔ 1986ء سے لے کر دو سال پہلے تک جب تک ان کی صحت رہی تقریباً ہر سال یہاں یو کے میں جلسے پر آتے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانے میں جو انٹرنیشنل شوریٰ ہوتی تھی وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی معاونت کا بھی ان کو اعزاز ملا۔ یہ سکینڈے نیوین ممالک کے مشترکہ رسالہ "Aktive Islam" کے ایڈیٹر بھی رہے۔

1981ء کو پہلے زعیم اعلیٰ انصار اللہ ڈنمارک کا انتخاب ہوا تو سوین ہینسن صاحب بطور زعیم منتخب ہوئے اور 1986ء تک رہے۔ سوین ہینسن صاحب کی اہلیہ احمدی نہیں تھیں بلکہ بہت زیادہ مخالف تھیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے ان سے ہمدردی اور شفقت کا سلوک رکھا لیکن جماعتی خدمات میں بھی کوئی کمی نہیں آنے دی۔ چندہ میں بڑے باقاعدہ تھے۔ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور اگر مزید گنجائش نکلتی تو جماعتی ضروریات کے لئے ایک الگ اکاؤنٹ میں رقم ڈال دیتے تھے۔ جب ڈنمارک سے ریٹائرڈ ہو کر جانے لگے تو اپنی کار بھی مشن کو دے دی۔ ان کی مالی قربانیوں کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک خط میں تحریر فرمایا تھا کہ سوین ہینسن صاحب کی قربانی قابل تقلید ہے۔ یہ ماشاء اللہ شروع سے ہی اخلاص و ایثار کا مرقع ہیں اور مالی قربانی کے لحاظ سے نمونہ ہیں۔ کبھی ان کو یاد دہانی کی ضرورت نہیں پڑی۔ آگے لکھتے ہیں کہ خدا کرے کہ باقی جماعت کے دوست بھی انہی کی طرح ہو جائیں تو پھر سیکرٹری مال کا کام صرف ریکارڈ رکھنا ہو جائے اور یاد دہانیوں پر اسے وقت صرف نہ کرنا پڑے۔ اور خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اب نماز کے بعد میں جنازہ پڑھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی بیوی اور بچوں کو بھی احمدیت قبول کرنے اور احمدیت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

15

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 14 اپریل 2017ء بمطابق 14 شہادت 1396 ہجری شمسی
بمقام Raunheim، فرینکفرٹ، جرمنی

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جمعہ کے لئے جماعت نے یہاں آج جو جگہ لی ہے اور اگلے جمعہ
کے لئے بھی یہی کہا جاتا ہے کہ یہاں جمعہ ہوگا، یہاں ایئر پورٹ نزدیک ہونے کی وجہ سے اور جہازوں کی آمد و رفت
کی وجہ سے جہازوں کا شور ہو سکتا ہے۔ شاید بعض وقت بہت زیادہ ہو جائے۔ میں کوشش کروں گا کہ میری آواز
شور کے باوجود پہنچتی رہے اور الفاظ بھی آپ کو سمجھ آتے رہیں۔ اگر تو اس حد تک شور ہے جیسا اب ہے تو یہ تو قابل
برداشت ہے۔ یہ ہوا کے رخ پر بھی منحصر ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہوا کا رخ اس طرف ہو تو آواز زیادہ آئے گی، اگر
الٹی طرف ہو تو پھر کچھ کم آئے گی۔ بہر حال جگہ کی تنگی کی وجہ سے بیت السبوح میں جمعہ ہو نہیں سکتا تھا اور جماعت
کو مناسب قیمت پر کوئی اور جگہ یا ہال، یہ کہتے ہیں ہمیں مل نہیں سکا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اگر وقت پر کوشش
کرتے تو یہ مل بھی سکتا تھا۔ لیکن ہمارے لوگوں کی عادت ہے کہ عین موقع پر کام شروع کرتے ہیں اور اس خوش
فہمی میں رہتے ہیں کہ کام ہو جائے گا۔ اللہ کا فضل ہے بعض کام ہنگامی طور پر ہو بھی جاتے ہیں اور جس طرح جماعت
احمدیہ کے کام ہوتے ہیں شاید کسی اور کے نہ ہو سکیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے planning نہ کی جائے۔
یہی خوش فہمی اور عدم توجہ اور اہمیت کا احساس نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے بیت السبوح کے ساتھ جو نئی خریدی ہوئی
عمارت بیت العافیت ہے وہاں ابھی تک جمعہ یا کسی قسم کے پروگرام کرنے کی اجازت نہیں ملی۔

گزشتہ سال جب میں جلسے پر آیا تھا تو بیت السبوح میں جمعہ پڑھایا گیا تھا اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے
عورتوں اور ارد گرد کی جماعتوں کو بھی روکا گیا تھا کہ جمعہ پر نہ آئیں۔ اُس وقت میں نے جماعت کی انتظامیہ کو کہا تھا کہ
بیت العافیت کے استعمال کی اجازت جلدی لیں تاکہ اس قسم کی دقتوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ میرے خیال میں یا کم از
کم ان کی رپورٹوں کے مطابق سنجیدگی سے اب یہ اس وقت سے کوشش کر رہے ہیں لیکن کونسل بعض چھوٹے

چھوٹے اعتراض لگاتی چلی جا رہی ہے۔ تو یہ باتیں ان کو پہلے مد نظر رکھنی چاہئے تھیں کہ کونسل کوئی ان کے زیر انتظام نہیں ہے کہ جائیں گے اور کلیئر نس لے لیں گے۔ جب عمارت خریدی گئی تھی اس وقت سے سنجیدگی سے اور فوری طور پر اس کے استعمال کی اجازت اور جو بھی تبدیلیاں کرنی تھیں اس پر کام شروع ہو جانا چاہئے تھا اور اگر وہ کام شروع ہوتا تو آج اتنی دقت نہ ہوتی۔ گو ان کے خیال میں آج کی یہ جگہ بہت بڑی تھی اور ایسٹر کی چھٹیوں کی وجہ سے لوگوں کے زیادہ آنے کی وجہ سے یہ جگہ بھی کم ہو رہی ہے اور یہ تنگی بیت العافیت میں بھی ہو سکتی تھی لیکن عمومی جمعے وہاں ادا کئے جاسکتے تھے۔ دو تین سال ہو گئے ہیں عمارت خریدے ہوئے اور ابھی تک اس کے استعمال میں بعض روکیں ہیں۔ اس وقت جب یہ عمارت خریدی گئی تھی دنیا کے حالات بھی کچھ بہتر تھے۔ مسلمانوں کے حوالے سے کچھ بہتر حالات تھے اور اس وجہ سے جلدی اجازت بھی مل سکتی تھی اگر اُس وقت کام شروع ہوتا۔ لیکن آج مسلمانوں کے بارے میں جو اُن کے تحفظات ہیں وہ بڑھ گئے ہیں جس کی وجہ سے دقتیں بھی پیدا ہو رہی ہیں۔ شاید امیر صاحب اور انتظامیہ یہ کہے کہ یہ وجہ نہیں ہے، اس طرح ہونا ہی تھا۔ لیکن بہر حال یہ ان لوگوں کی سستی ہے اور ہر کام کو لٹکانے کی عادت بھی ہے جس کی وجہ سے آج ہمیں دقتیں پیش آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انتظامیہ کو عقل اور سمجھ بھی دے اور خوش فہمیوں میں مبتلا ہونے سے ان کو بچائے اور حقائق سمجھتے ہوئے یہ کام کرنے والے ہوں۔ آپ لوگوں نے اپنے عہدیدار منتخب کئے ہیں تو آپ کا فرض بھی بتنا ہے کہ ان کے کاموں میں اٹکل پیدا کرنے کے لئے اور عقل پیدا کرنے کے لئے ان کے لئے باقاعدہ دعا بھی کرتے رہا کریں۔

بہر حال چند منٹ میں ہی ہم نے تین چار جہاز گزرنے کی آوازیں سن لیں، یہ تو برداشت کرنا پڑے گا۔ دوسری صورت یہی ہو سکتی تھی کہ محدود تعداد میں لوگوں کو جمعہ پر آنے کے لئے کہا جاتا اور عورتوں پر بھی پابندی لگا دی جاتی۔ پاکستان میں یا ان ملکوں میں جہاں جماعت کی مخالفت ہے اور حالات کی وجہ سے عورتوں کو جمعہ پہ آنے سے روکا جاتا ہے۔ اسی دوران جمعے مختلف جگہوں پر پڑھے جاتے ہیں، ایک مرکزی جگہ پر نہیں پڑھے جاتے۔ الجزائر میں تو مکمل پابندی ہے کہ کسی سینٹر میں بھی بلکہ گھروں میں بھی جمعہ نہیں ہو سکتا۔ تو وہاں تو ظالمانہ قانون اور دشمن کے خوف کی وجہ سے یہ ہو رہا ہے اور یہاں جہاں مذہبی آزادی ہے یہاں یہ روکیں لگانا ہماری سستی اور معاملات کی اہمیت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہو گا اور ہو رہا ہے۔ بہر حال دعا کریں کہ آئندہ جمعہ کے لئے یعنی آئندہ آنے والا جمعہ تو نہیں لیکن آئندہ جب بھی آنے کا پروگرام بنے گا انشاء اللہ تو اس وقت بیت العافیت کے استعمال کی اجازت مل جائے یا کم از کم ان کو ایسی جگہ میسر آئے جہاں سب آرام سے سموئے جائیں، سمٹے جائیں۔ یہ تنگی وہاں بیت العافیت میں بھی کچھ وقت کے لئے تو دور ہو سکتی ہے۔ جماعت تو انشاء اللہ بڑھنی ہے اور بڑھتی جا رہی ہے اس لئے جو بھی جگہیں ہم لیں گے چھوٹی ہوتی جائیں گی لیکن ایک جگہ لے کر پھر اپنی سستی کی وجہ سے کئی سال استعمال نہ کر کے یہ

کہہ دیں کہ یہ جگہ بھی تنگ ہو گئی تو یہ کوئی جواب نہیں، نہ عقلمندی ہے۔

بہر حال آج کے خطبہ کے لئے پہلے تو میں نے کچھ اور مضمون لیا تھا لیکن پھر بعض مرحومین کا جنازہ پڑھانا تھا تو ان کی کچھ باتیں سامنے آ گئیں اس لئے میں نے سوچا ہے کہ آج انہی کا ذکر کروں گا جن میں سے ایک شہید ہے، ایک مربی سلسلہ ہے اور ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی ہیں۔ ان لوگوں کے بعض اوصاف ایسے ہیں جو جماعت کے ہر طبقے کے لئے نیک مثال ہیں۔ اور یہی ایسی باتیں ہیں جو ہم میں سے بہتوں کے لئے قابل تقلید نمونہ ہیں۔ بہت سوں کے لئے ان میں سبق ہیں۔ پس میں نے مناسب سمجھا کہ بجائے ان مرحومین کے مختصر ذکر کے کچھ کھول کر ان کے بارے میں بیان کروں۔ ہر ایک کی سیرت کے پہلو جو میرے سامنے لائے گئے ہیں یا جو مجھے علم تھے وہ ایسے ہیں جو مَن قَطْعِي مَحْبَبَةٍ (الاحزاب: 24) کے مصداق ان لوگوں کو بناتے ہیں۔ جو اپنے عہدوں اور اپنی نیتوں اور ارادوں کو پورے کرنے والے لوگ تھے۔ جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنی زندگیاں بسر کیں اور اسی طرح خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

ان میں سے پہلے ہمارے شہید بھائی پروفیسر ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب ہیں جو گزشتہ جمعہ شہید کئے گئے۔ پروفیسر ڈاکٹر ریٹائرڈ اشفاق احمد صاحب، شیخ سلطان احمد صاحب لاہور کے بیٹے تھے۔ ان کی عمر 68 سال تھی۔ گزشتہ جمعہ یہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اپنی کار میں بیت التوحید جا رہے تھے کہ راستے میں ایک موٹر سائیکل سوار معاندانہ انداز میں فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کہتے ہیں تفصیلات کے مطابق وقوعہ کے روز شہید مرحوم اپنے بارہ سالہ پوتے عزیزم شاہ زیب اور حلقہ سبزہ زار کے ایک احمدی دوست مكرم ظہیر احمد صاحب کے ساتھ اپنی کار میں جمعہ کے لئے مسجد جا رہے تھے۔ شہید مرحوم خود گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے۔ ان کا پوتا آگے دوسری سیٹ پر بیٹھا تھا۔ دوسرے دوست پیچھے بیٹھے تھے۔ سبزہ زار سے ملتان روڈ پہنچے جہاں سڑک زیر تعمیر ہونے کی بنا پر ٹریفک رکا ہوا تھا۔ ان کی گاڑی رکتے ہی ہیلمٹ پہنے ہوئے ایک موٹر سائیکل سوار شخص نے ڈرائیونگ سیٹ کے قریب آکر ان کی کینٹی پر پستول رکھ کر گولی چلا دی اور فرار ہو گیا۔ فائر لگنے سے گولی کینٹی سے آر پار ہو گئی اور موقع پر ہی آپ نے جام شہادت نوش کیا اور دوسرے دونوں محفوظ رہے ان کو انہوں نے کچھ نہیں کہا۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ شہید مرحوم کے دادا مكرم شیخ عبدالقادر صاحب کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لدھیانہ تشریف آوری کے زمانے میں ہوا۔ آپ کے خاندان کا تعلق سنگرور مشرقی پنجاب انڈیا سے تھا۔ اس علاقے کے ایک بزرگ مكرم پیر میراں بخش صاحب نے احمدیت قبول کرنے کے بعد شہید مرحوم کے دادا کو احمدیت قبول کرنے کی طرف دعوت دی۔ اس پر شہید مرحوم کے دادا نے مع خاندان احمدیت قبول کر لی۔ پاکستان کے قیام سے قبل شہید مرحوم کے دادا وفات پا گئے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد ان کی دادی

محترمہ عائشہ صاحبہ نے خاندان کی سربراہی کرتے ہوئے خاندان کے ہمراہ انڈیا سے پاکستان لاہور ہجرت کی۔ کچھ عرصہ کیمپ میں رہنے کے بعد پھر سنت نگر لاہور میں رہائش اختیار کی جہاں شہید مرحوم کی 1949ء میں پیدائش ہوئی۔ چند سال بعد یہ خاندان ربوہ میں منتقل ہو گیا۔ شہید مرحوم کی ابتدائی تعلیم ربوہ کی ہے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد ویٹرنری کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ پھر دوبارہ ان کی فیملی اس وجہ سے لاہور منتقل ہو گئی۔ ایم۔ ایس۔ سی ویٹرنری کرنے کے بعد ویٹرنری کالج میں بطور لیکچرر ملازمت اختیار کی اور پھر پروفیسر کے عہدے تک ترقی ہوئی۔ مرحوم کے والد شیخ سلطان احمد صاحب پنجاب پولیس میں سب انسپکٹر تھے اور پھر ایف ایف (FSF) جب بنی ہے تو وہاں انسپکٹر کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ خلافت سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ تہجد گزار اور مہمان نوازی اور خدمت خلق کرنے والے، عہدیداران کی اطاعت کرنے والے نیک مخلص انسان تھے۔ ہمیشہ جماعتی خدمت میں پیش پیش رہتے اور نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ بلند اخلاق اور ملنسار ہونے کی وجہ سے اپنے سٹوڈنٹ اور ساتھی پروفیسروں میں یکساں مقبول تھے۔ اپنے ساتھی پروفیسروں کو اکثر گھر پہ کھانے پہ بلا لیا کرتے تھے اور جماعت کا موثر انداز میں تعارف کرواتے۔ اس وجہ سے بعض اوقات آپ کو دھمکیاں بھی ملتی تھیں لیکن کبھی پرواہ نہیں کی بلکہ کہا کرتے تھے یہ تو معمولی بات ہے۔ بچپن سے ہی شہید مرحوم کو جماعتی خدمت کا جذبہ بہت زیادہ تھا اور جماعتی اور تنظیمی سطح پر مختلف شعبہ جات میں کام کرنے کی توفیق ملی۔ حلقہ سبزہ زار میں رہائش پذیر ہونے کے بعد حلقہ کے صدر اور نائب زعمیم اعلیٰ کے طور پر احسن رنگ میں خدمت کی توفیق ملی۔ اس سال آپ کی تقرری بطور سیکرٹری دعوت الی اللہ امارت علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ہوئی تھی اور بڑے اچھے انداز میں آپ نے اپنی دعوت الی اللہ کا آغاز کیا تھا، پروگرام بنائے تھے۔ ان کی اہلیہ کو جوڑوں کی بیماری تھی، بڑا المبا عرصہ بیمار رہیں اور بڑی خوشی سے انہوں نے ان کی بھی خدمت کی اور گزشتہ سال دسمبر میں ان کی اہلیہ کی وفات ہو گئی تھی۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ ایک لے پالک بیٹا ہے اور اسی کے دو بچے ہیں شاہ زیب اور شاذیل جو ان کے پاس لاہور میں رہتے ہیں اور ان میں سے ایک بچہ جمعہ پہ جاتے ہوئے ان کے ساتھ تھا۔ ان کے ایک بھائی الیاس صاحب برمنگھم میں رہتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ بہت شفیق بھائی تھے۔ چھوٹے بھائیوں کا بڑے بھائی کی طرح نہیں بلکہ باپ کی طرح خیال رکھا۔ ہماری تربیت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ نماز اور اس کا ترجمہ، قرآن کریم سب کچھ ہم نے آپ سے سیکھا۔ اپنے چھوٹے بھائیوں کا خیال رکھتے تھے۔ تعلیم میں بھی آپ نے ہمیشہ ہماری مدد اور رہنمائی کی۔ سکول جا کر ہمارے اساتذہ کو ملنے اور ہمارے بارے میں فکر مند رہتے۔ جماعتی پروگراموں میں بڑے اہتمام سے ہمیں تیار کر کے ساتھ لے جاتے۔ مختلف علمی مقابلوں میں حصہ لینے کے لئے تیار کرتے۔ نماز باجماعت کے لئے ساتھ لے کر جاتے۔ (اگر بڑے بھائی اپنے چھوٹے بھائیوں کو اور والدین بھی بچوں کو

اسی طرح ساتھ لے جانے لگیں تو ہماری مسجدوں کی حاضری کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔) اور پھر کہتے ہیں کہ جماعتی ڈیوٹیوں میں ہمیشہ پہلے ہمیں لے کر جاتے۔

شہید مرحوم نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانے میں خواب دیکھی تھی۔ ان کے بھائی کہتے ہیں کہ آپ کی شہادت کے دو دن بعد اچانک مجھے وہ یاد آئی۔ وہ خواب شہید مرحوم نے اس طرح بیان کی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے محلے کی ایک مسجد جو کہ غیر از جماعت کی ہے وہاں اعلان ہو رہا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ وفات پا گئے ہیں اور میں نے دیکھا کہ گھر کے لیٹر بکس میں ایک چھری پڑی ہوئی ہے۔ اس وقت انہوں نے اس کی تعبیر یہ کی تھی کہ چھری دیکھنے سے مراد جماعت کو قربانیاں دینی پڑیں گی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے اعلان سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ ان کے دور میں جماعت اتنی ترقی کرے گی کہ وفات کا باقاعدہ سپیکروں پر اعلان ہو گا۔ تو ان کے خیال میں تو یہ بہر حال ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جو اعلان ہوتا رہا اس لحاظ سے وہ خواب بھی پوری ہو گئی اور انہوں نے چھری جو دیکھی تھی وہ ان کی شہادت کی طرف اشارہ تھا۔ ان کے بھائی نے یہ تعبیر کی ہے اور یہی صحیح تعبیر لگتی ہے کہ شہادت کی طرف اشارہ تھا، وہ بھی ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ ہمارے بھائی ہم پر سبقت لے گئے۔ شہادت کے مرتبہ کو پا کر خاندان کا نام روشن کیا۔ خاندان کے پہلے شہید بن کر ہم سب کے لئے ہمیشہ کے لئے مثال چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ ان کے چھ بھائی اور ایک بہن ہیں جو تقریباً سارے باہر ہی ہیں۔

دوسرے مرحوم جن کا ذکر کرنا ہے وہ مکرم ایچ ناصر الدین صاحب مبلغ انچارج ایسٹ گوداوری انڈیا ہیں۔ 7 اپریل 2017ء کو دریائے گوداوری میں ڈوب جانے سے 42 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ حادثہ کے روز آپ مکرم امیر صاحب سکندر آباد اور احباب جماعت کے ساتھ وانگل پوڈی (Vangalapudi) جماعت میں نماز فجر کے بعد دریا پر گئے۔ اچھی تیراکی جانتے تھے۔ وہاں بعض احباب کے ساتھ تیراکی کے دوران لاپتا ہو گئے۔ پھر چھپروں کی مدد سے ایک گھنٹہ کی تلاش کے بعد دریا کے کنارے ان کی لاش ملی۔ مرحوم کے والد مکرم اے شاہ الحمید صاحب اپنے علاقے کا واشیری کیرالہ کے سب سے پہلے احمدی تھے۔ انہی کے ذریعہ وہاں جماعت قائم ہوئی جبکہ آپ کی والدہ محترمہ چیدہ کنو کی ابتدائی احمدیوں میں سے تھیں۔ مرحوم 2000ء میں قادیان سے فارغ التحصیل ہو کر صوبہ آندھرا اور تلنگانہ میں مختلف جگہوں پر کامیاب مبلغ کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ چنتہ کنڈہ کی بڑی جماعت میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نہایت حکمت سے تربیت کر کے اپنے ماتحت جماعتوں کو سنبھال رہے تھے۔ وفات کے وقت بطور مبلغ انچارج ضلع ایسٹ گوداوری تعینات تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ بعض ایسی جگہوں پر بھی رہنا پڑا جہاں صرف جماعتی سینٹر قائم تھے۔ وہاں پر اہلیہ اور بچوں کو لے کر نماز پڑھا کر درس دیتے تھے اور یہ سلسلہ وفات سے ایک روز پہلے تک جاری رکھا۔

مربیان کے لئے، مبلغین کے لئے اس میں سبق ہے کہ اگر جماعتیں دُور دُور کی ہیں، کوئی نہیں آتا تب بھی نمازیں باجماعت ہونی چاہئیں، چاہے اپنے گھر والوں کے ساتھ پڑھیں۔

پھر ان کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ جب آپ کاماریڈی میں متعین تھے تو وہاں لیفلیٹس تقسیم کرنے پر آپ کی مخالفت بڑھ گئی۔ پکڑے گئے، مخالفین نے خوب مارا پیٹا۔ لیکن آپ محض اللہ کے فضل سے بال بال بچ گئے۔ اس کے بعد اہلیہ کہتی ہیں کہ میں نے انہیں کہا کہ یہاں تو بڑے خطرناک حالات ہیں، دشمنی ہے، مخالفت ہے، کیرالہ میں تبادلہ کی درخواست کر دیں کیونکہ آپ کی دشمنی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ تو کہنے لگے کہ ہم تو تبادلہ کروا کر چلے جائیں گے اور میں دشمنی کا حوالہ دے کے مرکز کو لکھوں گا تو مرکز شاید تبادلہ بھی کر دے۔ لیکن یہاں کے مقیم احمدیوں کا کہاں تبادلہ کریں گے؟ ان کے لئے تو دشمنی اسی طرح قائم ہے۔ تو کہتے ہیں مخالفت سے ڈر کے جانایہ صحیح بات نہیں ہے اس لئے ہمیں اپنے وقف کے عہد کو پورا کرنا چاہئے۔ ہم وقف کر کے آئے ہیں اور جیسے بھی حالات ہیں ہمیں یہاں رہنا ہے اور ہمیں رہنا چاہئے۔ یہی کہا کرتے تھے کہ اگر شہادت کی توفیق مل گئی تو پھر اس سے بڑا انعام کیا ہے؟ اس لئے ہمیں یہیں رہنا ہے۔

اسی طرح سادگی کا یہ حال تھا کہ اہلیہ بتاتی ہیں کہ کوئی فرنیچر کبھی نہیں خریدا تھا۔ گھر میں کوئی ذاتی فرنیچر نہیں تھا اور ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہم وقف زندگی ہیں۔ جماعت جہاں کہتی ہے ہم نے وہاں جانا ہے اس لئے کہیں کبھی فرنیچر یا گھر کا سامان جو ہے ہمارے فوری تبادلہ میں روک نہ بن جائے۔ جو سہولت جماعت نے دی ہوئی ہے اسی پہ ہم نے گزارہ کرنا ہے اور اسی پہ اکتفا کرنا چاہئے۔ یہ بھی ایک مثال ہے ایک واقف زندگی کے لئے۔

گزشتہ سال املہ پورم میں تبادلہ ہوا تھا وہاں بچوں کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے اتنے پابند تھے کہ ایک کلومیٹر روزانہ پیدل یا سائیکل پر جا کر لوگوں کو قرآن کریم پڑھا کے آتے تھے۔ یہ بھی ایک مثال ہے مبلغین کے لئے، مربیان کے لئے۔

پھر ان کی اہلیہ نے کہا کہ ان میں مہمان نوازی کی بڑی خوبی تھی۔ کہتی ہیں اگر میں بچوں کی چھٹیوں کے موقع پر یا سکول کی چھٹیوں کے موقع پر کیرالہ آنے کی وجہ سے گھر میں نہ ہوتی اور مہمان آجاتے تو کبھی انہوں نے پریشانی نہیں دکھائی۔ ہمیشہ خود ہی کھانا پکا کے مہمانوں کو کھلایا کرتے تھے۔ شہادت کی بھی ان میں بہت تمنا تھی، پہلے ذکر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے بار بار حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے والد مرحوم کو خواب میں دیکھا ہے اور میرے والد مجھے اشارہ کرتے ہیں، بلا رہے ہیں۔ بہر حال ایک رنگ میں ان کی شہادت اس طرح بھی ہو گئی دینی خدمت کے لئے گئے ہوئے تھے اور وہیں اس دینی دورہ کے دوران ہی ان کی حادثاتی وفات ہوئی۔ یہ بھی ایک قسم کی شہادت ہے۔ بڑے دعاگو، تہجد گزار، ملنسار، تبلیغی میدان میں ایک نڈر مجاہد تھے۔ کئی دفعہ مخالفین نے انہیں

حراست میں رکھ کر مارا پیٹا۔ میں جلسہ کی تقریر میں جو واقعات سناتا ہوں اس میں بھی ایک دفعہ میں نے ان کا مار پیٹ کا واقعہ سنایا تھا جو خوفناک طریقے سے مولویوں نے ان کو مارا تھا۔ ان کے پسماندگان میں عمر رسیدہ والدہ ہیں، اہلیہ ہیں اور دو بیٹے ہیں۔ ان کے دو بڑے بھائی ہیں۔ ایچ سلیمان صاحب امیر ضلع پال گھاٹ کیرالہ اور ایچ منٹس الدین صاحب نظارت نشر و اشاعت قادیان کے ملیالم سیکشن میں اس وقت خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

ان کے ساتھ خدمت کی توفیق پانے والے مبلغ نوید الفتح شاہد صاحب کہتے ہیں کہ مولانا ایچ ناصر الدین صاحب کیرالہ کے رہنے والے تھے۔ تقریباً اٹھارہ سال سے صوبہ آندھرا اور تلنگانہ میں خدمت بجالا رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ اکثر اس وجہ سے یعنی ایک ہی علاقہ میں رہنے کی وجہ سے ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ میٹنگ میں نہایت عاجزی سے بیٹھتے تھے۔ سلسلہ احمدیہ کی ترقی کے لئے ہر کام کرنے کے واسطے مستعد رہتے تھے۔ بہت ہی پیار کرنے والے وجود تھے۔ عالم با عمل تھے۔ بلاناغہ تہجد پڑھتے۔ ہر روز باقاعدگی سے تعلیم و تربیت کرتے۔ دفتری کام کے لئے ہر روز ایک خاص وقت ضرور رکھا ہوا تھا۔ بزرگوں کی عزت ان کا ایک خاص وصف تھا۔ چھوٹوں سے حسن سلوک بھی ایک خاص وصف تھا۔ ہر روز باقاعدگی سے باہر نکلتے۔ کوئی خوف نہیں تھا کہ مخالفین ہیں تو کیا کریں گے۔ اور اس وجہ سے غیر احمدیوں کا بھی حلقہ ان کا بڑا وسیع تھا کیونکہ ان سے بھی بڑی بشاشت سے ملتے تھے۔ بڑے ہر دل عزیز تھے۔ کہتے ہیں میں نے کبھی ان کی پیشانی پر شکن نہیں دیکھی۔ کبھی غصہ میں نہیں دیکھا۔ اپنے ساتھی معلمین سے بھی بڑا حسن سلوک کرتے ہمیشہ ان کا خیال رکھتے اور ہر ایک سے ایسی محبت تھی کہ ہر کوئی جو ان سے ملتا تھا وہ ان پر فدا ہو جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بڑے اہتمام سے مطالعہ کرتے۔ ان کا باقاعدگی سے مطالعہ تھا اور بڑا اہتمام تھا۔ اس کے لئے انہوں نے خاص وقت رکھا ہوا تھا۔ اور یہ بھی ہر مبلغ اور مربی کے لئے ایک انتہائی اہم اور ضروری سبق ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت سے کبھی غافل نہ رہتے۔ ڈائری ہر روز باقاعدگی سے لکھتے اور ہمیشہ سے یہ عادت رہی کہ خلافت کی طرف سے جو بات کہی جائے اس کو غور سے سننا ہے۔ ہمیشہ خطبات کو بڑے غور سے سنتے اور پھر نہ صرف سنتے بلکہ یہ کوشش ہوتی کہ پوری طرح عمل کرنا ہے۔ کوئی توجیہ نہیں نہیں پیش کرنی بلکہ ہر ہر لفظ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور یہ بھی ایک بڑی اہم بات ہے واقفین زندگی کے لئے۔

خلافت سے بے انتہا محبت کرنے والے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق اور محبت بے انتہا کا تھا۔ اور یہ کہتے ہیں یہ ایسی خصوصیات تھیں جو ان کے وجود میں نمایاں نظر آتی تھیں۔ مخالفین نے کاماریڈی میں بلال مسجد میں لے جا کر ان کو بہت مارا اور صبر سے مار کھاتے رہے اور پیچھے نہیں ہٹے۔ یہ مربی صاحب کہتے ہیں کہ مار کھا کر یہ ہسپتال میں داخل ہوئے۔ پولیس کے ذریعہ ان کو نکلوایا گیا تھا تو

اس وقت ہسپتال جا کر میں ان کو ملا اور دیکھا کہ زخموں سے چور ہیں اور پیٹوں میں لپٹے ہوئے ہیں لیکن چہرے پر ایک روحانی حظ تھا۔ بڑے خوش تھے اور خود ہی سارا واقعہ سنانے لگے کہ مخالفین پوچھتے تھے کہ مرزا غلام احمد نے کیا دعویٰ کیا ہے۔ یہ بتاتے کہ ظلی نبوت کا دعویٰ کیا ہے تب مخالفین اور زیادہ مارتے۔ مار مار کے جب آدھ مٹا کر دیتے تو پھر پوچھتے کہ وہ ظلی نبوت کیا ہوتی ہے۔ پھر یہ کہتے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہو کر جو نبوت ملتی ہے وہی آپ کی نبوت تھی۔ پھر مخالفین مارتے۔ بہر حال یہ بڑی شکر گزاری سے یہ واقعات سناتے کہ خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت میں یہ توفیق بھی مجھے ملی کہ بے انتہا ماریں کھائیں۔ اور یہ مریں جو ہیں لکھنے والے وہ کہتے ہیں جب ان کا تبادلہ ہونے لگا تو مجھے کہتے ہیں کہ میرا تو یہاں سے تبادلہ ہو رہا ہے لیکن مخالفت کی جگہ پر جا کر آپ حکمت سے بہت زیادہ کام کریں اور آپ کو وہاں اس کا بہت زیادہ موقع ملے گا۔ اور پھر مخالفت کے بارے میں سمجھاتے رہے کہ کس طرح کی مخالفت ہے، کس طرح تبلیغ کرنی ہے۔ گویا کہ اپنے بعد میں آنے والوں کی بھی ہمت بڑھائی کہ ڈرنا نہیں۔ احمدیت کے پیغام کو پہنچانا ہے تو جرات سے پہنچانا ہے۔ ایک معلم صاحب ہیں وزیر صاحب وہ کہتے ہیں کہ میں نے ہمیشہ ان کو تہجد گزار پایا۔ نمازوں کو انتہائی خشوع و خضوع سے پڑھنے والے، روزانہ تلاوت کرنے والے، نہایت خوش مزاج اور باعمل، خلافت سے خاص محبت، نماز باجماعت کا خاص خیال رکھتے، اچھے مہمان نواز سادگی پسند، فضول خرچیوں سے بچنے والے تھے۔

پھر یہ لکھتے ہیں کہ موصوف کو مطالعہ کا بڑا شوق تھا۔ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ کوئی سوال پوچھا جائے تو بہترین رنگ میں جواب دیتے تھے۔ اکثر جب بھی کسی پروگرام یا محفل میں خصوصاً سفر کے دوران خدام کے ساتھ بیٹھے تو جماعت کا تذکرہ اور ایمان افراد واقعات سنایا کرتے تھے۔ ہر ایک سے اعلیٰ اخلاق سے پیش آتے تھے جس کی وجہ سے ہر کوئی آپ کے ساتھ رہنا پسند کرتا تھا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ جب ان کو ایک دفعہ کاماریڈی میں لیفلٹس تقسیم کرنے کی وجہ سے مخالفین نے ان کو مارنے کا پلان بنایا۔ 20 فروری یوم مصلح موعود کا جلسہ تھا۔ یہ نماز سنٹر پہلے پہنچ گئے تھے۔ اسی دوران سوافرادر پر مشتمل غیر احمدیوں کا وفد آپ کی تلاش میں نکلا لیکن کیونکہ یہ پہلے مسجد پہنچ چکے تھے اس لئے ان کو راستے میں نہ مل سکے۔ ان مخالفین مولویوں نے یہ طریقہ نکالا کہ معلم سلسلہ تھے ہمارے محمد عمر صاحب اور ان کی اہلیہ اور دو بچے نماز سنٹر میں جلسہ میں شرکت کے لئے جا رہے تھے تو انہوں نے ان کو راستہ میں روک لیا اور کہا کہ جب تک ایچ ناصر الدین سامنے نہیں آئے گا ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ مرحوم کو جب پتا لگا تو فوراً وہاں پہنچے اور ان کو کہا کہ میں ناصر الدین ہوں۔ چنانچہ معلم صاحب کو اور ان کی بیوی بچوں کو تو مخالفین نے چھوڑ دیا اور ان کو مارتے ہوئے لے گئے اور بڑا شدت سے سب نے مارا۔ آخر میں پولیس کے ذریعہ سے پھر ان کی بازیابی ہوئی اور مخالفین کا یہی زور تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کا تم انکار کرو اور ان کو جھوٹا کہو۔ اللہ تعالیٰ ان کے

درجات بھی بلند کرے اور ان کے بچوں کو بھی صبر اور حوصلہ دے۔

اگلا ذکر ہے محترمہ صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ کا جو صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔

10 اپریل 2017ء کو رات دس بجے تقریباً 82 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

یہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں اور میری پھوپھی بھی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوتی اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی نواسی تھیں۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی ہے۔ دو دفعہ بڑی خطرناک بیماریوں سے یہ گزری ہیں لیکن بڑے صبر اور حوصلے سے بیماری برداشت کی اور ڈاکٹر نوری صاحب نے ان کے بارے میں لکھا کہ تقریباً پچھلی دو دہائیوں سے جب سے آپ بیمار تھیں میرے مشاہدے میں آپ نیکی کا ایک اعلیٰ نمونہ تھیں۔ کہتے ہیں بیماری کی تکلیف کو نہایت صبر اور ہمت سے برداشت کیا۔ کینسر کی بیماری تھی اور آخری دنوں میں تو مرض خطرناک حد تک چلا جاتا تھا۔ کہتے ہیں یہ بیماری جسمانی اور ذہنی دونوں لحاظ سے خطرناک ہوتی ہے اور پھر علاج بھی بڑا تکلیف دہ ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت اور صبر سے اس بیماری کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں خارج نہیں ہونے دیا اور بڑی ہمت اور صبر سے اس بیماری کا مقابلہ کیا۔ اور ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ آپ ہنستے ہوئے اور بے خوف ہو کر سب کام کرتی رہتی تھیں اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی تھیں۔ اپنی بیماری کے آخری ایام تک بھی گھر سنبھالا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے میاں کا بھی خیال رکھنے والی تھیں۔ میاں کے ساتھ بھی ایک مثالی تعلق تھا۔ خود بھی بیمار تھیں لیکن جب ان کے میاں مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی اینجیو پلاسٹی ہوئی ہے تو اپنی بیماری بھول کر ان کی تیمارداری بھی کرتی رہیں، خیال بھی رکھتی رہیں۔

مہمان نوازی کا وصف ان میں بہت نمایاں تھا۔ کسی وقت بھی کوئی آجاتا تو خاطر تواضع کرتیں اور غیر مہمان بھی ان کے بڑے آیا کرتے تھے، جلسہ کے دنوں میں بھی اور شوریٰ وغیرہ پر بھی تو ہمیشہ بہت زیادہ انہوں نے ان کا خیال رکھا۔ بیماری کے بعد یہاں لندن بھی دو دفعہ آئی ہیں، مجھے ملی ہیں۔ 2005ء میں قادیان میں خلافت کے بعد میرے ساتھ پہلی دفعہ ملاقات ہوئی تھی۔ پھر یہاں جب آئی ہیں تب بھی ملاقات ہوئی اور بڑا اخلاص اور وفا کا تعلق تھا ان کا خلافت کے ساتھ۔ باوجود بڑا رشتہ ہونے کے، بڑی عمر ہونے کے انتہائی عاجزی سے ملتی تھیں۔ ہماری والدہ کے ساتھ ان کا منہ بجا بھی کارشتہ تھا لیکن عمر کے لحاظ سے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی سب سے چھوٹی بیٹی یہ تھیں۔ اور میری سب سے بڑی ہمشیرہ اور یہ تقریباً ہم عمر ہی تھیں اور اس لحاظ سے میری والدہ نے ہمیشہ ان سے اپنے بچوں کی طرح سلوک کیا اور انہوں نے بھی کبھی ان کو بجا بھی نہیں سمجھا بلکہ ہمیشہ میں نے دیکھا ہے کہ بڑا ادب، احترام اور لحاظ تھا اور انہوں نے میری والدہ کو ہمیشہ بڑا بزرگ سمجھا اور ایک ایسا تعلق تھا جو مثالی تھا۔

ان کا نکاح 26 دسمبر 1955ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ نے پڑھایا تھا اور اس وقت ان کے ساتھ حضرت سید میر محمود احمد کا نکاح بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کی بیٹی صاحبزادی امۃ المتین کے ساتھ ہوا۔ پھر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی ایک بیٹی کا نکاح بھی اعجاز الحق صاحب کے ساتھ ہوا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ نے 26 دسمبر کو جلسہ کے افتتاح سے پہلے فرمایا کہ افتتاحی کلمات اور دعا سے پہلے میں چند نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ نے فرمایا کہ عام طریق تو یہی ہے کہ نکاح جلسہ کے بعد 29 دسمبر کو ہو کرتے ہیں مگر ان نکاحوں میں کچھ مستثنیات ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ایک یہ کہ میری اپنی لڑکی امۃ المتین کا نکاح ہے جو سید میر محمود احمد صاحب ابن میر اسحاق صاحب سے قرار پایا ہے۔ دوسرے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی لڑکی کا ہے اور تیسرے امۃ الوحید بیگم بنت مرزا شریف احمد صاحب کا نکاح ہے جو مرزا خورشید احمد ابن مرزا عزیز احمد سے قرار پایا ہے۔ اور مرزا خورشید احمد صاحب واقف زندگی بھی ہیں۔ اور پھر آگے حضرت مصلح موعودؑ نے فرمایا کہ ابھی یہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور وقف کریں گے۔ پھر حضرت مصلح موعودؑ نے دعائیہ کلمات کہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ان سارے نکاحوں کو بابرکت کرے دینی طور پر بھی اور دنیوی طور پر بھی اور آئندہ سلسلہ کی طاقت اور قوت کی بنیاد ان نکاحوں کے ذریعہ سے پیدا ہو۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 3 صفحہ 672، 675، 676)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹے عطا فرمائے جن میں سے چار بیٹے واقف زندگی ہیں۔ دو ڈاکٹر ہیں، فضل عمر ہسپتال میں کام کر رہے ہیں۔ ایک پی۔ ایچ۔ ڈی ڈاکٹر ہیں جو نظارت تعلیم میں ہیں اور ایک وکیل ہیں جو صدر انجمن احمدیہ میں مشیر قانونی کے دفتر میں ہیں۔

ان کی لجنہ کی خدمات کا عرصہ بھی تقریباً 29 سال پر پھیلا ہوا ہے جس میں سیکرٹری صنعت و تجارت اور نائب صدر اول رہیں اور سیکرٹری صنعت و تجارت کے طور پر جو انہوں نے خدمات بجالائیں اس میں ان کا ایک تو مزاج، ذوق بڑا اچھا تھا اور غریبوں سے کام کرواتی تھیں۔ ہاتھ سے کڑھائی کا یا سلائی کا کام کروانے سے ایک تو ان کو اجرت مل جاتی تھی دوسرے نمائش میں ہمیشہ ربوہ کی لجنہ کی اس لحاظ سے کافی آمد ہو جایا کرتی تھی۔ اپنے بالا افسر کی اطاعت قطع نظر اس کے کہ کیا رشتہ ہے اور کیا عمر کا فرق ہے، بے انتہا تھی۔ میری اہلیہ نے مجھے بتایا کہ دو سال جب وہ صدر لجنہ ربوہ رہی ہیں تو یہ سیکرٹری صنعت و تجارت اور نائب صدر کے طور پر ان کے ساتھ کام کرتی رہیں اور ہمیشہ بڑی خوش دلی سے اور بڑی عاجزی سے، بڑی اطاعت سے ساتھ کام کیا اور جو بھی ان کے ذمہ کام لگایا گیا اس کو انہوں نے بڑی بشاشت سے سرانجام دیا۔

ان کے خاوند مکرم مرزا خورشید احمد صاحب کہتے ہیں کہ ایک واقف زندگی کی بیوی ہونے کا حق ادا کیا۔ میرے سے کبھی کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ بچوں کی تربیت کا خیال رکھا اور یہی تربیت کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل

سے چھ بیٹوں میں سے چار واقف زندگی ہیں۔ اور پھر اپنے بچوں کے ساتھ ساتھ گھر میں موجود ملازمین کے بچوں کو بھی بڑے احسن رنگ میں رکھا۔ اگر کوئی قرآن شریف نہ پڑھا ہوا ہوتا تو اسے قرآن کریم پڑھاتیں۔ اپنے بچوں کے ساتھ ان ملازمین کے بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھایا۔ بڑی تعداد میں ایسے بچے ہیں جن کو ان کی عمر کے مطابق پہلے قرآن کریم ناظرہ اور پھر با ترجمہ پڑھایا۔

یہ لکھتے ہیں کہ کالج کے زمانے میں انہوں نے جب وہ پڑھ رہی تھیں خواب میں دیکھا کہ ان کے ماموں میاں عبدالرحمن صاحب جو مالیر کوٹلہ کے تھے انہوں نے بڑے خوش نما اور دیدہ زیب سونے کے کنگن کسی عورت کے ہاتھ آپ کے لئے بھجوائے ہیں اور ساتھ کہا کہ '65ء سے 82ء' (یعنی 65 اور 82)۔ وہ عورت آپ کو کنگن دیتے ہوئے کہتی ہے کہ 65 اور 82۔ آپ تصدیق کے لئے دوبارہ پوچھتی ہیں کہ 65 اور 82؟ تو کہتی ہیں اس بارے میں مجھے اس وقت سمجھ آیا جب 65ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کی وفات ہوئی اور 82ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی۔

ان کے بیٹے عزیزم عدیل لکھتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر 100 سے زائد مہمان ہوتے تھے ان کی مہمان نوازی بڑی خوش دلی سے کرتیں اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہجرت کی ہے اس وقت ان کے سفر کے لئے چائے اور دوسری چیزوں کا انتظام انہوں نے کیا اور اپنے ہاتھ سے اپنی نگرانی میں بعض ایسی چیزیں جو ان کو پسند تھیں بنا کے بھجوا کر تھیں اور وہی سلوک جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ تھا اسی طرح میرے ساتھ رکھا اور مجھے بھی وہ خاص حلوہ جو ان کا ہوتا تھا اپنے ہاتھ سے اپنی نگرانی میں بنا کے بھیجا کرتی تھیں۔ بڑا عزت اور احترام تھا۔ اپنی والدہ کی بڑی خدمت کی۔ اپنے ساس سسر کی بڑی خدمت کی۔ اپنی نندوں کو چھوٹی بیٹیوں کی طرح رکھا۔ تلاوت قرآن کریم اور نمازوں کی بڑی پابند تھیں اور بچوں کو بھی اسی طرح پابند رکھا اور مسجد بھجوا کر تھیں اور بچوں کو پھر نماز فجر کے بعد تلاوت کے لئے بٹھاتیں ان سے کہتیں تلاوت کرو۔ غریبوں کا خیال رکھنا، ملازمین کا خیال رکھنا بہت زیادہ تھا۔ اور میں نے پہلے بھی بتایا کہ ایک گھر میں رہنے کی وجہ سے میرے سے بے تکلفی تھی تو ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ خلافت کے بعد انہوں نے کہا کہ پہلے تو میں زبردستی بعض کام کروالیا کرتی تھی۔ اب جو کام میرے ذمہ تھے یعنی ان کے کام جو میں انجام دیا کرتا تھا وہ کس طرح ہوں گے یا ان کی زمینوں کے معاملات تھے۔ بہر حال میں نے ان کو تسلی دی تو اس کے بعد سے کبھی انہوں نے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کیا اور جو میں کہتا تھا اس کے مطابق ہمیشہ عمل کرتی رہیں اور راضی ہوتی رہیں۔

ان کی ایک نند جو میری بھابھی بھی ہیں وہ لکھتی ہیں کہ ہمارا ان سے تعلق بالکل ویسا ہی تھا جیسے ایک ماں کا اپنی بیٹیوں سے ہوتا تھا۔ والدہ محترمہ کی وفات کے بعد ہم سب کا بہت خیال رکھا۔ ہماری شادیوں میں جوڑے، زیور، جہیز وغیرہ کے سارے انتظامات خود کروائے جیسے ایک ماں اپنی بیٹی کے لئے کرتی ہے۔ شادی کے بعد آج تک

ہر عید پر عیدی بھجواتیں جیسے مائیں اپنی بیٹیوں کو بھجواتی ہیں۔ کئی غریب بچیوں کو اپنے گھر میں پالا اور ان کی ہر طرح سے دینی اور دنیاوی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا۔ ایک ملازمہ کی بچی تھی جو انہوں نے خود پالی تھی اور یہ کہتی ہیں کہ اس کی شادی پر اپنی سب نندوں کو پیغام بھیجا کہ اگر تم اس کی شادی پر شامل نہ ہوئی تو میں تم لوگوں کے بچوں کی شادی میں شامل نہیں ہوں گی۔ اس طرح غریبوں سے بھی قربت کا اظہار کرتی تھیں۔ ان کی ایک سب سے چھوٹی نند جو ہیں وہ لکھتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ان سے پوچھا کہ کتنی عمر سے آپ نے تہجد پڑھنی شروع کی تھی؟ انہوں نے جواب نہیں دیا۔ مجھے ٹالنا چاہا۔ لیکن کہتی ہیں میرے بار بار کے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ میں بارہ سال کی عمر سے باقاعدہ تہجد پڑھ رہی ہوں۔ اسی طرح کئی بچیوں کے جہیز اور تعلیم کے اخراجات برداشت کرتی تھیں اور لجنہ کا جو دستکاری فنڈ ہوتا تھا اس میں سے بھی دلویا کرتی تھیں۔ بعضوں کی رونقیں ایسی ہوتی تھیں جہاں بچیوں کی شادی کی رونق ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں، غریب بچی ہے تو اپنے گھر سے کھانے والے کا بھی انتظام انہوں نے کیا۔ اور خلافت سے اخلاص کا ایک واقعہ ان کے میاں خورشید احمد صاحب کے بھانجے لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ شہد کی ایک شیشی پڑی تھی۔ میں نے کہا مجھے دے دیں تو انہوں نے میرا کہا کہ یہ تو مجھے اُس نے بھیجی ہے۔ یہ تو میں نہیں دے سکتی۔ اس طرح کی ایک اور شیشی پڑی ہے وہ تم لے لو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے چھ بہوئیں تھیں۔ ہر ایک سے ان کا بہترین سلوک تھا اور ہر ایک کو بیٹیوں کی طرح رکھا ہوا تھا اور ان کی چھوٹی بہو یہاں لندن میں ڈاکٹر حامد اللہ صاحب ہیں ان کی بیٹی ہیں۔ ان کی اہلیہ بھی آجکل بیمار ہیں ان کی وجہ سے ان کی اس بہو کو، عطیہ کو لندن آنا پڑا تو انہوں نے کہا تم بے فکر ہو کر جاؤ۔ باوجود اس کے کہ خود بیمار تھیں انہوں نے کہا تم جاؤ اپنی ماں کی خبر گیری کرو، یہاں بچے چھوڑ جاؤ میں بچے سنبھال لوں گی۔ انتہائی تکلیف میں بھی بڑے صبر سے انہوں نے اپنا ہر کام کیا ہے۔

میری چھوٹی ہم شیرہ لکھتی ہیں کہ کارکنان سے جب کام کروا تیں تو بڑے آرام سے کرواتیں اور نمائش کی ڈیوٹیوں میں بعض دفعہ نقصان بھی ہو جاتا تو زیادہ سختی نہیں کرتی تھیں۔ بڑے تحمل کے ساتھ کام کرتی تھیں اور اس وجہ سے لجنہ کی ممبرات ان کے ساتھ کام کرنا پسند کرتی تھیں۔ اسلامی امور میں بھی بہت زیادہ Prefect تھیں۔ کارکنات کو کسی قسم کی تکلیف ہوتی تو اسے دور کرنے کی فوری طور پر کوشش کرتیں۔

میری چھوٹی ہم شیرہ امۃ القندوس صاحبہ لکھتی ہیں کہ انسان کے عمل میں کمی بیشی تو ہوتی رہتی ہے تاہم ان کی گھٹی میں یہ چیز شامل تھی کہ قرآن و حدیث کے ساتھ بہت تعلق تھا۔ نیکی تو گویا ان کی سرشت میں داخل تھی۔ جب دیکھتیں کہ ہماری روایات اور تعلیم کے خلاف بات ہوئی ہے تو کھل کر اس کے خلاف بولتی تھیں۔

سب سے چھوٹی ہونے کی وجہ سے بچپن سے بہت لاڈلی تھیں لیکن بہت زیادہ انکسار تھا اور ہمیشہ انکساری

سے ہر ایک سے ملتی تھیں۔ میری بڑی ہمشیرہ امۃ الرؤف صاحبہ نے لکھا کہ پارٹیشن کے بعد ماڈل ٹاؤن لاہور میں جب ہم حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے ساتھ رہتے تھے اس وقت حضرت مرزا شریف احمد صاحب سب کو اکٹھا کر کے باقاعدگی سے قرآن و حدیث پڑھاتے تھے تو کہتی ہیں اس کے بعد پھر ہماری پھوپھی، امۃ الوحید صاحبہ جو فوت ہوئی ہیں، ان کو بھی اس وقت سے ایسی جاگ لگی کہ خود پڑھا اور پھر اپنے بچوں کو اور دوسرے بچوں کو بھی پڑھایا اور ایک بچے کی زبان کا مسئلہ تھا تو گھنٹوں بیٹھ کے دہرا دہرا کر قرآن کریم اس کو سکھایا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی مسئلہ نہیں رہا اور وہ بولنے والا بچہ ہے۔ میری ہمشیرہ لکھتی ہیں کہ میٹرک کے بعد ایف۔ اے رہا وہ سے کیا۔ تہجد کے بعد اپنی پڑھائی شروع کر دیتی تھیں اور نماز کی طرف بھی ہمیشہ توجہ رہتی تھی۔

اسی طرح باقی لوگوں نے بھی مختلف اوصاف لکھے ہیں۔ پھر ان کے بیٹے نے لکھا کہ خلافت سے پہلے تو جو آپ سے تعلق تھا وہ اور تھا اور خلافت کے بعد کہنے لگیں کہ بھتیجے کا رشتہ ختم ہو گیا، اب صرف خلافت کا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ یہاں بھی جب آتی تھیں تو ملنے آتی تھیں۔ بعض دفعہ بیٹھی ہوتی تھیں تو ایک دم کھڑی ہو جاتی تھیں۔ میں نے کہا بھی کہ بیمار ہیں بیٹھی رہا کریں۔ میری اہلیہ نے بھی کہا لیکن فوراً کھڑی ہو جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ پر بڑا توکل تھا۔ ایک دفعہ ان کے چھوٹے بیٹے کی شادی بڑے سے پہلے ہو گئی۔ بڑے کے لئے انہوں نے گھر میں اپنا ایک حصہ بنایا ہوا تھا تو ان کے خاوند نے کہا کہ وہ حصہ چھوٹے کو دے دیں کیونکہ فی الحال اور توفیق نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، جو بڑے کے لئے بنایا ہے وہ بڑے کے لئے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انتظام کر دے گا۔ اور ایک دن اتفاق سے یا اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی کہ قرآن کریم پڑھتے ہوئے ایک آیت پر ان کی توجہ ہوئی اور انہوں نے اپنے خاوند کو کہا کہ اس آیت سے میں سمجھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری ضرورت پوری کر دے گا۔ چنانچہ اس زمانے میں جو سستا زمانہ تھا انہوں نے کچھ پرائز بانڈ لئے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا ایک لاکھ روپے کا پرائز بانڈ نکلا جس کی وجہ سے انہوں نے وہ گھر بنا دیا۔

پھر بیٹا یہ لکھتا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ کی وفات کی اطلاع آئی تو ہم سب لوگ نماز کے لئے مسجد گئے ہوئے تھے اور ہماری امی بھی بڑے صدمہ میں تھیں تو اس وقت میری بڑی بھابھی نے اونچا رونا شروع کیا تو امی نے اسے کہا کہ خاموش ہو جاؤ، اس وقت جماعت پر ابتلاء کا وقت ہے اور یہ دعاؤں کا وقت ہے، اس وقت دعائیں کرو۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نو سال کا تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات ہوئی ہے۔ بچہ تھا تو کسی بات پر میری ہنسی نکل گئی تو مجھے بڑے زور سے ڈانٹا کہ تم چپ کرو، تمہیں پتا نہیں کہ اس وقت جماعت کے کیا حالات ہیں۔ بچپن سے ہی احساس دلا دیتی تھیں کہ جماعت کی اہمیت کیا ہے۔ اسی طرح بچوں کو مختلف Incentive دے کے سورتیں یاد کرواتی رہیں۔

ان کے گھر میں ہی پللی بڑھی ایک بچی جس کے میاں بھی دفتر پر ایویٹ سیکرٹری میں کارکن ہیں یہ کہتی ہیں کہ چار پانچ سال کی عمر سے آپ کے گھر میں ہوں۔ آپ نے مجھے پڑھایا۔ ہر لحاظ سے میری تربیت کی۔ میری شادی کروائی۔ شادی کے بعد جب کوئی کام ہوتا مجھے اپنے گھر بلوالیتیں۔ کہتی ہیں ایک دفعہ میرے گھر آئیں تو ایک پرانی طرز کا صوفہ پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا یہ کہاں سے آیا ہے؟ بتایا کہ کسی ہمسائے نے دیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ صوفہ اٹھواؤ اور نیا صوفہ فوری طور پر بنوا کر دیا۔

یہ خاتون کہتی ہیں میرے بیٹے کی پڑھائی کا بڑا خیال رکھا اور آخری بیماری کے ایام میں بھی بیٹے کی شادی کے لئے زیور وغیرہ بنوا کر دیا اور ہر چیز کو بارکیوں سے دیکھتی تھیں۔

اسی طرح رضاعی رشتوں کا بڑا خیال رکھنے والی تھیں۔ ان کی رضاعی والدہ جو ان کو دودھ پلانے والی تھیں ان کا بیٹا سوئٹزرلینڈ میں ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد کی پریشانی میں اور ہر تکلیف میں ان کا بڑا خیال رکھا۔ اسی طرح ان کی رضاعی بہن تھیں ان کے عزیز نے مجھے لکھا کہ انتہائی عاجزی سے اس کی بیماری کے دنوں میں اس کا خیال رکھا۔ تو یہ بہت سارے اوصاف ان میں تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں میں بھی یہ اوصاف جاری فرمائے اور ان کا خلافت سے وفا کا تعلق ہو اور اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

نمازوں کے بعد تینوں مرحومین جن کا میں نے ذکر کیا ہے ان کا میں جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

16

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 21 اپریل 2017ء بمطابق 21 شہادت 1396 ہجری شمسی
بمقام Raunheim، فرینکفرٹ، جرمنی

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و احسان ہم پر ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے۔ آپ کی
بیعت میں شامل ہوئے ہیں۔ اس بات کو جہاں ہمیں اپنے ایمانوں میں بڑھنے کا ذریعہ ہونا چاہئے کیونکہ اگر ماننے کے
بعد ہم اپنے ایمان اور یقین میں نہیں بڑھتے تو اس ماننے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہاں بغیر کسی احساس کمتری کے اور بزدلی
کے احساس کے ہمیں کھل کر اسلام کا پیغام پہنچانا چاہئے۔

بعض نوجوانوں میں بعض دفعہ یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے لڑکوں اور لڑکیوں دونوں میں کہ مسلمانوں کی جو
حالت ہے اور جو فتنہ اور فساد ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس لحاظ سے اس وجہ سے اسلام کے بارے میں زیادہ
بات نہ کریں۔ گو اکثریت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی ایکٹو (active) ہے اور جو لیفلٹنگ (leafletting)
وغیرہ کی رپورٹس آتی ہیں اس میں اظہار ہوتا ہے کہ کافی حصہ لیا گیا ہے لیکن ایک ایسی تعداد بھی ہے جو کسی نہ کسی
لحاظ سے بعض دفعہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہے۔ مسلمان کہلاتا تو ہے کیونکہ مسلمان ہیں لیکن اس کا زیادہ اظہار
نہیں کرتے جس طرح ہونا چاہئے۔ حالانکہ دوسرے مسلمانوں کے عمل سے تو ہمیں مزید جرأت پیدا ہونی چاہئے کہ
اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کو دکھائیں اور بتائیں کہ جو اس وقت مسلمانوں کی حالت ہے یہ اسلام کی سچائی کی دلیل ہے۔
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ آئے گا جب مسلمانوں میں بگاڑ پیدا ہوگا، فتنہ
و فساد ہوگا، نام نہاد علماء اس کے ذمہ دار ہوں گے۔

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی جزء 3 حدیث 1763 مطبوعہ مکتبۃ الرشید ناشرون 2004ء)

مسلمانوں پر دنیا داری غالب ہو جائے گی۔ اور اس وقت مسیح موعود اور مہدی معہود کا ظہور ہو گا اور وہ اسلام
کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرے گا۔ اسلام کے حقیقی پیغام کو وہ دنیا میں پھیلانے گا۔ اور ہم احمدی وہ ہیں جو اس

مسیح موعود کے ماننے والے ہیں اور حقیقی اسلامی تعلیم جس کے خوبصورت انداز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دکھائے اور سکھائے ان پر عمل کرنے والے ہیں۔ پس کسی احساس کمتری کی ضرورت نہیں ہے۔

اسی طرح بعض لوگ ان مغربی ممالک میں آکر دنیا داری کے ماحول کے زیر اثر دنیا کے ماحول میں زیادہ ڈوب گئے ہیں اور زبانی تو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرتے ہیں لیکن حقیقت میں عمل اس سے مختلف ہیں۔ ہمارے احمدی یہاں کے لوگوں سے ملنے جلنے اور بہتر اخلاق غیروں کو دکھانے میں تو بہت بہتر ہیں۔ لیکن عبادت اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے وہ معیار نہیں ہیں جو ایک احمدی کے ہونے چاہئیں۔

اسی طرح آپس کے تعلقات کے معیار میں بھی کمی ہے۔ عہدیداروں کے لوگوں کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آنے میں بھی کمی ہے۔ مختلف جگہوں پر شکایتیں آتی ہیں۔ اور لوگوں کا عہدیداروں کے لئے دل میں عزت کے جذبات رکھنے کے معیار کو بہتر کرنے کے لئے بھی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس جماعت کو قائم کرنے آئے تھے وہ صرف اعتقادی اصلاح کرنے والی نہیں تھی بلکہ ہر سطح اور ہر لحاظ سے عملی اصلاح کرنے والی جماعت تھی۔ پس اس لحاظ سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ ہم اس کے حصول کے لئے کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟

جرمنی میں جوں جوں مسجدیں بن رہی ہیں اور جماعتیں قائم ہو رہی ہیں جماعت کا تعارف بڑھ رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی ہم پر دنیا کی تنقیدی نظر بھی بڑھتی جائے گی۔ یہ قدرتی بات ہے کہ جب ہماری تعداد بڑھے گی تو دنیا سے تعارف بھی ہو گا اور جب دنیا سے تعارف ہو گا تو تنقیدی نظر بھی بڑھے گی اور بڑھتی جا رہی ہے۔ پس یہ چیز ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی عملی حالتوں کے معیار کو بڑھائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے مقصد کو پورا کرے۔

میں ہمیشہ کہتا ہوں اور پھر یاد دہانی کروا تا ہوں کہ کم از کم 99.9 فیصد احمدیوں کو ان ملکوں میں آکر آباد ہونے کی اجازت ملنا ان کی کسی ذاتی خوبی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ احمدیت کی وجہ سے ہے اور اس لحاظ سے یہاں آکر آباد ہونے والا ہر احمدی احمدیت کا خاموش مبلغ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے اکثر احمدیوں کے اچھے نمونے اور اچھے تعلقات کی وجہ سے لوگوں پر جماعت کا اچھا اثر ہے جس کا اظہار مختلف موقعوں پر ہو جاتا ہے۔

گزشتہ چند دنوں میں یہاں مختلف شہروں میں مسجدوں کے افتتاح اور مسجدوں کی بنیاد رکھنے کے پروگرام ہوئے، ان کا موقع ملا اور وہاں مقامی لوگوں کی شمولیت اور لوگوں کا جماعت کے بارے میں جو اظہار خیال تھا، جو اپنے خیالات انہوں نے پیش کئے اور انتظامیہ اور مقامی سیاستدانوں کے بھی جو خیالات تھے جس کا انہوں نے اظہار کیا وہ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقامی احمدیوں کا مقامی لوگوں پر اچھا اثر ہے۔ لیکن مجھے یہ

بھی احساس ہوا کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کا جس طرح تعارف لوگوں میں ہونا چاہئے تھا اس طرح نہیں ہے۔ کیونکہ جب میں ان موقعوں پر اسلام کی تعلیم کے حوالے سے باتیں کرتا ہوں یا جب بھی میں نے ان لوگوں سے باتیں کیں بہت سے لوگوں نے یہی کہا کہ اسلام کی اس حقیقی تعلیم کا ہمیں نہیں پتا تھا، ہمیں علم نہیں تھا۔ سب لوگوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کے یہ پہلو تو ہم سے چھپے ہوئے تھے۔ ہمارے ذہنوں میں تو اسلام کا وہی تصور ہے جو میڈیا ہمیں دکھاتا ہے۔

یہ بھی انہوں نے اظہار کیا کہ بیشک بعض احمدی ہمارے واقف ہیں اور ان کی دعوت پر ہم یہاں آتے گئے ہیں لیکن ہمارے ذہنوں میں تحفظات تھے۔ کسی کا ذاتی تعلق پیدا ہونا اور تعلق رکھنا ایک بالکل مختلف چیز ہے اور جماعتی طور پر کسی کو فنکشن میں بلانا اور لے کر آنا اور جماعت کے حوالے سے بات کرنا بالکل اور چیز بن جاتی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ٹھیک ہے یہ میرا دوست ہے جو انفرادی طور پر اچھا ہو گا لیکن پتا نہیں بحیثیت جماعت ان کی کیا حالت ہے اور ان لوگوں کے کیسے خیالات ہیں۔ یہ بھی کہیں شدت پسند تو نہیں ہیں؟ اس لئے ان لوگوں کے ذہنوں میں تحفظات تھے۔ یہ عمومی تاثر اور ایسے تحفظات میں نے دنیا کے ہر ملک کے غیر مسلموں میں دیکھے ہیں کہ پتا نہیں اگر ہم مسلمانوں کے اس فنکشن میں گئے تو کیا ہو گا؟ شاید دہشتگردی کا سامنا کرنا پڑے۔ لیکن یہ بھی انہوں نے کہا کہ آپ کے فنکشن میں شامل ہو کر ہمیں پتا چلا کہ ہماری سوجیں بالکل غلط تھیں اور آپ کی باتیں سن کر ہمیں پتا چلا۔ یہ مجھے انہوں نے کہا اور مختلف جگہوں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ یہ باتیں سن کر ہمیں پتا لگا کہ اسلام ایک پُر امن اور محبت کرنے والا مذہب ہے، محبت پھیلانے والا مذہب ہے۔ اور چند لوگوں کے عملوں کو اسلام کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے۔

یہاں بھی مختلف فنکشنز پر اور دنیا میں اور جگہ بھی ایسے لوگ ملتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا اور یہ اظہار کرتے ہیں، یہاں بھی ان دنوں میں بعض لوگوں نے اظہار کیا کہ آپ کی باتیں سن کر ہمارے اسلام کے متعلق صرف شبہات ہی دور نہیں ہوئے، جو شبہات یا تحفظات تھے صرف وہی دور نہیں ہوئے بلکہ اگر ہمیں کبھی کسی مذہب کی طرف آنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی تو جماعت احمدیہ مسلمہ کی طرف ہی آئیں گے۔ ہم سے اسلام کی باتیں سن کر لوگ کس طرح اپنے خیالات بدلتے ہیں اس کی چند مثالیں میں دیتا ہوں۔

پہلی مسجد غالباً والد شٹ (Waldshut) کی تھی، وہاں آئے ہوئے ایک صاحب سائمن کلاس (Klaus) کہنے لگے کہ میرا آج اسلام کے بارے میں تصور بالکل بدل گیا ہے۔ جہاد کے حقیقی معنوں کا آج مجھے پتا چلا ہے۔ جہاد کے ان حقیقی معنوں کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ جہاد کا لفظ سن کر ڈرا جائے بلکہ اس میں کوئی خوف والی بات ہی نہیں ہے۔ کہتے ہیں یہاں آنے سے پہلے میرا خیال تھا اور میں ڈر رہا تھا کہ یہاں مجھ پر دہشتگرد حملہ بھی ہو سکتا ہے اس لئے میں نے

دعوت کے بعد پہلے نہ آنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن پھر میرے ایک دوست جس نے جماعت کے بارے میں کچھ انٹرنیٹ پر معلومات حاصل کی تھیں اور ویڈیو بھی دیکھی تھی اس نے مجھے بتایا کہ یہ لوگ بڑے پُر امن ہیں اس لئے ان کے فنکشن پر چلے جاؤ کوئی حرج نہیں۔ لیکن کہتے ہیں پھر بھی میں خوفزدہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ لیکن میں شکر کرتا ہوں کہ آج میں اس فنکشن میں شامل ہو گیا اور شامل ہو کر مجھے پتا چلا کہ تم لوگ زندگیاں لینے والے نہیں بلکہ زندگیاں دینے والے ہو۔ انسانی ہمدردی اور خدمتِ خلق کے کاموں کی وجہ سے دنیا کو زندگیاں دینے والے ہو۔

ایک ڈاکٹر فرانتز تھے کہتے ہیں کہ آج میں نے وہ اسلام دیکھا ہے جو نفرت کے ذریعہ سے نہیں بلکہ محبت کے ذریعہ سے پھیل رہا ہے۔

دوسری مسجد کا جہاں افتتاح ہوا وہاں بھی ایک خاتون کہنے لگیں کہ جو باتیں آج میں نے سنی ہیں کبھی کسی مسلمان لیڈر سے نہیں سنیں۔ ایک خاتون کہنے لگیں کہ آج مجھے پتا چلا ہے کہ اسلام ایک پُر امن اور رحم کرنے والا مذہب ہے اور مجھے پتا چلا ہے کہ اسلام ہمسایوں کے حقوق کی کتنی حفاظت کرتا ہے۔

ایک سیرین مسلمان فنکشن میں شامل ہوئے۔ کہنے لگے کہ آج کا دن میرے لئے بڑا جذباتی دن ہے۔ یہاں آنے سے پہلے مجھے بتایا گیا تھا یا عام طور پر یہی تصور تھا کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں اور ان کا قرآن بھی مختلف ہے۔ لیکن آج مجھے پتا چلا ہے کہ وہ سب جھوٹ ہے اور احمدی اسی قرآن کو پڑھتے ہیں اور عمل کرتے ہیں اور اسی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں جسے باقی مسلمان مانتے ہیں۔ اور پھر مجھے ملنے کے بعد کہا کہ خلیفہ وقت کو ملنے کے بعد اب عین ممکن ہے کہ میں احمدی ہو جاؤں۔

یہی خیالات یہاں جب اس جگہ پر سنگ بنیاد رکھا گیا ہے یہاں آئے ہوئے مہمانوں کے تھے اور اسی طرح کے ماربرگ میں تھے۔ ماربرگ یونیورسٹی کی وائس چانسلر کہنے لگی کہ اس وقت میں مکمل طور پر جذبات سے مغلوب ہوں۔ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی بات سن کر اور خاص طور پر (جو میں نے وہاں اپنے ایڈریس میں دو جنتوں کا تصور پیش کیا تھا اور اسلام کی تعلیم بتائی تھی کہ اس دنیا کی بھی جنت ہے اور اگلے جہان کی بھی جنت ہے تو کہتی ہیں) دو جنتوں کا یہ جو تصور ہے کہ اس دنیا کی جنت بھی ہے اور اگلے جہان کی جنت۔ اس کی وضاحت سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں اور یہ بھی کہ کس طرح اس دنیا کی جنت حاصل کی جاسکتی ہے جو اگلے جہان کی جنت کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی انہوں نے کہا کہ مجھے آج بانی اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسلام کی ابتدائی تاریخ کا بھی پتا چلا ہے اور یہ بھی کہ کس طرح اسلام حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دیتا ہے۔ کہنے لگی کہ اگر یہ سب کچھ دنیا سمجھ لے تو دنیا میں امن اور محبت اور بھائی چارہ قائم ہو جائے۔ یہ اس قدر جذباتی ہو رہی تھیں کہ جنہوں نے ان سے بات کی ہے وہ کہتے ہیں کہ روتے ہوئے کہنے لگیں کہ اس سے زیادہ اب میں بول نہیں سکتی، میرے میں

بولنے کی طاقت نہیں ہے۔

اب ایک عیسائی خاتون ایک مسلمان فنکشن پہ آتی ہے۔ پہلے اس کو اسلام کی تعلیم کا پتا نہیں، تعارف نہیں بلکہ امیر صاحب نے مجھے بتایا کہ ان کو تعارف نہیں اور تلاش کر رہے تھے ان کو کہ کہاں ہیں۔ وائس چانسلر ہیں، پڑھی لکھی خاتون ہیں لیکن اس کے بعد باتیں سنیں تو اس قدر جذباتی ہیں کہ اپنے جذبات کو کنٹرول نہیں کر سک رہیں۔ تو ایسی خوبصورت اسلام کی تعلیم ہے اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں کسی بھی قسم کا کوئی احساس کمتری ہو، کوئی کمپلیکس ہو۔

ایک خاتون مس ایسٹر (Esther) کہنے لگیں کہ آج تمہارے خلیفہ نے میرے ان تمام سوالوں کے جواب دے دیئے ہیں جو یہاں میں اپنے دل میں رکھ کر لائی تھی۔ کہنے لگی کہ اس بات کا خوف ہے کہ آج میں نے اتنی خوبصورت باتیں سنی ہیں اور یہ سن کر میں گھر جا رہی ہوں لیکن کوئی بعید نہیں کہ کل اسلام کو بدنام کرنے والا کوئی شخص اٹھے اور اسلام کے نام پر کوئی دہشتگرد حملہ کر دے اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے اور پھر اس پُر امن پیغام کو بھول جائیں گے۔ یہ مجھے درد ہے، یہ مجھے تکلیف ہے۔

تو یہ احساسات ہیں جو لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اسی طرح کے بیشمار تبصرے ہیں۔ ہر جگہ اس طرح کے تبصرے آئے اور جیسا کہ اس خاتون نے کہا کہ لوگ پُر امن پیغام کو بھول جائیں گے اور یہ حقیقت ہے کہ اسی طرح ہوتا ہے اور میڈیا کی خاص طور پر یہ کوشش ہوتی ہے کہ اسلام کی اچھی تصویر کبھی دنیا کے سامنے پیش نہ ہو۔ اس لئے ہمارا کام ہے کہ ہم اس پیغام کو جو محبت، پیار اور صلح اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والا پیغام ہے اس کو پھیلانے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔

اسلام کے نام پر ہر منفی عمل کے بعد جو یہ بعض نام نہاد مسلمان کرتے ہیں ہمارا کام ہے کہ مثبت تعلیم دنیا کے سامنے پیش کریں۔ جو لوگ اور مہمان جو مختلف فنکشنز پر آئے تھے یا جن سے لوگوں کے تعلقات ہیں ان سے اب مسلسل رابطہ بھی رکھیں۔ ان لوگوں پر جو اثر ہوا ہے یہ سب کیوں ہوا ہے؟ کیا وجہ ہے اس کی؟ آخر ہم بھی وہی قرآن پڑھتے ہیں جو دوسرے مسلمان پڑھتے ہیں۔ ہم بھی نمازیں اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح دوسرے مسلمان پڑھتے ہیں۔ اسی شریعت کو مانتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری اور آپ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ یہ سب اثر اس لئے ہوا کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا اور جیسا کہ میں نے کہا آپ علیہ السلام نے اسلام کی حقیقت کھول کر ہمارے سامنے رکھی کہ یہ حقیقی قرآنی تعلیم ہے جسے پھیلا ناہر احمدی کا فرض ہے۔

پس جہاں ہمیں اپنے اندر عملی تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہاں ہمیں آپ علیہ السلام کے لٹریچر کو پھیلانے کی بھی ضرورت ہے اور یہ ہمارا کام ہے بلکہ ہماری ذمہ داری ہے۔

جیسا کہ میں نے بتایا کہ ماربرگ میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا وہاں بہت سے مہمانوں میں یونیورسٹی کے پروفیسر اور طلباء بھی شامل تھے، وائس چانسلر بھی آئی ہوئی تھیں جن کے خیالات میں نے بتائے ہیں۔ وہاں یونیورسٹی کے دو مصری پروفیسر بھی آئے ہوئے تھے جو اسلامیات اور عربی پڑھاتے تھے۔ میرے پوچھنے پر ایک نے بتایا کہ وہ اسلامیات میں اسلامی فلاسفی پڑھاتے ہیں۔ تو میں نے انہیں کہا کہ کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھی ہے؟ کہنے لگے نہیں۔ تو میں نے انہیں کہا کہ یہ ضرور پڑھیں کیونکہ اس کے بغیر اسلامی اصول کی فلاسفی کی گہرائی کا علم ہو ہی نہیں سکتا۔ چاہے جتنا مرضی آپ ادھر ادھر سے علم حاصل کرتے رہیں۔ مجھے حیرت ہوئی کہ نیشنل سیکرٹری اشاعت صاحب انہیں ساتھ لائے ہوئے تھے اور یونیورسٹی میں ان میں سے ایک کے شاید سٹوڈنٹ بھی رہ چکے ہیں یا ہیں لیکن بہر حال دونوں سے واقفیت ان کی بہت گہری تھی۔

لیکن یہ جاننے کے باوجود کہ کیا وہ پڑھاتے ہیں، کس subject میں ان کو دلچسپی ہے انہوں نے ان کو یہ کتاب نہیں دی۔ بہر حال میں نے انہیں کہا کہ فوراً انہیں یہ کتاب دینے کا انتظام کریں۔ کل ان کا ایک خط بھی مجھے آگیا کہ یہ کتابیں انہوں نے ان کو بھیج دی ہیں۔ ان کو عربی میں یہ کتاب بھیجنی چاہئے تھی۔ اپنی زبان میں ان کو زیادہ سمجھ آئے گی۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ جس کے بارے میں بہت سے عرب مجھے لکھتے ہیں کہ اس کو پڑھ کر ہمیں اسلام کی حقیقت کا صحیح پتا لگا۔ کئی عیسائی بھی اور دوسرے لوگ بھی مجھے لکھتے ہیں کہ اس نے ہماری کایا پلٹ دی ہے۔ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم جماعت کے بہت بڑے عالم بھی تھے۔ بڑا گہرا علم تھا ان کا بلکہ اسلام کا بھی بڑا گہرا علم رکھنے والے تھے۔ وہ بھی یہی کہتے تھے ان کو احمدیت میں لانے میں سب سے زیادہ کردار اس کتاب نے ادا کیا ہے۔ پس جب پڑھے لکھے لوگوں سے تعارف ہو تو انہیں یہ کتاب ضرور دینی چاہئے۔

ہمارے بعض یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے لڑکے اور لڑکیوں کا یہ خیال ہے کہ شاید پرانے فقیہوں اور عالموں کو پڑھ کر یا پرانے اماموں اور اولیاء کے ذکر پڑھ کر ان کا علم بہت بڑھ گیا ہے اور ان کی علیت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس بارے میں شاید ان کا علم بڑھ گیا ہو لیکن ان سے زیادہ علم غیر احمدی علماء کا ہے۔ اس لئے صرف اس کو پڑھ کر یہ نہ سمجھیں کہ آپ عالم بن گئے۔ یہ کیڑا اگر کسی کے دماغ میں ہے تو اسے نکال دینا چاہئے۔ پرانے علماء اور اولیاء کو اب چھوڑیں۔ اب حقیقی علم اور اسلام کی صحیح تصویر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلام پڑھ کر ہی مل سکتی ہے۔ یاد رکھیں جو فیصلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں وہی اصل فیصلے ہیں اور آپ کے علم کلام کی بنیاد پر جو تفسیریں جماعت میں خلفاء نے کی ہیں وہی حقیقی تفسیریں ہیں، انہیں پڑھیں اور اپنا علم بڑھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کے حکم اور عدل بن کر آئے تھے۔ ہمیں یہ بات ہر وقت اپنے سامنے رکھنی چاہئے۔ اس لئے جو کچھ آپ نے فرمایا ہے وہی سچ ہے اور اسلام

کی تعلیم کی حقیقت ہے۔ اس لئے یہ نہ سمجھیں کہ دوسروں کی کتابیں پڑھ کر، علماء کی کتابیں پڑھ کر، فقیہوں کی کتابیں پڑھ کر، پرانے اماموں کی کتابیں پڑھ کر آپ عالم بن گئے۔ عالم اس وقت تک نہیں بن سکتے جب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں نہیں پڑھتے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تو آپ کو براہ راست علم بھی عطا فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص ایمان لاتا ہے اسے اپنے ایمان سے یقین اور عرفان تک ترقی کرنی چاہئے نہ یہ کہ وہ پھر ظن میں گرفتار ہو۔ یاد رکھو ظن مفید نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (یونس: 37)" کہ وہم اور ظن جو ہے حق کے مقابلے میں کوئی کام نہیں آسکتا۔ فرمایا کہ "یقین ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو باہر کر سکتی ہے۔ یقین کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ اگر انسان ہر بات پر بدظنی کرنے لگے تو شاید ایک دم بھی دنیا میں نہ گزار سکے۔" آپ اس کی ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "وہ پانی نہ پی سکے کہ شاید اس میں زہر ملا دیا ہو۔ بازار کی چیزیں نہ کھا سکے کہ ان میں ہلاک کرنے والی کوئی شے ہو۔ پھر کس طرح وہ "زندہ" رہ سکتا ہے۔" فرمایا کہ "یہ ایک موٹی مثال ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "اسی طرح پر انسان روحانی امور میں اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔" فرمایا "اب تم خود یہ سوچ لو اور اپنے دلوں میں فیصلہ کر لو کہ کیا تم نے میرے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے اور مجھے مسیح موعود، حکم عدل مانا ہے تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کا فکر کرو۔"

فرمایا کہ "وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے، کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہو گا۔ لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حکم ہے تو پھر اس کے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دو۔" خاموش ہو جاؤ۔ جو کہا گیا ہے اس کو مانو "اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو تا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک باتوں کی عزت اور عظمت کرنے والے ٹھہرو۔" فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کافی ہے۔ وہ تسلی دیتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہو گا" جو مسیح موعود آئے گا وہ تمہارا امام ہو گا اور "وہ حکم عدل ہو گا۔ اگر اس پر تسلی نہیں ہوئی تو پھر کب ہو گی۔"

فرماتے ہیں "یہ طریق ہر گز اچھا اور مبارک نہیں ہو سکتا کہ ایمان بھی ہو اور دل کے بعض گوشوں میں بدظنیاں بھی ہوں۔ میں اگر صادق نہیں ہوں تو پھر جاؤ اور صادق تلاش کرو۔ اور یقیناً سمجھو کہ اس وقت اور صادق نہیں مل سکتا۔ اور پھر اگر دوسرا کوئی صادق نہ ملے اور نہیں ملے گا تو پھر میں اتنا حق مانگتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا ہے۔ جن لوگوں نے میرا انکار کیا ہے اور جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں انہوں نے مجھے شناخت

نہیں کیا اور جس نے مجھے تسلیم کیا" بیعت میں آگیا" اور پھر اعتراض رکھتا ہے وہ اور بھی بد قسمت ہے کہ دیکھ کر اندھا ہوا۔" یہ بہت بڑی اہم چیز ہے کہ مانا بھی اور پھر بعض شبہات دل میں ہوں تو پھر دیکھ کر اندھا ہو گیا اور زیادہ گنہگار بن گیا۔ فرمایا کہ "اصل بات یہ ہے کہ معاشرت بھی رتبہ کو گھٹا دیتی ہے۔" ایک ماحول میں رہتے ہیں، ساتھ ساتھ رہتے ہیں وہاں پتا نہیں لگتا کہ انسان رتبہ اور مقام پہچان سکے اس لئے آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال بیان فرماتے ہیں کہ "اس لئے حضرت مسیحؑ کہتے ہیں کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں۔" فرمایا کہ "اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کو اہل وطن سے کیا کیا تکلیفیں اور صدمے اٹھانے پڑے تھے۔ سو یہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایک سنت چلی آتی ہے ہم اس سے الگ کیونکر ہو سکتے ہیں۔"

پس یہ جو بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں احمدیت پہ اعتراض کرنے والے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے پر اعتراض کرنے والے کہ ان کی قوم کے علماء نے ان کو رد کر دیا اور احمدیوں کے خلاف فیصلہ دے دیا کہ یہ غیر مسلم ہیں۔ اس میں عرب بھی شامل ہیں، دوسری قوموں کے بھی شامل ہیں۔ تو یہ دلیل ان کے لئے کافی ہے کہ ہر جگہ، ہر زمانے میں، ہر قوم میں جب نبی آیا تو اس کو اس کے لوگوں نے ہی رد کیا۔ آپ نے فرمایا کہ "اس لئے ہم کو جو کچھ اپنے مخالفوں سے سننا پڑا یہ اسی سنت کے موافق ہے۔" بلکہ نبی کی یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت جو ہے یہ آپ کی سچائی کی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اور انبیاء کی یہ سنت ہے کہ اسی طرح ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (یس: 31)" کہ کوئی رسول ان کے پاس نہیں آتا تھا مگر وہ اس کا استہزاء کرتے تھے۔ اس کی ہنسی اڑاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "افسوس اگر یہ لوگ صاف نیت سے میرے پاس آتے" مخالفین کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر صاف نیت سے میرے پاس آتے "تو میں ان کو وہ دکھاتا جو خدا نے مجھے دیا ہے اور وہ خدا خود ان پر اپنا فضل کرتا اور انہیں سمجھا دیتا۔ مگر انہوں نے بخل اور حسد سے کام لیا۔ اب میں ان کو کس طرح سمجھاؤں۔"

لیکن ہم جو ماننے والے ہیں ہمارا کام ہے کہ جب ہم آگئے، ہم نے مان لیا تو پھر اس خدا سے اپنا تعلق پیدا کریں، دنیا داری میں نہ پڑ جائیں یہ دنیا عارضی ہے۔ اس لئے ہمیں اگلے جہان کی بھی فکر کرنی چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ "جب انسان سچے دل سے حق طلبی کے لئے آتا ہے تو سب فیصلے ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب بد گوئی اور شرارت مقصود ہو تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا....." فرمایا کہ "جج الکرامہ میں ابن عربی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مسیح موعود جب آئے گا تو اسے مفتری اور جاہل ٹھہرایا جائے گا اور یہاں تک بھی کہا جاوے گا کہ وہ دین کو تغیر کرتا ہے۔ اس وقت ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اس قسم کے الزام مجھے دیئے جاتے ہیں۔ ان شبہات سے انسان تب نجات پاسکتا ہے جب وہ اپنے اجتہاد کی کتاب ڈھانپ لے۔" خود نہ تو جیہیں پیش کرتا رہے۔ وہ ایک طرف رکھ

دے۔ فرمایا: "اور اس کی بجائے وہ یہ فکر کرے کہ کیا یہ سچا ہے یا نہیں۔"

یہ دیکھو اور اس بات کی فکر کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ یہ سچا ہے کہ نہیں۔ آپ فرماتے ہیں "بعض امور بیشک سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں لیکن جو لوگ پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں وہ حسن ظن اور صبر اور استقلال سے ایک وقت کا انتظار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اصل حقیقت کو کھول دیتا ہے۔"

فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت صحابہ سوال نہ کرتے تھے بلکہ منتظر رہتے تھے کہ کوئی آ کر سوال کرے تو فائدہ اٹھاتے تھے ورنہ خود خاموش سر تسلیم کئے ہوئے بیٹھ رہتے تھے اور جرأت سوال کرنے کی نہ کرتے تھے۔" فرمایا کہ "میرے نزدیک اصل اور اسلم طریق یہی ہے کہ ادب کرے۔ جو شخص آداب النبی کو نہیں سمجھتا اور اس کو اختیار نہیں کرتا اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ ہلاک نہ کیا جائے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 73 تا 75)

اپنوں کو بھی ساتھ نصیحت کر دی کہ بدظنیاں بھی نہیں ہونی چاہئیں۔ بلا وجہ کے سوالات نہیں ہونے چاہئیں۔ پہلی بات تو یہ کہ ہمیں کسی احساس کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا۔ بعض معاملات میں اگر پرانے بزرگوں اور اولیاء کی آراء ہیں تو وہ اس حکم اور عدل کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اگر ان کے مقابلے میں کوئی اپنی رائے پیش کی ہے یا اپنا فیصلہ دیا ہے۔ ان بزرگوں نے اپنے وقت میں اسلام کے لئے کام کیا اور بہت کام کیا اور ان پرانے بزرگوں نے امت کو اپنے اپنے دائرے میں سنبھالنے کی کوشش کی لیکن اب جب خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء اور مجدد آخر الزمان اور حکم اور عدل آگیا تو پھر جو اس کے فیصلے ہیں اور جو اس کا علم ہے اور جو اس نے اسلام کے بارے میں بتایا ہے وہی حق ہے باقی سب غلط ہے۔ اور ہم نے بیعت کے بعد اس کی تعمیل کرنی ہے۔ یہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے۔ اور یہی حقیقی اسلام ہے جسے دنیا اس وقت پسند کرتی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا لوگ ہمیں کیوں پسند کرتے ہیں اسی لئے کہ ہم اس اسلام کو پیش کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں سکھایا۔ اس کی چند مثالیں میں نے پیش کی ہیں۔ اور بہت سی مثالیں ہیں۔

جیسا کہ میں نے یہ بھی کہا تھا دوسری بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جو لٹریچر اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھوڑا ہے اس کو پڑھنا اور اس سے علم حاصل کرنا حقیقی اسلام کے بارے میں ہمیں بتاتا ہے۔ پس جہاں خود پڑھیں وہاں دوسروں کو بھی دیں جن کے ساتھ گہرا واسطہ ہے۔ جو سعید فطرت ہیں انہیں لٹریچر دینا ضروری ہے اور روزمرہ کے مسائل اور معاملات میں انہی کے حوالے ہمیں دینے چاہئیں اور یہ ضروری ہیں۔

پس ہر احمدی کو آپ علیہ السلام کے لٹریچر سے خود بھی زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا چاہئے اور اسے آگے پھیلانا بھی چاہئے۔ ہمیں اس بات کی پرواہ نہیں اور نہ کرنی چاہئے کہ دنیا کیا کہے گی؟ غیر مسلم دنیا میں یاد دینا یا لوگوں

میں ہمارے متعلق کیا خیالات پیدا ہوں گے۔ انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے آتے ہی اس وقت ہیں جب دنیا میں دنیا داری زیادہ ہو جائے اور دین میں بگاڑ پیدا ہو نا شروع ہو جائے اور اکثریت دنیا میں پڑ کر دین کو بھول جاتی ہے اور آنے والوں کا کام ان کو صحیح راستے پر لانا ہوتا ہے۔ پس ہم نے مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر دنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اس لئے مخالفت بھی ہو گی۔ دنیا والے اپنے دنیاوی فائدوں اور مزدوں کے لئے قانون بناتے ہیں۔ اگر وہ قانون خدا تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہیں تو ہم نے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے دنیا کی اصلاح کرنی ہے اور انہیں صحیح راستہ دکھانا ہے۔ اس میں کسی قسم کے احساس کمتری کی یا ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ کام حکمت سے کرنا ہے۔

پس ہمیں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ جو غلط ہے اور جسے دین نے غلط کہا ہے اسے غلط ہم نے کہنا ہے۔ یہ بات ہر احمدی کو اپنے ذہن نشین کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اپنے وقت کے لوگوں کو نبی کی مثال دے کے جو کہا تھا کہ زیادہ سوال نہیں کرنے چاہئیں اس لئے کہ اس سے کامل اطاعت ظاہر نہیں ہوتی۔ اس لئے فرمایا کہ دوسرے لوگ آکر سوال کرتے ہیں تو پھر جواب پر ایمان لانے والوں کی بھی تسلی ہو جاتی ہے اور نبی کی قیافہ شناسی ایسی ہوتی ہے کہ آنے والوں کے سوالوں کے جواب ان کے ذہنوں کو سامنے رکھتے ہوئے دے دیتا ہے۔ اگر بعض آنے والے مجھے یہ کہہ سکتے ہیں، میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انتہائی ادنیٰ غلام ہوں کہ ہمارے ذہنوں میں جو سوال تھے اس تقریر نے ہمارے سوالوں کے جواب دے دیئے تو نبی کی تو قیافہ شناسی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے ہر باریکی میں جا کر وہ جواب چاہنے والوں کو جواب دے دیتے ہیں۔ اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ جواب کوئی نہیں ہے۔ جواب ہیں لیکن ماننے والوں کا یہ بھی کام ہے کہ اطاعت کے معیاروں کو بھی بلند کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کامل اطاعت کی اور اس کا ذکر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

(ماخوذ از آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 586)

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجالس میں بیٹھتے تھے اور یہی روایات میں آتا ہے کہ سر جھکا کر بیٹھتے رہتے تھے۔ کبھی خود نہ بولے، نہ سوال کیا۔ (ماخوذ از الفضل مورخہ 27 مارچ 1957ء صفحہ 5 جلد 46/11 نمبر 74)

اور جب سوال کرنے والے آتے تھے تو ان سے آپ فائدہ اٹھایا کرتے تھے، نوٹ کیا کرتے تھے یا مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے جو ارشادات ہوتے تھے ان کو غور سے سنتے تھے اور ان سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

یہ یاد رکھیں، پہلے بھی میں نے کہا کہ یہ بات نہیں کہ دین اسلام میں بعض سوالوں کے جواب نہیں

ہیں۔ نہیں بلکہ ہر بات کا جواب ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب اور ارشادات میں ہر قسم کے سوالوں کے جواب دیئے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں نے یہ کہا تھا اور میں کہتا ہوں کہ مطالعہ کرنا چاہئے۔ اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے ہمیں اس مطالعہ کی بہت ضرورت ہے۔ فقہی مسائل ہیں یا روزمرہ کے معاملات سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں یا علمی مسائل ہیں یہ سب باتیں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لٹریچر میں مل جاتی ہیں اور خلفاء نے اس کو مزید کھول کر بیان کیا ہے۔ پس اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اسے پڑھیں اور اس پر غور کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ انہیں کیسا ہونا چاہئے اور ان کے ایمان کی کیا حالت ہونی چاہئے۔ اس حوالے سے بھی میں آپ کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں تاکہ ہم میں سے ہر ایک بیعت کا حق ادا کرنے والا بن جائے۔ آپ اپنی جماعت کو ایک بڑی ضروری نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"آجکل زمانہ بہت خراب ہو رہا ہے۔ قسم قسم کا شرک، بدعت اور کئی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ بیعت کے وقت جو اقرار کیا جاتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا یہ اقرار خدا کے سامنے اقرار ہے۔" غور کرنے والی بات ہے کہ یہ اقرار خدا کے سامنے اقرار ہے۔ "اب چاہئے کہ اس پر موت تک خوب قائم رہے ورنہ سمجھو کہ بیعت نہیں کی اور اگر قائم ہو گے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں برکت دے گا۔"

فرماتے ہیں "اپنے اللہ کے منشاء کے مطابق پورا تقویٰ اختیار کرو۔ زمانہ نازک ہے۔ قہر الہی نمودار ہو رہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق اپنے آپ کو بنالے گا وہ اپنی جان اور اپنی آل و اولاد پر رحم کرے گا۔" آجکل دنیا کے حالات جو بگڑ رہے ہیں اس پر غور کرتے ہوئے سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنا چاہئے۔ فرمایا "دیکھو انسان روٹی کھاتا ہے۔ جب تک سیری کے موافق پوری مقدار نہ کھالے تو اس کی بھوک نہیں جاتی۔ اگر وہ ایک بھورہ روٹی کا کھالیوے "ایک ٹکڑا، ذرہ توڑ کر کھالے" تو کیا وہ بھوک سے نجات پائے گا؟ ہر گز نہیں۔ اور اگر وہ ایک قطرہ پانی کا اپنے حلق میں ڈالے تو وہ قطرہ اسے ہر گز نہ بچا سکے گا بلکہ باوجود اس قطرے کے وہ مرے گا۔" فرمایا کہ "حفظ جان کے واسطے وہ قدر محتاط جس سے زندہ رہ سکتا ہے جب تک نہ کھالے اور نہ پیوے، نہیں بچ سکتا۔" ایک مقررہ مقدار ہے وہ زندہ رہنے کے لئے بہر حال کھانا ضروری ہے۔ فرمایا کہ "یہی حال انسان کی دینداری کا ہے۔"

جب تک اس کی دینداری اس حد تک نہ ہو کہ سیری ہو، بچ نہیں سکتا۔ دینداری، تقویٰ، خدا کے احکام کی اطاعت کو اس حد تک کرنا چاہئے جیسے روٹی اور پانی کو اس حد تک کھاتے اور پیتے ہیں جس سے بھوک اور پیاس چلی جاتی ہے۔" فرمایا "خوب یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی بعض باتوں کو نہ ماننا اس کی سب باتوں کو ہی چھوڑنا ہوتا ہے۔"

اگر ایک حصہ شیطان کا ہے اور ایک اللہ کا تو اللہ تعالیٰ حصہ داری کو پسند نہیں کرتا۔ "شر اکت داری کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ فرمایا کہ" یہ سلسلہ اس کا اسی لئے ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف آوے۔ اگرچہ خدا کی طرف آنا بہت مشکل ہوتا ہے اور ایک قسم کی موت ہے مگر آخر زندگی بھی اسی میں ہے۔ جو اپنے اندر سے شیطانی حصہ نکال کر پھینک دیتا ہے وہ مبارک انسان ہوتا ہے اور اس کے گھر اور نفس اور شہر سب جگہ اس کی برکت پہنچتی ہے۔ لیکن اگر اس کے حصہ میں ہی تھوڑا آیا ہے تو وہ برکت نہ ہوگی۔ جب تک بیعت کا اقرار عملی طور پر نہ ہو بیعت کچھ چیز نہیں ہے۔ جس طرح سے ایک انسان کے آگے تم بہت سی باتیں زبان سے کرو مگر عملی طور پر کچھ بھی نہ کرو تو وہ خوش نہ ہوگا۔ اسی طرح خدا کا معاملہ ہے۔ وہ سب غیرت مندوں سے زیادہ غیرت مند ہے۔ کیا ہو سکتا ہے کہ ایک تو تم اس کی اطاعت کرو پھر اُدھر اس کے دشمنوں کی بھی اطاعت کرو۔ اس کا نام تو نفاق ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اس مرحلہ میں زید و بکر کی پروا نہ کرے۔ مرتے دم تک اس پر قائم رہو۔"

فرمایا کہ "بدی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خدا کے ساتھ شریک کرنا، اس کی عظمت کو نہ جاننا، اس کی عبادت اور اطاعت میں کسل کرنا۔ دوسری یہ کہ اس کے بندوں پر شفقت نہ کرنا، ان کے حقوق ادا نہ کرنے۔ اب چاہئے کہ دونوں قسم کی خرابی نہ کرو۔ خدا کی اطاعت پر قائم رہو۔ جو عہد تم نے بیعت میں کیا ہے اس پر قائم رہو۔ خدا کے بندوں کو تکلیف نہ دو۔ قرآن کو بہت غور سے پڑھو۔ اس پر عمل کرو۔ ہر ایک قسم کے ٹھٹھے اور بیہودہ باتوں اور مشرکانہ مجلسوں سے بچو۔ پانچوں وقت نماز کو قائم رکھو۔ غرض کہ کوئی ایسا حکم الہی نہ ہو جسے تم ٹال دو۔ بدن کو بھی صاف رکھو اور دل کو ہر ایک قسم کے بے جا کینے، بغض و حسد سے پاک کرو۔ یہ باتیں ہیں جو خدا تم سے چاہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 75 تا 76)

اب یہ ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک اپنے آپ کو بیہودہ اور مشرکانہ مجلسوں سے بچایا ہوا ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جو کہیں گے کہ ہم تو ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم تو مشرکانہ مجلسوں میں نہیں بیٹھتے۔ لیکن یاد رکھیں کوئی مجلس ہو جیسے انٹرنیٹ ہے یا ٹی وی ہے یا کوئی ایسا کام ہے اور مجلس ہے جو نمازوں اور عبادت سے غافل کر رہی ہے وہ مشرکانہ مجلس ہی ہے۔

پس ہمیں اس گہرائی سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ آپ علیہ السلام نے خاص طور پر توجہ دلائی کہ پانچ وقت نمازوں کو قائم کرو اور نمازوں کو قائم کرنا۔ باجماعت نماز کی ادائیگی ہے اور باقاعدہ اور وقت پر ادائیگی ہے۔ میں نے جائزہ لیا ہے۔ مجھے تو یہاں بھی اس میں ابھی بہت کمزوری نظر آرہی ہے۔ مجھے دعا کے لئے لوگ کہتے ہیں اور جب پوچھو کہ تم خود دعا کرتے ہو؟ نمازیں پڑھتے ہو؟ باقاعدہ پڑھ رہے ہو؟ تو جواب نفی میں ہوتا ہے اور یہ کہ کوشش کرتے ہیں۔ پس اگر دعا کے لئے کہنے والے کے اپنے اندر اپنی تکلیف کو دُور کرنے کے لئے دعا کا درد پیدا

نہیں ہوتا تو دوسرے کو کس طرح پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کے لئے دعا کرے۔ ہاں خود اگر اپنی دعاؤں کا حق ادا کر رہے ہوں تو پھر دوسروں کی دعائیں مدد کرتی ہیں۔ اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود والحث علیہ - حدیث 1094)

اسی طرح جو معاشرتی برائیاں ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی مختصر ذکر کیا ہے کہ آپس میں محبت پیار اور بھائی چارے کے بعض لوگوں میں وہ معیار نہیں جو ہونے چاہئیں بلکہ بغض، حسد اور کینہ پایا جاتا ہے۔ پس اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی ہر ایک کو ضرورت ہے۔ دوسروں کو نہ دیکھیں کہ کوئی کیسا ہے۔ اپنی اصلاح کریں۔ اپنے آپ کو دیکھیں۔ اپنی اصلاح کر لیں گے تو باقی برائیاں بھی دور ہو جائیں گی۔ کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں ہر لحاظ سے پاک ہوں۔ پس ہمیشہ ہمیں اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کے لئے استغفار کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہم حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 12 مئی 2017ء تا 18 مئی 2017ء جلد 24 شمارہ 19 صفحہ 05 تا 09)

17

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 28 اپریل 2017ء بمطابق 28 شہادت 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
جب بھی مجھے دنیا کے پریس کے نمائندوں یا غیر مسلموں کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملتا ہے، سوال جواب یا
بات چیت کا موقع ملتا ہے تو کسی نہ کسی طریقے سے براہ راست یا بالواسطہ وہ یہ سوال ضرور کرتے ہیں کہ اسلام کے
بارے میں دنیا میں جو خوف ہے اس کی کیا وجہ ہے اور یہ کس طرح دور ہو گا؟ بعض کھل کر اور بعض ڈھکے چھپے الفاظ
میں یہ کہہ دیتے ہیں اور کہنا چاہتے ہیں کہ شاید اس کی وجہ اسلام کی تعلیم ہے۔ چنانچہ اس دفعہ بھی جرمنی میں ایک
جرنلسٹ نے یہ سوال کیا کہ جرمنی میں اسلام سے خوف بڑھ رہا ہے اور پھر ہمارے سے ہمدردی کے رنگ میں یہ بھی
کہا کہ اس وجہ سے جو غیر مسلم ہیں، یہاں کے مقامی لوگ ہیں وہ بھی مسلمانوں پر ظلم کر جاتے ہیں۔ وہ پوچھنے لگی کہ
سوال یہ ہے کہ آپ کا کیا رد عمل ہے؟ اس پر آپ کیا رد عمل دکھاتے ہیں؟ تو یہ کوئی اس سے خاص نہیں کئی دفعہ
پہلے بھی یہ سوال ہو چکا ہے اور یہی سوال جو ہے ہماری تبلیغ کے راستے کھولتا ہے کہ اگر یہ خوف بڑھ رہا ہے تو یہ بعض
مسلمان کہلانے والے گروہوں یا افراد کا اسلام کے نام پر غلط حرکات کرنے اور شدت پسند حملے کرنے کی وجہ سے
ہوتا ہے۔ اور غیر مسلموں کا جو رد عمل ہے یا ان کے تحفظات ہیں وہ بھی ٹھیک ہیں کہ ان میں مسلمانوں کے بارے
میں ایک خوف پیدا ہو رہا ہے لیکن ہمارا رد عمل کوئی منفی رد عمل نہیں ہے۔ میں تو ہمیشہ ان کو یہی بتاتا ہوں کہ علماء یا
نام نہاد علماء کی غلط تربیت کی وجہ سے اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ایسے گروہ اور افراد ابھر رہے ہیں
اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹنگوئی کے عین مطابق ہے۔

(صحیح البخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم حدیث 100)

اور ایسے وقت میں مسیح موعود اور مہدی معبود کے آنے کی پیٹنگوئی ہے جنہوں نے اسلام کی صحیح تعلیم دنیا
میں پھیلانی تھی اور ہمارے ایمان کے مطابق بانی جماعت احمدیہ وہی موعود ہیں جن کی پیٹنگوئی کی گئی تھی۔ پس ہمارا

ردِ عمل تو ان کی تعلیم کے مطابق ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی کہ اسلام کی امن اور سلامتی کی تعلیم کو پھیلاؤ۔ چنانچہ اسی تعلیم کی روشنی میں ہم دنیا میں ہر جگہ کام کر رہے ہیں۔ ہاں شدت پسند گروہوں کے عمل اور ان مغربی ممالک میں بھی، غیر مسلم ممالک میں بھی دہشت گرد حملوں کی وجہ سے یہاں اسلام کی تعلیم کے متعلق جو تحفظات پیدا ہو چکے ہیں ان کو دور کرنے کے لئے ہمیں زیادہ محنت کرنی پڑے گی اور اس کے لئے ہم کوشش کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا کہ ہر قسم کی شدت پسندی اور دہشت گردی اور ظلم اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ آپ علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ "جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے تمام ملکوں کے راستباز یہ گواہی دیتے آئے ہیں کہ خدا کے اخلاق کا پیرو ہونا انسانی بقاء کے لئے ایک آبِ حیات ہے۔" اللہ تعالیٰ کے جو اخلاق ہیں، اللہ تعالیٰ کی جو صفات ہیں وہ اختیار کرو تبھی انسانی زندگی کی بقاء ہے اور فرمایا کہ "اور انسانوں کی جسمانی اور روحانی زندگی اسی امر سے وابستہ ہے کہ وہ خدا کے تمام مقدس اخلاق کی پیروی کرے جو سلامتی کا چشمہ ہیں۔" پس اللہ تعالیٰ جو سلامتی کا چشمہ ہے وہ ایک مسلمان سے بھی چاہتا ہے اور یہی قرآن کریم کا حکم ہے کہ اس کی صفات کو اپنایا جائے، اس کے اخلاق کو اپنایا جائے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ "خدا نے قرآن شریف کو پہلے اسی آیت سے شروع کیا ہے جو سورۃ فاتحہ میں ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (الافتاحہ: 2) یعنی تمام کامل اور پاک صفات خدا سے خاص ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔" فرمایا: "عالم کے لفظ میں تمام مختلف قومیں اور مختلف زمانے اور مختلف ملک داخل ہیں۔"

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 440)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "سو یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے وہ رب العالمین ہے اور اس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا رب ہے اور تمام زمانوں کا رب ہے اور تمام مکانات کا رب ہے اور تمام ملکوں کا وہی رب ہے اور تمام فیضوں کا وہی سرچشمہ ہے اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اسی سے ہے اور اسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔"

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 442)

یہ اللہ تعالیٰ کی صفت رب العالمین کی تفصیل اور تشریح ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ "پس جبکہ ہمارے خدا کے یہ اخلاق ہیں تو ہمیں مناسب ہے کہ ہم بھی انہیں اخلاق کی پیروی کریں۔"

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 443)

پس یہی صفات، یہی اخلاق ایک حقیقی مسلمان کو اپنانے چاہئیں۔ پس یہ ہے وہ علم و معرفت جو قرآن کریم کی

تعلیم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں عطا فرمائی اور یہی وہ نسخہ ہے جو دنیا میں امن و سلامتی پھیلانے کے لئے ضروری ہے اور یہی وہ بات ہے جو دنیا میں صلح کی بنیاد ڈال سکتی ہے اور یہی پیغام ہے جس کو جماعت احمدیہ کے افراد دنیا کے ہر کونے میں پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اور کوشش کرنی چاہئے۔

پس اگر بعض لوگوں کے فعل یا ان کی حرکتیں اسلام کے نام پر دنیا میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کی کوشش کرنے والی ہیں تو یہ اس تعلیم کی وجہ سے نہیں جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دی ہے بلکہ اس تعلیم سے دور ہونے کی وجہ سے ہے اور اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کونہ ماننے کی وجہ سے ہے۔

پس ہم جب اس تعلیم کی روشنی میں دنیا کو امن، بھائی چارے صلح اور آشتی کا راستہ دکھاتے ہیں تو بے اختیار اکثر شریف الطبع غیر مسلموں کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم تو بڑی خوبصورت تعلیم ہے۔ چنانچہ اس بات کا اظہار میرے جرمنی کے اس دورے کے دوران بھی مختلف فنکشنز میں ہوا جو مسجدوں کے افتتاح اور سنگ بنیاد کے موقع پر تھا۔

ایک شہر والدشٹ (Waldshut) ہے وہاں مسجد تعمیر ہوئی ہے وہاں ایک مسجد کی افتتاحی تقریب میں ایک دوسرے شہر باسل (Basel) سے آئے ہوئے ایک ڈاکٹر صاحب تھے۔ وہ کہنے لگے کہ میری ساری زندگی یہ جستجو رہی کہ مجھے امن پسند مسلمان کہیں مل جائیں۔ آج آپ لوگوں نے میری اس خواہش کو پورا کر دیا۔ میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت محسوس کر رہا ہوں کہ آج مجھے یہ لوگ مل گئے ہیں۔

پھر وہاں اٹلی سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون بھی آئی ہوئی تھیں۔ اپنے دوست کے ساتھ پروگرام میں شامل ہوئیں۔ اس نے بتایا کہ میرا دوست اس پروگرام میں شامل ہونے سے گھبرا رہا تھا کیونکہ اسلام کے بارے میں اس کے منفی جذبات تھے لیکن پروگرام میں شامل ہونے اور امام جماعت احمدیہ کا خطاب سننے کے بعد اس کا اسلام کے بارے میں نظریہ بالکل بدل گیا یہاں تک کہ اس نے فوراً اپنے موبائل سے اپنے کسی دوسرے مسلمان دوست کو مسیح کیا کہ آج مجھے پتا لگا ہے کہ تمہارا مذہب کتنا خوبصورت ہے۔

پھر بوسنیا سے تعلق رکھنے والی تین بڑی تعلیم یافتہ خواتین اس تقریب میں شامل ہوئیں۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج کا پروگرام موجودہ مشکل حالات میں امن کے قیام کے لئے ایک شمع کی حیثیت رکھتا ہے اور امام جماعت احمدیہ کا جو خطاب تھا اس میں آپ نے محبت اور ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کی۔

پھر ایک مہمان نے کہا: "یہاں آپ کی محفل سے مجھے بھی کچھ برکتوں کو سمیٹنے کا موقع ملا اور یہاں آنا میرے لئے اعزاز کی بات ہے۔ اگر آج میں یہاں نہ آتا تو یقیناً بہت بڑی چیز سے محروم رہ جاتا۔ جماعت احمدیہ کے

ذریعہ مجھے حقیقی اسلام کا تعارف حاصل ہوا جو ٹی وی میں نفرت اور تشدد والے اسلام کے بالکل برعکس ہے اور یہاں سے مجھے امن اور محبت ملی ہے اور صرف یہ نہیں کہ لفظاً امن اور محبت ملی ہے بلکہ عملی طور پر بھی یہاں ایسے انسان ملے ہیں جو نفرت نہیں چاہتے۔" پس ہر احمدی کا جو ذاتی فعل اور عمل ہے وہ بھی ایک خاموش تبلیغ کر رہا ہوتا ہے۔

پھر ایک مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ "آج تک میں سوچتا تھا کہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں۔ مختلف مذاہب نے مختلف راستے دکھائے ہیں مگر آج یہاں آکر معلوم ہوا ہے کہ مذہب نے تو بڑے مشترکہ راستے بتائے ہیں اور امام جماعت احمدیہ نے اس بات کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔" کہنے لگا "مجھے یہ بات پسند آئی کہ انہوں نے بڑے واضح طور پر باقی تشدد پسند مسلمانوں اور داعش وغیرہ سے دوری کا اظہار کیا اور ہمیں بتایا کہ ان کا اسلامی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں اور حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر جو افسوسناک اعمال دنیا میں ہو رہے ہیں اس میں آپ لوگوں کا کوئی قصور نہیں بلکہ ان کا ہے جو اس تعلیم کو غلط بیان کرتے ہیں۔" پھر کہنے لگے کہ "یہ ہم سب کا کام ہے کہ محبت اور اخوت سے اس فتنے کے خلاف کھڑے ہوں۔" کہنے لگے "مجھے آپ کی یہ بات بھی بڑی پسند آئی کہ کسی انسان کا خدا پر ایمان نہیں ہو سکتا اگر وہ قتل و غارت کرے کیونکہ ایک لحاظ سے کسی معصوم کو قتل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا پر ایمان کو بھی قتل کیا جا رہا ہے۔"

ہمارے سلجھے ہوئے احمدی بچے بھی کس طرح ماحول پر اپنا اثر ڈال رہے ہوتے ہیں۔ اس کا اظہار بھی ہمیں نظر آتا ہے۔ چنانچہ ایک مہمان خاتون نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میرے بچوں کی احمدی بچوں سے دوستی ہے۔ اور جب سے ان کی احمدی بچوں سے دوستی ہے میں نے ان میں ایک مثبت اور اچھی تبدیلی دیکھی ہے۔ اس وجہ سے میں جانا چاہتی تھی کہ آپ کی تعلیم کیا ہے۔ آج یہاں آنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میرے بچے اچھے دوستوں کے ساتھ ہیں اور محفوظ ہیں۔"

پس یہ خاموش تبلیغ جو بچوں کی وجہ سے ہو رہی ہے یہ احمدی والدین پر مزید ذمہ داری ڈال رہی ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت کا معیار بڑھاتے رہیں اور ان کے لئے دعائیں بھی کریں تاکہ ہمیشہ احمدی بچے دوسروں پر نیک اثر ڈالنے والے ہوں اور ماحول کی برائیوں سے بچتے رہیں۔ یہی نیک اثرات جو ہیں آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ حقیقی اسلام کے پیغام کو پھیلانے میں کردار ادا کریں گے۔ وہی بچے جب ان بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پروان چڑھیں گے اور اگر یہ بچے اپنی حالتوں کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ڈھالے رکھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ انہی بچوں میں سے جو غیر مسلم بچے ہیں بہت سارے احمدیت میں شامل ہونے والے ہوں گے۔

اسی طرح Augsburg ایک دوسرا شہر ہے جہاں مسجد کا افتتاح ہوا۔ بڑا شہر ہونے کی وجہ سے یہاں سے بہت پڑھ لکھے لوگ بھی آئے ہوئے تھے۔ سیاست دان بھی آئے ہوئے تھے۔ ایک مہمان نے اپنے تاثرات بیان

کرتے ہوئے کہا کہ "یہ بہت ہی حسین پیغام ہے جو پہنچایا جا رہا ہے۔ میری یہ تمنا ہے کہ آپ کا یہ پیغام اسلامی ممالک کے اکثر لوگوں تک پہنچے۔ اس سے زیادہ امن قائم ہو گا۔" کاش کہ مسلمان لوگ بھی، مسلمان ممالک بھی اس بات کو سمجھنے والے ہوں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ذریعہ جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہونی ہے اس میں اس کے ساتھ شامل ہو کر ان کے مدد و معاون بنیں نہ کہ روکیں کھڑی کریں اور مخالفتیں اور دشمنیاں پیدا کریں۔

ایک جرمن سکول ٹیچر نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: "میں اپنے سکول کے بچوں کو اسلام کے حوالے سے ان کے سوالات کے جوابات نہیں دے سکتی تھی کیونکہ میڈیا میں جو کچھ آتا تھا وہ اسلام کے شدید خلاف ہوتا تھا۔ آج اس پروگرام میں امام جماعت احمدیہ کے خطاب سے مجھے اتنا زیادہ مواد مل گیا ہے کہ میں اپنے طلباء کو اب اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کر سکتی ہوں۔"

پھر ایک خاتون نے کہا کہ "آپ کے خلیفہ کی باتیں سن کر میرے دل پر گہرا اثر ہوا ہے۔ میں نہیں جانتی تھی کہ اسلام کی تعلیم اتنی حسین اور خوبصورت ہے۔ یہ باتیں سن کر میرے دل میں سوال اٹھتا ہے کہ اتنی حسین تعلیم کے باوجود اسلام اتنا بدنام کیوں ہو گیا ہے؟ میں دعا کرتی ہوں کہ آپ کا اسلام پھیلے اور سب لوگوں تک پہنچے۔"

آگس برگ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر کہتے ہیں کہ "امام جماعت احمدیہ نے جو کہا اگر واقعی وہ آپ کا پیغام ہے تو آپ کو بہت کامیابی حاصل ہو گی۔" بتانے والا لکھتا ہے کہ پروفیسر صاحب اتنے متاثر ہوئے کہ "انہوں نے یونیورسٹی میں نمائش لگانے کی پیشکش کی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ جماعت پبلک میں زیادہ نمایاں ہو اور آپ کا پیغام ہر ایک کو پہنچے۔"

ایک مہمان نے کہا کہ "امام جماعت احمدیہ نے) آج ہمیں وہ مضامین بتائے ہیں جن کی آج ہم سب کو بہت ضرورت ہے اور نہ صرف دینی نقطہ نگاہ سے بلکہ دنیاوی نقطہ نگاہ سے بھی مسائل کے حل بیان کئے۔" (پھر ایک مہمان) کہنے لگے کہ یہ بات بھی بڑی درست ہے کہ اگر ہم کھل کر اور مل جل کر محبت اور رواداری سے رہیں گے تو تحفظات ختم ہو جائیں گے۔

اور پھر ایک اور مہمان نے یہ کہا کہ "میں بہت متاثر ہوا ہوں کہ جہاں دنیا بھر میں اسلام کے بارے میں یہی بتایا جاتا ہے کہ وہ نفرت کی تعلیم دیتا ہے یہاں پر مسلمان اس کے برعکس امن کے بارے میں بات چیت کر رہے ہیں۔"

ایک مہمان نے کہا کہ "خطاب سے یہ بات میرے دل پر بہت گہرا اثر کر گئی ہے کہ اسلام رواداری پر کتنا زور دیتا ہے۔ میرا یہ جماعت سے پہلا رابطہ تھا اور بہت اچھی اور سکون دہ نشست تھی۔ لہذا اب دلچسپی بڑھ گئی ہے اور اب کوشش کروں گا کہ آپ کی مسجد کا بھی چکر لگاؤں اور انٹرنیٹ پر بھی آپ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کروں۔"

ایک ڈاکٹر خاتون نے کہا کہ مجھے خطاب نے بڑا متاثر کیا ہے۔ دل کی گہرائی تک اثر کرنے والا خطاب تھا بالخصوص محبت اور امن کا پیغام۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے ہمسایوں کا خیال رکھنے والا بن جائے جیسا کہ اسلامی تعلیم ہے تو دنیا کہیں زیادہ حسین ہو جائے۔"

پھر ایک خاتون نے کہا کہ "ہمسایوں کے حقوق کی طرف جو توجہ دلائی ہے یہ خاص طور پر بہت اچھا لگا۔ اگر ہم اس پیغام کے ایک حصہ پر بھی عمل پیرا ہو جائیں تو دنیا پہلے سے بہت پُر امن اور خوشگوار ہو جائے۔" پولیس سے تعلق رکھنے والے ایک ترک مہمان نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "آج کی تقریب اور آپ کے پیغام سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اگر آپ لوگ اسی طرح اسلام کا پیغام جگہ جگہ دیتے رہے تو عنقریب بہت کامیابی پائیں گے۔" پھر کہتا ہے "میں پولیس والا ہوں اور ایسا منظم انتظام اور کہیں دیکھنے کو نہیں ملتا۔ میں نے آپ کے انتظامات سے بہت کچھ سیکھا ہے۔"

ایک مہمان رون ہائیٹم (Raunheim) کے مہمان تھے جہاں مسجد کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ کہتے ہیں "ہمیں یہاں آکر بہت اپنائیت محسوس ہوئی ہے۔ مجھے عیسائیوں کے بھی بہت سے پروگراموں میں شامل ہونے کا موقع ملا ہے مگر وہاں اس طرح کی اپنائیت محسوس نہیں ہوئی۔" آخر کہنے لگا کہ "عیسائی اس بارے میں آپ لوگوں سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔"

پس ایک عیسائی کا اس بات کا اعتراف کہ عیسائیوں کو آپ سے بہت کچھ سیکھنا چاہئے اور خاص طور پر اخلاق، یہ بہت بڑی بات ہے اور ہمارے نوجوانوں کو اس بارے میں مزید اعتماد پیدا ہونا چاہئے کہ کسی بھی قسم کی شرم کی ضرورت نہیں۔ اپنے آپ کو چھپانے کی ضرورت نہیں کہ ہم مسلمان ہیں بلکہ کھل کر اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا کو بتانا چاہئے۔

پھر وہاں رون ہائیٹم (Raunheim) میں جہاں مسجد کی بنیاد تھی ایک مہمان یہ کہتے ہیں کہ "خلیفہ نے موثر انداز میں دنیا کے حالات کے بارے میں ہمیں آگاہ کیا خاص طور پر اسلام کی پُر امن تعلیم کو واضح طور پر سامنے لائے۔" ایک مہمان نے کہا کہ "میں پہلی دفعہ جماعت کے پروگرام میں آیا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ جماعت نے رون ہائیٹم (Raunheim) میں اپنی جگہ بنالی ہے۔ اب مجھے انتظار ہے کہ جلد آپ کی مسجد بن جائے اور میں اسے دیکھوں۔" یا تو مخالفتیں ہوتی ہیں یا پھر یہ کہ جب پیغام پہنچتا ہے تو پھر انتظار ہے کہ جلدی مسجد بنے۔

ایک مہمان آئے تو ان کے امن کے حوالے سے اور عورتوں کے حقوق کے حوالے سے بعض تحفظات تھے اور یہ بھی ان کا سوال تھا کہ آپ کا خلیفہ امن کے لئے کیا کوششیں کرتا ہے؟ اور جب خطاب سن لیا تو کہنے لگے کہ "ان سب باتوں کا جو میرے ذہن میں تھیں، خطاب میں ذکر کر دیا اور میرے سب تحفظات دور ہو گئے ہیں۔"

اور کہنے لگے کہ "آپ لوگ تو امن کے سفیر ہیں۔ تمام مسلمانوں کو اس تعلیم پر عمل کرنا چاہئے۔" اور پھر یہ بھی انہوں نے کہا کہ "اب میں اپنے دائرہ کار میں، جو بھی میرا حلقہ ہے اس میں آپ کا یہ پیغام پھیلانے میں پوری پوری کوشش کروں گا۔"

ایک سیرین دوست نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ غیر مسلم احباب یہاں آکر خطرہ پیدا نہ کریں" اور پھر کہنے لگے کہ "لیکن آپ نے دوسرے مسلمانوں سے بہت بہتر رنگ میں اسلامی تعلیمات پیش کی ہیں۔" اور پھر یہ کہنے لگے کہ "امام جماعت احمدیہ نے آج اصل اسلامی تعلیم پیش کی۔ احمدیوں کا یہ پہلا پروگرام تھا جس میں میں شامل ہوا ہوں۔ اب میں مزید معلومات حاصل کروں گا اور شاید ایک دن میں خود بھی بیعت کر کے اس جماعت میں شامل ہو جاؤں۔" کہتے ہیں "یہاں آنے سے پہلے میں نے سنا تھا کہ احمدیوں کا قرآن آور ہے لیکن آج یہ بات بھی میرے سامنے غلط ثابت ہو گئی۔"

ایک مہمان کہتے ہیں کہ "ایک احمدی تقریب میں شامل ہونے کا یہ پہلا موقع ہے۔ اس سے قبل جماعت کے بارے میں زیادہ علم نہیں تھا مگر اب میں بہت متاثر ہوں۔ مساجد کا اکثر اوقات دہشت گردی سے تعلق بیان کیا جاتا ہے مگر آج معلوم ہوا ہے کہ یہ حقیقت نہیں۔ میں بہت خوش ہوں کہ یہاں پہ ایک مسجد بننے والی ہے اور یہ مسجد امن کا گہوارہ ہوگی۔"

ایک خاتون نے کہا کہ "پہلی دفعہ جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہو رہی ہوں۔ بہت پرسکون ماحول ہے اور جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے محبت اور رواداری کے بارے میں ہے۔ امن کے بارے میں ہے اور میں ان سے بہت زیادہ متاثر ہوئی ہوں۔"

ماربرگ ایک شہر ہے وہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ وہاں کی تقریب میں شامل ہونے والی ایک مہمان خاتون نے کہا کہ "ہمسایوں کے حقوق سے متعلق پیغام نے مجھے بہت متاثر کیا ہے اور ایک عیسائی کے طور پر میری خواہش ہے کہ عیسائیت بھی اس تعلیم کو اختیار کرے۔"

پھر ایک اور مہمان نے کہا کہ "عورتوں کا جو مقام پیش کیا گیا ہے آپ کے خطاب میں وہ انتہائی خوبصورت مذہبی تعلیم ہے اور آپ کے ہاں مرد اور عورت کے مقام اور حقوق میں جو توازن ہے وہ مجھے بہت پسند آیا۔"

لارڈ میئر نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمانوں پر اتنے زیادہ غلط الزام لگائے جاتے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنے جواب میں دلائل دینے پڑ جاتے ہیں حالانکہ اگر کوئی مغربی دنیا کا بندہ یا عیسائی کوئی ظالمانہ حرکت کرے جیسے ناروے میں ایک قاتل نے عیسائیت کے نام پر قتل کئے تھے تو کوئی بھی نہیں کہتا کہ اس مذہب کا قصور ہے۔"

ایک مہمان مسز جولیا (Julia) کہتی ہیں: "بہت اچھے انداز میں منعقد ہونے والی اس تقریب میں تقریر کا یہ نکتہ بھی مجھے بہت اچھا لگا کہ اگر بندوں کے حقوق ادا نہ کئے جائیں تو خدا کی عبادت کے کیا معنی ہیں۔" کہتی ہیں کہ "میرا یہاں آنے سے پہلے بھی خیال تھا کہ اسلام بنیاد پرست انتہا پسندی کی تعلیم دیتا ہو گا لیکن آج کی تقریب نے میرے ذہن کو اسلام کے بارے میں منفی فکر سے پاک کر دیا ہے اور میں اسلام کی امن اور محبت کی تعلیم سے بہترین رنگ میں آگاہ ہوئی ہوں۔"

پھر ایک خاتون کہتی ہیں کہ "آج کے تاریک دور میں یہ پیغام آسمان پر ایک شمع کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسانیت کے بارے میں جب آپ نے بات کی تو میری آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔" پھر ماربرگ سے ہی ایک صاحب کہتے ہیں کہ "خطاب کے اس حصہ سے میں بہت متاثر ہوا ہوں جس میں اسلام کی مذہبی رواداری کی تعلیم بیان ہوئی ہے۔ میں اور کسی ایسے مذہب کو نہیں جانتا جس کی ایسی تعلیم ہو۔ دوسرے مذاہب جو ہیں ان میں سے ہر ایک اپنے مذہب تک ہی محدود ہے اور دوسرے مذاہب سے تعلق پیدا کرنے کی کوئی کوشش نہیں۔"

پھر ماربرگ شہر کی ایک سرکاری ملازم تھیں۔ کہتی ہیں کہ بطور عیسائی ان کے لئے ہمسائے کے حقوق جو اسلام کی تعلیم دیتی ہے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ پھر میرے دفتر کے ایک سٹاف نے کہا کہ "جو باتیں سننے کے لئے میں آئی تھی خواہش تھی کہ یہ یہ باتیں ہوں وہ سب آج بیان ہو گئیں۔"

ایک بڑی عمر کے مہمان جو میرے وہاں پہنچنے سے پہلے کہہ رہے تھے کہ میری ساڑھے چھ بجے appointment ہے تو میں چلا جاؤں گا اور جب پروگرام شروع ہوا تو ہیڈ فون لگا کے سنتے رہے۔ پھر میری تقریر کے دوران ہی کہنے لگے۔ وقت ہو گیا اب میں جانے لگا ہوں اور ہیڈ فون اتار کر اٹھنے لگے۔ پھر خیال آیا تو دوبارہ بیٹھ گئے اور سننا شروع کر دیا اور پوری تقریر سن کر گئے۔

تو بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے بلکہ اکثر یہی ہے کہ ہم تو تھوڑی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ زبردستی بعض لوگوں کو پیغام سنانا چاہتا ہے اور سنو اتا ہے۔ اور وہاں بہت سارے ایسے لوگ تھے۔ اس کی چند ایک مثالیں میں پیش کرتا ہوں۔

ملک فن لینڈ سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون اپنے نو سالہ بیٹے کے ہمراہ اس تقریب میں شامل ہوئیں۔ کہنے لگیں کہ "اپنے چھوٹے بیٹے کو ساتھ لے کر آئی ہوں۔ میری دلی خواہش ہے کہ اس کے کان میں آپ لوگوں کی بھی آواز پڑے اور آپ کی پیش کردہ تعلیمات سے کچھ سیکھ سکے اور آپ لوگوں جیسا خدا کا نیک وجود بن سکے۔" پھر

کہتی ہیں "میں خطاب سے بہت متاثر ہوئی۔ یہی میرے نزدیک سچا اسلام ہے اور باقی تمام مسلمانوں کو انہی کے پیچھے چلنا چاہئے۔ خاص طور پر رواداری اور ہمسایوں کے حقوق کے متعلق جب اسلامی نقطہ نگاہ پیش کیا گیا تو مجھ پر بہت اثر ہوا۔ آپ کا یہ پیغام، یہ تعلیمات ہر گز غلط نہیں ہو سکتیں۔" پھر کہنے لگیں کہ "اب میری خواہش ہے کہ آپ کی جماعت میں سے کوئی امام یا کوئی شخص میرے اس نو سالہ بیٹے کو قرآن کریم پڑھنا سکھا دے۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ قرآن کریم پڑھے اور نیک فطرت بنے۔" تو اس حد تک بھی اثر ہو جاتا ہے۔ اب کیا یہ انسانی کام ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے مزاجوں میں یہ تبدیلی پیدا کر رہا ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کی کوشش کریں۔ اس لئے اس سے پہلے ہمیں اپنے آپ کو بھی دیکھنا ہو گا کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

پھر ایک خاتون نے کہا کہ "ہمسائیگی کے بارے میں اسلام کی تعلیم مجھے بڑی اچھی لگی۔" کہتی ہیں "کاش ہمارے ہاں بھی ایسی تعلیم ہوتی۔"

پھر ایک اور خاتون تھیں وہ یہ کہتی ہیں کہ "عورتوں کے حقوق کو جس طرح امام جماعت نے بیان کیا ہے وہ بہت بہتر ہے بہ نسبت ان کلچروں کے جہاں عورت کے حقوق سلب کئے جاتے ہیں۔"

تو بے شمار اس طرح کے تاثرات تھے۔ چند ایک میں نے ٹیچ میں سے لئے۔ اسی طرح پریس میں، میڈیا میں ان چیزوں کی کوریج بھی بہت ہوئی اور مسجد بیت العافیت کے افتتاح کے موقع پر ایک ٹی وی چینل اور دو اخبارات نے کوریج کی۔ جو ٹی وی چینل ہے وہ نیشنل ٹی وی چینل ہے کہتے ہیں کہ اس کو دیکھنے والے اور خاص طور پر اس کی خبریں سننے والے لوگ بائیس تیس لاکھ افراد ہیں۔

اسی طرح مسجد بیت النصیر آگس برگ (Augsburg) کے افتتاح کے موقع پر تین ٹیلی ویژن چینل، چار ریڈیو چینل اور اٹھارہ اخبارات نے کوریج دی۔ یہ بڑا شہر ہے اور یہ کہا جاتا ہے ان ریڈیو چینلز اور اخبارات کے ذریعہ بھی تین کروڑ سے اوپر لوگوں تک مسجد کے افتتاح کی خبر پہنچی اور اسلام کا پیغام پہنچا۔

پھر جرمنی کے دو شہر رون ہائم (Raunheim) اور مار برگ میں مساجد کے سنگ بنیاد رکھے گئے اور یہاں بھی ٹی وی چینل اور بائیس اخبارات نے کوریج دی۔ اور ٹی وی چینل اور اخبارات کے ذریعہ ان مساجد کے سنگ بنیاد کی خبر تقریباً دو کروڑ افراد تک پہنچی۔

مساجد کی مجموعی طور پر جو میڈیا کوریج ہے۔ اس میں مختلف ٹی وی اور ریڈیو چینلز اور اخبارات کے ذریعہ جن کی تعداد 54 بنتی ہے ان میں 136 خبریں شائع ہوئیں۔ اور میڈیا کی ان خبروں کے ذریعہ ایک اندازے کے مطابق 39 ملین افراد تک پیغام پہنچا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی جماعت کا تبلیغ کا شعبہ کافی فعال ہے اور جو دوسری تنظیمیں ہیں وہ بھی سارا سال کام کرتی ہیں اور اچھا کام کر رہی ہیں اور ان کے جو پیغام دوران سال پہنچتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملین میں پہنچ رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے وہاں مخالفت بھی ہو رہی ہے اور خاص طور پر ایسٹ جرمنی میں بڑھ رہی ہے۔ لیکن ہم نے تو اس کے باوجود اپنا پیغام پہنچانا ہے۔ کام جاری رکھنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

میں جب دورے پر جاتا ہوں تو جس ملک میں جاؤں اس ملک کے کچھ حالات بیان کر دیتا ہوں لیکن یہاں یو کے (UK) میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام ہو رہا ہے اور یہاں کیونکہ خاص طور پر کوئی دورہ نہیں ہوتا اس لئے بیان بھی نہیں کیا جاتا۔ اس لئے شاید بعضوں کو خیال ہو کہ یہاں کام نہیں ہوتا جبکہ یہاں بھی وسیع پیمانے پر اسلام کی حقیقی تعلیم پھیلانے کا کام ہو رہا ہے۔ مختلف تنظیمیں بھی کر رہی ہیں۔ جماعت کا تبلیغ کا سیکشن بھی اللہ کے فضل سے کام کر رہا ہے اور خاص طور پر حضرت مصلح موعودؑ کی کتاب "لائف آف محمد" جو انگریزی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ہے، اس کی یو کے (UK) میں شاید سب سے زیادہ تقسیم کی گئی ہے اور لوگوں تک یہ پہنچی ہے۔ جس میں انصار اللہ نے بڑا کام کیا ہے۔ اسی طرح دوسری کتب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں بڑے وسیع پیمانے پر پھیلائی گئی ہیں اور جماعت کا بڑا تعارف ہوا ہے بلکہ یہاں کے جو مختلف جماعتی مرکزی فنکشنز ہیں ان کے ذریعہ سے دنیا میں بھی اسلام کا تعارف ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں کے احمدی، یو کے (UK) کے احمدی بیشک باقی دنیا کے پروگراموں کو یا ترقیات کو رشک کی نگاہ سے دیکھیں لیکن یہ خیال نہ کریں کہ یہاں کوئی کام نہیں ہو رہا۔ بعض جوان پروگراموں میں اتنے زیادہ شامل نہیں ہوتے ان کا خیال ہوتا ہے کہ شاید یہاں ہم بہت پیچھے ہیں۔ نہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں بھی اچھا کام ہو رہا ہے۔ مثلاً یہ پیس کانفرنس جو پچھلے دنوں پچھلے مہینے مارچ میں ہوئی ہے اس میں بھی بڑے وسیع پیمانے پر نہ صرف یو کے (UK) میں بلکہ دنیا میں بھی اسلام کا پیغام پہنچا ہے۔

یہاں میں سمجھتا ہوں کہ ان کے بھی بعض تاثر بتا دینے چاہئیں کیونکہ اس کا ذکر کبھی نہیں کیا گیا۔

ایک چرچ کی وارڈن تھیں وہ یہاں پیس سمپوزیم میں آئی ہوئی تھیں۔ کہتی ہیں "بہت دلچسپ اور زبردست پیغام تھا۔ اتحاد کا پیغام تھا جس کی آج کے معاشرے میں ضرورت ہے۔ مجھے یہ بات بھی بہت پسند آئی جو امام جماعت نے قرآن کریم کی ایک آیت پیش کر کے بیان کی کہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو آپس کی مشترک باتوں پر اتفاق کرنا چاہئے۔ یہ ایسی چیز ہے جس پر عمل ممکن ہے اور اس میں غیر مذہبی لوگوں کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ مجھے آج اسلام اور عیسائیت میں مشترک باتوں کا علم ہوا ہے۔ عبادت کا یہ مفہوم بھی مجھے بہت پسند آیا کہ پانچ وقت عبادت ضروری ہے لیکن اگر ساتھ مخلوق کی خدمت نہیں تو عبادتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔"

پھر ایک نرس فیونا (Fiona) صاحبہ تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ "امام جماعت نے دکھایا کہ اسلام ایک ایسا

مذہب ہے جس کو صحیح طور پر سمجھا نہیں گیا اور دہشت گرد غلط طور پر اسلام کے پیچھے چھپ رہے ہیں۔ مجھے یہ بات بھی پسند آئی کہ انہوں نے اپنی تقریر کے آغاز میں لندن میں ہونے والے دہشت گردی کی واقعہ کی مذمت کی اور واضح کیا کہ ان حملوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے صرف سوال ہی نہیں اٹھائے بلکہ ان کا حل بھی پیش کیا۔ مثال کے طور پر انہوں نے ہتھیاروں کی فروخت کا ذکر کیا اور یہ بھی ہمیں بتایا کہ ہمیں ایک دوسرے کی عزت کرتے ہوئے ایک دوسرے کی بات سننی چاہئے۔"

پھر ایک صاحب آئے ہوئے تھے کہتے ہیں کہ "آج یہ معلوم ہوا کہ گزشتہ دنوں ویسٹ منسٹر میں دہشت گردی کا جو واقعہ پیش آیا اس کی وجہ اسلام نہیں بلکہ ایک فرد کا قصور تھا جو ایک امن پسند مذہب کے پیچھے چھپتا ہے۔ آج مجھ پر یہ ثابت ہو گیا کہ وہ دہشت گرد ایک پاگل آدمی تھا اور حقیقی مسلمان نہیں تھا۔" پھر کہتے ہیں کہ "آپ کے خلیفہ نے انتہائی واضح طور پر بتایا کہ ہر قسم کی دہشت گردی غلط ہے اور قرآنی آیات کے ذریعہ اس بات کو ثابت کیا۔ مجھے یہ بات بھی اچھی لگی جب انہوں نے کہا کہ صرف آج پر نظر نہیں رکھنی چاہئے بلکہ کل کو بھی دیکھنا چاہئے اور یہ بھی کہ ہمیں دیواریں نہیں بنانی چاہئیں جو ہمیں تقسیم کریں بلکہ پُل بنانے چاہئیں۔"

پھر ایک جی پی (GP) اور وہ چرچ کے لیڈر بھی ہیں، کہتے ہیں کہ "خطاب جو میں نے سنا ایک راہ دکھانے والی روشنی کی طرح تھا جس نے دکھایا کہ اسلام عظیم الشان امن کا مذہب ہے۔" پھر کہتے ہیں "بات چیت کو بڑھانے کے متعلق پیغام بڑا درست تھا، بالکل درست تھا۔ دشمنیاں بڑھانے کے بجائے ہمیں ایک دوسرے کے مختلف خیالات کو برداشت کرنا چاہئے اور انہوں نے بالکل ٹھیک کہا کہ آج کی دنیا میں برداشت کم ہوتی جا رہی ہے۔"

ایک کمپنی کی ڈائریکٹر صاحبہ جو ایک خاتون تھیں یہاں آئی ہوئی تھیں۔ کہتی ہیں "میں ایک دفعہ آپ لوگوں کے چوتھے خلیفہ سے مل چکی ہوں۔ اس لئے آپ کی جماعت کے متعلق کچھ علم ہے اور آج بھی میں ملی ہوں۔ اور آج کی تقریر جو میں نے سنی اس کی ضرورت تھی کیونکہ انہوں نے ہمیں بتایا کہ ہر چیز کا الزام اسلام اور مسلمانوں پر نہیں ڈالنا چاہئے اور یہ کہ آج کی دنیا میں بہت سے مسائل ہمارے یعنی مغربی ممالک کے خود پیدا کردہ ہیں۔ ہتھیاروں کی تجارت کے متعلق بھی خلیفہ کی باتیں مجھے بہت پسند آئیں۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جہاں آکر ہمارے اخلاق ختم ہو جاتے ہیں اور بزنس کے فوائد کو ترجیح دی جاتی ہے۔" پھر کہتی ہیں "مجھے امید ہے کہ ہماری حکومت اس بات کو نوٹ کرے گی۔ اور دنیا کے مستقبل کے متعلق امام جماعت احمدیہ کے الفاظ اور ان کی دعائیں بہت جذباتی ہو گئی تھی کہ ہم اپنے پیچھے ایک اچھی دنیا چھوڑ کر جائیں۔ اس کے ساتھ وہ فکر مند بھی تھے کہ کہیں ہم اپنے پیچھے معذور بچوں کی دنیا نہ چھوڑ جائیں۔"

یہاں جماعت کو بھی توجہ دلا دوں کہ آج کل دنیا کے حالات بہت زیادہ بگڑتے چلے جا رہے ہیں اور بہت

دعا کی ضرورت ہے۔ بڑی طاقتیں بھی اور چھوٹے ملک بھی جنگی جنونی ہو رہے ہیں۔ جو لوگ پہلے بڑے خوش فہم تھے، ان کے لیڈر اور سیاست دان اور تجزیہ نگار عالمی جنگ کو دُور کی بات سمجھتے تھے وہ بھی اب کہنے لگ گئے ہیں کہ اس امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا بلکہ جنگ کے زیادہ امکان ہیں اور پھر جنگ میں جیسا کہ امریکہ اور کوریا کا آجکل مسئلہ ہو رہا ہے۔ یہ لوگ ایک دوسرے کو ایٹمی جنگ کی دھمکی دے رہے ہیں۔ گو چین اب کردار ادا کر رہا ہے کہ کسی طرح ان کا مسئلہ حل ہو جائے۔ اسی طرح مسلمان لیڈر بھی ظلم کر رہے ہیں اور یہاں بھی ہلاک بن رہے ہیں۔ جنگوں کے میدان بہر حال وسیع ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایٹمی جنگ کے سدباب کے لئے ایک دفعہ ہو میو پیٹھک کا جو ایک نسخہ بتایا تھا اس کو بھی جماعت کو چاہئے کہ اب کم از کم چھ ہفتے کے لئے استعمال کر لے۔ ایک دفعہ ایک دوائی کارسینو سین (Carcinosin) اور پھر دوسری دوائی ریڈیم برومائڈ (Radium Bromide)۔

(ماخوذ از ہو میو پیٹھکی یعنی علاج بالمثل صفحہ 703)

اس کا اعلان ہو جائے گا۔ اسی طرح ایک اور تبصرہ بھی پیش کر دوں۔ پرنگال کے ایک پروفیسر ڈاکٹر پولو مورایس (Paulo Morais) تھے۔ کہتے ہیں کہ "آج آپ کی باتیں سن کے ثابت ہو گیا کہ انصاف اور امن مترادف الفاظ ہیں جن کا ایک ہی مطلب ہے اور ایک کے بغیر دوسرے کا حصول ممکن نہیں۔" کہتے ہیں "چنانچہ دنیا میں انصاف کی کمی ہے۔ جس کی وجہ سے امن نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کو دہشت گردی اور جنگوں کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ ہمیں اس کی جڑ تک پہنچنا چاہئے جو کہ دنیا میں انصاف کی کمی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ امام جماعت نے اسلاموفوبیا پر بات کی کیونکہ لوگ اس کو نظر انداز کر رہے ہیں لیکن اس میں اضافہ ہو رہا ہے اور آپ کی یہ بات بھی درست ہے کہ ہمیں آگ پر پٹرول نہیں چھڑکنا چاہئے اور ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہئے اور استہزاء نہیں کرنی چاہئے۔"

اسی طرح پرنگال کی کیتھولک یونیورسٹی کے ایک پروفیسر ڈاکٹر تھے وہ کہتے ہیں کہ "مجھے جو بات پسند آئی وہ یہ تھی کہ خلیفہ کے الفاظ ثبوت پر مبنی تھے۔ انہوں نے قرآن کے حوالوں کے ذریعہ دکھایا کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور انہوں نے دنیاوی حوالوں سے بھی بتایا کہ ہر بری چیز کی وجہ اسلام کو قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مجھے یہ بات بھی اچھی لگی کہ ہمیں آج کے ساتھ ساتھ کل پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔"

پھر ایک سیاست دان تھے انہوں نے کہا کہ تعزیت کا پیغام پُر خلوص تھا۔ پھر ان کا یہ کہنا کہ جنگ یقینی نظر آ رہی ہے کہتے ہیں کہ میں پُر امید ہوں کہ کم از کم عالمی جنگ کو ٹالا جاسکتا ہے جیسے ہم پچھلے ستر سال سے کر رہے ہیں۔ تاہم میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ جب جنگ شروع ہو جائے تو اس میں شامل ہونے سے بچنا ممکن نہیں۔ ہمیں عالمی تعلقات میں انصاف قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ پیغام ہے جو میں لے کے جا رہا ہوں۔

تو یہ چند حوالے میں نے پیش کئے ہیں ورنہ تو اس تقریب پہ بھی تقریباً چھ سو سے اوپر لوگ آئے ہوئے تھے اور سب کے بڑے اچھے تاثرات تھے۔ اس کی میڈیا کوریج بھی کافی تھی۔ ایسوسی ایٹڈ پریس تھا۔ بی بی سی ایشین نیٹ ورک، نیو سٹیٹس مین (New Statesman) میگزین، NHK جاپان کی براڈکاسٹنگ کارپوریشن ہے۔ سنڈے ٹائمز۔ ABC ارجنٹینا کا میڈیا ہے۔ ERT ٹیلی ویژن گریس کا ہے۔ 365 آنس لینڈ کا ایک نیشنل نیوز پیپر ہے۔ ساؤتھ ویسٹ لندن ٹیلی ویژن۔ سپوٹنک (Sputnik) انٹرنیشنل۔ اور بھی بہت سارا پریس کوئی میس اکیس کے قریب تھا۔ اس کے علاوہ اس میں فری لانس جرنلسٹ بھی تھے اور دوسرے ملکوں کے جو (نمائندے) آئے ہوئے تھے ان لوگوں نے خبریں دی ہیں۔ اس میں آسٹریا کا نیشنل ٹی وی تھا۔ آٹھ منٹ کی انہوں نے رپورٹ دی۔ پھر گریس کا نیشنل ٹی وی تھا انہوں نے نیوز رپورٹ دی۔ آنس لینڈ کے نیوز پیپر میں چھپا۔ انڈیا ٹوڈے (India Today) پری ٹی وی رپورٹ تھی۔ پھر اٹلی نیوز پیپر نے اس کو شائع کیا۔ ارجنٹینا نیشنل نیوز پیپر نے شائع کیا۔ لیٹن (Latin) امیریکن نیوز پیپر کینیڈا نے شائع کیا۔ سپین کے دو اخباروں نے کیا۔ اسی طرح پرتگال نے بھی شائع کیا۔ اس طرح تقریباً نو ملین سے اوپر یہ پیغام بھی جو یہاں تھا باہر کے ملکوں میں منتشر ہوا تھا۔ تو بڑے وسیع پیمانے پر یہاں کی پریس کا نفرنس کی پبلسٹی ہوتی ہے اور اس حوالے سے اسلام کی تعلیم کا دنیا کو پتا چلتا ہے۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ سے بھی 3.8 ملین کی کوریج ہوئی۔ تقریباً دس گیارہ کے قریب باہر کے نمائندے تھے۔

جس جس طرح جماعت کا پیغام پھیل رہا ہے ہماری مخالفت بھی بڑھ رہی ہے اور خاص طور پر مسلمان ممالک میں مخالفت بڑھ رہی ہے۔ الجزائر میں گزشتہ چند ماہ سے خاص طور پر بہت زیادہ مخالفت ہے اور یہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ان کے بارے میں میں دعا کے لئے بھی کہہ چکا ہوں۔ الجزائر میں 24 تاریخ کو شاید ان کا ایک سیمینار تھا۔ وہاں کے وزیر اوقاف کے ایک سابق مشیر تھے انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ اپنا موقف دے تو میں اس مجلس میں، سیمینار میں صدر کو پیش کروں گا۔ تو ایک تو یہ ہے کہ پہلے انہوں نے جماعت کے بارے میں جاننے کے لئے سیمینار منعقد کیا تھا لیکن بعد میں انہوں نے کہہ دیا بلکہ یہ فیصلہ کر لیا کہ انہیں جماعت کے بارے میں ہم نے نہیں جاننا اور جماعت کے خلاف ہی وہاں تقریریں ہوئیں اور اس کا عنوان یہ رکھ دیا "قادیانیت ایک ایسا فرقہ جو برطانوی استعمار کی پیداوار ہے۔" وہی پرانے گھسے پٹے الزام تھے جو یہ ہم پر لگاتے رہتے ہیں۔ اور جو ہمارا موقف تھا وہ پڑھ کے نہ سنایا گیا بلکہ موقف پیش کرنے والے کو کہا گیا کہ تم تو بڑے عقلمند انسان تھے پہلے جماعت کے خلاف بولتے رہے ہو اب کیوں حق میں بول رہے ہو؟ تو بہر حال جب ان کی پریس سے بات ہوئی جو غیر ملکی پریس تھا تو اس میں انہوں نے کہا کہ نہیں نہیں۔ جماعت احمدیہ کو تو ہم بڑا اچھا سمجھتے ہیں۔ وہ تو مسلمان ہیں اس پہ کوئی ظلم نہیں ہو رہا۔ صرف چند وہ لوگ جو ملک کے خلاف باتیں کرتے ہیں ان کے خلاف ہم نے کارروائی کی ہے۔ لیکن جب اپنا پریس

سامنے آیا تو وہی باتیں کہ یہ احمدی مسلمان نہیں ہیں اور سازشی ہیں اور داعش کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور فلاں فلاں فلاں۔ تو یہ مخالفت ایک طرف سلفیوں کی وجہ سے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ بہر حال یہ تو ہونا تھا اور اس کی وجہ سے بھی الجزائر کی جو خبریں ہیں وہاں کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ پریس کی وجہ سے الجزائر میں بھی جماعت کا تعارف بڑا وسیع پیمانے پر ہوا ہے اور بعض لوگ جماعت کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ تو جہاں پیغام ہم نہیں پہنچا سکتے تھے وہاں ان مخالفین نے پہنچا دیا۔

بہر حال ایک طرف دنیا اسلام کے پیغام سے متاثر ہو رہی ہے جو جماعت احمدیہ پھیلا رہی ہے اور یہ بھی اظہار کرتے ہیں کہ عیسائیت کو بھی ان سے سیکھنا چاہئے۔ اور دوسری طرف مسلمان ممالک ہیں جن کی طرف سے مخالفت ہو رہی ہے۔ پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ آجکل جو شدت ہے الجزائر میں بہت زیادہ ہے۔ الجزائر کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ پھر پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کریں۔ پھر اور دنیا میں جن ممالک میں احمدیت کے خلاف زیادہ جوش ابل رہا ہے وہاں کے احمدیوں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو حفاظت میں رکھے اور خاص طور پر الجزائر کے جو احمدی ہیں وہ زیادہ پرانے احمدی نہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ثبات قدم بھی عطا فرمائے اور ان کی مشکلات کو جلد دور بھی فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 19 مئی 2017ء تا 25 مئی 2017ء جلد 24 شمارہ 20 صفحہ 05 تا 09)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 05 مئی 2017ء بمطابق 05 ہجرت 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُمْ زِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ
وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ
عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَمَتَاعٌ الْعُرُورِ۔ (الحديد: 21)

اس کا ترجمہ ہے کہ اے لوگو! جان لو کہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل ہے اور دل بہلاو اے اور زینت حاصل کرنے اور آپس میں فخر کرنے اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں بڑائی جتانے کا ذریعہ ہے۔ اس کی حالت بادل سے پیدا ہونے والی کھیتی کی سی ہے جس کا اگناز میندار کو بہت پسند آتا ہے اور وہ خوب لہلہاتی ہے مگر آخر تو اس کو زرد حالت میں دیکھتا ہے پھر اس کے بعد وہ گلا ہوا چوراہو جاتی ہے اور آخرت میں ایسے دنیا داروں کے لئے سخت عذاب مقرر ہے اور بعض کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضائے الہی مقرر ہے اور ورلی زندگی صرف ایک دھوکے کا فائدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ اس طرف توجہ دلائی ہے بلکہ تنبیہ کی ہے کہ اس دنیا کی ظاہری زندگی اور اس کی آسانیاں، اس کی آسائشیں، اس کا مال و متاع یہ سب عارضی چیزیں ہیں اور ان کی حیثیت کھیل کود اور دل بہلاوے کے سامان سے زیادہ کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے غافل اور اپنی زندگی کے مقصد سے غافل انسان تو ان چیزوں اور ان باتوں کی طرف جھک سکتا ہے جو دنیا داری کی باتیں ہیں لیکن ایک مومن جس کے اعلیٰ مقاصد ہیں اور ہونے چاہئیں وہ ان باتوں سے بہت بلند ہے اور بلند ہو کر سوچتا ہے۔ اور اعلیٰ مقاصد کو اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کے پیار کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم جو اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹنگوئی کے مطابق آئے ہوئے مسیح موعود اور مہدی معبود کی جماعت میں شامل ہونے اور آپ کی بیعت میں آنے کا دعویٰ

کرتے ہیں ہماری سوچ یقیناً بہت بلند ہونی چاہئے۔ ہم جو احمدی کہلاتے ہیں حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں جب ہم عارضی اور دنیاوی خواہشات اور لذات کو اپنا مقصد نہ بنائیں بلکہ دنیا جو آجکل ان لذات میں گرفتار ہے اور قدم قدم پر شیطان نے اپنے ایسے اڈے بنائے ہوئے ہیں جو ہر شخص کو جو اس دنیا میں رہتا ہے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اس سے پوری کوشش کر کے ہمیں بچنا چاہئے۔ ہمارا مقصد دنیاوی دولت کے حصول کے لئے اور دنیاوی لذات سے فائدہ اٹھانا کبھی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ان چیزوں کا انجام اچھا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دنیاوی چیزوں کی مثال دیتے ہوئے فرماتا ہے یہ پھلنے پھولنے والی فصل کی طرح ہیں مگر آخر کو سوکھ کر چوراہو جاتی ہیں اور تیز ہوائیں اس کو اڑا کر لے جاتی ہیں۔ اسی طرح دنیا داروں کا انجام ہوتا ہے۔ نہ ان کے اموال کی کثرت، ان کے مال و دولت ان کے کام آتے ہیں۔ نہ ان کی اولادیں ان کے کام آتی ہیں۔

بعض تو اس دنیا میں ہی اپنے مال و اولاد سے محروم ہو جاتے ہیں اور اگر کسی کا ظاہری انجام دنیاوی لحاظ سے بہتر لگتا بھی ہے تو آخرت میں جو اُن کا حساب کتاب ہونا ہے وہ صرف دنیاوی لہو و لعب میں پڑنے کی وجہ سے اور خدا تعالیٰ اور دین کا خانہ خالی چھوڑنے اور خالی ہونے کی وجہ سے اور اس کی طرف زیادہ توجہ نہ دینے کی وجہ سے انہیں عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔ ہاں بعض کی بعض نیکیاں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ کر ان سے مغفرت کا سلوک فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کے تحت بعض لوگ اپنی بعض نیکیوں کی وجہ سے اس کی رضا، رضائے الہی حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے، اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تم یہ یاد رکھو کہ اس زندگی کو سب کچھ نہ سمجھو۔ اصل زندگی مرنے کے بعد کی زندگی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، انجام بخیر کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کے حکموں پر چلنا ضروری ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے، اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلے تو نہ صرف انجام بخیر ہوتا ہے بلکہ یہ دنیا بھی اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ تم اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی دنیاوی نعمتوں سے فائدہ نہ اٹھاؤ لیکن اللہ تعالیٰ یہ ضرور فرماتا ہے کہ ان دنیاوی چیزوں کے حصول میں اتنا نہ ڈوب جاؤ کہ تمہیں دینی فرائض اور اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کی طرف توجہ ہی نہ رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں وہ دنیا کو ترک کرتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ دنیا کو اپنا مقصد اور غایت نہیں ٹھہراتے۔" صرف دنیا ہی ان کے مد نظر نہیں ہوتی۔ اور جب یہ نہیں ہوتا تو فرمایا کہ "اور دنیا ان کی خادم اور غلام ہو جاتی ہے" اور پھر فرماتے ہیں۔ "جو لوگ برخلاف اس کے دنیا کو اپنا اصل مقصد ٹھہراتے ہیں خواہ وہ دنیا کو کسی قدر بھی حاصل کر لیں مگر آخر ذلیل ہوتے ہیں۔"

یہ بات جو آپ نے فرمائی یہ صرف اس زمانے کی یا پرانی بات نہیں ہے بلکہ آجکل بھی جبکہ خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا کا مالی نظام بڑا مستحکم ہے اور نہ صرف یہ بلکہ بڑے بڑے بینک بھی موجود ہیں۔ اس کے باوجود یہ ہوتا ہے کہ بینکوں کے سہارے کاروبار اور تجارت کرنے والے اپنے کاروباروں اور تجارتوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ بینک بھی انتہائی نقصان پر جاننا شروع ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں روز خبریں آرہی ہوتی ہیں۔ کہیں بینکوں نے اپنے ملازمین کو نکال دیا ہے، اس میں کمی کر رہے ہیں۔ کہیں شہروں میں اپنی برانچیں بند کر رہے ہیں۔ بڑی بڑی کمپنیاں اپنے ملازمین کو فارغ کرتی ہیں۔ کئی کمپنیوں کو ان کے ملازمین اور پھر بینک بھی جنہوں نے قرضے دیئے ہوتے ہیں عدالتوں میں گھسیٹتے ہیں جہاں ان کو اپنے کاروباروں کو دیوالیہ ثابت کرنا پڑتا ہے۔ اپنے آپ کو bankrupt ڈیکلیر (declare) کرنا پڑتا ہے۔ ان کی جائیدادیں فروخت ہو جاتی ہیں اور وہ کوڑی کوڑی کے محتاج بھی ہو جاتے ہیں۔ 2008ء میں جو معاشی انحطاط ہوا اس کے اثرات ابھی تک چل رہے ہیں۔ بڑے بڑے کاروبار دیوالیہ ہو گئے حتیٰ کہ حکومتیں بھی متاثر ہوئیں۔

تیل پیدا کرنے والے ممالک سمجھتے تھے کہ ہماری یہ دولت کبھی ختم ہی نہیں ہو سکتی لیکن ہو گئی۔ ہو کیا ان کے ساتھ؟ وہاں بھی حکومتوں کو اپنے اخراجات کم کرنے پڑے۔ اپنے ملازموں کو نکالنا پڑا۔ مسلمان ملکوں کی بد قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جس دولت سے نوازا اسے وہاں کے بادشاہوں اور حکمرانوں اور سیاسی لیڈروں نے بجائے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنانے کے اپنی عیاشیوں میں لٹایا اور لٹا رہے ہیں۔ جس تیل کی دولت اور دوسری دولت سے انسان کو بچانے اور غریب مسلمان ملکوں اور دوسرے ملکوں کو بھی پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش کرتے، اپنے ملکوں کے بھوکوں اور ننگوں کی بھوک اور ننگ ختم کرتے، اس طرف انہوں نے توجہ نہیں دی اور اپنی تجوریوں کو بھرنے میں مصروف ہو گئے اور ابھی تک یہی حال ہے جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ دنیا کے سامنے بھی ذلیل ہو رہے ہیں لیکن سمجھتے نہیں اور اس آخرت پر بھی نظر نہیں کر رہے جس کے عذاب سے اللہ تعالیٰ نے ڈرایا ہے جو سخت اور ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

بہر حال اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دنیا کی دولت چاہے وہ افراد سے تعلق رکھنے والی ہے یا بڑے بڑے بزنس مین یا بزنس کی کمپنیوں سے تعلق رکھنے والی ہے یا اس سے حکومتوں کا تعلق ہے۔ اس کا غلط استعمال اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں لاتا ہے۔ چاہے تو وہ اس دنیا میں اور اگلے جہان میں دونوں جگہ عذاب دے۔ چاہے تو لوگ اس دنیا میں عارضی فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور وہ اگلے جہان میں عذاب دے۔

پس بڑے خوف کا مقام ہے جو ہر عقلمند انسان کو ایک حقیقی مسلمان کو، خاص طور پر اس کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے اور صرف ظاہری طور پر ہی نہیں بلکہ عبادتوں اور اللہ تعالیٰ کے

حکموں کو ماننے کے لئے ایک درد اور کوشش ہونی چاہئے۔ کہنے والے تو کہہ دیں گے کہ ہم تو نمازیں بھی پڑھتے ہیں، عبادتیں کرتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں پیدا کی ہیں اگر ان کے حصول کی کوشش کرتے ہیں تو اس میں کیا برائی ہے؟ ایک تو عبادتوں میں اخلاص و وفا ہونا چاہئے۔ یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری عبادتیں بھی اخلاص و وفا والی ہونی چاہئیں۔ دوسرے نعمتوں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق بھی ادا کرنے چاہئیں۔ ہمارے ہاں کیا ہے؟ ملکوں کے بادشاہ سیروں پر جانے کے لئے جہازوں کا بیڑا ساتھ لے کے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے ساز و سامان ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ کئی ملین ڈالر کے اخراجات ان کے اوپر ہوتے ہیں۔ اور اپنے ملک کے غریب ایسے بھی ہیں جن کو بعضوں کو ایک وقت کی روٹی بھی مشکل سے مل رہی ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دُوری ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور دوسرے اس کا نام لے کر پھر اس کے جو حکم ہیں ان سے انکار کرنا، یہ پھر اللہ تعالیٰ کی سزا کا مورد بناتا ہے۔ اور یہ لہو و لعب ہے۔ ظاہری کھیل کو دہے اور ظاہری زینت اور تفاخر ہے۔ اپنے مال کا ناجائز اظہار ہے۔

اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "ظاہری نماز اور روزہ اگر اس کے ساتھ اخلاص اور صدق نہ ہو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 420)

اور ایسے لوگوں کی نمازوں کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ (الماعون: 5) کہ ایسے نمازیوں پر ہلاکت ہو۔ اور حقیقت میں تو اللہ تعالیٰ ایسی عبادتیں اور ایسے کام ہم سے چاہتا ہے جو ہماری روحانی حالت میں بہتری پیدا کرنے والے ہوں۔ بندوں کے حقوق اس جذبے کے تحت ہم ادا کرنے والے ہوں جو ہمارے اندر درد پیدا کریں، نہ کہ ہم کسی پر احسان کر رہے ہوں۔ اور ایسی عبادتیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کو پھر جذب کرنے والی بنتی ہیں اور ایسی دولت بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بناتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ میں نے کہا دنیا کی مال و دولت اور دنیا کمانے سے منع نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں پیدا کی ہیں یقیناً مومنوں کے لئے جائز ہیں بشرطیکہ جائز ذریعہ سے حاصل کی جائیں اور وہ دین کے راستے میں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنے کے راستے میں روک نہ بنیں۔ عبادتوں میں روک نہ بنیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت سے متعلق اس بات کی فکر تھی کہ جو پاک انقلاب آپ نے صحابہ میں پیدا کیا اور انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی روح کو جس طرح سمجھا وہ آئندہ آنے والے مسلمانوں میں مفقود نہ ہو جائے، ختم نہ ہو جائے۔ چنانچہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی اُمت کے بارے میں جس بات کا سب سے زیادہ اندیشہ کرتا ہوں (مجھے خطرہ ہے، خوف ہے یا فکر ہے۔ خوف تو نہیں فکر

ہے) وہ یہ ہے کہ میری اُمت خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائے گی اور دنیاوی توہمات کے لمبے چوڑے منصوبے بنانے میں لگ جائے گی اور ان خواہشات کی پیروی کے نتیجہ میں وہ حق سے دُور چلی جائے گی۔ دنیا کمانے کے منصوبے آخرت سے غافل کر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! یہ دنیا رختِ سفر باندھ چکی ہے اور آخرت بھی آنے کے لئے تیاری پکڑ چکی ہے۔ دونوں طرف سے سفر شروع ہے۔ دنیا اپنے انجام کی طرف جارہی ہے۔ آخر قیامت آتی ہے اور آخرت میں بھی حساب کتاب ہونا ہے وہاں بھی تیاری شروع ہے۔ اور فرمایا کہ اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ غلام اور بندے ہیں۔ دنیا کے بھی کچھ غلام ہیں۔ کچھ آخرت کی فکر کرنے والے بھی ہیں۔ فرمایا پس اگر تم میں استطاعت ہو کہ دنیا کے بندے نہ بنو تو ضرور ایسا کرو۔ تم اس وقت عمل کے گھر میں ہو اور ابھی حساب کا وقت نہیں آیا۔ مگر کل تم آخرت کے گھر میں ہو گے اور وہاں کوئی عمل نہیں ہو گا۔

(بحار الانوار از الشیخ محمد باقر مجلسی الجزء التاسع والستون کتاب الایمان والکفر حدیث 63 صفحہ 263-264 مطبوعہ المایرہ بیروت 2008ء)

جو عمل ہونے ہیں جن کا نتیجہ ملنا ہے وہ اسی دنیا میں ملنا ہے۔ اس لئے اپنے اعمال ٹھیک کرو۔

پس یہ دنیا عمل کا گھر ہے اس دنیا کے اعمال اگلے جہان میں جزایا سزا کا ذریعہ بنیں گے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اللہ تعالیٰ کی اس بات کو یاد رکھیں کہ یہ دنیا محض لہو و لعب ہے اور زینت کے اظہار اور ایک دوسرے پر اپنے مال اور اولاد کی وجہ سے فخر کرنا ہے۔ اور اس کی حیثیت کیا ہے؟ کسی سوکھے ہوئے گھاس پھوس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں۔ جو خشک ہوتا ہے اور چُورا چُورا ہو جاتا ہے اور ہوائیں اس کو اڑا کر لے جاتی ہیں۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے اور یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ نیک عمل کرو تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنو۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم ہر وقت اس بات کی تلاش میں رہتے تھے کہ کس طرح اور کون سے ذریعہ سے ہم سیکھیں اور سمجھیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنائیں اور نیک عمل کرنے والے بنائیں۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھتے بھی تھے۔ چنانچہ اسی غرض کے لئے ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا کام بتائیے جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ مجھے چاہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہو جائے اور بندے بھی مجھے پسند کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے یعنی دنیاوی مال و متاع۔ اس کی خواہش چھوڑ دو۔ لوگوں کی طرف حریص نظر سے نہ دیکھو۔ لوگوں کے مالوں کو حریص نظر سے نہ دیکھو۔ لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب الزہد فی الدنیا حدیث 4102)

دنیا سے بے رغبتی یہ نہیں ہے کہ معاشرے سے انسان کٹ جائے یا دنیا سے بالکل کٹ جائے۔ شادی بیاہ بھی نہ کرو۔ اولاد کے حقوق بھی ادا نہ کرو۔ بیوی کے حق بھی ادا نہ کرو۔ جس کاروبار میں ہو اس کو بھی چھوڑ دو اور ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے بیٹھ جاؤ۔ دنیاوی کاموں میں محنت نہ کرو۔ سادہ و بن جاؤ۔ ہرگز اس کا یہ مطلب نہیں۔ اسلام یہ نہیں چاہتا۔ ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ حسنہ ہے۔ آپ نے شادی بھی کی۔ آپ نے بیویوں کے حق بھی ادا فرمائے۔ آپ کی اولاد بھی ہوئی۔ آپ نے اولاد کے حق بھی ادا فرمائے۔ آپ کے پاس مال و دولت بھی آیا۔ بکریوں کے ریوڑ کے ریوڑ آپ کے پاس ہوتے تھے جو روایتوں میں آتا ہے کہ بعض دفعہ آپ نے بغیر کسی فکر کے ایک کافر کو دے دیئے کہ اگر تمہیں اتنے ہی پسند ہیں اور اتنی حرص سے دیکھ رہے ہو تو اسے لے جاؤ اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی سخاۃ ﷺ حدیث 6020)

لیکن آپ نے ان ساری چیزوں کے ہونے کے باوجود اللہ اور بندوں کے حق ادا کئے اور ان چیزوں کو صرف سامنے نہیں رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا میری سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ سادہ و بن نہیں بن جانا۔ دنیا میں بھی رہنا ہے۔ ان چیزوں کو سامنے بھی رکھنا ہے کیونکہ میں یہ کرتا رہا ہوں۔

(سنن النسائی کتاب النکاح باب النہی عن التبطل حدیث 3219)

پس ہمیں سمجھنا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا ہماری عبادتوں میں اڑنے نہ آئے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے سے نہ روکے۔ مال و دولت کی کمائی میں مصروفیت ہمیں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے سے غافل کرنے والی نہ ہو اور اسی طرح دوسرے کی دولت اور جائیداد پر حرص کی نظر نہیں ہونی چاہئے کیونکہ حرص کی نظر ہی ہے جو پھر دوسروں کو نقصان پہنچانے کی سوچ بھی پیدا کرتی ہے اور دنیا میں جو فساد ہے وہ بھی اسی حرص کی وجہ سے ہے۔ بڑی بڑی طاقتیں چھوٹے ملکوں پر صرف اس لئے نظر رکھ رہی ہیں کہ یہ ہمارے زیر نگین ہوں گے اور ان کی جو دولت ہے، ان کے جو قدرتی وسائل ہیں ان سے ہم فائدہ اٹھائیں۔ پس جب دوسروں کی دولت پر نظر ہو تو دنیا میں یہ فساد بھی اسی لئے پیدا ہوتا ہے چاہے وہ افراد کے درمیان میں ہو یا بڑی حکومتوں کے درمیان میں ہو۔ اس لئے فرمایا تم میں قناعت پیدا ہونی چاہئے۔ دوسروں کو حرص سے نہ دیکھو۔ ہاں اپنی صلاحیتوں اور اپنے ہنر کو کام میں لاؤ۔ محنت کرو۔ اور جب انسان محنت کرے تو پھر دولت کمانے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ یہ مال اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حق ادا کرنے میں بھی روک نہ بنے۔ دنیا کی بے رغبتی کی وضاحت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمائی ہے۔ فرمایا کہ دنیا سے بے رغبتی اور زُہد یہ نہیں کہ آدمی اپنے اوپر کسی حلال کو حرام کر لے۔ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہیں ان کو اپنے اوپر حرام کرنا یہ دنیا سے بے رغبتی کا مطلب نہیں ہے۔ اور نہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے اس کو برباد کر دو۔ فرمایا بلکہ زُہد یہ ہے کہ تمہیں اپنے مال سے زیادہ خدا کے

انعام اور بخشش پر اعتماد ہو۔ اپنے مال پر اعتماد نہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہو۔ اس پر توکل ہو اور جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو اس کا جو اجر و ثواب ملنا ہے اس پر تمہاری نگاہ جم جائے اور تم مصائب کو ذریعہ ثواب سمجھو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب الزہد فی الدنیا حدیث 4100)

انسان پر مصیبتیں آتی ہیں۔ مشکلات آتی ہیں۔ اس کی وجہ سے جو مال ضائع ہوا ہے اس کے اوپر رونے دھونے نہ لگ جاؤ بلکہ سمجھو کہ اس وجہ سے شاید اللہ تعالیٰ میرا امتحان لے رہا ہے اور اس کا بھی مجھے ثواب ملے گا۔ پس اصل چیز یہ ہے کہ دنیاوی مالوں کے نقصان پر اتنی جزع فزع انسان نہ کرے جس سے شرک کی بو آنے لگے۔ کئی کاروباری لوگ ہوتے ہیں جو مالی نقصان پر ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں۔ بعض خود کشیاں کر لیتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ پر توکل ہو اور قناعت ہو تو کبھی یہ حالت پیدا نہیں ہوتی۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سے، مومنین سے، اپنی اُمت کے افراد سے زُہد اور دنیا سے بے رغبتی کے یہ معیار چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے احمدیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی وجہ سے یہ ادراک عطا فرمایا ہے کہ دنیا کے نقصان ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف پہلے سے بڑھ کر رجوع کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں بھی اور بعض اور جگہوں پر بھی احمدیوں کے لاکھوں اور کروڑوں کے کاروبار مخالفین نے تباہ کئے اور جلائے بلکہ ایک وقت میں پاکستان کے ایک وزیر اعظم نے یہ بھی کہا کہ احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑادوں گا اور اب یہ مانگتے پھریں گے کیونکہ میں نے کشکول پکڑا دیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنے والے ان احمدیوں نے نہ حکومت سے مانگا، نہ کشکول لے کر کسی اور سے مانگا بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل کی وجہ سے اُن کا ہزاروں اور لاکھوں کا جو کاروبار تباہ ہوا تھا وہ کروڑوں میں بدل گیا۔

پس یہ مثالیں جہاں احمدیوں کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے ہیں وہاں اپنے حالات کی وجہ سے باہر نکلے ہوئے احمدیوں کے لئے، دوسرے ممالک میں، ترقی یافتہ ممالک میں آئے ہوئے احمدیوں کے لئے یہ احساس پیدا کرنے والی بھی ہونی چاہئے کہ پاکستان سے باہر نکل کر اللہ تعالیٰ نے جو مالی لحاظ سے بہتری عطا فرمائی ہے یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ پس جب یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی برکت کی وجہ سے ہے تو پھر ہمارے بہتر حالات کسی قسم کے تفاخر کا ذریعہ نہیں ہونے چاہئیں۔ ہمیں اس پر کوئی فخر نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں مال اور دولت پر دنیا داروں کی طرح گرنا نہیں چاہئے۔ ہمیں حریص نظر سے دوسروں کے مال کو دیکھنا نہیں چاہئے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اگر کسی چیز کو رشک کی نگاہ سے دیکھنا ہے تو دینی لحاظ سے اپنے سے بہتر کو ہمیں دیکھنا چاہئے۔

(سنن الترمذی ابواب صفة القيامة والرقائق والورع باب منه حدیث 2512)

اور اسے دیکھ کر پھر دینی لحاظ سے ویسا بننے کی کوشش کرنی چاہئے یا اس سے بھی بہتر بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بڑی تفصیل سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ ہمیں دنیا کے شغلوں اور مالوں کو کس حد تک اپنانا چاہئے۔ قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو سمجھتے ہوئے سب سے زیادہ فہم اور ادراک تو آپ کو تھا۔

چنانچہ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "خدا تعالیٰ نے دنیا کے شغلوں کو جائز رکھا ہے کیونکہ اس راہ سے بھی ابتلاء آتا ہے....." مطلب یہ ہے اگر دنیاوی کام کوئی نہیں کر رہا۔ مالی حالات بہت برے ہیں تو تب بھی ابتلاء آجاتا ہے۔ انسان مشکلات میں گرفتار ہو جاتا ہے اور فرمایا کہ اسی ابتلاء کی وجہ سے انسان پھر چور بھی بن جاتا ہے۔ قمار باز بھی بن جاتا ہے۔ جو اکیلے لگ جاتا ہے۔ ٹھگ بن جاتا ہے۔ ڈکیت بن جاتا ہے اور کیا کیا بری عادتیں اختیار کر لیتا ہے۔ مالی کمزوری بھی برائیوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ فرمایا "مگر ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ دنیوی شغلوں کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ دین کی راہ میں تمہارے لئے مدد کا سامان پیدا کر سکیں اور مقصود بالذات اس میں دین ہی ہو۔" یعنی اس سے تمہارا مقصد دین حاصل کرنا ہو۔ یعنی کہ دین کبھی بھی ثانوی حیثیت نہ رکھے۔ دنیا کماء، دنیا سے فائدہ اٹھاؤ لیکن ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کا تقویٰ تمہارے سامنے ہو۔ دین کی تعلیم تمہارے سامنے ہو۔ فرمایا کہ "پس ہم دنیوی شغلوں سے بھی منع نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں کہتے کہ دن رات دنیا کے دھندوں اور بکھیروں میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی دنیا ہی سے بھر دو۔"

یعنی خدا یاد ہی نہ رہے۔ عبادتوں کے وقت بھی دنیاوی چیزوں میں ملوث ہو۔ نمازوں کے وقت میں انٹرنیٹ پر مصروف ہو۔ فلمیں دیکھنے میں مصروف ہو یا کوئی اور دنیاوی پروگرام دیکھ رہے ہو۔ یہ نہیں۔ فرمایا کہ "اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب بہم پہنچاتا ہے اور اس کی زبان پر نرا دعویٰ ہی رہ جاتا ہے۔" پھر دعویٰ ہے، حقیقت کی بیعت نہیں ہے۔ ایمان نہیں ہے۔ "الغرض زندوں کی صحبت میں رہو تا کہ زندہ خدا کا جلوہ تم کو نظر آوے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 73)

پھر ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: "کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ انسان دنیا سے کوئی غرض اور واسطہ ہی نہ رکھے۔" فرمایا کہ "میرا یہ مطلب نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حصول سے منع کرتا ہے بلکہ اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے۔ یہ بزدلوں کا کام ہے۔" دنیا سے ہٹ کے رہو گے تو یہ بھی بزدلوں کا کام ہے۔ "مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں" کہ دنیا کے تعلقات بھی ہوں لیکن دنیا مقصود بھی نہ ہو "کیونکہ اس کا نصب العین دین ہوتا ہے اور دنیا، اس کا مال و جاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر

کے لئے سواری اور زادِ راہ کو ساتھ لیتا ہے تو اس کی اصل غرض منزل مقصود پر پہنچنا ہوتی ہے، نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اسی طرح پر انسان دنیا کو حاصل کرے مگر دین کا خادم سمجھ کر....."

پھر اس تسلسل میں آپ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی اس دعا کہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً (البقرة: 202) کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً (البقرة: 202) اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے۔ لیکن کس دنیا کو؟ حَسَنَةُ الدُّنْيَا کو۔" اس دنیا کی حسنت کو، ایسی دنیا کو "جو آخرت میں حسنت کا موجب ہو جاوے۔ اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آ جاتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حسنتِ الاخرہ کا خیال رکھنا چاہئے اور ساتھ ہی حَسَنَةُ الدُّنْيَا کے لفظ میں ان تمام بہترین ذرائع حصول دنیا کا ذکر آ گیا ہے جو ایک مومن مسلمان کو حصول دنیا کے لئے اختیار کرنی چاہئے۔ دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو۔ نہ وہ طریق جو کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسائی کا موجب ہو، نہ ہم جنسوں میں کسی عار و شرم کا باعث۔ ایسی دنیا بیشک حَسَنَةُ الْآخِرَةِ کا موجب ہوگی۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ 91-92)

پھر عذاب اور جہنم کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ "سمجھنا چاہئے کہ جہنم کیا چیز ہے؟ ایک جہنم تو وہ ہے جس کا مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے اور دوسرے یہ زندگی بھی اگر خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو تو جہنم ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے انسان کا تکلیف سے بچانے اور آرام دینے کے لئے متولی نہیں ہوتا۔ یہ خیال مت کرو کہ کوئی ظاہر دولت یا حکومت، مال و عزت، اولاد کی کثرت کسی شخص کے لئے کوئی راحت یا اطمینان، سکینت کا موجب ہو جاتی ہے اور وہ دم نقد بہشت ہی ہوتا ہے؟" یعنی یہ چیزیں سکینت کا موجب نہیں ہوتیں نہ ان سے جنت ملتی ہے۔ فرمایا "ہر گز نہیں۔" ایسی چیزیں بہشت نہیں مہیا کرتیں۔ فرمایا کہ "وہ اطمینان اور وہ تسلی اور تسکین جو بہشت کی انعامات میں سے ہیں ان باتوں سے نہیں ملتی۔ وہ خدا ہی میں زندہ رہنے اور مرنے سے مل سکتی ہے۔" وہ تبھی مل سکتی ہے جب ہر وقت اللہ تعالیٰ سامنے ہو۔ دنیاوی حسنت بھی انسان اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق حاصل کرے تو آخرت کی حسنت بھی تبھی مل سکتی ہیں۔ اور وہ خدا جب تک سامنے نہ ہو اور ہر وقت یہ خیال نہ ہو کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے اس وقت تک انسان پھر عمل بھی نہیں کر سکتا۔ فرمایا "جس کے لئے انبیاء علیہم السلام خصوصاً ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی یہی وصیت تھی کہ لَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (البقرة: 133)۔" کہ ہر گز نہیں مرو مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے اب انسان کو تو نہیں پتا۔ نہ مرنا اور جینا انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے احکام پر نظر ہو اور آخرت کی فکر ہو۔ فرمایا "لذاتِ دنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں۔ دنیا کی لذات کیا ہیں۔ دنیا کی طلب اور پیاس کو

بڑھانے والی ہیں۔ "استشفاء کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھتی۔" جس طرح ایک مریض جس کو پیاس کی بیماری ہو اور پانی پیتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ پانی پی پی کے ختم ہو جاتا ہے اور اس کی پیاس نہیں بجھتی اسی طرح دنیا کی طلب کا معاملہ ہے۔ دنیا کی طلب تو کبھی ختم ہی نہیں ہو گی فرمایا "یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس یہ بے جا آرزوؤں اور حسرتوں کی آگ بھی مجملہ اسی جہنم کی آگ کے ہے۔" دنیاوی آرزوئیں ہیں۔ حسرتیں ہیں تو یہ بھی آگ ہے اور یہ جہنم ہے۔ فرمایا کہ "جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی بلکہ اس کو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطان و پچپان رکھتی ہے۔" فرمایا "اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زین و فرزند "بیوی اور بچے" کی محبت کے جوش اور نشے میں ایسا دیوانہ اور از خود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا تعالیٰ میں ایک حجاب پیدا ہو جاوے۔" اللہ تعالیٰ سے دُوری نہ پیدا ہو جائے ان چیزوں کی وجہ سے۔ فرمایا کہ "مال اور اولاد اسی لئے تو فتنہ کہلاتی ہے۔ ان سے بھی انسان کے لئے ایک دوزخ تیار ہوتا ہے اور جب وہ ان سے الگ کیا جاتا ہے تو سخت بے چینی اور گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے اور اس طرح پر یہ بات کہ تَارَ اللّٰهُ الْمَوْقِدَةَ الَّتِي تَطْلُعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ (الہمزہ: 78)" یعنی اللہ کی خوب بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں کے اندر تک جا پہنچتی ہے۔" فرمایا کہ "منقوی رنگ میں نہیں رہتا بلکہ معقوی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پس یہ آگ جو انسانی دل کو جلا کر کباب کر دیتی ہے اور ایک جلے ہوئے کونسلے سے بھی سیاہ اور تاریک بنا دیتی ہے۔ یہ وہی غیر اللہ کی محبت ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 101-102)

اللہ کے علاوہ بھی کوئی محبت ہے تو وہ آگ بن جاتی ہے۔ اس دنیا میں جہنم بن جاتی ہے۔ پس ہمیں ان ملکوں کی آسائشیں اور آرام خدا تعالیٰ کی عبادت سے غافل کرنے والے نہ ہوں۔ اس کے حق ادا کرنے سے محروم کرنے والے نہ ہوں۔ ہمارے اچھے حالات، ہمارے بہتر مالی حالات جو ہیں ہمیں اپنے کمزور مالی حالات رکھنے والے بھائیوں کے حق ادا کرنے سے کبھی محروم کرنے والے نہ ہوں۔ اسی طرح اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام میں بھی ہم اپنا کردار ادا کرنے والے ہوں۔ نہ کہ اس مقصد کو بھول جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھی حق ادا کئے جائیں اور بندوں کے بھی حق ادا کئے جائیں اور تبلیغ کا جو حق ہے، اشاعت اسلام کا جو مقصد ہے اس کو پورا کیا جائے۔ اسی سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا مقصد ہم پورا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں رہیں اور اس دنیا کی دھوکے والی زندگی کبھی ہم پر حاوی نہ ہو۔ ہم اس دنیا کی جہنم سے بھی بچنے والے ہوں اور آخرت کی جہنم سے بھی بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا ہمارے لئے اس دنیا کو بھی جنت بنا دے اور آخرت میں بھی ہم جنت حاصل کرنے والے ہوں۔

ابھی نماز کے بعد میں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ مکرم بشارت احمد صاحب ابن مکرم محمد

عبداللہ صاحب خانپور ضلع رحیم یار خان کا ہے جن کو 3 مئی کو شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ ان کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں کہ بشارت احمد صاحب شہید کا گھر خانپور میں گرین ٹاؤن میں ہے اور ان کا کاروبار ان کا پٹرول پمپ تھا جو چار پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ 3 مئی کو یہ رات کو آٹھ بجے حسب معمول اپنے پٹرول پمپ سے موٹر سائیکل پر گھر کے لئے روانہ ہوئے۔ ابھی ایک کلو میٹر کا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ نامعلوم افراد نے روک کر بڑے قریب سے آپ کو گولی ماری جو دائیں طرف کی کنپٹی کے قریب سے لگ کر دوسری طرف نکل گئی جس سے موقع پر ہی آپ شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ دس منٹ بعد ان کے داماد بھی پٹرول پمپ سے گھر کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں جا کے انہوں نے دیکھا کہ رستے میں لوگ کھڑے ہیں، رُش پڑا ہے۔ یہ بھی رکے۔ دیکھا تو ان کے سر وہاں گرے پڑے تھے۔ انہوں نے فوری طور ایسوی لینس بلائی لیکن اس کے آنے سے پہلے ہی شہید کی وفات ہو چکی تھی۔ ان کے داماد پہلے تو یہی سمجھتے رہے کہ یہ سڑک کا کوئی ایکسیڈنٹ ہوا ہے لیکن بعد میں رات کو ایک احمدی ڈاکٹر نے دیکھا اور پھر بتایا کہ یہ تو ان کی کنپٹی پہ گولی لگی ہوئی ہے۔ پھر دوبارہ پولیس کو بتایا گیا۔ پھر پوسٹ مارٹم ہوا اور پھر پولیس نے یہی کہا کہ یہ ٹارگٹ کلنگ (target killing) ہے اور احمدی ہونے کی وجہ سے آپ کو شہید کیا گیا ہے۔ وہاں جانے وقوعہ سے پولیس نے بعد میں جا کے پھر گولی کے خول بھی حاصل کر لئے۔ شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم محمد عبداللہ صاحب کے ذریعہ سے ہوا۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر پاکستان بننے سے پہلے بیعت کی تھی اور 1947ء میں آپ کا خاندان قادیان سے ہجرت کر کے میانوالی پاکستان شفٹ ہو گیا۔ 1955ء میں بھکر میں ان کی (شہید کی) پیدائش ہوئی تھی۔ وہیں اپنے گاؤں میں انہوں نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر اس کے بعد چنیوٹ، احمد نگر ربوہ میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد تربیلا ڈیم میں آپ نے کچھ عرصہ ملازمت کی۔ پھر کچھ عرصہ کے لئے آپ دبئی چلے گئے۔ وہاں سے واپس آکر کراچی رہائش اختیار کی اور وہاں کاروں وغیرہ کا اپنا کچھ کاروبار کیا اور 1985ء میں کراچی کے خراب حالات کی وجہ سے خانپور شفٹ ہو گئے اور وہاں اپنا پٹرول پمپ بنایا۔ شہید مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 62 سال تھی۔ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ تین سال تک صدر جماعت خانپور رہے۔ ایک لمبا عرصہ سیکرٹری امور عامہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ بیشمار خوبیوں کے حامل تھے۔ انتہائی مخلص ہنس مکھ انسان تھے اور دوسروں کو بھی خوش رکھتے تھے۔ جو بھی جماعتی ذمہ داری ان کو دی جاتی اس کو پوری محنت اور شوق سے انجام دیتے۔ جماعت احمدیہ کی خانپور مسجد جو ہے وہاں بھی اس کی نگرانی وغیرہ کے کافی کام کرتے تھے اور اس کو بڑا صاف ستھرا رکھنا، اس کے لان وغیرہ کا خیال رکھنا، صفائی کا انتظام کرنا، پودے لگانا سب کچھ اپنی جیب سے یہ کرتے رہے۔ چندہ دینے میں بڑے باقاعدہ تھے۔ اسی طرح اپنے خاندان کے چندہ دینے میں باقاعدہ تھے اور لین دین کے معاملے میں ہمیشہ صاف تھے۔ نمازوں

کی پابندی ان کی ہمیشہ رہی۔ خلافت سے بڑا تعلق تھا اور بچوں کو بھی تلقین کرتے تھے کہ خلافت سے جڑے رہنا۔ ان کی اہلیہ اور دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی ہمیشہ احمدیت سے وابستہ رکھے۔

دوسرا جنازہ پروفیسر طاہرہ پروین ملک کا ہے جو ملک محمد عبداللہ صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں۔ پنجاب یونیورسٹی میں یہ پروفیسر تھیں۔ ان کو 17 اپریل کو ان کی یونیورسٹی کے ایک ملازم نے ہی چاقو سے وار کر کے شہید کر دیا۔ گو کہ چوری کی نیت سے وہ آیا تھا اور جب کچھ دیکھا کہ انہوں نے دیکھ لیا ہے تو اس وجہ سے (شہید) کیا۔ لیکن پاکستان میں احمدی ہونا تو دوسروں کو ویسے ہی ایک لائسنس دے دیتا ہے کہ تم بیشک ان کو مار دو تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوگی اور اسی وجہ سے اس ملازم میں بھی جرأت پیدا ہوئی اور جب اس نے دیکھا کہ میں پکڑا گیا ہوں۔ اور یہ گھر میں اکیلی رہتی تھیں تو چاقو کے وار کر کے ان کو شہید کر دیا۔ ان کے خاوند اور خاوند کا خاندان جماعت سے دُور ہو گیا تھا اور اسی وقت سے انہوں نے اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور اکیلی رہتی تھیں۔ بہت لائق تھیں۔ گزشتہ سال ریٹائر ہونے کے باوجود یونیورسٹی نے ان کی قابلیت کی وجہ سے ان کو ری ایمپلائی کیا ہوا تھا۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا حضرت ملک حسن محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے آئی تھی۔ ان کے والد ملک عبداللہ صاحب بھی واقف زندگی تھے اور لمبا عرصہ ان کو مختلف دفاتر میں بڑی خدمت کی توفیق ملی اور تعلیم الاسلام کالج میں بھی دینیات پڑھانے کی توفیق ملی۔ قیام پاکستان کے وقت ان کے والد کو شعبہ حفاظت میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ 1953ء میں ان کے والد اسیر بھی رہے تھے۔ بڑی لائق خاتون تھیں۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم ربوہ سے حاصل کی۔ پھر اس کے بعد لاہور کالج فار ویمن سے بی۔ ایس۔ سی کیا۔ پھر زرعی یونیورسٹی سے ایم ایس سی کی اور پھر کیلیفورنیا سے انہوں نے بوٹنی (Botany) اور پلانٹ سائنس (Plant Science) میں ایم فل کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے۔ ہمیشہ ان کا جو صدمہ تھا وہ ان کی بیٹی تھی جو اپنے والد کے ساتھ ہی جماعت سے علیحدہ ہو گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کو توفیق دے کہ دوبارہ جماعت میں شامل ہو جائے اور ان کی دعائیں اس کو لگیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کا جنازہ بھی جیسا کہ میں نے کہا نماز کے بعد پڑھاؤں گا۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 12 مئی 2017ء بمطابق 12 ہجرت 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (البقرة: 154)
اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

انسان کی زندگی میں بہت سے مسائل آتے ہیں جن کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ذاتی طور پر بہت سی دنیاوی مشکلات میں سے انسان گزر رہا ہے۔ ایسے حالات آتے ہیں جہاں سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ مال، اولاد اور دنیاوی چیزوں کا نقصان ہوتا ہے۔ یا تو دنیا دار روپیٹ کر ایسے حالات میں یہ نقصان برداشت کر لیتا ہے اور اکثر میں تو یہ برداشت نہیں ہوتا کیونکہ اس برداشت کرنے میں بھی ایک دنیا دار جیسے برداشت کر رہا ہوتا ہے کئی کفریہ کلمات اور اللہ تعالیٰ سے شکوے کے الفاظ منہ سے نکل جاتے ہیں۔ یا بعض ایسے ہوتے ہیں جو دنیاوی نقصانوں کو برداشت نہ کرتے ہوئے بعض دفعہ دماغی توازن ہی کھو بیٹھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو صرف اس لئے جان، مال کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے یا ذہنی اذیتوں سے گزرنا پڑتا ہے یا جسمانی اذیتیں مار دھاڑ کی صورت میں برداشت کرنی پڑتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی نبی اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے پر وہ لوگ ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔ گویا ان کے دنیاوی مالی نقصان بھی خدا تعالیٰ کی خاطر ہوتے ہیں۔ جانی نقصان بھی خدا تعالیٰ کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اس سب نقصان سے بغیر کسی شکوے کے گزر جاتے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ سے دعا ضرور کرتے ہیں کہ اے اللہ! اب جبکہ ہم پر یہ سب کچھ تیرے بھیجے ہوئے کو ماننے کی وجہ سے وارد کیا جا رہا ہے تو ہمارے صبر کی طاقتوں کو بھی بڑھا اور خود ہی ہماری مدد کو آ اور ان ظالموں کے ظلموں سے ہمیں بچا۔ تیری خاطر جس امتحان سے ہم گزر رہے ہیں اس میں ثبات قدم بھی عطا فرما۔

دوسری دنیا تو انبیاء کی تاریخ پڑھتی ہے یا سنتی ہے، دوسرے مسلمان قرآن کریم میں انبیاء اور ان کے

ماننے والوں کی باتیں پڑھتے اور سنتے ہیں اور ابتدائی مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے واقعات اور ان کی مظلومیت کی باتیں پڑھتے ہیں یا اپنے علماء سے سنتے ہیں لیکن احمدی مسلمان وہ ہیں جو مسیح محمدی کو ماننے کی وجہ سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو ماننے کی وجہ سے، اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے آنے والے اللہ تعالیٰ کے فرستادے پر ایمان لانے کی وجہ سے عملاً اس حالت سے گزر رہے ہیں جو دوسروں کے لئے شاید مذہبی مظالم کے پرانے واقعات اور داستانیں ہوں۔

بعض اور گروہ اور فرقے بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم بھی مذہب کی وجہ سے مخالفتوں اور دشمنیوں کا سامنا کر رہے ہیں لیکن یہ سب لوگ یہ جماعتیں یا گروہ جو ہیں، وہ موقع ملنے پر اپنے مخالفین اور دشمنوں سے اسی طرح ظلم کر کے بدلہ بھی لے لیتے ہیں جس طرح کے ظلم ان پر ہوئے ہوتے ہیں لیکن احمدی ہی ہیں جو مومن ہونے کا نمونہ دکھاتے ہوئے، قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیتے ہوئے، ظلموں پر صبر کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں۔ پس احمدی مسلمانوں میں اور دنیا کے دوسرے لوگوں میں یہ ایک بہت بڑا فرق ہے۔

ہم وہ لوگ ہیں اور ہمیں ایسا ہونا چاہئے کیونکہ ہم نے مسیح موعود کو مانا ہے، جو دنیاوی آزمائشوں اور مخالفین کی دشمنیوں کی وجہ سے نہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے والے ہیں، نہ اپنے ایمان سے پیچھے ہٹنے والے ہیں۔ ہم اس بات کا ادراک رکھنے والے ہیں کہ ہمارے دکھوں کا مدد اوصاف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ہمیں تکلیف کے وقت دنیا داروں کے سامنے نہیں بلکہ سب طاقتوں کے مالک خدا کے سامنے جھکنا ہے۔ اس سے مدد مانگنی ہے۔ وہی ہے جو ہمیں ہمارے صبر اور دعا کی وجہ سے ان مشکلات سے نجات دلانے والا ہے اور نجات دلائے گا انشاء اللہ۔ وہ کبھی خالص ہو کر اپنی طرف جھکنے والوں کو خالی ہاتھ واپس نہیں کرتا۔ وہ جو اس کی خاطر، اس کی قائم کردہ جماعت کی خاطر قربانیاں دیتے ہیں انہیں ضرور جزا دیتا ہے۔ ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرنے والے ہیں اور اس کا ادراک رکھنے والے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کا تمام معاملہ خیر پر مشتمل ہے اور یہ مقام صرف مومن کو حاصل ہے۔ اگر اس کو کوئی خوشی پہنچتی ہے تو یہ اس پر شکر بجالاتا ہے، الحمد للہ پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو یہ امر اس کے لئے خیر کا موجب ہوتا ہے اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد والرفاق باب المؤمن امرہ کلہ خیر حدیث 7500)

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بڑی تکلیفیں پہنچنا یا بڑی بڑی تکلیفیں پہنچنا اور اس پر صبر اور دعا بندے کو خیر کا موجب بناتے ہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو نوازنے والی وہ ہستی ہے جو چھوٹی سے چھوٹی تکلیف جو مومن کو پہنچتی ہے اس پر بھی اسے نوازے بغیر نہیں چھوڑتا۔ چنانچہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، بے چینی، تکلیف اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کائنات بھی چھتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب المرضی باب ما جاء فی کفارة المرض حدیث 5641)

پس یہ ہے ہمارا وہ رحیم و کریم خدا جو ایک مومن کو ذرا سی بات پر نوازتا ہے۔ ایک صابر اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے مومن کے لئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبریاں ہی خوشخبریاں ہیں۔

پھر ایک اور موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبر اور دعا کی اہمیت بتاتے ہوئے اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کے سلوک کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں بہنے والا قطرہ خون اور رات کے وقت نفل پڑھتے ہوئے خشیت باری تعالیٰ کے نتیجے میں آنکھ سے ٹپکنے والے قطرے سے زیادہ کوئی قطرہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو کوئی گھونٹ غم کے اس گھونٹ سے زیادہ پسند ہے جو انسان صبر کر کے پیتا ہے۔ یعنی انسان کی مشکلات کے وقت غم کی جو حالت ہوتی ہے اس پر جب انسان صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو وہ صبر بے انتہا پسند آتا ہے۔ اور فرمایا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کو غصہ کے گھونٹ سے زیادہ کوئی گھونٹ پسند نہیں ہے جو غصہ دبانے کے نتیجے میں انسان پیتا ہے۔ غصہ کرنے والا گھونٹ نہیں، غصہ دبانے والا گھونٹ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 8 صفحہ 141 کتاب الزہد باب ما ذکر عن نبینہ ﷺ فی الزہد حدیث 108 مطبوعہ دارالفکر بیروت)

بہت سے مواقع آتے ہیں انسان غصہ دباتا ہے، صبر کرتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرتا ہے تو اس سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنتا ہے۔ پس چاہے ذاتی معاملات ہوں جن کی وجہ سے کسی سے نقصان پہنچ رہا ہو یا جماعتی معاملات ہوں اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے، اگر اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصول بیان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا اور صبر کا مظاہرہ کرنا اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتا ہے۔ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کے لئے بڑی غیرت رکھتا ہے اور دشمن کو پکڑتا ہے جو اس کو تکلیف اور نقصان پہنچانے والے ہوتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع حدیث 6502)

پس جس معاملے کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لیوے اس کو بندے کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف جھکنے والوں اور صبر کرنے والوں کے دشمنوں سے بدلہ لیتا ہے بلکہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت بخشتا ہے۔ (سنن الترمذی ابواب الزہد باب ما جاء مثل الدنيا مثل اربعة نفر حدیث 2325)

اور جسے خدا تعالیٰ عزت بخشے اس سے بڑا ایک بندے کے لئے کیا اعزاز ہو سکتا ہے۔ پس آجکل جماعت

احمدیہ کے افراد پر مختلف ممالک میں جو سختی، پریشانی اور تکلیف کے حالات ہیں اس پر ہمارا کام ہے کہ صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے اس کے آگے جھکیں۔ وہی ہے جو ائمہ الکفر کو پکڑ کر ہمیں ان سے بچانے کی، ان کے مکروں سے بچانے کی، ان کی تدبیروں سے بچانے کی سب سے زیادہ طاقت رکھتا ہے اور جماعت کی تاریخ میں ہم یہی دیکھتے آئے ہیں کہ دشمن اپنی تمام تر طاقتوں اور وسائل کے باوجود بھی ناکام و نامراد ہی ہوا ہے اور جماعت کا قدم آگے ہی بڑھتا چلا گیا ہے۔

مشکلات اور تکلیفوں کے دور سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو بھی گزرنا پڑا اور ان سے گزر کر ہی پھر کامیابیاں ملیں تو ہم کیا چیز ہیں جو بغیر کسی تکلیف برداشت کئے کامیابیاں حاصل کر لیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تکلیف دہ دور کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"13 برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا۔ اس عرصہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس قدر دکھ اٹھائے ان کا بیان بھی آسان نہیں ہے۔ قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جاتی تھی۔" فرمایا کہ "اور ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف صبر و استقلال کی ہدایت ہوتی تھی۔" ایک طرف تو قوم تکلیفوں پر تکلیفیں دیئے چلی جا رہی ہے دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا حکم یہ تھا کہ صبر کرو اور استقلال دکھلاؤ۔ فرماتے ہیں کہ "اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تو بھی صبر کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تھے بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تھا۔" فرمایا "اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر پہلے نبیوں کا سانہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہو کر آئے تھے اس لئے ان کی تکالیف اور ایذا رسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر بہت ہی بڑا تھا کیونکہ سب سے اوّل تو اپنی ہی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالف ہو گئی اور ایذا رسانی کے درپے ہوئی اور پھر عیسائی بھی دشمن ہو گئے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 198-199)

پس جب ہم اس شخص کی بیعت میں آکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے آیا ہے اور تمام مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے آیا ہے اور مسلمانوں کی بھی جو فرقہ بندیاں ہیں انہیں ختم کر کے ایک ہاتھ پر جمع کر کے امت واحدہ بنانے کے لئے آیا ہے تو ہمیں بھی اپنوں اور غیروں، سب کی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ غیر تو اس وقت دنیا کے اکثر ممالک میں کھل کر اس طرح مخالفت نہیں کرتے جس طرح اسلام کے پہلے دور میں مسلمانوں کو ان مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بلکہ یہ لوگ جو غیر مسلم ہیں اگر وہ مخالفت

کرتے ہیں تو بڑے طریقے سے اور بڑا سوچ سمجھ کر اسلام پر حملے کرنے کے ایسے طریقے اختیار کرتے ہیں جو یہ کہہ سکیں کہ دیکھو ہم نے ظلم کوئی نہیں کیا۔ لیکن مخالفتیں بہر حال کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا دفاع بھی ہم نے اسی طریقے سے کرنا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو ہتھیار اسلام کے مخالفین اسلام کو ختم کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں وہی ہم نے کرنے ہیں۔ اور وہ لٹریچر اور تبلیغ کا ہتھیار ہے۔

(ماخوذ از چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 93)

جب غیر مسلم دنیا میں اسلام پھیلنا شروع ہو گا تو پھر غیر مسلم ممالک بھی جماعت کی مخالفت کریں گے۔ جب وہ دیکھیں گے کہ یہاں کے مقامی لوگ بھی اسلام قبول کر رہے ہیں بلکہ بعض جگہ ایسے واقعات ہو بھی جاتے ہیں۔ شروع میں بعض چرچوں نے بڑی خوش دلی سے ہمیں اپنے فنکشن کرنے کے لئے جگہ دی لیکن جب دیکھا کہ لوگوں کا رجحان اس طرف بڑھ رہا ہے تو مخالفت شروع ہو گئی اور دینے سے انکار کر دیا۔ ان کو پتہ لگ رہا ہے کہ یہ اسلام جو حقیقی اسلام ہے، جماعت احمدیہ جس کی تبلیغ کرتی ہے اور پھیلا رہی ہے یہ ایک وقت میں غلبہ حاصل کر لے گا اور یہ مقرر ہے کہ حقیقی اسلام جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہی پھیلنا ہے لیکن اس وقت ملاں جو ہے، مسلمان لوگ جو ہیں اور مسلمانوں کے ملاں اپنے منبر کے چھن جانے کے خوف سے ہر جگہ مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ اسی طرح ظلم کر رہے ہیں جس طرح پرانے زمانے میں مذاہب پر کئے گئے۔ سیاستدان بھی اس خوف سے کہ ملاں کے پیچھے چلنے والا ووٹر ہمارے ہاتھ سے نہ جاتا رہے، ووٹ اور سستی شہرت کے لئے ان کے پیچھے چلتے ہیں ورنہ ان لوگوں کو تو مذہب کی الف، ب کا بھی پتہ نہیں۔ اکثریت شاید نماز بھی نہ پڑھتی ہو بلکہ شاید ہی کبھی جمعہ کی نماز پہ آتے ہوں اور عید کی نماز پڑھنے والے ہوں۔ لیکن اسلام کی غیرت کے نام پر احمدیوں پر حملے ضرور کرتے ہیں یا اسمبلیوں میں قانون پاس کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔

پاکستان میں بھی آجکل آزاد کشمیر میں پاکستانی ملاں کے زیر اثر وہاں کا ملاں بھی اور وہاں کے سیاستدان بھی احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد کشمیر اسمبلی میں پیش کر رہے ہیں بلکہ پیش ہوئی ہے۔ بہر حال یہ لوگ جو کچھ بھی کرنا چاہیں کر لیں۔ پاکستان کی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر کیا حاصل کر لیا؟ کون سی جماعت کی ترقی رک گئی؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت تو نئی سے نئی وسعتوں کو حاصل کرتی چلی جا رہی ہے۔ لیکن افراد جماعت کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے لئے دعا کرنا اور اس کے آگے جھکنا، اپنی نمازوں اور عبادتوں کی حفاظت کرنا ہر احمدی کا فرض ہے اور یہی چیز جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مزید وارث بنائے گی۔

پھر الجزائر میں مخالفت ہے جیسا کہ گزشتہ خطبوں میں کئی دفعہ میں ذکر کر چکا ہوں۔ احمدیت کی وجہ سے کئی لوگ جیل میں ہیں جن کو ایک سال سے تین سال تک کی سزا دی گئی ہے۔ درجنوں احمدیوں کی سزاؤں کے اعلان ہو چکے

ہیں۔ ابھی تک جیل میں تو نہیں بھیجا لیکن کسی وقت بھی پکڑ کر ان کو جیل میں بھیجا جاسکتا ہے۔ مختلف قسم کی پابندیاں صرف اس لئے عائد ہیں کہ وہاں بھی ملاں کو احمدیت کی ترقی کھٹک رہی ہے اور ان سے یہ برداشت نہیں ہو رہا۔ اسی طرح بنگلہ دیش میں مسلسل مخالفت چلتی رہتی ہے۔ انڈونیشیا میں چلتی ہے۔ عرب ممالک میں چلتی ہے۔ لیکن گزشتہ دنوں بنگلہ دیش میں ایک جگہ جس کا نام شوہاگی ہے۔ ضلع میمن سنگھ کا یہ قصبہ ہے۔ یہاں کی ہماری مسجد پر مولویوں نے حملہ کیا اور ہمارے مربی مستفیض الرحمن صاحب کو چاقوؤں کے وار کر کر کے، خنجروں کے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ اتنے کاری اور شدید وار چاقو کے ساتھ یا خنجر کے ساتھ کئے کہ سارا جسم ان کا چھلنی کر دیا۔ پیٹ میں بھی ایسی جگہ وار ہوئے۔ کہتے ہیں کہ ان کا گردہ بھی باہر آگیا۔ گردن پر وار تھے۔ بس شہ رگ کٹنے سے بچ گئی۔ لیکن دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ ہر جگہ سے خون کے قوارے نکل رہے تھے۔ بہر حال پولیس موقع پر پہنچ گئی۔ وہ آئی اور حملہ آوروں سے نکال کر انہیں لے گئی اور ہسپتال پہنچایا۔ جماعت کے افراد بھی پہنچ گئے۔ خدام فوراً اپنے جنہوں نے خون دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ میڈیکل ایڈ پہنچ گئی۔ ہسپتال پہنچ گئے جہاں اچھے ڈاکٹر بھی تھے اور اچھا علاج بھی ہوتا رہا۔ کئی گھنٹے کا ان کا آپریشن ہوا۔ بہر حال کل تک کی جو اطلاع ہے اس کے مطابق stable تو ہیں لیکن ابھی حالت خطرے سے باہر نہیں۔ گو کہ تھوڑی سی ہوش میں بھی آگئے ہیں اور ہوش میں آنے کے بعد بول تو نہیں سکتے تھے لیکن کاغذ قلم لے کر انہوں نے لکھ کر جو باتیں کی ہیں اس میں بھی یہی لکھ کر دیا کہ فلاں مربی صاحب کی حفاظت کا انتظام رکھیں کیونکہ ان کو بھی خطرہ ہے یا اپنے والدین کی فکر کا اظہار کیا اور اس تکلیف میں سے گزرنے کے باوجود بھی ایک مومن کی شان ہے کہ دوسروں کی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی بھی عطا فرمائے اور کامل اور جلد شفا عطا فرمائے۔

بہر حال مخالفین کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ہی ہمیں یہ بتا دیا تھا کہ اگر احمدیت قبول کی ہے تو ان سختیوں سے بھی گزرنا پڑے گا۔ چنانچہ ایک موقع پر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"ہماری جماعت کے لئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔ چنانچہ نئی اور سب سے پہلی مصیبت تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست، رشتہ دار اور برادری الگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بھائی بہن بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ السلام علیکم تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے۔ اس قسم کی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔" فرمایا کہ "میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء و رسل سے زیادہ

نہیں ہو۔ ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئیں اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقع ملے۔ دعاؤں میں لگے رہو۔ پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء و رسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو۔ تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ دوست جو تمہیں قبولِ حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے۔ "اس کی وجہ سے فکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ تمہارا سچا دوست نہیں ہے" ورنہ چاہئے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔ تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے ان سے دنگا یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ "ہمارا رویہ پھر بھی یہی ہو کہ دوسرے دشمنی کر رہے ہیں تو ہم نے ان کے پیچھے ان کے لئے دعا کرنی ہے۔ فرمایا یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔ تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 203)

احمدیت قبول کر کے کوئی جرم نہیں کیا کوئی گناہ نہیں کیا کسی گند میں نہیں گئے بلکہ یہ اچھا راستہ ہے جو تم نے اختیار کیا۔ پس یہ وہ ردِ عمل ہے جو ان حملوں کے بعد ہم نے دکھانا ہے اور ہمیں دکھانا چاہئے۔ بیشک قانونی چارہ جوئی ہم کرتے ہیں۔ دعا بھی ان کی اصلاح کے لئے کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی جو مجرم ہیں ان کے لئے قانونی چارہ جوئی بھی کرتے ہیں اور کریں گے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے لیکن کبھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے اور نہ چھوڑیں گے اور نہ چھوڑنا چاہئے اور ہر مصیبت اور مشکل میں اللہ تعالیٰ کے آگے ہی ہم جھکتے ہیں اور اسی کے آگے جھکیں گے انشاء اللہ۔

لیکن بعض دفعہ بعض لوگوں کے بارے میں مجھے شکایات ملتی ہیں کہ ان کو ایسی مشکلات بھی نہیں، یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں ان کو تبلیغ کے مواقع بھی میسر آتے ہیں۔ وہ بعض دفعہ براہِ راست تبلیغ کرتے ہوئے بعض لوگوں کو یا سوشل میڈیا پر مولویوں کو تبلیغ کرتے ہوئے یا بعض دفعہ ان سے مناظرہ کرتے ہوئے ایسی سخت زبان استعمال کرتے ہیں جو احمدی کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اور بعض لکھنے والے مجھے لکھتے ہیں کہ احمدیوں کے منہ سے ایسی گندی گالیاں اور ایسی گفتگو سن کر بڑی پریشانی ہوتی ہے جو ان لوگوں کے منہ سے اپنے مخالفین کے لئے، غیر احمدی مولویوں کے لئے یا جس سے مناظرہ کر رہے ہوتے ہیں اس کے لئے نکل رہی ہوتی ہیں۔ بہر حال یہ باتیں کسی طرح بھی ایک احمدی کو زیب نہیں دیتیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ کہاں تک سچ ہے۔ میں نے خود تو نہیں دیکھا لیکن مجھے لکھنے والوں نے لکھا کہ جب ایسی گفتگو ہوتی ہے تو احمدیوں کے مقابلہ میں غیر احمدیوں کی زبان زیادہ نرم ہوتی ہے۔ اگر تو یہ بات سچ ہے تو پھر میں ایسے احمدیوں سے کہوں گا کہ بہتر ہے وہ تبلیغ نہ کیا کریں۔ یہ تبلیغ ان کو اللہ تعالیٰ کا

قرب دلانے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنانے والی ہوگی۔ جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ کو تو صبر اور غصہ کا گھونٹ پینے والا پسند ہے۔ ہم تو اعلان ہی یہ کرتے ہیں کہ غصہ آتا ہی انہیں ہے جن کے پاس کوئی دلیل نہ ہو۔ پس اگر ہمارے پاس دلیل ہے تو غصہ کا پھر کوئی جواز نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش کے ساتھ مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو۔ لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تو خود اسے شرم آ جاتی ہے۔" تو ہمارے لئے تو یہ تعلیم ہے کہ گالیاں بھی ہیں تو نرمی سے جواب دو۔ فرمایا کہ "خود اسے شرم آ جاتی ہے اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔" کئی دفعہ ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ جن مخالفین کی نیک فطرت تھی ان کو شرم آئی۔ فرمایا کہ "میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔ صبر ہی ہے جو دلوں کو فسخ کر لیتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔ اس طریق کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہاں تک اس امر کی تائید کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے کہ وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔"

فرمایا کہ "نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہ وجہ ہو سکتی ہے" اگر کوئی بہت زیادہ غصہ دلانے اور جس سے جوش پیدا ہو یا اشتعال پیدا ہو تو اس کی یہی وجہ ہو سکتی ہے "کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو۔ تم اس کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ میں ان لوگوں سے کس قدر گالیاں سنتا ہوں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گندی گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں اور کھلے کارڈوں میں گالیاں دی جاتی ہیں۔ بے رنگ خطوط آتے ہیں جن کا محصول بھی دینا پڑتا ہے اور پھر جب پڑھتے ہیں تو گالیوں کا طومار ہوتا ہے۔ ایسی فحش گالیاں ہوتی ہیں کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ کسی پیغمبر کو بھی ایسی گالیاں نہیں دی گئی ہیں اور میں اعتبار نہیں کرتا کہ ابو جہل میں بھی ایسی گالیوں کا مادہ ہو۔ لیکن یہ سب کچھ سننا پڑتا ہے۔ جب میں صبر کرتا ہوں تو تمہارا فرض ہے کہ تم بھی صبر کرو۔ درخت سے بڑھ کر تو

شاخ نہیں ہوتی۔ تم دیکھو کہ یہ کب تک گالیاں دیں گے۔ آخر یہی تھک کر رہ جائیں گے۔ ان کی گالیاں، ان کی شرارتیں اور منصوبے مجھے ہر گز نہیں تھکا سکتے۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو بیشک میں ان کی گالیوں سے ڈر جاتا۔ لیکن میں یقیناً جانتا ہوں کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے پھر میں ایسی خفیف باتوں کی کیا پروا کروں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم خود غور کرو کہ ان کی گالیوں نے کس کو نقصان پہنچایا ہے؟ ان کو یا مجھے؟ ان کی جماعت گھٹی ہے اور میری بڑھی ہے۔ اگر یہ گالیاں کوئی روک پیدا کر سکتی ہیں تو "جس زمانے میں آپ نے لکھا۔ فرمایا کہ اس وقت" دو لاکھ سے زیادہ جماعت کس طرح پیدا ہو گئی۔ "اور آج ان گالیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں 209 ملکوں میں جماعت قائم ہے۔

فرمایا کہ "یہ لوگ ان میں سے ہی آئے ہیں یا کہیں اور سے؟" "یہ جو گالیاں دینے والے تھے انہی لوگوں میں سے یہ لوگ آئے ہیں اور جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔" انہوں نے مجھ پر کفر کے فتوے لگائے لیکن اس فتویٰ کفر کی کیا تاثیر ہوئی؟ جماعت بڑھی۔ "کفر کے فتوؤں کا نتیجہ کیا نکلا؟ کہ جماعت بڑھ گئی۔" اگر یہ سلسلہ منصوبہ بازی سے چلایا گیا ہو تا تو ضرور تھا کہ اس فتویٰ کا اثر ہوتا۔ "اس جماعت کو بنانے کا اگر میرا کوئی منصوبہ ہوتا تو فتوؤں کا اثر ہوتا لیکن کوئی اثر نہیں ہوا۔ فرمایا "اور میری راہ میں وہ فتویٰ کفر بڑی بھاری روک پیدا کر دیتا۔ لیکن جو بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو انسان کا مقدور نہیں ہے کہ اسے پامال کر سکے۔ جو کچھ منصوبے میرے مخالف کئے جاتے ہیں پہچان کرنے والوں کو حسرت ہی ہوتی ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں ایک عظیم الشان دریا کے سامنے جو اپنے پورے زور سے آ رہا ہے اپنا ہاتھ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اس سے رک جاوے۔ مگر اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ وہ رک نہیں سکتا۔ یہ ان گالیوں سے روکنا چاہتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ کبھی نہیں رکے گا۔" فرمایا "کیا شریف آدمیوں کا کام ہے کہ گالیاں دے۔ میں ان مسلمانوں پر افسوس کرتا ہوں۔" فرمایا "میں ان مسلمانوں پر افسوس کرتا ہوں کہ یہ کس قسم کے مسلمان ہیں جو ایسی بے باکی سے زبان کھولتے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسی گندی گالیاں میں نے تو کبھی کسی چوڑے چمار سے بھی نہیں سنی ہیں جو ان مسلمان کہلانے والوں سے سنی ہیں۔ ان گالیوں میں یہ لوگ اپنی حالت کا اظہار کرتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ وہ فاسق و فاجر ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور ان پر رحم کرے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 203 تا 205)

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر یہ صحیح ہے کہ سوشل میڈیا پر بعض احمدی چڑ کر غلط رنگ میں اور سختی سے ان لوگوں کے جواب دیتے ہیں تو غلط کرتے ہیں۔ اس طرح ہم صرف یہ ایک گناہ نہیں کر رہے بلکہ اس گناہ کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں کہ نئی نسل کو بھی احمدیت سے دور کر رہے ہیں۔ بعض نوجوانوں میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ

ہمارے پاس دلیل نہیں تھی شاید اس لئے ہم سختی سے جواب دے رہے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ گالیوں کا جواب گالیوں سے دینے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہمارے پاس دلیل نہیں ہے۔ پس ایسے لوگوں کو فوری طور پر اپنے رویے بدلنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار مختلف طریقوں سے ہمیں سمجھایا کہ ہمیں صبر کا دامن پکڑے رہنا چاہئے اور اس وقت بھی میں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ میں یہ بار بار اس لئے رکھ رہا ہوں تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سب پر واضح ہو جائے۔ فرمایا کہ:

"یہ مجھے گالیاں دیتے ہیں لیکن میں اُن کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ اُن پر افسوس کرتا ہوں کیونکہ وہ اس مقابلہ سے عاجز آگئے ہیں اور اپنی عاجزی اور فرومانگی کو بجز اس کے نہیں چھپا سکتے کہ گالیاں دیں۔" دلیل ان کے پاس رہی نہیں۔ عاجز آچکے ہیں اور اس لئے دلیل نہ ہونے کی وجہ سے وہ گالیاں دیتے ہیں۔ فرمایا کہ "کفر کے فتوے لگائیں۔ جھوٹے مقدمات بنائیں اور قسم قسم کے افتراء اور بہتان لگائیں۔ وہ اپنی ساری طاقتوں کو کام میں لا کر میرا مقابلہ کر لیں اور دیکھ لیں کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ میں ان کی گالیوں کی اگر پرواہ کروں تو وہ اصل کام جو خدا تعالیٰ نے مجھے سپرد کیا ہے رہ جاتا ہے۔ اس لئے جہاں میں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی گالیاں سن کر برداشت کریں اور ہر گز ہر گز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے۔ وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 180)

پس اگر عقل و فکر کی قوتوں میں اضافہ کرنا ہے، دل و دماغ میں نور پیدا کرنا ہے تو غصہ اور جوش کو ہمیں ہر وقت دبانے کی ضرورت ہے تبھی اللہ تعالیٰ کے فضل مزید بڑھیں گے۔ جماعت احمدیہ کی ترقی کسی جوش اور غضب کے ظاہر کرنے سے نہیں ہوئی۔ اب تک جو ترقی ہو رہی ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غلبہ دینا ہے۔ پس جب غلبہ اس نے دینا ہے اور اس کام میں برکت اس نے ہی ڈالنی ہے جو ہم تبلیغ کا بھی اور دوسرا کرتے ہیں تو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ہمیں ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگی گزارنی چاہئے

جس میں آپ نے فرمایا کہ:

"دنیوی لوگ اسباب پر بھروسہ کرتے ہیں۔" ظاہری چیزوں پر بھروسہ کرتے ہیں "مگر اللہ تعالیٰ اس بات کے لئے مجبور نہیں ہے کہ اسباب کا محتاج ہو۔ کبھی چاہتا ہے تو اپنے پیاروں کے لئے بلا اسباب بھی کام کر دیتا ہے اور کبھی اسباب پیدا کر کے کرتا ہے اور کسی وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ بنے بنائے اسباب کو بگاڑ دیتا ہے۔" فرمایا "غرض اپنے اعمال کو صاف کرو۔" ہمیں نصیحت فرمائی کہ اپنے اعمال کو صاف کرو "اور خدا تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرو اور غفلت نہ کرو۔ جس طرح بھاگنے والا شکار جب ذرا سست ہو جاوے تو شکاری کے قابو میں آ جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کرنے والا شیطان کا شکار ہو جاتا ہے۔" پس یہ مثال سامنے رکھو کہ جہاں شکار جو شکاری سے ڈر کے دوڑتا ہے اگر سست ہو تو شکاری کے قابو میں آ جاتا ہے۔ اسی طرح انسان اگر اپنی عبادتوں میں، دعاؤں میں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے میں غفلت کرے گا تو پھر شیطان کا شکار ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ "توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو۔" یہ ضرور یاد رکھو کہ توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو "اور کبھی غم نہ ہونے دو۔" استغفار بہت زیادہ کیا کرو "کیونکہ جس عضو سے کام لیا جاتا ہے وہی کام دے سکتا ہے اور جس کو بیکار چھوڑ دیا جاوے پھر وہ ہمیشہ کے واسطے ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح توبہ کو بھی متحرک رکھو تا کہ وہ بیکار نہ ہو جاوے۔"

فرمایا کہ "اگر تم نے سچی توبہ نہیں کی تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو پتھر پر بویا جاتا ہے۔ اور اگر وہ سچی توبہ ہے تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو عمدہ زمین میں بویا گیا ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے۔" فرمایا کہ "آجکل اس توبہ میں بڑی بڑی مشکلات ہیں....." وہاں قادیان میں آئے ہوئے کچھ لوگوں کو آپ یہ نصیحت فرما رہے تھے کہ جب تم یہاں سے جاؤ گے تو تمہیں بہت کچھ لوگوں سے سننا پڑے گا۔ لوگ بڑی باتیں کریں گے کہ تم نے ایک مجنوم، کافر، دجال وغیرہ کی بیعت کی ہے۔ فرمایا کہ "ایسا کہنے والوں کے سامنے جوش ہرگز مت دکھانا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کے واسطے مامور کئے گئے ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ تم ان کے لئے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ ان کو بھی ہدایت دے۔ اور جیسے کہ تم کو امید ہے کہ وہ تمہاری باتوں کو ہرگز قبول نہ کریں گے تم بھی ان سے منہ پھیر لو۔" فرمایا "ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مد نظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔ نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الہی کے متعلق ہو خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو، بچو۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 303)

پس ہمارا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش ہمیشہ کرتے رہیں۔ اس کی راہ میں قربانیوں کو صبر اور استقامت سے برداشت کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر اور دعا کے

ساتھ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے انعاموں کو حاصل کرنے والے رہیں۔

نماز کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم پی پی ناظم الدین صاحب آف پیٹنگاڈی کیرالہ، انڈیا کا ہے جو 3 مئی کو ٹرین کے حادثے میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اپنی کار پہ جا رہے تھے کہ وہاں ایکسڈنٹ ہو گیا۔ قرآن کریم کی نمائش کے حوالے سے ایک میٹنگ سے واپس آرہے تھے تو یہ حادثہ پیش آیا۔ بڑے مخلص انسان تھے۔ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے اور قادیان کے اجتماعات اور جلسہ سالانہ اور شوریٰ وغیرہ میں باقاعدگی سے شرکت کرنے والے تھے۔ بڑے ایکٹو ممبر تھے۔ اس وقت ضلعی سیکرٹری مال کی حیثیت سے بھی ان کو کام کی توفیق ملی۔ وفات کے وقت بھی بطور نائب صدر انصار اللہ بھارت خدمات انجام دے رہے تھے۔ یہ بڑا مبارک صدمہ دینی میں رہے اور وہاں کے پہلے امیر جماعت کے طور پر انہوں نے خدمت کی توفیق پائی۔ ان کے بڑے وسیع تعلقات تھے اور ان تعلقات کو ہمیشہ جماعت کے لئے انہوں نے استعمال کیا۔

جماعتی نظام کی بے انتہا پابندی کرنے والے اور اپنے ساتھیوں سے بھی پابندی کرواتے تھے۔ عبادت کرنے والے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، بڑے منکسر المزاج، بڑی نفیس طبیعت کے یہ مالک تھے۔ اور لوگوں کو بڑا فائدہ پہنچانے والے نافع الناس وجود تھے۔ بچوں کی بھی بڑے اچھے انداز میں تربیت کی۔ ہمیشہ نیکی کی تعلیم دیتے، تلقین کرتے اور خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے۔ مرحوم موصی بھی تھے۔ ان کی ایک بیٹی یہاں بھی رہتی ہے اور ایک بیٹا ان کا دہائی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے اور خلافت اور جماعت سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 02 جون 2017ء تا 08 جون 2017ء جلد 24 شمارہ 22 صفحہ 05 تا 09)

20

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 19 مئی 2017ء بمطابق 19 ہجرت 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اسلام کی تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہر معاملے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اس رہنمائی پر عمل کرنے والا بن جائے تو ایک حسین معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ آج غیر مسلم دنیا جو اسلام پر اور مسلمانوں کے عمل پر اعتراض کرتی ہے اس اعتراض کے بجائے یہ لوگ اسلام کی تعلیم پر صحیح رنگ میں عمل کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کے نمونوں کی مثال دے کر اسلام کے معتقد ہو جاتے۔ قرآن کریم میں بے شمار احکامات ہیں لیکن ان سب کو ایک جگہ ایک فقرے میں اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر جمع کر دیا کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: 22) کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر زندگی گھر سے لے کر وسیع معاشرتی تعلقات تک قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے والی تھی۔ مگر بد قسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پڑھتی تو ہے، اس بات کو بڑے احترام کی نظر سے بھی دیکھتی ہے لیکن اس پر عمل کے وقت اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

پس حقیقی کامیابی اسی وقت ہو سکتی ہے جب ہم ہر معاملے میں اس اُسوہ کو اپنے سامنے رکھیں۔ بعض دفعہ انسان بڑے بڑے معاملات میں تو بڑے اچھے نمونے دکھا رہا ہوتا ہے لیکن بظاہر چھوٹی نظر آنے والی باتوں کو اس طرح نظر انداز کر دیا جاتا ہے جیسے ان کی اہمیت ہی کوئی نہ ہو۔ جبکہ اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان باتوں کی طرف بہت توجہ اپنے ارشادات میں بھی اور اپنے نمونے میں بھی دلوائی ہے۔

پس اگر اپنی زندگیوں کو ہم پُر سکون بنانا چاہتے ہیں، اگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں انہی اخلاق کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے جو ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر معاملے میں ہمارے سامنے پیش فرمائے اور پھر اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے

ان کو کھول کر ہمارے سامنے رکھا اور اس پر عمل کی طرف توجہ دلائی۔

اس وقت میں اس حوالے سے مردوں کی مختلف حیثیتوں سے ذمہ داریوں کے معاملے میں کچھ کہوں گا۔ مرد کی گھر کے سربراہ کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے۔ مرد کی خاوند کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے۔ مرد کی بحیثیت والد کے بھی ذمہ داری ہے۔ پھر اولاد کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے۔ اگر ہر مرد ان ذمہ داریوں کو سمجھ لے اور انہیں ادا کرنے کی کوشش کرے تو یہی معاشرے کے وسیع تر امن کے قیام اور محبت اور بھائی چارے کے قائم کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ یہی باتیں اولاد کی تربیت کا ذریعہ بن کر پر امن اور حقوق انسانی کو قائم کرنے والی نسل کے پھیلنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ گھروں کے سکون انہی باتوں سے قائم ہو جاتے ہیں۔

آج کل کئی گھروں کے مسائل اور شکایات سامنے آتی ہیں جہاں مرد اپنے آپ کو گھر کا سربراہ سمجھ کر، یہ سمجھتے ہوئے کہ میں گھر کا سربراہ ہوں اور بڑا ہوں اور میرے سارے اختیارات ہیں، نہ اپنی بیوی کا احترام کرتا ہے اور اسے جائز حق دیتا ہے، نہ ہی اولاد کی تربیت کا حق ادا کرتا ہے۔ صرف نام کی سربراہی ہے۔ بلکہ ایسی شکایات بھی ہندوستان سے بھی اور پاکستان کی بعض عورتوں کی طرف سے بھی ہیں کہ خاوندوں نے بیویوں کو مار مار کر جسم پر نیل ڈال دیئے یا زخمی کر دیا۔ منہ سُوجا دیئے۔ بلکہ بعض لوگ تو ان ملکوں میں رہتے ہوئے بھی ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں۔ پھر بچوں اور بچیوں پر ظلم کی حد تک بعض باپ سلوک کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد بھی جاہل لوگوں کی طرح ہی رہنا ہے، ان مسلمانوں کی طرح رہنا ہے جن کو دین کا بالکل علم نہیں ہے، اپنے بیوی بچوں سے ویسا ہی سلوک کرنا ہے جو جاہل لوگ کرتے ہیں تو پھر اپنی حالتوں کے بدلنے کا عہد کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

کیا مرد جو خدا کا حق ادا کرنے کی ان پر ذمہ داری ہے اور جو عملی حالت کے معیار بلند کرنے کی ان پر ذمہ داری ہے اسے ادا کر رہے ہیں؟ اگر وہ اسے ادا کر رہے ہوں تو پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کبھی ان کے گھروں میں ظلم ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سب سے پہلے گھر کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے توحید کے قیام کی اہمیت اپنے بیوی بچوں پر واضح فرما کر اس پر عمل کروایا لیکن یہ کام بھی پیار اور محبت سے کروایا۔ ڈنڈے کے زور پر نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو گھر کے سربراہ ہونے اور دنیا کی اصلاح اور شریعت کے قیام کی تمام تر مصروفیات ہونے کے باوجود اپنے گھر والوں کے حق ادا کئے اور پیار اور نرمی اور محبت سے یہ حق ادا کئے۔ گھر کا سربراہ ہونے کا حق اس طرح ادا کیا کہ پہلے یہ احساس دلوا لیا کہ تمہاری ذمہ داری توحید کا قیام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نفل کے لئے اٹھتے تھے اور پھر صبح نماز سے کچھ پہلے ہمیں پانی کے چھینٹے مار کر اٹھاتے تھے کہ نفل پڑھو۔ عبادت کرو۔ اللہ تعالیٰ کے وہ حق ادا کرو

جو اللہ تعالیٰ کے حق ہیں۔

(بخاری کتاب الوتر باب ایقظ النبی ﷺ اہلہ بالوتر حدیث 997) (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب قیام اللیل حدیث 1308)

پھر آپ اپنے گھروالوں کے حق ادا کس طرح فرماتے تھے؟ وہ کام جو بیویوں کے کرنے والے تھے ان میں بھی آپ ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ ہی فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپ گھر پر ہوتے تھے گھروالوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کو نماز کا بلاوا آتا اور آپ مسجد تشریف لے جاتے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب من کان فی حاجۃ اہلہ ... الخ حدیث 676)

پس یہ ہے وہ اُسوہ جو ہم نے اپنانا ہے اور ہمیں اپنانا چاہئے۔ نہ کہ بیویوں سے ایسا سلوک جو ظلم کے مترادف ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے گھریلو کاموں کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے مزید فرماتی ہیں کہ اسی طرح آپ اپنے کپڑے بھی خود سی لیتے تھے۔ جوتے ٹانگ لیا کرتے تھے۔ گھر کا ڈول وغیرہ مرمت کر لیا کرتے تھے۔

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب مواقیات الصلاۃ باب من کان فی حاجۃ اہلہ ... الخ حدیث 676 جلد 5 صفحہ 298 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

پس ان نمونوں کو سامنے رکھتے ہوئے بہت سے خاوندوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور اس پر توجہ دینی چاہئے کہ کیا ان کے گھروں میں یہ سلوک ہیں؟ یہ رویے ہیں؟ اپنے صحابہ کو خاوند کے فرائض اور اس کے رویے کے معیار کے بارے میں ایک موقع پر فرمایا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مومنوں میں سے کامل الایمان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے خُلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہے۔

(سنن الترمذی ابواب الرضاع باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها حدیث 1162)

پس ہر اس شخص کو جس کا اپنی بیویوں سے اچھا سلوک نہیں ہے جائزہ لینا چاہئے کہ اچھے اخلاق اور بیویوں سے اچھے سلوک کا مظاہرہ صرف ظاہری اچھا خُلق نہیں ہے۔ بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ ایمان کے معیار کی بلندی کی بھی نشانی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خاوند کے فرائض اور بیویوں سے حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں اور فرمایا کہ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکریہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔

ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بد زبانی کا ذکر ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے بڑا سختی سے پیش آتا ہے۔ حضور علیہ السلام اس بات سے بہت رنجیدہ ہوئے بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ اور فرمایا ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے۔ پھر تحریر کرنے والے لکھتے ہیں کہ اس کے بعد حضور علیہ السلام بہت دیر تک معاشرت نسواں کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے۔ اور آخر پر فرمایا کہ میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ

کساتھا۔ اونچی آواز سے بولے تھے اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔ اونچی آواز میں بولے تھے اور خیال کیا کہ شاید اس میں دل کا کوئی رنج بھی شامل ہے اور بایں ہمہ کوئی دلازار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے علاوہ کوئی سختی کا کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا لیکن اس کے باوجود بھی آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنهانی معصیتِ الہی کا نتیجہ ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 1-2)

پس یہ ہے نمونہ آپ کا۔ اور پھر کسی دوست کے سختی سے پیش آنے پر آپ نے بڑی فکر اور درد کا اظہار کیا اور یہ نصیحت بھی فرمائی کہ وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ذرا ذرا سی بات پر لڑتے جھگڑتے ہیں، ہاتھ اٹھاتے ہیں ان کو کچھ ہوش کرنی چاہئے۔ یہ ہاتھ اٹھانا تو خیر علیحدہ رہا جیسا کہ میں نے کہا کہ زخمی بھی کر دیتے ہیں۔ ان کے لئے تو بہت ہی فکر کا لمحہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تو ان لوگوں کا پھر ایمان بھی کامل نہیں ہے۔ ان کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد تھا اسی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی فکر ہوئی کہ جس کے ایمان کا وہ اعلیٰ معیار نہیں ہے پھر تو وہ کئی جگہ ٹھوکر کھا سکتا ہے۔

پس جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ بظاہر چھوٹی نظر آنے والی باتیں ہیں لیکن یہ چھوٹی نہیں ہیں۔ ان ملکوں میں تو پولیس تک معاملے چلے جاتے ہیں اور پھر جماعت کی بدنامی ہوتی ہے۔ ایسے لوگ پھر دنیاوی سزا بھی بھگتتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لیتے ہیں۔

بعض مرد کہہ دیتے ہیں کہ عورت میں فلاں فلاں برائی ہے جس کی وجہ سے ہمیں سختی کرنی پڑی۔ اس پہلو سے مردوں کو پہلے اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا وہ دین کے معیار پر پورا اترنے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہی مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "مرد اگر پارِ طبع نہ ہو تو عورت کب صالحہ ہو سکتی ہے۔" پہلی شرط تو یہی ہے کہ مرد نیک ہو تبھی اس کی بیوی بھی صالحہ ہوگی۔ فرمایا کہ "ہاں اگر مرد خود صالح بنے تو عورت بھی صالحہ بن سکتی ہے۔" فرمایا کہ "قول سے عورت کو نصیحت نہ دینی چاہئے بلکہ فعل سے اگر نصیحت دی جاوے تو اُس کا اثر ہوتا ہے۔" صرف باتوں کی نصیحت نہ کرو۔ صرف ڈانٹ پھٹک نہ کرو بلکہ اپنے عمل سے یہ ثابت کرو کہ تم نیک ہو اور تمہارا ہر قدم خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والا ہے۔ ایسی نصیحت جو عمل سے ہوگی تو فرمایا کہ اس کا اثر ہوتا ہے۔

فرمایا کہ "عورت تو درکنار اور بھی کون ہے جو صرف قول سے کسی کی مانتا ہے۔" کوئی نہیں مانتا جب تک عمل نہ ہو۔ "اگر مرد کوئی کجی یا خامی اپنے اندر رکھے گا تو عورت ہر وقت کی اُس پر گواہ ہے۔" فرمایا کہ "..... جو

شخص خدا سے خود نہیں ڈرتا تو عورت اس سے کیسے ڈرے؟ نہ ایسے مولویوں کا وعظ اثر کرتا ہے نہ خاوند کا۔ ہر حال میں عملی نمونہ اثر کیا کرتا ہے۔ "فرماتے ہیں کہ" بھلا جب خاوند رات کو اٹھ اٹھ کر دعا کرتا ہے، روتا ہے، تو عورت ایک دو دن تک دیکھے گی آخر ایک دن اسے بھی خیال آوے گا اور ضرور متاثر ہوگی۔ "فرماتے ہیں کہ" عورت میں متاثر ہونے کا مادہ بہت ہوتا ہے۔..... ان کی درستی کے واسطے کوئی مدرسہ بھی کفایت نہیں کر سکتا۔ "عورتوں کو درست کرنے کے لئے کسی سکول کی ضرورت نہیں ہے، کسی ادارے کی ضرورت نہیں ہے۔" جتنا خاوند کا عملی نمونہ کفایت کرتا ہے۔ "اگر اصلاح کرنی ہے تو خاوند اپنی اصلاح کر لیں۔ اپنے عملی نمونے دکھائیں تو ان کی اصلاح ہو جائے گی۔ آپ فرماتے ہیں"..... خدا نے مرد و عورت دونوں کا ایک ہی وجود فرمایا ہے۔

یہ مردوں کا ظلم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ایسا موقع دیتے ہیں کہ وہ ان کا نقص پکڑیں۔ ان کو چاہئے کہ عورتوں کو ہرگز ایسا موقع نہ دیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تُو فلاں بدی کرتا ہے۔ "کبھی ایسا موقع مردوں کو نہیں دینا چاہئے کہ عورت یہ کہے کہ تم میں فلاں بدی ہے۔ تم تو یہ بدیاں کرتے ہو۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ انسان کو اتنا پاک صاف ہونا چاہئے کہ "بلکہ عورت ٹکریں مار مار کر تھک جاوے اور کسی بدی کا اسے پتہ مل ہی نہ سکے تو اس وقت اس کو دینداری کا خیال ہوتا ہے اور وہ دین کو سمجھتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 207-208)

جب ایسی صورت ہو کہ تلاش کرنے کے باوجود مرد میں کوئی برائی نظر نہ آئے تو تب پھر عورت اگر دیندار نہیں بھی ہے تو دین کی طرف اس کی توجہ پیدا ہوگی۔ یہاں تو میں نے دیکھا ہے کہ عورتیں زیادہ دیندار ہیں۔ بعض دفعہ یہ شکایت کرتی ہیں کہ ہمارے خاوند کی دین کی طرف توجہ نہیں۔

ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان مردوں سے یہ توقعات ہیں جو آپ کی بیعت میں آئے اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے مرد ہیں جیسا کہ میں نے کہا کہ جن کی شکایتیں عورتیں لے کر آتی ہیں کہ یہ مرد نماز میں سست ہیں۔ باجماعت نماز تو علیحدہ رہی گھر میں بھی نماز نہیں پڑھتے۔ دین کا علم مردوں کا کمزور ہے۔ چندوں میں کئی گھروں کے مرد کمزور ہیں۔ ٹی وی پر لغو اور بیہودہ پروگرام دیکھنے کی مردوں کی شکایات ہیں۔ بچوں کی تربیت میں عدم توجہ کی شکایت مردوں کے بارے میں ہے۔ اور اگر کبھی گھر کا سربراہ بننے کی کوشش کریں گے بھی، باپ بننے کی کوشش کریں گے تو سوائے ڈانٹ ڈپٹ اور مار دھاڑ کے کچھ نہیں ہوتا۔

عورتیں مردوں سے سیکھنے کے بجائے بہت سے گھروں میں عورتیں مردوں کو سکھارہی ہوتی ہیں یا ان کو توجہ دلارہی ہوتی ہیں تاکہ بچے بگڑ نہ جائیں۔ جن گھروں میں بھی بچے عدم تربیت کا شکار ہیں وہاں عموماً وجہ مردوں کی عدم توجہ یا بیوی اور بچوں پر بے جا سختی ہے۔ کئی بچے بھی بعض دفعہ آ کے مجھے شکایت کر جاتے ہیں کہ ہمارے باپ کا

ہماری ماں سے یا ہم سے سلوک اچھا نہیں ہے۔

پس اگر گھروں کو پُر امن بنانا ہے، اگر اگلی نسلوں کی تربیت کرنی ہے اور ان کو دین سے منسلک رکھنا ہے تو مردوں کو اپنی حالتوں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مردوں کو توجہ دلاتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ "مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے۔ پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بد اثر پڑنے کی امید ہے۔" اس کے عمل سے بد اثر قائم ہو رہا ہے تو پھر آگے نسلوں میں بھی بد اثر پڑتا چلا جائے گا۔ فرمایا کہ "مرد کو چاہئے کہ اپنے قویٰ کو بر محل اور حلال موقع پر استعمال کرے مثلاً ایک قوت غضبی ہے۔" غصہ ہے "جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔" غصہ فطرت میں ہے۔ ایک انسان میں ہوتا ہے۔ لیکن جب حد سے زیادہ بڑھ جائے تو پھر وہ جنون یا پاگل پنے کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ فرمایا کہ "جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 208)

گھروالوں کی بات تو علیحدہ رہی۔ مخالفوں سے بھی اس طرح غضبناک ہو کے باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ پس یہ ہے معیار کہ گھر میں بیوی بچوں پر غصہ نہیں کرنا اور یہ غصہ تو علیحدہ رہا، اگر کوئی مخالف ہے تو اس سے بھی غضبناک ہو کر اور عقل سے عاری ہو کر بات نہیں کرنی۔ مخالف کی بات کو رد کرنے کے لئے بھی مومن کے منہ سے غلیظ اور غضب سے بھرے ہوئے الفاظ نہیں نکلنے چاہئیں۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہندوستان یا پاکستان سے بھی عورتیں اپنے خاوندوں کے ظلموں کے بارے میں لکھتی ہیں۔ دونوں جگہ، قادیان میں بھی اور پاکستان میں بھی نظارت اصلاح و ارشاد اور ذیلی تنظیموں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور باقی دنیا میں بھی اپنی تربیت کے پروگرام کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ تبلیغ کر رہے ہیں اور دینی مسائل سیکھ رہے ہیں لیکن گھروں میں بے چینیاں ہیں تو اس سب علم اور تبلیغ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

عورت کی نفسیات اور وہ کس طرح مرد کو دیکھ رہی ہوتی ہے، اس کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"مرد کی ان تمام باتوں اور اوصاف کو عورت دیکھتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے کہ میرے خاوند میں فلاں فلاں اوصاف تقویٰ کے ہیں جیسے سخاوت، حلم، صبر اور جیسے اُسے "یعنی عورت کو" پر کھنے کا موقع ملتا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا۔" گھر میں ہر روز دیکھ رہی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ "اسی لئے عورت کو سارق بھی کہا ہے کیونکہ یہ اندر ہی اندر اخلاق کی چوری کرتی رہتی ہے حتیٰ کہ آخر کار ایک وقت پورا اخلاق حاصل کر لیتی ہے۔" فرماتے ہیں کہ "ایک شخص کا

ذکر ہے کہ وہ ایک دفعہ عیسائی ہوا۔ "اسلام چھوڑ کر" تو عورت بھی اس کے ساتھ عیسائی ہو گئی۔ شراب وغیرہ اڈل شروع کی پھر پردہ بھی چھوڑ دیا۔ غیر لوگوں سے بھی "وہ عورت" ملنے لگی "اس کی بیوی۔" خاوند نے پھر "دوبارہ" اسلام کی طرف رجوع کیا۔ "کچھ عرصہ بعد خاوند کو خیال آیا کہ میں نے اسلام کو چھوڑ کے غلطی کی تھی۔ دوبارہ اسلام کی طرف رجوع کیا تو اس نے بیوی کو "بھی" کہا کہ "اب" "تو بھی میرے ساتھ مسلمان ہو۔ اس نے کہا کہ اب میرا مسلمان ہونا مشکل ہے۔ یہ عادتیں جو شراب وغیرہ اور آزادی کی پڑ گئی ہیں یہ نہیں چھوٹ سکتیں۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 208-209)

یہ تو ایک انتہا ہے کہ مرد اسلام سے بھی دور ہٹ گیا اور دور ہو کر عیسائیت اختیار کر لی لیکن بہت سے مرد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اسلام کو تو نہیں چھوڑتے۔ نام کی حد تک اسلام سے منسلک رہتے ہیں۔ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں لیکن آزادی کے نام پر بہت سی غلط حرکتوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی میں ذکر کر کے آیا ہوں اور پھر ان کی دیکھا دیکھی یا مرد کے کہنے پر عورتیں بھی آزادی کے نام پر اسی ماحول میں ڈھل جاتی ہیں۔ پھر کچھ عرصہ بعد مردوں کو خیال آتا ہے کہ بیوی زیادہ آزاد ہو گئی ہے اور جب اس کو اس آزادی سے واپس لانے کی کوشش کرتا ہے تو پھر لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔

پھر مار دھاڑ بھی یہاں ہوتی ہے۔ یہاں بھی یہی قصے اور واقعات ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ پھر ان ممالک میں پولیس فوراً بیچ میں آ جاتی ہے۔ عورتوں اور بچوں کے حقوق کے ادارے جو ہیں وہ بیچ میں آ جاتے ہیں اور پھر گھر بھی ٹوٹتے ہیں اور بچے بھی برباد ہوتے ہیں۔ پس اس سے پہلے کہ گھر ٹوٹیں اور بچے برباد ہوں ایسے مردوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے جو ان پر اپنے بیوی بچوں کے بارے میں دین ڈالتا ہے اور جو اسلام نے ان کی ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔

عورتوں کے حق اور ان سے سلوک کے بارے میں ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصراً الفاظ میں فرمادیا ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيَّهِنَّ (البقرة: 229) کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں، ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر "حقوق" ہیں۔" فرمایا کہ "بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاروں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔" یعنی ایسی سختی ہے ہاتھ منہ کے پردے کی اس طرح سختی ہے کہ عورت کے لئے سانس لینا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی سختی نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن اسلام بڑا سمویا ہوا مذہب ہے۔ دوسری طرف عورتوں کو بھی اعتدال کرنا چاہئے کہ پردے کی سہولت کے نام پر

ضرورت سے زیادہ ہی آزادی حاصل نہ کر لیں اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض ضرورت سے زیادہ آزاد ہو گئی ہیں اور برائے نام پردہ رہ گیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ پس عورتیں بھی یاد رکھیں کہ سر اور جسم کو حیا کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ڈھانپنا ضروری ہے۔ یہی اللہ کا حکم ہے۔ اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

میاں بیوی کے تعلق کا معیار کیا ہونا چاہئے؟ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اُس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔" گھر میں ہی تعلقات ٹھیک نہیں تو پھر یہ بھی مشکل ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بھی صلح ہو اور اللہ کے احکامات پر عمل ہو۔ فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حَیْزُکُمْ حَیْزُکُمْ لَا هِلَہ۔ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 417-418)

پس یہ ہے وہ معیار جو ہر مرد کو اپنانا چاہئے۔ پھر مردوں کی بحیثیت باپ جو ذمہ داری ہے اسے بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ صرف یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ صرف ماں کی ذمہ داری ہے کہ بچے کی تربیت کرے۔ بیشک ایک عمر تک بچے کا وقت ماں کے ساتھ گزرتا ہے اور انتہائی بچپن کی ماؤں کی تربیت بچے کی تربیت کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے لیکن اس سے مرد اپنے فرائض سے بری الذمہ نہیں ہو جاتے۔ باپوں کو بھی بچوں کی تربیت میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ خاص طور پر لڑکے جب سات آٹھ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو اس کے بعد پھر وہ باپوں کی توجہ اور نظر کے محتاج ہوتے ہیں، ورنہ خاص طور پر اس مغربی ماحول میں بچوں کے بگڑنے کے زیادہ امکان ہو جاتے ہیں۔ یہاں بھی وہی اصول لاگو ہو گا جس کا عورتوں کے ضمن میں پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ مردوں کو، باپوں کو اپنے نمونے دکھانے اور قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ باپوں کو جہاں بچوں کی عزت و احترام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ان کے اخلاق اچھے ہوں وہاں ان پر گہری نظر رکھنے کی بھی ضرورت ہے تاکہ وہ ماحول کے بد اثرات سے بچ کر رہیں۔

پھر باپوں کا بچوں سے تعلق بچوں کو ایک تحفظ کا بھی احساس دلاتا ہے۔ بہت سے باپ بچوں کے رویوں کے بارے میں شکایت کرتے ہیں کہ ان میں جھجک پیدا ہو گئی ہے یا اعتماد کی کمی پیدا ہو گئی ہے یا غلط بیانی زیادہ کرنے لگ گئے ہیں۔ اور جب باپوں کو کہا جائے کہ بچوں کے زیادہ قریب ہوں اور ان سے ذاتی تعلق پیدا کریں، دوستانہ تعلق پیدا کریں تو عموماً دیکھنے میں آیا ہے پھر اس کے نتیجہ میں بچے کی جو کمزوریاں ہیں یہ دُور ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ پس بچوں میں باہر کے ماحول سے تحفظ کا احساس دلانے کے لئے ضروری ہے کہ باپ کچھ وقت بچوں کے ساتھ باہر گزار آئے۔

پھر باپوں کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ دینی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ جہاں بچوں کی تربیت کی طرف عملی توجہ دیں وہاں ان کے لئے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دیں۔ یہ بھی ضروری چیز ہے۔ تربیت کے اصل پھل تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے لگتے ہیں لیکن جو اپنی کوشش ہے وہ انسان کو ضرور کرنی چاہئے۔

تربیت کے طریق اور بچوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "ہدایت اور تربیت حقیقی خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔" حقیقی تربیت جو ہے اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ "سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے۔" اپنے بارے میں فرمایا کہ "ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔" تعلیم ہماری کیا ہے؟ اس کے آداب کیا ہیں؟ کیا قواعد ہیں؟ اس کی پابندی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ "بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا ختم ہو گا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 5)

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب فرماتے ہیں کہ ہم دعا کرتے ہیں تو ان دعاؤں کے معیار بھی بہت بلند ہیں۔ اس بات کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ اور دعا کے یہ معیار حاصل کرنے کے لئے ہمیں تو بہت زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اس لئے اس طرف باپوں کو توجہ دینی چاہئے۔

بحیثیت باپ بچوں کی تربیت کی طرف کس طرح اور کس قدر توجہ دینی چاہئے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی تفصیل سے ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ: "بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لئے کچھ مال چھوڑنا چاہئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنے کا تو ان کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال ان کو نہیں آتا کہ اس کا فکر کریں کہ اولاد صالح ہو۔ طالح نہ ہو۔" یعنی بدکار اور بدنہ ہو بلکہ صالح اور نیک ہو۔ فرمایا کہ "مگر یہ وہم بھی نہیں آتا اور نہ اس کی پروا کی جاتی ہے۔"

بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پروا نہیں کرتے۔ وہ اپنی زندگی ہی میں اولاد کے ہاتھ سے نالاں ہوتے ہیں اور اس کی بد اطوریوں سے مشکلات میں پڑ جاتے ہیں اور وہ مال جو انہوں نے خدا جانے کن کن حیلوں اور طریقوں سے جمع کیا تھا آخر بدکاری اور شراب خوری میں صرف ہوتا ہے اور وہ اولاد ایسے ماں باپ کے لئے شرارت اور بد معاشی کی وارث ہوتی ہے۔ "فرمایا کہ" اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے۔

اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پروا ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى

الصَّالِحِينَ (الاعراف: 197)۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولیٰ اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بد بخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ وہ بد کاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاش ہو جائے گی اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لئے لازمی ہیں۔ "فرمایا" جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اس کا تکفل کرے گا۔ "اس کو سنبھال لے گا۔ اس کا کفیل ہو جائے گا۔ صلاحیت کے لئے کوشش کرے یعنی اس کی تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ دے۔

فرمایا کہ "..... حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ میں بچہ تھا۔ جوان ہوا۔ اب بوڑھا ہو گیا۔ میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو۔ اور نہ اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے۔ پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ۔" بات وہی ہے کہ اولاد کا حق ادا کرنے کے لئے بھی اپنی حالت کو اس کے مطابق ڈھالنا ہو گا جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے اور تبھی اگلی نسل جو ہے وہ صحیح رستوں پر چلنے والی ہو گی اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنے گی۔ آپ فرماتے ہیں "خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔"

فرمایا کہ "..... پس وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اول خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیز گار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 108 تا 110)

جہاں اسلام باپ کو یہ کہتا ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دو اور ان کے لئے دعائیں کرو وہاں بچوں کو بھی حکم دیتا ہے کہ تمہارا بھی کچھ فرض ہے۔ جب تم بالغ ہو جاؤ تو ماں باپ کے بھی تم پر کچھ حقوق ہیں۔ ان کو تم نے ادا کرنا ہے۔ یہ رشتوں کے حقوق کی کڑیاں ہی ہیں جو ایک دوسرے سے جڑنے سے پُر امن معاشرہ پیدا کرتی ہیں۔

ماں باپ کے حق ادا کرنے کی کتنی بڑی ذمہ داری ہے اور اس کی کتنی اہمیت ہے۔ اس بات کا ادراک ہر مومن کو ہونا چاہئے۔ ایک لڑکا جب بالغ ہوتا ہے تو اس نے کس طرح ماں باپ کا حق ادا کرنا ہے اس بات کو سمجھاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں۔

فرمایا: کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں زندہ ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کی خدمت کرو یہی تمہارا جہاد ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب الجہاد باذن الایوبین حدیث 3004)

پس والدین کی خدمت کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ آپس میں محبت اور پیار کو پھیلانے کے لئے والد کے دوستوں سے بھی حسن سلوک کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ انسان کی بہترین نیکی یہ ہے کہ اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے جبکہ اس کا والد فوت ہو چکا ہو۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین حدیث 5143)

پھر اس بات کو مزید کھول کر ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا روایت میں یوں ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو اسید الساعدیؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو میں ان کے لئے کر سکوں۔ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ تم ان کے لئے دعائیں کرو۔ ان کے لئے بخشش طلب کرو۔ انہوں نے جو وعدے کسی سے کر رکھے تھے انہیں پورا کرو۔ ان کے عزیز و اقارب سے اسی طرح صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کے دوستوں کے ساتھ عزت و اکرام کے ساتھ پیش آؤ۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین حدیث 5142)

پھر ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کا رزق بڑھا دیا جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔

(الجامع لشعب الایمان جلد 10 صفحہ 264-265 باب بر الوالدین حدیث 7471 مکتبۃ الرشید ناشران الریاض 2004ء)

پس بچے صرف نخرے اٹھانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ بلوغت کو پہنچ کر ان کے بھی کچھ فرائض ہیں اور ماں باپ کے بھی کچھ حقوق ہیں جو انہوں نے ادا کرنے ہیں۔ شادیوں کے بعد خاص طور پر ان فرائض کی طرف توجہ دینی ضروری ہے اور اگر انسان بیوی کے بھی فرائض ادا کر رہا ہو اور والدین کی بھی خدمت کر رہا ہو اور بیوی کو بھی حکمت سے یہ احساس دلائے کہ ساس سسر کی کیا اہمیت ہے اور خود بھی اپنے ساس سسر کی خدمت اور اس کی اہمیت کو جانتا ہو تو گھروں میں جو بعض دفعہ جھگڑے پیدا ہو رہے ہوتے ہیں کبھی پیدا نہ ہوں۔

بعض دفعہ دینی اختلاف کی وجہ سے باپ بیٹوں میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض نوباعین اب بھی یہ سوال کرتے ہیں۔ اس صورت میں بیٹوں کو باپوں سے نیک سلوک بھی کرنا ہے اور ان کی خدمت بھی کرنی ہے۔ ایک مرتبہ بٹالہ کے سفر کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام شیخ عبد الرحمن صاحب سے ان کے والد صاحب

کے بارے میں حالات دریافت فرما رہے تھے اور اس کے بعد آپ نے انہیں نصیحت فرمائی کہ "ان کے حق میں دعا کیا کرو۔" وہ احمدی نہیں تھے۔ غیر مسلم تھے۔ "ہر طرح اور حتیٰ الوسع والدین کی دلجوئی کرنی چاہئے اور ان کو پہلے سے ہزار چند زیادہ اخلاق اور اپنا پاکیزہ نمونہ دکھلا کر اسلام کی صداقت کا قائل کرو۔ اخلاقی نمونہ ایسا معجزہ ہے کہ جس کی دوسرے معجزے برابری نہیں کر سکتے۔ سچے اسلام کا یہ معیار ہے کہ اس سے انسان اعلیٰ درجے کے اخلاق پر ہو جاتا ہے اور وہ ایک میسر شخص ہوتا ہے۔ شاید خدا تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دے۔ اسلام والدین کی خدمت سے نہیں روکتا۔ دنیوی امور جن سے دین کا حرج نہیں ہوتا ان کی ہر طرح سے پوری فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ دل و جان سے ان کی خدمت بجالاؤ۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 175 حاشیہ)

پس یہ عمومی اصول بھی ہے تبلیغ میں کہ نرم زبان ہمیشہ استعمال ہونی چاہئے اعلیٰ اخلاق دکھانے چاہئیں۔ پھر ایک اور واقعہ ہے۔ یہاں باپ بھی مسلمان ہے۔ اس کا تفصیلی جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا: "ایک شخص نے سوال کیا کہ یا حضرت والدین کی خدمت اور ان کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ نے انسان پر فرض کی ہے مگر میرے والدین حضور کے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کی وجہ سے مجھ سے سخت بیزار ہیں اور میری شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ جب میں حضور کی بیعت کے واسطے آنے کو تھا تو انہوں نے مجھے کہا کہ ہم سے خط و کتابت بھی نہ کرنا اور اب ہم تمہاری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اب میں اس فرض الہی کی تعمیل سے کس طرح سبکدوش ہو سکتا ہوں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ والدین کی خدمت کرو اور وہ میری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔ تعلق نہیں رکھنا چاہتے تو میں اس خدمت کو، اس فرض کو کس طرح پورا کروں۔ آپ نے "فرمایا کہ قرآن شریف جہاں والدین کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری کا حکم دیتا ہے وہاں یہ بھی فرماتا ہے کہ رَبُّكُمْ أَغْلَهُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِنَّ تَكُونُوا ضَالِّينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا (بنی اسرائیل: 26) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم صالح ہو تو وہ اپنی طرف جھکنے والوں کے واسطے غفور ہے۔"

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی بعض ایسے مشکلات پیش آ گئے تھے کہ دینی مجبوریوں کی وجہ سے ان کی ان کے والدین سے نزاع ہو گئی تھی۔ بہر حال تم اپنی طرف سے ان کی خیریت اور خبر گیری کے واسطے ہر وقت تیار رہو۔ جب کوئی موقع ملے اسے ہاتھ سے نہ دو۔ تمہاری نیت کا ثواب تم کو مل کے رہے گا۔ اگر محض دین کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرنے کے واسطے والدین سے الگ ہونا پڑا ہے تو یہ ایک مجبوری ہے۔ اصلاح کو مد نظر رکھو اور نیت کی صحت کا لحاظ رکھو اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو۔ یہ معاملہ کوئی آج نیا نہیں پیش آیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ بہر حال خدا کا حق مقدم ہے۔ پس خدا تعالیٰ کو مقدم کرو اور اپنی طرف سے والدین کے

حقوق ادا کرنے کی کوشش میں لگے رہو اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو اور صحت نیت کا خیال رکھو۔"

(الحکم جلد 12 نمبر 16، مورخہ 2 مارچ 1908ء صفحہ: 4)

نیت صحیح ہونی چاہئے۔ پس بہت سے لوگ جو آج بھی یہ سوال پوچھتے ہیں کہ والدین کے بھی فرائض ہیں۔ ان کو ایسے حالات میں ہم کیسے ادا کریں؟ تو ان کے لئے یہ جواب کافی ہے۔

بہر حال ایک مرد کی مختلف حیثیتوں سے جو ذمہ داریاں ہیں انہیں اسے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے گھروں کو ایک ایسا نمونہ بنانا چاہئے جہاں محبت اور پیار کی فضا ہر وقت قائم رہے۔ ایک مرد خاوند بھی ہے، باپ بھی ہے، بیٹا بھی ہے۔ اس لحاظ سے اسے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے اور مردوں کی بہت ساری حیثیتیں اور بھی ہیں لیکن یہ تین حیثیتیں میں نے بیان کی ہیں تاکہ گھر کی جو بنیادی اکائی ہے جب اس بنیادی اکائی میں امن قائم ہو اور اس میں زیادہ سے زیادہ حسن پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو تبھی معاشرے کے امن کا ضامن بنا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 09 جون 2017ء تا 15 جون 2017ء جلد 24 شمارہ 23 صفحہ 05 تا 09)

21

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 26 مئی 2017ء بمطابق 26 ہجرت 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ - وَلِيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلِيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ
خَوْفِهِمْ أَمْنًا - يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكْ بِي شَيْئًا - وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ
(النور: 56)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ
وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے
ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا۔ اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور
انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے
اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

یہ آیت جیسا کہ اس کے مضمون سے واضح ہے اللہ تعالیٰ کے مسلمانوں سے اس وعدے کو بیان کر رہی
ہے کہ اسلام میں خلافت قائم رہے گی۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے مطابق مسلمانوں
کے عمل اور ایمان کی حالت کی وجہ سے یہ انعام مسلمانوں سے ایک عرصہ کے لئے چھین جائے گا۔ لیکن ساتھ یہ
بھی فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق مضبوط ایمان والوں اور نیک اعمال بجالانے والوں اور اللہ تعالیٰ
کے اس آخری کامل اور مکمل دین پر چلنے والوں میں یہ نظام دوبارہ قائم ہو گا اور خلافت علی منہاج نبوت پھر دنیا
میں قائم اور جاری ہو گی۔

مسلمان علماء کے غلط نظریات، قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور ارشادات کی گہرائی کو نہ سمجھنے اور صرف سطحی تشریحات اور تفسیریں کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت اس بات کو سمجھتی ہی نہیں کہ خلافت کا نظام کس طرح قائم ہو گا۔ اور ایک بہت بڑا طبقہ مسلمانوں میں ایسا بھی ہے جو یہ کہتا ہے کہ کسی خلافت کی ضرورت نہیں ہے اور جو جو جس جس فرقے سے تعلق رکھتا ہے اس پر عمل کرے اور یہی کافی ہے کیونکہ آج کل مسلمانوں کی دنیا کے سامنے جو حالت ہے اور جس طرح اسلام بدنام ہو رہا ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ جو جس طرح رہ رہا ہے، رہے۔

ایک مسجد کے امام ہیں بلکہ وہ مولوی صاحب اپنا ایک ادارہ بھی چلاتے ہیں۔ بظاہر دین کا علم رکھنے والے ہیں۔ انہی مغربی ممالک میں رہتے ہیں۔ ہم احمدیوں سے ان کے تعلقات بھی اچھے ہیں۔ وہ احمدیوں کو برا بھی نہیں سمجھتے۔ انہوں نے خود مجھے کہا کہ میں جس اسلامی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہوں ان کے بزرگوں نے یہی کہا ہے کہ کسی کے دین کو چھیڑو نہ اور اپنا دین چھوڑو نہ۔ اب جو ایسے نظریات رکھنے والے ہیں اور علماء کہلاتے ہیں وہ اپنے ماننے والوں اور پیچھے چلنے والوں کو یہی سبق دیں گے کہ کسی ایک خلافت پر متحد ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ ان کے نزدیک ذاتیات اور فرقے مسلم ائمہ کے وسیع تر مفاد اور ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی نسبت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ پس جب قرآن کریم کی تعلیم کو نہ سمجھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر غور نہ کریں تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی بلکہ کہنا چاہئے کہ مسلمان علماء کی کم علمی اور جہالت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"بعض صاحب آیت وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور: 56) کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں "عمومی طور پر جو اس کے معنی ہیں اس کا انکار کر کے کہتے ہیں "کہ مِنْكُمْ سے صحابہ ہی مراد ہیں اور خلافت راشدہ حقہ انہیں کے زمانہ تک ختم ہو گئی۔" صحابہ کے زمانے تک خلافت راشدہ رہی۔ فرمایا "اور پھر" ان لوگوں کے نزدیک "قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہو گا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دور تھا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا۔" نعوذ باللہ۔

آپ فرماتے ہیں "مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا کسی نیک دل انسان کی ایسی رائے ہو سکتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھے کہ بلاشبہ ان کی شریعت کی برکت اور خلافت راشدہ کا زمانہ برابر چودہ سو برس تک رہا۔ لیکن وہ نبی جو افضل الرسل اور خیر الانبیاء کہلاتا ہے اور جس کی شریعت کا دامن قیامت تک مُنتد ہے اس کی برکات گویا اس کے زمانہ تک ہی محدود رہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ کچھ بہت مدت تک اس کی

برکات کے نمونے اس کے روحانی خلیفوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوں۔ ایسی باتوں کو سن کر تو ہمارا بدن کانپ جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ وہ لوگ بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں کہ جو سراسر چالاکی اور بیباکی کی راہ سے ایسے بے ادبانہ الفاظ منہ پر لے آتے ہیں کہ گویا اسلام کی برکات آگے نہیں بلکہ مدت ہوئی کہ ان کا خاتمہ ہو چکا ہے۔"

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 330)

ایک جگہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر صرف تیس سال تک ہی خلافت رہنی تھی اور اس کے بعد کچھ نہیں تھا اور یہی اسلام کی کل عمر تھی تو اللہ تعالیٰ قدرت رکھتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس سال اور زندگی دے دیتا اور ترانوے سال کی زندگی کوئی ایسی زندگی نہیں جو غیر معمولی ہو۔ پھر خلافت کی ضرورت کیا تھی۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن جلد 6 صفحہ 354)

پس ایسے لوگ بھی ہیں جو ایسے نظریات رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کچھ تفصیل سے نقشہ کھینچا ہے۔ لیکن کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنی دنیاوی حکومتوں کے بل بوتے پر اپنی خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے خیال میں خلافت کسی طاقت کی وجہ سے قائم ہو جائے گی۔ اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے اس واضح پیغام کو نہیں سمجھتے کہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ یہ وعدہ مشروط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی عابد بننے والوں کے ساتھ یہ وعدہ مشروط ہے۔ عام مسلمانوں کے اس غلط نظریے کی وجہ سے اسلام مخالف طاقتوں نے بھی اسلامی دنیا کو کمزور کرنے کے لئے ایسی تنظیموں کو قائم کرنے میں کردار ادا کیا اور مدد دینی شروع کی جنہوں نے خلافت کے نام پر اپنے آپ کو منظم کیا۔ لیکن یہ کچھ عرصہ تک دنیاوی مقاصد حاصل کر کے دنیاوی آقاؤں کی مدد نہ ملنے کی وجہ سے یا ان کے مقاصد پورے ہونے کی وجہ سے ختم ہو رہی ہیں۔

تین سال ہوئے آئرلینڈ میں مجھے ایک جرنلسٹ نے پوچھا کہ اسلامی دنیا میں یہ جو خلافت کا اب دور شروع ہوا ہے، اس کی کیا حقیقت ہے اور یہ پھیلے گی؟ تمہاری جو خلافت ہے اس کو اس سے کیا خطرہ ہے؟ تو میں نے اس کو یہی جواب دیا تھا کہ یہ خلافت نہیں۔ یہ اسی طرح شدت پسند لوگوں کا ایک گروہ ہے جس طرح پہلے گروہ کام کر رہے ہیں اور اس کا انجام بھی آخر میں وہی ہو گا جو باقی شدت پسند گروہوں کا ہو رہا ہے۔ جب تک دنیاوی آقاؤں سے خوش رہیں گے یہ کام کرتے رہیں گے۔ جب وہ اپنے ہاتھ کھینچ لیں گے تو آہستہ آہستہ یہ کمزور ہونا شروع ہو جائیں گے۔ ان لوگوں نے دین کو کیا حکمت دینی ہے اور کیا امن انہوں نے قائم کرنا تھا۔ ہاں دنیا نے یہ دیکھا کہ انہوں نے اسلامی دنیا کے امن کو تباہ و برباد کر دیا۔ اسلام مخالف طاقتوں کا اسلامی دنیا کو کمزور کرنے کا ایک ایجنڈا تھا وہ انہوں نے پورا کر دیا اور اس میں مسلمان حکومتوں کے سربراہ بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنی کرسیاں بچانے کے لئے رعایا کا خون کیا اور ابھی تک بجائے امن کے مسلمان مسلمان کے لئے ہی خوف کا باعث بنا ہوا ہے اور پھر غیر مسلم دنیا کے امن کو بھی یہی لوگ برباد کر رہے ہیں۔ اس کی وجوہات کچھ بھی ہوں لیکن ایک درد مند مسلمان جب یہ دیکھتا ہے کہ دنیا میں

معصوموں کے قتل اور تباہی پھیلانے میں کسی مسلمان کا ہاتھ ہے تو دل کڑھتا ہے، بے چینی ہوتی ہے۔

گزشتہ دنوں یہاں یو کے میں مانچسٹر میں واقعہ ہوا اور بلاوجہ بائیس تینس لوگوں کا قتل کر دیا گیا جس میں معصوم بچے بھی شامل تھے۔ یہ انتہائی ظالمانہ فعل ہے اور کسی بھی صورت میں یہ اسلام کی تعلیم کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ ایسے ظالمانہ واقعات دیکھ کر ہم بے چین ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مرنے والوں پر بھی رحم کرے اور ان کے لواحقین کو بھی صبر عطا فرمائے اور ان ظالموں کے ہاتھوں کو بھی روکے جو اسلام کے نام پر اور خلافت کے نام پر ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔

اسی طرح دنیا کے مسلمان ممالک میں بھی جو قتل و غارت اور ظلم و بربریت ہو رہی ہے یہ سب دین سے دور ہٹنے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ ماننے کا نتیجہ ہے۔ یہ عمل جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہو رہے ہیں اور یہ ظلم جو اسلام کے نام پر ہو رہے ہیں اور اسی طرح وہ ظلم بھی جو مسلمان حکومتیں غیر حکومتوں کی مدد سے مسلمانوں کو بمباری کر کے یا بلا امتیاز قتل و غارت کر کے کر رہی ہیں ان سب کا درد ہم احمدی سب سے زیادہ محسوس کر سکتے ہیں جنہوں نے اسلام کی تعلیم کو پہچانا، جنہوں نے اسلام کی محبت اور پیار اور امن کی تعلیم کو پہچانا، جنہوں نے خلافت کے ہاتھ کے نیچے خوف کو امن میں بدلنے کے نظارے دیکھے۔ ہم ہی سب سے زیادہ اس کو محسوس کر سکتے ہیں۔ اس زمانے میں قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا ادراک حاصل کرتے ہوئے ہم احمدی ہیں جو امن اور سلامتی کے مضمون کو خاتم الخلفاء کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے سمجھتے ہیں۔

خلافت نہ دنیاوی طاقت سے مل سکتی ہے، نہ دنیاوی چالاکیوں سے، نہ نام نہاد علماء کے جمع ہو کر قرار دایں پاس کرنے سے جیسا کہ کچھ سال پہلے یہ کوشش بھی ہو چکی ہے کہ مسلمان اکٹھے ہوں اور اپنا کوئی خلیفہ چن لیں، اس طرح نہیں ہوگی۔

خلافت کا نظام جو خوف کو امن میں بدلنے والا نظام ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے تمکنت دین کا ذریعہ بننے والا ہے، اس کا تعلق اس ذریعہ سے قائم ہونے والی خلافت سے ہے جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل میں آنا ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ جمعہ میں فرمایا کہ **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ** اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے اور صحابہ کا درجہ رکھتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب نہ دیا۔ اس شخص نے تین مرتبہ یہ سوال دہرایا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا تو ان

لوگوں میں سے کچھ لوگ اسے واپس لے کر آئیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن باب وآخرین منهم لما يلحقوا بهم الخ حدیث 4897)

اور آخرین کے مقام کے بارے میں ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت

ایک مبارک اُمت ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو گا کہ اس کا اوّل زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ۔

(کنز العمال جلد 6 جزء 12 صفحہ 71 حدیث 34446 باب فی فضائل هذه الامة المرحومة مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پس آخری زمانے کی بہتری کی خوشخبری بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ کیا یہ آخری زمانہ ان علماء اور بادشاہوں کے پیچھے چلنے سے پہلوں والی برکات حاصل کرنے کا حامل بنائے گا؟ یقیناً نہیں۔ یہ لوگ تو دنیا دار ہیں۔ یہ اس شخص کے پیچھے چلنے سے ملے گا جو ایمان کو واپس دنیا میں لائے گا اور آج ایمان کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ذریعہ جاری نظام کے علاوہ کون ہے جو کر رہا ہے۔ جو امن، پیار اور محبت کے ساتھ اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ ایمانوں کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ کفر و الحاد کے اس دور میں یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا کام ہے جسے ہمیں کرنا چاہئے اور کر رہے ہیں۔ بیشمار واقعات ہیں جو میرے ساتھ بھی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی ہوتے ہیں۔ پس کانفرنسز ہوتی ہیں۔ جلسے ہوتے ہیں۔ ہمارے جلسوں میں آتے ہیں۔ جب ہم اپنا پیغام، اسلام کا حقیقی پیغام بتاتے ہیں تو غیر بھی، عیسائی بھی، لامذہب بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ وہ اصل پیغام ہے، یہ وہ اسلام ہے جس کی دنیا کو پہنچانے کی ضرورت ہے اور اگر یہ اسلام تم لوگ پھیلاؤ تو کسی کو قبول کرنے میں کوئی روک نہیں ہوگی۔ پس یہ کام ہے جو ہم نے کرنا ہے۔ تجدید دین اور ایمان کو قائم کرنے کے لئے اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی معبود کے ساتھ ہی جڑنا ہو گا جو خاتم الخلفاء بھی ہے۔

آخرین کے پہلوں کے ساتھ جڑنے کے متعلق ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت

سے بے بہرہ ہو چکے تھے اور علوم حکمیہ دینیہ جن سے تکمیل نفس ہو اور نفوس انسانیہ علمی اور عملی کمال کو پہنچیں بالکل گم ہو گئی تھی۔" لوگ دین کو بالکل بھول چکے تھے۔ دین کی جو حکمت کی تعلیم ہے وہ بالکل ختم ہو چکی تھی اور اس کو کمال تک پہنچانے کے لئے، دین کی حکمت، دین کے علم کی حکمت کو کمال تک پہنچانے کے لئے اور انسانی نفس کی اصلاح کے لئے علمی اور عملی حالتوں کو بہتر کرنے کے لئے ایک زمانہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا جس کے لئے آپ آئے کیونکہ یہ زمانہ تھا جب یہ سب باتیں بالکل ختم ہو چکی تھیں، گم ہو گئی تھیں فرمایا "اور لوگ گمراہی میں مبتلا تھے۔ یعنی خدا اور اس کی صراطِ مستقیم سے بہت دُور جا پڑے تھے۔ تب ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا رسول اُمّی بھیجا اور اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے نفوس کو پاک کیا اور علم الکتاب اور حکمت سے ان

کو مملو کیا۔ "کتاب کے علم اور حکمت سے ان کو بھرا۔" یعنی نشانوں اور معجزات سے مرتبہ یقین کامل تک پہنچایا۔ " نشانات بھی دکھائے۔ معجزات بھی دکھائے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے نظارے دکھائے اور ان کے ایمان میں اتنی ترقی ہوئی کہ وہ یقین کامل تک پہنچ گئے " اور خدا شناسی کے نور سے ان کے دلوں کو روشن کیا۔ اور پھر فرمایا کہ ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔ وہ بھی اوّل تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دُور ہوں گے تب خدا ان کو بھی صحابہؓ کے رنگ میں لائے گا۔ یعنی جو کچھ صحابہؓ نے دیکھا وہ ان کو بھی دکھایا جائے گا یہاں تک کہ اُن کا صدق اور یقین بھی صحابہؓ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا۔ "

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 304)

پس آپ علیہ السلام نے جہاں اپنے صحابہ میں وہ یقین اور ایمان پیدا کیا اور انہوں نے اپنے ایمان اور یقین میں کامل ہونے کے لئے قربانیاں دیں اور اس تاریکی سے باہر نکلے جس نے ہر طرف اندھیرا کیا ہوا تھا۔ دنیا میں ضلالت چھائی ہوئی تھی اور لوگ اسلام کو بھول رہے تھے تو آپ نے دوبارہ آ کے اسلام کی نشاۃ ثانیہ فرمائی اور ان صحابہ نے مسیح موعود کے ساتھ جڑ کر وہ روشنی حاصل کی جو دین کی روشنی تھی۔ مختلف نشانات دیکھے جن کا ذکر ہمارے لٹریچر میں سینکڑوں ہزاروں میں ملتا ہے۔ آج بھی بہت سے ایسے ہیں جو تاریکی سے نکل کر روشنیاں دیکھ رہے ہیں اور نشانات دیکھ کر جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں کے متعلق فرمایا کہ "وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ ہتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلازاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں۔" رشتہ داریوں کے چھٹنے کے صدمے اٹھا رہے ہیں "جیسا کہ صحابہؓ نے اٹھایا۔"

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 306)

یہ واقعات صرف اُسی وقت میں ہی نہیں ہوئے یا اُسی قوم پاکستان یا ہندوستان میں نہیں ہو رہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں کیونکہ آپ تمام دنیا کو اُمت واحدہ بنانے کے لئے آئے تھے اور خدا تعالیٰ کا عبد بنانے کے لئے آئے تھے اس لئے دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کو ان تکلیفوں اور مشکلات سے گزرنا پڑ رہا ہے لیکن انتہائی صبر اور ثابت قدمی سے وہ ہر سختی کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

چنانچہ الجزائر کی ہی مثال آج کل ہمارے سامنے ہے۔ یہ کوئی اتنی پرانی جماعت نہیں ہے لیکن مسیح موعود کو مان کر آخرین میں شامل ہونے کے بعد اور خلافت کی اطاعت میں آ کر ان کے ایمان اللہ تعالیٰ کے فضل سے

بلندیوں کو چھو رہے ہیں۔ ان کے اسیروں کے ایمان اور یقین کا اندازہ ہم اس خط سے لگا سکتے ہیں جو ایک اسیر نے کل ہی مجھے بھیجا یا کل مجھے موصول ہوا۔ کہتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں حقیقی اسلام کی نعمت سے نوازا ہے جس نے ہمارے دلوں کو زندہ کیا۔ بنیانِ موصول بنایا اور اس کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والا بنایا اور خلیفہ وقت کے ہاتھ پر اکٹھا کیا۔" مجھے مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ "سیدی! راہِ مولیٰ میں اسیری کے بعد سارے ملک سے احمدی بھائی آکر مل رہے ہیں اور خدا کی خاص مدد پر شاداں و فرحاں ہیں۔" ایک اسیری تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے جو انعامات ہو رہے ہیں اس پر خوشی بھی منا رہے ہیں۔ کہتے ہیں "انہوں نے آپ تک محبت بھرا سلام اور دعا کی درخواست پہنچانے کا بھی کہا ہے۔ سب اس بات پر مُصر ہیں کہ اعلائے حق کے لئے کام اور دعا کو جاری رکھا جائے۔" جتنی مرضی سختیاں آئیں حق پھیلانے کے لئے ہم اپنا کام بھی جاری رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ سے مدد بھی مانگیں گے۔ دعائیں کرتے رہیں گے۔ پھر کہتے ہیں کہ "اس ابتلا نے ہمیں باہم محبت و اخوت اور اتحاد اور تعاون اور خلافت سے محبت میں مزید بڑھا دیا ہے۔" پھر لکھتے ہیں کہ "اس ابتلا میں آپ کی دعا کی قبولیت کے نمونے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشان دیکھے جنہوں نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان اور ایقان میں اور بڑھا دیا ہے۔" یہ کہتے ہیں "اللہ تعالیٰ کی رحمتیں الجواہر کے کمزور احمدیوں پر نازل ہو رہی ہیں۔"

گزشتہ چند دنوں میں کچھ اسیران وہاں رہا بھی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ باقی اسیران کی رہائی کے بھی جلد سامان پیدا فرمائے۔

پھر ایک اسیر لکھتے ہیں کہ "عرصہ اسیری میں یقین ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خاص مصلحت کے تحت یہ سامان کیا" یعنی کہ ہمیں جو قیدی بنایا گیا، یا سزائیں ملیں یا مقدمے چلے یہ اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص مصلحت تھی "تا کہ وہ اپنے عجاہات میں سے کچھ دکھائے۔" وہ ہمیں اپنے نشانات دکھانا چاہتا تھا۔ اپنے عجاہات دکھانا چاہتا تھا اس لئے اس نے یہ سختیاں بھی ہم پر وارد کروائیں۔ کہتے ہیں کہ "آزادی اور آرام کے زمانے میں فتوحات سے ہم سمجھتے تھے، جو کامیابیاں ہمیں ہو رہی تھیں تو ہم سمجھتے تھے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کا چہرہ دیکھ لیا اور اس کی راہوں سے واقف ہو گئے ہیں۔ لیکن اب پتا چلا کہ پہلے بہت کم دیکھا تھا اور اب اس کی قدرتوں کے اصل نمونے دیکھے۔" کہتے ہیں کہ "مجھے قید سے قطعاً کوئی پریشانی نہ تھی۔ جس بات نے پریشان کیا وہ یہ احساس تھا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔" پھر لکھتے ہیں کہ "زمانہ اسیری میں کئی خوابیں دیکھیں جن سے بڑی سکینت ملی۔" مجھے مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ "آپ سے بھی خوابوں میں ملاقاتیں ہوئیں۔" پھر کہتے ہیں "آپ کی دعائیں ہمارا ایمان و یقین بڑھاتی تھیں اور قید میں راحت پہنچاتی تھیں۔ ہماری رہائی یقیناً آپ اور مخلصین جماعت کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔" پھر کہتے ہیں

کہ "میری اہلیہ کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ اس نے بہت صبر اور مجاہدے سے کام لیا۔" صرف اہلیہ ان کی احمدی تھیں اور باقی سب رشتہ دار غیر احمدی ہیں۔ اور جب یہ اسیر تھے تو پہلے اہلیہ کے والد فوت ہوئے۔ پھر بھائیوں نے اسے احمدیت کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ جب شور مچ گیا تو بھائیوں نے بھی اپنی بہن کو احمدیت کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ خاوند پہلے ہی جیل میں تھے۔ پھر کہتے ہیں کہ عرصہ اسیری کے دوران میرے گھر والوں سے بھی دور رہی۔ وہ بھی شاید سارے احمدی نہیں تھے کہ ان سے بھی یہ دور رہی۔ لیکن مخلص احمدی مستورات نے اپنے پیار سے یہ کمی پوری کر دی اور ان لوگوں کا ایک خاندان بن گیا۔ اپنوں نے چھوڑا تو جماعت احمدیہ نے اس کو جذب کر لیا۔ مردوں اور عورتوں نے مختلف جگہوں پہ اپنے اپنے دائرے میں قربانیاں دیں اور دے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ یعنی صحابہ بھی تنگ کئے گئے۔ مشکلات میں ڈالے گئے۔ اپنے ماننے والوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ بھی تنگ کئے گئے۔ مشکلات میں ڈالے گئے جیسے کہ صحابہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے الجوزائے کی یہ چھوٹی سی جوئی جماعت ہے اپنے جس دُور سے گزر رہی ہے، ابتلا میں بڑی ثابت قدم ہے اور قائم ہے اور اب ان کے جذبات کا اظہار دو خطوں سے ہی ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جاری نظام خلافت کی وجہ سے ان کے تسکین کے سامان ہوتے رہے۔ مخالفین جو خوف پیدا کرنے کے لئے کارروائیاں کرتے تھے اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کی وجہ سے اس میں سے ان کے لئے تسکین کے سامان پیدا فرماتا تھا۔ اور بیشمار ایسی مثالیں ہیں جہاں اللہ تعالیٰ احمدیوں کے لئے تسکین کے سامان پیدا فرماتا ہے۔ ذاتی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی مشکلات کے دُور آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق تسکین اور امن کے سامان مہیا فرماتا رہتا ہے۔ یہ کسی خاص دُور اور وقت کی بات نہیں ہے جیسا کہ میں نے مثالیں بھی دیں۔ یا اس کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ خوفوں کو اس نے دور کرنا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بار بار مومنوں کو یہ توجہ بھی دلاتا ہے کہ وہ میری عبادت کا حق بھی ادا کریں۔ اور جب یہ حق ادا ہو رہے ہوں گے تو بیشک خوف کے حالات بھی آئیں گے۔ لیکن خوف کی حالت ذاتی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی اس تعلق کی وجہ سے، اس واسطے سے، جو خلافت سے ہو گا اور جو اللہ تعالیٰ سے ہو گا، وہ حالات امن اور سکون کی حالت میں بدل دیئے جائیں گے۔

اب الجوزائے کے یہ احمدی جن میں سے چند ایک کے علاوہ کسی نے خلیفہ وقت کو کبھی دیکھا بھی نہیں لیکن ایمان میں کامل ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس طرح ان کے لئے تسکین کے سامان پیدا فرما رہا ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں آپ کے قریبیوں میں دل کی تسکین کے سامان پیدا ہو رہے تھے یا جماعت احمدیہ کی تاریخ دیکھیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے جاری نظام خلافت کی برکت

سے خلافتِ اولیٰ میں بھی دلی تسکین کے سامان پیدا ہوتے رہے۔ خلافتِ ثانیہ میں بھی بڑے سخت حالات آئے تسکین کے سامان ہوتے رہے۔ خلافتِ ثالثہ میں بھی بڑے سخت حالات آئے اور اس وقت کے پاکستانی حکومت کے سربراہ نے کہا کہ احمدیوں کو کشکول پکڑا دوں گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فراخی کے سامان پیدا فرمائے۔ خلافتِ رابعہ میں یہ اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا فرمائے۔ اور آج بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح سامان پیدا فرماتا چلا جا رہا ہے۔

پس یہ کوئی اسی جگہ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ یہ مخصوص ہے ان مومنین کے لئے جو خلافت کے ساتھ، اس حقیقی خلافت کے ساتھ جڑے رہنے والے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ آپ کے بعد قدرتِ ثانیہ جو کہ خلافت ہے، اس کے ذریعہ پھر اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کرے گا اور اسلام کو دوبارہ غلبہ عطا فرمائے گا اور ماننے والوں کی تسکین کے سامان بھی کرے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں اپنے اس دنیا سے جانے اور خلافت کے ذریعہ جماعت کی ترقیات کے جاری رہنے کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سواب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں" آپ اپنے صحابہ کو اپنے اس دنیا سے رخصت ہونے کی اطلاع دیتے ہوئے تسلی دے رہے ہیں "کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر

دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعائیں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

پس مشکلات بھی آئیں گی۔ ابتلاء بھی آئیں گے لیکن آخری فتح انشاء اللہ جماعت احمدیہ کی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے جاری ہونے والا نظام خلافت ہی وہ حقیقی نظام ہے جس کے ساتھ ترقیات وابستہ ہیں اور دنیا کی امن و سلامتی بھی وابستہ ہے۔ یہی نظام ہے جس کے ذریعہ سے تمام دنیا پر اسلام کی برتری ثابت ہونی ہے اور غلبہ قائم ہونا ہے۔ چنانچہ اس غلبہ کی خبر دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰهُ لَا غَلِبَ لَیَّکَ اَنَا وَرُسُلِی (المجادلة: 22)۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی جنت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راہستہ کو وہ دنیا میں پھیلا نا چاہتے ہیں اُس کی ختم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کر تا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نامتام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1) خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔

پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ

اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيَبْكُنَّ لَهُمْ دِيْنُهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ اَبْعَدِ خَوْفِهِمْ اٰمَنًا (النور: 56)۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جمادیں گے۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304-305)

اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد ایک جھٹکا تو جماعت کو لگا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کے ذریعہ جماعت کو فوراً سنبھال لیا۔ اگر کسی کی کوئی نیت شرارت کی تھی بھی تو وہ جلد ہی قابو میں آگئے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کے وصال کے بعد جماعت کو ایک بڑا جھٹکا لگا اور جماعت کے بعض سرکردہ جماعت مبائعین سے علیحدہ بھی ہو گئے، خلافت کے انکاری بھی ہو گئے اور کافی سخت حالات تھے۔ ایک لمبی تفصیل ہے۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا؟ آخر میں خلافت ہی کامیاب ہوئی اور کامیابیوں کی راہوں پر چلتی چلی گئی اور منزلیں طے کرتی چلی گئی۔ پھر خلافت ثالثہ میں جیسا کہ میں نے ذکر کیا سختیوں کے دور آئے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ حکومت کے خوفناک منصوبے تھے لیکن جماعت کی ترقی میں کوئی روک نہیں پیدا ہو سکی۔ خلافت رابعہ میں مزید سختی پاکستان کی حکومت نے دکھائی تو اس ابتلا میں بھی اللہ تعالیٰ نے تسکین کے سامان پیدا فرمادیئے۔ جماعت نئی منزلیں طے کرنے لگی۔ تبلیغ کے نئے نئے راستے کھلنے لگے اور پھر سیٹلائٹ کے ذریعہ سے دنیا میں تبلیغ جانے لگی۔ پھر خلافت خامسہ میں بھی نئے راستوں میں مزید وسعت پیدا ہوئی۔

جماعت کا پیغام ہزاروں سے نکل کر، بلکہ لاکھوں سے نکل کر کروڑوں میں جانے لگ گیا۔ ایک ملک یا دو ملکوں کی بجائے کئی ملکوں میں اب مخالفت شروع ہو گئی ہے اور یہی احمدیت کی سچائی کی دلیل ہے اور یہی ترقی کی نشانی بھی ہے۔ احمدیت سے پیچھے ہٹانے کی کوششیں ہو رہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق ترقی کی راہیں کھولتا چلا جا رہا ہے اور ترقی ہوتی چلی جا رہی ہے اور یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ عارضی روکوں کے باوجود اسلام کا غلبہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اور آپ کے بعد جاری نظام خلافت کے ذریعہ ہی ہونا ہے۔ مخالفین چاہیں جتنا مرضی زور لگالیں ان کے حصہ میں نامرادی اور ناکامی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توفیق دے کہ وہ اپنے ایمان میں بھی مضبوط ہو اور اعمال صالحہ بجالانے والا بھی ہو اور عبادتوں کے معیار بھی ہر احمدی کے بلند ہوتے چلے جائیں تاکہ ہم ہمیشہ اس ترقی کا حصہ بننے والے رہیں۔

نماز جمعہ کے بعد میں ایک جنازہ حاضر بھی پڑھاؤں گا (جنازہ آگیا ہے نا؟) جو چوہدری حمید احمد صاحب ابن چوہدری محمد سلیمان اختر صاحب کا ہے۔ یہ پچھلے سات آٹھ سال سے یہیں رہتے تھے۔ 20 مئی 2017ء کو بیابلیس سال کی عمر میں کینسر سے وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت چوہدری مولا بخش صاحب صحابی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑپوتے تھے۔ اپنے خاندان کے ساتھ 1990ء میں ہجرت کر کے جرمنی آئے اور وہاں بھی جماعتی خدمات میں نمایاں رہے۔ وہاں لوکل سیکرٹری تبلیغ رہے۔ قائد مجلس رہے۔ خدام الاحمدیہ جرمنی کے معتمد رہے۔ اس کے علاوہ ریجنل امارت میں بطور سیکرٹری امور عامہ بھی خدمت کی توفیق پائی۔ پھر یوسنیا کاجو (پہلا) جلسہ تھا اس جلسہ میں جرمنی کے نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ کھیلوں کا بھی بڑا شوق تھا۔ تبلیغی سٹال بڑے شوق سے اور توجہ سے لگاتے تھے۔ کبھی کوئی معاون میسر نہ آتا تو خود ہی اکیسے سٹال کے لئے نکل جاتے۔ 2009ء میں جرمنی سے یو۔ کے آگئے اور یہاں آکر ریجنل ناظم تعلیم اطفال کی حیثیت سے خدمت کی۔ اور پھر بڑی اعلیٰ پوزیشن بھی حاصل کر لی۔ اپنی مجلس کے اطفال کو بڑی ترقی دی۔

تبلیغ کا شوق بھی جیسا کہ میں نے کہا بہت تھا۔ خدام الاحمدیہ میں بھی اور انصار اللہ میں بھی مختلف عہدوں کی حیثیت سے خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں مستقل طور پر یہ رضا کارانہ کام کرتے تھے اور ہماری کافی ڈاک نکالنے میں مدد کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ خادم کی حیثیت سے سیکوریٹی ڈیوٹی بھی دیتے تھے۔ بلکہ میں تو بعض دفعہ سمجھتا تھا کہ شاید یہ کوئی اور کام کرتے ہی نہیں۔ سارا دن یہیں مسجد کے قریب ہی رہتے ہیں۔ لیکن اپنا پرائیویٹ کام بھی کرتے تھے اور اس میں سے وقت نکالتے تھے اور کئی کئی گھنٹے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کو اور اسی طرح خدام کی ڈیوٹیوں کو بھی دیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ اپنے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے چھوڑے ہیں۔ ان کے والد بھی حیات ہیں۔ بھائی ہیں۔

ان کے والد سلیمان اختر صاحب لکھتے ہیں کہ میرا بیٹا بہت ہی فرمانبردار تھا۔ بچپن سے ہی جماعتی کاموں میں مشغول رہا۔ ہر وقت اس کے دل میں دین کی خدمت کا جذبہ موجزن رہتا تھا۔ خدمت کا کوئی موقع اسے میسر آیا تو اس نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ بچوں کو نماز باجماعت کے لئے مسجد میں لے جاتے۔ حتیٰ کہ بیماری کے ایام میں بھی ذرا طبیعت سنبھلتی تو اس طریق پر عمل کرتے اور آخر میں اپنی بیماری سے بڑی ہمت سے انہوں نے بڑا مقابلہ کیا اور گھر بیٹھ کے بھی سیکرٹری وقف کو کی حیثیت سے اپنے کام سرانجام دیتے رہے۔ ان کی اہلیہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ بچوں کے ساتھ دوستوں کا تعلق تھا اور ان کی تربیت کا ہر وقت خیال رہتا۔ اور پھر یہ کہ ہماری شادی کو پندرہ سال ہو رہے ہیں لیکن آج تک کبھی اونچی آواز سے انہوں نے بات نہیں کی۔

یہاں یو کے کے مہتمم مقامی لکھتے ہیں کہ خلافت احمدیہ اور نظام جماعت سے جنون کی حد تک عشق تھا۔ ہمیشہ جماعتی مفاد کو پہلے رکھتے تھے۔ دو تین دفعہ یہ بیماری کی وجہ سے ہسپتال داخل رہے ہیں لیکن جب ذرا طبیعت بہتر ہوتی تھی فوراً اپنے کام پر آجایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ احساس بھی نہیں ہوتا تھا کہ بیمار ہیں۔ آخری بیماری میں یہی اظہار تھا کہ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ مسجد میں جا کر نمازیں نہیں پڑھ سکتا۔ ان کے ایک دوست لکھتے ہیں کہ

ٹیکسی کرتے تھے۔ میرے ساتھ ٹیکسی سٹینڈ پر ان کا پہلا نمبر تھا اور میرا ان کے بعد میں تھا کہ نماز کا وقت ہوا تو یہ چلے گئے اور میں اس لئے کہ کوئی سواری آجائے گی وہاں کھڑا رہا۔ لیکن ہوا یہ کہ یہ نماز پڑھ کے واپس بھی آگئے اور پھر سواری انہی کو پہلے ملی اور مجھے نہیں ملی۔ اس کے بعد سے مجھے بھی سبق ملا کہ اپنے دنیاوی کاموں کو دین کے لئے قربان کرنا چاہئے۔ عبادت جو ہے اللہ تعالیٰ کا فرض جو ہے اس کو بہر حال پہلے ادا کرنا چاہئے۔ اس لحاظ سے یہ اپنے ساتھیوں کی بڑی خاموش تربیت بھی کر دیا کرتے تھے۔

ہر ایک کے کام آنا ان کا خاص وصف تھا۔ ان کے ایک دوست لکھتے ہیں رات دو بجے بھی کوئی کام ہوتا تو فوراً کہتے کہ میں کر دوں گا۔ عطاء المحیب راشد صاحب لکھتے ہیں کہ تبلیغی سٹال پر بڑی باقاعدگی سے جاتے تھے اور بڑے ہنستے مسکراتے تھے۔ سب کو سلام کر کے یہ کام کرتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے کسی دوست سے ان کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آج ان کی طبیعت ذرا بہتر تھی اس لئے وہ تبلیغ کرنے کے لئے نکل گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی نیک صالح بنائے اور خلافت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔

جیسا کہ میں نے کہا نماز کے بعد حاضر جنازہ ہے۔ میں باہر جا کر نماز جنازہ ادا کروں گا اور آپ لوگ یہیں مسجد میں صفیں بنالیں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 16 جون 2017ء تا 22 جون 2017ء جلد 24 شمارہ 24 صفحہ 09 تا 05)

22

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 02 جون 2017ء بمطابق 02 احسان 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
(البقرہ: 184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے
لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

الحمد للہ کہ ہمیں اپنی زندگی میں ایک اور رمضان کے مہینہ میں سے گزرنا نصیب ہو رہا ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو میری اُمت اس
بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی! رمضان
کے فضائل کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا یقیناً جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک مزین کیا جاتا ہے۔

(معجم الکبیر جلد 22 صفحہ 388-389 حدیث 1967 ابو مسعود الغفاری مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ بیان
کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور
اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب صوم رمضان احتساباً من الایمان حدیث 38)

اور اگر تمہیں معلوم ہو تا کہ رمضان کی کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ
سارا سال ہی رمضان ہو۔ پس رمضان کی فضیلت نہ صرف مہینے کے دنوں سے ہے، نہ صرف ایک وقت تک کھانے
پینے کے رکنے سے ہے۔ صرف اس بات کے لئے سارا سال اللہ تعالیٰ کی جنت کے لئے تیاری نہیں ہو رہی ہوتی۔ اس

لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دوسری حدیث ہے اس میں واضح طور پر فرمادیا کہ ایمان کی حالت میں روزہ رکھنے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے اپنے روز و شب رمضان میں گزارنے سے ہی یہ مقام ملتا ہے اور جب یہ حالت ہوگی تو تجھی گزشتہ گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ انسان ایمان میں ترقی کرتا ہے۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔ اپنی کمزوریوں کو دیکھتا ہے۔ اپنے اعمال کو دیکھتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی پر غور کرتا ہے۔ اپنے عملوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو تجھی گناہوں کی معافی بھی ہوتی ہے۔ اور یہی مقصد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی رمضان کے روزوں سے حاصل کرنے کا بیان فرمایا ہے۔

اس آیت میں جو ہمیں نے تلاوت کی ہے کہ تم پر روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں، رمضان کا مہینہ ہر سال اس لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ اور تقویٰ یہی ہے کہ ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو تجھی تم روزوں سے فیضیاب ہو سکتے ہو اور شیطانی حملوں سے بچ سکتے ہو۔ جب خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے روزے رکھو گے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آؤ گے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے تو تجھی شیطان سے بچ سکتا ہے ورنہ شیطان کا یہ کھلا چیلنج ہے کہ ذرا انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ سے دُور ہو تو فوراً اسے شیطان نے دبوچا، اپنے قابو میں کر لیا۔ پس ایمان میں ترقی اور نفس کا محاسبہ ہی انسان کو اللہ تعالیٰ کی پناہ کا مورد بناتا ہے اور یہ تجھی ہو سکتا ہے جب انسان تقویٰ پر چلنے والا ہو۔

ایمان کی حالت اور معیار اور تقویٰ کی حالت اور معیار کیا ہونے چاہئیں اور یہ کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں؟ اس کے بارے میں ہمیں وہی صحیح بتا سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کام پر مامور کیا ہو اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق اور زمانے کے امام کے ذریعہ سے ہی پتا چل سکتا ہے کہ آپ علیہ السلام کو ہی اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے بھیجا ہے۔ آپ ہی ہیں جنہوں نے ایمان کو دوبارہ زمین پر لا کر دلوں میں تقویٰ پیدا کرنے اور قائم کرنے کے اسلوب سکھانے تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب آپ کی مختلف مجالس میں باتیں، آپ کے ارشادات مختلف زاویوں سے اس طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

جیسا کہ حدیث میں آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے روزے ایمان کی حالت میں رکھے، اپنا محاسبہ کرتے ہوئے رکھے، اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا کہ ایمان کی حالت اُس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ خدا تعالیٰ کی پہچان نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری مرحلہ جو ہم نے طے کرنا ہے وہ خدا شناسی ہے۔ اس کو پہچاننا ہے اور اگر ہماری خدا شناسی ہی ناقص اور مشتبہ اور دھندلی ہے تو ہمارا ایمان ہر گز منور اور چمکیلا نہیں ہو سکتا۔ اور خدا شناسی کس طرح ہوگی؟ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے جلوے سے ہوگی۔ خدا کی پہچان اللہ تعالیٰ کی جو

صفت رحیمیت کی ہے اس کے ظاہر ہونے سے ہوتی ہے۔ ایسا تعلق خدا تعالیٰ سے پیدا کرنے سے ہوگی جس میں خدا تعالیٰ کی رحیمیت اور فضل اور قدرت کی صفات ہمارے تجربے میں آئیں گی۔ اور یہ باتیں اس وقت تجربے میں آسکتی ہیں جب خدا کی عبادت اور اس سے تعلق کا غیر معمولی اظہار ہو رہا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحیمیت اور فضل اور قدرت کی صفات جب تجربے میں آتی ہیں تو پھر وہ نفسانی جذبات سے چھڑاتی ہیں اور نفسانی جذبات کمزوری ایمان اور کمزوری یقین کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایمان کمزور نہ ہو، اللہ تعالیٰ پر یقین کامل ہو تو نفسانی جذبات پیدا نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ اس دنیا کی آسائشیں، اس کی املاک، اس کی دولتیں جس قدر انسان کو پیاری ہیں اتنی اخروی زندگی کی نعمتیں اسے پیاری نہیں۔

(ماخوذ از ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 244-245)

کہنے کو تو انسان کہتا ہے کہ مجھے آخری زندگی کی نعمتیں پیاری ہیں۔ کیونکہ اگر اخروی زندگی کی نعمتیں بھی اتنی ہی پیاری ہوتیں تو پھر ان کو حاصل کرنے کے لئے بھی اتنی ہی کوشش ہوتی جتنی ان دنیاوی چیزوں کے حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہوتی۔ پس واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحیمیت اور وعدوں پر حقیقی ایمان نہیں ہے اور اس بات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

پس اس وضاحت کے بعد ہی یہ بات اچھی طرح سمجھ آسکتی ہے کہ یہ ایمان کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ بہت بڑی چیز ہے۔ ایک بہت بڑا ٹارگٹ ہے جو ہمیں دیا گیا ہے۔ صرف تیس دن کے روزے رکھنے کے لئے یا رمضان کا مہینہ آنے کے لئے تیاریاں نہیں ہوتیں، نہ ان کی کوئی اہمیت ہے۔ یہ اہمیت تبھی بڑھتی ہے جب اس مہینے کی ٹریننگ سے ہماری یہ ساری کوششیں سارے سال کے عملوں پر منتج ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو فقروں میں ہمارے سامنے پوری زندگی کا لائحہ عمل رکھ دیا۔ ہمارے منہ سے کہہ دینے سے کہ ہم ایمان کی حالت میں روزے رکھ رہے ہیں اس لئے ہمارے سارے گناہ بخشے جائیں گے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیا، یہ کافی نہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے روزے رکھے تو اس کا بھی مطلب ہے کہ اپنے ایمان کو اس کسوٹی پر رکھ کر پرکھنا ہو گا جو اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی کسوٹی ہے۔ اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کسوٹی ہے۔ پس یہ دیکھنا ہے کہ ہم اس پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں۔

ایمان کی حالت اور اسے درست کرنے کا طریق بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان دو قسم کا ہے۔ ایک وہ ایمان ہے جو صرف زبان تک محدود ہے اور اس کا اثر افعال اور اعمال پر کچھ نہیں۔" زبان تک ایمان ہے۔ اپنے عملوں سے کوئی ایمان ظاہر نہیں ہو رہا ہوتا۔

"دوسری قسم ایمان باللہ کی یہ ہے کہ عملی شہادتیں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب تک یہ دوسری قسم کا ایمان پیدا نہ ہو میں نہیں کہہ سکتا کہ ایک آدمی خدا کو مانتا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کو مانتا بھی ہو اور پھر گناہ بھی کرتا ہو۔ دنیا کا بہت بڑا حصہ پہلی قسم کے ماننے والوں کا ہے۔"

آپ فرماتے ہیں کہ "میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں مگر یہ دیکھتا ہوں کہ اس اقرار کے ساتھ ہی وہ دنیا کی نجاستوں میں مبتلا اور گناہ کی کدورتوں سے آلودہ ہیں۔" فرمایا "پھر وہ کیا بات ہے کہ وہ خاصہ جو ایمان باللہ کا ہے اس کو حاضر ناظر دیکھ کر اس کی چیز نہیں اٹھاتا۔ پھر اس خدا کی مخالفت اور اس کے احکام کی خلاف ورزی چوڑے چمار کو حاضر ناظر دیکھ کر اس کی چیز نہیں اٹھاتا۔" مجھے اس کا اقرار ہے "میں اس پہ ایمان لاتا ہوں میں دلیری اور جرأت کیوں کرتا ہے جس کی بابت کہتا ہے" کہ "مجھے اس کا اقرار ہے" میں اس پہ ایمان لاتا ہوں فرمایا "میں اس بات کو مانتا ہوں کہ دنیا کے اکثر لوگ ہیں جو اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں۔ کوئی پر میشر کہتا ہے کوئی گاڈ کہتا ہے کوئی اور نام رکھتا ہے۔ مگر جب عملی پہلو سے ان کے اس ایمان اور اقرار کا امتحان لیا جاوے اور دیکھا جاوے تو کہنا پڑے گا کہ وہ نرا دعویٰ ہے جس کے ساتھ عملی شہادت کوئی نہیں۔"

فرمایا کہ "انسان کی فطرت میں یہ امر واقعہ ہے کہ وہ جس چیز پر یقین لاتا ہے اس کے نقصان سے بچنے اور اس کے منافع کو لینا چاہتا ہے۔ دیکھو۔ سنکھیا ایک زہر ہے اور انسان جبکہ اس بات کا علم رکھتا ہے کہ اس کی ایک رتی بھی ہلاک کرنے کو کافی ہے تو کبھی وہ اس کو کھانے کے لئے دلیری نہیں کرتا اس لئے کہ وہ جانتا ہے" کہ "اس کا کھانا ہلاک ہونا ہے۔ پھر کیوں وہ خدا تعالیٰ کو مان کر ان نتائج کو پیدا نہیں کرتا جو ایمان باللہ کے ہیں۔" فرمایا "اگر سنکھیا کے برابر بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو تو اس کے جذبات اور جوشوں پر موت وارد ہو جاوے۔ مگر نہیں۔ یہ کہنا پڑے گا کہ نرا قول ہی قول ہے۔ ایمان کو یقین کا رنگ نہیں دیا گیا ہے۔ یہ اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے" ایمان جب ہو تو اس پر یقین کامل ہونا چاہئے، اس کو یقین کا رنگ ملنا چاہئے کیونکہ وہ یقین کا رنگ نہیں ہے اس لئے فرمایا کہ نفس کو دھوکا دیتا ہے "اور دھوکا کھاتا ہے جو کہتا ہے کہ میں خدا کو مانتا ہوں۔" فرماتے ہیں کہ "پس پہلا فرض انسان کا یہ ہے کہ وہ اپنے اس ایمان کو درست کرے جو وہ اللہ پر رکھتا ہے یعنی اس کو اپنے اعمال سے ثابت کر دکھائے کہ کوئی فعل ایسا اس سے سرزد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کے احکام کے خلاف ہو۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 312-313)

پس یہ ہے ایک مومن کا محاسبہ کا طریق۔ رمضان کے مہینے میں ایک خاص ماحول بنا ہوتا ہے اور دوسروں کی دیکھا دیکھی بھی عبادتوں اور نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہوتی ہے۔ ایسے ماحول میں عبادتوں اور نیکیوں کی طرف توجہ کرتے ہوئے، اپنے اعمال کی طرف توجہ کرتے ہوئے، ہمیں اپنے خدا کے آگے جھکتے ہوئے گزشتہ

گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے اور پھر اس رمضان کی عبادتوں کو اور اس میں تبدیلیوں کو آئندہ زندگی کا مستقل حصہ بنا لینا چاہئے۔ اور اس میں جو گناہ معاف ہوئے یا جنت کے دروازے کھولے گئے تو پھر ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے کہ یہ کھلے رہیں۔ اور رمضان کے فیوض سے حصہ لینے کے لئے نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ کرے کہ ہم اس کے فیض پاتے چلے جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے روزوں کا جو مقصد رکھا ہے کہ تقویٰ حاصل ہو اس کے بھی معیار حاصل کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

تقویٰ میں ترقی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف ذریعہ سے ہمیں جو سمجھایا ہے اس بارے میں بھی آپ کے حوالے سے بعض باتیں پیش کرتا ہوں۔ انسان کی ایمانی حالت بھی اس وقت ترقی کرتی ہے جب تقویٰ میں ترقی ہو۔ پس جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ایمان کی حالت اور محاسبہ کرتے ہوئے رمضان گزارو تو اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرتے ہوئے، اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کرتے ہوئے یہ دن گزارو اور اگر اس میں سے کامیاب گزر گئے تو پھر تقویٰ زندگی کا مستقل حصہ بن جائے گا۔ اپنی عملی حالتوں کو انسان صرف رمضان میں ہی درست نہیں کرے گا بلکہ یہ فیض جاری فیض ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ قرآن اور اسلام کی تعلیم کا مقصد تو تقویٰ پیدا کرنا تھا وہی ہمیں آج نظر نہیں آتا۔ روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں لیکن تقویٰ سے عاری ہونے کی وجہ سے یہی نمازیں اور روزے انہیں گناہگار بنا رہے ہیں۔ یہ اسلام کے نام پر جو آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ دہشت گردی ہو رہی ہے۔ معصوموں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ تقویٰ نہیں رہا۔ ہر روز کچھ نہ کچھ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ دودن پہلے افغانستان میں بھی بڑے ظالمانہ طور پر سو کے قریب لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ کیا ان لوگوں کو رمضان کوئی فائدہ دے گا یا یہ رمضان کی فضیلت حاصل کرنے والے ہوں گے؟ اس سے فیض پانے والے ہوں گے؟ یقیناً نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے دُور ہٹ رہے ہیں اور یہ تقویٰ سے دُور ہیں۔ اسی لئے اور عین قرآنی تعلیم کے مطابق ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ بغیر تقویٰ کے نمازیں بھی بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہیں۔ دوزخ کی چابی ہیں۔ اس کی طرف لے جانے والی ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 48)

پس ایسے لوگوں کو رمضان کس طرح فائدہ دے سکتا ہے جو تقویٰ سے عاری ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ظلم کرتے ہیں وہ کبھی رمضان سے فیض اٹھانے والے نہیں ہو سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں

آنے والے ہیں۔

پس ایسے وقت میں جب ہم ظلم و بربریت کے یہ واقعات سنتے اور دیکھتے ہیں تو ہم احمدیوں کو پہلے سے بڑھ کر استغفار کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے کہ اس نے ہمیں ان ظالم لوگوں سے علیحدہ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی، اپنے اپنے عملوں پر نظر رکھنی چاہئے، اپنے ایمان کی مضبوطی کی فکر کرنی چاہئے۔ اس بات پہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں وہ راستے دکھائے جو خدا تعالیٰ سے ملانے کے راستے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ایمان کی جڑ تقویٰ اور طہارت ہے۔ فرمایا کہ اسی سے ایمان شروع ہوتا ہے اور اسی سے اس کی آبپاشی ہوتی ہے اور نفسانی جذبات دبتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 243)

پس آپ کے اس ارشاد سے یہ بات مزید کھل گئی کہ ایمان بغیر تقویٰ کے پیدا ہی نہیں ہو سکتا اور نہ صرف یہ کہ ایمان کی جڑ تقویٰ ہے بلکہ ایمان کی حفاظت اور پرورش بھی تقویٰ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ تقویٰ ہو گا تو اعمال نیک ہوں گے اور اعمال نیک ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہوں گے تو ایمان میں ترقی پیدا ہوگی۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ رمضان کی فضیلت کے پھل بھی تقویٰ میں بڑھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ تقویٰ بڑھے گا تو ایمان بڑھے گا، محاسبہ کی طرف توجہ ہوگی۔ اور جب محاسبہ کی طرف توجہ ہوگی، اپنا جائزہ انسان لے گا تو نفسانی جذبات بھی پھر دیں گے۔ اور جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے نفسانی جذبات کا دہنا ہی اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اس کا قرب دلاتا ہے۔

اصل تقویٰ کی حقیقت کو مزید بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اصل تقویٰ جس سے انسان دھویا جاتا ہے اور صاف ہوتا ہے اور جس کے لئے انبیاء آتے ہیں وہ دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ کوئی ہو گا جو قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (الشمس: 10) کا مصداق ہو گا۔ پاکیزگی اور طہارت عمدہ شے ہے۔ انسان پاک اور مطہر ہو تو فرشتے اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ لوگوں میں اس کی قدر نہیں ہے ورنہ ان کی لذات کی ہر ایک شے حلال ذرائع سے ان کو ملے۔" اگر لوگوں میں تقویٰ کی قدر ہو تو جو بھی دنیاوی لذات ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ بھی تمہیں حلال ذریعے سے ملیں نہ کہ حرام ذریعہ سے، ناجائز ذریعہ سے۔ فرمایا کہ "چور چوری کرتا ہے کہ مال ملے لیکن اگر وہ صبر کرے تو خدا تعالیٰ اسے اور راہ سے مالدار کر دے۔ اسی طرح زانی زنا کرتا ہے اگر صبر کرے تو خدا تعالیٰ اس کی خواہش کو اور راہ سے پوری کر دے جس میں اس کی رضا حاصل ہو۔" آپ فرماتے ہیں کہ "حدیث میں ہے کہ کوئی چور چوری نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا اور

کوئی زانی زنا نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا۔" جب ایمان کی حالت ختم ہو جاتی ہے تو پھر ہی ایسے فعل سرزد ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "جیسے بکری کے سر پر شیر کھڑا ہو تو وہ گھاس بھی نہیں کھا سکتی تو بکری جتنا ایمان بھی لوگوں کا نہیں ہے۔"

کیونکہ مجلس میں ذکر ہو رہا تھا اس لئے اسی بات کا اخبار میں ایک دوسری جگہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "حدیث میں آیا ہے کہ چور چوری نہیں کرتا جبکہ مومن ہو۔ یہ بالکل سچی بات ہے۔ بکری کے سر پر اگر شیر ہو تو اس کو حلال کھانا بھی بھول جاتا ہے چہ جائیکہ وہ کسی دوسرے کے کھیت میں جائے۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہو تو ممکن نہیں کہ گناہ کرے۔"

فرماتے ہیں کہ "اصل جڑ اور مقصود تقویٰ ہے۔ جسے وہ عطا ہو تو سب کچھ پاسکتا ہے۔ بغیر اس کے ممکن نہیں ہے کہ انسان صغائر اور کبائر سے بچ سکے۔" بڑے گناہوں سے، چھوٹے گناہوں سے بچ سکے۔ فرمایا کہ "انسانی حکومتوں کے احکام گناہوں سے نہیں بچا سکتے۔ حکام ساتھ ساتھ تو نہیں پھرتے کہ ان کو خوف رہے۔" لوگوں کو ان کا خوف رہے "انسان اپنے آپ کو اکیلا خیال کر کے گناہ کرتا ہے ورنہ وہ کبھی نہ کرے اور جب وہ اپنے آپ کو اکیلا سمجھتا ہے اُس وقت وہ دہریہ ہوتا ہے۔" جب اکیلا سمجھتا ہے تو ظاہر ہے وہ سمجھتا ہے کہ خدا مجھے نہیں دیکھ رہا تو مطلب یہ ہے کہ اس وقت وہ دہریہ ہوتا "اور یہ خیال نہیں کرتا کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے دیکھتا ہے۔ ورنہ اگر وہ یہ سمجھتا تو کبھی گناہ نہ کرتا۔" فرماتے ہیں "تقویٰ سے سب شے ہے۔" ہر چیز تقویٰ پہ ہی منحصر ہے "قرآن نے ابتدا اسی سے کی ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ: 5) سے مراد بھی تقویٰ ہے کہ انسان اگرچہ عمل کرتا ہے مگر خوف سے جرأت نہیں کرتا کہ اسے اپنی طرف منسوب کرے اور اسے خدا کی استعانت سے خیال کرتا ہے اور پھر اسی سے آئندہ کے لئے استعانت طلب کرتا ہے۔ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ انسان کہتا ہے۔ تیری عبادت کرتے ہیں۔ انسان خود عبادت کر رہا ہے، عمل کر رہا ہے لیکن اس کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ باوجود اس کے کہ وہ عمل کر رہا ہے اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہہ دیتا ہے کہ یہ عبادت جو ہے یہ بھی تیری مدد کی وجہ سے ہی ہو رہی ہے۔ تو توفیق دے رہا ہے تو عبادت ہو رہی ہے ورنہ یہ عبادت نہیں ہو سکتی۔ اور پھر آئندہ کے لئے بھی مدد طلب کرتا ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ عبادت کی توفیق ملتی رہے۔ پس یہ ہے تقویٰ کا معیار۔

پھر فرمایا کہ "دوسری سورت بھی ہُدٰی لِلْمُتَّقِيْنَ (البقرة: 3) سے شروع ہوتی ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ سب اسی وقت قبول ہوتا ہے جب انسان متقی ہو۔" پس تقویٰ ہو گا تو یہ چیزیں قبول ہوں گی۔ اگر تقویٰ نہیں تو یہ چیزیں بھی قابل قبول نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "اس وقت خدا تمام داعی گناہ کے اٹھا دیتا ہے۔" یعنی انسان کو گناہ کی ترغیب دینے والی جو بھی چیزیں ہیں اگر تقویٰ کامل ہو تو گناہ کی ترغیب دینے والی، گناہ

کی طرف لے جانے والی، گناہ کی طرف بلانے والی ان سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ پھر ختم کر دیتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "بیوی کی ضرورت ہو تو بیوی دیتا ہے۔ دوا کی ضرورت ہو تو دوا دیتا ہے۔ جس شے کی حاجت ہو وہ دیتا ہے اور ایسے مقام سے روزی دیتا ہے کہ اسے خبر نہیں ہوتی۔"

آپ فرماتے ہیں "ایک اور آیت قرآن شریف میں ہے إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا (حُم السجدة: 31)۔" فرماتے ہیں کہ "اس سے بھی مراد متقی ہیں۔" یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدے پر قائم ہو گئے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ وہی ہماری سب ضرورتوں کو پوری کرنے والا ہے۔ وہی پالنے والا ہے۔ ان پر فرشتے یہ کہتے ہوئے اتریں گے کہ ڈرو نہ اور تمہارے جو کوئی پچھلے فعل ہیں، عمل ہیں ان پر بھی خوف نہ کھاؤ کیونکہ اب تم نے تقویٰ اختیار کر لیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ "اس سے بھی مراد متقی ہیں۔ ثُمَّ اسْتَقَامُوا۔ یعنی ان پر زلزلے آئے، ابتلاء آئے، آندھیاں چلیں مگر ایک عہد جو اس سے کرچکے اس سے نہ پھرے۔" خدا تعالیٰ سے ثابت قدمی کا عہد کر لیا۔ یہ نہیں کہ سال کے سال رمضان آئے گا تو پھر اس پر عمل ہو گا اور تقویٰ اختیار ہو گا اور ایک مہینہ میں جنت کے دروازے کھل جائیں گے۔ استقامت شرط ہے۔ آپ فرماتے ہیں "پھر آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب انہوں نے ایسا کیا اور صدق اور وفاد کھائی تو اس کا اجر یہ ملا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ۔ یعنی ان پر فرشتے اترے اور کہا کہ خوف اور حُزن مت کرو۔" غم مت کر۔ "تمہارا خدا متوئی ہے۔ وَأَبَشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ (حُم السجدة: 31) اور بشارت دی کہ تم خوش ہو اس جنت سے۔" فرماتے ہیں کہ "اس جنت سے یہاں مراد دنیا کی جنت ہے۔" اگلے جہان کی جنت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تقویٰ پر چلنے والوں کو اس جنت کی بشارت دے رہا ہے۔ "جیسے قرآن مجید میں ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ (الرَحْمَن: 47)۔" پھر فرماتے ہیں "پھر آگے ہے نَحْنُ أَوْلِيُّكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (حُم السجدة: 32)۔ دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے ولی اور منتقل ہیں۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 251 تا 253)

پس اللہ تعالیٰ مستقل مزاجی سے نیکیوں پر قائم ہونے والوں کے گناہ معاف کرتا ہے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ انہیں دنیا کی نعمتوں سے بھی نوازتا ہے اور آخرت میں بھی ولی اور منتقل ہوتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو رمضان میں اپنی حالتوں کو بدلتے ہوئے مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ اس طرح اپنی زندگیاں گزاریں۔

تقویٰ اور استقامت اختیار کرنے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ:

"اوائل میں جو سچا مسلمان ہوتا ہے اسے صبر کرنا پڑتا ہے۔" شروع شروع میں تو صبر کرنا پڑتا ہے۔ "صحابہؓ

پر بھی ایسے زمانے آئے ہیں کہ بچے کھا کھا کر گزارہ کیا۔ بعض وقت روٹی کا ٹکڑا بھی میسر نہیں آتا تھا۔ کوئی انسان کسی کے ساتھ بھلائی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالیٰ بھلائی نہ کرے۔ جب انسان تقویٰ اختیار کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے واسطے دروازہ کھول دیتا ہے۔ مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا۔ وَيَزِدْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: 3-4) خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ۔ آپؐ فرماتے ہیں سچا ایمان لاؤ۔ اس آیت کے دو حصے ہیں۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی راستہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے رزق دے گا وَ يَزِدْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس رزق کا خیال بھی نہیں آتا۔ آپؐ فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ۔ اس سے سب کچھ حاصل ہو گا۔ استقامت چاہئے۔ انبیاء کو جس قدر درجات ملے ہیں استقامت سے ملے ہیں۔" فرمایا کہ: "خالی خشک نمازوں اور روزوں سے کیا ہو سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 204)

رمضان میں صرف روزے اور نمازیں پڑھ لیں تو اس سے کچھ نہیں ہو گا۔ مستقل مزاجی ہو گی تو سب کچھ ملے گا۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں متقی بنانا چاہتا ہے تاکہ اس کے بے حساب فضلوں کے دروازے ہم پر کھلیں۔ اور رمضان میں خاص طور پر وہ اپنے فضلوں کے دروازے تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے کھولتا ہے۔ متقی بننے کے لئے نہ صرف برائیوں کو چھوڑنا ہے بلکہ نیکیاں بھی اختیار کرنی ہیں۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق، ربا، عجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو۔ تو اخلاقِ رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاقِ فاضلہ میں ترقی کرے۔" جتنے گھٹیا اخلاق ہیں ان سے بچے اور جو اچھے اخلاق ہیں ان میں ترقی کرے۔ یہ ضروری شرط ہے۔ فرمایا کہ "لوگوں سے مروّت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقامِ محمود تلاش کرے۔" ایسی نیکیاں اور ایسی خدمات کرے جو قابلِ تعریف ہوں، غیر معمولی ہوں۔ تقویٰ کے معیار تبھی ملتے ہیں کہ بے نفس ہو کر دوسروں سے نیکیاں کی جائیں۔

اللہ کے حقوق بھی، بندوں کے حقوق بھی ایسے اعلیٰ مقام پر ایسے اعلیٰ درجے کے ہوں جو قابلِ تعریف ہوں۔ فرمایا کہ "ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں۔" جن میں یہ سب باتیں جمع ہو جاتی ہیں "وہی اصل متقی ہوتے ہیں۔ (یعنی اگر ایک ایک خُلقِ فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اسے متقی نہ کہیں گے جب تک بحیثیتِ مجموعی اخلاقِ فاضلہ اس میں نہ ہوں۔) اور ایسے ہی شخصوں کے لئے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (البقرہ: 63) ہے۔ اور اس کے بعد ان کو کیا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولی ہو جاتا ہے جیسے کہ وہ

فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ (الاعراف: 197)۔ "فرمایا کہ" حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ ان کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتے ہیں۔ ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے میں اس سے کہتا ہوں کہ میرے مقابلے کے لئے تیار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 400-401)

پھر تقویٰ کی اہمیت اور اپنی ماموریت کے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے "ہمیں جس بات پر مامور کیا ہے وہ یہی ہے کہ تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے۔ تقویٰ ہونا چاہئے۔ نہ یہ کہ تلوار اٹھاؤ۔ یہ حرام ہے۔ اگر تم تقویٰ کرنے والے ہو گے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہوگی۔ پس تقویٰ پیدا کرو۔ جو لوگ شراب پیتے ہیں یا جن کے مذہب کے شعائر میں شراب جزوِ اعظم ہے ان کو تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ نیکی سے جنگ کر رہے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ایسی خوش قسمت دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ بدیوں سے جنگ کرنے والے ہوں اور تقویٰ اور طہارت کے میدان میں ترقی کریں۔ یہی بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز موثر نہیں ہو سکتی۔" فرمایا "اس وقت کل دنیا کے مذاہب کو دیکھ لو کہ اصل غرض تقویٰ مفقود ہے اور دنیا کی وجاہتوں کو خدا بنایا گیا ہے۔ حقیقی خدا چھپ گیا ہے اور سچے خدا کی ہتک کی جاتی ہے۔ مگر اب خدا چاہتا ہے کہ وہ آپ ہی مانا جاوے اور دنیا کو اس کی معرفت ہو۔ جو لوگ دنیا کو خدا سمجھتے ہیں وہ متوکل نہیں ہو سکتے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 357-358)

پھر آپ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "جو لوگ نری بیعت کر کے چاہتے ہیں کہ خدا کی گرفت سے بچ جائیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ ان کو نفس نے دھوکہ دیا ہے۔" فرمایا "دیکھو طبیب جس وزن تک مریض کو دوا پلائی چاہتا ہے اگر وہ اس حد تک نہ پیوے تو شفا کی امید رکھنی فضول ہے۔..... پس اس حد تک صفائی کرو اور تقویٰ اختیار کرو جو خدا کے غضب سے بچانے والا ہوتا ہے۔" فرمایا "اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والوں پر رحم کرتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔" فرمایا کہ "انسان جب متقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے غیر میں فرقان رکھ دیتا ہے۔"

آپ فرماتے ہیں کہ "ہماری جماعت کو ڈرنا چاہئے۔ اگر کسی میں تقویٰ ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو وہ بچایا جائے گا۔" فرمایا کہ "اس سلسلہ کو خدا تعالیٰ نے تقویٰ ہی کے لئے قائم کیا ہے کیونکہ تقویٰ کا میدان بالکل خالی ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 361 تا 363)

پس ایک اور رمضان کا ہماری زندگیوں میں آنا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ رمضان اس لئے آتا ہے کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے ہی قائم کیا ہے ہم پر بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے کہ ہم ہر وقت اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو یہ خاص فضل کے دن رکھے ہوئے ہیں ان میں اپنے اندر ایسی تبدیلیاں پیدا کریں اور اپنے تقویٰ کے معیاروں کو ایسا بڑھانے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ اور پھر رمضان تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز کے بعد ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم خواجہ احمد حسین صاحب درویش قادیان کا ہے جو مکرم محمد حسین صاحب کے بیٹے تھے۔ 31 مئی 2017ء کو 92 سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ۔ 1926ء میں قادیان کے نزدیک گاؤں سیکھواں میں پیدا ہوئے۔ ان کے نانا حضرت میاں امام دین صاحب اور ان کے دو بھائی میاں جمال دین صاحب اور میاں خیر دین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ خواجہ احمد حسین صاحب کا بچپن انتہائی غربت میں گزرا۔ 9 سال کی عمر میں اپنے خاندان کے ساتھ قادیان آکر آباد ہوئے اور حالات کی وجہ سے تعلیم حاصل نہ کر سکے لیکن بچپن میں پڑھائی کا شوق تھا۔ ذاتی کوشش سے پہلے قرآن شریف پڑھنا سیکھ لیا۔ پھر قادیان میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس عرفان میں شامل ہوتے تھے اور وہیں سے انہوں نے اپنے علم کو بہت بڑھایا۔ تقسیم ملک کے وقت حضرت مصلح موعودؑ کی تحریک پر اپنے والدین سے مشورہ کر کے قادیان میں رہنے پر راضی ہو گئے اور درویشی اختیار کی۔ جہاں جماعت پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ درویشوں کو گزراہ الاؤنس کے لئے انجمن کے پاس رقم نہیں تھی، وسائل محدود تھے تو تب بعض ہنرمند درویشوں کو کہا گیا کہ باہر جا کر روزگار تلاش کریں۔ آپ ٹیلرنگ کا کام جانتے تھے۔ چنانچہ اس لحاظ سے 1953ء سے 62ء تک جنوبی ہند میں قیام کے دوران یہ اپنا روزگار خود مہیا کرتے رہے۔ پھر واپس قادیان آ گئے۔ اور پھر صدر انجمن احمدیہ کے مختلف دفاتر میں ان کو خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ 1989ء میں آپ ریٹائر ہو گئے۔ اور جماعتی خدمات کے ساتھ ساتھ قادیان میں مسجد مبارک کے گیٹ کے سامنے انہوں نے اپنی ایک سلائی کی دکان بھی کھول لی۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، نہایت خاموش اور خوش اخلاق انسان تھے۔

2005ء میں یہاں جلسہ یو۔ کے میں ان کو بھی شرکت کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ سے لے کے خلافت خامسہ تک چار خلافتوں کو دیکھنے کی توفیق ملی۔ ہمیشہ اپنا کام خود کرنے کے عادی تھے۔ اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستگی کی تلقین کرتے تھے۔ ان کی پہلی شادی ان کے رشتہ داروں میں ہوئی تھی اور کیونکہ جماعت کا حکم تھا کہ عورتوں کو پاکستان بھجوا دیا جائے تو انہوں نے اپنی بیوی کو پاکستان بھجوادیا۔ یہ ان کی پہلی شادی تھی۔ ان کی والدہ

کیونکہ غیر احمدی تھیں اور ان کا صحیح تعاون نہیں تھا تو پھر وہاں سے اس کا تعلق ختم ہو گیا۔ 1953ء میں انہوں نے حیدر آباد دکن سے ایک خاتون حمیدہ بیگم سے دوسری شادی کی۔ ان سے ان کی چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ آپ کے بیٹے خواجہ بشیر احمد صاحب تعلیم الاسلام سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ اور ان کی ایک بیٹی سلیمہ قمر صاحبہ، نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل اشاعت لندن کی اہلیہ ہیں۔ اسی طرح ایک اور داماد بھی آپ کے حفیظ بھٹی صاحب قادیان میں سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں۔

ان کی بیٹی، نصیر قمر صاحب کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ بیشمار خوبیوں کے مالک تھے۔ دعاگو، سادہ مزاج، جفاکش، خوش مزاج، خلافت کے شیدائی، نہایت شریف النفس انسان تھے۔ اور کہتی ہیں جب میں شادی ہو کے ربوہ گئی ہوں تو میں ذرا افسردہ تھی۔ مجھے کہا افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم تو خوش قسمت ہو کہ ہر جمعہ کو خلیفہ وقت کا خطبہ براہ راست سنا کرو گی۔ ہر وقت مسجد کی طرف ان کی توجہ رہتی کہ ہر نماز میں مسجد میں جایا کروں۔ چند سال پہلے سٹروک ہوا جس کی وجہ سے مسجد نہیں جاسکتے تھے تو ہمیشہ یہ دعا کرتے تھے اور لوگوں کو کہتے تھے کہ یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میری ٹانگوں میں اتنی جان ڈال دے کہ میں مسجد جاسکوں۔ اور بیشمار نیکیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ باوجود غربت کے، تنگی حالات کے، انہوں نے اپنی بیٹیوں کو بھی پڑھایا اور بی۔ اے تک تعلیم دلوائی اور ان کے بیٹے نے بھی بی۔ ایس۔ سی، بی۔ ایڈ اور ایم۔ اے کیا اور جیسا کہ میں نے بتایا تعلیم الاسلام سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو اور اولاد در اولاد کو، نسلوں کو خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے کی توفیق دے اور جو قربانیاں انہوں نے کی ہیں وہ آئندہ بھی ان کی اولاد کو بھی اور نسلوں کو بھی یاد رکھنے اور جماعت سے وفا کا تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 23 جون 2017ء تا 29 جون 2017ء جلد 24 شمارہ 25 صفحہ 05 تا 08)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 09 جون 2017ء بمطابق 09 احسان 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
گزشتہ خطبہ میں میں نے بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے روزوں اور رمضان کا جو مقصد بیان فرمایا ہے وہ
دلوں میں تقویٰ پیدا کرنا ہے اور اس حوالے سے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات
پیش کئے تھے کہ اس کے حصول کے لئے کیا طریق ہیں اور ہمیں کس طرح یہ اختیار کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو ہمارے دلوں میں بٹھانے کے لئے مختلف جگہوں پر اس کی مزید تفصیلات بیان
فرمائی ہیں تاکہ ہمارے دلوں میں اس کی اہمیت راسخ ہو جائے اور ہمارے ہر عمل اور خلق سے اس کا اظہار ہونے لگے
کیونکہ اگر تقویٰ نہیں تو کسی بھی قسم کی نیکی جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو، نہیں ہو سکتی۔ ہر انسان
عارضی اور وقتی نیکیاں کسی وقتی جوش اور وجہ سے کر لیتا ہے لیکن اس میں باقاعدگی تبھی آتی ہے جب حقیقی تقویٰ ہو۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسان کے متقی ہونے کے لئے
صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ وہ عبادت کرنے والا ہو یا صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کر رہا ہو بلکہ آپ نے یہ بیان فرمایا کہ
متقی وہ ہے جس کا اخلاقی معیار بھی اعلیٰ ہو اور وہ اپنے اخلاق سے دوسروں پر اپنی نیکی اور تقویٰ کا اثر قائم کرے۔
چنانچہ آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ: "اخلاق انسان کے صالح ہونے کی نشانی ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 128)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ایک مومن کی زندگی کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ اسلام کی تعلیم کی
خوبصورتی ہمیشہ ظاہر کی جائے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے جب تقویٰ پر چلتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا
جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ

ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِيْهِ هِيَ اَحْسَنُ۔ (المومنون: 97) فرمایا ایک تو یہ کہ برائیوں سے بچنا یہ تقویٰ ہے۔ اچھے اخلاق کا اظہار کرنا یہ تقویٰ ہے جس سے دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہو گا اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہو گی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔" فرماتے ہیں "یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔" فرماتے ہیں "کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ (فارسی میں) لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 81)

کہ مہربانی سے پیش آؤ تو بیگانے بھی تمہارے حلقہ احباب میں شامل ہو جائیں گے۔ پس یہ وہ اصولی بات ہے جو ہمیشہ ہمیں پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اپنے ہر عمل کو تقویٰ کے تابع کرتے ہوئے اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہو۔ پھر اس بات کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ اخلاق سے کیا مراد ہے اور ان کا مقصد کیا ہے؟ جو اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ اور ہمارے سامنے ان اخلاق کا نمونہ کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ:

"اول اخلاق جو انسان کو انسان بناتا ہے۔ اخلاق سے کوئی صرف نرمی کرنا ہی مراد نہ لے لے۔" جو اخلاق انسان کو انسان بناتے ہیں ان سے صرف اتنی مراد نہیں ہے کہ تم دوسروں سے نرمی سے پیش آؤ فرمایا "خُلُق اور خَلْق دو لفظ ہیں جو بالمقابل معنوں پر دلالت کرتے ہیں۔ خَلْق ظاہری پیدائش کا نام ہے۔ جیسے کان ناک یہاں تک کہ بال وغیرہ بھی سب خَلْق میں شامل ہیں اور خُلُق باطنی پیدائش کا نام ہے۔ ایسا ہی باطنی قویٰ جو انسان اور غیر انسان میں ماہہ الامتیاز ہیں وہ سب خُلُق میں داخل ہیں یہاں تک کہ عقل فکر وغیرہ تمام قوتیں خُلُق ہی میں داخل ہیں۔"

فرماتے ہیں "خُلُق سے انسان اپنی انسانیت کو درست کرتا ہے۔ اگر انسانوں کے فرائض نہ ہوں تو فرض کرنا پڑے گا" انسانوں کے جو فرائض ہیں وہ اگر ادا نہ کرتا ہو یا مقرر نہ ہوں تو پھر فرض کرنا پڑے گا، دیکھنا پڑے گا "کہ آدمی ہے؟ گدھا ہے؟ یا کیا ہے؟ جب خُلُق میں فرق آجاوے تو صورت ہی رہتی ہے۔" انسان بننے کے لئے تو اعلیٰ اخلاق ضروری ہیں اور اگر خُلُق اچھا نہیں، اگر ان میں فرق آجاتا ہے تو پھر ظاہری صورت انسان کی رہ جاتی ہے اور جو اصل انسانیت ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں "مثلاً عقل ماری جاوے تو مجنون کہلاتا ہے۔ صرف ظاہری صورت سے ہی انسان کہلاتا ہے۔" کوئی پاگل ہو تو ظاہری صورت سے وہ انسان کہلاتا ہے۔ لیکن اس کی عقل بالکل نہیں ہے اور جو انسانوں میں عقل ہوتی ہے وہ اس سے عاری ہو جاتا ہے "پس اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی۔" اور وہ رضا جوئی کیا ہے؟ (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں مجسم نظر آتا ہے) اخلاق وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے ہر پہلو سے ہمیں نظر آتا ہے "کا حصول ہے۔" یہ ہمارا مقصد ہونا چاہئے۔ اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کا حصول ہے۔ "اس لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے۔ یہ اخلاق بطور بنیاد کے ہیں۔ اگر وہ متزلزل رہے تو اس پر عمارت نہیں بنا سکتے۔ اخلاق ایک اینٹ پر دوسری اینٹ کا رکھنا ہے۔ اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری دیوار ٹیڑھی رہتی ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے

خشتِ اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رَوَد دیوار کج

کہ اگر معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی لگا دے تو اس سے بننے والی دیواریں جو ہیں وہ آسمان تک پھر ٹیڑھی ہی جائیں گی۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 132)

پھر آپ فرماتے ہیں: "ان باتوں کو نہایت توجہ سے سننا چاہئے۔ اکثر آدمیوں کو میں نے دیکھا اور غور سے مطالعہ کیا ہے کہ بعض سخاوت تو کرتے ہیں "بڑے سخی ہیں۔ لوگوں کو دیتے بھی ہیں" لیکن ساتھ ہی غصہ ور اور زود رنج "بھی ہوتے" ہیں۔ "غصہ میں فوراً آ جاتے ہیں" بعض حلیم تو ہیں لیکن بخیل ہیں۔ "بڑے حلیم ہیں، نرم مزاج ہیں لیکن کنجوس ہیں" بعض غضب اور طیش کی حالت میں ڈنڈے مار مار کر گھائل کر دیتے ہیں مگر تواضع اور انکسار نام کو نہیں۔ بعض کو دیکھا ہے کہ تواضع اور انکسار تو ان میں پر لے درجہ کا ہے مگر شجاعت نہیں ہے..... "یا تو غصہ میں آگئے تو انکساری اور عاجزی کوئی نہیں۔ اگر انکساری اور عاجزی دکھائیں گے تو پھر جہاں بہادری کی ضرورت ہے وہ خُلق ان میں ختم ہو جاتا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا کہ اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ اور زندگی کے ہر میدان میں آپ نے اپنے خُلق کے وہ نمونے قائم کر دیئے جو اپنی مثال آپ ہیں اور جن پر اپنی طاقت اور بساط کے مطابق چلنا ہر مومن کا فرض ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا کہ "ایک وقت ہے کہ آپ فصاحت بیانی سے ایک گروہ کو تصویر کی صورت حیران کر رہے ہیں۔"..... ایسی تقریر اور ایسی فصاحت بیانی ہے کہ بڑا مجمع جو ہے وہ متاثر ہو جاتا ہے۔ "ایک وقت آتا ہے کہ تیر و تلوار کے میدان میں بڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں۔ سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے

پہاڑ بجشتے ہیں۔ حلم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر اور کامل نمونہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھا دیا ہے۔ "آپ فرماتے ہیں کہ" اس کی مثال ایک بڑے عظیم الشان درخت کی ہے جس کے سائے میں بیٹھ کر انسان اس کے ہر جزو سے اپنی ضرورتوں کو پورا کر لے۔ اُس کا پھل، اُس کا پھول، اُس کی چھال، اس کے پتے غرض کہ ہر چیز مفید ہو۔"

پھر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ "لڑائی میں سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تھا کیونکہ آپ بڑے خطرناک مقام میں ہوتے تھے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے....." فرماتے ہیں کہ "ایک وقت آتا ہے کہ آپ کے پاس اس قدر بھیڑ بکریاں تھیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی نہ ہوں۔ آپ نے وہ سب ایک سائل کو بخش دیں۔" خُلق کا یہ اظہار ہے۔ "اب اگر پاس نہ ہوتا تو کیا بجشتے؟" پھر ایک اور رنگ ہے "اگر حکومت کا رنگ نہ ہوتا تو یہ کیونکر ثابت ہوتا کہ آپ واجب القتل کفار مکہ کو باوجود مقتدرتِ انتقام کے بخش سکتے ہیں۔" قدرت رکھتے ہیں، طاقت ہے اس کے باوجود بخش دیا "جنہوں نے صحابہ کرامؓ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمان عورتوں کو سخت سے سخت اذیتیں اور تکلیفیں دی تھیں جب وہ سامنے آئے تو آپ نے فرمایا۔ لَا تَنْزِيْبَ عَلَیْکُمْ الْيَوْمَ۔ (یوسف: 93) میں نے آج تم کو بخش دیا۔ اگر ایسا موقع نہ ملتا تو ایسے اخلاق فاضلہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کیونکر ظاہر ہوتے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "کوئی ایسا خُلق تبارک و تعالیٰ نے آپ میں نہ ہو اور پھر بدرجہ غایت کامل طور پر نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 132 تا 134)

پس یہ وہ کامل نمونہ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس رسول کے اُسوہ کی تم بھی حتیٰ الوسع، اپنی طاقت اور اپنی استعدادوں کے مطابق پیروی کرو۔ اس اُسوہ کی پیروی کرنے کے لئے کوشش کرنی ہوگی۔ ایک جدوجہد کرنی ہوگی۔ صرف یہ کہہ دینا کہ اس اُسوہ پر ہم کس طرح چل سکتے ہیں؟ یہ کافی نہیں ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول کا وہ اُسوہ ہے جو بڑا اعلیٰ نمونہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی تم نے پیروی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنانے کا حکم دیا ہے تو پھر اس کے لئے کوشش اور مجاہدے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے گا، دعا سے کام نہ لے گا وہ غمرہ جو دل پر پڑ جاتا ہے دُور نہیں ہو سکتا۔" وہ سختی اور تاریکی روک جو دل میں پیدا ہو گئی ہے وہ دُور نہیں ہو سکتی جب تک مجاہدہ نہ کرو، جب تک دعا نہ کرو۔ پھر اس کے ساتھ ہی کوشش اور دعا دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ "چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ۔ (الرعد: 12) یعنی خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی آفت اور بلا کو جو قوم پر آتی ہے

دُور نہیں کرتا ہے جب تک خود قوم اس کو دُور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ہمت نہ کرے۔ شجاعت سے کام نہ لے تو کیونکر تبدیلی ہو۔" فرماتے ہیں "یہ اللہ تعالیٰ کی ایک لَا تَبْدِیل سُنّت ہے جیسے فرمایا۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا۔ (الاحزاب: 63) پس ہماری جماعت ہو یا کوئی ہو وہ تبدیلی اخلاق اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب کہ مجاہدہ اور دعا سے کام لیں ورنہ ممکن نہیں ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 137)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسان کے اخلاق جتنے بھی گرے ہوئے ہوں اگر اصلاح کرنا چاہے تو اصلاح ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی فرمایا کہ اس کے لئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ آپ نے اس بارے میں حکماء کے نظریات کا بھی ذکر فرمایا ہے اور ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"حکماء کے تبدیل اخلاق پر دو مذہب ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ انسان تبدیل اخلاق پر قادر ہے اور دوسرے وہ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ وہ قادر نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کسل اور سستی نہ ہو اور ہاتھ پیر ہلاوے تو تبدیل ہو سکتے ہیں۔" سستی نہ دکھاؤ۔ مجاہدہ کرو تو اخلاق بہتر ہو سکتے ہیں۔ فرمایا کہ "مجھے اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہتے ہیں کہ یونانیوں کے مشہور فلاسفر افلاطون کے پاس ایک آدمی آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر اندر اطلاع کرائی۔ افلاطون کا قاعدہ تھا کہ جب تک آنے والے کا حلیہ اور نقوش چہرہ کو معلوم نہ کر لیتا تھا اندر نہیں آنے دیتا تھا۔" اس کا حلیہ اور اس کی ظاہری حالت وغیرہ جب تک پتہ نہ کر لے اندر نہیں آنے دیتا تھا۔ "اور وہ قیافہ سے استنباط کر لیتا تھا کہ شخص مذکور کیسا ہے۔" جو شخص آیا ہے وہ کیسا ہے؟ ان باتوں سے اندازہ لگا لیتا تھا کہ "کس قسم کا ہے؟ نوکر نے آکر اس شخص کا حلیہ حسب معمول بتلایا تو افلاطون نے جواب دیا کہ اس شخص کو کہہ دو کہ چونکہ تم میں اخلاق رذیلہ بہت ہیں میں ملنا نہیں چاہتا۔"

تم گھٹیا اخلاق کے مالک ہو۔ میں تمہیں نہیں ملنا چاہتا۔" اس آدمی نے جب افلاطون کا یہ جواب سنا تو نوکر سے کہا کہ تم جا کر کہہ دو کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ٹھیک ہے مگر میں نے اپنی عادت رذیلہ کا قلع قمع کر کے اصلاح کر لی ہے۔ "گندی باتیں، بد اخلاقیات ختم کر دی ہیں۔" اس پر افلاطون نے کہا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس کو اندر بلایا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ اس سے ملاقات کی۔ "آپ فرماتے ہیں کہ "جن حکماء کا یہ خیال ہے کہ تبدیل اخلاق ممکن نہیں وہ غلطی پر ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ملازمت پیشہ لوگ جو رشوت لیتے ہیں جب وہ سچی توبہ کر لیتے ہیں پھر اگر ان کو کوئی سونے کا پہاڑ بھی دے تو اس پر نگاہ نہیں کرتے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 137-138)

پھر آپ اخلاق کی درستی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"انسان پر جیسے ایک طرف نقص فی الخلق کا زمانہ آتا ہے۔" یعنی کہ کمزوری پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے اس کی بناوٹ میں، جسم کی ظاہری بناوٹ میں "جسے بڑھاپا کہتے ہیں۔ اس وقت آنکھیں اپنا کام چھوڑ دیتی ہیں۔ اور کان شنوا نہیں ہو سکتے۔ غرض کہ ہر ایک عضو بدن اپنے کام سے عاری اور معطل کے قریب قریب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے یاد رکھو کہ پیرانہ سالی دو قسم کی ہوتی ہے "یا بڑھاپا دو قسم کا ہوتا ہے۔" طبعی اور غیر طبعی۔ طبعی تو وہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ "ظاہری جسم کا بڑھاپا ہے یہ طبعی بڑھاپا ہے اور "غیر طبعی وہ ہے کہ کوئی اپنی امراض لاحقہ کا فکر نہ کرے۔" جو مرضیں ہیں ان کی فکر نہ کرو "تو وہ انسان کو کمزور کر کے قبل از وقت پیرانہ سال بنادیں۔" بوڑھا کر دیں گی۔ اگر فکر نہ کرو گے تو "جیسے نظام جسمانی میں یہ طریق ہے۔" کہ اگر انسان بیماریوں کا علاج نہ کرے تو جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ جسمانی نظام میں یہ دو طرح کے طریق ہیں۔ ایک طبعی بڑھاپا کہ عمر کے ساتھ ساتھ بڑھاپا آتا ہے۔ ایک غیر طبعی بڑھاپا ہے جو بعض ایسی وجوہات سے انسان پر آتا ہے یا کمزوری آتی ہے جو بے احتیاطی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ فرمایا کہ "ایسا ہی اندرونی اور روحانی نظام میں ہوتا ہے۔" ایک ظاہری نظام میں جس طرح یہ دو طرح کے بڑھاپے ہیں اسی طرح اندرونی اور روحانی نظام جو ہے اس میں بھی دو طرح کے بڑھاپے ہیں۔ "اگر کوئی اپنے اخلاق فاسدہ کو اخلاق فاضلہ اور خصائل حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔" جو برے اور گندے خیالات ہیں ان کو اچھے خیالات اور اچھی باتوں سے تبدیل نہیں کرتا، کوشش نہیں کرتا "تو اس کی اخلاقی حالت بالکل گر جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور قرآن کریم کی تعلیم سے یہ امر بیداشت ثابت ہو چکا ہے کہ ہر ایک مرض کی دوا ہے۔ لیکن اگر کسل اور سستی انسان پر غالب آ جاوے تو بجز ہلاکت کے اور کیا چارہ ہے۔ اگر ایسی بے نیازی سے زندگی بسر کرے جیسی کہ ایک بوڑھا کرتا ہے تو کیونکر بچاؤ ہو سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 136-137)

پس آجکل اس سستی کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سامان مہیا فرمائے ہیں۔ اس ماہ میں اخلاق کی بہتری کی طرف بھی ہر ایک کو توجہ دینی چاہئے اور دوسری کمزوریوں اور گناہوں سے بچنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اگر اس ماحول کے باوجود توجہ نہ کی تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تو پھر انسان بڑھاپے کی حالت میں چلا جائے گا اور اس میں زندگی کا خاتمہ ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور انسان بغیر تقویٰ کے حاضر ہوتا ہے۔ پھر حصول اخلاق کے لئے توبہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"توبہ دراصل حصول اخلاق کے لئے بڑی محرک اور موید چیز ہے۔" اعلیٰ اخلاق حاصل کرنے ہیں تو وہ بھی توبہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ توبہ صرف یہ نہیں کہ گناہوں سے معافی مانگ لی بلکہ اگر اعلیٰ اخلاق پہ چلنا ہے ان کو حاصل کرنا ہے تو اس کے لئے بھی توبہ بڑی ضروری ہے اور فرمایا کہ "اور انسان کو کامل بنادیتی ہے۔ یعنی جو شخص

اپنے اخلاق سیئہ کی تبدیلی چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ سچے دل اور سچے ارادے کے ساتھ توبہ کرے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ توبہ کے تین شرائط ہیں۔ بدوں ان کی تکمیل کے سچی توبہ جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں حاصل نہیں ہوتی۔ ان ہر سہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی زبان میں اِفْلَاح کہتے ہیں۔ یعنی اُن خیالات فاسدہ کو دور کر دیا جاوے جو ان خصائلِ رذیہ کے مُحرک ہیں۔ "جور د کرنے کے لائق چیزیں ہیں، عادتیں ہیں، بیہودہ خیالات ہیں، بد اخلاقیات ہیں ان کو دور کرنے کے لئے پہلی ضروری شرط یہ ہے کہ انہیں کس طرح دور کرنا ہے فرمایا "اصل بات یہ ہے کہ تصورات کا بڑا بھاری اثر پڑتا ہے" اس کی تفصیل بیان فرماتے ہیں کہ انسان جب کسی چیز کا تصور کرتا ہے تو اس کا انسان کی طبیعت پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے "کیونکہ جیلہٗ عمل میں آنے سے پیشتر ہر ایک فعل ایک تصویری صورت رکھتا ہے۔" کسی بھی کام کو کرنے کے لئے یا کوئی بھی چیز یا خیال جب عمل میں آتا ہے تو اس سے پہلے وہ ایک خیال ہوتا ہے، ایک تصور ہوتا ہے "پس توبہ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ ان خیالاتِ فاسدہ و تصوراتِ بد کو چھوڑ دے۔ مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت سے کوئی ناجائز تعلق رکھتا ہو تو اسے توبہ کرنے کے لئے پہلے ضروری ہے کہ اس کی شکل کو بد صورت قرار دے اور اس کی تمام خصائلِ رذیلہ کو اپنے دل میں مستحضر کرے کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے تصورات کا اثر بہت زبردست اثر ہے اور "فرماتے ہیں "میں نے صوفیوں کے تذکروں میں پڑھا ہے کہ انہوں نے تصور کو یہاں تک پہنچایا کہ انسان کو بندر یا خنزیر کی صورت میں دیکھا۔ غرض یہ ہے کہ جیسا کوئی تصور کرتا ہے ویسا ہی رنگ چڑھ جاتا ہے۔ پس جو خیالاتِ بد لذات کا موجب سمجھے جاتے تھے ان کا قلع قمع کرے۔ یہ پہلی شرط ہے۔" تصور میں ان کو گندہ سمجھے۔

"دوسری شرط ندم ہے۔ یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا۔ ہر ایک انسان کا کائنات اپنے اندر یہ قوت رکھتا ہے کہ وہ اس کو ہر برائی پر متنبہ کرتا ہے۔" فرمایا "مگر بد بخت انسان اس کو معطل چھوڑ دیتا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر جو ایک صلاحیت رکھی ہوئی ہے اس سے کام نہیں لیتا "پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذاتِ عارضی اور چند روزہ ہیں۔" یہ دنیا کی لذات جو ہیں بالکل عارضی ہیں۔ چند دنوں کی ہیں "اور پھر یہ بھی سوچے کہ ہر مرتبہ اس لذت اور حظ میں کمی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ بڑھاپے میں آکر جبکہ قویٰ بیکار اور کمزور ہو جائیں گے آخر ان سب لذاتِ دنیا کو چھوڑنا ہوگا۔ پس جبکہ خود زندگی ہی میں یہ سب لذات چھوٹ جانے والی ہیں تو پھر ان کے ارتکاب سے کیا حاصل؟"

فرماتے ہیں "بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو توبہ کی طرف رجوع کرے اور جس میں اوّل اِفْلَاح کا خیال پیدا ہو۔ یعنی خیالاتِ فاسدہ و تصوراتِ بیہودہ کو قلع قمع کرے۔ جب یہ نجاست اور ناپاکی نکل جاوے تو پھر نادم ہو اور اپنے کئے پر پشیمان ہو۔"

تیسری شرط عزم ہے۔ یعنی آئندہ کے لئے مصمم ارادہ کر لے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا اور جب وہ مداومت کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ سینئات اس سے قطعاً زائل ہو کر اخلاق حسنہ اور افعال حمیدہ اس کی جگہ لے لیں گے اور یہ فتح ہے اخلاق پر۔ "فرمایا کہ" اس پر قوت اور طاقت بخشا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک وہی ہے۔ جیسے فرمایا اِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا۔ (البقرة: 166) ساری قوتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور انسان ضعیف البنیان تو کمزور ہستی ہے۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيفًا (النساء: 29) اس کی حقیقت ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے قوت پانے کے لئے مندرجہ بالا ہر شے شرائط کو "یہ جو تینوں شرائط ہیں" کامل کر کے انسان کسل اور سستی کو چھوڑ دے اور ہمہ تن مستعد ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ تبدیل اخلاق کر دے گا۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 138 تا 140)

پھر ان برے اخلاق کو چھوڑنے کے لئے جو کوشش کرتا ہے اور جو چھوڑتا ہے اس کی ایک بہادر سے مثال دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ "ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں۔" کوئی پہلوان نہیں ہمیں چاہئیں "بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں" ایسی طاقت رکھنے والے لوگ چاہئیں "جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔" طاقتور وہ نہیں ہے جو کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے فرمایا کہ "اصلی بہادر وہ ہے جو تبدیل اخلاق پر قدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 140)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: "اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے جس پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق ہی کا دیا گیا۔ جیسے فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰی خُلِقْتَ عَظِيْمًا۔ (القلم: 5) یوں تو آنحضرت صلعم کے ہر ایک قسم کے خوارق قوت ثبوت میں جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں مگر آپ کے اخلاقی اعجاز کا نمبر ان سب سے اوّل ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں بتلا سکتی اور نہ پیش کر سکے گی۔"

آپ فرماتے ہیں: "میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاق سیدھے کو چھوڑ کر عادات ذمہ کو ترک کر کے خصائل حسنہ کو لیتا ہے" برائیاں چھوڑ کر نیکیاں اختیار کرتا ہے "اس کے لئے وہی کرامت ہے۔ مثلاً اگر بہت ہی سخت تند مزاج اور غصہ و ران عادات بد کو چھوڑتا ہے اور حلم اور عفو کو اختیار کرتا ہے یا مساک کو چھوڑ کر سخاوت اور حسد کی بجائے ہمدردی حاصل کرتا ہے تو بے شک یہ کرامت ہے۔ اور ایسا ہی خود ستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر

جب انکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہ فروتنی ہی کرامت ہے۔ پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کراماتی بن جاوے۔ میں جانتا ہوں ہر ایک یہی چاہتا ہے۔ تو بس یہ ایک مدامی اور زندہ کرامت ہے۔ انسان اخلاقی حالت کو درست کرے کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ نفع دُور تک پہنچتا ہے۔ "فرمایا کہ "مومن کو چاہئے کہ خلق اور خالق کے نزدیک اہل کرامت ہو جاوے۔"

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے نزدیک بھی اور اللہ کے نزدیک بھی اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کر کے، عاجزی پیدا کر کے، خود پسندی کو چھوڑ کے انکساری اختیار کر کے، سخاوت کی عادت پیدا کر کے، حسد کی عادت کو چھوڑ کر ہمدردی کی عادت پیدا کر کے ایک اہل کرامت ہو جائے۔ یہ خوبیاں اختیار کرے اور برائیاں چھوڑے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے نزدیک بھی اور اللہ کے نزدیک بھی کرامت ہے فرمایا کہ "بہت سے رند اور عیاش ایسے دیکھے گئے ہیں جو کسی خارق عادت نشان کے قائل نہیں ہوئے۔ لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا ہے اور بجز اقرار اور قائل ہونے کے دوسری راہ نہیں ملی۔" پس فرماتے ہیں کہ "بہت سے لوگوں کے سوانح میں اس امر کو پاؤ گے کہ انہوں نے اخلاقی کرامات ہی کو دیکھ کر دین حق کو قبول کر لیا۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 141-142)

ایک مجلس میں مسجد میں بیٹھ کے جب آپ یہ فرما رہے تھے تو چند سکھ فقیرانہ لباس میں آئے۔ نشہ چڑھا ہوا تھا ان کو۔ وہ بھی اس مجلس میں آگئے۔ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ انہوں نے آکر ایسی بکواس کی کہ ممکن تھا کہ اس بہشتی مجلس میں جھنگ پڑے۔ کچھ بے چینی پیدا ہو جائے۔ فرماتے ہیں کہ مگر ہمارے صادق امام علیہ السلام نے اپنے عملی نمونے سے یہ اخلاقی کرامت دکھائی جس کی ہدایت فرما رہے تھے۔ جس کا اثر سامعین پر ایسا پڑا کہ اکثر ان میں سے چلا چلا کر فرط جوش سے رو پڑے اور وہ شریر آخر پولیس کے ہاتھ جا کر پڑے۔ اور پولیس نے آکر ان کو پکڑ لیا اور پھر ان کی پٹائی کی جس سے کہتے ہیں ان کا نشہ ہرن ہو گیا۔

(ماخوذ از ایڈیٹر۔ عبارت حاشیہ ملفوظات جلد اول صفحہ 142)

پھر ایمان لانے کے مختلف وجوہ کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: "فاسق آدمی جو انبیاء کے مقابلہ پر تھے خصوصاً وہ لوگ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر تھے ان کا ایمان لانا معجزات پر منحصر نہ تھا اور نہ معجزات اور خوارق ان کی تسلی کا باعث تھے بلکہ وہ لوگ آنحضرتؐ کے اخلاق فاضلہ کو ہی دیکھ کر آپؐ کی صداقت کے قائل ہو گئے تھے۔ اخلاقی معجزات وہ کام کر سکتے ہیں جو اقتداری معجزات نہیں کر سکتے۔ اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكِرَامَةِ کا یہی مفہوم ہے۔ اور تجربہ کر کے دیکھ لو کہ استقامت کیسے کرشمے دکھاتی ہے۔ کرامت کی طرف تو چنداں التفات ہی نہیں ہوتا۔ خصوصاً آجکل کے زمانے میں۔ لیکن اگر پتہ لگ جائے کہ فلاں

شخص بااخلاق آدمی ہے تو اس کی طرف جس قدر رجوع ہوتا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ "فرمایا" اخلاق حمیدہ کی زدان لوگوں پر بھی پڑتی ہے جو کئی قسم کے نشانات کو دیکھ کر بھی اطمینان اور تسلی نہیں پاسکتے۔ "فرماتے ہیں کہ" بات یہ ہے کہ بعض آدمی ظاہری معجزات اور خوارق کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض حقائق اور معارف کو دیکھ کر "ایمان لاتے ہیں۔" مگر اکثر لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی ہدایت اور تسلی کا موجب اخلاق فاضلہ اور التفات ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 81-82)

آنکھ بھی میٹھا لوگ جو احمدیت میں داخل ہوتے ہیں کسی نہ کسی احمدی کے اخلاق سے متاثر ہو کر یا مجموعی طور پر جماعت کے اخلاق سے متاثر ہو کر احمدی ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس بات پر نظر رکھنی چاہئے کہ اخلاق صرف اسے تقویٰ میں بڑھانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ایک دینی فریضہ ہیں اور دوسروں کی اصلاح کا ذریعہ بھی ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو اپنے اخلاق پہ نظر رکھنی چاہئے۔

ایمان کا طریق کیا ہے؟ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔" جتنی طاقت ہے اپنا زور لگانا۔ اس کو خرچ کرنا اور اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا۔ ایمان حاصل کرنے کا یہ طریق ہے۔ فرماتے ہیں کہ "حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو یقین سے اپنا ہاتھ دعاء کے لئے اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا رد نہیں کرتا ہے۔ پس خدا سے مانگو اور یقین اور صدق نیت سے مانگو۔" فرماتے ہیں کہ "میری نصیحت پھر یہی ہے کہ اچھے اخلاق ظاہر کرنا ہی اپنی کرامت ظاہر کرنا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں کراماتی بننا نہیں چاہتا تو یہ یاد رکھے کہ شیطان اسے دھوکہ میں ڈالتا ہے۔ کرامت سے عجب اور پندار مراد نہیں ہے۔ کرامت سے لوگوں کو اسلام کی سچائی اور حقیقت معلوم ہوتی ہے اور ہدایت ہوتی ہے۔ میں تمہیں پھر کہتا ہوں کہ عجب اور پندار تو کرامت اخلاقی میں داخل ہی نہیں۔ پس یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ دیکھو یہ کروڑ ہا مسلمان جو روئے زمین کے مختلف حصص میں نظر آتے ہیں کیا یہ تلوار کے زور سے، جبر واکراہ سے ہوئے ہیں؟ نہیں! یہ بالکل غلط ہے۔ یہ اسلام کی کراماتی تاثیر ہے جو ان کو کھینچ لائی ہے۔" فرماتے ہیں "کرامتیں انواع و اقسام کی ہوتی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک اخلاقی کرامت بھی ہے جو ہر میدان میں کامیاب ہے۔ انہوں نے جو مسلمان ہوئے صرف راستبازوں کی کرامت ہی دیکھی اور اس کا اثر پڑا۔ انہوں نے اسلام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا۔ نہ تلوار کو دیکھا۔" فرماتے ہیں کہ "بڑے بڑے محقق انگریزوں کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ اسلام کی سچائی کی روح ہی ایسی قوی ہے جو غیر قوموں کو اسلام میں آنے پر مجبور کر دیتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 145-146)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اخلاق بھی رزق کی طرح ہیں اور ان کا اظہار اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کے خرچ کرنے کی طرح ہے اور یہ بھی تقویٰ کا ایک عملی جزو اور حصہ ہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"عام لوگ رزق سے مراد اشیاء خوردنی لیتے ہیں۔ یہ غلط ہے" کھانے پینے کی چیزیں صرف رزق نہیں ہیں۔ پیسہ مال رزق نہیں ہے فرمایا کہ "جو کچھ قویٰ کو دیا جاوے وہ بھی رزق ہے۔ علوم و فنون وغیرہ معارف حقائق عطا ہوتے ہیں۔ جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو۔ سب رزق ہے۔" ساری چیزیں رزق میں شامل ہیں۔ بندے کی صلاحیتیں، اس کے اخلاق، اس کا مال ہر چیز۔ فرمایا کہ "رزق میں حکومت بھی شامل ہے اور اخلاقِ فاضلہ بھی رزق ہی میں داخل ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یعنی روٹی میں سے روٹی دیتے ہیں۔ علم میں سے علم اور اخلاق میں سے اخلاق۔ علم کا دینا تو ظاہر ہی ہے۔"

یہ یاد رکھو کہ وہی بخیل نہیں ہے جو اپنے مال میں سے کسی مستحق کو کچھ نہیں دیتا بلکہ وہ بھی بخیل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے میں مضائقہ کرے۔ "کنجوسوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ہر ایک جو کسی بھی طرح اپنے پاس اس میں جو صلاحیتیں ہیں یا مال ہے اس کو چھپاتا ہے وہ کنجوس ہے، بخیل ہے فرمایا "محض اس خیال سے اپنے علوم و فنون سے کسی کو واقف نہ کرنا کہ اگر وہ سیکھ جاوے گا تو ہماری بے قدری ہو جاوے گی یا آمدنی میں فرق آجائے گا شرک ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ اس علم یا فن کو ہی اپنا رازق اور خدا سمجھتا ہے۔ اسی طرح پر جو اپنے اخلاق سے کام نہیں لیتا وہ بھی بخیل ہے۔ اخلاق کا دینا یہی ہوتا ہے کہ جو اخلاقِ فاضلہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں اس کی مخلوق سے ان اخلاق سے پیش آوے۔"

جو اخلاق اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیئے ہیں پہلے تو وہ اخلاق حاصل کرے پھر ان اخلاق کا اظہار لوگوں کے سامنے کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے رزق کا جو اس نے اس کو دیا، دینے کا اظہار ہے فرمایا "وہ لوگ اس کے نمونہ کو دیکھ کر خود بھی اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔" جب انسان اپنے اخلاق دکھانے کے نمونے قائم کرے گا تو لوگ بھی پھر بااخلاق ہونے کی کوشش کریں گے۔ فرماتے ہیں کہ "اخلاق سے اس قدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے۔ نہیں۔ بلکہ شجاعت، مروّت، عفت جس قدر قوتیں انسان کو دی گئی ہیں دراصل سب اخلاقی قوتیں ہیں۔ ان کا بر محل استعمال کرنا ہی ان کو اخلاقی حالت میں لے آتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 435-436)

اپنی جماعت کے افراد کو اعلیٰ اخلاق پر فائز ہونے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔ اس کا اثر ہمسایہ پر بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے۔" فرماتے ہیں کہ "ہماری جماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہو گئی ہے اور تہمت لگاتے ہیں کہ افتراء، غیظ و غضب میں مبتلا ہیں۔ کیا یہ ان کے

لئے باعثِ ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلہ میں آیا تھا جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور اسی لئے آنحضرت صلم کی ازواج مطہرات کو اُمّہات المؤمنین کہا ہے۔ گویا کہ حضورِ عائتہ المؤمنین کے باپ ہیں۔ جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے اور حیات ظاہری کا باعث۔ مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا اور اس مرکزِ اصلی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ "فرماتے ہیں" کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے؟ "جو الزام لگا رہے ہیں کہ یہ ہے، یہ ہے۔ آپ لوگوں میں برائی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم جماعت کو بدنام کر رہے ہو اور کیا کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے "طوائف کے ہاں جاوے؟ اور قمار بازی کرتا پھرے۔ شراب پیوے یا ایسے افعال قبیحہ کا مرتکب ہو جو باپ کی بدنامی کا موجب ہوں۔" فرماتے ہیں "میں جانتا ہوں کوئی آدمی ایسا نہیں ہو سکتا جو اس فعل کو پسند کرے۔ لیکن جب وہ ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے تو پھر زبانِ خَلق بند نہیں ہو سکتی۔" اگر کوئی کرے تو پھر دنیا انگلیاں اٹھاتی ہے "لوگ اس کے باپ کی طرف نسبت کر کے کہیں گے کہ یہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں بد کام کرتا ہے۔ پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی باپ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔

اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے "جماعت میں جب شامل ہوئے" اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عند اللہ ماخوذ ہوتا ہے۔ "اللہ کے نزدیک پھر وہ پکڑا جائے گا۔ قابلِ مواخذہ ہو گا" کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک برا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔ "فرماتے ہیں" پس جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے۔ ہم تجربہ سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزار ہا دعائیں قبول ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔" فرماتے ہیں۔ "یہ ایک یقینی بات ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل ہے۔ اگر میں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ میں پکار پکار کر لوگوں کو بتاؤں۔ اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 146-147)

پس ہمارے ہر عمل سے یہ ثابت ہونا چاہئے کہ ہم نے آپ کی بیعت میں آ کر اپنے اندر اخلاقی تبدیلیاں پیدا کیں، پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ اور پھر لوگوں کو یہ بتائیں بھی اور یہی تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے اخلاق میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو سامنے رکھنے

اور ہر وقت اعلیٰ اخلاق کے اظہار کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہی اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔

نماز کے بعد میں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ایک مکرم لطف الرحمن محمود صاحب امریکہ کا ہے جو مکرم میاں عطاء الرحمن صاحب کے بیٹے تھے۔ 27 مئی 2017ء کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا تعلق بھیرہ سے تھا اور ان کے دادا حضرت میاں کریم دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جنہوں نے 1894ء میں بیعت کی تھی۔ اُن کی اہلیہ، اِن کی دادی طالع بی بی نے بیعت تو شاید اپنے خاوند کے ساتھ کر لی تھی لیکن پورا یقین شاید نہیں تھا۔ طالع بی بی ان کا نام تھا۔ انہوں نے ایک خواب دیکھی تھی اور ان کی خواب سن کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جس عورت کو یہ خواب آئی ہے مگر اس عورت کو مجھ پر کامل یقین نہیں ہے کوئی خواب آئی تھی۔ اس سے یہ اظہار ہوتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد پر، بعثت پر کامل یقین نہیں فرمایا کہ اگر وہ مجھ پر کامل یقین کرے تو خدا کا عطا کرے گا۔ چنانچہ پھر یہ قادیان دستی بیعت کے لئے گئے اور پھر خدا تعالیٰ نے ان کو لڑکا عطا کیا جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عطاء الرحمن رکھا۔ یہ لطف الرحمن صاحب کے والد تھے۔ یہ بڑا مباعرہ تعلیم الاسلام سکول میں بھی پڑھاتے رہے۔ سائنس پڑھاتے تھے۔ میں بھی سکول میں ان کے شاگردوں میں شامل تھا۔ آپ میاں عطاء الرحمن صاحب کے بڑے بیٹے تھے۔

مرکزی طور پر خدام الاحمدیہ پاکستان کے مہتممین کی خدمت کی توفیق پائی۔ المنار اور خالد کے ایڈیٹر بھی رہے۔ پھر سیر ایون چلے گئے اور کافی مباعرہ وہاں سیر ایون میں جماعت کے سکول میں رہے۔ پھر ریٹائر ہو کر آپ امریکہ چلے گئے تھے۔ تقریر اور تحریر کا انہیں بہت ملکہ حاصل تھا۔ ان کے مضامین اکثر الفضل میں شائع ہوتے تھے۔ محمود مجیب اصغر صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ پاکستان آئے تو خلافت لائبریری میں حوالے تلاش کر رہے تھے۔ پوچھا تو لطف الرحمان صاحب نے یہ بتایا کہ امریکہ میں اخبارات میں اسلام اور قرآن پر جو اعتراضات ہوتے ہیں ان کا مستند حوالوں سے جواب تیار کر کے انہیں بھجواتا ہوں تو عموماً اخبار والے میرا مضمون شائع کر دیتے ہیں۔ اور اسی حوالے سے میں اس وقت خلافت لائبریری میں حوالے تلاش کر رہا ہوں۔

عطاء اللجیب راشد صاحب نے بھی لکھا ہے کہ بہت وسیع مطالعہ تھا۔ مذہبی مسائل پر گہری نظر رکھنے والے تھے۔ اردو اور انگریزی پر یکساں عبور تھا۔ اردو میں بہت تحقیقی اور معلوماتی مضامین خاص عالمانہ انداز میں لکھتے تھے۔ علمی نکات تلاش کرنے کا بہت شوق تھا اور سلسلہ کالٹریچر ہمیشہ زیر مطالعہ رہتا تھا۔ بہت علم دوست تھے۔ برجستہ گوئی میں کمال رکھتے تھے۔ خلیل مبشر صاحب جو سیر ایون مشن میں امیر اور مبلغ انچارج رہے ہیں وہ کہتے ہیں

کہ بیس سال سے زائد عرصہ ہم نے اکٹھے گزارا اور بڑا قریب سے ان کو دیکھنے کا موقع ملا۔ بڑا منفرد مقام رکھنے والے انسان تھے۔ عاجز، منکسر المزاج۔ کہتے ہیں خاکساری کی حالت ایسی تھی کہ میرے پاس بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ بڑے بے نفس انسان تھے اور یہ صرف مبالغہ نہیں۔ واقعی ان کی یہ حالت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تقریر اور تحریر کا بھی بڑا ملکہ دیا تھا۔

یہ احمدیہ سکول میں پہلے ٹیچر تھے پھر پرنسپل بن گئے اور بڑے عمدہ رنگ میں تمام انتظامی کام انہوں نے سرانجام دیئے۔ بڑے خشوع سے نمازیں ادا کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے۔ چندوں میں نہایت باقاعدہ، صدقہ و خیرات کرنے والے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے وجود تھے اور خلافت سے بھی ان کا بڑا عقیدت کا اور محبت کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جو 1988ء کا سیر الیون کا دورہ تھا اس میں بھی ان کو قابل قدر خدمات کی توفیق ملی اور حضور کا ادب اور احترام کہتے ہیں ایسا قابل دید تھا کہ دوسروں کے لئے بھی نمونہ تھا۔ یہاں بھی آئے ہیں۔ میرے ساتھ حالانکہ پرانا تعلق تھا لیکن خلافت کے بعد ان کا ایک انداز بالکل بدلا ہوا تھا۔

فضل احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عیسائی متادنے بو (Bo) میں آکر بڑا مجمع اکٹھا کر کے لوگوں کے سامنے فرضی معجزات پیش کئے۔ آپ نے اس کا تحریری جواب پیش کیا جس پر عیسائی بو کھلا گئے اور اس بات پر غیر احمدی مساجد کے علماء نے بھی بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ عزیزم مرزا عمر احمد صاحب کا ہے جو صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب مرحوم کے بیٹے تھے۔ 5 جون دوپہر دو بجے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں 67 سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ یہ میرے بچپن کے ساتھی ہم عمر بھی تھے۔ بچپن میں اکٹھے ہم کھیلتے بھی تھے۔ بڑی خوبیوں کے مالک تھے اور ایک عزیز ہونے، رشتہ دار ہونے، ہم عمر ہونے کے باوجود اور باوجود اس کے کہ بچپن سے اکٹھے پلے بڑھے خلافت کے بعد تو خاص طور پر میں نے دیکھا ہے کہ ان کی احترام کی جو حالت تھی اور جو عقیدت تھی وہ بالکل ایک مثالی بن چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ان کی شادی امۃ الکافی صاحبہ کے ساتھ ہوئی جو میجر سید سعید احمد صاحب کی بیٹی تھی۔ یہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی نواسی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کا نکاح پڑھایا تھا۔ ان کے پانچ بچے ہیں۔ تین بیٹیاں اور دو بیٹے۔ اور ایک بیٹی جو سب سے چھوٹی ہے واقعہً نو بھی ہے۔ ریویو آف ریلیجز میں بڑا اچھا کام کر رہی ہے۔ ایک بیٹی ڈاکٹر فریحہ، یہاں لندن میں ہے یہ ڈاکٹر حماد صاحب کی اہلیہ ہیں اور لجنہ میں مختلف حیثیتوں سے انہوں نے کافی کام کیا ہے۔

یہاں ان کی ہمیشہ امہ الحئی صاحبہ ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب کی اہلیہ ہیں۔ یہ بھی جماعت کی خدمت کرنے والے ہیں۔ ان کی خواہش تو ہمیشہ سے تھی کہ وقف کریں۔ لیکن جب میری خلافت کی ابتدا میں میرے پاس آئے کہ میں نے پہلے بھی وقف کا لکھا تھا کہ وقف کرنا چاہتا ہوں تو ان کی بعض صلاحیتوں کا مجھے علم تھا اس لئے میں نے ان کا وقف منظور کیا اور ان کو ربوہ میں نائب صدر عمومی کے طور پر لگایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بڑے احسن رنگ میں یہ کام وہاں سرانجام دیا۔

ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ انہوں نے مجھے بتایا کہ میرا وقف کا خط جو میں نے لکھا تھا قبول ہو گیا ہے اور پھر میں نے ان کو جو ہدایتیں دی تھیں وہ بیان کیں کہ کس طرح وہاں جا کے کام کرنا ہے اور دُور کے محلوں میں خاص طور پر ربوہ کے جو دُور کے محلے ہیں ان کو، بعضوں کو محرومی کا احساس ہوتا ہے اس لئے وہاں ضروری دورہ کیا کرنا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آخری زندگی تک اس کام کو نبھایا اور بڑی اچھی طرح نبھایا۔ اور وہاں کے غریب لوگ بھی ان سے بڑے خوش تھے۔

ان کی طبیعت میں بڑی عاجزی تھی اور معاملہ فہمی بھی بڑی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے احسن طریق میں معاملات نپٹا دیا کرتے تھے۔ صدر عمومی نے بھی لکھا ہے کہ بعض معاملات جو بڑے مشکل ہوتے تھے ہم ان کو دیتے تھے اور یہ بڑے احسن رنگ میں ان کو سرانجام دیا کرتے تھے اور فریقین ان کی بات سن کے راضی بھی ہو جاتے تھے بلکہ بعض کہتے تھے کہ ہم نے فیصلہ کروانا ہے تو انہی سے کروانا ہے کیونکہ وہ ہر ایک کی بات سن کے بڑے انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں۔ ان کی طبیعت میں بہت نرمی اور پیار تھا۔ بچوں سے، اپنے بچوں سے بھی اور غیروں کے بچوں سے بھی بہت پیار کیا کرتے تھے۔

خلافت سے ان کا تعلق تو تھا ہی بہت زیادہ اور کہنا چاہئے ایک مثالی تعلق تھا۔ یہی ان کے بچوں نے بھی لکھا۔ ان کی بیوی نے بھی لکھا اور دوسرے لکھنے والوں نے بھی لکھا۔ کیونکہ آخری بیماری کے دنوں میں ان کو کینسر کی بیماری تھی تو کمزوری ہو جاتی تھی جب ذرا بہتر ہوتے تھے تو فوراً اس لئے دفتر چلے جاتے تھے کہ پچھلے دنوں جب یہاں آئے ہیں تو میں نے کہا تھا کہ دفتر جاتے رہنا۔ تو کیونکہ یہ حکم ہے خلیفہ وقت کا کہ دفتر جاتے رہنا اس لئے انہوں نے اپنی بیماری کی پرواہ نہیں کی اور باقاعدگی سے دفتر جاتے رہے اور اس عرصہ میں بھی باوجود بیماری کے بڑی محنت سے اپنے کام کو سرانجام دیا۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ جب یہاں آئے ہیں اور ڈاکٹر نے دیکھا تو اس نے کہا کہ آپ کی بیماری بڑی خطرناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ شفا دینے والا ہے۔

جتنا چاہے گا وہ زندگی دے گا اور مجھے کوئی اس پہ فکر نہیں ہے۔ تو یہاں انگریز ڈاکٹر تھا وہ بھی حیران رہ گیا کہ ایسے مریض بعض دفعہ گھبراجاتے ہیں لیکن یہ تو بڑے حوصلے سے بات کر رہے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر نوری صاحب بھی

لکھتے ہیں کہ ان کو تین امراض لاحق تھیں۔

diabetes بھی تھی، دل کی بیماری بھی تھی اور اس کے بعد کینسر کی بیماری بھی تھی۔ جگر کا کینسر تھا۔ لیکن بڑی ہمت سے ساری بیماریوں کو انہوں نے face کیا۔ نوری صاحب کہتے ہیں بعض اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے جو میں نے ان کی بیماری کے دنوں میں مشاہدہ کئے۔ کبھی کوئی شکوہ زبان پر نہیں لائے۔ ہمیشہ یہی کہتے تھے الحمد للہ ٹھیک ہوں۔ ڈاکٹر یا مہمان انہیں ملنے آتے تو اشارے سے پاس بیٹھنے کا کہتے۔

قمر سلیمان صاحب کہتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ہوئی ہے تو میں لندن آ رہا تھا۔ مجھے ایک بند لفافہ دیا جس پر لکھا تھا کہ بخد مت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور ساتھ کہا کہ یہ میرا بیعت کا خط ہے جو بھی خلیفہ منتخب ہو ان کی خدمت میں پیش کر دینا۔ ایک یقین تھا کہ خلافت کا جو نظام ہے یہ جاری ہے اور حق ہے۔ صدر عمومی صاحب بھی لکھتے ہیں کہ بہت خوبیوں کے مالک تھے اور جو بھی کام سپرد کیا جاتا جب تک وہ کر کے رپورٹ نہ دے دیتے چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔ بیٹھار لوگوں نے خط لکھے ہیں۔ اسی طرح باقی لکھنے والوں نے بھی ان کی عاجزی، انکساری اور محبت سے پیش آنا اور خلافت سے ایک خاص تعلق کے بارے میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 30 جون 2017ء تا 06 جولائی 2017ء جلد 24 شمارہ 26 صفحہ 09 تا 05)

24

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 16 جون 2017ء بمطابق 16 احسان 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
گزشتہ خطبہ میں میں نے اخلاق کا تقویٰ سے تعلق بتایا تھا کہ تقویٰ کے لئے اخلاق ضروری ہیں اور اس
بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی کہ متقی انسان اس وقت بنتا ہے جب اس میں تمام خُلق
موجود ہوں۔ پس مومن کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ تمام اخلاق کو اپنائے اور وہ تمام اوامر جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ
نے حکم فرمایا ہے انہیں بجالائے اور تمام نواہی جن سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے ان سے بچے تب ہی وہ اعلیٰ
خلق اس میں پیدا ہو سکتے ہیں جو ایک متقی کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن بعض خلق کی باتیں ایسی ہیں جو اگر ایک مومن
میں نہیں تو پھر اس کے ایمان کا معیار بھی محل نظر ہو جاتا ہے۔ وہ بھی دیکھنے والا ہے کہ ہے بھی کہ نہیں۔
تقویٰ تو بعد کی بات ہے پہلے ایمان کو سنبھالنے کی ضرورت ہے۔ ان میں سے سب سے اہم بات یا خُلق
جو ایک مومن کی بنیادی شرط ہے وہ سچائی پر قائم ہونا ہے اور جھوٹ سے بچنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (الحج: 31)۔ پس تم بتوں کی پلیدی سے
بچو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔ پس بتوں کی پرستش اور جھوٹ کو ملا کر واضح کر دیا کہ اگر تمہارے اندر سچائی نہیں اور
سچی بات کہنے کی عادت نہیں تو یہ ایسا ہی بڑا گناہ ہے جیسے بتوں کو پوجنا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک مومن کو خدا تعالیٰ
کی وحدانیت پر بھی ایمان ہو اور پھر ظاہری یا مخفی بتوں کی پلیدی میں بھی وہ لوٹ ہو۔ پس ایک ایمان کا دعویٰ
کرنے والے کو یہ بہت بڑی اور کھلی اور واضح وارنگ ہے کہ اگر مومن ہو تو سچائی کے اعلیٰ معیار بھی اپنانے ہوں
گے ورنہ اپنے ایمان کی فکر کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس بارے میں بڑی کھول کر توجہ دلائی ہے، بڑے واضح
طور پر بیان فرمایا ہے کہ بُت کیا ہے؟ اور تم نے اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کے لئے، اپنے ایمان میں ترقی کرنے کے

لئے، کس قسم کے بتوں کی پلیدی سے احتراز کرنا ہے اور بچنا ہے اور کیا طریق اختیار کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو اپنی مختلف کتب میں بھی بیان فرمایا ہے۔ مجالس میں بھی بار بار ذکر فرمایا ہے اور بڑے واضح طور پر سچائی کی اہمیت بیان فرمائی ہے اور اس بارے میں بڑے درد کا اظہار کیا ہے جو ہر احمدی کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہوئے تقویٰ کی طرف بڑھنے والے ہوں۔ آپ کے مختلف اقتباسات اس بارے میں پیش کروں گا۔ بظاہر یہ ایسی باتیں لگتی ہیں جو ایک جیسی ہیں لیکن ہر فقرے میں ایک علیحدہ سبق اور نصیحت ہے۔

آپ اپنی کتاب نور القرآن میں فرماتے ہیں کہ:

"قرآن شریف نے دروغ گوئی کو بُت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31)۔ یعنی بتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو۔" دونوں پلید ہیں۔ دونوں گندے ہیں ان سے پرہیز کرو۔

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 403)

پھر جھوٹ کی وجہ سے انسان کے خدا تعالیٰ سے دُور ہو جانے کا ذکر فرمایا۔ یہ کہنا چاہئے کہ جھوٹے کو اللہ تعالیٰ چھوڑ دیتا ہے۔ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ یعنی جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 361)

جب خدا تعالیٰ پر بھروسہ چھوڑ دیا تو پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کے قریب نہیں آتا پھر۔ یہ آپ نے اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرمایا۔

پھر لیکچر لاہور میں آپ نے یہ فرمایا کہ "بتوں سے اور جھوٹ سے پرہیز کرو کہ یہ دونوں ناپاک ہیں۔" (لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 157)

پس پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جھوٹ اور ہر قسم کے شرک سے انسان بچے۔ پھر آپ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ:

"قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رَجَس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31)۔ دیکھو یہاں جھوٹ کو بُت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بُت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بُت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بھی بجز ملتے سازی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔" اپنی باتوں کو صرف ایک

ظاہری پالش کیا ہوتا ہے ویسے اس کے نیچے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ "جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا۔" جب ان کو عادت پڑ جاتی ہے تو پھر جلدی سے دور نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ "مدت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت ان کو ہوگی۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 350)

بعض عادی ہو جاتے ہیں کہ ہر بات میں انہوں نے غلط بیانی کرنی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے پھر بڑی محنت کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور بڑا مبارک صہ ایک مجاہدہ کرنا پڑتا ہے پھر جا کر سچ بولنے کی عادت پڑتی ہے۔ پھر وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ دنیاوی کامیابیاں اگر حاصل کرنی ہیں تو کچھ نہ کچھ غلط بیانی اور جھوٹ بولنے کی ضرورت ہوگی اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ ان کے ان خیالات کی نفی فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"بُت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے۔ جیسا احق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکا تا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بُت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بُت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی۔ جیسے ایک بُت پرست بت سے نجات چاہتا ہے۔" فرمایا کہ "جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بُت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔" فرماتے ہیں "کیسی خرابی آکر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو۔ اس نجاست کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں کہ کیونکر چھوڑ دیں اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بد قسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنی زندگی کا مدار سمجھتے ہیں۔" فرمایا "مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فسخ اسی کی ہے۔"

آپ فرماتے ہیں "یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر میں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں۔" آپ فرماتے ہیں "مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟" کبھی ہو سکتا ہے کہ سچ بولنے والے کو سزا دے؟ فرماتے ہیں "اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاوے۔" فرماتے ہیں "اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا ان کی بعض اور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے۔" اگر کسی جرم میں پھنس گئے اور سچ بولا اور سزا مل گئی۔ اس وقت نیکی کا ایک عارضی دور آیا اور سچ بول دیا اور سزا مل گئی تو انسان یہ نہ سمجھے کہ یہ سزا مجھے اس وجہ سے ملی ہے۔ فرمایا یہ جو

پہلے دوسری غلطیاں تھیں اور بدکاریاں تھیں ان کی وجہ سے سزا ملتی ہے "اور کسی اور جھوٹ کی سزا ہوتی ہے۔" فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ کے پاس تو ان بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پالیتے ہیں۔"

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 478 تا 480۔ ایڈیشن 2009ء مطبوعہ انگلستان) سارا ریکارڈ جو ہمارے اعمال کا ہے اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے۔ لوگوں کے کمپیوٹر تو خراب ہو جاتے ہیں۔ ہیک (hack) ہو جاتے ہیں۔ سائبر اٹیک (cyber attack) ہو جاتے ہیں۔ سارا ڈیٹا (data) ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس جو ریکارڈ ہے اس کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ وہ سارا موجود ہے۔ انسان بعض حیلے بہانے کر کے دنیا کی سزا سے تو بچ سکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے فرمایا کہ اپنے آپ کو مستقل نیکیوں کی عادت ڈالنی چاہئے اور نیکیوں پر دوام حاصل ہونا چاہئے۔ اور جب انسان استغفار کرے اور برائیوں سے بچنے کے لئے عہد کرے تو پھر ہمیشہ اس پر قائم رہنے کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ دنیا دار کہتا ہے کہ کس طرح جھوٹ چھوڑیں۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ یہ صرف بہت بڑے مفاد کے حصول کے لئے نہیں ہے بلکہ دنیا داروں کی تو یہ حالت ہے کہ ہر معاملے میں چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ دنوں جو نیا نیشنل جیو گرافک رسالہ آیا جھوٹ کے بارے میں مختلف مضامین تھے۔ اس میں ایک بڑا مضمون تھا اور یہ تحقیق تھی کہ ہم جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟ اس نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ بظاہر کامیابیاں جھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ کامیابیاں جھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں اس نے بھی یہی لکھا ہے اور اس میں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے کہ جھوٹ بولنا انسان کی فطرت ہے۔ حالانکہ یہ انسان کی فطرت نہیں بلکہ ماحول جھوٹا بناتا ہے اور کیونکہ ان لوگوں کے تو پھر اپنے دنیاوی مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ اس طرح اسی مضمون میں اس نے جھوٹ بولنے کو ہوا دی ہے۔ justify کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ عادت بچپن سے ہی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ بچپن میں بھی ماحول ایسا ہوتا ہے جو عادت ڈالتا ہے۔ اور اب تو ان کا یہ حال ہے کہ بڑے فخر سے ان لوگوں کی تصویریں دی گئی ہیں جو جھوٹ بولنے کے مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں۔ بڑے چیمپئن بنتے ہیں اور اس بات پر انعام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک انعام حاصل کرنے والے نے کہا کہ میری بعض کہانیاں جو میں بیان کرتا ہوں کچھ تو صحیح ہوتی ہیں لیکن ان کہانیوں میں بھی اگر جھوٹ کی ملمع سازی نہ ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تو لوگوں کے لئے میری باتیں انتہائی بورنگ (boring) ہو جائیں کوئی ان پہ توجہ نہ دے۔ اس لئے لوگوں کی توجہ کھینچنے کے لئے جھوٹ بولتا ہوں۔

پھر اسی مضمون میں بچوں سے لے کر سیاستدانوں اور مختلف پیشوں سے لے کر سائنسدانوں تک کی یہی باتیں ہیں کہ ان کی باتوں میں جھوٹ شامل ہوتا ہے اور اس معاشرے میں، ماحول میں اتنا جھوٹ ہے کہ ہر جگہ جھوٹ ہی جھوٹ نظر آئے گا اور ان کے خیال میں اس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ اس لئے مجبوری ہے کہ ہم جھوٹ بولیں۔

ہم لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا، مغربی قوموں کا سچائی کا معیار بہت اچھا ہے تو اس مضمون کو پڑھ کر لگتا ہے کہ ان کی ہر بات کی بنیاد جھوٹ پر ہے۔ انہوں نے پہلے جو ابتدائی سروے کیا اس سے پتا چلا کہ ہر شخص روزانہ تین چار جھوٹ بولتا ہے اور یہ سب جھوٹ جو مثلاً مختلف قسم کے جھوٹ ہیں، یہ جھوٹ اس لئے ہیں کہ کسی کی صحیح رہنمائی نہ کرو۔ کسی کی گائیڈنس کرنی ہے یا کسی کو رہنمائی دینی ہے تو صحیح نہ کرو۔ اس میں بھی جھوٹ بولا۔ کسی کو دھوکہ دینا ہے تو اس کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ پھر جو یہ ساری ریسرچ کی ہے اس میں جھوٹ بولنے کی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ پھر اور مختلف بہانے ہیں دھوکہ دینے کے لئے، اپنی کمزوریاں چھپانے کے لئے، اپنے بارے میں غلط تاثر قائم کروانے کے لئے، اپنی خود پسندی کے لئے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ یہ تو چھوٹے چھوٹے جھوٹ ہیں۔

بڑے جھوٹوں میں اُس نے ذکر کیا کہ خاوند اور بیوی اپنے تعلقات میں جو ایک دوسرے کے غیروں سے ہوتے ہیں ان کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ جب بیوی اور خاوند کی دوستیاں آزادی کی وجہ سے غلط رنگ میں ہو جاتی ہیں تو اس پہ جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ ایک آزاد معاشرے کی یہ بھی بڑی برائی ہے کہ اس طرح آزادانہ میل ملاپ کی وجہ سے غلط تعلقات قائم ہو جاتے ہیں اور پھر جب جھوٹ کا پول کھلتا ہے تو پھر لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر ان کی علیحدگیاں اور طلاقوں تک نوبت آ جاتی ہے۔

ہمارے ہاں بھی اگر آپ جائزہ لیں تو گھروں کی لڑائیاں، طلاق اور خلع کی نوبت اس لئے آتی ہے کہ جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے جبکہ اسی بنیادی نفسیات کو سمجھتے ہوئے ہمیں نکاح کے خطبے میں جن آیات کی تلاوت کرنے کا کہا گیا ہے اس میں یہ آیت بھی شامل ہے کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَفُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا** (الاحزاب: 71)۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف اور سیدھی بات کیا کرو۔ اور پھر آگے فرمایا **يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا** (الاحزاب: 72)۔ کہ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اب ایک اطاعت تو یہی ہے کہ جب آزادیاں ہوتی ہیں تو آزادی کے نام پر پردے ختم ہوتے ہیں اور جب پردے ختم ہوتے ہیں تو پھر شکوک پیدا ہوتے ہیں اور اس طرح پھر

بد اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ پھر جھوٹ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ ایک سلسلہ چل پڑتا ہے جو نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے یہاں میاں بیوی کے تعلق میں اس حد تک سچائی کی بات کی ہے کہ کوئی ایچ پی جی نہ ہو۔ سچائی کا اعلیٰ ترین معیار ہو۔ اور اس سے جہاں تمہارے تعلقات خوشگوار رہیں گے وہاں تمہارے بچے بھی بہت سے مسائل سے بچیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بھی معاف کرے گا اور فوزِ عظیم اور بڑی کامیابیاں بھی عطا کرے گا۔ پس یہ اسلام کا خوبصورت حکم ہے لیکن اس کے باوجود جو قولِ سدید سے کام نہیں لیتے تو وہ اپنے رشتے کو بگاڑتے ہیں۔ اپنے اعتماد کو جھوٹ کی وجہ سے قائم نہیں رکھتے۔ اس سے زیادہ بد قسمت اور کون ہو سکتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی خلع اور طلاقوں کی شرح اس لئے بڑھ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے ڈوری ہے۔

یہ دنیا دار جن کی کوئی رہنمائی نہیں ہے اس نے بھی میاں بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کا جو جھوٹ بولنا ہے اس کو serious lie لکھا ہوا ہے۔ یہ بڑا جھوٹ ہے۔ بہت قابلِ فکر جھوٹ ہے۔ لیکن وہ جن کی رہنمائی ہے اگر وہ ایسا کریں گے تو اس سے بھی زیادہ serious ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ خوفناک صورت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ پھر ایسا کرنے والا اپنے گناہوں کی بخشش سے بھی محروم رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کامیابیوں کا وعدہ ہے اس سے بھی محروم رہے گا۔ پس یہ ان لوگوں کے لئے قابلِ فکر ہے جو ایسے رویے رکھتے ہیں۔

اس نے یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ لوگ عام طور پر اپنی غلطیاں چھپانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ زیادہ percentage ان کی بن رہی ہے جو لوگوں سے بچنے کے لئے، لوگوں کا سامنا کرنے سے بچنے کے لئے کہ ملنا نہیں چاہتے تو بیوی یا بچوں کو کہہ دیا کہ گھر پر نہیں ہے۔ بعض لوگ اپنے بچوں کو کہہ دیتے ہیں کہ آنے والے کو یا فون کرنے والے کو کہہ دو کہ میرا باپ گھر پر نہیں ہے یا ماں گھر پر نہیں ہے۔ اس طرح وہ بچوں کو بھی جھوٹ کی عادت ڈال رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ فطرت نہیں ہے بلکہ بڑوں کے بعض عمل ہیں جو بچوں کو بھی جھوٹ کی طرف لے جاتے ہیں۔

پھر اس نے لکھا ہے کہ بغیر کسی محرک کے عادتاً بھی لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور عادت بھی اصل میں ماحول کی وجہ سے ہی پڑ رہی ہوتی ہے۔ پھر اس نے لکھا ہے کہ حقائق کو نظر انداز کرنے کے لئے بھی جھوٹ بولتے ہیں تاکہ صحیح باتیں نہ بتانی پڑیں۔ حقائق چھپانے پڑیں اس کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔

دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ اچھا بننے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ لطیفہ سنایا جس پر بڑا مذاق ہو رہا ہے۔ حالانکہ پاکیزہ صاف مذاق بھی ہو سکتا ہے۔

پھر خود پسندی کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ ذاتی مفادات کے علاوہ مالی منفعت کے لئے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ مالی منفعت حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ اس سروے نے ہر قسم کے جھوٹ بولنے والوں کی

علحدہ فیصد شرح نکالی ہوئی ہے۔ تو ان میں غلطیاں چھپانے والے، مالی منفعت والے اور جو دوسرے متفرق مفادات ہیں وہ حاصل کرنے کے لئے اور لوگوں سے بچنے کے لئے، نہ ملنے کے لئے جھوٹ بولے جاتے ہیں اور جب کوئی غلطی کرتا ہے تو پھر آدمی بچتا بھی ہے۔ تو ان کا سروے یہ کہتا ہے کہ سب سے زیادہ جھوٹ بولنے کی شرح ان چار چیزوں میں ہے۔ غلطیاں چھپانا، مالی منفعت، دوسرے مفادات اور لوگوں سے بچنا۔

(National Geographic June 2017 "why we lie" p: 36-51)

تو یہ تو ان لوگوں کا حال ہے جن کو ہمارے میں سے بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کا سچائی کا معیار ہمارے سے بہتر ہے۔ اگر یہ لوگ ہمارے لئے معیار ہیں تو پھر ایک مومن کہلانے والے کے لئے قابل فکرات ہے۔ یہ لوگ تو ویسے ہی خدا تعالیٰ کو نہیں مانتے یا شرک کرنے والے ہیں لیکن ہم جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور دین کی تعلیم پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اگر سچائی سے ہٹیں گے تو وہ نہ صرف دین سے دُور ہٹتے ہیں بلکہ شرک کے بھی مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس ہمیں اپنی سچائی کے معیاروں کو پرکھنے کی ضرورت ہے۔ ان پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ گواہیوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ جھوٹی گواہیاں نہ دو۔ چنانچہ عباد الرحمن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ (الفرقان: 73)۔ اور وہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ پس ہماری گواہیاں نہ مالی منفعت کے لئے یا مفادات کے لئے جھوٹی ہونی چاہئیں اور نہ کسی اور مقصد کے لئے یہ جھوٹی ہونی چاہئیں۔ کیونکہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ رحمان خدا کے بندے بنیں اور ایمان میں بڑھیں تو پھر ان جھوٹوں سے بچنا ہو گا بلکہ شیطان سے بچنے کے لئے بھی ضروری ہے اور چونکہ جھوٹ بولنے سے رحمان خدا سے قطع تعلقی ہوگی، اس سے تعلق ختم ہو گا اور جب خدا سے تعلق ختم ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا کہ پھر شیطان سے تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ شیطان کی پکڑ میں انسان آ جاتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 12)

ہماری سچائی کے معیار کیا ہونے چاہئیں اور کس طرح ہم نے جھوٹ سے بچنا ہے؟ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔" کسی کا قتل کوئی نہیں کرتا۔ فرماتے ہیں "مگر میں کہتا ہوں کہ نا انصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کر لو اگرچہ ایک بچہ سے۔ اور اگر مخالف کی طرف حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو۔" اگر بچہ بھی کوئی سچی بات کر رہا ہے تو اس کو قبول کر لینا چاہئے۔ ضد نہیں کرنی چاہئے۔ فرمایا

کہ "سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (الحج: 31) یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم نہیں۔" فرمایا کہ "جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے" جو سچائی سے تمہارا منہ پھیرتی ہے۔ سچائی سے دوسری طرف لے کر جاتی ہے "وہی تمہاری راہ میں بُت ہے۔ سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 550)

انصاف سے ہٹو گے تو جھوٹ بھی ہو گا۔ کسی عیسائی نے یہ اعتراض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے اور اپنے دین کو چھپانے کے لئے قرآن میں صاف حکم دے دیا ہے کہ جھوٹ بولو۔ اور جبکہ انجیل میں یہ اجازت کسی قسم کی نہیں ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ: "واضح ہو کہ جس قدر راستی کے التزام کے لئے قرآن شریف میں تاکید ہے میں ہر گز باور نہیں کر سکتا کہ انجیل میں اس کا عشر عشر بھی تاکید ہو....." آپ فرماتے ہیں کہ "قرآن شریف نے دروگہ کوئی بُت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (الحج: 31) یعنی بتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو۔ اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا كُونُوْا قَوِّمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اَوْ الْوَالِدِيْنَ وَالْاَقْرَبِيْنَ (النساء: 136) یعنی اے ایمان والو انصاف اور راستی پر قائم ہو جاؤ اور سچی گواہیوں کو بُت ادا کرو "اللہ کے لئے ادا کرو" اگرچہ تمہاری جانوں پر ان کا ضرر پہنچے یا تمہارے مال باپ اور تمہارے اقارب ان گواہیوں سے نقصان اٹھائیں۔"

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 402-403)

پس یہ معیار ہے سچائی کا۔ بیشک یہ انصاف کا بھی معیار ہے۔ لیکن انصاف قائم نہیں ہوتا اس وقت تک جب تک سچائی نہ ہو۔ پس یہ معیار ہیں جو ایک مومن کے لئے ضروری ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ نے عدل کے بارے میں جو بغیر سچائی پر پورا قدم مارنے کے حاصل نہیں ہو سکتی فرمایا ہے۔ لَا يَخْرُجُ مِنْكُمْ شَنَاۗنٌ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا- اَعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی- (المائدہ: 9) یعنی دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔" فرمایا کہ "انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے۔" فرماتے ہیں "اب آپ کو معلوم ہے کہ جو قومیں ناحق ستاویں اور دکھ دیویں اور خونریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکہ والے کافروں نے کیا تھا۔ پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع

نہیں کیا اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی.....۔" فرماتے ہیں "میں سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا یہ بہت مشکل اور فقط جو ان مردوں کا کام ہے۔" آپ فرماتے ہیں "اکثر لوگ اپنے شریک دشمنوں سے محبت تو کرتے ہیں اور میٹھی میٹھی باتوں سے پیش آتے ہیں مگر ان کے حقوق دبا لیتے ہیں۔" حق دبانے کے لئے جھوٹ بول جاتے ہیں۔ انصاف سے کام نہیں لیتے۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ فرماتے ہیں "ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے اور محبت کے پردہ میں دھوکا دے کر اس کے حقوق دبا لیتا ہے۔" پھر آپ نے اس کی مثال دی فرمایا "مثلاً اگر زمیندار ہے تو چالاکی سے اس کا نام کاغذات بندوبست میں نہیں لکھواتا۔" جو کاغذات ہوتے ہیں، سرکاری رجسٹریاں وہاں نام نہیں لکھواتا" اور یوں اتنی محبت کہ اس پر قربان ہو جاتا ہے۔ "بہت سارے کیس ایسے آتے ہیں۔ جھوٹے طور پر بعض رشتہ دار عزیز اپنے رشتہ داروں کی جائیدادوں کے کاغذات بدلوا لیتے ہیں یا نام نہیں لکھواتے یا صحیح طرح گواہی نہیں دیتے اور ان کو مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں محبت کا ذکر نہ کیا بلکہ معیار محبت کا ذکر کیا۔ کیونکہ جو شخص اپنے جانی دشمن سے عدل کرے گا اور سچائی اور انصاف سے درگزر نہیں کرے گا وہی ہے جو سچی محبت بھی کرتا ہے۔"

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 409-410)

پس یہ معیار ہے کہ صرف عارضی مفادات کے لئے نہیں، عام روزمرہ کے معاشرتی معاملات تک ہی نہیں بلکہ ایک مومن کے سچائی کے معیار وہ ہوں کہ ایک دشمن کو بھی نقصان پہنچانے کے لئے جھوٹ نہیں بولنا۔ جب دشمن سے سچائی کے یہ معیار ہوں گے تو پھر آپس کے تعلقات میں بھی سچائی کے معیار بڑھنے کی وجہ سے محبت کے معیار بڑھیں گے اور محبت میں جھوٹ نہیں ہوتا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی سے محبت بھی ہو اور پھر جھوٹ بھی بولا جائے کیونکہ محبت بے اختیار ہوتی ہے۔ پس یہ وہ معیار ہیں جو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر جب سچائی کے ایسے معیار ہوں گے تو پھر ایک بھائی کو انسان کسی بھی قسم کا دھوکہ نہیں دے سکتا۔

سچائی کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "حرام خوری اس قدر نقصان نہیں پہنچاتی جیسے قول زور،" جھوٹی بات۔" اس سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حرام خوری اچھی چیز ہے۔ یہ سخت غلطی ہے اگر کوئی ایسا سمجھے "تو غلط ہے۔ فرماتے ہیں کہ "میرا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص جو اضطراب اور آسور کھالے تو یہ امر دیگر ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی زبان سے خنزیر کا فتویٰ دے دے تو وہ اسلام سے دور نکل جاتا ہے۔" اضطرابی طور پر سور کا گوشت کھانے کی اجازت ہے۔ بھوکا مر رہا ہے تو کھالے اور چیز ہے۔ لیکن زبان سے فتویٰ دے دینا کہ سور کھانا جائز ہے یہ جو ہے انسان کو اسلام سے دور کر دیتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس طرح انسان "اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال ٹھہراتا ہے۔" پھر فرماتے ہیں "غرض اس سے معلوم ہوا کہ زبان کا زیان خطرناک ہے۔"

اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور آپ شاپ بولتے رہو۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 423)

انسان کو اپنی زبان پر کنٹرول ہونا چاہئے۔ یہ زبان پر حکومت ہے۔ نہ یہ کہ جو زبان میں آئے انسان نے بول دیا۔ اس سے پھر جھوٹ سچ ہر بات نکلتی جاتی ہے اور پھر فتنہ اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ پس ہر وقت یہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہماری زبان ہمیشہ سچائی کے اس معیار پر قائم ہو جو نہ صرف یہ ہے کہ شرک سے محفوظ رکھنے والی ہو بلکہ تقویٰ کے معیاروں کو بھی حاصل کرنے والی ہو۔ اس سے محفوظ رہے۔

جھوٹ میں ملوث لوگوں کی مختلف حالتیں جو میں نے اس مضمون کے حوالے سے بیان کی تھیں انہیں سامنے رکھ کر ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا کسی قسم کے جھوٹ میں ہم ملوث تو نہیں۔ اگر ہیں تو کس طرح اس سے نجات حاصل کرنی ہے۔ نجات حاصل کرنے کا ذریعہ تو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کو سمجھنے کی توفیق دے اور بلکہ سچائی سے بڑھ کر آگے قول سدید پر قائم ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر ایک اہم نیکی جو مومن کا خلق ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے وہ عاجزی اور تکبر سے دوری ہے۔ چنانچہ ایک جگہ تکبر کرنے والے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْتَشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (لقمان: 19) کہ اور نخوت سے انسانوں کے لئے اپنے گالوں کو نہ پھلاؤ اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھرا کرو۔ اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے اور فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس مضمون کو بڑی جگہ بیان فرمایا ہے۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "ایسے لوگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام سے حالانکہ کروڑوں حصہ نیچے کے درجہ میں ہوتے ہیں" ان کا کوئی مقابلہ ہی نہیں انبیاء کے ساتھ۔ کہتے ہیں "جو دو دن نماز پڑھ کر تکبر کرنے لگتے ہیں۔ اور ایسا ہی روزہ اور حج سے بجائے تزکیہ کے ان میں تکبر اور نمود پیدا ہوتی ہے۔" آجکل بھی، رمضان میں بھی بعض لوگ عبادت کرتے ہیں۔ ذرا موقع مل جاتا ہے یا کوئی سچی خواہیں آجائیں تو اس کی وجہ سے بے انتہا فخر ہو جاتا ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ استغفار کرنی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ: "یاد رکھو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنادیتا ہے۔ جب تک انسان اس سے دُور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک ہو جاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے۔ نہ علم کے لحاظ سے۔ نہ دولت کے لحاظ سے۔ نہ وجاہت کے لحاظ سے۔ نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نہ

کرے گا اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا اور وہ معرفت جو جذبات کے موادرِ ذیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی۔ "جذبات کے جوڑ کرنے والے چیزیں ہیں جذبات ہیں جو غلط قسم کے جذبات ہیں ان کو ختم کرنے کے لئے جو معرفت مل سکتی ہے وہ معرفت اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک انسان تکبر سے نہ بچے اور عاجزی اختیار نہ کرے۔ فرمایا "کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ شیطان نے بھی تکبر کیا تھا اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہہ دیا اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَ خَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ۔ (الاعراف: 13) "پھر" اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کے حضور سے مردود ہو گیا۔ اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تھی اس کو معرفت ملی تھی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اس لئے دعا کی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ (الاعراف: 24)"

یہ دعا پڑھنے کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو نصیحت فرمائی ہے۔ یہ دعا پڑھتے رہنا چاہئے۔ آجکل بھی آخری عشرے سے گزر رہے ہیں، آگ سے بچنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے کے لئے، ان دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔

آپ فرماتے ہیں: "یہی وہ ستر ہے" یہ راز ہے "جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہا گیا کہ اے نیک استاد تو انہوں نے کہا کہ تُو مجھے نیک کیوں کہتا ہے....." آپ فرماتے ہیں کہ "آجکل کے نادان عیسائی تو یہ کہتے ہیں کہ ان کا مطلب اس فقرہ سے یہ تھا کہ تُو مجھے خدا کیوں نہیں کہتا؟ حالانکہ حضرت مسیح نے بہت ہی لطیف بات کہی تھی جو انبیاء علیہم السلام کی فطرت کا خاصہ ہے۔ وہ جانتے تھے کہ حقیقی نیک تو خدا تعالیٰ سے ہی آتی ہے۔ وہی اس کا چشمہ ہے اور وہیں سے وہ اترتی ہے۔ وہ جس کو چاہے عطا کرے اور جب چاہے سلب کر لے۔ مگر ان نادانوں نے ایک عمدہ اور قابلِ قدر بات کو معیوب بنادیا اور حضرت عیسیٰ کو متکبر ثابت کیا حالانکہ وہ ایک منکسر المزاج انسان تھے۔"

پھر پاک ہونے کا ایک طریق بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: "میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔" پاک ہونا ہے تو کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرو "نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت، سب کچھ آسمان سے آتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل

پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے۔"

پھر آپ فرماتے ہیں: "پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشیٰ محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے۔" اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جائے، دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھنے لگے، ایک خاص قسم کی دل میں تسکین پیدا ہو جائے تو پھر اس پر تکبر اور ناز نہ کرو "بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔" اس تعلق کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے مزید انکسار میں بڑھو "کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشیٰ سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 275 تا 277)

تکبر دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ہر خلق کو انسان اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے۔ ہر اچھی بات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے۔ اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"در حقیقت یہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بد اخلاقی، کبر، ریاد وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اس پر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور یہ مواد ردیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ ان کو نہ جلائے۔ جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر بھی اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کو کچھ حقیقت نہیں پاتا۔ وہ اس نور اور روشنی کو جو انوار معرفت سے اسے ملتی ہے اپنی کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے خدا تعالیٰ ہی کا فضل اور رحم یقین کرتا ہے۔ جیسے ایک دیوار پر آفتاب کی روشنی اور دھوپ پڑ کر اسے منور کر دیتی ہے لیکن دیوار اپنا کوئی فخر نہیں کر سکتی۔" سورج کی روشنی دیوار پر پڑتی ہے اور وہ روشن ہو جاتی ہے تو دیوار کو اس پر کوئی فخر نہیں کہ یہ روشنی میری قابلیت کی وجہ سے ہے۔" فرماتے ہیں "یہ ایک دوسری بات ہے کہ جس قدر وہ دیوار صاف ہوگی اسی قدر روشنی زیادہ صاف ہوگی۔" دیوار صاف اور چمکیلی ہو تو روشنی زیادہ چمک کے ظاہر ہوگی۔ "لیکن کسی حال میں دیوار کی ذاتی قابلیت اس روشنی کے لئے کوئی نہیں بلکہ اس کا فخر آفتاب کو ہے اور ایسا ہی وہ آفتاب کو یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ تو اس روشنی کو اٹھالے۔" فرماتے ہیں کہ "اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے نفوس صافیہ ہوتے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فیضان اور فیوض سے معرفت کے انوار اُن پر پڑتے ہیں اور ان کو روشن کر دیتے ہیں۔ اسی لئے وہ ذاتی طور پر کوئی دعویٰ نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فیض کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہی سچ بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اعمال سے داخل جنت ہوں گے تو یہی فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ "بلکہ" خدا تعالیٰ کے فضل سے۔ "فرمایا کہ" انبیاء علیہم السلام کبھی کسی قوت اور طاقت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے۔ وہ خدا ہی سے پاتے ہیں اور اسی کا نام لیتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 274-275)

پس انبیاء جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں ان کا یہ حال ہے تو ایک عام انسان کو کتنی عاجزی و کھانی چاہئے اور کتنا اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر شکر گزار ہوتے ہوئے مزید جھکتے چلے جانا چاہئے۔
تکبر انسان میں روحانی موت لاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے انسان دور ہو جاتا ہے، اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اس پر رحم کرتا ہے اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مُرسلوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں۔ مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے۔ جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لئے روحانی موت ہے۔" فرمایا کہ "میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ تکبر نے ہی شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اس لئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے۔ ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے؟ "خادم سے پوچھا کس طرح آپ تمہارے ساتھ سلوک کرتے ہیں" اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ)"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 101)

جماعت کو اس بارے میں نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"عام طور پر تکبر دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ علماء اپنے علم کی شین اور تکبر میں گرفتار ہیں۔ فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اور ہی قسم کی ہو رہی ہے۔ ان کو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا۔" ہر ایک تکبر میں مبتلا ہے۔ اپنی اصلاح کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ فرماتے ہیں "ان کی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے۔ اس لئے ان کے مجاہدے اور ریاضتیں بھی کچھ اور ہی قسم کی ہیں جیسے ذکرِ آدہ وغیرہ۔ جن کا چشمہ نبوت سے پتا نہیں چلتا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تو ہمیں ایسے ذکروں اور مجاہدوں کا پتا نہیں لگتا۔ فرماتے ہیں کہ "میں دیکھتا ہوں کہ دل کو پاک کرنے کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں۔ صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں۔ یہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں۔ پس یہ زمانہ اب بالکل خالی ہے۔ نبوی طریق جیسا کہ کرنے کا تھا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اس کو بھلا دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ عہدِ نبوت پھر آ جاوے اور تقویٰ اور طہارت پھر قائم ہو اور اس کو اس نے اس جماعت کے ذریعہ چاہا ہے۔" اللہ تعالیٰ یہ ساری نیکیاں تقویٰ پیدا کرنا، ایمان مضبوط کرنا اس جماعت کے ذریعہ چاہتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "پس فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو۔" جب اللہ تعالیٰ جماعت سے چاہتا ہے تو افراد جماعت جو ہیں وہ حقیقی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ آپ فرماتے ہیں "حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو۔ اسی طرح پر جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 278)

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کے بتائے ہوئے طریق پر چلتے ہوئے تمام برائیوں سے بچنے اور تمام اعلیٰ اخلاق کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری سچائیوں کے بھی وہ معیار ہوں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہوں اور ہماری عاجزی کے بھی وہ معیار ہوں جو خدا تعالیٰ کو پسند آئیں۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ایسے افراد بنیں جیسا کہ وہ ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 07 جولائی 2017ء تا 13 جولائی 2017ء جلد 24 شمارہ 27 صفحہ 05 تا 09)

25

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 23 جون 2017ء بمطابق 23 احسان 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رمضان کا مبارک مہینہ آیا اور تیزی سے گزر بھی گیا۔ باوجود لمبے دنوں اور پھر گرمی بھی زیادہ ہونے کے اس دفعہ تو یہاں بھی ریکارڈ گرمی پڑی ہے، لیکن اکثر یاکم از کم جو لوگ مجھے ملے وہ یہی کہتے ہیں کہ اس دفعہ روزوں کا زیادہ احساس نہیں ہوا یا شدت موسم کے باوجود نسبتاً کم احساس ہوا۔ لیکن صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ روزے اس دفعہ غیر معمولی طور پر آسانی سے گزر گئے، آرام سے گزر گئے۔ اگر گزر گئے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہم پر ہوا کہ ہمیں اس نے ان دنوں میں سے آرام سے گزار دیا اگر تھوڑا سا بھوک پیاس کا احساس بھی ہوا تو صرف اس لئے کہ ہم کہہ دیں کہ ہلکا سا بھوک پیاس کا احساس ہو اور زیادہ محسوس نہیں ہوا۔ یہ کافی نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے، ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے ان بابرکت ایام میں کیا حاصل کیا؟ چاہے روزے آرام سے گزر گئے یا ذرا سا احساس ہو اور اس سے گزر گئے تو اس سے مقصد حاصل نہیں ہو جاتا۔ مقصد تبھی حاصل ہو گا جب ہم یہ دیکھیں، اپنا جائزہ لیں کہ ہم نے حاصل کیا کیا؟

اللہ تعالیٰ جو ان دنوں میں رمضان کے مہینہ میں ساتویں آسمان سے نچلے آسمان پہ آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ان دنوں میں اپنے بندوں کے قریب ہو کر ان کی دعائیں سنتا ہے۔

(الجامع لشعب الایمان الجزء الخامس حدیث 3394، 3334 مطبوعہ مکتبۃ الرشد ناشرون بیروت 2004ء)

اللہ تعالیٰ جو ان دنوں میں روزہ رکھنے والوں کی خود جزا بن جاتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ ... الخ حدیث 7492)

اللہ تعالیٰ جو ان دنوں میں شیطان کو جکڑ دیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل شهر رمضان حدیث 2495)

ہم نے اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں اور اس کی رحمتوں سے فیض اٹھانے کے لئے کیا کیا یا کیا کیا عہد کئے ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے اور اس کی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے گزشتہ کو تا ہیوں کو چھوڑنے کے لئے کیا عہد کئے ہیں اور کس حد تک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کی ہیں۔ پس یہ جائزے ہمیں اللہ تعالیٰ کے مستقل فضلوں کے حصول کی طرف توجہ دلانے والے اور اس وجہ سے اپنی حالتوں میں مستقل تبدیلی لانے کی کوشش، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہمیشہ جذب کرنے والا بنائے گی۔

اگر ہم نے نمازوں میں باقاعدگی صرف رمضان کی وجہ سے اختیار کی ہے اور بعد میں ہم نے پھر سست ہو جانا ہے تو یہ تو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا نہیں ہے۔ اگر ہم نے جمعوں میں باقاعدگی صرف رمضان کے مہینے تک ہی رکھنی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق چلنا نہیں ہے۔ اگر ہم نے قرآن کریم کی تلاوت کو صرف رمضان کے لئے ہی ضروری سمجھا ہے اور بعد میں اس کی طرف توجہ نہیں دینی تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلنا نہیں ہے۔ اگر ہم نے درود اور ذکر کو صرف رمضان تک ہی محدود رکھنا ہے تو صرف یہ بات تو اللہ تعالیٰ ہم سے نہیں چاہتا۔ اگر ہم نے اپنے اخلاق اور دوسری نیکی کی باتوں کو صرف رمضان تک ہی مجبوری سمجھ کر کرنا ہے تو یہ تو اللہ تعالیٰ ہم سے نہیں چاہتا۔ رمضان تو ایک ٹریننگ کیمپ کے طور پر آتا ہے۔ رمضان تو اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرض کیا ہے کہ جن نیکیوں کو تم بجالا رہے ہو اس میں مزید ترقی کرو اور ہر آنے والا رمضان جب ختم ہو تو ہمیں عبادات اور نیکیوں کی نئی منزلوں اور بلندیوں پر پہنچانے والا ہو اور ہم پھر عبادتوں اور نیکیوں کے نئے اور بلند معیار قائم کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہم سے مستقل مزاجی کے ساتھ ان نیکیوں پر چلنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تو **أَقِيمُوا الصَّلَاةَ** کا حکم دیا ہے کہ نمازیں قائم کرو۔ نمازوں کو وقت پر سنوار کر ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ **حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ** (البقرة: 239) یعنی تمام نمازوں اور خصوصاً درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو۔ اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس لئے پانچوں نمازوں کی حفاظت کا حکم ہے اور خاص طور پر درمیانی نماز کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو انسانی فطرت کا پتا ہے اس لئے خاص طور پر زور دے کر درمیانی نماز کی طرف توجہ دلائی ہے۔ **صَلَاةُ الْوُسْطَىٰ** کا مطلب ہے درمیانی یا اہم نماز۔ یعنی نماز کا ایسا وقت جب نماز کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ ہر نماز ہی اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دی ہے اور اہم ہے پھر **صَلَاةُ الْوُسْطَىٰ** کو کیوں اہمیت دی ہے؟ اس لئے کہ بعض نمازوں کے اوقات میں انسان ذاتی یا دنیاوی خواہشات کو ترجیح دے رہا ہوتا ہے۔ کسی کے لئے فجر کی نماز ادا کرنا مشکل ہے۔ اس وقت اٹھ کر فجر پڑھنا اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب کرتا ہے وہ اہم نماز بن جاتی ہے۔ کسی کو اپنے کام اور کاروبار کی وجہ سے ظہر یا عصر کی نماز پڑھنا مشکل لگتا ہے اس کے لئے اس نماز کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ گویا کہ جہاں مجاہدہ کر کے، کوشش کر کے انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کی

طرف آئے اللہ تعالیٰ اس کوشش کو بھی قدر کرتے ہوئے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نیکیوں کے اجر دینے کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ پس وہ اپنی راہ میں کوشش کرنے والوں کو بے انتہا نوازتا ہے اور جب انسان دنیا اور ذاتی خواہشات کے بتوں کو توڑ کر اس کی طرف آتا ہے تو پھر اس کے فضلوں کی بھی انتہا نہیں رہتی۔

اللہ تعالیٰ نے نماز کے بارے میں کئی جگہ مختلف حوالوں سے ہمیں توجہ دلائی ہے۔ صرف رمضان تک ہی محدود نہیں کیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازوں، جمعوں اور رمضان کے حوالے سے ایک ایسا ارشاد فرمایا ہے جو ایک مومن کو اور ایک ایسے شخص کو جو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتا ہو ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جب تک کہ وہ بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة... الخ حدیث 552)

پس یہاں کھول کر بیان فرما دیا کہ پانچ نمازیں کفارہ بنتی ہیں اُس وقت جب انسان اپنی پوری کوشش کر کے پانچ نمازیں اپنے وقت پر ادا کرے اور ہر نماز کے درمیان کا جو وقفہ ہے اس میں گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہے۔ اگر چھوٹی موٹی کمزوریاں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادے گا بشرطیکہ نماز وقت پر اس کا حق ادا کرتے ہوئے ادا کی جائے۔

پھر اسی طرح ہر جمعہ کی اہمیت بھی واضح کر دی کہ پانچ نمازوں کی جس طرح اہمیت ہے، انہیں وقت پر ادا کرنے کا جس طرح حکم ہے اور ادائیگی کی صورت میں جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے چھوٹے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے بلکہ نمازوں کا حق ادا کرتے ہوئے اگر نمازیں پڑھی جائیں تو اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ فحشاء سے بھی انسان بچتا ہے، برائیوں سے انسان بچتا ہے۔ تو بہر حال فرمایا کہ جس طرح پانچ نمازیں فرض ہیں اسی طرح جمعہ بھی فرض ہے اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک سرزد ہونے والی چھوٹی غلطیاں اور کمزوریاں اور چھوٹے گناہ بھی اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے۔ اس کا کوئی یہ مطلب بھی نہ لے لے کہ اس دوران چھوٹے گناہ کر لو، اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب ہے کہ بشری کمزوریوں کی وجہ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو اللہ تعالیٰ نمازوں اور جمعوں میں باقاعدگی اور گناہوں کی معافی کی دعاؤں اور اپنے عہدوں کی وجہ سے کہ آئندہ یہ غلطی نہیں کروں گا اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعوں میں باقاعدگی رکھنے کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ جس نے متواتر تین جمعے جان بوجھ کر چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔

(سنن الترمذی کتاب الجمعة باب ما جاء فی ترك الجمعة من غیر عذر حدیث 500)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

(ارشیف منندی الأولو کتہ-3- دسمبر 2010ء۔ از المکتبۃ الشاملۃ)

پس جمعہ کی اس اہمیت کو ہر ایک کو سمجھنا چاہئے۔ آج رمضان کا آخری جمعہ ہے بعض لوگ اس اہمیت کی وجہ سے آئے ہوں گے کہ رمضان کا آخری جمعہ ہے اس لئے یہاں بڑی مسجد میں آکر پڑھ لویا بعض دفعہ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں آخری جمعہ ضرور پڑھنا ہے اس لئے پڑھ لو۔

جماعت کے افراد کو جمعہ کی اہمیت کی طرف بار بار توجہ دلائی جاتی ہے اور اب شاید تھوڑے لوگ ہی ہوں گے جو اس بارے میں لاپرواہی کرتے ہیں۔ لیکن جو بھی لاپرواہی کرتے ہیں انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو سننے کے بعد فکر کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ رمضان کے جمعے پڑھ لویا رمضان کا آخری جمعہ پڑھ لو تو ثواب ہو گا بلکہ ہر جمعہ کی اہمیت بتائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْۤا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوْۤا الْبَيْعَۚۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (الجمعة: 10) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب جمعہ کے دن کے ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

پس مومن کو، ایمان لانے کا دعویٰ کرنے والے کو یہ حکم ہے کہ ہر جمعہ کی نماز کا خاص اہتمام کرو اور اپنی تجارتیں، اپنے کام، اپنے کاروبار چھوڑ دو۔ سب کام چھوڑ کر، سب تجارتیں چھوڑ کر، سب دنیاوی منفعیتیں اور فائدے چھوڑ کر صرف ایک چیز کی فکر کرو کہ تم نے جمعہ پڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم علم رکھتے ہو تو تمہیں بتا ہونا چاہئے کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اسی میں برکت ہے۔ اسی سے تمہارے کاروباروں میں برکت پڑے گی۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جان بوجھ کر جمعہ چھوڑنے والے کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کا ایمان صحیح ایمان نہیں رہتا۔ اگر ایمان حقیقی ہو تو کبھی انسان دنیاوی فائدے کی خاطر اپنے جمعوں کو قربان نہ کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر جمعوں میں وقت پر آنے اور باقاعدگی سے جمعہ میں شامل ہونے والوں کے بارے میں فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں وہ مسجد میں پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور اس طرح وہ آنے والوں کی فہرست تیار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب امام خطبہ دے کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور ذکر الہی سننے میں لگ جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائكة ... الخ حدیث 3211)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

کے حضور جمعوں میں آنے کے حساب سے بیٹھے ہوں گے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ما جاء فی التہجیر الی الجمعة حدیث 1094)

یعنی پہلا دوسرا تیسرا چوتھا۔ پس وہ لوگ جو بغیر مجبوری کے عادتاً جمعوں پر دیر سے آتے ہیں انہیں بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ یہاں بھی آج تو رمضان کے جمعوں میں خاص طور پہ لوگ پہلے آکر بیٹھے ہوئے ہیں، نہیں تو اکثر میں نے یہی دیکھا ہے کہ جب میں آتا ہوں تو آدھی کے قریب مسجد ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ خطبہ کے اختتام تک یا اس سے چند منٹ پہلے تک مسجد بھرتی ہے۔ پس عام دنوں میں بھی اس طرف توجہ ہونی چاہئے۔

جمعوں کے حوالے سے یہ بھی بتا دوں کہ جمعہ مردوں پر فرض ہے۔ اگر عورتیں آسکتی ہیں تو اچھی بات ہے۔ زائد ثواب کما رہی ہیں۔ بیشک آجائیں۔ اور بعض دفعہ ماؤں کے آنے کی وجہ سے بچوں میں بھی جمعہ پڑھنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے، اہمیت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن بہر حال جمعہ پر مسجد میں آنا اگر فرض ہے تو صرف مردوں پر فرض ہے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بڑا واضح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ جمعہ ادا کرنا ایسا حق ہے جو واجب ہے۔ یعنی فرض ہے۔ سوائے چار قسم کے افراد کے۔ اور وہ ہیں غلام، عورت، بچہ اور مرلیض۔

(سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمعة للمملوک والمرأة حدیث 1067)

یہ چار لوگ ہیں جن پر فرض نہیں ہے۔ غلام تو پرانے زمانے میں ہوتے تھے، اب اس طرح نہیں رہے۔ لیکن جو ملازم پیشہ ہیں ان کو ان ملکوں میں اپنے مالکوں کو بتا کر کوشش کرنی چاہئے کہ جمعہ کے لئے جمعہ کے وقت رخصت لیں۔ بعض لوگوں نے کوشش کی اور انہیں اجازت مل بھی گئی۔ اور اگر مجبوری ہو تو پھر جو احمدی قریب قریب ہوں ان احمدیوں کو جگہ تلاش کرنی چاہئے کہ تین چار اکٹھے ہو کر جمعہ پڑھ لیا کریں۔ عورتوں پر فرض نہیں ہے لیکن خاص طور پر بچے والی عورتوں کو یعنی چھوٹے بچے والیوں کو میں کہتا ہوں کہ ان کو احتیاط کرنی چاہئے کہ اتنے چھوٹے بچوں کے ساتھ جمعہ کے لئے مسجد نہ آئیں کہ بچوں کے رونے دھونے کی وجہ سے دوسروں کی نماز خراب ہو اور خطبہ صحیح طرح سن نہ سکتے ہوں۔ ہاں عید پر آنا ہر ایک کے لئے، ہر عورت کے لئے، مرد کے لئے، بچے کے لئے ضروری ہے۔ اس میں ضرور شامل ہونا چاہئے۔

(صحیح البخاری کتاب العیدین باب التکبیر ایام منی ... الخ حدیث 971)

اور عید پہ اگر چھوٹے بچوں والے بھی ہیں تو یہاں جگہ بنی ہوئی ہے، جہاں جگہیں نہیں ہوتیں وہاں بھی اگر نماز نہ بھی پڑھنی ہو تو بچوں کے ساتھ ایک طرف بیٹھ کے خطبہ سن لیں۔ پس آج بڑی تعداد میں لوگ جمعہ کے لئے آئے ہوئے ہیں اس لئے میں اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ مرد اپنے جمعوں کی خاص طور پر حفاظت کریں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے درمیان ہونے والے

گناہوں کی معافی کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ہونے والے چھوٹے گناہوں کو بھی معاف فرمادیتا ہے۔

لیکن یہ واضح ہونا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہوں سے معافی کے جو ذرائع بتائے ہیں وہ آپ ایک ترتیب سے بیان فرما رہے ہیں۔ پہلے نماز۔ پھر جمعہ۔ پھر رمضان۔ پس اس ترتیب سے یہ غلط فہمی دُور ہو جانی چاہئے کہ صرف سال کے بعد رمضان کی عبادتیں ہی گناہوں سے معافی کا ذریعہ ہیں۔ بلکہ یہ ترتیب اس طرف توجہ دلا رہی ہے کہ نمازوں کی پانچ وقت روزانہ ادائیگی اپنے حصار میں لئے ہوئے ساتویں دن جمعہ میں داخل کر کے جمعہ کی برکات سے حصہ دلائے گی۔ اور سال بھر کے جمعہ رمضان میں داخل کرتے ہوئے رمضان المبارک کے فیض سے فیضیاب کریں گے۔ روزانہ کی پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں گی کہ یہ تیرا بندہ تیرے خوف اور تیری محبت کی وجہ سے بڑے گناہوں سے بچتے ہوئے پانچ وقت تیرے حضور حاضر ہوتا رہا۔ ہر جمعہ عرض کرے گا کہ تیرا یہ بندہ سات دن اپنے آپ کو بڑے گناہوں سے بچاتے ہوئے جمعہ کے دن جس میں تیرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اس میں ایک قبولیت دعا کا لمحہ بھی آتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء فی الساعة التی فی یوم الجمعة حدیث 6400)

اپنی دعاؤں کی قبولیت کی آرزو لے کر تیرے حضور حاضر ہوتا رہا۔ رمضان کہے گا کہ اے خدا! یہ بندہ رمضان کا حق ادا کرنے کے بعد گناہوں سے بچتے ہوئے اور نیکیاں بجالاتے ہوئے اس رمضان میں اس امید پر داخل ہوا کہ تو اسے بھی اپنی رحمت، بخشش اور آگ سے بچانے کے عشروں سے فیضیاب کرے گا۔

تو اللہ تعالیٰ جو بڑا رحیم و کریم ہے ان سے فیضیاب کرتے ہوئے انسان کو اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لیتا ہے اور شیطان کے حملوں سے اسے بچاتا ہے۔ پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس سوچ کے ساتھ اپنی نمازوں، جمعوں اور اپنے روزوں کے حق ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے والے ہیں اور رمضان کے اس ماحول سے ہر لحاظ سے پاک ہو کر نکلنے والے ہیں۔ ایسی پاکیزگی جو ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والا بنانے والی ہے یا بناتی ہے۔

پھر رمضان میں خاص طور پر قرآن کریم پڑھنے، سننے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ کوشش کرتے ہیں کہ کم از کم قرآن کریم کا ایک دور مکمل کر لیں کیونکہ یہ سنت بھی ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ اور اہتمام اس طرف بھی توجہ دلانے والا ہونا چاہئے کہ اب ہم نے روزانہ باقاعدگی سے قرآن کریم کے کچھ نہ کچھ حصہ کی تلاوت کرنی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں نمازوں کے مختلف اوقات کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے

وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ **وَقُرْآنَ الْفَجْرِ - إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا**۔ (بنی اسرائیل: 79) یعنی فجر کی تلاوت کو بھی اہمیت دو۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔ پس قرآن کریم پڑھنا صرف خاص دنوں تک ہی مخصوص نہیں کیا گیا بلکہ نمازوں کے ساتھ اسے بیان کر کے اس کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

پھر تلاوت کے ساتھ اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس کا ترجمہ پڑھنے کی ضرورت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کا بھی ہمیں پتا چلے اور اس زمانے میں تو خاص طور پر اسے باقاعدگی سے پڑھنے کی ضرورت ہے جب مسلمان کہلانے والے بھی اس کی تعلیم بھلا بیٹھے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ "جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

کون ہے جو آسمان پر عزت پانا نہ چاہتا ہو۔ پس اس کی تلاوت میں باقاعدگی اور احکامات کی تلاش کر کے عمل اس سے فیضیاب کرے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم فلاح اور کامیابی چاہتے ہو تو میرے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر رکھو۔ جمعہ کی نماز کے بعد جب فارغ ہو جاؤ پھر اپنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ اس کو یاد رکھو۔ اس سے تمہیں کامیابی ملے گی۔ پس قرآن کریم کی تلاوت کی اس اہمیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہوئے اب قرآن کریم کی تلاوت میں کبھی سستی نہیں ہونی چاہئے۔ اسی طرح ذکر الہی میں بھی جو ہماری توجہ پیدا ہوئی ہے اس کا فائدہ تبھی ہے جب ہم اب رمضان کے بعد بھی اسے جاری رکھیں۔ اسی طرح دوسری نیکیاں اور اخلاق ہیں۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کی توفیق عطا فرمائی اور آپ علیہ السلام نے ہر موقع پر اور ہر طرح سے ہماری اصلاح کی اور ہمیں سیدھے راستے پر چلانے اور ہمارا رخ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف رکھنے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ آپ نے بار بار ہمیں فرمایا کہ تم جو میری بیعت میں آئے ہو ہمیشہ عبادتوں کے ذریعہ بھی اور اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ بھی اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے چلے جاؤ۔ آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ:

"جب تک انسان پاک دل اور صدق و خلوص سے تمام ناجائز رستوں اور امید کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کر کے خدا تعالیٰ ہی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا اس وقت تک وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسے ملے۔ لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ ہی کے دروازے پر گرتا اور اس سے دعا کرتا ہے تو اس کی یہ حالت جاذب نصرت اور رحمت ہوتی ہے۔" اللہ تعالیٰ کی نصرت اور رحمت کو جذب کرتا ہے۔ فرمایا "خدا تعالیٰ آسمان سے انسان کے دل کے کونوں میں جھانکتا ہے اور اگر کسی کونے میں بھی کسی قسم کی ظلمت یا شرک و بدعت کا کوئی حصہ ہوتا ہے تو اس کی دعاؤں اور عبادتوں کو اس کے منہ پر الٹا مارتا ہے۔ اور اگر دیکھتا ہے کہ اس کا دل ہر قسم کی نفسانی اغراض

اور ظلمت سے پاک و صاف ہے تو اس کے واسطے رحمت کے دروازے کھولتا ہے اور اسے اپنے سائے میں لے کر اس کی پرورش کا خود ذمہ لیتا ہے۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 396-397)

پس یہ ہے وہ معیار جو ہمیں مستقل حاصل کرتے چلے جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہماری عبادتیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہوں۔ رمضان کے بعد بھی ہم اپنی عبادتوں کے معیار قائم رکھنے والے ہوں تاکہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے سائے میں رہتے ہوئے اس کی پرورش کے فیض سے فیض پاتے رہیں۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ آپ کی بیعت میں آنے کے بعد ہمارے معیاروں کے بارے میں آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ فرماتے ہیں:

"وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آ سکے۔ وہ پنج وقت نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں..... تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔" (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 46-47)

پھر آپ فرماتے ہیں: "ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو۔" ضروری نہیں ہے کہ ہر بات کا جواب لڑائی سے دیا جائے۔ اور فرمایا "اور صبر اور حلم سے کام لو۔" (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 48)

پس یہ اخلاق اور عادتیں مستقل اپنانے کا حکم ہے۔ لڑائی جھگڑوں سے بچنے کے لئے صرف رمضان میں ہی نہیں کہنا کہ اِنِّی صَائِمٌ کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس لئے میں نے نہیں لڑنا۔ بلکہ رمضان کی تربیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی زندگی کو مستقل اعلیٰ اخلاق کے مطابق ہمیں ڈھالنا چاہئے۔

آپ نے اسے مزید کھول کر ایک جگہ بیان فرمایا کہ: "چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلألق کے اور کچھ نہ ہو۔" (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 48)

یہ ہونا چاہئے کہ صحیح راستے پر چلنے والے، مخلوق سے ہمدردی کرنے والے۔ آنکھیں ہر گندی چیز سے بچنے والی ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر تم اپنی حالت ایسی کر لو جو میں بتا رہا ہوں اور خدا تم سے چاہتا ہے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا

(ماخوذ از کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔

پس یہ باتیں ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات آپ نے بار بار بیان فرمائی کہ اگر تم ان باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے تو صرف بیعت تمہارے لئے کافی نہیں ہے۔ آپ نے جس فکر کے ساتھ اپنے ماننے والوں کے سامنے لائحہ عمل رکھا ہے۔ اس میں سے بھی بعض حصے میں پیش کرتا ہوں۔ ہر ایک خود ہی جائزہ لے سکتا ہے کہ کس حد تک ہم نے اس پر عمل کیا ہے یا عمل کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: "تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔" اگر علم آتا ہے تو عاجزانہ طور پر نصیحت کرو۔ یہ نہیں کہ اپنی بڑائی ظاہر کرنی ہے، اپنے علم کا اظہار کرنا ہے اور پھر ان کو ذلیل کرنا ہے۔ فرمایا "امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو۔ نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔" اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا تمہیں کشائش دی ہے، امارت دی ہے، دوسروں سے بہتر کیا ہے تو ان کی خدمت کرو، نہ یہ کہ ان پر تکبر کرو۔ فرمایا "ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔" اللہ تعالیٰ سے اگر تعلق جوڑنا ہے تو اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اس لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ فرماتے ہیں "چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔" فرماتے ہیں کہ "دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوکے کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کورات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔" آپ فرماتے ہیں "تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے۔" یہ نہیں ہے کہ دکھاوے کے طور پر کچھ کر دو تو اپنے آپ کو بچا لو گے "کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے" اندر دل کی گہرائیوں تک جانتا ہے۔ "کیا تم اس کو دھوکہ دے سکتے ہو؟" نہیں، یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ "پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔" اگر ذرا سا بھی اندھیرا دل میں ہے تو جو بھی روشنی ہے اس کو اندھیرا ڈور کر دیتا ہے۔ فرماتے ہیں "اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے، حقیقی مومن بننا

ہے تو اپنی ہستی پر ایک انقلاب لانا چاہئے " اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ " فرماتے ہیں "تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ " ذاتی آنا اور نفسانیت کو چھوڑو اور آپس میں اس وجہ سے ناراضگیاں نہ پیدا کرو " اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ " فرماتے ہیں کہ "نفسانیت کی فریبی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فریبہ انسان "موٹا انسان" داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بد قسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ " فرماتے ہیں "جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم پر خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشا ہے اور بد بخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں..... " آپ فرماتے ہیں۔ "بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا....."

آپ فرماتے ہیں "ہر ایک ناپاک آنکھ اُس سے دُور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ منے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے..... " فرمایا "کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو۔ اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو۔ سو تمہاری عقل مندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو..... " فرمایا "تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مجبور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ " قرآن کریم کی تعلیم کو ہمیشہ پکڑ کے رکھو۔ فرماتے ہیں "جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلائی

ہے۔ "فرمایا" نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ "آپ کی سفارش اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔ فرمایا" اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔"

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12 تا 14)

ان باتوں کے بعد پھر آپ نے دوبارہ تاکید فرمائی کہ "ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔"

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18)

پس ہم میں سے ہر ایک کو رمضان میں سے یہ عہد کرتے ہوئے نکلنا چاہئے کہ جو باتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں اور جو باتیں ہمیں کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائیں ان کو ہم ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے ان کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم یہ کریں تبھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اپنے آپ کو رمضان میں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق گزارنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز کے بعد میں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ مکرمہ محترمہ مشتاق زہرہ صاحبہ کا ہے جو چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ 12 جون کو رات آٹھ بجکر پینتالیس منٹ پر ربوہ میں 91 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے والد چوہدری عنایت اللہ صاحب تھے جنہوں نے چودہ سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ محترمہ کا نکاح 1944ء میں چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب واقف زندگی کے ساتھ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے پڑھا تھا اور اس میں ایک لمبا خطبہ دیا تھا جس میں اللہ تعالیٰ کے بعض خاص فضلوں کا ذکر فرمایا تھا۔ بہر حال یہ تو ایک لمبا خطبہ ہے اور اس نکاح کی وجہ سے ہی پھر ان کے خاندان میں مزید احمدیت بھی پھیلی۔ اللہ تعالیٰ نے مرحومہ کو تین بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ ایک واقف زندگی بیٹا ظہیر باجوہ صاحب امریکہ میں ہیں۔

چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب انگلستان میں مبلغ بھی رہے ہیں۔ 1955ء میں ربوہ واپس گئے اور پھر نائب ناظر اصلاح و ارشاد مقرر ہوئے۔ ناظر زراعت رہے۔ ناظر امور عامہ رہے۔ لمبا عرصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے۔ ناظر تعلیم القرآن بھی رہے۔ پھر آخر میں وفات کے وقت صدر، صدر انجمن احمدیہ بھی تھے۔ محترمہ مشتاق زہرہ صاحبہ نے اپنے واقف زندگی شوہر کے ساتھ بڑے اچھے طریقے سے وقت گزرا اور کبھی کوئی ایسی خواہش نہیں کی جس سے ایک واقف زندگی کو کوئی مشکل پیش آئے۔ 1944ء میں ان

کی شادی ہوئی۔ اگلے سال 1945ء میں ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور بیٹا ایک مہینے کا تھا تو اس وقت چوہدری ظہور باجوہ صاحب کو مبلغ کے طور پر لندن بھجوا دیا گیا اور تقسیم ہندو پاکستان جب ہوئی ہے تو باجوہ صاحب یہاں لندن میں تھے اور اس وقت بھی ان کی اہلیہ کو بعض مشکلات سے گزرنا پڑا۔ پھر 1951ء سے 1955ء تک باجوہ صاحب کی اہلیہ محترمہ بھی ظہور باجوہ صاحب کے ساتھ یہاں انگلستان رہیں اور اس وقت یہاں مبلغین کے حالات بہت آسان نہ تھے۔ جماعت کے مالی حالات بھی کمزور تھے۔ بڑے مشکل حالات میں گزارہ ہوتا تھا۔ لیکن انہوں نے کبھی شکوہ نہیں کیا اور بڑے آرام سے وہ وقت گزارا۔ پھر ربوہ میں پہلے کو ارٹروں میں رہتے تھے پھر دارالصدر شمالی میں اپنا گھر بنالیا تو وہاں اپنے گھر میں رہیں اور کیونکہ زمیندار خاندان کے تھے اس لئے ہر وقت ان کے گاؤں کے یاعزیزوں کے بعض سٹوڈنٹ جو ربوہ میں پڑھنے کے لئے آتے تھے وہ اور دوسرے لوگ بھی ان کے گھر میں رہتے تھے۔ گھر بھی اتنا بڑا نہیں تھا لیکن ہر وقت پندرہ بیس آدمی ان کے گھر میں رہتے تھے اور ان کی مہمان نوازی یہ بڑے شوق سے کیا کرتی تھیں۔ ان کے بیٹے نے لکھا ہے کہ روزانہ تہجد کے ساتھ آپ کے دن کا آغاز ہوتا تھا۔

پھر نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اونچی آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا آپ کا روز کا معمول تھا۔ اس کے بعد کچھ بھینسیں وغیرہ رکھی ہوئی تھیں، جانور رکھے ہوئے تھے، ان کا دودھ بلوتی تھیں اور پھر محلے کے جو غریب لوگ تھے وہ لسی لینے والے آجاتے۔ ان کی ایک لمبی قطار ہوتی تھی۔ انہیں لسی دیتی تھیں۔ اور اس کے باوجود گھر کو سنبھالنا اور ان سارے کام کرنے کے بعد باقی سوشل تعلقات بھی بڑے اچھے تھے۔ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے ساتھ آپ کو بہت محبت تھی اور حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ چھوٹی آپا حرم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ نے قرآن شریف بھی پڑھا اور پھر ترجمہ بھی خاص طور پر پڑھا۔ ہمیشہ ہر ایک سے خوش اخلاقی سے پیش آتی تھیں۔ مہمان نوازی کا پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ یہاں بھی جب تھیں تو مہمان نوازی کے لئے اتنے فنڈ نہیں ہوتے تھے اور کوئی ضیافت کا انتظام نہیں تھا تو پھر انہوں نے یہاں بیکنگ (baking) سیکھی اور ہر آنے والے کو خود ہی بیکنگ (baking) کر کے مہمان نوازی کرتی تھیں اور چیزیں مہیا فرماتی تھیں۔

حنیف محمود صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد لکھتے ہیں کہ یہ چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب کی سوانح لکھ رہے تھے تو اس تعلق میں ان کے ساتھ رابطہ ہوتا رہا اور یہ لکھتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ محترمہ اعلیٰ زمیندار خاندان کی تھیں لیکن جب ایک واقف زندگی سے بیاہ کے اس کے گھر میں آئی ہیں تو پھر بڑی معمولی زندگی گزاری۔ وہاں اپنے گھر میں تو نوکروں کی کافی ریل پیل تھی اور نوکروں سے کام ہوتے تھے لیکن یہاں آ کے خود اپنے ہاتھ سے سارے کام کئے۔ کہتے ہیں کہ لندن میں قیام کے دوران کا واقعہ سناتے ہوئے بیان کرتی تھیں کہ بڑی تنگی سے گزر بسر ہوتی تھی۔ شدید سردی کے موسم میں نہ گیزر کی سہولت تھی، نہ کمرے گرم کرنے کے لئے ہیٹر ہوتے تھے، نہ کونکے میسر تھے اور بجٹ کے اندر رہتے ہوئے جو بھی کام کرنا ہوتا تھا کرنا ہوتا تھا۔ بڑی مشکلوں سے گزارا ہوتا تھا۔ ٹھنڈ ٹھنڈ میں گزارا

کرتے تھے۔ تھوڑی دیر کے لئے میسنگ کرتے تھے۔ چوہدری صاحب بھی بڑے اصولوں کے پابند رہے ہیں۔ یہاں بڑی سادگی سے انہوں نے گزارہ کیا۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ 1955ء میں جب چوہدری ظہور باجوہ صاحب کو لندن سے واپس مرکز آنے کا حکم ہوا تو مرحومہ ان دنوں بیمار تھیں اور ڈاکٹروں نے مکمل طور پر بیڈ ریسٹ (bed rest) کے لئے کہا ہوا تھا۔ لیکن جب واپسی کا حکم آیا تو چوہدری صاحب نے تیاری شروع کر دی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کی اہلیہ بیمار ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ سے کچھ عرصہ کے لئے اجازت لے لیں۔ انہوں نے کہا نہیں حکم آیا ہے اس لئے واپس جانا ہے۔ اور مرحومہ نے بھی اس پر کوئی بحث نہیں کی۔ اس زمانے میں سفر بھی آسان نہیں تھے۔ اور باوجود اپنی بیماری کے فوری طور پر خاوند کے ساتھ واپسی کے لئے تیار ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے، درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم عبدالکرم صاحب کا ہے جو مصر کے تھے 12 جون کو دل کے حملے کے نتیجے میں 41 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ڈاکٹر حاتم علمی شافعی صاحب صدر جماعت مصر لکھتے ہیں کہ مرحوم نے 2011ء میں بیعت کی تھی۔ عربی اور دینیات کے مدرس تھے لیکن کام چھوڑ کر خود کو جماعتی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ آپ جنوبی مصر کے ایک نہایت جاہل اور متعصب معاشرے میں پیدا ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود نہایت صلح پسند اور سخت گیری سے نہایت متنفر تھے۔ بیعت سے قبل علماء کی کتب میں موجود خرافات نے انہیں اس قدر حیران کیا ہوا تھا کہ انہیں ڈر تھا کہ شاید ہمارا دین ہی بعض غلط باتیں سکھاتا ہو۔ یعنی اسلام نعوذ باللہ غلط سکھاتا ہے۔ مولویوں کی باتیں سن کے انہیں یہ خیال پیدا ہوا۔ خصوصاً حیات مسیح، صلیب سے نجات اور رفع وغیرہ امور کے بارے میں سخت حیران تھے حتیٰ کہ انہیں ایک عیسائی نے بعض عیسائی چینلز کے نمبر دیئے کہ وہاں پر پروگرام دیکھو تاکہ تمہیں یقین آئے کہ حضرت مسیحؑ میں بہت سی ایسی صفات تھیں جو دیگر انسانوں میں نہیں تھیں۔ اسی تلاش میں انہیں ایم ٹی اے بھی مل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دینی تھی۔

مرحوم اپنی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک پروگرام میں مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم کو دیکھا جو کہہ رہے تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ بیہوش ہوئے تھے اور پھر آپ نے مشرق کی طرف ہجرت کی اور طبعی وفات پائی۔ جب میں ٹی وی دیکھ رہا تھا تو میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا یہ بات سن کر میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور پوری توجہ کے ساتھ بات سننے لگا۔ یہ الحوار المباشراً کا پروگرام تھا۔ جب حقیقت مجھ پر واضح ہوئی تو میں پورے زور سے چیخا کہ اللہ اکبر۔ حق ظاہر ہو گیا۔ کہتے ہیں میں خوشی سے اچھلنے لگا۔ اسی دوران پروگرام میں وقفہ ہوا اور شریف عودہ صاحب نے اعلان کیا کہ اب ہم حضرت امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ سنیں گے اور قصیدے کا مطلع تھا کہ اِنِّیْ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْکَبِیْرِ۔ یعنی

یقیناً میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں جو غالب اور سب سے بڑا ہے۔ ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر بھی دکھائی گئی جس پر میں نے پروگرام کو pause کیا اور تصویر کو بغور دیکھنے لگا۔ تو کہتے ہیں کہ جب دیکھ رہا تھا تو میں کہتا ہوں یہ تو وہی چہرہ ہے جسے میں نے کچھ عرصہ قبل خواب میں چاند میں دیکھا تھا۔ کہتے ہیں یہ لمحات بہت خوبصورت تھے اور میری خوشی بیان سے باہر تھی۔ میں نے اس کے بعد مزید پروگرام دیکھے اور تین دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے وفات مسیح اور صلیب سے نجات اور ہجرت کا معممہ میرے لئے حل کر دیا۔

مرحوم کو بیعت کے بعد کام والوں نے بھی نکال دیا۔ گاؤں والوں اور عزیز واقارب اور جان پہچان رکھنے والوں سب نے شدید تنگی ان پر وارد کی لیکن یہ حق سے نہیں ہٹے بلکہ روز بروز ایمان میں بڑھتے چلے گئے اور ثبات قدم ان کو عطا ہوتا گیا۔ چار سال قبل انہوں نے جو سکول میں پڑھاتے تھے اس کا کام چھوڑ کر جماعت کی خدمت کے لئے زندگی وقف کی۔ بہت منکسر المزاج، نرم خو، نہایت بااخلاق، مخلص اور غیر معمولی طور پر اطاعت کرنے والے تھے۔ آپ وہاں ملک میں نومبائین کے انچارج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبر، ادب اور دوسروں سے گفتگو کرنے اور انہیں قائل کرنے کا خاص ملکہ عطا کیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں غرق تھے۔ خلافت سے بھی بے انتہا محبت رکھنے والے تھے۔ پانچ سال قبل انہوں نے ایک احمدی خاتون سے شادی کی تھی۔ اب وفات کے وقت اس بیوہ کے علاوہ چار سالہ بیٹی زینب اور دو سالہ بیٹا محمد یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کا بیٹا ماشاء اللہ وقف نو میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بیوی اور بچوں کا بھی خود ہی کفیل ہو اور انہیں بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 14 جولائی 2017ء تا 20 جولائی 2017ء جلد 24 شمارہ 28 صفحہ 05 تا 09)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 30 جون 2017ء بمطابق 30 احسان 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رمضان اپنی بی شمار برکتیں لے کر آتا ہے اور جو لوگ اس کی حقیقت کو سمجھتے ہیں وہ اس سے فیض بھی پاتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کے مجھے خطوط آئے اور آرہے ہیں کہ ہمیں ان دنوں میں فرائض عبادتوں میں بہتر رنگ میں ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کی ادائیگی کی بھی توفیق ملی۔ قرآن کریم اور حدیث کے درس سننے کی بھی توفیق ملی۔ نماز تراویح کی ادائیگی کی بھی توفیق ملی اور پھر تہجد کی بھی توفیق ملی۔ اسی طرح قرآن کریم کا دور مکمل کرنے کی بھی توفیق ملی۔ لکھنے والے یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان دنوں میں عجیب کیفیت اور حالت تھی اور لکھتے ہیں کہ ان دنوں میں روحانی طور پر لطف اٹھانے کی جو توفیق ملی، دعاؤں کی قبولیت اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے اور روحانی طور پر لطف اٹھانے کی جو توفیق ملی ہے، رمضان میں جن برکتوں کو سمیٹنے کی ہمیں توفیق ملی ہے، اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین کی جو توفیق ملی ہے اور اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے نہ کہ ہماری کسی خوبی کی وجہ سے یہ نظارے دکھائے اور یہ حالت پیدا کی اس کے لئے اب دعا کریں کہ یہ حالت ہمیشہ قائم رہے۔

جن روحانی لذتوں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں فیضیاب فرمایا ہے ہماری کسی لا پرواہی، کمزوری اور ہماری کسی لغزش اور ہمارے کسی تکبر اور ہماری کسی ناپسندیدہ حرکت، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے ہم نے ان دنوں میں جو کچھ پایا ہے اس کے فیض سے بے فیض ہونے والے نہ بن جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اور ان سب برکات کو جو ہمیں اس مہینہ میں ملیں ضائع کرنے والے نہ ہو جائیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ کرے کہ ہمیں یہ ساری برکات ہمیشہ حاصل ہوتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ جنہوں نے حقیقت میں رمضان کے فیض سے فیضیاب ہونے کی کوشش کی ہے اگر ان میں کوئی کمیاں اور کمزوریاں بھی رہ گئی تھیں تو جیسی یہ خواہش کا اظہار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنا فضل اور درگزر فرماتے ہوئے ان کو ششوں کو بھی نواز دے جو وہ کرتے رہے اور اس انعام کو ہمیشہ

جاری رکھے جو وہ رمضان میں کسی بھی صورت میں اپنی رحمت اور مغفرت کی وجہ سے کرتا رہا۔ جنہوں نے اعلیٰ معیار حاصل کئے ان کے معیاروں کو بھی بڑھاتا چلا جائے اور جو معمولی کوشش کرتے رہے ان کی کوششوں کو بھی نوازتے ہوئے ان کے قدم بہتری کی طرف مستقل بڑھاتا رہے۔ لیکن ہر شخص کو خود بھی اپنے لئے دعا کرنی چاہئے کہ اب ہمارے قدم پیچھے نہ ہٹیں بلکہ آگے بڑھتے رہیں اور کوشش بھی کرنی چاہئے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں ہم جہاں تک پہنچے ہیں ان سے قدم کبھی پیچھے نہ ہٹیں اور ہم کہیں پیچھے کی طرف پھسلنا نہ شروع ہو جائیں اور نہ صرف وہاں قدم جمائے کی کوشش کریں بلکہ اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جانے کی اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق کوشش بھی کریں اور دعا بھی مانگیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرتا رہے۔

اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں سے بندوں کو جو دعا کی طرف توجہ دلائی ہے اور یہ کہا ہے کہ میں تمہارے قریب آجاتا ہوں اس میں صرف رمضان کے مہینہ کا ہی ذکر نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ جو بھی بے چین ہو اور بے قرار ہو کر میری طرف دعا کرتے ہوئے آتا ہے میں اس کی دعا سنتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلْمُضْطَّرُّ اِذَا دَعَا وَیَكْشِفُ السُّوءَ (النمل: 63) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دُور کر دیتا ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ؕ اِلَٰهَ مَعَ اللّٰهِ (النمل: 63) کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہے جو یہ سب کچھ کر سکتا ہے؟ یعنی کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو مضطر کی دعا سنتا ہے۔ اس کی تکلیفوں کو دُور کرتا ہے جب اس کو ایک شخص اضطرابی حالت میں پکارتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ اس آیت کے حوالے سے فرمایا کہ: "خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بے قراروں کی دعا سنتا ہے۔" (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 259)

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُدْعُوْنِیَّ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن: 61) کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا سنوں گا۔ پس جو کچھ روحانی فیض اٹھایا، ہم جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے اور قبولیت دعا کے بھی نظارے دیکھے وہ ہمیشہ کا ساتھ بن سکتے ہیں۔ اگر ہماری کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان میں قبولیت دعا اور اپنے قرب کے نظارے دکھائے تو یہ اس بات کا احساس دلانے کے لئے ہیں اور یہ ہمیں اس طرف توجہ دلانے کے لئے ہیں کہ میں نے جو قرب تمہیں عطا کیا ہے اسے مستقل قائم رکھنے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ صرف رمضان کے مہینہ میں ہی قریب آئے گا یا کوئی شخص کوئی عمل کرے یا نہ کرے اس نے ضرور رمضان کے مہینہ میں ہی اسے قرب عطا کرنا ہے۔ یہ مہینہ یا یہ دن جو اس نے خاص کئے ہیں تو یہ توجہ دلانے کے لئے کئے ہیں کیونکہ جب جماعتی طور پر اس طرف توجہ ہوتی ہے تو کمزور بھی اس طرف توجہ کرتے ہیں ورنہ اس کا یہ اعلان

ہر وقت کے لئے ہے کہ "إِنِّي قَرِيبٌ۔" کہ میں تو تمہارے ہر وقت قریب ہوں۔ پس آؤ اور میرے قرب سے فیض اٹھاتے رہو۔ رمضان میں کیونکہ تم جماعتی رنگ اور ایک کوشش کے ساتھ میرے قریب آنے اور مجھ سے مانگنے کی کوشش کرتے ہو اس لئے میں اپنے خاص احسان کے تحت اپنی برکات میں اضافہ کر دیتا ہوں۔ ورنہ دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی قربت کے حصول کا ذریعہ بتاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب رات کے درمیانی حصہ میں بندے کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ فرمایا پس اگر تم سے ہو سکے تو اس گھڑی تم اللہ کا ذکر کرنے والوں میں سے بن جاؤ یا اگر بن سکو تو ضرور بنو۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب منہ حدیث 3579)

پس رمضان کے دنوں میں بہت سے لوگوں کو نفل پڑھنے کی جو عادت پڑی ہے اگر اس میں وہ باقاعدگی اختیار کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لئے وہ دعا بھی کریں اور رات کو پختہ ارادہ کر کے سوئیں تو اللہ تعالیٰ کی اس قربت سے ہمیشہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کا قرب ہو تو انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں اور اس کے حصار میں ہوتا ہے اور یہ قرب رات کی دعاؤں کے ساتھ دن کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت سے حاصل ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر الہی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بڑے تنبیہ والے الفاظ میں فرمایا کہ ذکر الہی کرنے والے اور ذکر الہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مژدہ کی طرح ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزوجل حدیث 6407)

پس یہ زندگی کے سامان تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے سارا سال ہی رکھے ہیں، قربت کے سامان تو سارا سال کے لئے رکھے ہیں۔ قبولیت دعا کے سامان تو ہر وقت کے لئے مہیا فرمائے ہیں۔ اپنے آپ کو صرف چند دنوں تک محدود کر کے باقی دنوں میں خدا تعالیٰ کی بات کی طرف توجہ نہ دینا انسان کو مردہ کر دیتا ہے۔ اگر ہم نے حقیقی زندگی حاصل کرنی ہے تو پھر سال کے باقی گیارہ مہینوں میں بھی خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا ضروری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک جگہ تاکیداً اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اسے یاد کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو زیادہ یاد کرو اور ذکر کی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے کسی آدمی کا اس کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ پیچھا کر رہے ہوں یہاں تک کہ اس آدمی نے بھاگ کر ایک مضبوط قلعہ میں پناہ لی اور دشمن کے ہاتھ لگنے سے بچ گیا۔ فرمایا کہ اسی طرح بندہ شیطان سے نجات نہیں پاسکتا مگر اللہ کی یاد کے ساتھ۔

(سنن الترمذی ابواب الامثال باب ما جاء فی مثل الصلوة ... الخ حدیث 2863)

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے حصار میں صرف خاص دنوں میں ہی نہیں رکھا بلکہ اس کا لائی قَرِيب (البقرة: 187) کا اعلان ہر وقت اور ہر جگہ ہے۔ اس کی مضبوط پناہ گاہیں ہر جگہ موجود ہیں اور ہر وقت موجود ہیں اور ہر وقت مومن کو

پناہ دینے کے لئے ان کے دروازے کھلے ہیں اور شیطان کو روکنے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو شیطان سے بچانے کے لئے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے مستعد حفاظت کرنے والے محافظ ان جگہوں پر کھڑے ہیں۔ اگر انسان ہی اپنی بے عقلی سے کام لیتے ہوئے اپنے دشمن سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ گاہ کی طرف دوڑنے کی بجائے خطرناک راستوں کی طرف چلنا شروع کر دے تو پھر یہ انسان کا اپنا قصور ہے اور اس کی بے وقوفی کی، کم عقلی کی انتہا ہے۔

پس رمضان میں جس محفوظ حصار میں آنے اور جس مضبوط قلعہ میں آنے کی کوشش کی ہے اور پناہ لی ہے ہمارا کام یہ ہے کہ اب اس پناہ میں رہنے کے لئے تمام احتیاطوں کو استعمال کریں۔ یہ نہ ہو کہ ہماری کسی بے احتیاطی کی وجہ سے، لا پرواہی کی وجہ سے، ہم قلعہ سے باہر نکل کر اپنے بدترین دشمن کے ہاتھ لگ جائیں۔ پس دعاؤں اور نیکیوں کے بجالانے کی طرف خاص توجہ دینے کی ہر ایک کو ہر وقت ضرورت ہے تاکہ ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی پناہ گاہ میں رہیں۔ دعاؤں اور ذکر الہی پر زور دیں۔

ہماری دعاؤں کی کیا کیفیت ہونی چاہئے اور کس طرح ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں؟ اس بارے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار "کثرت سے بہت زیادہ اور بار بار" اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی۔ "کثرت بھی ضروری ہے اور اضطراب بھی ضروری ہے وہ دعا نہیں کی جاتی" وہ پروا نہیں کرتا۔ "فرمایا" دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالت اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 137)

فرمایا کہ قبولیت کے واسطے جو ضروری شرط ہے وہ اضطراب ہے۔ انسان جو دعا کرے تو صرف منہ سے الفاظ ادا کر کے نہیں، سطحی طور پر نہیں بلکہ دعا کے وقت ایک بیقراری ہو اور ایک بے چینی ہو۔

پھر قبولیت دعا کے لئے یہ شرط بھی آپ نے بیان فرمائی کہ "جس کے واسطے انسان دعا کرتا ہو اس کے لئے دل میں درد ہو۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 336)

انسان اپنے لئے تو دعا کرتا ہے اور بڑے درد سے اسی طرح کرتا ہے جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے قریبیوں، بیوی بچوں کے لئے بھی ان کی تکلیف کے وقت بڑے درد سے دعا کرتا ہے۔ لیکن ہمارا کام یہ بھی ہے، ایک مومن کا یہ کام ہے کہ اپنے اس ذاتی دائرے سے باہر نکل کر جماعت کے لئے بھی بہت دعا کریں۔ مُسلم اُمّہ کے لئے بھی بہت دعا کریں۔ اپنے اپنے ملکوں کے لئے بھی دعا کریں۔ دنیا پر جو بھیانک خطرات منڈلا رہے ہیں ان کے دُور ہونے کے لئے بھی دعا کریں اور اس طرح دعا کریں جو دل میں درد کے ساتھ اٹھے۔

صرف سطحی دعائیں نہ ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ: "میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعائیں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے۔" فرمایا "جس قدر دعا وسیع ہوگی اسی قدر فائدہ دعا کرنے والے کو ہوگا اور دعائیں جس قدر بخل کرے گا "کنجوسی کروگے۔" کی کروگے "اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور ہوتا جاوے گا۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 74)

پس اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا یہ بھی ذریعہ ہے کہ صرف اپنی ذات تک ہی دعاؤں میں انسان محدود نہ رہے بلکہ اپنی دعاؤں کو وسیع کرے اور آجکل کا معاشرہ اور دنیا آپس میں اس قدر قریب ہے کہ دوسروں کے لئے دعا سے انسان اپنی ذات کو بھی فائدہ پہنچا رہا ہوتا ہے۔ یعنی علاوہ اس کے جو ایک ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فائدہ پہنچ رہا ہے، ظاہری دنیاوی فائدے بھی پہنچتے ہیں کیونکہ ظاہری طور پر بھی ہر ایک کا دوسرے پر اثر ہو رہا ہے۔

پس پہلے تو اپنی دعاؤں میں یعنی مستقل دعاؤں میں جماعت کے لئے دعاؤں کو بھی شامل کرے اور یہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کو مجموعی طور پر جماعت کو اپنی دعاؤں میں شامل کرنا چاہئے۔

پاکستان میں جماعت کے حالات کا ہر ایک کو علم ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی مقدمہ یا کسی بھی طریق سے تنگ کرنے کی کارروائی بعض حکومتی کارندوں کی طرف سے یا مولویوں کی طرف سے ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہر پاکستانی احمدی کو بچا کر رکھے۔ اسی طرح ملک کے جو سیاسی حالات ہیں ان میں حکومت بھی اپنی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے بعض کمزوروں کو یا اقلیتوں کو بعض ذریعوں سے اور مختلف گروہوں کے ذریعہ سے یا مختلف لوگوں کے ذریعوں سے یا حملوں کے ذریعوں سے نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکتی ہے اور خود ہی ایسی حرکتیں کروا کر پھر اس کے بعد law and order قائم کرنے کے نام پر یہ لوگ مزید ایسے قانون بناتے ہیں تاکہ اپنی مرضی کے قانون چلا سکیں اور اپنی حکومت یا کرسی کو مضبوط کر سکیں۔

بہر حال یہ خبریں آجکل وہاں میڈیا میں بھی نکل رہی ہیں۔ اس بات کی کیا حقیقت ہے یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے لیکن ایسے مکر یہ سیاسی حکومتیں ماضی میں کرتی رہی ہیں اس لئے دعاؤں کی خاص ضرورت ہے۔ پاکستانی احمدیوں کو جو وہاں رہنے والے ہیں اپنے لئے خاص دعا کرنی چاہئے۔ پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ دعاؤں میں جو ایک جوش ہونا چاہئے وہ نہیں ہے اس لئے اس طرف توجہ دیں۔ جہاں تک دعاؤں کے علاوہ کسی کوشش کا سوال ہے ہم نے نہ تو پہلے قانون ہاتھ میں لیا اور بدلے لئے اور نہ آئندہ لیں گے لیکن دعا کا ہتھیار ہے جو ہم ہمیشہ استعمال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان لوگوں کی جماعت کو ختم کرنے کی جو منصوبہ بندیاں ہیں ان سے بچاتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ آئندہ بھی بچائے گا۔ نہ صرف بچائے گا بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت ترقی کی منازل کی

طرف بھی پہلے سے زیادہ قدم بڑھائے گی۔

اسی طرح الجزائر میں بھی جماعت کے خلاف ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کارروائی ہو رہی ہے لیکن اِکاڈمک کے علاوہ تمام احمدی مضبوطی سے اپنے ایمان پر قائم ہیں اور مجھے لکھتے ہیں کہ آپ فکر نہ کریں۔ ہم ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ ایک نے یہ بھی لکھا کہ آپ کہتے ہیں نئی جماعت ہے۔ ٹھیک ہے ہم نئی جماعت ہیں۔ گزشتہ دس سال سے قائم ہوئی جماعت ہے لیکن ہماری قربانیاں دینے کی جو تاریخ ہے وہ بہت پرانی ہے اس لئے جب ہم پہلے قربانیاں دیتے رہے ہیں تو اب جبکہ ہم نے حق پالیا ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم قربانیاں نہ دیں۔ حکومت کو وہاں سمجھ نہیں آرہی کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو نہ تو کسی قسم کا سخت ردّ عمل دکھا رہے ہیں اور نہ اپنے ایمان سے پھرتے ہیں۔ عورتیں مرد سب سزائیں قبول کرنے کو تیار ہیں لیکن اپنے ایمان سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ احمدی کے پاس دعا کا ہتھیار ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر یقین ہے۔

اس بات پر وہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ امتحان کا دور ایک دن ختم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ضرور ہماری دعائیں سنے گا۔ ہم تو اس خدا کے آگے جھکنے والے ہیں جو سب طاقتوں کا مالک ہے جو مضبوط سہارا ہے۔ اس کے ساتھ جب کوئی چٹ جائے تو وہ اس کا مضبوط سہارا بن جاتا ہے۔ اس کی پناہ بن جاتا ہے۔ ہمارا خدا سب بادشاہوں اور حکومتوں سے اونچی شان والا ہے۔ وہ صمد ہے۔ یہ دنیا دار حکومتیں اور طاقتیں اس کے سامنے ایک حقیر چیونٹی کے برابر بھی نہیں ہیں۔ پس جب ہمارا خدا اس شان والا ہے تو پھر ہمیں خوف کی ضرورت نہیں۔ ہاں امتحان آتا ہے بعض قربانیاں دینی پڑتی ہیں لیکن آخر فتح بھی پھر اسی کی ہے جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہو اور جماعت احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر جماعت کو اپنی پناہ میں لیا ہے اور دشمن ناکام و نامراد ہی ہوا ہے۔ پس اگر ضرورت ہے تو اس بات کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مضبوط قلعہ میں پناہ لینے کے لئے اپنی دعاؤں اور ذکر کو نہ صرف قائم رکھیں بلکہ بڑھائیں۔

پاکستان میں بھی جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہر احمدی کا کام ہے کہ دعاؤں کی طرف توجہ دے۔ جو سمجھتے ہیں کہ ان کو براہ راست کوئی خطرہ نہیں ہے اور اس بات نے انہیں دعاؤں میں سست کر دیا ہے، دعاؤں کی طرف پوری توجہ نہیں ہے وہ بھی یاد رکھیں کہ ان پر بھی امتحان اور ابتلاء کا دور آ سکتا ہے اور اگر ایمان بچانا ہے تو اپنے ایمان کو بچانے کے لئے انہیں بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہی آنا پڑے گا۔ اس لئے اس سے پہلے کہ ایسی حالت ہو دعاؤں کی طرف توجہ کریں۔ اور جیسا کہ میں نے یہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے کہا کہ اگر اس وقت کسی کو بظاہر دنیاوی آسانیاں بھی ہیں تب بھی جو احمدی بھائی مشکل اور پریشانیوں میں گرفتار ہیں ان کے لئے ایک درد کے ساتھ دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جماعتی پریشانیاں بھی دور فرمائے اور ذاتی پریشانیاں بھی دور فرمائے۔ دوسروں کے لئے دعا کرنے سے

دعا کرنے والے کی اپنی پریشانیاں بھی دور ہوتی ہیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

جو باہر کے ممالک میں ہیں، یورپ میں اور ترقی یافتہ ممالک میں رہتے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھیں۔ اسلام کے خلاف ان مغربی اور ترقی یافتہ ممالک میں اب جو ایک رِواضی ہے اس سے احمدی بھی متاثر ہوں گے۔ بیشک ہم کہتے رہیں کہ ہم وہ نہیں جو بعض دوسرے مسلمان عمل کر رہے ہیں۔ ہم تو پُر امن اسلام اور پیار اور محبت کرنے والے اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔ ہر ایک کو تو ابھی پتا نہیں کہ ہم کیا ہیں اور کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد ہے؟ اور کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن ہے؟ یا تو ہم نے ہر ایک تک پیغام پہنچا دیا ہو ورنہ کارروائی کرنے والا تو اندھا ہو کر کارروائی کر جاتا ہے اور ایسے واقعات یہاں بھی ہوتے رہتے ہیں۔ ہو رہے ہیں اور ہونے شروع ہو گئے ہیں جو اسلام مخالف اور قوم پرست لوگ مسلمانوں کے خلاف بھی نقصان پہنچانے کے لئے کارروائیاں کر رہے ہیں اور دوسری قوموں کے خلاف بھی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ بلکہ ایک احمدی نے لکھا کہ میرا مالک میرے کام سے بڑا خوش تھا اور بڑی تعریفیں کیا کرتا تھا۔ اسی طرح اخلاق سے بھی بڑا متاثر تھا لیکن کچھ عرصہ سے اس کا رویہ بدل گیا بلکہ مسلمانوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے میرے بھی خلاف ہو گیا اور اس وجہ سے وہ مجھے نوکری سے بھی نکالنا چاہتا ہے۔ تو یہی واقعات ہیں جو آہستہ آہستہ بڑھتے چلے جاتے ہیں اگر ان کا وقت پہ علاج نہ ہو۔ پس اس کا علاج سوائے دعا کے اور کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کئے بغیر کوئی ان حالات سے بچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا جب یہ اعلان ہے کہ میری طرف تم خالص ہو کر آؤ میں تمہاری پکار اور دعائیں سنوں گا تو پھر اس ذریعہ کو ہمیں اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے۔ پس جب حیلے سب جاتے رہیں تو ایک حضرتِ تواب والی حالت ہمیں پیدا کرنی پڑے گی۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ ہم ان مشکلات اور امتحانوں سے اس کے بغیر نکل نہیں سکتے۔

پھر صرف مسلمانوں کی حالت یا احمدیوں کی حالت کا ہی سوال نہیں ہے بلکہ پوری دنیا کے حالات ایسے ہو رہے ہیں جو دنیا خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور اپنی تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ بڑی طاقتیں اس وقت تو مسلمانوں کو آپس میں لڑا رہی ہیں اور جیسا کہ میں کئی سالوں سے کہہ رہا ہوں کہ مسلمان ان کے ہاتھوں میں بے وقوف بن کر اپنی طاقت کو کمزور کر رہے ہیں۔ اپنے ملکوں کی ترقی کو کئی دہائیاں پیچھے لے جا چکے ہیں۔

اس وقت جو امریکہ کا منصوبہ نظر آرہا ہے وہ بڑا خطرناک ہے۔ شام میں جنگ کے ایسے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں اور مزید کئے جائیں گے کہ ایران کی مدد شام کو براہ راست پہنچے۔ ہو سکتا ہے ایران ایسی حالت میں فوجیں بھی بھیج دے اور پھر امریکہ اور اسرائیل ایران سے اپنی دشمنی نکالیں گے اور پھر براہ راست ایران سے جنگ شروع ہو جائے گی۔ اور بد قسمتی سے سعودی عرب کی حکومت بھی ان کا ساتھ دے گی۔ بظاہر یہی نظر آرہا ہے اور

اسلام کے خلاف جو بغض و کینہ ہے، مسلمان ممالک کو کمزور کرنے کی جو کوشش ہے اس پر بڑی حکمت سے یہ طاقتیں عمل درآمد کر رہی ہیں اور کریں گی۔ لیکن یہ جنگ پھر محدود نہیں رہے گی۔ روس بھی دوسرے فریق کی حمایت میں جنگ میں کھل کر آجائے گا جس کا وقتاً فوقتاً وہ اظہار کرتا بھی رہتا ہے۔ ایک عالمی جنگ کی شکل بن سکتی ہے۔ یہی تجزیہ نگار اب کہنے لگ گئے ہیں۔ اگر کسی مسلمان ملک نے ابھی تک کوئی ترقی کی بھی ہے تو اس جنگ کے نتیجہ میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا بعض ملک تو کئی دہائیاں پیچھے جا چکے ہیں اور دوسرے ملک بھی کئی دہائیاں پیچھے چلے جائیں گے۔ نقصان ہمیں مسلمانوں کو ہو گا۔

آجکل اسی طرح قطر کا معاملہ بھی ہے۔ مسلمانوں کو لڑانے کے لئے ایک اور کوشش ہے۔ دہشتگردی کے خاتمہ سے زیادہ یہ بات نظر آتی ہے کہ فرقہ واریت کی وجہ سے ایک حسد پیدا ہوئی ہوئی ہے اور دولت کو حاصل کرنے کی بھی ایک کوشش ہے اور اپنے زیر نگین رکھنے کی بھی کوشش ہے۔ امریکہ نے پہلے تو سعودی عرب کو کہا تھا کہ بیشک قطر پر پابندیاں لگا دو۔ یہی میڈیا میں زیادہ تر ذکر آرہا ہے کہ صدر امریکہ کے دورے کے بعد، امریکہ کی اجازت ملنے کے بعد قطر کے خلاف یہ اقدامات کئے گئے ہیں۔ اب جب یہ سب کچھ ہو گیا تو امریکہ کی حکومت یہ کہتی ہے کہ سعودی عرب اور اس کے اتحادی صلح کے لئے بڑی سخت شرائط رکھ رہے ہیں ان کو نرم رویہ دکھانا چاہئے۔ اور اب یہ ظاہر کرنے کے لئے قطر پہ بھی ہاتھ رکھنا شروع کر دیا ہے کہ ہم تو اس بارے میں بالکل نیوٹرل ہیں۔ مسلمان ممالک کو سمجھ نہیں آ رہی کہ مسلمانوں کے خلاف ایک سازش کی جارہی ہے بلکہ اسلام کے خلاف ایک سازش کی جارہی ہے اور ہمیں اس سے بچنا چاہئے۔

پھر صرف مڈل ایسٹ یا عرب ممالک کا ہی معاملہ نہیں ہے کہ جہاں سے جنگ کے شعلے بھڑک سکتے ہیں۔ امریکہ اور کوریا کا بھی تناؤ ہر آنے والے دن میں بڑھ رہا ہے اور دنیا کے حالات پر نظر رکھنے والے اور تبصرہ کرنے والے اس بات کا کھل کر اظہار کر رہے ہیں کہ امریکہ کا معمولی سا بھی ہتھیاروں کا استعمال اور سختی کا رویہ، یا کوریا کی طرف سے ہتھیار کا استعمال چاہے وہ بغیر نقصان پہنچائے ڈرانے کے لئے ہی ہو، اس خطے میں بدترین جنگ پر منبج ہو گا۔ پس دنیا کے بڑے خوفناک حالات ہیں۔ چین کو کوریا کا حمایتی ہے لیکن وہ بھی حالات کی سنگینی اور جنگ کے خوفناک نتائج کو محسوس کرتے ہوئے کوریا کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے اور امریکہ کو بھی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے۔

پھر نئی ایجادیں ہیں۔ انسانوں نے اپنے رابطوں کے لئے، اپنے ریکارڈ رکھنے کے لئے، اپنے معاشی اور دوسرے نظام چلانے کے لئے بڑی آسانیاں پیدا کی ہیں۔ کمپیوٹر نے بہت سے کاموں کو سنبھال لیا ہے۔ لیکن یہی ایجاد دنیا کی تباہی کا بھی ذریعہ بن سکتی ہے۔ آجکل بار بار کبھی کسی خاص ملک میں اور کبھی پوری دنیا میں سائبر اٹیک

(Cyber attack) ہو رہے ہیں۔ سارا نظام اس سے درہم برہم ہو جاتا ہے۔ یہاں کا بھی این ایچ ایس (NHS) کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ ایئر پورٹس کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ جنگی آلات کے استعمال اور جنگوں کی وجہ بننے میں بھی یہ سائبر حملے جو ہیں خوفناک کردار ادا کر سکتے ہیں اور تباہی لاسکتے ہیں۔ چنانچہ نیٹو کے ایک نمائندے نے یہ واضح کیا ہے کہ نیٹو پر یاد دنیا کے حساس معاملات میں کہیں بھی یہ سائبر حملہ ہو گیا تو ایک تباہ کن جنگ کا باعث بن سکتا ہے اور مزید ہم اس قسم کا حملہ برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ وارننگ وہ دے چکے ہیں۔ پس دنیا تو اپنی تباہی کے خود سامان کر رہی ہے اور سمجھتے ہیں کہ دنیا داروں کی ترقی ان کی حفاظت کی ضامن ہے جبکہ یہ ان کی تباہی کی وجہ بن سکتی ہے۔ اور پھر دنیا دار اور دنیا دار سربراہان حکومت اپنے مفادات کے لئے بالکل لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ خاص طور پر جب دنیا کی سب سے بڑی ظاہری طاقت کا صدر اپنے خول میں بیٹھ کر ہوائی باتیں کر کے سمجھتا ہو کہ دنیا اب میرے کہنے کے مطابق چلے گی تو پھر اس کی یہ باتیں حالات کو مزید بگاڑنے والا بنا رہی ہیں۔ ایک بات تو اس سے ظاہر ہے کہ یہ اپنے تکبر کی وجہ سے اپنے ہر مخالف کو اور مسلمانوں سے نفرت کی وجہ سے مسلمانوں کو ختم کرنے پر تڑپا بیٹھا ہوا ہے۔ اپنے مخالفین کو، جو چاہے کوئی بھی ہوں، ختم کرنے پر تڑپا بیٹھا ہے اور اس بات سے لاپرواہ ہے کہ دنیا میں مختلف وجوہات سے جو حالات پیدا ہو رہے ہیں اس کے خوفناک نتائج سے وہ بھی محفوظ نہیں رہے گا۔

مسلمانوں کی بد قسمتی ہے کہ جو جگہ مرکز اسلام ہے وہاں کے بادشاہ بھی ایماندار نہیں ہیں اور اپنے مفادات اور علاقے میں اپنی بڑائی منوانے کے لئے غیر مسلموں کی گود میں گر کر اسلام کو کمزور کر رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ سعودی حکومت کا بھی حال ہے۔ مسلمان حکومتوں کے جو سربراہان ہیں وہ بھی عمومی طور پر اپنے عوام پر ظلم کر کے عوام کی بڑی تعداد کو اپنے خلاف کر چکے ہیں اور پھر حکومتوں کو مستحکم کرنے کے لئے مزید ظلم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہی حال سیریا میں ہے۔ یہی حال عراق میں ہے یا کچھ حد تک دوسرے ملکوں میں ہو رہا ہے۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان باتوں سے یہ مسائل کا حل کر لیں گے۔ اور سمجھتے نہیں کہ اس کا حل وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اور جو مسیح موعود اور مہدی معبود کو ماننے میں ہی ہے۔

ہم احمدی کمزور ہیں۔ ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں ہے۔ ہمارے پاس دولت نہیں ہے۔ ہمارے پاس حکومت نہیں ہے۔ لیکن ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آنے والے مسیح و مہدی کو مان لیا ہے جس سے اب دنیا کا امن اور سلامتی وابستہ ہے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل کرنے سے قائم ہو گا۔ دنیا اگر جنگوں کی تباہی اور بربادی سے بچ سکتی ہے تو صرف ایک ہی ذریعہ سے بچ سکتی ہے اور وہ ہے ہر احمدی کی ایک درد کے ساتھ ان تباہیوں سے انسانیت کو بچانے کے لئے دعا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی

ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارے میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ فرمایا کہ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات باب من فتح له منكم باب الدعاء ... الخ حدیث 3548)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہمیں دعاؤں پر بہت زور دینا چاہئے۔ آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ دنیا میں بسنے والے انسانوں کے درد کو محسوس کرتے ہوئے، ان آنے والی تکلیفوں اور مصیبتوں کو محسوس کرتے ہوئے جو ابھی ان پر نہیں آئیں اور جن کا ان کو احساس بھی نہیں ہے۔ حلو متیں اور ایک طبقہ تو اپنے مقاصد کے لئے ایسی حرکتیں کر رہا ہے لیکن لاکھوں کروڑوں معصوم دنیا میں ہیں، ان ملکوں میں ہیں جن کو پتا بھی نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور کیا ہو رہا ہے اور وہ بے ضرر اور معصوم ہیں ان کے لئے ہمارا فرض ہے کہ دعا کریں۔ یہ لوگ جو دنیا دار ہیں وہ بھی سمجھتے ہیں کہ ہم، جیسا کہ میں نے کہا کہ ہم دنیاوی حصاروں میں رہ کر ان اثرات سے محفوظ رہیں گے۔ لیکن نہیں سمجھتے کہ آفات اور تباہی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔

آج غلامان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی یہ فرض ہے کہ جہاں اپنے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین پر قائم اور مضبوط رکھے، اللہ تعالیٰ سے تعلق کو اور دعاؤں کی طرف توجہ میں انہیں بڑھاتا رہے، ان کی پریشانیوں اور مشکلات کو دور فرمائے، وہاں مسلم اُمہ کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی عقل دے کہ وہ اپنے مقام کو سمجھیں۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ غیروں اور اسلام مخالف طاقتوں کی جھولی میں نہ گریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سلامتی، ان کی ترقی کے لئے اپنے جس فرستادے کو بھیجا ہے وہ اسے ماننے والے ہوں۔ اسی طرح ایک درد کے ساتھ انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لئے بھی دعا کریں۔ جنگوں کے ٹلنے کے لئے دعا کریں۔

دعاؤں اور صدقات سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ اگر اصلاح کی طرف دنیا مائل ہو جائے تو یہ جنگیں ٹل بھی سکتی ہیں۔ ہم اس بات پر خوش نہیں ہیں کہ دنیا کا ایک حصہ تباہ ہو اور پھر باقی دنیا کو عقل آئے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں اور آنے والے کو مانیں بلکہ ہم تو اس بات پر خوش ہیں اور کوشش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس کے بد اعمال کی وجہ سے تباہی میں نہ ڈالے اور دنیا کو عقل دے کہ وہ بد انجام سے بچیں۔ جہاں مسیح موعود کے غلاموں کا یہ کام ہے کہ اس پیغام کو عام کریں کہ عافیت کا حصار اب مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جڑنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے یا جڑنے میں ہی ہے، وہاں ہم ان کے لئے دعائیں بھی کریں۔ اس یقین کے ساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہماری دعاؤں سے ان کو عقل بھی آجائے اور اللہ تعالیٰ ان کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بھی بچالے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اس مشن کو پورا کرنے والے ہوں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے تھے کہ دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لے کر آنا ہے اور اس کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور کوششوں کو بھی عمل میں لائیں اور دعاؤں کی بھی انتہا کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا غلبہ دعاؤں کے ذریعہ سے ہونا ہے۔ آپ کو دعا کا ہتھیار دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا اب رمضان کے بعد بھی ہمیں اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا کرتے ہوئے دعاؤں اور عبادتوں میں آگے آگے قدم بڑھانے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔" فرمایا کہ "انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔" فرمایا "پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہوگی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 268-269)

اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ بالخیر کرے اور ہم کبھی شیطان کی جھولی میں گرنے والے نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کے مطابق زندگیاں گزارنے والے ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 21 جولائی 2017ء تا 27 جولائی 2017ء جلد 24 شمارہ 29 صفحہ 05 تا 08)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 07 جولائی 2017ء بمطابق 07 و 06 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جیسا کہ انبیاء کی تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے دعوے کے بعد ان کی مخالفت بھی ہوتی ہے اور جوں جوں جماعت پھیلتی ہے مخالفت اور حسد کی آگ بھی بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ مخالفین کے مخالفت کے طریق بھی مخالفت کی ہر ممکن صورت اختیار کرتے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ دعویٰ کرنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے مخالفتوں کے باوجود ترقی کے وعدے اور خوشخبریاں دی ہوتی ہیں اس لئے کوئی مخالفت ترقی کی راہ میں روک نہیں بنتی اور نہ بن سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا تو آپ کے ساتھ بھی اس سنت کے مطابق سلوک ہونا تھا اور اللہ تعالیٰ کی جو تائید و نصرت کی سنت ہے اسی کے مطابق سلوک ہونا تھا اور اللہ تعالیٰ نے وہ سلوک بھی فرمایا اور آپ کی جماعت کے ساتھ بھی یہی سلوک اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ جہاں مخالفتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پہلے خبر دی تو وہاں مخالفین کے بد انجام اور مخالفتوں کے باوجود آپ کے سلسلہ کے بڑھنے اور آپ کی تائیدات کی خبر دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا، بہت سارے الہامات ہیں، ایک یہ الہام ہے کہ "میں تیرے خالص اور دلی محبوبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 648)

پھر ایک یہ الہام ہے کہ "میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔"

(بدر جلد 6 نمبر 51 مورخہ 19 دسمبر 1907ء صفحہ 4)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِنَ اِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ" یعنی "تیری مدد وہ لوگ

کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔" (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 77)

پھر فرمایا کہ "میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا۔" (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 342)

پھر ایک الہام یہ ہے کہ "يَنْصُرَكَ اللَّهُ مِنْ عِنْدِهِ" کہ "خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔" (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 77)

پھر اللہ تعالیٰ کا تبلیغ کے بارے میں، پیغام پہنچانے کے بارے میں یہ وعدہ بھی ہے کہ "میں تیری تبلیغ

زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" (الحکم جلد 2 نمبر 6-5- مورخہ 27 مارچ، 12 اپریل 1898ء صفحہ 13)

پھر یہ بھی فرمایا: "كَتَبَ اللَّهُ لَكَ غُلِبِينَ آتَا وَرُسُلِي" کہ خدا تعالیٰ نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرا

رسول غالب آئیں گے۔ (اربعین نمبر 2، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 355)

اسی طرح جیسا کہ میں نے کہا تائید و نصرت کے بے شمار الہامات ہیں۔ اب یہ صرف ظاہری باتیں نہیں جو نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے کر دیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اس کا عملی اظہار بھی کرتا رہتا ہے۔ کہیں اللہ تعالیٰ مخالفین کے مکران پر الٹا کر اپنی تائید کے عملی نظارے دکھاتا ہے۔ کہیں خود لوگوں کی رہنمائی کر کے انہیں احمدیت کی سچائی دکھاتا ہے۔ کہیں غیروں کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ وہ غیروں کے حملوں کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کی تائید اور مدد کریں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ وعدے ہیں ان کے عملی اظہار، جیسا کہ میں نے کہا، وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں۔

اس وقت میں بعض واقعات پیش کرتا ہوں۔ مخالفین کے بد انجام کے بارے میں میں نے دو واقعات لئے ہیں جو احمدیوں کے لئے جہاں ایمان میں زیادتی کا باعث بنے وہاں غیروں کے لئے بھی احمدیت کی سچائی کا نشان بنے۔

ناظر دعوت الی اللہ قادیان نے لکھا کہ اسحاق صاحب ان کے ایک معلم ہیں۔ وہ رمضان کے قریب ایک گاؤں میں اپنے ایک رشتہ دار کے گھر گئے تاکہ گھر والوں کو رمضان کے اوقات کے بارے میں بتادیں۔ کہتے ہیں کہ ٹائم ٹیبل دینے کے بعد جب گھر والوں کو رمضان کی عظمت اور برکات کے بارے میں بتا رہے تھے تو اسی اثناء میں ایک غیر از جماعت نوجوان اقبال نامی آکر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر تو وہ معلم صاحب کی باتیں سنتا رہا پھر اس کے بعد اس نے گھر والوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ ان کے رشتہ داروں نے شاید واضح طور پر بتانا مناسب نہ سمجھا کہ جماعت احمدیہ کا معلم ہے۔ انہوں نے صرف اتنا کہا کہ یہ فلاں گاؤں سے آیا ہے۔ لیکن معلم صاحب نے صاف طور پر اپنا تعارف کروایا کہ میں جماعت احمدیہ کا معلم ہوں۔ اس پر یہ شخص بڑے غصہ میں آگیا، آگ بگولہ ہو گیا۔ معلم نے اپنا مکمل تعارف کروانا چاہا تاکہ اس کی کچھ غلط فہمیاں دور کریں لیکن اس شخص نے سننے سے انکار کر دیا۔

کہتے ہیں دوران گفتگو قرآن مجید، اسلام اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا تو یہ شخص کہتا کہ

آپ لوگوں کو یہ اسلامی اصطلاحیں استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں۔ وہی پاکستانی مولویوں والا اثر ہے۔ نیز جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام آتا تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اور جماعت کو بڑی غلیظ گالیاں دیتا اور کہتا کہ میں سعودی عرب، بحرین اور قطر وغیرہ رہ کر آیا ہوں۔ آپ لوگوں کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں۔ تمام اسلامی ممالک نے آپ کے خلاف فتوے دیئے ہوئے ہیں اور یہ بھی کہا ہوا ہے کہ اگر رستے میں سانپ ہو اور قادیانی ہو تو سانپ کو چھوڑ دو اور قادیانی کو قتل کر دو۔ یہ کہتے ہیں کہ اور یہ بات کہہ کے بار بار وہ مجھے مارنے کے لئے اٹھتا تھا کہ آج مجھے موقع ملا ہے تو میں قادیانی کو ماروں، قتل کروں اور ثواب کماؤں۔ مگر بہر حال وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ کہتے ہیں میں نے بڑے صبر اور تحمل سے اس کی ساری باتیں سنیں۔ بکواس سنی، گالیاں سنیں۔

جب وہ بدزبانی اور بکواس پر زیادہ ہی اتر آیا تو کہتے ہیں میں نے اسے کہا کہ اگر میں جماعت احمدیہ کا معلم نہ ہوتا تو مرنے مارنے کی آپ کی خواہش بھی پوری کر دیتا لیکن ہمیں گالیوں کے بدلے دعائیں دینے کی تعلیم دی گئی ہے اس لئے میں کچھ نہیں کہتا۔ بہر حال اس بات پہ وہ خاموش ہو گیا یا ماحول کو دیکھ کے بیٹھ گیا اور ان کو یہ وارننگ دی کہ آج کے بعد اگر اس گاؤں میں تم نظر آئے تو بہت بُرا حشر ہو گا۔ کہتے ہیں میں نے اس کو صرف یہ جواب دیا کہ یہ تو وقت بتائے گا کہ بُرا حشر کس کا ہو گا اور یہ کہہ کر میں خاموشی سے وہاں سے اٹھ کے آ گیا۔ یہ شخص قریبی گاؤں میں افراد جماعت کو بھی کہتا تھا کہ قادیانیت چھوڑ دو لیکن لوگ اس کی بات پہ توجہ نہیں دیتے تھے۔ بہر حال کہتے ہیں میں نے رمضان کے بعد پندرہ یوم کی رخصت لی اور وہاں سے چلا گیا۔ واپس آ کر ایک بزرگ عورت نے بتایا کہ مولوی اقبال جس نے جماعت کو گالیاں دی تھیں اس کو اچانک ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ مر گیا۔ تو اس واقعہ سے نہ صرف وہاں اس چھوٹے سے گاؤں میں افراد جماعت کے ایمان میں اضافہ ہوا بلکہ غیر از جماعت بھی بڑے متاثر ہوئے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہ تائید دیکھی اور اہانت کرنے والے کو ذلیل و رسوا ہوتے اور ختم ہوتے دیکھا۔

اسی طرح یمن کے ایک صاحب غانم صاحب ہیں۔ وہ مخالفوں کے انجام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جب سے میں احمدی ہوا ہوں میں تبلیغ کر رہا ہوں اور خصوصاً نوجوانوں کے ایک ٹولے کی طرف سے سخت مخالفت اور دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ دوست کہتے ہیں کہ 2010ء کے رمضان میں ایک دفعہ میرا ہمسایہ اور اس کے چند دوست مجھے مجبور کر کے اپنے ایک "جامعۃ الایمان" کے شیخ سے بات کرنے کے لئے لے گئے۔ وہاں ایک مولوی بھی آ گیا۔ میں نے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل بیان کئے۔ پھر قتل مرتد اور جہاد اور وفات مسیح کے موضوعات پر بات ہوئی اور وہ سب بغیر دلیل کے اپنے عقائد پر اصرار کرتے رہے اور میں قرآن و حدیث سے دلائل پیش کرتا تھا۔ بہر حال جو ان کا بڑا شیخ تھا وہ کچھ احترام سے پیش آیا لیکن دوسرا بہت بدزبانی کرتا تھا

اور اس نے مباہلے کی دعوت بھی دی۔ میں نے کہا کہ مباہلہ تو امام سے ہوتا ہے لیکن اس کے اصرار کی وجہ سے اور اس لئے کہ یہ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ مجھے صداقت حضرت مسیح موعودؑ پہ یقین نہیں ہے میں نے مباہلہ قبول کر لیا اور بات ختم ہو گئی۔ اس کے بعد یہ نوجوان مجھے ڈراتے دھمکاتے رہے، گالیاں دیتے رہے، تبلیغ سے روکتے رہے۔ کہتے ہیں رمضان کے آخر میں ایک دن میں گھر سے نکلا تو ایک بچے نے مجھے کہا کہ چچا یہ نوجوان آپ کے خلاف منصوبہ تیار کر رہے ہیں۔ پھر ان میں سے بعض نے آکر مجھے مارنے کی دھمکی دی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت گالیاں دیں۔ کہتے ہیں میں زخمی دل کے ساتھ گھر لوٹا۔ دو رکعتیں ادا کیں۔ نفل پڑھے اور دعا کی کہ یا اللہ تُو ان کی نسبت اپنی قدرت دکھا۔ کہتے ہیں اس کے بعد ایک دو دن میں ان نوجوانوں کی آپس میں لڑائی ہو گئی اور ایک دوسرے کے خلاف خنجر نکال لئے اور لڑائی میں ایک بچے کے منہ پر خنجر لگ گیا۔ اس واقعہ کے بعد ایک ماہ میں یہ لوگ کہیں چلے گئے اور اس کے بعد اب تک نظر نہیں آئے۔ کہتے ہیں میرا ہمسایہ بھی مکان بچ کر دوسری جگہ چلا گیا اور وہ جو جامعہ کا مالک تھا اس کے جامعہ پر حوثی قبائل کے باغیوں نے قبضہ کر لیا۔ یہ سب لوگ بھاگ کے پھر سعودی عرب چلے گئے اور وہاں ان کا جو جامعہ ہے وہ بھی اب بمباری کی وجہ سے ملبے کا ڈھیر بن گیا ہے۔

آجکل ہم مادی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ دنیاوی ترقی کی وجہ سے لوگ دین سے دُور ہٹ رہے ہیں لیکن دنیا میں ایسا طبقہ بھی ہے جو دین کی طرف رغبت رکھتا ہے اور صحیح راستوں کی تلاش میں ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کے دلوں کو جانتا ہے۔ اس لئے زمانے کے امام کو قبول کرنے کے لئے دل بھی کھولتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب بھیجا تو آخر اسی لئے بھیجا تھا کہ دنیا انہیں قبول بھی کرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے قبول کر رہی ہے۔

آئیوری کو سٹ کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں میں ایک لوکل مبلغ کے ساتھ تبلیغ کے لئے گیا تو لوگوں کو مسیح موعود اور امام مہدی کی آمد کے بارے میں بتایا۔ کچھ عرصہ بعد دوبارہ وہاں گئے تو اس گاؤں کے امام سمیت پندرہ افراد نے احمدیت قبول کر لی۔ ان کو بتایا گیا کہ اس ماہ خدام الاحمدیہ کا نیشنل اجتماع آبی جان میں ہو رہا ہے اس پر گاؤں والوں نے کہا کہ ایک شخص کو آبی جان (Abidjan) بھیج دیا جائے تاکہ وہ جماعت کو قریب سے دیکھے کہ یہ لوگ کیسے ہیں۔ چنانچہ اس گاؤں سے ایک شخص اجتماع میں شامل ہوا اور آبی جان میں جو کچھ دیکھا تھا وہ واپس آکر لوگوں کو بتایا کہ کس طرح یہ لوگ رہتے ہیں اور کس طرح محبت اور پیار اور بھائی چارے کا ماحول تھا۔ اس کا بڑا اچھا اثر ہوا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد جب یہ لوگ دوبارہ تبلیغ کے لئے وہاں گئے تو رات نماز عشاء کے بعد اور پھر صبح فجر کے بعد مسیح موعود کی آمد کے بارے میں سوال جواب ہوتے رہے اور کافی لمبا عرصہ یہ سوال جواب چلتے رہے۔ اس پر کہتے ہیں کہ مزید 26 افراد نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ اس طرح وہاں 41 افراد کی جماعت بھی قائم ہو گئی۔

مخالفین کس طرح زور لگا رہے ہیں کہ احمدیت کو ختم کریں اور اللہ تعالیٰ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کے مطابق آپ کے محبوبوں کا گروہ بڑھا رہا ہے، اس کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

بینن کے مبلغ انصر صاحب لکھتے ہیں کہ جنوری 2016ء میں ایک گاؤں میں نئی جماعت قائم ہوئی اور 87 افراد کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ کہتے ہیں کہ وہاں کے امام کو ٹریننگ دی گئی اور باقاعدہ نماز جمعہ کی ادائیگی شروع کر دی گئی۔ مولویوں کو جب پتا لگا تو انہوں نے بڑا زور لگایا کہ یہ لوگ احمدیت کو چھوڑ دیں مگر اس جماعت کے تمام نومبائعین مضبوطی کے ساتھ احمدیت پر قائم رہے۔ جب ان کو یہاں سے بھی ناکامی ہوئی تو یہ مولوی وہاں کے بادشاہ کے پاس گئے اور کہا کہ ان کو احمدیت سے روکیں۔ چنانچہ بادشاہ نے ہمارے صدر کو بلایا اور کہا کہ اگر آپ کو مسجد چاہئے تو غیر احمدی مولوی آپ لوگوں کے لئے بنادیتے ہیں آپ لوگ احمدیت چھوڑ دیں۔ اس پر صدر صاحب نے اسے کہا کہ آپ احمدیت کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا کہ میں تو کچھ نہیں جانتا لیکن مولوی کہتے ہیں کہ احمدی مسلمان نہیں۔ یہ بو کو حرام کے لوگ ہیں اور دھشتگرد لوگ ہیں۔ یہ ہم سب کو قتل کر دیں گے۔ اس پر صدر نے بادشاہ کو بتایا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور مولوی تو ہمیں دھوکہ دیتے ہیں۔ پہلے تو بادشاہ نے بات نہیں مانی۔ کہنے لگا کہ تم احمدیت کو چھوڑ دو اور اگر نہیں چھوڑو گے تو میں تمہیں گاؤں سے نکال دوں گا۔ اس پر صدر صاحب نے کہا کہ ہم گاؤں چھوڑ دیں گے لیکن احمدیت نہیں چھوڑیں گے۔ یہ ان غریب لوگوں کا اور دور دراز رہنے والے لوگوں کا ایمان ہے اس پر بادشاہ کا دل بدل گیا اور اس نے کہا کہ تمہیں گاؤں چھوڑنے کی ضرورت نہیں جیسے دل چاہتا ہے کرو۔ چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان کے وہاں قدم جمادیئے۔ نہ صرف ماننے والوں کے ایمان کو مضبوط کیا، ان کو محبت میں بڑھایا بلکہ مخالف کے دل کو بھی نرم کر کے، اس بادشاہ کے دل کو، چیف کے دل کو نرم کر کے اللہ تعالیٰ نے تائید و نصرت کے سامان پیدا فرمائے۔

پھر مخالفت کے انجام اور اللہ تعالیٰ کی تائید کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے بینن کے ہی مبلغ لکھتے ہیں کہ میرے ربجن میں دو بڑے ریڈیو سٹیشن کے ذریعہ ہفتہ وار جماعتی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے اور علاقے کی ایک بڑی تعداد تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ ایک ریڈیو سٹیشن پر ہر بدھ کو تیس منٹ کا پروگرام نشر ہوتا تھا لیکن اس ریڈیو چینل کا وائس ڈائریکٹر ہماری مخالفت کیا کرتا تھا اور ہمارے پروگراموں میں روک پیدا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ اسی ریڈیو سٹیشن سے کرپشن کے الزام میں برطرف کیا گیا اور عدالت نے اسے قید کی سزا سنائی۔ اور جوئے وائس ڈائریکٹر بنے انہیں ہم نے مشن آنے کی دعوت دی اور انہیں جماعتی اور اسلامی عقائد کے متعلق بتایا گیا۔ کچھ لٹریچر بھی پڑھنے کے لئے دیا گیا اور اپنی تبلیغ کا مقصد بتایا۔ اس کے بعد وہ کچھ عرصے تک ہمارے تبلیغی پروگرام سنتے رہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد جب ان سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو یہ نئے ڈائریکٹر کہنے لگے کہ میں آپ کی تبلیغ سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ آپ کی تبلیغ کا انداز بہت دلکش ہے۔ میں آپ کو

اسی رقم میں جو آپ ایک پروگرام کے لئے ادا کر رہے ہیں ایک اور ہفتہ وار پروگرام مستقل طور پر فری دیتا ہوں تا کہ اصلی مذہبی تعلیمات کا عوام کو علم ہو اور اسلام کے متعلق غلط عقائد کا ازالہ ہو۔

کہاں تو پروگرام کو جاری رکھنے کی فکر تھی اور کہاں اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ اسی خرچ میں ہمیں زائد وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کا مل گیا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو تائیدات کا وعدہ ہے اس کے نظارے ہر جگہ نظر آتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کے خود دلوں کو کھولنے کا ایک اور واقعہ ہے۔ مصر کے ایک دوست احمد صاحب ہیں۔ یہ کہتے ہیں اسلام کی صحیح اور سادہ تشریح کرنے پر میں آپ لوگوں کو داد دیتا ہوں۔ آپ جو پیش کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کا حقیقی اسلام ہے۔ ہم لوگ داعش اور اس کے کردار سے تھک چکے ہیں اور کاش کہ ہم تمام لوگوں کی سوچیں آپ جیسی ہو جائیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے پروگرام میں بتائے گئے طریق کے مطابق دو رکعت استخارہ کی نماز ادا کی۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ میرے گھر کے سامنے سے تمام مکانات ہٹ رہے ہیں یہاں تک کہ میرے گھر کے سامنے خالی جگہ بن گئی۔ پھر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کو دیکھا جو آپ اکثر اپنے پروگراموں کی بیک سکرین پر دکھاتے رہتے ہیں دارالمسیح کا دیان کا علاقہ۔ کہتے ہیں وہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہتے ہیں میں نے اس گھر کو یعنی دارالمسیح کے علاقے کو زمین میں سے پودے کی طرح نکلتے ہوئے دیکھا۔ اور میں حیران تھا کہ یہ کس طرح نکل رہا ہے۔ پھر میں نے اس میں سے نور کو نکلتے ہوئے دیکھا۔ پھر میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ چاند دن میں نکلا ہے۔ میں نے اپنے پیچھے دیکھا کہ سورج بھی نکلا ہوا تھا تو میں نے ان سے کہا کہ سورج اور چاند دونوں نکلے ہیں۔ میں بہت خوش ہوا۔ کیونکہ پہلی مرتبہ میں نے استخارہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے جواب پایا۔ اگرچہ میں پہلے سے مسلمان تھا لیکن میں پہلی مرتبہ اللہ کا قرب حاصل کر پا رہا ہوں اور یہ صرف جماعت احمدیہ کی وجہ سے ہے۔ میں آپ لوگوں کا شکر گزار ہوں۔

قبول احمدیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے دل کھولنے کا ایک اور واقعہ سیریا کے ایک دوست احمد درویش صاحب کا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مسلمان تو تھا لیکن دین سے دور تھا۔ 2008ء میں میرے بھائی نے احمدیت قبول کر لی۔ دین سے دُوری کے باوجود مجھے بھائی کے اقدام پر شدید غصہ آیا۔ میں اپنے بھائی سے خوب بحث کرتا اور اکثر اس سے الجھ جاتا۔ بالآخر میرے بھائی نے مجھ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ بچنے لگا۔ کہتے ہیں 2011ء میں شام کے حالات خراب ہوئے تو میں شامی حکومت کے مخالف گروہ میں شامل ہو گیا۔ اس دوران مجھے شامی معاشرے میں پائی جانے والی تمام دینی جماعتوں کو دیکھنے کا موقع ملا اور میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ان میں سے ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ ہر ایک دوسرے کو کافر کہہ رہا ہے اور ہر ایک کے عقائد میں بے سروپا باتیں شامل ہیں۔ کہتے ہیں حالات کی خرابی

کے باعث ہم اہل خاندان حلب شہر کے مضافاتی علاقے میں منتقل ہوئے تو مجھے اپنے بھائی کے ساتھ دوبارہ دینی امور کے بارے میں بحث کرنے کا موقع مل گیا۔ لیکن میں جب بھی اس سے کسی امر کے بارے میں سوال کرتا تو اس کا جواب مجھے حیران کر دیتا اور میں دل میں یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا کہ دراصل اس مسئلہ کا یہی معقول جواب ہے جو احمدی بھائی دیتا ہے۔ لیکن شدت مخالفت کی وجہ سے میں حق بات نہ کہہ پاتا تھا۔ کہتے ہیں ہماری گفتگو چلتے چلتے وفات مسیح کے موضوع تک آپہنچی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اس گفتگو کے بعد میں نے اپنے بھائی سے بعض جماعتی کتب کا مطالبہ کر دیا۔ کہتے ہیں اس نے کہا کہ تمام کتابیں اسی گھر میں ہیں جسے ہم بمباری کے خوف سے چھوڑ کر یہاں آ گئے ہیں۔ جنگ کی وجہ سے گھر چھوڑ آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں اُسی وقت بمباری، دہشت گردی اور کشت و خون سے بھرپور علاقے میں گیا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

اگر کتابیں وہاں ہیں تو میں یہ خطرہ مول لے لیتا ہوں۔ میں گیا اور وہ کتابیں لے آیا۔ واپس آ کر میں نے ان کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ یہاں تک کہ دل سے احمدی ہو گیا اور اپنے بھائی کو بھی اس کے بارے میں بتا دیا لیکن خانہ جنگی کی صورت حال میں میری بیعت ارسال نہ کی جاسکی۔ کہتے ہیں میں پہلے تو سیرین گورنمنٹ کے خلاف گروپ کے ساتھ مل کر حکومت مخالف سرگرمیوں میں مصروف تھا لیکن قبول احمدیت کے فیصلہ کے بعد جب میں نے خلیفۃ المسیح کے اس بارے میں خطبات سنے تو فوراً حکومت کے خلاف سرگرمیوں کو ترک کر دیا۔ کہتے ہیں میرے والد صاحب میری بیعت پر سخت ناراض ہوئے اور ایک دن شدید غصہ کی حالت میں یہ بھی کہہ دیا کہ جاؤ دفع ہو جاؤ۔ خدا مجھے تمہارا منہ نہ دکھائے اور کبھی تمہیں لوٹا کر میرے پاس نہ لائے۔ کہتے ہیں والد صاحب کے ان الفاظ کی میرے ایمان کے بالمقابل کوئی وقعت نہ تھی اور بفضلہ تعالیٰ میں اس کے جذباتی اثر سے محفوظ رہا اور پھر ہجرت کر کے ترکی آ گئے اور کہتے ہیں پہلا کام یہاں میں نے یہ کیا کہ بیعت فارم پُر کر کے آپ کو بھیج دیا۔

اللہ تعالیٰ کس طریق سے مخالفین کے حیلوں کو توڑ کر لوگوں کے دلوں کو کھولنے کا سامان کرتا ہے۔ اس کا ایک واقعہ مراکش کے ایک دوست کا ہے۔ عبدالکریم صاحب کہتے ہیں کہ میں تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ الہی جماعت ہے لیکن ایک الزام کا جواب تلاش کرتے ہوئے مجھے جماعت کی عربی ویب سائٹ میں منہاج الطالبین نامی ایک کتاب مل گئی۔ اس کتاب کی فہرست پڑھتے ہی میرے دل میں اس کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو گیا۔ اس کتاب کی ابتداء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیا ہے جنہوں نے آپ کے بارے میں یہ کہا تھا کہ حضرت مصلح موعود خالی بیٹھے رہتے ہیں، فارغ بیٹھے رہتے ہیں۔ معترضین نے یہ کہا۔ اس کے جواب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا روزمرہ کا جو شیڈول تھا وہ بیان فرمایا کہ میں صبح سے اٹھ کے رات تک کیا کرتا ہوں۔ یہ لکھنے والے مراکشی کہتے ہیں کہ میں ایک طرف اسے

پڑھتا جا رہا تھا اور دوسری طرف میرے ذہن میں تفسیر کبیر گردش کر رہی تھی تو میں سوچ رہا تھا کہ جس کا روزمرہ کا پروگرام اس قدر غیر معمولی کاموں سے معمور ہو وہ تفسیر کبیر جیسا گہرا علمی اور تحقیقی کام کس طرح کر سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ فرض کریں اگر مرزا غلام احمد قادیانی خدا نخواستہ جھوٹے تھے تو انہوں نے اپنے بیٹے کو اس طرح کی مشقت میں کیوں ڈالا۔ اگر مرزا صاحب جھوٹے تھے تو ان کا بیٹا کیوں دن رات اسلام کی ترقی کی خاطر قرآن کریم کے خزانے نکال نکال کر دنیا کے سامنے پیش کرنے میں اس طرح مصروف ہے کہ اس جہاد میں نہ اسے اپنی پرواہ ہے، نہ اپنے اہل و عیال کی اور نہ اپنی صحت کا خیال ہے۔ کہتے ہیں میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میرے ذہن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیٹنگوئی آگئی جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ جب آنے والا مسیح آئے گا تو وہ شادی کرے گا اور اس کی غیر معمولی اولاد ہوگی۔ جب میں نے اس پیٹنگوئی پر غور کیا تو میرا دل ایسے عجیب و غریب جذبات سے بھر گیا جن کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہی وہ بطل جلیل ہے جس کے ذریعہ کلام اللہ کا فہم پھیلا یا گیا اور تفسیر کبیر جیسی عظیم تفسیر دنیا میں ظاہر ہوئی جس کا کوئی ثانی نہیں۔ منہاج الطالبین کے اس حصہ کے مطالعہ سے بیعت کے راستہ میں حائل رکاوٹیں دور ہو گئیں اور میں انشراح صدر کے ساتھ بیعت کے لئے تیار ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ بھی عجیب عجیب طریقوں سے راستے کھولتا ہے۔

پھر رویا کے ذریعہ سے خود اللہ تعالیٰ کس طرح رہنمائی فرماتا ہے، اس بارے میں یمن کی ایک خاتون ایمان صاحبہ کہتی ہیں کہ مجھے نو عمری کے عرصہ سے ہی امام مہدی کے زمانے تک زندہ رہنے کی خواہش تھی اور اس کے لئے دعا کرتی تھی۔ ایک روز میں ایک عربی چینل دیکھ رہی تھی کہ اس پر ایک دینی پروگرام میں ایک معروف مولوی سے کسی نے جماعت احمدیہ کا نام لئے بغیر پوچھا کہ اس کا دعویٰ ہے کہ امام مہدی آپکے ہیں اور ان کے بعد خلافت قائم ہو چکی ہے۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ یہ لوگ اوہام باطلہ کا شکار ہیں۔ جھوٹے لوگ ہیں۔ اس لئے آپ ان چکروں میں پڑنے کی بجائے اپنی معمول کی زندگی گزاریں کیونکہ جب امام مہدی آئے گا تو سب کو پتا چل جائے گا۔ ان کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ کہتی ہیں یہ بات میرے دل میں، ذہن میں اٹک گئی اور پھر ایک روز 2009ء میں میرے چھوٹے بھائی نے مجھے بتایا کہ اس نے ایک چینل دیکھا ہے جس پر کچھ لوگ امام مہدی کے ظہور کا اعلان کر رہے تھے۔ یہ سنتے ہی مجھے مذکورہ مولوی صاحب سے پوچھا جانے والا سوال اور ان کا جواب یاد آ گیا اور میں سمجھ گئی کہ دراصل سوال امام مہدی کے ظہور کا اعلان کرنے والی اس جماعت کے بارے میں تھا۔ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی سے اس چینل کی فریکوئنسی لی اور پھر جب یہ چینل لگایا تو وہاں پر پروگرام 'الحوار المباشر' لگا ہوا تھا۔ میں نے اس پروگرام کے شرکاء کو ایک ایک کر کے بڑی گہری نظر سے دیکھا۔ ان کے چہروں پر عجیب چمک اور نور تھا۔ لیکن مجھے ان پر ترس آیا کہ اتنے سمجھدار ہونے کے باوجود یہ لوگ راستہ بھٹک گئے ہیں۔ نیز میں

نے کہا کہ آج تو ہمیں اتحاد کی ضرورت ہے لیکن انہوں نے آکر ایک اور فرقہ بنا لیا ہے۔ کیا اسلام میں اس سے پہلے کم فرقے تھے۔ باوجود اس احساس کے جب میں نے ان کی باتیں سنیں تو وہ میرے دل کو لگیں۔ ایک طرف یہ احساس کہ ایک نیا فرقہ بنا دیا دوسری طرف باتیں بھی اچھی لگ رہی ہیں۔ کہتی ہیں کہ پروگرام ختم ہونے پر ایک قصیدہ پیش کیا گیا جس کے بارے میں یہ لکھا گیا کہ یہ حضرت امام مہدی کا لکھا ہوا ہے۔ اس قصیدے کے کلمات اور تاثیر غیر معمولی تھی۔ میں اپنے خاوند کے ساتھ اس چینل کو ہر روز دیکھنے لگی۔ ہمارا اس چینل کے ساتھ لگاؤ بڑھتا گیا یہاں تک کہ محض چند روز میں ہی ہمارے گھر میں دیگر تمام چینلز بند ہو گئے اور صرف ایم ٹی اے چلنے لگا۔ ہمارے گھر کا ہر فرد اس چینل پر بیان ہونے والے مفاہیم کو پسند کرنے لگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات کی تاثیر ہی کچھ عجیب تھی۔ آپ کا قصیدہ سننے کے دوران میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے کیونکہ یہ الفاظ کسی خدا کی طرف سے آنے والے کے منہ سے ہی نکل سکتے ہیں۔ کسی عام انسان کی بس کی بات نہیں کہ ایسا موثر اور بلیغ کلام کہہ سکے۔ کہتی ہیں بہر حال تمام امور کے بارے میں اطمینان کر لینے کے بعد میں نے جنوری 2010ء میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ اور پھر کہتی ہیں کہ میرے خاوند نے انٹرنیٹ کیفے سے متعدد بار خط ارسال کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ کہتی ہیں اس وقت جب یہ کامیابی نہیں ہو رہی تھی مجھے اپنے لڑکپن کے زمانے کا، بچپن کے زمانے کا ایک رویا یاد آ گیا۔ وہ یہ تھا کہ ایک بے آب و گیاہ سر زمین میں مجھے اپنے سامنے ایک بہت لمبا سایہ نظر آتا ہے جس کے بارے میں خواب میں ہی یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہے۔ یہ سایہ میری طرف ہاتھ بڑھاتا ہے جسے پکڑنے کے لئے میں دوڑتی ہوں۔ اسی کشش میں کبھی گرتی ہوں اور پھر اٹھ کر دوڑنا شروع کر دیتی ہوں۔ کہتی ہیں ایسے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ پھر آگے لکھتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اس خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل سے مراد مسیح موعود علیہ السلام تھے جو ظلی طور پر آپ کے کمالات کا عکس ہیں اور ظلی نبی ہیں اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے کوشش کر کے آپ کا ہاتھ تھامنے کی توفیق عطا فرمائی کیونکہ کئی کوششوں کی ناکامی کے بعد بالآخر مارچ 2010ء میں ہم بیعت بھیجنے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر کہتی ہیں کہ جب سے بیعت کی ہے خدائی افضال بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں اور عجائب قدرت اس قدر نظر آتے ہیں کہ جن کے بیان سے ہماری زبانیں عاجز ہیں۔ واقعی وہ بڑے عجائب والا خدا ہے۔ میں نے جب بھی دعا کی ہے قبولیت کے نشان دیکھے ہیں۔ ہمارا خدا بڑا ہی مہربان ہے۔ پھر آگے یہ لکھتی ہیں (مجھے لکھ رہی ہیں) کہ آپ کی اور تمام مومنوں کی محبت میرے دل میں میرے اپنے نفس اور اہل اور اولاد اور تمام لوگوں اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

پس خدا تعالیٰ باوجود مخالفتوں کے، شیطانی حملوں کے سعید فطرت لوگوں کی رہنمائی فرماتا رہتا ہے اور ان

کے سینے کھولتا ہے اور احمدیت قبول کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ بیشمار ایسے واقعات سامنے آتے ہیں جب اللہ تعالیٰ خود پکڑ کر لوگوں کو قبول احمدیت کی توفیق عطا فرماتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و نصرت کے نظارے دکھاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ "خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔" پھر فرمایا "وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔" پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ "میں تیرے خالص اور دلی محبوبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔" یعنی مسلمانوں کے دوسرے فرقے بھی رہیں گے لیکن غلبہ جماعت احمدیہ کو انشاء اللہ حاصل ہو گا اور فرمایا کہ "خدا انہیں" یعنی کہ وہ مومنین کو "نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 648)

پس اللہ تعالیٰ اس کے مطابق ہر روز جماعت میں اخلاص و وفا کے ساتھ ہر مخلص کو، ہر احمدی کو شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے خدا تعالیٰ کے بیشمار وعدے پورے بھی ہوئے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ جو کثرت کا وعدہ ہے یہ بھی پورا ہو گا۔ حاسدوں اور معاندوں پر دلائل کی رو سے ہمیشہ سے ہم غالب رہے ہیں۔ دلیل ان کے پاس ہے نہیں اور جیسا کہ واقعات میں بھی آپ نے سنا کئی لوگوں نے یہی ذکر کیا کہ دلیل کی رو سے ہمارے پاس کچھ نہیں تھا لیکن مخالفت تھی۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ دلائل کی رو سے ہم ہی ہمیشہ غالب رہیں گے۔ ضرورت ہے تو اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے اخلاص میں اضافہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بننے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"کیا وہ" یعنی مخالفین "سمجھتے ہیں کہ اپنے منصوبوں سے اور اپنے بے بنیاد جھوٹوں سے اور اپنے افتراؤں سے اور اپنی ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے ارادے کو روک دیں گے یا دنیا کو دھوکہ دے کر اس کام کو معرض التوا میں ڈال دیں گے جس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے۔ اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو ان طریقوں سے کامیابی ہوئی ہے تو وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے۔" حق کے جو مخالف ہیں اگر تو پہلے کامیاب ہوئے ہیں تو اب بھی ہو جائیں گے "لیکن

اگر یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کے مخالف اور اس کے ارادہ کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا ہو ہمیشہ ذلت اور شکست اٹھاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی اور نامرادی اور رُسوائی درپیش ہے۔ خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائے گا۔ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَقَاوُسُ لِح (المجادلہ: 22) یعنی خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔

پس چونکہ میں اس کارِ رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں اس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانے سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔ "انشاء اللہ۔"

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 380-381)

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 28 جولائی 2017ء تا 10 اگست 2017ء جلد 24 شمارہ 30-31 صفحہ 05 تا 08)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 14 جولائی 2017ء بمطابق 14 و 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بہت سی عورتیں مرد لکھتے ہیں اور ملیں، ملاقات کریں تب زبانی بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں اولاد ہونے والی ہے اس کے لئے دعا کریں۔ یا یہ کہ ہم اس پیدا ہونے والی اولاد کے لئے کیا دعا کریں۔ یا پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ ہماری اولاد ہے، بچے ہیں اور بچپن سے جوانی کی طرف بڑھ رہے ہیں، اس میں قدم رکھنے والے ہیں، ان کی تربیت کی فکر رہتی ہے ان کے لئے کیا دعا کریں؟ کس طرح ان کی تربیت کریں کہ ہمارے بچے صحیح راستے پر اور نیکیوں پر قائم رہیں؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی اکثریت یہ سوچ رکھتی ہے اور ان کو یہ توجہ ہے یا کم از کم فکر ہے کہ کس طرح اپنے بچوں کی تربیت کرنی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم احمدیوں پر بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی وجہ سے ہماری سوچیں اس زمانے میں جبکہ دنیا کی خواہشات نے ہر ایک کو گھیرا ہوا ہے، یہ ہیں کہ ہم اپنی اولاد کے لئے صرف دنیا کی فکر نہیں کرتے بلکہ دین کی بہتری کا بھی خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہم مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے بشرطیکہ مسلمان اس طرف توجہ دیتے ہوئے اس پر عمل کرنے والے ہوں کہ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بچوں کی پیدائش سے پہلے سے لے کر تربیت کے مختلف دوروں میں سے جب بچہ گزرتا ہے تو اس کے لئے دعائیں بھی سکھائی ہیں اور تربیت کا طریق بھی بتایا ہے اور والدین کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم یہ دعائیں کرنے والے اور اس طریق کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دینے والے ہوں تو ایک نیک نسل آگے بھیجنے والے بن سکتے ہیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کی تربیت کوئی آسان کام نہیں اور خاص طور پر اس زمانے میں جب قدم قدم پر شیطان کی پیدا کی ہوئی دلچسپیاں مختلف رنگ میں ہر روز ہمارے سامنے آرہی ہوں تو یہ بہت مشکل کام

ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب دعائیں اور طریق بتائے ہیں تو اس لئے کہ اگر ہم چاہیں تو خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی شیطان کے حملوں سے بچا سکتے ہیں لیکن اس کے لئے مسلسل دعاؤں، اللہ تعالیٰ کی مدد اور محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ ایک مسلسل جہاد کی ضرورت ہے۔ اور حقیقی مومن سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑ کر اپنے آپ کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی شیطان کے حملوں سے بچائے نہ کہ مایوس ہو جائے یا تھک جائے اور خوفزدہ ہو کر منفی سوچوں کو اپنے اوپر طاری کر لے۔

منفی سوچ کی ایک فکر انگیز مثال گزشتہ دنوں ایک خط میں میرے سامنے آئی جب ایک شخص نے لکھا کہ آج کل کی دنیا میں پیسے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ غیر اخلاقی سرگرمیوں کی انتہا ہوئی ہوئی ہے۔ منشیات کی نئی نئی قسمیں اور ان کا استعمال عام ہو رہا ہے۔ معاشرے کی عمومی بے راہ روی بڑھتی چلی جا رہی ہے لکھنے والا کہتا ہے کہ اس وجہ سے میں نے سوچا کہ شادی تو بیشک کروں یا شادی ہوئی ہوئی ہے تو بہتر یہی ہے کہ بے اولاد رہوں۔ اولاد نہ ہو۔ یہ انتہائی مایوس کن سوچ ہے۔ گویا شیطان سے ہار مان کر اس کو تمام طاقتوں کا منبع اور حامل سمجھ کر یہ بات کی جا رہی ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ میں کوئی طاقت نہیں کہ اولاد کی تربیت کے لئے ہماری کوششوں میں، ہماری دعاؤں میں برکت ڈالے (نعوذ باللہ) اور ہماری اولاد کو اور ہمیں شیطان کے حملوں سے بچائے، چاہے جتنی بھی ہم کوشش کر لیں اور دعائیں کر لیں۔ گویا دوسرے لفظوں میں ہم شیطان کے چیلوں کو کھلی چھٹی دینے والے بن جائیں اور مومنین کی نسل آہستہ آہستہ ختم ہو جائے۔ یہ سوچ انتہائی خطرناک اور مایوس کن سوچ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے کی ایسی سوچ نہیں ہو سکتی اور نہ ہونی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس انقلاب کے پیدا کرنے کے لئے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے اس کا حصہ بننے کے لئے ہم نے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کو استعمال کرنا ہے اور اپنی نسل میں بھی اس روح کو چھوٹنا ہے۔ جو ہمارے مقاصد ہیں ان کے لئے دعائیں بھی کرنی ہیں۔ ان کی تربیت بھی کرنی ہے کہ معاشرے کے ان سب گندوں اور غلاظتوں کے باوجود ہم نے شیطان کو کامیاب نہیں ہونے دینا۔ اور دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پس مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ ایک عزم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نیک اولاد کے لئے ہمیں قرآن کریم میں دعائیں سکھائی ہیں جیسا کہ میں نے ذکر کیا۔ ایک جگہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ذریعہ دعا سکھائی اور وہ دعا یہ ہے کہ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (آل عمران: 39) اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریت، اولاد عطا کر۔ یقیناً تو بہت دعائیں سننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود یہ دعا سکھائی کہ میں دعائیں سننے والا ہوں۔ اس لئے تم بھی کہو کہ

اے اللہ تودعا سننے والا ہے۔ اس لئے ہماری دعائیں قبول کر اور ہمیں پاک اولاد بخش۔

پس جب پاکیزہ اولاد کی خواہش ہو تو اس کے لئے دعا بھی ہونی چاہئے لیکن ساتھ ہی ماں باپ کو بھی ان پاکیزہ خیالات کا اور نیک اعمال کا حامل ہونا چاہئے جو نیکوں اور انبیاء کی صفت ہیں۔ ہر ماں اور باپ کو وہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض دفعہ مائیں دینی امور کی طرف توجہ دینے والی ہوتی ہیں، عبادات کرنے والی ہوتی ہیں تو مرد نہیں ہوتے۔ بعض جگہ مرد ہیں تو عورتیں اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہیں۔ اولاد کے نیک ہونے اور زمانے کے بد اثرات سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اولاد کی خواہش اور اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے مرد عورت دونوں نیکوں پر عمل کرنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے واقعات میں ایک واقعہ ملتا ہے جس میں اولاد ہونے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک شخص کے لئے دعا ہے۔ لیکن اس دعا کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مشروط کر دیا اور مشروط کیا اس شخص کے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے سے۔ وہ شخص ابھی احمدی بھی نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں نہیں آیا تھا لیکن شاید اس کی کوئی نیکی تھی جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کی۔ یہ منشی عطا محمد صاحب پٹواری ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں غیر احمدی تھا۔ دین سے دور ہٹا ہوا تھا۔ ان کے ایک دوست تھے وہ انہیں احمدیت کی تبلیغ کیا کرتے تھے لیکن کہتے ہیں میں نے کبھی توجہ نہیں کی۔ ایک دن انہوں نے مجھے بہت زیادہ اس بارے میں کہا اور میرے پیچھے پڑ گئے کہ میری باتیں سنو اور ان پہ غور کرو۔ میں نے کہا اچھا اگر آپ یہی کہتے ہیں تو میں آپ کو ایک دعا کے لئے کہتا ہوں۔ اگر وہ سنی گئی تو پھر میں غور کروں گا۔ آپ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں تو ان کو میرے لئے دعا کے لئے کہیں اور دعا اس بات کی ہے کہ میری تین بیویاں ہیں کسی کی اولاد نہیں ہے۔ ایک کے بعد دوسری شادی میں نے کی تاکہ اولاد پیدا ہو۔ یہ دعا کریں کہ مجھے بیٹا عطا ہو اور بیٹا بھی پہلی بیوی سے ہو۔

کہتے ہیں یہ خط انہوں نے میری طرف سے لکھ دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے جواب آیا کہ حضور نے دعا کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی ہے اور فرمایا کہ آپ کو بیٹا عطا ہو گا لیکن شرط یہ ہے کہ آپ زکریا والی توبہ کریں۔ منشی صاحب کہتے ہیں میں ان دنوں میں سخت بے دین تھا۔ شرابی کبابی اور راشی ہوا کرتا تھا۔ رشوت لینا میرا عام کام تھا۔ مجھے کیا پتا ہونا تھا کہ زکریا والی توبہ کیا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں میں یہ پتا کرنے کے لئے کہ زکریا والی توبہ کیا ہے مسجد میں گیا تو مسجد کا امام مجھے مسجد میں دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ شرابی کبابی کہاں سے آگیا۔ لیکن بہر حال جب میں نے سوال کیا تو میرے سوال کا وہ جواب نہیں دے سکا۔ کہتے ہیں پھر میں مولوی فتح دین صاحب احمدی کے پاس دوسرے گاؤں میں گیا۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ زکریا

والی توبہ بس یہ ہے کہ بے دینی چھوڑ دو۔ حلال کھاؤ۔ نماز روزے کے پابند ہو جاؤ اور مسجد میں زیادہ آیا کرو۔ کہتے ہیں یہ سن کر میں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔ شراب چھوڑ دی۔ رشوت لینے بند کر دی۔ نماز روزے کا پابند ہو گیا۔ کہتے ہیں چار پانچ مہینے کا عرصہ گزرا ہو گا کہ ایک دن میری بڑی بیوی رونے لگی۔ خیر اس کو دائی سے چیک کروایا تو اس نے جوابات کی اور وہ اس طرف شک کا اظہار تھا کہ شاید اولاد ہونے والی ہے۔ بہر حال اس کی بات سن کر میں نے اس سے کہا کہ میں نے مرزا صاحب سے دعا کروائی ہے۔ یہ اولاد ہونے کی نشانی ہے۔ شک والی کوئی بات نہیں۔ کہتے ہیں کچھ عرصہ بعد حمل کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے تو میں نے لوگوں کو بتانا شروع کر دیا کہ میرے بیٹا پیدا ہو گا اور صحتمند اور خوبصورت بھی ہو گا۔ چنانچہ بیٹا پیدا ہوا۔ اور کہتے ہیں اس کے بعد میں نے بیعت کر لی اور اس علاقے کے بہت سے اور لوگوں نے بھی بیعت کی۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 220-221 روایت نمبر 241)

تو اللہ تعالیٰ کسی کا انجام بخیر کرنا چاہتا ہے تو اس طرح بھی ہوتا ہے کہ اولاد کی خواہش اور اولاد ہونا ان کی اصلاح اور پاک تبدیلی کا باعث بن گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی دعا کی قبولیت کو ان میں پاک تبدیلی کے ساتھ مشروط کیا تھا۔ تو بہر حال جہاں زکریا کی دعا ہم اپنی اولاد کے لئے کرتے ہیں وہاں ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

لیکن اس ضمن میں یہ بھی بتا دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک اور شخص کا معاملہ پیش ہوا کہ وہ کہتا ہے کہ میرے لئے دعا کریں بیٹا پیدا ہو یا اولاد ہو تب میں احمدی ہو جاؤں گا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ لوگوں کے ہاں بچے پیدا کروانے کے لئے میں آیا ہوں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 115)

اس کے حالات بالکل مختلف تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو بہر حال نبی تھے ان کی نظر اس کے بارہ میں وہاں تک پہنچی کہ یہ شرط ایسی ہے کہ جو ٹھوکر کا بھی موجب ہو سکتی ہے لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا انجام بخیر بھی کرنا تھا اور کوئی نیکی بھی ہوگی تو یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کر کے اللہ تعالیٰ سے خبر پاک اس کو بیٹے کی خبر بھی دے دی۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ہر چیز کو ہر چیز سے مشروط نہیں کیا جاتا۔ احمدی ہونے کو دعا سے مشروط نہیں کیا جاتا۔ بعض دفعہ لوگ مجھے بھی لکھتے ہیں کہ یہ ہو گا تو نبی ہم احمدی ہوں گے۔ تو شرطیں لگا کے احمدی ہونا کوئی دین کو قبول کرنے والی بات نہیں ہے بلکہ اپنی شرائط پر اللہ تعالیٰ کو منوانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو کسی کی شرطوں پر کسی کی ہدایت کا سامان پیدا نہیں کرتا۔ ہمیں ہدایت پہ چلنے کی ضرورت ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری۔ بہر حال جیسا کہ میں نے کہا کہ جہاں ہم اپنی اولاد کے لئے دعا کرتے ہیں وہاں ہمیں اپنے اندر بھی پاک تبدیلی پیدا

کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم میں حضرت زکریا کے حوالے سے سورۃ الانبیاء میں اس دعا کا بھی ذکر ملتا ہے کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ (الانبیاء: 90) کہ اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ اس دعا میں بھی جب اللہ تعالیٰ کو خیر الوارثین کہا ہے تو واضح ہے کہ اولاد کی دعا صرف اس لئے نہیں کہ اولاد ہو جائے اور وارث پیدا ہو جائیں جو دنیاوی معاملات کے وارث ہوں بلکہ ایسے وارث اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوں جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں اور ظاہر ہے ایسی دعا وہی لوگ مانگ سکتے ہیں جو خود بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔ اگر دنیا داری میں انسان ڈوبا ہوا ہے تو نیک وارث کس طرح مانگے گا۔ اگر کوئی عورت صرف اس لئے اولاد کی خواہش کر رہی ہے کہ عورت کا اولاد کی خواہش کرنا ایک فطری تقاضا ہے یا پھر بعض اوقات اس لئے خواہش کر رہی ہے کہ خاوند کی خواہش ہوتی ہے تو ایسی اولاد پھر بعض دفعہ ابتلا کا موجب بن جاتی ہے۔ اولاد کی خواہش بڑی جائز خواہش ہے لیکن ساتھ ہی نیک وارث پیدا ہونے کی بھی دعا کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اولاد کی خواہش صرف وارث بنانے کے لئے نہ کرو بلکہ نیک، صالح اور خادم دین وارث بنانے کے لئے کرو ورنہ اولاد بھی ابتلاء کا باعث بن سکتی ہے، ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

"اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پروا ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ (الاعراف: 197) یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولی اور منتقل ہوتا ہے۔" انسان "اگر بد بخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ" یا اولاد بد بخت ہے تو لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ" وہ بد کاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاش ہو جائے گی اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لئے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے۔ "اللہ تعالیٰ کی رائے اور منشا کیا ہے؟ یہی کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اگر یہ ہو گا تو پھر آپ نے فرمایا کہ اولاد کی طرف سے پھر مطمئن ہو جاتا ہے کیونکہ پھر ایسا انسان اپنی اولاد کے لئے دعا بھی کرتا ہے اور اس کی تربیت کی کوشش بھی کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اس کا منتقل کرے گا اور اگر بد چلن ہے تو جائے جہنم میں۔ اس کی پروا تک نہ کرے....."

پھر ایک جگہ آپ اسی اولاد کے ضمن میں اسی مضمون کو جاری رکھتے ہوئے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ بنی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 109)

قدر کو شش اس امر میں کرو۔"

اولاد کو دین سکھانے اور دین سے منسلک رکھنے کے لئے، ان کی دینی تربیت کی طرف کم از کم اتنی کوشش تو انسان کی ہو جتنی دنیاوی کوششیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی طرف زیادہ کوشش ہوتی ہے اور دین کی طرف بہت کم کوشش۔ اسی وجہ سے پھر بعض لوگوں کو ابتلاء بھی آتے ہیں۔ مشکلات میں بھی پڑتے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ "بعض اوقات صاحب جائیداد لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہو جاوے جو اس جائیداد کی وارث ہو۔" گویا کہ اولاد کی خواہش صرف جائیداد کے لئے ہے "تاکہ" جائیداد "غیروں کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے۔" آپ فرماتے ہیں "مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون....." سبھی غیر بن جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ "اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادم دین ہو۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 110)

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ بھی دعا سکھائی کہ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (الحقاف: 16) کہ میرے لئے میری ذریت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہاں اولاد کی اصلاح کرنے کی دعا کی ہے تو ساتھ اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ میں تیری طرف رجوع کرنے والوں اور فرمانبرداروں میں سے ہوں یا ہوں۔ پس اولاد کے لئے جب دعا ہو تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری ضروری ہے تبھی دعا قبول ہوتی ہے۔ پس ماں کی بھی اور باپ کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی اصلاح کے لئے، ان کی تربیت کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ سے اپنی اولاد کی بہتری کے لئے دعا مانگتے رہیں اور اپنے نمونے اولاد کے لئے قائم کریں۔ اگر اپنے نمونے اس تعلیم کے خلاف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اگر اپنے نمونے اس نصیحت کے خلاف ہیں جو ماں باپ بچوں کو کرتے ہیں تو پھر اصلاح کی دعا میں نیک نیتی بھی نہیں ہوتی۔ اور جب اس طرح کا عمل نہ ہو تو پھر یہ شکوہ بھی غلط ہے کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے بہت دعا کی تھی لیکن پھر بھی وہ بگڑ گئی یا ہمیں ابتلاء میں ڈال دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک بڑی جامع دعا بیان فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو شیطان کے حملوں سے بچنا چاہتے ہیں اور بچتے ہیں، جو رحمان خدا کے بندے بننا چاہتے ہیں ان کی جو بعض خصوصیات ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (الفرقان: 75) کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔ یہ دعا اولاد کے لئے اور اپنے جیون ساتھیوں کے لئے مردوں کو بھی کرنی چاہئے اور عورتوں کو بھی۔ جب عورت اور مرد نیک اور صالح اولاد کی خواہش رکھتے ہوئے دعا کرتے ہیں تو پھر اولاد کی پیدائش

کے بعد بھی ان کے کام ختم نہیں ہو جاتے بلکہ ماں بھی اور باپ بھی، بیوی بھی اور خاوند بھی اپنے اپنے دائرے میں نگران اور امام ہیں۔ اور یہ حق اسی وقت ادا ہو گا جب خود بھی تقویٰ پر چلنے والے ہوں گے اور بچوں کے لئے دعا کرنے والے ہوں گے اور اپنے اعمال کو بھی دیکھنے والے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کے حوالے سے بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: "نکاح سے ایک اور غرض بھی ہے جس کی طرف قرآن کریم میں یعنی سورۃ الفرقان میں اشارہ ہے اور وہ یہ ہے وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (الفرقان: 75) یعنی مومن وہ ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہمیں اپنی بیویوں کے بارے میں اور فرزندوں کے بارے میں دل کی ٹھنڈک عطا کر اور ایسا کر کہ ہماری بیویاں اور ہمارے فرزند نیک بخت ہوں اور ہم ان کے پیش رو ہوں۔"

پس یہاں پھر آپ نے ماں باپ کو اس دعا کے ساتھ اپنے عمل دکھانے کی ہدایت فرمادی کہ ہم ان کے پیش رو ہوں۔ پیش رو ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم عملی نمونے قائم کرنے والے بنیں۔ پس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بار بار ہر دعا کے ساتھ اس بات کا اعادہ اور تلقین فرماتا ہے کہ اگر تمہیں صالح اولاد کی خواہش ہے تو اپنے عملوں کی طرف نظر رکھو۔

پھر اس بات کے ذکر میں کہ اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے اور کیوں ہونی چاہئے اور انسان کی پیدائش کا جو مقصد ہے اس کو بھی اولاد کی خواہش کرتے ہوئے سامنے رکھنا چاہئے یا اولاد کی پیدائش کے وقت بھی سامنے رکھنا چاہئے اور اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنی چاہئے، اپنی اصلاح کی بھی فکر ہونی چاہئے تاکہ اولاد بھی نیک صالح ہو، نہ کہ صرف دولت اور املاک کی وارث بنانے کے لئے اولاد پیدا کی جائے۔ اور یہ دعا کس ترتیب سے اور کس طرح کرنی چاہئے، ان سب باتوں کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"انسان کو سوچنا چاہئے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس کو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کر دینا چاہئے کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے۔ لیکن جب یہ ایک خاص اندازہ سے گزر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات: 57) اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشاء کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حق عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لئے خواہش کیا نتیجہ رکھے گی۔ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔ خود کو نسی کمی کی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے۔" فرمایا "پس جب تک اولاد کی

خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیاتِ صالحات کی بجائے اس کا نام باقیاتِ سینئات رکھنا جائز ہو گا۔ "نیک صالح اولاد نہیں ہوگی جو پیچھے رہنے والی ہو بلکہ برائیاں کرنے والی چیز پیچھے چھوڑ کے جائیں۔ فرمایا "لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادمِ دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں "بڑی اچھی خواہش ہے" تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہو گا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔" خواہش تو نیک اولاد کی ہو لیکن خود اپنے عمل اس سے مختلف ہوں۔ بہت سارے لوگ ہیں، آتے ہیں اور کہتے ہیں دعا کریں۔ نیک اولاد ہو۔ صالح اولاد ہو۔ اپنی نمازوں کے بارے میں یہی ان کا جواب ہوتا ہے کہ کوشش کرتے ہیں کہ پوری نمازیں پڑھیں۔ جنہوں نے فرائض نماز بھی ادا نہیں کرنے ان کی نیکی کی کیا حالت ہو سکتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ "اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذاب ہے۔" جھوٹا ہے۔ "صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ نیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیاتِ صالحات کا مصداق کہیں۔ لیکن اگر یہ خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اس قسم کی خواہش "آپ فرماتے ہیں "میرے نزدیک شرک ہے۔"

پھر اس کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ "ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبرداری بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتبِ تربیت کو مد نظر رکھتے ہیں۔" دعا کی طرف بھی بہت کم توجہ ہے۔ تربیت کی طرف جو توجہ ہونی چاہئے وہ بھی نہیں ہے۔ فرمایا کہ "میری اپنی تو یہ حالت ہے" اپنے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔" فرمایا کہ "بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بیباک ہوتے جاتے ہیں۔" اگر اولاد کو شروع میں نہیں روکیں گے، ان کو نہیں سمجھائیں گے۔ شروع شروع میں پیار سے بھی سمجھایا جاتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ وہ برائیوں میں بڑھتی چلی جاتی ہے۔

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ

اس لئے کہ وہ خادمِ دین ہو بلکہ اس لئے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے۔ "دین سکھانا بھی ضروری ہے۔ یہ نہیں ہے کہ باہر سے وقت نہیں ملا۔ دنیاوی پڑھائی میں مصروف ہیں، دنیاوی کاموں میں مصروف ہیں اس لئے نہ خود دین سکھانے کی طرف توجہ دی، نہ بچوں کے لئے کوئی انتظام کیا۔ عقائد سکھانا دین سکھانا بڑا ضروری ہے۔ فرمایا "اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے۔" اب اخلاق کے بھی معیار ہیں۔ یہاں اخلاق کے معیار کچھ اور ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو دین میں اخلاقی معیار سکھائے ہیں وہ بہت اعلیٰ معیار ہیں۔

صرف دنیاوی اخلاقی معیار نہیں بلکہ وہ اخلاقی معیار ہمیں تلاش کرنے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائے ہیں، جو اسلام ہمیں سکھاتا ہے، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ثابت کر کے ہمیں دکھایا ہے۔ اور وہ اخلاقی معیار ہیں جو ہم نے آگے اپنی نسلوں میں قائم کرنے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ: "یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے۔" فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (الفرقان: 75) یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرمادے اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہو گا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 370 تا 373)

یعنی اپنے آپ کے متقی ہونے کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلنے والا بنائے اور آگے پھر اولاد کے بھی متقی ہونے کی دعا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ اولاد کی پرورش "محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے۔ بلکہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو۔" آپ فرماتے ہیں: "لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہوں۔" فرمایا کہ "اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لئے یہ کوشش کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے۔ اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں۔ صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر ان کی جائیداد کا مالک نہ بن جاوے۔ مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 381-382)

اور خاص طور پر واقفینِ نو کے والدین کو بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے کہ اپنے بچوں کو دین کی طرف توجہ

دلائیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ: "میں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لئے کرتے ہیں۔ محبت دنیا ان سے کراتی ہے۔ خدا کے واسطے نہیں کرتے۔ اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے **وَأَجْعَلْنَا لِمَنْتَقِينَ إِمَامًا** پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلیٰ کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اور ملک ہے وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اس کو نہ لے جائے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کجنت جب تو مر گیا تو تیرے لئے دوست دشمن اپنے بیگانے سب برابر ہیں۔" فرماتے ہیں کہ "میں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جائے جو اس جائیداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جائے خواہ وہ بد معاش ہی ہو۔ یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 351-352)

عام مسلمانوں میں تو یہ بڑا عام ہے۔ اور اسی وجہ سے خاص طور پر لڑکوں کی پیدائش کے لئے بڑی توجہ دی جاتی ہے کہ لڑکا پیدا ہو جائے اور لڑکے جو ہیں وہ اپنی بہنوں کو اور اپنے والدین، اپنی بیٹیوں کو جائیداد نہیں دیتے اور ساری جائیداد کا وارث لڑکوں کو بنادیتے ہیں جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے اور پھر وہ لڑکے بھی اس جائیداد کو ضائع کر دیتے ہیں۔ تو یہ تو دنیا میں ہم دیکھتے ہیں اور آج بھی مثالیں ملتی ہیں۔

بہر حال جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ خاص طور پر جو واقفین نو کے ماں باپ ہیں ان کو اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور ان کے لئے دعا بھی اس مقصد کے لئے کرنی چاہئے کہ وہ بڑے ہو کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ وقف کرنے والے ہوں۔ یہ نہیں کہ صرف وقف کو ٹائٹل لگا دیا اور بڑے ہو کر کہہ دیا کہ ہم تو اپنے کام کر رہے ہیں۔ بلکہ جو واقفین نو ہیں وہ پہلے جماعت سے پوچھیں کہ جماعت کو ضرورت ہے کہ نہیں اور اگر جماعت ان کو اپنے کام کرنے کی اجازت دیتی ہے تو کریں ورنہ ان کو خالصتاً اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور والدین کے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنا چاہئے۔

پس اولاد کے لئے دعا اور خواہش اس سوچ کے ساتھ اور اس دعا کے ساتھ ہونی چاہئے کہ ایسی اولاد ہو جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہو۔ جو ہماری یعنی ماں باپ کی اور خاندان کی عزت قائم کرنے والی ہو۔ اپنے دادا پڑدادا کے نام کی عزت قائم کرنے والی ہو۔ بہت سے ایسے خاندان ہیں جن کے باپ دادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ صرف ان کی اولاد ہونا ہی کافی نہیں۔ بڑے لوگ بڑے فخر سے بتاتے ہیں۔ اچھی بات ہے۔ لیکن فخر تب ہونا چاہئے کہ وہ نیکیاں بھی جاری ہوں۔ اولاد ہونا کافی نہیں ہے بلکہ ماں باپ کا یہ بھی کام ہے کہ اپنی اولاد کے لئے یہ بھی دعا کریں کہ وہ ان کی نیکیاں، باپ دادا کی نیکیاں قائم کرنے والے بھی ہوں اور جب یہ دعا ماں

باپ کر رہے ہوں گے تو اپنے پر بھی نظر رکھیں گے کیونکہ ہم اپنے باپ دادا کے نام کو زندہ رکھنے والے تہی بن سکتے ہیں جب ہم اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنے والے ہوں۔ پس اپنے جائزوں کے ساتھ ہر ایک کو آخری وقت تک بچوں کی نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

خدا تعالیٰ کی نصرت انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔ فرمایا ایک جگہ ٹھہر نہیں جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ اور انجام بخیر کے لئے آپ نے فرمایا کہ اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے مستقل دعا کرتے رہنا چاہئے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ: 139)

پھر آپ ہمیں نصیحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔" یہ والدین کا کام ہے۔ فرمایا "اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔" فرمایا کہ "قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنادیا جو یتیم بچوں کی تھی۔ وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا (الکہف: 83) ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔" بچے کیسے تھے، بلکہ ماں باپ کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ "پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 110)

تو پھر اللہ تعالیٰ اولاد کی بہتری کے لئے اور ان کے رزق کے لئے بھی سامان پیدا فرماتا رہے گا۔ پس یہ وہ بنیادی اصول ہے جس کی طرف بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے اور یہ قرآنی تعلیم کی ہی وضاحت ہے کہ ماں باپ کا اپنا نمونہ ہی بچوں کی تربیت میں کردار ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم میں سے ہر ایک اولاد کے لئے بہترین نمونہ بننے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ بعض لوگوں کی عادتیں ہوتی ہیں کہ دوسروں کی طرف دیکھتے رہتے ہیں کہ وہ کیسا ہے تو دوسروں کی طرف نظر رکھنے کی بجائے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینے والے ہوں اور تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔ تہی ہم آگے نیک نسل بھی چلا سکتے ہیں۔ اپنی اولاد کے لئے مستقل دعائیں کرنے والے ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد کو بھی ہمیشہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے رکھے اور پھر یہ سلسلہ آگے بھی چلتا چلا جائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 28 جولائی 2017ء تا 10 اگست 2017ء جلد 24 شمارہ 30-31 صفحہ 25 تا 28)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 21 جولائی 2017ء بمطابق 21 و 22 دسمبر 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جلسہ سالانہ یو کے انشاء اللہ تعالیٰ اگلے جمعہ سے شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ میں شمولیت کے لئے دوسرے ممالک سے مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی ہے اور جوں جوں جلسے کے دن قریب آتے جائیں گے قریب و دور کے ممالک سے مہمانوں کی آمد میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اسی طرح برطانیہ کے دوسرے شہروں سے بھی مہمان آنے شروع ہو جائیں گے۔

جلسہ کے مہمانوں میں علاوہ احمدیوں کے جو جلسہ کی برکات سے فیض یاب ہونے کے لئے آتے ہیں اب برطانیہ کے علاوہ بعض دوسرے ممالک سے غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمان بھی تشریف لاتے ہیں جن میں بعض ممالک کے حکومتی نمائندے یا سرکاری افسر یا پڑھا لکھا طبقہ جو صاحب اثر و سونخ ہے وہ شامل ہوتا ہے۔ اسی طرح پریس اور میڈیا سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی تعداد میں بھی اب اضافہ ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اور یہ سب آنے والے جو غیر ہیں یہ بڑی گہری نظر سے ہماری ہر چیز دیکھتے ہیں اور عموماً متاثر ہوتے ہیں اور خاص طور پر جب ہمارے نظام کو دیکھتے ہیں جو تمام رضا کارانہ نظام ہے تو یہ چیز پھر تبلیغ کے مزید راستے کھولتی ہے، مزید تعارف ہوتا ہے، مزید احمدیت کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

پس ان دنوں میں ہمارے کام کرنے والے والے و انٹیئر ز مرد عورتیں، لڑکے لڑکیاں، بچے ایک خاموش تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں اور پریس کے ذریعہ احمدیت کا تعارف دنیا کے طول و عرض میں بڑے وسیع پیمانے پر پھیلتا ہے۔ اب جبکہ پریس کی توجہ عام دنوں میں بھی بعض اوقات بعض واقعات کی وجہ سے جماعت کی طرف ہو رہی ہے مثلاً یہاں یورپ میں بعض دہشتگردی کے واقعات کے بعد جماعت کے افراد نے جن میں عورتیں بھی شامل تھیں، مرد بھی شامل تھے، جنہوں نے ان واقعات کے بعد اسلام کا صحیح پیغام دنیا کو دینے کی کوشش کی اور ہمارے پریس سیکشن

نے بھی اس میں بڑا کردار ادا کیا، ہمارے مربیان کے بھی بڑے انٹرویو آتے رہے۔ جماعت کو اسلام کی امن پسند تعلیم کے حوالے سے دنیا کی پریس نے دنیا میں وسیع پیمانے پر متعارف کروایا ہے۔ جوں جوں یہ واقعات بڑھ رہے ہیں، جماعت کا تعارف بھی مزید بڑھ رہا ہے۔ تو بہر حال جلسہ کے دنوں میں بھی اللہ تعالیٰ اس ذریعہ سے یعنی جلسہ کے ذریعہ اسلام کا تعارف کروانے کے وسیع سامان مہیا فرما رہا ہے۔

جلسہ کے پروگراموں تقریروں وغیرہ کے ذریعہ جہاں احمدی روحانیت میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیکھنے کے لئے آتے ہیں وہاں غیر از جماعت مہمان اور پریس علمی اور اعتقادی لحاظ سے ہماری تعلیم کو سننے کے ساتھ ساتھ عمومی طور پر جلسہ کے ماحول اور احمدی عورتوں مردوں کی رضا کارانہ خدمت اور مہمان نوازی کے جذبے سے انہیں کام کرتا ہوا دیکھ کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کا عملی مشاہدہ بھی کر لیتے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ بہت بڑا تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ پس رضا کار کارکنان کا ایک بہت بڑا کردار ہے اور کارکنان جہاں اور جس پوزیشن میں بھی کام کر رہے ہیں ان کی ایک اپنی اہمیت ہے اور اس اہمیت کو ایک عام معاون کارکن سے لے کر افسر تک ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ایک عام معاون کارکن چاہے وہ چھوٹا سا پانی پلانے والا بچہ ہی ہو اس کا رویہ اور ایک لگن سے بے نفس ہو کر کام کرنا جہاں اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حاصل کرنے والا بن رہا ہوتا ہے وہاں غیروں کو بھی متاثر کر رہا ہوتا ہے جس کا جلسہ میں شامل ہونے والے مہمان اظہار بھی کرتے ہیں۔

اسی طرح معاونین کے علاوہ افسران جو ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صرف اپنے کارکنان اور معاونین کو ہی خدمت کرنے والا سمجھ کر ان سے کام نہ لیں بلکہ خود بھی عاجزی کے ساتھ ایک معاون اور ایک عام کارکن کی طرح کام کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے کارکنوں سے اور دوسرے لوگوں سے بھی مہمانوں سے بھی اپنے رویے نرم اور تعاون کرنے والے رکھیں۔ چہرے پر عاجزی اور نرمی کے تاثرات نظر آتے ہوں۔ زبان میں نرمی اور اخلاق کے اعلیٰ اظہار کے معیار قائم ہو رہے ہوں۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مہمان نوازی ایک بہت اہم شعبہ ہے اور مہمان نوازی صرف کھانا کھلانا، پانی پلانا یا زیادہ سے زیادہ رہائش کا انتظام کر دینا ہی نہیں ہے بلکہ جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ ہی مہمان نوازی ہے چاہے اسے کوئی بھی نام دیا گیا ہو۔ جلسہ پر جو بھی آتا ہے وہ مہمان ہے اور اس کی ضروریات کا خیال اپنے میسر وسائل کے ساتھ رکھنا ہر اس شخص کا جو جلسہ سالانہ کی کسی بھی ڈیوٹی پہ متعین ہے ضروری ہے۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جذبات کا ایک جگہ اظہار فرمایا جو ہمارے لئے اصولی لائحہ عمل ہے۔ آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ: "میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے۔" فرمایا کہ "مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی

ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 406)

پس اس بات کو ہمیں یاد رکھنا چاہئے اور اگر بعض دفعہ کوئی ایسے حالات پیدا ہوں تو اپنی طبیعتوں پر جبر کر کے بھی ہمیں مہمان کو آرام اور سہولت پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہر شعبہ کے افسران سے میں کہوں گا کہ اگر ان کا رویہ نرم ہے، ان کے اخلاق اچھے ہیں، ان میں صبر کا مادہ ہے، ان میں نامناسب بات سننے کا بھی حوصلہ بڑھا ہوا ہے تو ان کے نائبین اور معاونین بھی ایسے ہی رویے مہمانوں کے ساتھ دکھائیں گے، ان کا اظہار کریں گے اور مہمان نوازی کے عمدہ نمونے قائم کریں گے۔ لیکن اگر افسران کے چہروں پر سختی، باتوں میں کرختگی اور بات کو غور سے نہ سننے اور برداشت نہ کرنے کی عادت ہے تو ان کے نائبین بھی اور معاونین بھی ویسے ہی رویے دکھانے والے ہوں گے۔ پس مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے ہر شعبہ کے افسران اپنی حالت کا جائزہ لیتے رہیں اور عاجزی اور انکساری کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ ایک دو شعبہ ہی مہمان نوازی کے تحت نہیں آتے بلکہ جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ ہی مہمان نوازی کا شعبہ ہے۔ چاہے وہ رہائش کا شعبہ ہے یا کھانے پکانے کا شعبہ ہے یا کھانا کھلانے کا انتظام ہے یا ٹرانسپورٹ کا انتظام ہے یا صفائی اور غسل خانوں کا انتظام ہے یا ڈاکٹر اور پیرامیڈیکس پر مشتمل صحت کی نظامت ہے یا راستوں کی رہنمائی کرنے والے خدام ڈیوٹی پر یا دوسرے لوگ یا سیکوریٹی کا شعبہ ہے اور اس کے علاوہ دوسرے شعبے، ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں میزبان ہے۔

رہائش کے انتظام والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اجتماعی قیام گاہوں میں بھی اور خیموں میں بھی عورتوں بچوں کی بیڈنگ وغیرہ کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ بیشک آجکل گرمیوں کے دن ہیں لیکن رات کو موسم ایک دم ٹھنڈا بھی ہو سکتا ہے اور حدیقۃ المہدیٰ میں جہاں جلسہ ہونا ہے انشاء اللہ تعالیٰ، لندن کی نسبت ویسے بھی چار پانچ ڈگری ٹمپرچر کم رہتا ہے اس لئے جو لوگ اپنے سونے وغیرہ کا انتظام کر کے آتے ہیں، بعض لوگ اپنے ٹینٹ بھی لے آتے ہیں انہیں اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے کہ رات کے لئے بستر کا باقاعدہ اچھا انتظام ہو۔ گزشتہ سال کا تجربہ یہی ہے کہ بچوں والے بعض دفعہ موسم ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے رات کو پریشان ہوتے رہے۔

اسی طرح کھانا کھلانے والے ہیں جن کا براہ راست مہمانوں سے واسطہ ہے انہیں میں ہمیشہ یاد دہانی کرواتا ہوں کہ کھانا دیتے ہوئے پلیٹ میں ڈالتے ہوئے مہمان کی پسند کو بھی دیکھ لیا کریں گو اس میں کافی دقت اور مشکل پیش آتی ہے لیکن بہر حال کوشش کریں جس حد تک دیکھ سکتے ہیں دیکھیں اور اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر بجائے سختی سے جواب دینے کے احسن رنگ میں اس کو جواب دیں، جس سے دوسرے کے جذبات کو تکلیف نہ ہو۔

اس سال جلسہ کے انتظام کے تحت جو کھانے کی پلیٹیں ہیں وہ بھی بدلی گئی ہیں۔ جو پہلے پلیٹیں استعمال ہوتی

تھیں ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایک خاص ٹمپر پچر سے زیادہ کا کھانا ان پلیٹوں میں نہیں دینا چاہئے کیونکہ بعض زہریلے کیمیکل اس میں سے نکلتے ہیں اور ہمارا کھانا تو کافی گرم ہوتا ہے اس لئے افسر جلسہ سالانہ نے مجھے اس سال استعمال ہونے والی پلیٹس دکھائی ہیں وہ خاص قسم کے کاغذ کی ہوں گی اس لئے کھانا ڈالنے والے جو لوگ ہیں وہ بھی احتیاط کریں کہ شاید پتلی ہوں تو دو پلیٹیں جوڑ کر استعمال کریں۔ کھانا تقسیم کرنے والوں کی بھی اس بارے میں جو جلسہ سالانہ کا شعبہ ہے ان کی صحیح رہنمائی ہونی چاہئے۔

پھر ٹرانسپورٹ کا نظام بھی ایک بہت اہم نظام ہے اور اس مرتبہ دور پارکنگ کی وجہ سے زیادہ تر شٹل بسوں کا انتظام کیا گیا ہے اور اسے بھی جلسہ سالانہ کے نظام کو زیادہ سے زیادہ فعال کرنا ہو گا تاکہ لوگ بروقت جلسہ پر پہنچ سکیں اور کاروں پر آنے والے مہمانوں کو بھی یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ان کی پارکنگ دور ہو سکتی ہے اور جلسہ گاہ سے کافی فاصلہ پر بھی ہو سکتی ہے اس لئے وقت کا مارجن (Margin) رکھ کر اپنا سفر شروع کریں۔ اسی طرح دوسرے شعبے ہیں ہر ایک کو اپنے کام کے طریق اور اپنے کارکنوں کی تربیت مہمانوں کو زیادہ سے زیادہ سہولت مہیا کرنے کی سوچ کے ساتھ کرنی چاہئے۔

خدمت خلق اور سیکورٹی کے کارکنان کو بھی پہلے سے زیادہ ہوشیار ہو کر کام کرنا ہو گا جو دنیا کے آجکل کے حالات ہیں۔ ساتھ ہی مہمانوں کی عزت نفس اور جذبات کا خیال رکھتے ہوئے یہ سارا کام کرنا ہے۔ کارڈ چیک کرنے اور دوسری چیکنگ، سکیٹنگ وغیرہ میں پہلے دن سے لے کر آخری دن تک پوری توجہ دینی ہو گی، پوری توجہ سے چیک کرنا ہو گا اور ہر مرتبہ اگر کوئی شخص باہر جاتا ہے تو اندر آنے پر اس کو چیک کرنا ہو گا۔ لیکن یہ بھی خیال رکھنا ہے کہ ان کو کسی طرح اس قسم کا احساس نہ ہو کہ صرف انہی پر نظر ہے یا کوئی بُرا سلوک کیا جا رہا ہے۔

بہر حال جلسہ کے انتظامات ایسے انتظامات ہیں جو ہم عارضی کرتے ہیں اور مجھے اچھی طرح احساس ہے کہ جلسہ کا جو یہ عارضی انتظام ہے، عارضی انتظام ہونے کی وجہ سے غلطیوں اور کمیوں سے خالی نہیں ہو سکتا بلکہ مستقل انتظاموں میں بھی کمیاں اور خامیاں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جس حد تک ہم اپنی صلاحیتوں، استعدادوں اور وسائل کو استعمال کر کے مہمانوں کو سہولت پہنچانے کا انتظام کر سکتے ہیں، کریں۔

جلسہ سالانہ پر شامل ہونے والا ہر شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مہمان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہونے کی وجہ سے ہم نے ہر مہمان کو خاص مہمان سمجھنا ہے اور اس کی مہمان نوازی میں بھرپور کوشش کرنی ہے گو کہ جلسہ سالانہ کے انتظام کے تحت ایک شعبہ ایسا بھی ہوتا ہے جو نگرانی وغیرہ کا شعبہ ہے جو مختلف شعبوں کا معائنہ بھی کرتا ہے جس کے کارکنان شعبوں کا جائزہ لے کر کمیوں اور خامیوں کی طرف اپنے افسر کے ذریعہ سے جلسہ سالانہ کے نظام کو توجہ دلاتے ہیں لیکن ہر شعبہ کے افسر کو بھی چاہئے کہ اپنے

شعبہ سے متعلقہ کمیوں کو دیکھنے کے لئے کچھ لوگوں کی ڈیوٹی لگا دیں جو اپنے شعبے کے کاموں کی کمی بیشی کا جائزہ لے کر شام کو اپنے افسر کو رپورٹ دیں۔ اس سے جلسہ کے دوران بھی اور آئندہ سال کے جلسہ میں بھی بہتری پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جائزہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ لنگر کے مہتمم کو مہمانوں کی ضروریات کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے لیکن کیونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اس لئے بعض دفعہ خیال نہیں رہتا۔ بعض باتیں نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہیں اس لئے دوسرا شخص یاد دلادے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 220)

اور یاد دہانی کے لئے بہترین طریق یہی ہے کہ افسر خود کسی کو اس یاد دہانی کے لئے مقرر کریں جو جائزہ لیتا رہے کہ کہاں کہاں کمی ہے۔ امیر غریب کی یکساں مہمان نوازی ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری رہنمائی کے لئے بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف بھی رہنمائی فرمائی ہے اور بڑی باریکی سے مہمان نوازی کے طریق سمجھائے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر فرمایا کہ: "جو نئے ناواقف آدمی ہیں" یعنی آنے والے مہمان جو پوری طرح واقفیت نہیں رکھتے، یہاں بھی کئی نئے مہمان دوسرے ملکوں سے آتے ہیں فرمایا کہ "تو یہ ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مد نظر رکھیں۔" فرمایا کہ "بعض وقت کسی کو بیت الخلا کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے....." آپ نے فرمایا کہ "جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائم مقام کیا ہے" یا مقرر کیا ہے "یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔ کیونکہ لوگ صدا ہاؤز ہزار ہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 220)

گویہ بات آپ نے غیر لوگوں کے حوالے سے بھی بیان فرمائی ہے لیکن اپنوں کو بھی مہمان نوازی اور جلسہ کی مہمان نوازی کے بارے میں بھی ایسے ارشادات ملتے ہیں جہاں آپ نے بہت توجہ دلائی ہے۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا جو غیر از جماعت مہمان یا پریس کے نمائندے ہمارے جلسہ میں شامل ہوتے ہیں وہ عمومی رویوں کا بھی جائزہ لے رہے ہوتے ہیں۔ پس ہر شعبہ کے کارکن کے حسن اخلاق کا معیار بہت وسیع ہونا چاہئے۔

پھر ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: "میرے اصول کے موافق اگر کوئی مہمان آوے اور سب و شتم تک بھی نوبت پہنچ جاوے تو اس کو گوارا کرنا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 91)

پس مہمان کا سخت رویہ بھی برداشت کرنا چاہئے چاہے وہ غیر ہیں یا اپنے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان نوازی کا معیار کا ذکر لکھنے والے نے اس طرح ایک دفعہ کا ذکر لکھا ہے کہ "اعلیٰ حضرت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اعلیٰ اور زندہ نمونہ ہیں۔" یہ لکھتے

ہیں کہ "جن لوگوں کو کثرت سے آپ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ کسی مہمان کو (خواہ وہ سلسلہ میں داخل ہو یا نہ ہو)" یعنی احمدی ہے یا نہیں ہے "ذرا سی بھی تکلیف حضور کو بے چین کر دیتی ہے۔" لکھتے ہیں کہ "مخلصین احباب کے لئے تو اور بھی آپ کی روح میں جوش اور شفقت ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 101)

جو احمدی ہیں، مخلصین ہیں ان کے لئے بڑا جوش اور شفقت ہوتا ہے۔ پس یہ جوش اور شفقت ہمیں جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ دکھانا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کی اہمیت اور احترام کے بارے میں ہمیں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کے لئے تین باتوں کا کرنا ضروری ہے۔ یہ کہ اچھی بات کہو یا خاموش رہو۔ اپنے پڑوس کی عزت کرو اور تیسرے یہ کہ اپنے مہمان کا احترام کرو۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الحجار والضيف... الخ حدیث 173)

پس مہمان کا احترام بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی شرائط ہیں۔ یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک مومن کے ایمان کے اعلیٰ معیار کے لئے مہمان نوازی بھی ایک شرط ہے۔ مہمان نوازی کے ضمن میں یہ بھی بتا دوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہمانوں کی دینی حالت کی بہتری اور تربیت کا بھی خیال فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ نے آئے ہوئے مہمانوں کو کھانا وغیرہ کھلانے کے بعد ان کو ان کی خواہش کے مطابق مسجد میں سونے کے لئے بھیج دیا اور پھر صبح فجر کی نماز کے لئے سب کو جگایا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 351-352 حدیث 15628 حدیث طخفة بن قیس الغفاریؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

تو جلسہ میں جو شعبہ تربیت ہے وہ بھی اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ مہمانوں کو نماز کے لئے بھی توجہ دلاتے رہیں اور فجر اور تہجد کے لئے جگائیں لیکن نرمی اور پیار سے۔ بہر حال یہ چند باتیں تھیں جو مہمانوں کے حوالے سے میں نے کہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی احسن رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نمازوں کے بعد میں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا ہے مکرم سید محمد احمد صاحب ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو 13 جولائی کو قریباً 92 سال کی عمر میں لاہور میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور اس طرح حضرت ام المومنین، اناں جان آپ کی پھوپھی تھیں۔ آپ کی شادی حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؒ کی چھوٹی بیٹی سے ہوئی۔ اس طرح آپ ان کے سب سے چھوٹے داماد بھی تھے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل

صاحب نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی شادی حضرت شوکت سلطان صاحبہ کے ساتھ تھی جو 1906ء میں ہوئی تھی ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور ان کی دوسری شادی امۃ اللطیف بیگم صاحبہ سے 1917ء میں ہوئی جو حضرت مرزا محمد شفیع صاحب دہلوی محاسب صدر انجمن احمدیہ کی بیٹی تھیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے سات بیٹیاں اور تین بیٹے پیدا ہوئے۔

(ماخوذ از حضرت میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ از سید حمید اللہ نصرت پاشا صفحہ 94 طبع دوم 2009ء قادیان)

میر محمد احمد صاحب نے قادیان سے 1939ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے بی ایس سی کا امتحان دیا۔ پھر آپ 1943ء میں رائل انڈین ایئر فورس میں بطور فلائٹ کیڈٹ کے شامل ہو گئے۔ آپ کی بیگم مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی بیٹی ہیں اور ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ ایک بیٹے ہاشم اکبر صاحب یہاں ہمارے ہارٹلے پول کے صدر جماعت بھی ہیں اور ایک بیٹی ڈاکٹر عائشہ ہیں۔ یہ امریکہ میں ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بارہ میں انہوں نے خود بھی ایک دفعہ اپنے حالات لکھے تھے۔ 1943ء میں فلائٹ کیڈٹ بھرتی ہوئے اور جنگ عظیم میں فائٹر پائلٹ کے طور پر برطانیہ کی طرف سے جنگ میں شامل ہوئے۔ جنگ کے دوران برما فرنٹ پر 1945ء میں آپ کے جہاز کو ایک دفعہ کریش لینڈنگ بھی کرنی پڑی۔ جہاز تباہ ہو گیا لیکن آپ معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔ پھر 1947ء میں آپ کی ٹرانسفر سول ایوی ایشن کے محکمہ میں ہو گئی۔ انڈین نیشنل ایئر لائنز میں فلائنگ ڈیوٹی ادا کرتے رہے اور اس وقت 1947ء میں حالات خراب تھے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی وفات بھی 1947ء میں ہوئی تھی لیکن حالات کی وجہ سے آپ ان کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے اور دودن بعد قادیان پہنچے۔

ان کے جو تاریخی لحاظ سے جماعت کے ساتھ وابستہ واقعات ہیں وہ یہ ہیں کہ جب ایئر فورس میں تھے تو اس وقت پارٹیشن کے وقت حضرت مصلح موعودؑ کی ہدایت پر جماعت نے دو چھوٹے جہاز خریدے تھے۔ پائلٹ کی ضرورت تھی۔ کہتے ہیں ایک رات مجھے پیغام ملا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بلایا ہے کہ فوراً آ جاؤ تو یہ اسی وقت قادیان روانہ ہو گئے اور وہاں جا کے طے پایا کہ جہاز کے انچارج حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الثالثؒ، جو اُس وقت صدر خدام الاحمدیہ تھے وہ ہوں گے اور ان کے تحت یہ کام کریں گے۔ بہر حال اس وقت یہ بہت سادہ سادہ سامان پاکستان پہنچاتے رہے۔

ایک دلچسپ واقعہ جو انہوں نے لکھا ہے جو ایک بڑا تاریخی اور بڑا اہم واقعہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن صبح مجھے مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصر خلافت کے دفتر میں بلایا اور مجھے کہا کہ تمہیں اپنی آج سب سے قیمتی چیز میں دے رہا ہوں جو تم نے لاہور لے کر جانی ہے اور شیخ بشیر احمد صاحب کے سپرد کرنی ہے اور اس چیز کی حفاظت

اور احتیاط کے بارے میں تم نے شیخ صاحب کو انہی الفاظ میں بیان کرنا ہے جیسا میں تمہیں بتا رہا ہوں اور ان سے وصولی کی رسید بھی لینی ہے جو پھر تم نے واپس آکر مجھے دینی ہے۔ تو میر صاحب کہتے ہیں کہ میرا ناہنختہ ذہن تھا اس وقت یہ خیال مجھے آیا کہ شاید حضور مجھے کوئی جماعت کا خزانہ یا جو اہرات اور ہیروں کا بکس دیں گے جو میں نے لے کر جانا ہے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ اپنی جگہ سے اٹھے اور ایک میلہ سا چھوٹا ٹریول بیگ لا کر مجھے دیا۔ بیگ کیونوس کا تھا اور زپ (zip) بھی اُس کا ٹوٹا ہوا تھا۔ بیگ کا غذات سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے وہ بیگ میرے سامنے رکھا اور فرمایا کہ میری قرآن شریف کی لکھی ہوئی تفسیر کا کچھ حصہ تو چھپ چکا ہے۔ کچھ حصہ لکھا جا چکا ہے مگر ابھی چھپا نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ نے فرمایا کہ مگر ابھی بہت سے حصہ کی تفسیر لکھنے کا کام باقی ہے۔ چونکہ میری زندگی کا ایک بڑا مشن اس تفسیر کو مکمل کرنا ہے اس لئے میری عادت ہے کہ دن ہو یا رات، چلتا پھرتا ہوں یا کوئی اور کام کر رہا ہوں مگر جو بھی کر رہا ہوں اگر قرآن شریف کی کسی آیت کے بارے میں میرے ذہن میں کوئی نیا مطلب آئے تو میں فوراً اس پوائنٹ کو ایک سادہ کاغذ پر لکھ کر اس بیگ میں ڈال کر محفوظ کر لیتا ہوں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکے۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ ضروری نہیں کہ ان کاغذات پر لکھے ہوئے نوٹس میں کوئی ترتیب ہو مگر میرے لئے یہ بہت بڑا سرمایہ ہے۔ تو میر صاحب کہتے ہیں میں نے حضور سے بیگ لیا، اسے سنبھالا اور ہوائی جہاز پر رکھ کر لاہور لے گیا اور وہاں جا کے ایئر پورٹ سے فون کر کے شیخ بشیر احمد صاحب کو بلایا اور ان کے یہ سپرد کر دیا اور ان سے رسید لی۔ یہ کافی لمبا واقعہ ہے اور ایک تاریخی واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؑ کے اہم قیمتی نوٹس جو تھے وہ یہ لے کر آئے۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؑ نے خاص تاکید فرمائی تھی۔ بہر حال 1950ء میں پھر حضرت مصلح موعودؑ نے ان کو کہہ دیا کہ ٹھیک ہے اب تم ایئر فورس واپس جاسکتے ہو جہاں انہوں نے 1965ء تک ایئر فورس میں ملازمت کی اور ونگ کمانڈر کے عہدے تک پہنچے اور اس دوران میں انہوں نے بعض بڑے کورسز بھی کئے۔ انگلینڈ میں بھی کورسز کئے۔ 1960ء سے تریسٹھ تک کوئٹہ میں آرمی کمانڈ اینڈ سٹاف کالج میں بطور انسٹرکٹر بھی رہے۔ وار پلاننگ (war planning) کے انچارج بھی رہے اور جب یہ 1953ء میں کچھ فضائیہ کے ٹریننگ کورس کرنے کے لئے یہاں آئے تھے اس وقت مکرم چوہدری ظہور باجوہ صاحب یہاں مشنری تھے تو کہتے ہیں کہ اپنی ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد کیونکہ میرے واپسی کے چند دن باقی تھے اس لئے یہاں مشن ہاؤس میں باجوہ صاحب کے پاس میں ٹھہر گیا۔ اس وقت کہتے ہیں مجھے باجوہ صاحب کے ذریعہ سے کرنل ڈگلز صاحب سے ملاقات کا موقع پیدا ہوا۔ باجوہ صاحب نے انہیں میرا تعارف کروایا۔ کہتے ہیں کہ کرنل ڈگلز صاحب کے پاس گئے تو ان سے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مقدمہ کے بارے میں پوچھا جو قتل کا مقدمہ تھا۔ کہتے ہیں کرنل صاحب نے کہا کہ میں اس وقت گورداسپور کا ڈپٹی کمشنر تھا۔ کہتے ہیں کہ کیپٹن ڈگلز صاحب نے کہا کہ جب یہ قتل کا مقدمہ

میرے پاس پیش ہوا اس سے چند سال پہلے کا ایک واقعہ ہے جہاں سے میں تمہیں سنانا شروع کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں اس زمانے میں بٹالہ کا اسسٹنٹ کمشنر تھا۔ ایک روز میں امرتسر سے بٹالہ ٹرین میں واپس آ رہا تھا۔ کرنل ڈگلز نے ان کو بتایا یہ بھی ایک تاریخی واقعہ ہے کہ آخری بوگی کے فرسٹ کلاس میں سوار تھا تو امرتسر سے چلنے سے پہلے وہ کہتے ہیں کہ مجھے گورداسپور کے اسسٹنٹ کمشنر کا پیغام ملا کہ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے اس لئے میں تمہیں بٹالہ کے سٹیشن پر ملوں گا۔ کرنل ڈگلز کہتے ہیں جب ٹرین بٹالہ پہنچی تو اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور سٹیشن پر موجود نہیں تھا۔ اس خیال سے کہ شاید ٹرین کی سب سے اگلی بوگی والے فرسٹ کلاس میں مجھے ڈھونڈ رہا ہو گا۔ میں جلدی سے ٹرین سے اترا اور پلیٹ فارم کے جنگلے کے ساتھ ساتھ جلدی جلدی قدم بڑھاتے ہوئے ٹرین کے سب سے اگلے حصہ کی طرف روانہ ہوا۔ پھر کرنل ڈگلز نے ان کو بتایا کہ جب میں پلیٹ فارم کا قریباً دو تہائی حصہ عبور کر چکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے ایک شخص چلا آ رہا ہے نگاہیں نیچی ہیں بے حد نورانی چہرہ ہے اس کے چہرے میں ایک ایسی کشش تھی کہ میرا دل اور دماغ ہل کر رہ گئے۔ کرنل صاحب کہتے ہیں کہ لگتا تھا کہ اسے دنیا سے کوئی رغبت ہی نہیں اور وہ آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا۔ میرے لئے ممکن ہی نہ رہا کہ اتنے نورانی چہرے سے اپنی نگاہیں اٹھا سکوں چنانچہ میں ٹکٹ کی باندھے اس کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ شخص میرے پاس سے گزر گیا تو پھر بھی میں اسے دیکھتا رہا اور آہستہ آہستہ گھومتا گیا اور آخر کار میں اٹلے پاؤں چلنے لگ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوسری طرف جارہے تھے یہ دوسری طرف جارہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے کے لئے انہوں نے اپنا رخ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف کر لیا اور اٹلے پاؤں جس طرف جارہے تھے اس طرف چلنا شروع کر دیا تاکہ میں اس شخص کو دیکھتا رہوں۔ تو کہتے ہیں اس عرصے میں اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر جو انڈین تھا وہ بھی اپنی جھنڈیاں لے کر آگیا لیکن اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ الٹا چلتے ہوئے ہماری ٹکر ہو گئی جس کی وجہ سے وہ گر گیا حالانکہ قصور میرا تھا لیکن کیونکہ اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی وہ اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر مجھ سے معافیاں مانگنے لگ گیا۔ اس سے میں نے کہا نہیں تمہارا قصور نہیں، میرا ہے۔ خیر میں نے اس سے پوچھا کہ یہ جو شخص جارہا ہے یہ کون ہے؟ تو اس اسٹیشن ماسٹر نے کہا آپ نہیں جانتے؟ یہ قادیان کے مرزا صاحب ہیں۔ تو کہتے ہیں میں اس وقت جذباتی طور پر بڑا مغلوب ہو چکا تھا۔ ایسا نورانی چہرہ میں نے ساری عمر کبھی نہیں دیکھا تھا اور یہ اثر مجھ پر کافی عرصے تک قائم رہا۔ پھر آہستہ آہستہ بھول گیا۔

کہتے ہیں کہ پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فائل آئی اور میں حج مقرر ہو کے آیا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ فائل بڑی مکمل ہے۔ جو کیس بنایا گیا ہے یہ بڑا صحیح طریقے سے بنایا گیا ہے اور کوئی اس میں سقم نہیں ہے اور ملزم کو سزا بہر حال دینی پڑے گی۔ لیکن کہتے ہیں مگر جب میں نے یہ پڑھا کہ ملزم مرزا غلام احمد آف قادیان ہے تو

مجھے ایک سخت دھچکا لگا۔ وہ کئی سال پہلے کی پرانی بات مجھے یاد آگئی اور میرا دل ہر گز یہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھا کہ جو چہرہ میں نے بٹالہ کے اسٹیشن پر چند سال پہلے دیکھا تھا وہ ایسا کام کرے بلکہ ایسا سوچ بھی سکے۔ کہتے ہیں کہ میں بہت پریشان ہوا اور متواتر پریشان رہا اور کئی بار فائل میں سے کوئی غلطی نکالنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اس پریشانی کی حالت میں کہتے ہیں میں نے انگریز ڈی ایس پی کو اپنے دفتر میں بلوایا تاکہ اس کے ساتھ کیس کے بارے میں مشورہ کروں۔ ڈی ایس پی سے پوچھا کہ عبد الحمید جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہ الزام لگایا تھا کہ نعوذ باللہ آپ نے اس کو قتل کے لئے بھیجا ہے کیا وہ پولیس کے قبضہ میں ہے یا ابھی چرچ کے پاس ہے۔ تو اس سوال پر کہتے ہیں انگریز ڈی ایس پی چونکا کیونکہ اسے اچانک احساس ہوا کہ پولیس نے ایک بہت بڑی غلطی کی ہے کیونکہ پولیس نے عبد الحمید کو اپنی حراست میں نہیں رکھا بلکہ چرچ کے پاس ہی رہنے دیا اور کہتے ہیں وہ اسی وقت بھاگتا ہوا گیا کہ میں ابھی آتا ہوں۔ کچھ دیر کے بعد جب وہ انگریز ڈی ایس پی واپس آیا تو اس نے کہا کہ ہم سے بڑی غلطی ہو گئی تھی کہ ہم نے عبد الحمید کو چرچ کے پاس ہی رہنے دیا۔ اب ہم نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا ہے اور وہ مان گیا ہے کہ یہ کیس بالکل جھوٹا ہے اور میں نے چرچ سے رقم لینے کے لئے لالچ میں یہ کہانی گھڑی ہے۔ چنانچہ کیس چلا اور سب گواہیاں سننے کے بعد کرنل ڈگلز صاحب کہتے ہیں کہ میں نے مرزا صاحب کو باعزت طور پر بری کر دیا۔ فیصلہ سننے کے بعد میں نے مرزا صاحب سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو استغاثہ کرنے والوں پر آپ ہر جانہ کا کیس کر سکتے ہیں۔ مگر انہوں نے فرمایا کہ نہیں ہمارا مقدمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے مجھے کوئی ہر جانہ نہیں چاہئے۔

(ماخوذ از الفضل مورخہ 26 اگست 2010ء صفحہ 3 تا 5، مورخہ 27 اگست 2010ء صفحہ 3-4، مورخہ 30 اگست 2010ء صفحہ 5،

مورخہ 18 مئی 2009ء صفحہ 3-4)

تو یہ دو تاریخی واقعات ان کے ہیں۔ ایک تو پارٹیشن کے وقت حضرت مصلح موعودؑ کا سامان لانے کا اور ایک یہ کرنل ڈگلز کی کہانی۔ باقی واقعہ تو سنا ہی ہوا ہے لیکن یہ اتنا حصہ جو پہلے تھا وہ بہت کم لوگوں نے سنایا پڑھا ہے۔ آپ جیسا کہ میں نے بتایا حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور اس لحاظ سے جو انتخاب خلافت کمیٹی ہے، صحابی کے بڑے بیٹے ہونے کی حیثیت سے اس کے ممبر بھی تھے اور خلافت ثالثہ، رابعہ اور خامسہ میں انتخاب خلافت کمیٹی میں شامل ہوئے اور انہوں نے یہی کہا کہ انتخاب کے وقت جو جذبات اور احساسات ہوتے ہیں اس سے میں گواہی دے سکتا ہوں کہ جو خلافت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے کیونکہ بعض دفعہ آدمی کچھ اور سوچ رہا ہوتا ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنانا ہوتا ہے اس کے لئے ہی دل میں تحریک پیدا کرتا ہے۔ بہت نیک، دعا گو تھے لیکن خاموش دعا گو انسان تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق اور محبت تھی ان کے بارے میں ان کی بیٹی لکھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری محبت تھی اور مجھے بھی یہی کہتے تھے کہ اللہ کی عظمت کو ہر دن محسوس کرنے کی کوشش کرو۔ محض رسمی عبادت کا کوئی فائدہ نہیں

ہوتا۔ پھر وہ لکھتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت کا مطالعہ کرتے تو آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ بڑی محبت اور جذبات کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور کہتی ہیں دنیاوی سرگرمیاں بھی ہوں چاہے تیرا کی ہے یا سیر ہے اس میں ہر وقت ذکر الہی اور اللہ تعالیٰ کی یاد کو ہمیشہ سامنے رکھتے۔ اور باپ ہونے کے لحاظ سے بھی بڑے شفیق باپ تھے۔ سارے بچوں کا خیال رکھا۔ بچوں کو سمجھاتے رہے۔ خلافت سے تعلق بھی ان کا بہت مضبوط تھا۔ میرے ساتھ بھی خلافت کے بعد انہوں نے خاص تعلق رکھا اور اسے بڑھایا اور بڑا اخلاص و وفا کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد صدیق بھٹی صاحب کا ہے جو ہمارے مبلغ سلسلہ نانچر اصغر علی بھٹی صاحب کی والدہ ہیں۔ یہ 16 جولائی کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ۔ ان کے خاندان میں احمدیت 1928ء میں آئی جبکہ آپ کے دادا چوہدری سرور خان صاحب مرحوم نے احمدیت قبول کی۔ ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ آپ نے کفایت شعاری اور خودداری سے زندگی گزاری۔ خوددار خاتون تھیں۔ بارعب تھیں۔ ساری عمر صبر اور دعا سے آپ کی زندگی عبارت تھی۔ خلافت سے بے پناہ محبت تھی۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ انتہائی سادہ اور غریب پرور خاتون تھیں۔ نماز اور قرآن سے عشق تھا۔ صبح تین بجے تہجد کے لئے بلاناغہ اٹھ جاتیں اور کہتی تھیں کہ تہجد میں نے شادی سے پہلے شروع کی تھی اور مجھے نہیں یاد کہ کبھی سستی کی وجہ سے میں نے تہجد چھوڑی ہو۔ لکھتے ہیں کہ ناشتہ وغیرہ اور گھر کے دوسرے کاموں سے جلدی جلدی فارغ ہو کر اشراق کی نماز کے لئے کھڑی ہو جاتیں۔ ان کے میاں 28 سال تک اپنی جماعت کے صدر رہے اس عرصہ میں جو بھی آنے والے لوگ تھے ان کی مہمان نوازی انہوں نے بہت بڑھ چڑھ کے کی اور ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ مالی حالت اچھی نہ ہونے کے باوجود غریبوں کی مدد بھی کرتی تھیں۔ اگر کوئی پریشانی یا مالی تنگی ہوتی تو نماز شروع کر دیتی تھیں اور تنگی کے باوجود بچوں کو تعلیم دلوائی۔ بچوں کی خاطر تعلیم کی خاطر اپنا زیور اور مویشی تک بیچ دیئے۔ اپنے بھائیوں اور والدین کی وفات کے صدمے برداشت کرنے پڑے لیکن کبھی شکوہ نہیں کیا۔ اسی طرح ان کی دو پوتیاں بھی وفات پا گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ان کے بیٹے اصغر علی بھٹی نانچر میں مشنری ہیں اور یہ اپنے تبلیغ کے میدان میں مصروفیت کی وجہ سے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کے لئے تمام دعاؤں کو قبول فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

30

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 28 جولائی 2017ء بمطابق 28 وفاق 1396 ہجری شمسی
بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2017ء بمقام حدیقۃ المہدی، آلٹن (Alton)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج یو کے (UK) کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ دعاؤں پر ان دنوں میں بہت زور دیں اور جن کو توفیق ہے وہ صدقات بھی دیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے اور سب لوگ، یہاں آکر شامل ہونے والے بھی اور دنیا میں مختلف ممالک میں رہنے والے احمدی بھی جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جلسہ کی کارروائی سن رہے ہیں، جلسہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور دشمن کے ہر شر سے بچنے کے لئے دعا کریں۔

گزشتہ خطبہ میں میں نے مہمان نوازی کرنے والے کارکنان کو جلسہ کے مہمانوں کی مہمان نوازی کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ آج مختصراً مہمانوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مہمان کے بھی کچھ فرائض اور ذمہ داریاں ہیں جسے اس نے ادا کرنا ہے۔

مہمان کا بیشک اسلام میں بہت حق ہے لیکن اسلام ایک ایسا معتدل اور اعتدال کی تعلیم دینے والا مذہب ہے جو صرف ایک فریق کو ہی ذمہ داریوں کا احساس دلا کر اس طرف توجہ دینے کی نصیحت نہیں کرتا بلکہ دوسرے فریق کو بھی کہتا ہے کہ تم بھی اپنے فرائض ادا کرو اور جن حقوق کی ادائیگی تم پر واجب ہے تم انہیں ادا کرو کیونکہ یہی بات ہے جو پیار، محبت اور بھائی چارے پر مبنی ایک معاشرے کے قیام کا باعث بنے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ایک سال ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے جلسہ کا انعقاد نہیں فرمایا تھا تو اس وقت اس کی وجہ بھی جلسہ میں شامل ہونے والوں کے غلط رویے تھے۔ یعنی آنے والے مہمان اپنے فرائض اور حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے آپ علیہ السلام کے صدمے اور ناراضگی کی وجہ بنے تھے۔ آپ نے ناراضگی کا اظہار اس لئے نہیں فرمایا تھا کہ جلسہ میں شامل ہونے والے لوگوں سے آپ کو کوئی براہ راست تکلیف پہنچی ہے۔ بلکہ آپ نے یہ اظہار فرمایا کہ تم لوگ جو جلسہ میں شامل ہوئے ہو ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کر رہے

اور نہ صرف یہ کہ ایک دوسرے کے حق ادا نہیں کر رہے بلکہ خود غرضی اور خود پسندی کا بھی اظہار کر رہے ہو۔ اپنے آرام کو دوسروں کے آرام پر ترجیح دے رہے ہو۔ جلسہ پر آکر اس طرح کے اظہار کر رہے ہو کہ گویا یہ کوئی دنیاوی میلہ ہے۔ جبکہ جلسہ پر آنے کا مقصد تو تقویٰ میں ترقی کرنا، خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق میں بڑھنا اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا اور ایک دوسرے کے لئے اپنے قربانی کے جذبے اور معیار کو بڑھانا ہے اور جب آپ نے دیکھا کہ اس معیار پر کچھ لوگ پورا نہیں اتر رہے تو آپ کو بڑا صدمہ پہنچا جس کا اظہار آپ نے بڑا کھل کر فرمایا۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394-395)

پس جلسہ میں شامل ہونے والے مہمان جب جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آتے ہیں تو صرف وہ مہمان نہیں ہوتے کہ بحیثیت مہمان اپنے سے بہتر سلوک اور آرام و آسائش کی توقع رکھیں بلکہ وہ ایثار و قربانی کے اعلیٰ معیار بھی حاصل کرنے والے ہونے چاہئیں اور جلسہ منعقد کرنے کا جو مقصد ہے وہ ہر وقت ان کے سامنے ہونا چاہئے جو جیسا کہ میں نے کہا اللہ سے تعلق اور روحانیت میں ترقی ہے اور ایک دوسرے کا حق ادا کرنا ہے۔

جہاں تک غیر از جماعت مہمانوں کا تعلق ہے تو یقیناً ہم نے ان کا خیال رکھنا ہے اور ان کی مہمان نوازی میں اپنے وسائل کے مطابق جس حد تک سہولت مہیا ہو سکتی ہے اور مہمان نوازی کا حق ادا ہو سکتا ہے ادا کرنا ہے اور خاص طور پر بعض قوموں کے سردار جو ہیں وہ بھی مہمان بن کے آئے ہیں۔ ان کا جہاں تک مہمان بن کے آنے کا تعلق ہے ان کی مہمان نوازی خاص توجہ سے کرنی چاہئے کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے کہ قوموں کے لیڈر اور سردار جو تمہارے پاس آئیں تو ان کو عزت دو، ان کا احترام کرو اور ان کی خاطر تواضع کرو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الأدب باب اذا أتاکم کریم قوم فاکرموہ حدیث 3712)

اسی طرح جو حق کی تلاش میں آنے والے ہیں وہ بھی بہت سارے لوگ آتے ہیں۔ وہ کوئی بھی ہوں ان کی مہمان نوازی ہمیں پوری طرح کرنی چاہئے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی بات سمجھائی ہے۔ چنانچہ آپ اپنے لنگر کے کارکنوں کو یہی ہدایت فرماتے تھے کہ تم کسی کو جانتے ہو یا نہیں جانتے۔ کوئی بڑا ہے یا چھوٹا ہے، امیر ہے یا غریب ہے، تم نے ہر ایک کی مہمان نوازی کرنی ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 226)

لیکن ایک احمدی جب جلسہ پر شامل ہونے کے لئے آتا ہے تو اسے اپنے آپ کو مہمان اور میزبان دونوں سمجھنا چاہئے۔ تنہی ایثار اور قربانی کا جذبہ بڑھے گا اور جلسہ کا ماحول پُر امن اور پیار اور محبت کا ماحول بنے گا۔ مہمان کو ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس نے گھر والے کے لئے تنگی کے سامان نہیں کرنے بلکہ سہولت کے سامان کرنے ہیں۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الأدب باب اکرام الضعیف و خدمتہ... الخ حدیث 6135)

جلسہ کے دنوں میں یہاں اس جگہ پر کیونکہ عارضی انتظام ہوتا ہے اس لئے یہاں رہائش رکھنے والوں کو وہ آرام اور سہولت مہیا نہیں کی جاسکتی جو ایک مستقل انتظام میں کی جاسکتی ہے۔ یہاں اجتماعی قیام گاہیں بھی بنائی گئی ہیں اور خیموں میں فیملیوں کی رہائش کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ اس انتظام میں بہت سی کمیاں رہ گئی ہوں گی۔ جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے جماعتی مہمان نوازی کے شعبہ جات گھر والے کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے بجائے ان شعبوں کو اس نظر سے دیکھنے کے کہ یہ جماعتی شعبہ جات ہماری خدمت پر مامور کئے گئے ہیں اور اگر ان میں کہیں کوئی کمی یا کمزوری ہے تو ہم حق رکھتے ہیں کہ جو چاہیں انہیں کہیں اور سہولتیں حاصل کرنے کی کوشش کریں تو یہ غلط سوچ ہے۔ یہ کارکنان اور کارکنات جو خدمت پر مامور ہیں کوئی ہمارے ملازم نہیں ہیں۔ یہ ان کی عاجزی اور خدمت کا جذبہ ہے جو وہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے پیش کر کے دکھا رہے ہیں۔ ان کارکنوں میں بعض بہت پڑھے لکھے اور صاحب حیثیت لوگ بھی ہیں۔ اس لئے مہمانوں کو چاہئے کہ کارکنوں کے ساتھ ضرورت کے وقت نرمی اور پیار سے بات کر کے اپنی ضرورت کا مطالبہ کریں اور اگر وہ یعنی کارکن مجبوری کی وجہ سے معذرت کریں تو پھر خوشدلی سے ان کی معذرت کو قبول کریں۔ اسی طرح ہمارے نوجوان لڑکے لڑکیاں بھی بڑے جذبے سے ڈیوٹی دیتے ہیں اور دے رہے ہیں۔ بعض دفعہ بعض بڑوں کے غلط رویے اور بات کرنے کے طریق سے ان نوجوانوں کو بڑی ٹھوکر لگتی ہے اور یہ بڑے لوگ ان کی ٹھوکر کا باعث بن جاتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے بھی ہر ایک کو خیال رکھنا چاہئے۔ بڑوں کو بھی چھوٹوں سے شفقت سے پیش آنا چاہئے۔

ہر احمدی آنے والا مہمان اپنے آپ کو صرف مہمان نہ سمجھے، جیسا کہ میں نے کہا، بلکہ اس نیت سے جلسہ میں شامل ہو کہ میرا اصل مقصد جلسہ میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بننا ہے، جلسہ کی برکات سے فائدہ اٹھانا ہے اور اپنی روحانیت میں ترقی کرنا ہے، نہ کہ چھوٹی چھوٹی دنیاوی سہولتوں اور باتوں کے پیچھے اپنا وقت ضائع کرنا ہے اور ماحول کو اس وجہ سے مکدر اور خراب کرنا ہے۔ لیکن کارکنان کو بھی یہاں میں دوبارہ یہی کہوں گا کہ جو بھی حالات ہوں، جیسا بھی کسی کا رویہ ہو، آپ لوگوں نے خوش اخلاقی اور صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کرنا ہے۔

مہمانوں کو کھانے کے لئے جو بھی میسر آئے ان تین دنیوں میں انہیں ہنسی خوشی اسے کھالینا چاہئے۔ دیکھیں یہ کتنا بڑا جذبہ ہے کہ بعض لوگ جو بعض محکموں میں افسر ہیں صرف اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت میں برکت ہے، رخصتیں لے کر ایک شوق اور جذبے سے کھانا پکانے کی خدمت بھی سرانجام دیتے ہیں۔ اس لئے کھانے کے مزہ میں اگر کمی بیشی بھی ہو جائے تو شکایت کی ضرورت نہیں۔ لیکن جو کھانا کھلانے والے کارکن ہیں اور جو کھانا تقسیم کرنے والے ہیں وہ بھی یاد رکھیں کہ جب کسی کو کھانا دیں تو عزت سے دیں اور اگر

کوئی دس مرتبہ بھی سالن کا مطالبہ کرے اور اپنی مرضی کا سالن ڈالوانا چاہے تو ڈال دیں۔ بعض دفعہ کھانا کھلانے کی جگہوں پر چھوٹی چھوٹی باتوں پر بد مزگی پیدا ہو جاتی ہے اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسی طرح مہمان یہ بھی خیال رکھیں کہ کھانا کھا کر جتنی جلدی ہو سکے کھانے کی مار کی کو چھوڑ دیں تاکہ دوسرے لوگ بھی آرام سے آکر کھانا کھا سکیں۔ کوشش تو انتظامیہ کی یہی ہوتی ہے کہ ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو کھانا کھلایا جاسکے اور جگہ بھی اضافہ کر کے، وسیع کر کے، بنانے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن پھر بھی رش میں مشکل پیش آ جاتی ہے۔ اگر مہمانوں کا تعاون ہو تو اس میں پھر سہولت رہتی ہے۔ مہمانوں کے لئے دوسری سہولیات غسل خانوں وغیرہ کا بھی بہتر انتظام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ عارضی انتظام کی وجہ سے بعض دفعہ مہمانوں کو مشکل اور تکلیف کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس بات کو برداشت کرنا چاہئے۔ اب رات کو ہی مجھے رپورٹ ملی کہ غسل خانوں کے ایک حصہ کا ڈرین پائپ (Drain Pipe) ٹوٹ گیا ہے جس کی وجہ سے گٹر بلاک ہو گئے، غسل خانوں کو تھوڑے عرصے کے لئے بند کرنا پڑا اور مشکل پیش آئی۔ گو انتظامیہ اس کو مستقل حل کرنے کی اور صحیح کرنے کی کوشش کر رہی ہے لیکن مہمانوں کو اس میں مزید مشکل پیش آ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا کہ ٹرانسپورٹ کے اور پارکنگ کے انتظام میں اس دفعہ سہولت کی خاطر کچھ تبدیلی کی گئی ہے اور ابھی تک جو میری رپورٹ ہے اس کے مطابق تو اس سہولت سے فائدہ ہو رہا ہے اور ٹریفک کا جورش تھا یا ٹریفک جام ہو جاتا تھا اس میں کافی حد تک کمی ہے بلکہ ٹریفک کا بہتر فلو (flow) ہے۔ لیکن پھر بھی آنے والوں کو پارکنگ اور ٹرانسپورٹ کے شعبہ سے باقی تین دنوں میں بھی پورا تعاون کرنا چاہئے۔ جہاں اور جس طرح بھی کاروں کو اور افراد کو بھی کیو (que) اور لائنیں لگانے کا کہا جائے اسی طرح لگائیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کاروں کی پارکنگ کے لئے بڑی پارکنگ اور جگہ بھی لی گئی ہے وہاں سے بسوں پہ لایا جائے گا۔ اس میں بھرپور تعاون کریں۔ اگر تعاون ہو گا تو بغیر ٹریفک کے آسانی سے وقت پر پہنچ سکتے ہیں۔ عموماً ہر سال جمعہ کے وقت لوگ دیر سے پہنچتے تھے اور آخر وقت تک آرہے ہوتے تھے بلکہ مجھے کہا جاتا تھا کہ کچھ لیٹ آئیں تاکہ لوگ پہنچ جائیں۔ لیکن اس دفعہ لگتا ہے اس وجہ سے کچھ بہتر انتظام ہے۔ اس لئے آئندہ بھی تعاون کریں گے تو یہ بہتر انتظام جاری رہے گا ورنہ دقت ہوگی۔

اسی طرح جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ وقت سے پہلے سفر شروع کریں تاکہ وقت پر پارکنگ کی جگہ پہنچ سکیں اور پھر بسوں کے ذریعہ جلسہ گاہ پر لانے کا انتظام کیا جاسکے۔

اسی طرح سکیورٹی کے مسائل ہر سال بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے سکیورٹی چیکنگ پر بھی بھرپور تعاون کریں۔ اپنا ایمرز کارڈ (Aims Card) اور جہاں یہ نہیں ہے یا شناختی کارڈ کی ضرورت ہے یا شناختی تعارف کا خط ہے

اس کو دکھانے کی ضرورت ہے وہ ضرور دکھائیں۔ جتنی دفعہ مطالبہ کیا جائے دکھائیں۔ اپنا کارڈ اور خاص علاقے کا پاس کسی اور کو نہ دیں بعض دفعہ لوگ گرین ایریا کے کارڈ دوسروں کو دے دیتے ہیں یا کسی بھی جگہ جانے کی اگر access ہے تو کسی دوسرے کو نہ دیں۔ گزشتہ سالوں میں ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ اپنے گرین ایریا کے یا کسی خاص علاقے کے کارڈ اپنے کسی واقف کار کو یا دوست کو دے دیئے اور یہ غلط حرکت بعض دفعہ کارکنان اور اچھے بھلے عہدیدار بھی کر جاتے ہیں اس لئے احتیاط کرنی چاہئے۔ چیکنگ کرنے والے بھی اگر کسی کو ایمیز (AIMS) کے علاوہ دو کارڈ ایشو ہوئے ہوں ہیں تو دونوں چیک کیا کریں اور دیکھیں کہ ایک ہی نام کے یہ دونوں ہونے چاہئیں۔

اسی طرح اس سال شاید سیکورٹی والے اس بات کو بھی چیک کریں اور ان لوگوں کو روکیں جو اپنے ساتھ پانی کی بوتلیں لاتے ہیں۔ اس چیکنگ میں بھی تعاون کریں۔ کیونکہ سرکاری محکموں کی طرف سے ہمیں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے اور یہ سب حفاظتی اقدامات کے لئے ہے۔ اس لئے سب کو تعاون کرنا چاہئے۔

سیکیورٹی چیک کرنے والے کارکنوں کا بھی کام ہے کہ چاہے کوئی جاننے والا ہے، یا نہ جاننے والا ہے کارکن ہے، یا غیر کارکن ہے۔ عہدیدار ہے یا غیر عہدیدار ہے ہر ایک کو چیک کریں۔ اس لئے اس بارے میں کسی کو برامانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ چیکنگ کرنے والوں کو شرمانے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ہر شخص اپنے دائیں بائیں اپنے ماحول پر نظر رکھے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اور سب سے بڑھ کر جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا ان دنوں میں دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے جلسہ کو بابرکت فرمائے۔ جلسہ کی کارروائی کو سنیں اور ادھر ادھر نہ پھریں۔

انتظامیہ کو اور کارکنوں کو ایک چیز یہ بھی کہنا چاہتا ہوں اور پہلے بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ انتظامیہ لوگوں کی سہولت کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کرے۔ بعض دفعہ بعض لوگ جو کچھ کھاپی کر نہیں آتے، گھروں سے جلدی آ جاتے ہیں یا صبح کھانے کی عادت نہیں ہوتی اور پھر یہاں آ کے بعض دفعہ کھانے کے وقت میں دیر بھی ہو جاتی ہے تو لمبے فاقے کی وجہ سے ان کی طبیعت خراب ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ بعض مریض ہوتے ہیں جو لمبا فاقہ نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی ایسا شخص ہو تو کھانا کھانے کی مارکی میں کسی نہ کسی کھانے کی چیز کا انتظام ہونا چاہئے اور وہاں ڈیوٹی پر لوگ موجود ہونے چاہئیں۔ لیکن اگر ویسی صورت حال ہو تو مہمان بھی فوری طور پر کھا کر واپس آئیں اور جلسہ کی کارروائی کو سنیں۔

اسی طرح انتظامیہ اس بات کو بھی یقینی بنائے کہ بازار مکمل طور پر بند ہوں۔ کسی سٹال یا دکان میں سٹال والا یا دکان والا بھی موجود نہ ہو۔ سب جلسہ سنیں۔ اوّل تو سیکورٹی کا انتظام وہاں ہونا چاہئے اور بازار کے شعبہ کی ذمہ داری ہونی چاہئے کہ سیکورٹی کا انتظام رکھے۔ لیکن اگر پھر بھی بعضوں کی تسلی نہیں ہے، قیمتی سامان ہے تو دکان پہ

نہیں بیٹھنا۔ وہاں بازار میں ایک کونے میں ایک جگہ بنالیں جہاں جلسہ سننے کا انتظام ہو اور ٹی وی لگا ہو۔ اسی طرح یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جماعتی طور پر ہر سال کی طرح اس سال بھی نمائش لگائی گئی ہیں جن میں ریویو آف ریلیجنز کی نمائش بھی ہو گی اور ساتھ ہی کفن مسیح کی نمائش بھی ہو گی۔ اس مضمون کے بعض دوسرے غیر مسلم ماہرین بھی آرہے ہیں جو اپنے لیکچر بھی دیں گے اور سوال جواب بھی کریں گے۔ ان سے بھی جن لوگوں کو دلچسپی ہے ان کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔

اسی طرح 'اَلْقَلَمُ' کا پراجیکٹ بھی ریویو آف ریلیجنز کے تحت اس دفعہ بھی چلے گا جہاں قرآن کریم کی کوئی نہ کوئی آیت ہاتھ سے لکھنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ اس میں لوگ بڑی دلچسپی سے شامل ہوتے ہیں۔ تو جن کو بھی دلچسپی ہے وہ اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔

اسی طرح شعبہ آرکائیو کے تحت بھی اس دفعہ بعض تبرکات کی نمائش کا اہتمام کیا گیا ہے۔ وہ بھی دیکھنے والی چیز ہو گی۔ مخزن تصاویر کی تصویروں کی نمائش ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جلسہ کی کارروائی کے دوران یہ سب بند رہیں گی۔ جلسہ کی کارروائی کو سب غور سے سنیں اور تقریروں سے فائدہ اٹھائیں۔ علماء اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی محنت سے اپنی تقاریر تیار کرتے ہیں ان سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ یہ نہیں کہ صرف اپنی پسند کے مقرر یا عنوانات کو غور سے سنیں اور اس میں دلچسپی لیں اور باقی پر توجہ نہ دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل و قال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض و غایت آکر اُس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔" فرماتے ہیں "میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلف سے "بناوٹ اور تکلف کوئی نہیں" بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو۔ جو بات ہو خدا کے واسطے ہو....."

پھر آپ فرماتے ہیں "ہم جو کچھ کہیں خدا کے لئے، اس کی رضا حاصل کرنے کے واسطے، اور جو کچھ سنیں خدا کی باتیں سمجھ کر سنیں اور نیز عمل کرنے کے واسطے سنیں اور مجلس وعظ سے ہم صرف اتنا ہی حصہ نہ لے جائیں کہ یہ کہیں "کہ" "آج بہت اچھا وعظ ہوا۔" سنیں غور سے سنیں اور اس نیت سے سنیں کہ عمل کرنا ہے۔ صرف اس نیت سے نہ سنیں کہ وعظ کی تعریف کرنی ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں "مسلمانوں میں اِدبار اور زوال آنے کی یہ بڑی بھاری وجہ ہے۔" کیوں گراوٹ پیدا ہوئی دوسرے مسلمانوں میں؟ اس کی بھاری وجہ یہی ہے کہ وہ اس نیت سے نہیں سنتے تھے۔ فرمایا "ورنہ اس قدر کانفرنسیں اور انجمنیں اور مجلسیں ہوتی ہیں اور وہاں بڑے بڑے لسان اور

لیکچرار اپنے لیکچر پڑھتے اور تقریریں کرتے، شاعر قوم کی حالت پر نوحہ خوانیاں کرتے ہیں۔ وہ بات کیا ہے کہ اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ "فرمایا کہ "قوم دن بدن ترقی کی بجائے تنزل ہی کی طرف جاتی ہے۔" یہی ہم دیکھتے چلے آ رہے ہیں اور آجکل تو اور بھی زیادہ بھیانک حالات ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ "بات یہی ہے کہ ان مجلسوں میں آنے جانے والے اخلاص لے کر نہیں جاتے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 398 تا 401)

پس اس بنیادی بات کو ہر شامل ہونے والے کو سمجھنا چاہئے کہ اخلاص کے ساتھ جلسہ کے پروگرام میں شامل ہوں۔ تقاریر کو سنیں اور اس نیت سے سنیں کہ ہم نے ان پر عمل کرنے کی حتی المقدور کوشش کرنی ہے۔ احمدی علماء پر اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلام سے استفادہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتیں اس سے استفادہ کرتے ہوئے ہم تک پہنچاتے ہیں۔ روحانی اور علمی مضامین بیان کرتے ہیں۔ اگر ہم حقیقت میں اس سے استفادہ کرنے والے ہوں تو اپنی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو جلسہ کے مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 18 اگست 2017ء تا 24 اگست 2017ء جلد 24 شمارہ 33 صفحہ 05 تا 08)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 04 اگست 2017ء بمطابق 04 ظہور 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ گزشتہ ہفتے خیریت سے منعقد ہوا۔ جلسہ سالانہ کے تینوں دنوں میں ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکات کے نظارے دیکھے۔ بعض حالات اور موسم کی وجہ سے کچھ فکر بھی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حالات کے بد اثرات سے محفوظ رکھا اور ہر شامل ہونے والے نے محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فضل ہر حال نازل ہو رہے تھے۔ پس اس بات پر ہم اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے اور حقیقی شکر تب ہی ادا ہو سکتا ہے جب ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہیں۔ یہ شکر گزاری کارکنوں کی طرف سے بھی ہونی چاہئے تاکہ اس سے جہاں ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں وہاں اس شکر گزاری کی وجہ سے اپنی صلاحیتوں میں بہتری پیدا کرنے والے بھی ہوں۔ اسی طرح شامل ہونے والوں کو بھی شکر گزار ہونا چاہئے تاکہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنیں اور ان کی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی چلی جائیں۔ نیز جو خدمت پر مامور کارکن تھے ان کا بھی ان لوگوں کو شکر گزار ہونا چاہئے جو شامل ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگوں کا یا خدا تعالیٰ کے بندوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

(سنن الترمذی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی الشکر لمن احسن الیک حدیث 1954)

پس اس لحاظ سے سب شامل ہونے والوں کو کام کرنے والوں کا بھی شکر گزار ہونا چاہئے۔ اسی طرح کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کا، جیسا کہ میں نے کہا، ہر لحاظ سے شکر گزار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں یا دین کی خاطر آنے والے مہمانوں، دینی علم کے حاصل کرنے کے لئے آنے والے مہمانوں کی خدمت کرنے کا موقع عطا فرمایا۔

اصل میں تو جلسہ سالانہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ایسا بھائی چارہ اور شکر گزاری کے جذبات ایک دوسرے کے لئے پیدا ہوں جو مثالی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی محبت پیار اور بھائی چارے کے جذبات ہیں جن کا اظہار جب ہم اپنوں اور غیروں سے کر رہے ہوں تو یہ چیز ہر آنے والے مہمان کو متاثر کر رہی ہوتی ہے۔ علاوہ علمی اور دینی پروگراموں کے ہر احمدی کا عملی نمونہ آنے والے غیروں کو بے حد متاثر کر رہا ہوتا ہے جس کا وہ اظہار کرتے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کا نمونہ ہمیں جلسہ میں نظر آیا جس سے ہم بڑے متاثر ہوئے۔ چھوٹے بچوں سے لے کر بوڑھوں تک ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں غیر معمولی اخلاص کے ساتھ خدمت کر رہا تھا۔ اسی طرح شامل ہونے والے بھی بغیر کسی بے چینی کے اور شر پھیلانے کے جلسہ میں خاموشی سے شامل ہو رہے تھے۔ اور پروگراموں سے استفادہ کر رہے تھے اور یہ عملی نمونے کا اظہار ایک دنیا دار کے لئے بہت حیرت انگیز بات ہے۔ آنے والے غیر جو مہمان ہیں وہ اپنے تاثرات کا اظہار بھی کرتے رہے ہیں۔ اس وقت میں چند ایک تاثرات پیش کروں گا جو انہوں نے اس ماحول کو دیکھ کر بیان کئے اور برملا اس بات کا اظہار کیا کہ اگر یہ اسلام کی تعلیم ہے تو اس تعلیم کے پھیلنے کی دنیا میں ضرورت ہے۔

بینن سے سابق وزیر خارجہ اور مشیر صدر مملکت "مریم بونی جیالو صاحبہ" ہیں۔ اس وقت بھی وہ سینیئر وزیر کے مشیر ہیں۔ کہتی ہیں کہ "مجھے اس جلسہ کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ کو گہرائی سے سمجھنے کا موقع ملا۔ میں جلسہ کے انتظامات سے بہت متاثر ہوں۔ کارکنان کا انتظامی معیار بہت بلند تھا۔ کارکنان کا اخلاص دیکھ کر میں حیران رہ گئی۔ کہتی ہیں میں نے انتظامی طور پر ہر طرح سے جائزہ لیا (بڑی تنقیدی نظر سے لوگ دیکھتے ہیں) لیکن اتنے بڑے جلسہ میں کوئی نقص نظر نہیں آیا۔ ہر شعبہ کو تنقیدی نظر سے دیکھا لیکن ہر شعبہ میں انتظامات معیاری اور اعلیٰ تھے۔ پھر کہتی ہیں کہ جب میں کارکنان کی طرف دیکھتی تو محسوس کرتی کہ کیا چھوٹا اور کیا بڑا، بوڑھا، جوان، مرد، عورت الغرض ہر طبقے کے لوگ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے کوشاں تھے۔ ہر کوئی اپنا آرام بھلا کر دوسروں کو آسائش اور سہولت پہنچانے کے لئے تیار تھا۔ ان مسکراتے چہروں کو میں اپنی زندگی میں کبھی بھلا نہ پاؤں گی جو دوسرے مہمانوں کی خدمت میں خوشی محسوس کرتے۔ کہتی ہیں یہ حسین یادیں میری زندگی کا حصہ ہیں۔ میری خواہش ہے کہ یہ اقدار ہمارے ملک میں بھی قائم ہوں۔ اور جماعت احمدیہ ایک سیکھنے کی اکیڈمی ہے جس میں ہر ملک کے نوجوان بھی تعلیم حاصل کریں۔"

کہتی ہیں "اگر میں روحانی طور پر دیکھوں تو ہر طرف ایک بھائی چارے کا ماحول تھا جس سے روحانیت میں اضافہ ہوتا تھا۔ یہ ایسا ماحول تھا جس کا میں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ تجربہ کیا اور شاید جو نئے آنے والے مہمان تھے انہوں نے پہلی دفعہ ایسا ماحول دیکھا ہو۔ کہتی ہیں کہ وہ اسلام جو احمدیت پیش کرتی ہے وہی دنیا کو امن دے سکتا

ہے اور دنیا کے مسائل کا حل اسی میں ہے۔

پھر کہتی ہیں کہ "امام جماعت احمدیہ کا عورتوں کو جو خطاب تھا اس نے سوچ پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ باقی مسلمان گروہوں کے نزدیک عورت کی حیثیت ایک غلام سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن امام جماعت احمدیہ نے عورتوں کے خطاب میں عورتوں کو معلمہ قرار دیا ہے اور اس کے فرائض میں آنے والی نسلوں کی تربیت اور تعلیم کو شامل کیا ہے جو دنیا کا مستقبل ہے۔ یعنی دنیا کا مستقبل عورتوں کے ہاتھوں میں ہے اور دین کا مستقبل بھی عورتوں کے ہاتھوں میں ہے۔ کہتی ہیں بہت بڑا مقام ہے جو عورتوں کو دیا گیا ہے اور اسی سے ایک صحت مند اور پُر امن معاشرے کا قیام عمل میں آسکتا ہے۔"

پھر گوئے مالا کی نیشنل پارلیمنٹ کی ممبر الینا کیلس (Iliena Calles) نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا کہ "جلسہ میں شمولیت ایک بہت ہی عجیب اور حیران کن تجربہ تھا۔ مذہب اسلام اور جماعت احمدیہ کے بارے میں میرے خیالات میں زبردست تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ میڈیا نے اسلام کے بارے میں بہت ہی غلط اور ہیبت ناک تصور پیدا کیا ہوا ہے کہ اسلام تشدد اور نفرت کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن ہمیں اس جلسہ میں اسلام کی حقیقی پُر امن تعلیم کی عملی تصویر دیکھنے کا موقع ملا اور جماعت احمدیہ کا جو ماٹو ہے کہ 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' یہی ایک راستہ ہے جس سے عالمی امن، باہمی محبت اور انصاف دنیا میں قائم ہو سکتا ہے۔ کہتی ہیں کہ ہزاروں مہمانوں کی خدمت جو کارکنان کر رہے تھے ایک عجیب نظارہ تھا۔ پھر عورتوں کی تقریر کا بھی اس نے ذکر کیا کہ کس طرح عورت کا مقام ہے اور کس طرح تقریر میں عورت کے، ماں کے پاؤں کے نیچے جنت کا ذکر ہوا۔ پھر کہتی ہیں کہ میں نے مردوں کی مارکی کی نسبت عورتوں کی جلسہ گاہ اور مارکی میں زیادہ آرام، سہولت اور آزادی محسوس کی۔ یہ اسلام کی خوبصورت اور حسین تعلیم کی بہترین مثال ہے کہ عورت کی عزت، اس کی حفاظت اور مکمل آزادی کی ضمانت دی جاتی ہے۔ کہتی ہیں کہ اب میں اسلام کی پُر امن اور خوبصورت تعلیم کا تصور لے کر واپس جا رہی ہوں۔"

اسی طرح کوسٹاریکا کی نیشنل یونیورسٹی کے پروفیسر سربجیو مایا (Sergio Moya) جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ "میں نے اس جلسہ کے ذریعہ اسلام کی نئی تصویر دیکھی ہے۔ مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت دیکھی جو باہمی محبت و الفت میں بے مثال ہے۔ جو اپنے ایمان کی عملی تصویر پیش کرتی ہے۔ میں واپس جا کر اپنے حلقہ احباب اور طلباء کو بتاؤں گا کہ جماعت احمدیہ اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیمات کو عملی طور پر پیش کرتی ہے اور جو حقیقتاً اپنے ماٹو پر عمل پیرا ہے۔" اور یہ آنے والے لوگ ہماری تبلیغ کا بھی ذریعہ بن جاتے ہیں۔

پھر کوسٹاریکا کی ممبر پارلیمنٹ کے مشیر ڈگلس مونٹی روسو (Daglas Monteroso) صاحب کہتے ہیں کہ "میں نے جلسہ سالانہ میں امام جماعت احمدیہ کے خطابات بڑے غور اور توجہ سے سنے۔ ان کی اس نصیحت نے

مجھے بہت متاثر کیا کہ اپنے دشمنوں کو معاف کرنے اور ان کے لئے دعا کرنے سے دل کینہ اور بغض سے پاک ہو جاتا ہے" (اور یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی۔) کہتے ہیں کہ "اور یہی چیز ہے جو دنیا میں امن کے قیام کا ذریعہ ہو سکتی ہے اور ان تقاریر سے مجھے روحانی اور عملی طور پر بہت فائدہ پہنچا ہے اور اسلام کی حقیقی تعلیمات اور ان کی عملی تصویر اس جلسہ میں دیکھنے کو ملی۔"

ہیٹی (Haiti) کے صدر مملکت کے نمائندہ جوزف پیئرے (Joseph Pierre) کہتے ہیں کہ "جلسہ میں شامل ہونے سے پہلے میرے دل میں کئی تحفظات تھے کہ پتا نہیں کس قسم کے مسلمان ہیں اور وہاں جا کر میرا کیا بنے گا؟ لیکن جلسہ میں شامل ہونے کے بعد میرے ہر قسم کے شکوک و شبہات دور ہو گئے ہیں۔ ہر ایک سادگی اور بردباری کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ ہر طرف بھائی چارے کی فضا تھی۔" پھر کہتے ہیں "میں کوئی مذہبی آدمی نہیں ہوں لیکن اس جلسہ میں شامل ہونے اور امام جماعت احمدیہ کے ساتھ ملنے کے بعد میرا دل کہہ رہا ہے کہ اگر کوئی سچا مذہب ہے تو وہ اسلام اور احمدیت ہے۔"

پھر برکینا فاسو میں ایک انسانی حقوق کمیشن کے صدر زو کومورے (Zoucomore) صاحب ہیں وہ بھی جلسہ میں شامل ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ "جب مجھے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی تو مجھے بہت حیرت ہوئی کہ میں نہ تو جماعت کا ممبر ہوں نہ ہی مسلمان ہوں لیکن پھر بھی مجھے مسلمانوں کے ایک اجتماع میں دعوت دی جا رہی ہے۔ جلسہ میں شامل ہو کر میں نے دیکھا کہ جماعت تو بلا تمیز رنگ و نسل اپنی محبت کے بازو سب کے لئے پھیلائے ہوئے ہے اور ہر ایک سے پیار و محبت کا سلوک کرتی ہے۔ سب کو ایک ہی طرح کی عزت و احترام دیتی ہے اور سب کا خیال رکھتی ہے۔" کہتے ہیں کہ "میں نے بہت سے مذہبی رہنماؤں کی تقاریر سنی ہیں جب وہ بات کرتے ہیں تو اس طرح کہ گویا وہی حق پر ہیں اور وہ لوگوں کے جذبات سے کھیلے ہیں۔ لیکن میں نے امام جماعت احمدیہ کی تقاریر غور سے سنی ہیں اور ساری تقاریر کا مرکز خیال یہی تھا کہ دنیا میں امن کا قیام ہو۔" کہتے ہیں "اور یہی تعلیم ہے جس کی وجہ سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے اور ہم دہشتگردی اور ناانصافی کو شکست دے سکتے ہیں۔"

اسی طرح کروشین وفد میں ایک خاتون کیٹرینا سلک (Katrina Celjak) صاحبہ شامل تھیں۔ کہتی ہیں کہ "میں پہلے چرچ میں نن (Nun) تھی۔ (اب حق کی تلاش میں ہیں۔) آگے کہتی ہیں "جلسہ کے ماحول نے اور یہاں پر لگائی گئی نمائشوں اور جماعت کے بارے میں دیگر معلومات نے میرے ذہن کو بہت جلا بخشی ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ شاید جلد ہی اب تلاش حق کا سفر اپنی منزل کو پالے گا۔" کہتی ہیں کہ "امام جماعت احمدیہ کے خطابات نے میرے ذہن پر بڑا گہرا اثر چھوڑا ہے۔ اب میں نے تمام امور کا بہت گہرائی سے جائزہ لینا شروع کر دیا ہے۔"

کروشیا کے وفد میں انٹر نیشنل بزنس مینجمنٹ کے ایک طالب علم شامل تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ "جلسہ کے

انتظامات، محبت اور خلوص سے ہم بہت متاثر ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ "جلسہ کے دوران چھوٹے بچے جس محبت اور اخلاص کے ساتھ پانی پلانے کی ڈیوٹی دے رہے تھے یا خراب موسم میں پارکنگ اور ٹریفک کو کنٹرول کیا جا رہا تھا اور صفائی کے معیار کو قائم رکھنے کے لئے جو کاوشیں کی جا رہی تھیں ان سب امور نے ان پر بہت گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔" اور کہتے ہیں کہ "وہ پہلی بار احمدیہ جلسہ میں شامل ہوئے ہیں لیکن اس کی یاد گاریں وہ ساری عمر یاد رکھیں گے۔" (ان سے وہاں جماعت کو مستقل رابطہ رکھنا چاہئے)

گزشتہ سال کروشیا سے ایک جوڑا آیا تھا۔ بڑی عمر کے ہیں۔ مسلمان تھے وہ اور اس سال بھی شامل ہوئے اور پھر انہوں نے مجھے ملاقات میں کہا کہ "گزشتہ سال ہم ایک عام مسلمان کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے اور اس سال ہم احمدی مسلمان کی حیثیت سے جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔" تو جلسہ پہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوتا ہے۔ بیعتیں بھی ہوتی ہیں۔

فلپائن سے وہاں کے کانگریس مین سالو ادور بلارو جونیئر (Salvador Belar Jr.) جلسہ میں شامل ہوئے۔ وہاں کی کانگریس میں اعلیٰ حیثیت رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ "میرے لئے ایک آنکھیں کھول دینے والا تجربہ تھا جس سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ میرے لئے سب سے زیادہ خوش کن چیز یہ تھی کہ جماعت کے افراد آپس میں انتہائی محبت اور خوش اخلاقی سے ملتے ہیں اور ایک دوسرے کی حتی الوسع مدد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

پس یہ جو غیروں پہ ہماری جماعت کا اثر ہوتا ہے اس کو عام حالات میں بھی ہر ایک کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ صرف چند دنوں کے لئے دکھاوانہ ہو بلکہ ہمیشہ کے لئے یہ اثر قائم کرنے والا ہو۔ کہتے ہیں کہ "اس تجربے نے میری اسلام کے بارے میں معلومات میں بہت اضافہ کیا اور مجھے اسلام کی ایک ایسی خوبصورت تعلیم سے متعارف کرایا جس کا مجھے پہلے علم نہیں تھا۔ مجھے اس جلسہ میں آکر ہی پتا چلا کہ اسلام کے بارے میں جو باتیں میڈیا پر اور عام طور پر کہی جاتی ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

پھر آئرلینڈ سے ایک مہمان ڈیرن ہالیٹ کووینٹری (Darren Howlett Coventry) جو کہ نیشنل ڈیورسٹی (Diversity) پولیس آفس کے سربراہ ہیں، کہتے ہیں کہ "یہ میرا پہلا جلسہ سالانہ تھا۔ جلسہ کے موقع پر مجھے جماعت احمدیہ کے اولوالعزم خدمت گزار اور نیک فطرت احباب کے ساتھ ملنے کا موقع ملا۔" (کارکنوں کی یہ خدمت دیکھ کے لوگ بڑے متاثر ہوتے ہیں۔) "جنہوں نے محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا صرف لفظی اظہار ہی نہیں کیا بلکہ ان تمام کارکنان اور شاہدین کی بے لوث اور بے نفس اور رضا کارانہ خدمت کے ذریعہ سے اس کا برملا عملی اظہار ہوا۔ کہتے ہیں کہ میں آپ لوگوں کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے یہ عظیم موقع عطا فرمایا اور مجھے اسلام کے بارے میں غور و خوض کرنے اور جلسہ سالانہ کے پروگراموں سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملا ہے۔" پھر کہتے ہیں "امام جماعت احمدیہ کے خطاب سے پہلے جو نظم پڑھی گئی تھی اس کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا۔"

پھر ہالینڈ سے ایک مہمان مسٹر آرنوڈ وان ڈورن (Arnoud van Doorn) نے لکھا کہ "جلسہ سالانہ کا ماحول بہت دوستانہ تھا۔ اس زبردست تقریب سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔ اس پر میں نے لوگوں کے ساتھ یادگار ملاقاتیں کی ہیں۔ فضا میں ایک مثبت پیغام کی خوشبو تھی۔ نوجوانوں کی بھرپور شرکت اور بے لوث خدمت نے مجھے خاص طور پر متاثر کیا۔ نوجوانوں کا کام کرنا دیکھ کر مجھے ایک نئی امید پیدا ہوئی۔ میں نے بیشمار مسلم اور غیر مسلم تقاریب میں شرکت کی ہے لیکن نوجوانوں کی اس طرح بھرپور شرکت میرا پہلا تجربہ ہے۔"

پھر یو کے (UK) کی کونینز کونسل (Queen's Council) کے ایک سینئر بیرسٹر مسٹر ڈیوڈ مارٹن (David Martin) کہتے ہیں "جو میں کہنے جا رہا ہوں وہ میرے الفاظ نہیں بلکہ میرے دل کی آواز ہے۔ میں نے آج تک ایسی تقریب میں شرکت نہیں کی۔ کیا ہی عمدہ لوگ اور خوبصورت جماعت ہے۔ میں اپنی والدہ کی طرف سے اصولی طور پر تو یہودی ہوں لیکن میں چرچ آف انگلینڈ بھی جاتا رہا ہوں۔ میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جلسہ سالانہ جیسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔" کہتے ہیں "آپ لوگ اسلام کی کیا ہی خوبصورت تصویر ہیں۔ مجھے حیرانگی ہے کہ بی بی سی والوں کی طرف سے اس جلسہ کے بارے میں ابھی تک کوئی ڈاکیومنٹری کیوں نہیں بنائی گئی۔ (سنا ہے اب بی بی سی والے بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔) تاکہ لوگوں کو جماعت احمدیہ اور اس کے نظریات و عقائد اور طرز زندگی کے بارے میں آگاہ کیا جائے۔"

سیرالیون کے ایک مہمان عبدالکابہ کارگو (Abdul Kabba Kargbo) صاحب اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہیں کہ "میں جلسہ سالانہ کے انتظامات دیکھ کر بے حد متاثر ہوا ہوں۔ اگر میں یہاں نہ آتا اور کوئی مجھے بتاتا کہ اس طرح سینتیس ہزار سے زیادہ لوگ ایک جگہ پر تین دن کے لئے جمع ہوئے اور کسی قسم کی کوئی بد مزگی نہیں ہوئی تو شاید میں یقین نہ کرتا۔ لیکن یہ سب کچھ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بہت حیران ہوا ہوں کہ میں نے کسی کو شکایت کرتے نہیں دیکھا اور سارے لوگ بہت عاجزی اور انکساری کے ساتھ خدمت کر رہے ہیں۔"

پس ہمارے جو کارکنان ہیں، رضا کار ہیں ان سے غیر بڑے متاثر ہوتے ہیں اور ایک خاموش تبلیغ ہے جو ہر کارکن بچہ، بوڑھا، عورت، مرد، جوان کر رہا ہوتا ہے۔

یہ غیروں کے چند تاثرات تھے۔ بعض مسلمان بھی شامل ہوئے جو اپنی حکومتوں کے لیڈر تھے۔ ان کی نمائندگی بھی کر رہے تھے۔ ان کے ایک دو تاثرات پیش کرتا ہوں۔

الحاج محمد و سلیم صاحب ہیں جو نیشنل اسمبلی گنی کناکری کے وائس پریزیڈنٹ ہیں۔ ڈپٹی سپیکر کہہ لیں۔ یہ کہتے ہیں کہ "جلسہ کے انتظامات اور ڈسپلن کو دیکھ کر یہ بہت متاثر ہوئے۔ باوجود ڈھونڈنے کے کسی بھی شعبہ میں کوئی کمی نظر نہیں آئی۔ بڑے پیمانے پر انتظامات اور شاملین کی کثیر تعداد کے باوجود کسی قسم کی بد انتظامی نہیں تھی۔"

کوئی لڑائی جھگڑا نہیں تھا۔" کہتے ہیں کہ "مجھے جج کرنے کا بھی موقع ملا ہے اور بہت سے اسلامی ممالک کے مذہبی پروگراموں میں شامل ہو چکا ہوں لیکن اتنے عمدہ اور قابل تعریف انتظامات میں نے کہیں نہیں دیکھے اور یہی اسلام کی حقیقی روح ہے جو ہمیں یہاں دیکھنے کو ملی۔" پھر کہتے ہیں کہ "چھوٹے چھوٹے بچوں کی تربیت بھی غیر معمولی ہے۔ بچے پوچھتے ہیں کہ کسی چیز کی ضرورت ہے؟ پھر ہم جو چاہتے ہیں ہمیں مہیا کر دیتے ہیں اور مسکراتے چہروں کے ساتھ ملتے ہیں۔ صرف ایک بار نہیں بلکہ بار بار ہم سے پوچھتے ہیں۔ یہاں مختلف ممالک سے لوگ آئے تھے ہر ایک دوسرے کے ساتھ ایسے مل رہا تھا جیسے آپس میں بھائی اور ایک دوسرے کے عزیز ہیں۔ آپ لوگ اپنے کام میں سب سے آگے ہیں اور آپ ہی صحیح راستے پر ہیں۔ کہتے ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ لوگوں کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔" (لیکن بعض لوگ اس لئے شامل نہیں ہوتے کہ کچھ دنیاوی وجوہات ان کو مانع ہو جاتی ہیں)۔ کہتے ہیں کہ "ہم انشاء اللہ اپنے ملک واپس جا کر حکومت کو اس طرف ضرور توجہ دلائیں گے کہ وہ جماعت کی ہر معاملے میں مدد کرے تاکہ آپ کی جماعت ہمارے ملک میں بھی صحیح اسلامی تعلیمات کی طرف ہماری رہنمائی کر سکے۔"

پھر گنی کنا کری کے حسن کیٹا صاحب ہیں جو پولیس کے نیشنل ڈائریکٹر ہیں۔ کہتے ہیں "میرا شعبہ پولیس سے وابستہ ہے۔ اس لئے میں نے سیکورٹی کے حوالے سے خاص جائزہ لیا۔ سیکورٹی کا زبردست نظام تھا جس میں مجھے کوئی شک نہ تھا اور کہتے ہیں کہ "امام جماعت احمدیہ کی تقاریر سننے کے بعد مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر محسوس ہونے لگا ہے۔"

پھر سیرالیون کے ایک ممبر آف پارلیمنٹ علی کلاکو (Alie Kaloko) صاحب کہتے ہیں کہ "احمدیت ہی اسلام کی حقیقی تصویر ہے۔ احمدی مسلمان امن کے فروغ کے لئے جو کوششیں کر رہے ہیں وہ قابل قدر ہیں۔ آج کل اسلام کا نام ہر طرف دہشت گردی کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے لیکن احمدی اس تاثر کو غلط ثابت کر رہے ہیں۔ جلسہ کے انتظامات بہت عمدہ تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھی لوگوں کی خدمت پر مامور تھے یہ نظارہ روح پرور تھا اور میرے خیال میں جماعت احمدیہ کی سچائی ثابت کرنے کے لئے یہ نظارہ ہی کافی ہے۔"

پھر ترکمانستان کے ایک دوست عبدالرشید صاحب جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ "میں نے تقریباً دو سال پہلے اپنے ایک دوست سے اس جماعت کے بارے میں سنا تھا جس کا نعرہ 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں ہے' کہتے ہیں" میں جس دن سے لندن آیا ہوں پیار اور محبت سے گھرا ہوا ہوں جیسا کہ اپنے حقیقی والدین اور اہل خانہ کے درمیان ہوں۔ جن باتوں نے مجھے بہت متاثر کیا اور میرے دل پر گہرا اثر چھوڑا ہے ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ جس دن ہم لوگ ترکمانستان سے لندن پہنچے تو ہمیں ایئر پورٹ سے ہوٹل لے جایا گیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ڈیوٹی پر موجود احمدی لڑکوں نے سلام کرنے کے بعد فوری یہ کہا کہ آپ لوگ سفر کر کے آئے ہیں آپ کو بھوک لگی

ہوگی اس لئے آپ پہلے کھانا کھالیں پھر آرام کریں۔ یہ بات سن کر مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد آگئی جب ایک دفعہ ایک مجلس میں ایک مہمان آیا تو آپ نے اس کے بارے میں ایک صحابی کو کہا تھا کہ اسے کون لے کر جائے گا۔ پھر انہوں نے مہمان نوازی کے بارے میں وہ پوری لمبی حدیث سنائی تھی۔ تو بہر حال پھر وہ کہتے ہیں کہ جلسہ میں شامل ہو کر مجھے یہ بات سمجھ آگئی ہے کہ میں نے اپنی تمام زندگی اللہ تعالیٰ کی تلاش میں گزاری لیکن اللہ تعالیٰ کو صرف یہاں آکر ہی پایا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے عالمی بیعت کی عظیم الشان تقریب میں شامل ہو کر بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ (یہاں آئے تھے اور بیعت بھی کر لی۔) جس وقت مجھ سے باتیں کر رہے تھے بڑے جذباتی ہو رہے تھے۔ کہتے ہیں جس وقت میں بیعت کر رہا تھا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ وہ آنسو ہیں جو میرے والد کی وفات پر بھی نہ نکل سکے۔ یہ آنسو بظاہر لگتا تھا کہ شاید بغیر کسی وجہ کے ہیں لیکن بعد میں مجھے سمجھ آئی کہ زمین پر اب ایک ایسی امید پیدا ہو گئی ہے اور لاکھوں لوگوں کی ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے جو اپنی ذات میں بے نظیر ہے اور یہ جماعت اپنے عمل سے ہر ایک مشکل اور آفت کو دنیا سے دور اور پاک کرنے کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ "پھر بعض نومبائعین جب محبت، پیار اور بھائی چارے کے نظارے دیکھتے ہیں تو ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔"

جمیکا (Jamaica) سے شامل ہونے والی ایک نومبائع خاتون ونسن ولیمس (Winson Williams) صاحبہ کہتی ہیں کہ "جلسہ سالانہ میں خلیفۃ المسیح کی تقاریر اور بالخصوص عالمی بیعت ایک بہت جذباتی تجربہ تھا۔" کہتی ہیں "جب مجھے پتا چلا کہ یہاں پر بہت سارے کارکنان رضا کارانہ طور پر خدمت کرتے ہیں تو مجھے خیال آیا کہ ان کارکنان کی تربیت کے لئے جماعت کو بہت سی مشکلیں درپیش ہوں گی۔ لیکن جب میں نے ان کارکنان کو بے لوث خدمت کرتے دیکھا تو مجھے احساس ہوا کہ یہ ایک الہی جماعت ہے اور خلیفہ وقت کو براہ راست اللہ تعالیٰ سے تائید و نصرت حاصل ہے۔" کہتی ہیں "بالخصوص کارپارک میں خدمت کرنے والے خدام کو موسم کی خرابی کے باوجود دلجوئی سے اپنے فرائض سرانجام دیتے دیکھ کر ورطہ محیرت میں پڑ گئی اور یہ نظارہ میں نے اپنی ساری زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔"

آئیوری کوسٹ سے ایک شہر کے میئر زراکیہ دوپے زوہے (Zrakpa Dopeu) صاحب آئے۔ کہتے ہیں "میں نے جب اسلام احمدیت قبول کیا تو لوگوں سے بہت منفی باتیں سننے کو ملیں۔ مجھے اسلام کا بہت زیادہ علم تو نہیں تھا۔ اس لئے میں بہت پریشان ہوا کہ میں کس طرح جج (Judge) کر سکتا ہوں کہ احمدی مسلمان ہیں یا نہیں۔ بہر حال کہتے ہیں مجھے خیال آتا کہ میں نے کہیں جماعت میں شامل ہو کر کوئی گناہ تو نہیں کر لیا۔ چنانچہ جب میں نے جماعت کے ساتھ رابطہ کیا تو انہوں نے مجھے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت دی کہ وہاں پر جا کے جماعت

کو قریب سے دیکھ لیں۔ "کہتے ہیں" جب میں یہاں آیا تو میں نے اسلام کی اصل تصویر دیکھی۔ خلیفہ وقت کی ہر تقریر اللہ اور اس کے رسول کے نام سے شروع ہوتی اور اللہ اور اس کے رسول کے نام پر ہی ختم ہوتی۔ پھر جلسہ سالانہ کا ماحول دیکھ کر مجھے میرے سوالوں کا جواب مل گیا کہ احمدی مسلمان ہیں یا نہیں۔ اب میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ جو کام مجھ سے ہوا وہ بالکل ٹھیک تھا۔ احمدی ہی حقیقی مسلمان ہیں اور میں اس بات پر مطمئن ہوں۔ احمدیوں کے تمام کام قرآن اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کے مطابق ہیں۔"

بیلیز (Belize) کے دارالحکومت بیلیموپان (Belmopan) کے میئر خالد بلائس (Khalid Belisle) صاحب بھی "جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں" جلسہ میں شمولیت بہت ہی عمدہ تجربہ تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جماعت کا ہر ایک شخص میری ہی خدمت میں لگا ہوا ہے۔ اس تجربے سے میرے دل میں اسلام کو سیکھنے کے لئے بہت دلچسپی پیدا ہوئی۔ یہاں سے میں انوث اور بھائی چارے کا سبق اپنے ملک واپس لے کر جا رہا ہوں۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو مجھے بار بار مختلف مقام پر نظر آتی ہے۔ کاش میں اس کو اپنی بوتل میں بند کر کے اپنے ساتھ بیلیم (Belize) لے جا سکتا تا کہ اپنے ہم وطنوں کے ساتھ بانٹتا۔ "پھر کہتے ہیں کہ" جلسہ کے انتظامات بہت ہی اعلیٰ پیمانے کے تھے۔ جس طرح مجھے یہاں ویلکم (Welcome) کیا گیا ہے اسے ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ میں آپ لوگوں کا ہمیشہ ممنون رہوں گا کہ آپ نے مجھے یہاں آنے کی دعوت دی۔ "پھر کہنے لگا کہ" ایک دن میں مہمانوں کی مارکیٹ میں اکیلا تھا تو چند خدام میرے پاس آگئے۔ مجھے معلوم تھا کہ لوگ صرف اس لئے میرے پاس آئے ہیں کہ میں باہر سے آیا ہوں اور شاید میں اکیلا محسوس کر رہا ہوں گا۔ اس بات نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا کہ یہاں نوجوانوں کو اس بات کا بھی احساس ہے کہ ہم نے اپنے مہمانوں کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے۔"

پھر عالمی بیعت کا بھی غیروں پہ اثر پڑتا ہے۔ ایک تو میں نے پہلے بیان کیا۔ ایک اور واقعہ ہے۔ کروشین پارلیمنٹ کے ممبر اسمبلی جلسہ میں شامل ہوئے ان کا نام اوج کوئک ڈومانگو (Mr. Hajdukovic Domangoj) ہے۔ عالمی بیعت کے حوالے سے انہوں نے بتایا کہ "عالمی بیعت کی تقریب نے مجھے بہت ہی متاثر کیا۔ میں عیسائی مذہب کی faith reconfirmation کی تقریب میں متعدد مرتبہ شامل ہوا ہوں لیکن جو جذبات خلوص اور مذہب سے وفاداری کا عزم جماعت احمدیہ کی عالمی بیعت میں دیکھا ہے وہ ایک عجیب و غریب اور حیرت انگیز تجربہ تھا جس کو میں ساری عمر یاد رکھوں گا۔"

پھر ایک مصری ڈاکٹر ہانی رشوان صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ "وہ عالمی بیعت کے وقت جلسہ گاہ میں داخل ہوئے اور لوگوں کی قطاریں جو جلسہ گاہ سے باہر دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں دیکھ کر بہت متاثر اور حیران ہوئے۔" کہتے ہیں "ہمارے ملک مصر میں اس طرح کا نظم و ضبط ناممکن ہے۔ ان کے جذبات اس قدر بھر گئے کہ وہ بیعت کے

وقت ایک قطار میں شامل ہو گئے اور استغفار اور عربی کلمات جو تھے وہ دہرانے لگے۔ "(لیکن انہوں نے دہرائے تھے اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے بیعت کر لی۔ ان کی صرف ایک جذباتی حالت تھی جو اس وقت طاری ہوئی) لیکن انہوں نے یہ کہا کہ "بہر حال اب اس طرف غور کریں گے۔"

پریس کی بھی توجہ پیدا ہوئی ہے۔ جلسہ کے ماحول سے متاثر ہو کر پریس بھی اب اسلام کے بارے میں بہت ساری صحیح خبریں دینے پر مجبور ہیں۔

فرانسیسی اخبار لبریشن کی جرنلسٹ سونیا ڈیلے سالے (Sonia Delesalle) ہیں وہ اپنے تاثرات بیان کرتی ہوئی کہتی ہیں "جب میں یہاں پہنچی تو پہلے مجھے پریشانی ہوئی کہ یہاں پر عورتوں اور مردوں کو علیحدہ علیحدہ رکھا گیا ہے۔ لیکن پھر جب میں نے جلسہ گاہ کا وزٹ کیا تو دیکھا کہ عورتوں کے بجائے مرد کھانا بنا رہے ہیں۔ پھر عورتوں والے حصہ میں وقت گزارا تو مجھے پتا چلا کہ عورتوں کے علیحدہ انتظام کی وجہ سے عورتیں زیادہ آزاد تھیں اور سب سے بڑھ کر عورتوں کو مکمل خود مختاری حاصل تھی اور وہ ہر کام اپنی مرضی سے کر رہی تھیں۔" (پس یہاں رہنے والی ہماری جو بعض بچیاں پڑھائی کے نام پر اور آزادی کے نام پر سمجھتی ہیں کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ غیروں کو بھی ہمارا ماحول ہی پسند آتا ہے۔)

پھر بولیویا (Bolivia) کے نیشنل نیوز چینل کے ایک جرنلسٹ نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ مغرب کے نزدیک اسلام عورتوں کو پیچھے رکھتا ہے اور ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن میں نے یہاں دیکھا کہ امام جماعت احمدیہ تو اعلیٰ کامیابیاں حاصل کرنے والی خواتین کو انعامات دے رہے ہیں اور ہر ایک عورت کو انفرادی حیثیت سے پکارا جا رہا ہے تو میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ میں واپس جا کر اپنے اخبار میں اس حوالے سے ضرور لکھوں گا۔ کیا دنیا میں کبھی کسی رہنما نے صرف عورتوں کو مخاطب کر کے خطاب کیا ہے؟ کبھی نہیں۔"

پھر ایک صحافی خاتون عالمی بیعت کے موقع پر بیعت کے الفاظ ساتھ ساتھ دہرانے لگ گئیں۔ پوچھنے پر کہنے لگیں کہ "مجھے نہیں پتا کہ اس وقت مجھے کیا ہو گیا تھا لیکن میری زندگی میں اس قسم کے احساس اور جذبات پہلے کبھی نہیں آئے اور میں بے اختیار یہ الفاظ دہراتی چلی گئی۔ پہلے میں سمجھتی تھی کہ اس قسم کی تقریبات میں جذبات کو ابھارنے کے لئے میوزک کا ہونا بھی ضروری ہے۔" کہتی ہیں "میوزک کے بغیر تو جذبات ابھر ہی نہیں سکتے لیکن اب مجھے پتا چلا کہ عالمی بیعت کے دوران یہ جذبات تو احمدیوں کے دل سے براہ راست نکل رہے تھے اور کسی قسم کے میوزک کی یہاں ضرورت نہیں تھی۔"

بولیویا سے ایک صحافی کارلوس جمی اور یاس (Carlos Jamie Orias) صاحب ہیں۔ کہتے ہیں "جس بات نے مجھے جماعت احمدیہ کے بارے میں سب سے زیادہ متاثر کیا وہ جماعت احمدیہ کا امن کے قیام کے لئے جوش اور

اس کے لئے کوششیں ہیں۔ یہ ایک ایسا پیغام ہے جو آج کے دور میں بہت زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کی مختلف اقوام اور مختلف تہذیبوں کے افراد کو مذہب اسلام کی اصل بنیادوں پر جمع کرنے کی خواہش بھی قابل تحسین ہے۔ "پھر یہ کہتے ہیں" یہ امر بھی میرے لئے خاص تعجب کا حامل تھا کہ اتنا وسیع اور عریض انتظام محض رضا کاروں کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ کوئی کام بھی خواہ کتنا مشکل کیوں نہ ہو وہ ایمان، خلوص اور بے غرض محنت سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ "پھر کہتے ہیں کہ" امام جماعت احمدیہ نے مرد اور عورت کے حقوق و فرائض کے بارے میں تقریر کی اس سے میرے بہت سے شبہات دور ہوئے۔ اس خطاب سے مرد و عورت کے بارے میں اسلامی تعلیم کی حکمت مجھ پر مزید واضح ہوئی۔ "پھر کہتے ہیں" احمدی خواتین کی اعلیٰ کامیابیاں بھی ایک خوش کن امر تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے لئے لازم ہے کہ وہ دنیا کے امن کے لئے کوشش کریں۔ پہلے خاندان کی سطح پر، پھر کمیونٹی کی سطح پر، پھر ملک اور تمام دنیا کی سطح پر۔ "اور پھر کہتے ہیں" اختتامی خطاب جو تھا وہ جس طرح جماعت احمدیہ کے لئے ضروری ہے اسی طرح باقی دنیا اور باقی اقوام کے لئے ضروری ہے۔ "بہر حال جلسہ کے ماحول اور ڈیوٹی دینے والوں کا ایک اثر ہے جو ہر انصاف پسند کو متاثر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام ڈیوٹی دینے والوں کو اور شامل ہونے والوں کو بھی جزا دے جو اسلام کی اس خاموش عملی تبلیغ کا حصہ بنتے ہیں۔ ہمیں خاص طور پر ان ہزاروں کارکنان کو اور کارکنات کو، لڑکوں اور لڑکیوں، مردوں اور عورتوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہئے۔ اس دفعہ بارش کی وجہ سے بعض انتظامات میں کمی بھی ہوئی یا ویسے بھی کمی ہو جاتی ہے لیکن اس کے باوجود کارکنوں نے بڑی حکمت سے اور محنت سے اس کمی کو زیادہ محسوس نہیں ہونے دیا۔ پانی کی سپلائی بھی بعض وقت میں رک گئی لیکن عمومی طور پر انتظام بہتر رہا۔

جلسہ میں شامل ہونے والے اکثر احمدیوں نے جو اپنے تاثرات مجھے لکھے ہیں وہ تو اچھے ہی ہیں۔ لیکن بعض کے منفی تاثرات بھی ہیں۔ بہر حال جیسا کہ میں نے کہا اتنے بڑے عارضی انتظام میں تھوڑی بہت کمیاں رہ جاتی ہیں۔ لیکن تمام کام کرنے والے رضا کار لڑکے لڑکیاں، بچے بہر حال ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں اور انتظامیہ کو بھی میں کہوں گا کہ بعض لوگوں کی طرف سے آئی ہوئی جو شکایتیں ہیں یا توجہ طلب باتیں ہیں وہ میں ان کو بھجوا رہا ہوں انہیں اپنی لال کتاب میں نوٹ کریں اور آئندہ مزید بہتری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اسی طرح پریس نے بھی بڑی اچھی کوریج دی ہے۔ میڈیا کے ذریعہ سے جلسہ سالانہ کے حوالے سے 358 خبریں نشر ہوئی ہیں اور ان میں اب مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ آن لائن میڈیا کے ذریعہ چھتیس ملین افراد تک پیغام پہنچا۔ ٹی وی اور ریڈیو پر نشر ہونے والی خبروں کے ذریعہ اکتیس ملین سے زائد اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ دو ملین لوگوں تک پیغام پہنچا۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا کے ذریعہ اٹھاون ملین افراد تک پیغام پہنچا۔ ایم ٹی اے کی جولا یو

سٹریمنگ (Live Streaming) تھی اس کے ذریعہ آخری دن جو میری تقریر تھی وہی لائیو سٹریمنگ پہ تقریباً اڑھائی لاکھ لوگوں نے سنی۔ اس طرح ایک محتاط اندازے کے مطابق تمام ذرائع سے ایک سو اٹھائیس ملین سے زائد لوگوں تک پیغام پہنچا ہے۔

جن مشہور میڈیا آؤٹ لیٹس (Outlets) نے جلسہ کے حوالے سے کوریج کی ہے ان میں بی بی سی ٹی وی، بی بی سی ریڈیو، آئی ٹی وی، انڈیپنڈنٹ اخبار ہے، دی ٹائمز اخبار ہے، سٹڈے ایکسپریس ہے۔ لندن ایوننگ سٹینڈرڈ ہے، نیویارک ٹائمز ہے اور فیس بک لائیو ہے۔ پھر ایسوسی ایٹڈ پریس اور پریس ایسوسی ایشن، سپینش نیوز ایجنسی ای ایف ای، انڈین نیوز ایجنسی پی ٹی آئی، فرنچ نیوز لبریشن اور یونی لڈ (UniLad) ہیں۔

بہر حال پریس کے ذریعہ سے اتنے وسیع پیمانے پر جماعت احمدیہ کا جو یہ سارا پیغام اور اسلام کا حقیقی پیغام پہنچا اس بات پر بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

افریقہ میں بھی جلسہ سالانہ کی کوریج ہوئی۔ افریقہ میں ایم ٹی اے افریقہ کے علاوہ دس چینلز پر جلسہ سالانہ کی نشریات دکھائی گئیں جن پر مختلف ممالک میں ایک سو پچاس سے زائد گھنٹوں پر مشتمل کوریج کی گئی۔ ان چینلز کے ذریعہ سے بھی تقریباً ساٹھ ملین سے زائد افراد تک جلسہ سالانہ کی کارروائی پہنچی۔ ان دس چینلز نے عالمی بیعت اور میرے تمام خطابات جو تھے، تقریریں تھیں ان کو براہ راست نشر کیا۔ سیرالیون نیشنل ٹی وی نے مسلسل سو گھنٹوں پر مشتمل تینوں دن جلسہ سالانہ کی کارروائی نشر کی جبکہ بو (Bo) اور کینیمیا (Kenema) ٹی وی نے جلسہ سالانہ کی کارروائی مکمل طور پر نشر کرنے کے لئے اپنی ملکی نشریات بند کر دیں۔ اسی طرح سارے ملک میں تین دن جلسہ کی کارروائی دیکھی اور سنی گئی۔ گیمبیا میں پہلی دفعہ نیشنل ٹیلی ویژن نے جلسہ کی سالانہ تقاریر اور دیگر پروگراموں کو دکھایا۔

جلسہ سالانہ کی براہ راست نشریات کے علاوہ بی بی سی یوگنڈا نے جلسہ سالانہ کی سواحیلی زبان میں خبر نشر کی اور یہ بھی اس علاقے میں کافی دیکھا جاتا ہے۔ تقریباً بیس ملین لوگ دیکھتے ہیں۔ غانا نیشنل ٹیلی ویژن اور ریڈیو اور نیوز سٹوریز کے ذریعہ تقریباً پانچ ملین افراد تک خبر پہنچی۔ اخباروں کے ذریعہ سے تمام افریقین میڈیا کو ملا کر جلسہ سالانہ یو کے (UK) کی خبریں تقریباً پینتیس ملین افراد تک پہنچیں۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ہماری کوششیں اس میں بہت معمولی ہوتی ہیں اور اس لحاظ سے جو بھی معمولی کوششیں ہیں اس کے لئے ہمارا پریس اور میڈیا سیکشن جو ہے اس کا بھی میں شکر یہ ادا کروں گا اور دوسرے ملکوں میں جو پریس اور میڈیا سیکشن ہیں انہوں نے بھی کام کیا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔ بہت وسیع پیمانے پر یہ خبریں پھر تبلیغ کا موجب بنتی ہیں۔ جماعت کا تعارف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ہمیشہ ادا

کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے والے ہوں۔

اسی طرح ایک چیز رہ گئی تھی وہ بھی میں بیان کر دوں۔ اس سال بھی گزشتہ سال کی طرح کینیڈا سے ساڑھے تین سو کے قریب خدام آئے تھے جنہوں نے وقار عمل کر کے وائنڈ آپ (Wind up) میں حصہ لیا اور اس دفعہ یہ جہاز چارٹر کر کے آئے تھے۔ انہوں نے بڑا اچھا کام کیا۔ چارپانچ دن سے کام کر رہے تھے۔ جلسہ کے اختتام سے لے کے کل تک کرتے رہے ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے کافی کام سمیٹا گیا ہے۔ جو تھوڑا بہت رہ گیا ہے وہ آج سے پھریو کے (UK) کے خدام کر رہے ہیں بلکہ کل سے ہی وہ شروع ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔ کینیڈا کے جو خدام ہیں وہ جلسہ سے پہلے آگئے تھے۔ مجھے امید ہے کہ انہوں نے جلسہ سنا ہو گا اور اگر نہیں سنا تو بڑا غلط کیا ہے۔ اس لئے آئندہ اگر آنا ہے تو جلسہ کے تین دنوں میں جلسہ سنیں اور پھر اپنے وائنڈ آپ کے پروگرام میں حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ سب کام کرنے والوں کو کارکنان، کارکنات کو جزا دے اور ہمیں بھی اس جلسہ میں جو ہمیں سیکھنے کا موقع ملا ہے اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد میں کچھ جنازے غائب پڑھاؤں گا۔

ایک جنازہ مکرمہ صاحبزادی ذکیہ بیگم صاحبہ کا ہے جو کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی اہلیہ اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور نواب عبد اللہ خان صاحب کی بیٹی تھیں۔ یہ 23 جولائی کی رات کو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں 94 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

مکرم صاحبزادہ کرنل مرزا داؤد احمد صاحب جن کی یہ اہلیہ تھیں حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بیٹے تھے۔ اس طرح یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نواسی بھی تھیں اور آپ کے پوتے کی اہلیہ بھی۔ گزشتہ تین چار سال سے کافی بیمار تھیں بلکہ اب گزشتہ چند ماہ سے ہسپتال میں داخل تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ بڑی پرانی ان کی وصیت تھی۔ ان کی اولاد پانچ بیٹیاں تھیں۔ امۃ الشانی صاحبہ، مکرم محمود احمد خان صاحب کی اہلیہ۔ یہ بھی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے پوتے تھے۔ اسی طرح امۃ الناصر، ان کے میاں سید شاہد احمد تھے۔ امۃ المصور یہ ڈاکٹر نوری کی اہلیہ ہیں۔ اور امۃ المعز ہیں یہ امریکہ میں منظور الرحمان ہیں ان کی اہلیہ ہیں۔ اور امۃ النصیر نگہت راجہ عبد المالک صاحب کی اہلیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی نیکی اور تقویٰ میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے آباؤ اجداد کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترمہ ذکیہ بیگم صاحبہ کراچی میں محمد علی سوسائٹی کی صدر لجنہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ کواہٹ میں قیام کے دوران بھی لجنہ کے کاموں میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے اپنے

بچوں کے بارے میں جو ایک مضمون لکھا اس میں ان کی بہت تعریف کی کہ نواب عبداللہ خان صاحب فوت ہو گئے تو خاص طور پر انہوں نے اپنی والدہ کی غیر معمولی خدمت کی۔ انہوں نے اس کا بڑا ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر نوری صاحب بھی لکھتے ہیں کہ مہمان نوازی کی صفت میں بڑی نمایاں تھیں اور بلا امتیاز ہر ایک کی مہمان نوازی کرتی تھیں اور خوش آمدید کہتی تھیں۔ اسی طرح ڈاکٹر نوری صاحب کہتے ہیں کہ جب ممیں نے ریٹائرمنٹ کے بعد وقف کیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ میری خواہش تھی کہ کوئی بیٹا ہو تا تو وقف کرتی اور تمہارے وقف سے میری یہ خواہش بھی پوری ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم طارق مسعود صاحب مربی سلسلہ کا ہے۔ یہ مکرم مسعود احمد طاہر صاحب کے بیٹے اور نظارت اصلاح و ارشاد مرکزہ میں مربی تھے۔ 24 جولائی کو ستائیس سال کی عمر میں ربوہ میں بجلی کا کرنٹ لگنے سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے پڑدادا مکرم مہربخش صاحب کے ذریعہ آئی تھی۔ راجوری کشمیر سے تعلق رکھتے تھے۔ مہربخش صاحب 1920ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ طارق مسعود صاحب نے تعلیم الاسلام ہائی سکول سے 2007ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد جامعہ میں تعلیم حاصل کی۔ اور 2016ء میں ایف۔ اے کا امتحان بھی دیا۔ 2014ء میں جامعہ پاس کیا۔ نوجوان مربی تھے لیکن نہایت مخلص، شریف الطبع، والدین کا خیال رکھنے والے، دوستوں کا خیال رکھنے والے اور غریب پرور۔ بہت سے غریبوں نے بعد میں بتایا کہ اپنے معمولی الاؤنس سے بھی ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ ایک دن کے بعد ان کی شادی ہونے والی تھی لیکن اس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

مرحوم موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں ان کے والدین کے علاوہ تین بھائی مکرم اشفاق احمد ظفر صاحب، سرفراز احمد جاوید صاحب، عطاء الرحیم صاحب اور ایک ہمشیرہ فوزیہ مسعود صاحبہ ہیں۔ ان کی والدہ لکھتی ہیں کہ چندوں میں بڑھ چڑھ کر نہ صرف حصہ لیتے بلکہ ہمیں بھی تلقین کرتے کہ چندوں میں حصہ لیا کریں۔ ان کے والد بیان کرتے ہیں کہ خلافت سے بے انتہا محبت رکھنے والا تھا۔ بہت ہی نیک انسان تھا۔ نماز باجماعت کی ہمیشہ سے عادت رہی۔ مربی بننے سے پہلے بھی اہل خانہ کو نمازوں کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ کہتے ہیں فجر کی نماز کے بعد آکر باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے اور انہیں دیکھ کر ہمیں بھی اپنی کمزوریوں پر شرمندگی ہوتی تھی۔ اور بہت محبت سے پیش آنے والا، بہت فرمانبردار بیٹا تھا۔ گھر والوں سے، ماں باپ سے کبھی اختلاف نہیں کیا اور اگر اختلاف ہو بھی تو بڑے تحمل سے سمجھایا کرتا تھا۔ خلافت کی خاطر بڑی غیرت رکھنے والا تھا۔ کہیں بھی اگر کوئی ایسی بات کرتا جو نظام جماعت یا خلافت کے منصب کے خلاف ہوتی تو فوری طور پر ان کو روکتا اور اگر وہ نہ رکتے تو پھر اس مجلس سے اٹھ

کے چلا جاتا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

تیسرا جنازہ مکرم شکیل احمد منیر صاحب کا ہے جو آسٹریلیا کے سابق مشنری انچارج تھے اور اس وقت کراچی میں تھے۔ 31 جولائی کو پچاسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کو قرآن کریم کا ماوری (Maori) زبان میں ترجمہ کرنے کی توفیق بھی ملی۔ صوبہ بہار کے مونگھیر انڈیا کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد صاحب حکیم خلیل احمد صاحب بہار کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے جنہوں نے 1906ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی لیکن دستی بیعت نہیں کر سکے۔ اور ان کے والد صاحب کو بھی ناظر تعلیم قادیان کے طور پر دس سال خدمت کی توفیق ملی۔ مکرم شکیل منیر صاحب نے ابتدائی تعلیم تعلیم الاسلام کالج قادیان اور لاہور سے حاصل کی۔ پھر ڈھا کہ سے ایم ایس سی فزکس کی ڈگری حاصل کی۔ پھر تعلیم کے شعبہ سے منسلک ہو گئے۔ ملازمت کا لمبا عرصہ مغربی افریقہ کے ممالک میں گزارا۔ اس دوران خدمت دین بھی بجالاتے رہے۔ نائیجیریا کی فیڈرل منسٹری آف ایجوکیشن میں چیف ایجوکیشن آفیسر کے طور پر بھی کام کیا۔ احمدیہ مشن واری (Warri) نائیجیریا کی مشرقی ریاستوں کے آٹھ سال تک ریجنل صدر رہے اور انہوں نے اور ان کی اہلیہ نے نصرت جہاں اکیڈمی (Wa) کا آغاز کیا جو کہ نصرت جہاں سکیم کے تحت بننے والا، جاری ہونے والا پہلا سکول، کالج اور ادارہ تھا۔ آپ کو تبلیغ کا بھی بڑا شوق تھا۔ نائیجیریا میں دو نہایت کامیاب بین المذاہب سپوزیم کا بھی انعقاد کروایا۔ اس قیام کے دوران آپ نے اسلام اور عیسائیت پر کئی کتابیں بھی لکھیں۔ ان کی بعض کتابیں جو انہوں نے لکھیں یہ ہیں Islam in Spain، The reform taleem-el-islam course، Shroud and other discoveries about Jesus اور نائیجیریا میں اپنے خرچ پر ایک مشن ہاؤس بھی انہوں نے بنوایا۔ ایک رویا کے نتیجے میں انہوں نے پھر اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کا وقف منظور فرمایا اور ان کو آسٹریلیا کا پہلا امیر اور مشنری انچارج مقرر فرمایا۔ چنانچہ 5 جولائی 1985ء کو آسٹریلیا تشریف لے گئے۔ آسٹریلیا میں ان کے لئے ویزہ لینے کی مشکلات تھیں۔ مسلمان مبلغ کو ویزہ نہیں دیتے تھے۔ بہر حال وہاں ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب کی کوششوں سے یہ ویزہ بھی ان کو مل گیا اور انہوں نے کام شروع کیا۔ آسٹریلیا کی جو مسجد بیت الہدی ہے اور بڑی خوبصورت مسجد ہے اس کی تعمیر میں ان کا بہت ہاتھ ہے۔ 30 ستمبر 1983ء کو اس مسجد کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے رکھا تھا پھر اس کی تعمیر باوجود مالی حالات اچھے نہ ہونے کے بڑی محنت سے انہوں نے کروائی۔ وقار عمل کے ذریعہ سے بہت سے کام کئے۔ خود بھی وقار عمل کئے بلکہ کام کے دوران ایک دفعہ سیڑھی سے گر گئے اور ان کے بازو کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی لیکن پھر بھی انہوں نے مسجد کی تعمیر کا کام جاری رکھا اور ایک بہت خوبصورت اور بڑی مسجد وہاں بن گئی ہے۔ خود اس وقت

جب یہ گئے ہیں تو وہاں کوئی جگہ نہیں تھی۔ جہاں جماعت نے زمین خریدی تھی وہاں ایک ٹین کاشیڈ تھا۔ اس شیڈ میں ہی ایک حصہ میں نماز ہوتی تھی اور دوسرے حصہ میں ٹین کی چھت ڈال کے اور کپڑے کی چھت ڈال کے یہ دونوں میاں بیوی رہتے رہے۔ انہوں نے وہاں گزارہ کیا اور بڑی قربانی کی ہے۔

1991ء میں ان کی تقرری پھر نائیجیریا میں ہوئی اور الارو (Iloro) میں بطور پرنسپل جامعہ احمدیہ خدمات بجالاتے رہے۔ 1989ء میں جب جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوہلی ہوئی ہے تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے قرآن کریم کی منتخب آیات کا دنیا کی سوزبانوں میں ترجمہ کرنے کی تحریک کی تھی۔ آسٹریلیا کے ذمہ ماؤری زبان کا ترجمہ سونپا گیا تھا۔ جو ترجمہ اس وقت کروایا گیا اس کا معیار جب دیکھا گیا تو وہ اچھا نہیں تھا بلکہ وہ کہتے ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ترجمہ جس سے ماؤری میں کروایا گیا تھا اس نے لکھا ہوا تھا In the name of Jesus۔ تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو کہا کہ یہ ترجمہ تو صحیح نہیں ہے۔ پھر اس بڑھاپے میں انہوں نے خود زبان سیکھی۔ بڑی عمر میں زبان بھی سیکھی اور ترجمہ بھی مکمل کیا اور 2013ء میں جب میں نیوزی لینڈ گیا ہوں تو ماؤری قرآن کریم کا ترجمہ مکمل طور پر وہاں کے ماؤری بادشاہ کو پیش کیا گیا۔ اس تقریب میں بھی یہ شامل تھے۔ بڑے عاجز انسان اور بے نفس انسان تھے۔ نہ علمی بڑائی کا کوئی احساس تھا، نہ یہ احساس کہ میں نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے تو میرا کوئی مقام ہونا چاہئے۔ دنیا بھی انہوں نے کافی کمائی اور بغیر الاؤنس کے یہ مشنری کا کام انجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اہلیہ کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ ہمیں قربانی کرنے والے ایسے مشنری دیتا رہے جو ہر لحاظ سے بے نفس اور عاجز ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 25 اگست 2017ء تا 31 اگست 2017ء جلد 24 شمارہ 34 صفحہ 09 تا 05)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 11 اگست 2017ء بمطابق 11 ظہور 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ہر احمدی جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل کرتا ہے وہ روحانی اخلاقی علمی اعتقادی بہتری کے لئے ایک عہد کرتا ہے اور اس دور میں جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی نعمت سے نوازا ہوا ہے اور جماعتی پروگرام جلسے، خطبات اور سب سے بڑھ کر بیعت کے حوالے سے عالمی بیعت میں تو ایم ٹی اے اور انٹرنیٹ کے ذریعہ لاکھوں احمدی شامل ہوتے ہیں اس لئے ہر وہ احمدی جو پیدائشی احمدی ہے یا خود بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوا ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں تو بیعت کے عہد کا پتا نہیں ہے۔

پس اگر ضرورت ہے تو اس چیز کی کہ ہم بیعت کرنے کے بعد اس کی تفصیلات جاننے کی کوشش کریں اور بیعت کے عہد کو سامنے رکھیں۔ اگر ہم بیعت کی شرائط میں بیان کردہ اخلاقی بہتری کی شرائط کو ہی سامنے رکھیں تو ہمارے اخلاقی معیار، معاشرتی تعلقات، کاروباری معاملات اور روزمرہ کے لین دین کے معاملات، گھریلو اور عائلی معاملات، ان سب میں ایک غیر معمولی بہتری اور بلندی پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو ان معیاروں سے بھی بہت دور ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس تعلق سے اپنی شرائط میں جن باتوں کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ مثلاً کہ جھوٹ نہیں بولنا، ظلم نہیں کرنا، خیانت سے بچنا ہے۔ نفسانی جوشوں سے مغلوب نہیں ہونا۔ عام دنیا کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں کی وجہ سے ہاتھ یا زبان سے تکلیف نہیں دینی۔ تکبر نہیں کرنا۔ عاجزی اختیار کرنی ہے۔ ہمیشہ خوش خلقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زندگی بسر کرنی ہے۔ عموماً بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنی ہے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 563-564)

ہم اگر ان باتوں پر توجہ دیں تو جیسا کہ میں نے کہا ہم نہ صرف اخلاق کے اعلیٰ معیار حاصل کر سکتے ہیں

بلکہ ان کی بلندیوں کو چھو سکتے ہیں۔ اپنے اخلاق کے معیار بڑھا سکتے ہیں، اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم جائزہ لیں تو ہمارے اندر بھی ایک قابل فکر تعداد ایسی ہے جو باوجود بیعت کے عہد کے ان باتوں پر عمل نہیں کرتی۔ جب تک ہم ذاتی طور پر ایسی صورت حال سے نہیں گزرتے جہاں ہمیں اپنے حقوق قربان کر کے یا اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر اپنے اعلیٰ اخلاق کو اختیار کرنا ہو، ہم بڑے زور و شور سے یہ کہتے ہیں کہ یقیناً ان اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہمیں کرنا چاہئے اور جو یہ نہیں کرتا وہ بڑا ظلم کرتا ہے۔

لیکن جب ہم براہ راست متنازع ہو رہے ہوں تو ہم میں سے اکثریت ان اخلاق کو بھول جاتی ہے۔ اگر ضرورت پڑتی ہے تو اپنی بات کو اس طرح توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں کہ اس میں سچائی نہیں رہتی بلکہ وہ جھوٹ کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ اپنے حق کے حاصل کرنے کے لئے بعض دفعہ ظلم بھی کر جاتے ہیں۔ بعض لوگ بعض دفعہ خیانت کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور جھوٹی گواہیاں اپنے آپ کو خیانت سے بچانے کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ اگر ہاتھ سے نہیں تو زبان سے تو اکثر اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کو تکلیف دے دیتے ہیں۔ عاجزی دکھانے کی بجائے انا غالب آ جاتی ہے اور بسا اوقات تکبر کا کم یا زیادہ اظہار بھی ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ قضا کے بعض معاملات جب میرے سامنے آتے ہیں تو جھوٹ اور سچ کو ثابت کرنے کی بجائے، حق لینے کی بجائے، ہٹ دھرمی اور ضد کا ایسا اظہار ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ کاروباروں میں سچائی پر بنیاد کی بجائے ذاتی مفادات حاصل کرنے کی طرف زیادہ توجہ رہتی ہے۔

اس پر مستزاد یہ کہ فریقین نے جو وکیل کئے ہوتے ہیں وہ اپنی پیشہ وارانہ مہارت دکھانے کے لئے اور اپنی برتری ثابت کرنے کی کوشش میں ایسی غلط بیانیاں کرتے ہیں جو جھوٹ ہوتا ہے۔ چاہے وہ لین دین کے معاملات ہوں یا میاں بیوی کے جھگڑے کے یا کسی بھی قسم کے معاملات ہوں وکیلوں کی وجہ سے طول پکڑ جاتے ہیں۔ پس احمدی وکیلوں کو بھی چاہئے اور فریقین کو بھی کہ وہ اپنے عہد بیعت اور اللہ تعالیٰ کے خوف کو اپنے مفادات پر ترجیح دیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جھگڑے ہوتے ہی اس وقت ہیں جب صحیح طور پر یا غلط، جائز یا ناجائز شکوے اور شکایتیں پیدا ہونی شروع ہوتی ہیں، بدظنیاں پیدا ہونی شروع ہوتی ہیں، ایسے وقت میں ایک مومن کا کام ہے کہ جھگڑوں کو طول دینے کی بجائے، اپنی ضدوں پر اڑنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اندر نرمی پیدا کر کے جماعتی نظام یا قضا میں اپنے معاملات لائیں اور کوشش یہ ہو کہ ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ہم نے ان غلط فہمیوں یا جائز ناجائز شکایتوں کو دور کر کے آپس میں پیار اور محبت سے زندگی گزارنی ہے۔

لیکن اگر جس کے ذمہ حق بنتا ہے اور جس کا حق بنتا ہے دونوں ضدی طبیعت کے مالک ہوں تو پھر چاہے جماعتی نظام ہے یا قضا ہے یا ملکی عدالت بھی ہے یہ سب جیسے بھی انصاف پر مبنی فیصلہ کریں کبھی بھی معاملہ انجام کو

نہیں پہنچتا۔ ایک عدالت کے بعد دوسری عدالت میں اپیلیں ہوتی رہتی ہیں اور پھر اگر قضائیں آئے ہوئے فریق کا پانچ رکنی قضا کا بورڈ بھی فیصلہ کر دے تو پھر بھی جس کے ذمہ حق بتانا ہے بعض دفعہ وہ حق مار جاتا ہے اور حق نہیں دیتا یا فیصلہ تسلیم نہیں کرتا ہے یا پھر مجھے لکھ دیتے ہیں کہ ہم پر بڑا ظلم ہوا ہے آپ خود اس معاملے کو دیکھیں۔ اور یہ شکوے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ اور حقیقت میں جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ اظہار آنا اور ضد کی وجہ سے ہوتا ہے۔

پس اگر جھگڑوں کو ہم نے احسن رنگ میں نپٹانا ہے تو ضدوں کو چھوڑنے کی ضرورت ہے بلکہ بعض اوقات جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے حق اگر بتا بھی ہے تو اس حق کے لینے میں دوسرے فریق کو سہولت دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض دفعہ کچھ حد تک حق چھوڑنا بھی پڑ جاتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ ہمیں کیا تعلیم دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وَإِنْ كَانَ دُونُ عَشْرَةٍ فَنَقْطِرَةً إِلَىٰ مِيسِرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ** (البقرة: 281)۔ اور اگر کوئی تنگ حال ہو کر آئے تو آسائش ہونے تک اسے مہلت دینی چاہئے اور اگر تم اپنے قرض معاف کر دو، خیرات کر دو تو یہ بہت اچھا ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ تمہیں پتا ہونا چاہئے کہ تم پر بھی ایسے حالات آسکتے ہیں جب مجبوریاں ہوں۔ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے بہت سے معاملات میں چھوٹ دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ جو تمام طاقتوں کا مالک ہے ہمیں ہمارے معاملات میں پکڑنے لگ جائے تو ہمارا کوئی ٹھکانہ نہ رہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم ایک دوسرے کے معاملات میں نرمی اور سہولت کا سلوک کریں۔ یہ ایک اصولی ہدایت ہے روزمرہ کے معاملات میں بھی، کاروباروں کے معاملات میں بھی، قرضوں کے لین دین کے معاملات میں بھی یہ چیزیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مومنوں کو بار بار توجہ دلائی ہے کہ تم دنیا میں رحم اور نرمی سے کام لو تو آسمان پر خدا تعالیٰ بھی تم سے رحم کا سلوک کرے گا۔ (سنن ابو داؤد کتاب الأدب باب فی الرحمة حدیث 4941) ورنہ ہمیں ہر وقت یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا بھی ایک دن حساب ہو گا۔ اگر اللہ تعالیٰ صرف حق پر فیصلہ کرنے لگے تو بخشش بڑی مشکل ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کے رحم اور بخشش کو جذب کرنے کے لئے ہمیں دنیا میں اپنے معاملات میں نرمی اور رحم کا سلوک ایک دوسرے سے کرنا چاہئے نہ کہ صرف سختی اور پکڑ اور صرف اپنے حق کی فکر ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرض وصول کرنے والوں کو قرض دینے والے سے نرمی کا سلوک کرنے پر ثواب کی خوشخبری دی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی سے قرض کی رقم لینی ہو اور وہ اس کو مقررہ میعاد گزرنے کے بعد مہلت دیتا ہے تو ہر وہ دن جو مہلت کا گزرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہو گا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصدقات باب انظار المعسر حدیث 2418)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا کہ صدقہ و خیرات تمہاری بلاؤں اور مشکلات کو اور مصیبتوں کو دور کرتے ہیں۔

(کنز العمال جلد 6 صفحہ 148 حدیث 15978 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2004ء)

پس کیا ہی اعلیٰ سودا ہے کہ اپنے بھائی کو سہولت دینا ثواب کا مستحق بھی بنا رہا ہے اور بہت سی بلاؤں اور مشکلوں سے بھی ہمیں بچا رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تھوڑی سی بھی نیکی کو اجر کے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اگر ہم قرآن کریم کی اس سنہری ہدایت کو یاد رکھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سامنے رکھیں تو ایک پُر امن معاشرے کا قیام عمل میں آئے۔ بے چینیاں پھر نہ پھیلیں۔ کبھی رجحشیں لمبی نہ چلتی چلی جائیں۔ فیصلوں پر عمل درآمد کرانے والے اداروں کا بھی حرج نہ ہو۔ وہ ان جھگڑوں کو نپٹانے کی بجائے کسی تعمیری کام کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔ قضا کا بھی حرج نہ ہو گو قضا اسی مقصد کے لئے بنائی گئی ہے کہ فیصلے ہوں لیکن اگر فیصلوں کو ماننے میں دونوں فریق نرمی کا رویہ رکھیں تو بلا وجہ کا حرج نہ ہو۔ اور بعض دفعہ ایک ہی معاملے کے لمبا چلنے کی وجہ سے بعض دوسرے معاملات متاثر ہوتے ہیں وہ متاثر نہ ہوں اور خود فریقین کو جو قضا میں آنے یا عدالتوں میں جانے اور وکیل کرنے کے اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں ان سے بھی بچت ہو جائے۔

بعض دفعہ تو ایسے ضدی ہوتے ہیں کہ وہ اپنا نقصان برداشت کر لیتے ہیں لیکن یہی چاہتے ہیں کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہو اور اس کے لئے جہاں تک جایا جاسکتا ہے جایا جائے۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا کہ بعض لوگ، بعض فریق مجھے بھی لکھتے ہیں کہ اب آپ اس معاملے کو دیکھیں۔ سو اگر ضدی نہ ہوں، انائیں نہ ہوں تو پھر میرا وقت بھی ان فضولیات میں ضائع ہونے سے بچ جائے۔ میں بعض دفعہ معاملات دیکھنے کے بعد جب فریقین کو جواب دیتا ہوں لیکن اگر ان کی مرضی کا جواب نہیں ہوتا تو پھر بھی وہ اپنی بات پر، ضد پر قائم رہتے ہیں، اڑے رہتے ہیں کہ نہیں ہم ہی ٹھیک ہیں اور یہی ضد ہوتی ہے کہ فیصلہ بھی ہمارے حق میں ہو اور سہولت بھی ہم نے دوسرے فریق کو کوئی نہیں دینی۔ میرے واضح طور پر لکھنے کے باوجود بعض دفعہ نہایت ڈھٹائی سے تیسرے چوتھے مہینے خط لکھ جاتے ہیں کہ ہم نے اپنے معاملے کے بارے میں لکھا تھا اور ہم حق پر ہیں اس دفعہ فیصلہ کو دوبارہ دیکھا جائے اور ہمیں ہمارا حق دلوا دیا جائے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ قضا کے فیصلے سو فیصد درست ہوتے ہیں لیکن اسی پچاسی فیصد بہر حال درست ہوتے ہیں اور جو شواہد اور ثبوت پیش کئے جاتے ہیں ان کی روشنی میں وہ صحیح ہوتے ہیں۔ اگر غلط بھی ہوتے ہیں تو نیت پر شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ اپنی طرف سے نیک نیتی سے یہ لوگ فیصلے کرتے ہیں۔ پس اگر ایک فریق کے خیال میں اس کا حق بنتا ہے لیکن فیصلہ اس کے خلاف ہو جاتا ہے تو اس پر قضا پر یا قاضی پر الزام نہیں لگانا چاہئے۔ بعض لوگوں کو یہ الزام

لگانے کی عادت بھی پڑ جاتی ہے۔ انہوں نے حقائق کے مطابق ہی فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ اگر کسی فیصلہ میں کوئی ابہام ہو یا دوسرے فریق کے خیال میں اس فیصلہ میں ابہام ہے تو اس فریق کی درخواست پر بعض دفعہ میں بھی فائل منگوا کر دیکھ لیتا ہوں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ اکثر فیصلے صحیح ہوتے ہیں اور صرف بدظنیوں کی وجہ سے شکوک و شبہات دل میں پیدا کئے جاتے ہیں۔ پس بدظنیوں سے بچنا چاہئے۔ بدظنی پھر ایک اور برائی کا راستہ کھول دیتی ہے۔

قضا کے معاملات براہ راست لین دین کے ہوں، کاروباری ہوں یا عائلی ہوں، ہر معاملے میں وہ براہ راست یا بالواسطہ مالی لین دین کا معاملہ بن جاتا ہے۔ کہیں حق مہر کی ادائیگی ہے۔ کہیں سامان کی ادائیگی ہے میاں بیوی کے جھگڑوں میں اور لین دین کے معاملوں میں تو اکثر دفعہ مالی معاملات ہی ہوتے ہیں۔ تو بہر حال مالی معاملات ہر جھگڑے میں کسی نہ کسی ذریعہ سے involve ہو جاتے ہیں اور سہولت دینے والا جو اصول ہے کہ سہولت دی جائے یہ ہر جگہ کچھ نہ کچھ حد تک ضرور چلتا ہے۔ عائلی معاملات میں بھی نقد رقم کا مطالبہ، لین دین کے معاملات میں بھی اکثر رقم کا مطالبہ ہوتا ہے۔ عائلی معاملات میں مثلاً جیسا کہ میں نے کہا حق مہر کی ادائیگی ہے۔ یہ بھی یقیناً ایک قرض ہے جو خاوند کے ذمہ ہے۔ لیکن بسا اوقات لڑکی والے لڑکے کی حیثیت سے زیادہ حق مہر بھی رکھوا لیتے ہیں۔ ایک طرف تو لڑکا پابند ہے کہ قرض کو ادا کرے۔ حق مہر ایک قرض ہے۔

دوسری طرف لڑکی والے بھی زیادتی کر جاتے ہیں کہ حق مہر زیادہ رکھوا لیتے ہیں تاکہ کسی طرح لڑکے کو باندھ لیا جائے جو لڑکے کے لئے ادا کرنا مشکل ہوتا ہے اور صرف مشکل نہیں ہوتا بلکہ دوسرا فریق اس کو ادا کرنے کی توفیق ہی نہیں رکھتا۔ اگر قضا لڑکے کے حالات کو دیکھ کر حق مہر کم کر دے تو اس پر بھی فریق ثانی کو اعتراض شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح براہ راست قرض کے لین دین کے معاملات ہیں۔ ان میں اگر قضا حالات دیکھ کر قسطیں مقرر کر دے تو اس پر بھی دوسرے فریق کو اعتراض ہو جاتا ہے۔

ہم احمدی ایک پُر امن معاشرے کے بارے میں جب دنیا کو کہتے ہیں تو ہمیں بھی اپنے ہر معاملے میں معاشرے میں امن قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ صحابہ آپس کے معاملات میں کیسے رویے رکھتے تھے اس کی ایک جھلک ایک واقعہ سے ملتی ہے۔

حضرت ابو قتادہؓ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مسلمان کے ذمہ ان کا کچھ قرض تھا۔ جب بھی یہ اس کے پاس قرض کا تقاضا کرنے جاتے تو وہ چھپ جایا کرتا تھا۔ ایک دن یہ گئے تو اس کے بیٹے سے پتا چلا کہ وہ گھر میں ہی ہے۔ انہوں نے باہر سے آواز دی اور کہا کہ مجھے پتا چل گیا ہے کہ تم گھر میں ہی ہو۔ اس لئے اب چھپنا بے فائدہ ہے۔ باہر آؤ اور مجھ سے بات کرو۔ جب وہ شخص باہر آیا تو انہوں نے اس سے چھپنے کی وجہ معلوم کی تو اس نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ میں آجکل بہت زیادہ تنگ دست ہوں۔ میرے مالی حالات بڑے بُرے ہیں۔ میرے پاس کچھ نہیں

ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ عیالدار ہوں۔ بچے بہت ہیں۔ ان کے بھی اخراجات پورے کرنے ہیں۔ اس پر ابو قتادہؓ نے کہا کہ واقعی ایسا ہے جیسا تم کہہ رہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم میرا یہی حال ہے۔ اس پر انہوں نے اس کا سارا قرض معاف کر دیا۔

(صحیح مسلم کتاب المساقاة باب فضل انظار المعسر حدیث 4000)

تویہ ہے وہ رویہ جو مومنوں میں ایک دوسرے کے لئے نرم رویئے اور محبت اور پیار پھیلانے والا ہے جس سے امن کی فضا قائم ہوتی ہے۔ لیکن اس میں قرض دینے والے کی حالت کا بھی بیان ہے۔ وہ ضدی اور ر قم ہضم کرنے والا نہیں تھا بلکہ اسے احساس اور شرمندگی ہے کہ قرض ادا نہیں کر سکتا اس لئے چھپتا پھرتا تھا۔ لیکن یہ نہیں کہا کہ دینا نہیں ہے۔ جبکہ آجکل ایسے معاملات بھی سامنے آ جاتے ہیں جو اس سے بالکل الٹ رخ کے ہیں کہ قرض لے لیتے ہیں اور پھر یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم نے نہیں لیا تھا۔ پس امن کا معاشرہ دونوں فریقین کے رویئے سے قائم ہوتا ہے۔ قرض دینے والے یا جس کا حق بنتا ہے اس کی طرف سے سہولت دینے سے اور قرض ادا کرنے والے یا جس کے ذمہ حق کی ادائیگی ہے اس کی طرف سے احساس ذمہ داری اور ادائیگی کے احساس کی وجہ سے اور فکر کی وجہ سے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ہمیں بھی اس طرح کے احساسات پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ قضا چاہے سہولت دے یا نہ دے یا قضا کسی کو ادائیگی کے لئے پابند کرے یا نہ کرے حق لینے والے کو اپنے نرم جذبات کا اظہار کرنا چاہئے اور حق دینے والے کو ادائیگی کی ذمہ داری کا احساس کر کے پھر اس ادائیگی کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

حق ادا نہ کرنا اور پھر ڈھٹائی دکھانا اس کا ایک واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے مکان کا مقدمہ تھا۔ قادیان میں کرایہ دار اس کا مکان خالی نہیں کر رہے تھے۔ وہ شخص جس کا مکان تھا وہ قادیان میں نہیں رہتا تھا بلکہ فوج میں ملازمت کرتا تھا اور سال میں چند دن کے لئے قادیان آیا کرتا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کہا کہ تم فوج میں ملازم ہو۔ تم قادیان صرف سال میں پندرہ بیس دن کے لئے آتے ہو۔ اتنا عرصہ تم مہمان خانے میں بھی رہ سکتے ہو۔ لنگر خانے میں، دارالضیافت میں رہ سکتے ہو یا اپنے کسی دوست کے پاس بھی ٹھہر سکتے ہو۔ اس وقت یہاں مکانوں کی کمی ہے اگر تم نے کرایہ دار کو صرف اپنے چند روز قیام کے لئے نکالا تو اسے بڑی تکلیف ہوگی۔ پھر آپ نے اسے مثال دی کہ دیکھو صحابہ نے تو باہر سے آنے والوں کو اپنی جائیدادیں بھی دے دیں لیکن تم دس پندرہ دن کے قیام کے لئے ساڑھے گیارہ مہینے رہنے والے کو گھر سے نکالنا چاہتے ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری اس بات کا اس پر بڑا اثر ہوا۔ کہنے لگا کہ حضور آپ صحیح فرماتے

ہیں اسے تنگ کرنا میری غلطی ہے لیکن آپ اس کرایہ دار سے بھی تو پوچھیں کہ اس نے گزشتہ آٹھ نو ماہ سے میرا کرایہ نہیں دیا جس کی وجہ سے میں نے سوچا ہے کہ اس سے گھر خالی کروالوں۔

حضرت مصلح موعودؑ کہتے ہیں کہ اس پر میں نے اس مالک مکان سے کہا کہ یہ معقول وجہ ہے اور تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ اسی کا ہے جو اپنا مقدمہ پیش کر رہا ہے اور یہ بھی نہیں بتا رہا کہ میں نے اتنے مہینے سے کرایہ بھی نہیں دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت میری عجیب حالت تھی کہ میں نے جو مالک مکان تھا اس کے دل کو نرم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے ایک ایسی بات کر دی جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اگر دوسرے فریق نے کرایہ ادا کیا ہوتا تو فرماتے ہیں کہ میں نے میدان مار لیا تھا۔ پھر میں جو فیصلہ کرنا چاہتا تھا وہ جاتا لیکن اس نے تو کرایہ بھی ادا نہیں کیا تھا اور پھر قبضہ بھی جمائے رکھنا چاہتا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ میری حالت اس وقت ویسی ہی ہو گئی جیسے کہتے ہیں کہ ایک پٹھان تھا اس نے کہیں سے سن لیا کہ اگر کسی کو کلمہ پڑھایا جائے تو انسان جنت میں چلا جاتا ہے۔ اس نے ایک ہندو کو پکڑ لیا کہ کلمہ پڑھو۔ ہندو نے کہا کہ میں ہندو ہوں۔ مجھے کلمہ سے کیا غرض ہے۔ اس نے کہا نہیں پڑھو اور تلوار نکال لی کہ ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ آخر ہندو نے کہا اچھا پڑھاؤ مجھے کلمہ۔ پٹھان کہنے لگا تم خود پڑھو۔ میں نے نہیں پڑھانا۔ ہندو کہنے لگا میں کس طرح پڑھ سکتا ہوں مجھے کیا پتا کلمہ کیا چیز ہے۔ تم مسلمان ہو تم مجھے پڑھاؤ تمہیں آتا ہو گا۔ پٹھان کہنے لگا مجھے تو نہیں آتا۔ آج قسمت خراب ہے ورنہ آج میں نے تمہیں کلمہ پڑھا کے جنت میں چلے جانا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اسی طرح میں نے نصیحت کر کے مالک مکان کا دل نرم کیا۔ جب دل نرم ہو گیا تو اس نے ایسی بات کی کہ میرا کلمہ وہیں کا وہیں رہ گیا۔ اگر دوسرے فریق نے کرایہ ادا کیا ہوتا، حق نہ مارا ہوتا تو میں مالک کو کلمہ پڑھا لیتا۔

(ماخوذ از مسلمانوں نے اپنے غلبہ کے زمانہ میں اخلاق کا اعلیٰ نمونہ دکھایا، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 220-221)

پس مومنوں کو ایک دوسرے کا حق ادا کرنے میں چستی دکھانی چاہئے۔ اور یہ صرف ایک واقعہ نہیں اکثر واقعات ہیں۔ اس لئے جب معاملات قضا میں بھی آتے ہیں یا خلیفہ وقت کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تو ساری بات سچائی پر مبنی ہونی چاہئے بجائے اس کے کہ اپنی بات کر کے بعد میں خلیفہ وقت کو شرمندہ ہونا پڑے۔ اس کو شرمندگی سے بھی بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آج جیسا کہ میں نے کہا بہت سے معاملات ایسے بھی ہیں کہ حق لینے والے کے رویے کو ہم نرم کر بھی لیں تو حق دینے والے کا رویہ معاملہ آگے نہیں بڑھنے دیتا اور پھر یہ بھی شکوہ ہوتا ہے کہ ہمارے ساتھ نرمی نہیں کی گئی۔

اس حوالے سے کہ حسین معاشرے کے قیام کے لئے کیسی باتیں ہونی چاہئیں؟ کس قسم کا حسین معاشرہ ہونا چاہئے؟ مسلمانوں میں دونوں طرف جو فریقین ہیں ان کو کس طرح اپنے حق ادا کرنے چاہئیں؟ اس سلسلہ میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات پیش کرتا ہوں۔

آپ ایک موقع پر آپس کے معاملات میں نرمی پیدا کرنے والے کو دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کرنے والے آدمی پر رحم فرمائے جب وہ خرید و فروخت کرتا ہے اور جب وہ قرضے کی واپسی کا تقاضا کرتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب البيوع باب السهولة والسماحة في الشراء والبيع... الخ حديث 2076)

پھر آپ نے آسانیاں پیدا کرنے والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو جنت میں داخل کیا جو خریدتے وقت اور بیچتے وقت اور قرض دیتے وقت اور قرض کا تقاضا کرتے وقت آسانی پیدا کرتا تھا۔ اس بات پہ ہی اس کو جنت میں داخل کیا۔

(صحیح البخاری کتاب احاديث الانبياء باب ما ذكر عن بنى اسرائيل حديث 3451)

پھر ایک روایت میں آتا ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے تنگ دست مقروض کو قرضہ کی ادائیگی میں مہلت دی یا معاف کر دیا تو قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمائے گا۔

(سنن الترمذی ابواب البيوع باب ما جاء في انظار المعسر والرفق به حديث 1306)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بخشش کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ اگر وہ کسی تنگ دست شخص کو دیکھتا تو اپنے ملازموں کو کہتا کہ اس سے صرف نظر کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی صرف نظر فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ چنانچہ اس کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس سے صرف نظر فرمایا۔

(صحیح البخاری کتاب البيوع باب من انظر معسرا حديث 2078)

پس جن کو توفیق ہو ان کو چاہئے کہ جس حد تک ممکن ہو سہولت مہیا کریں بجائے اس کے کہ لڑائی جھگڑوں اور عدالتوں میں فضول وقت ضائع کریں اور رقم خرچ کریں۔ لیکن اسلام صرف یہی نہیں کہتا کہ قرض دینے والے اور حق لینے والے یہ سہولتیں دیں۔ اسلام ایک ایسا معاشرہ قائم کرتا ہے اور ہر ایک فریق کو اس کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہے جس سے دلوں کی نفرتیں دور ہوں اور امن بھی قائم ہو۔ اس لئے جس کے ذمہ حق کی ادائیگی ہے انہیں بھی بڑی تلقین کرتا ہے۔ اب حضرت مصلح موعودؑ نے جو مثال دی اور بہت سی مثالیں سامنے آ جاتی ہیں کہ لوگ بغیر کسی مجبوری کے حق کی ادائیگی میں لیت و لعل سے کام لیتے ہیں اور ایسے لوگوں کا کبھی نظام ساتھ نہیں دیتا اور نہ دے سکتا ہے۔ اگر ایسے لوگوں کا ساتھ دینے لگ جائیں تو پھر حقوق غصب کرنے والوں کو کھلی چھٹی مل جائے گی اور امن کے بجائے معاشرے میں فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرائط بیعت میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ فساد سے بچنے کی

کوشش کروں گا۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بھی ہمیں ہدایت سے نوازا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دولت مند کا قرض ادا نہ کرنے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو ٹال مٹول کرنے والے کا پیچھا کرنے کو کہا جائے تو چاہئے کہ اس ٹال مٹول کرنے والے کا پیچھا کرے یعنی پھر مجبور کر کے اس سے دوسروں کا حق دلویا جائے قرض ادا کروایا جائے۔

(صحیح البخاری کتاب الحوالات باب الحوالۃ وهل يرجع فی الحوالۃ؟ حدیث 2287)

یہاں کوئی نرمی نہیں۔ کسی سہولت کی ضرورت نہیں کیونکہ اس دوسرے فریق کو توفیق ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں نے کہا اگر یہ نہیں کریں گے تو اس سے تو غاصبوں کو اور حق مارنے والوں کو جرأت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا کہ قرض ادا کرنے والے کا ٹال مٹول کرنا اس کی آبرو

اور اس کی سزا کو حلال قرار دیتا ہے۔ (سنن ابو داؤد کتاب القضاء باب فی الدین هل يحبس به حدیث 3628)

پس نظام جماعت کا فرض ہے کہ ایسے حقوق غصب کرنے والوں کو اگر وہ تعاون نہیں کرتے تو سزا دے۔ پس جب قضا کے فیصلوں کے مطابق تعمیل نہ کرنے والوں اور حق مارنے والوں کو سزا ملتی ہے تو پھر انہیں شور نہیں مچانا چاہئے کہ ہم سے نرمی کا سلوک نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے رسول نے اسے سزا دیئے جانے کا حق نظام جماعت کو دیا ہے۔ ملکی قانون بھی ایسے لوگوں کو سزا دیتا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑے انداز کا اور خوف دلانے والا ارشاد ہے جو آپ نے حق ادا نہ کرنے والوں کو فرمایا ہے اگر حق مارنے والے اسے اپنے سامنے رکھیں تو کبھی کسی کا حق مارنے کا نہ سوچیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے لوگوں سے واپسی کرنے کی نیت سے مال لیا یا قرض لیا اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادائیگی کروا دے گا اور فرمایا کہ جو شخص مال کھانے اور تلف کرنے کی نیت سے لے گا اللہ تعالیٰ اسے تلف کر دے گا۔

(صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض واداء الديون... الخ باب من اخذ اموال الناس يريد اداءها أو اتلافها)

حدیث 2387)

پس اگر نیت نیک ہو تو اللہ تعالیٰ وسائل اور ذرائع پیدا فرما دیتا ہے یا قرض دینے والے کے دل میں نرمی کے جذبات پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن اگر نیت ہی نیک نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسے سزا دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو عموماً ایسے شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس کے ذمہ قرض ہو اور اس کی جائیداد یا موجودہ رقم اس قرض کی ادائیگی کی کفایت نہ کرتی ہو۔

(صحیح البخاری کتاب الحوالات باب ان احال دين المیت علی رجل جاز حدیث 2289)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرض سے بچنے کی دعا بھی کیا کرتے تھے بلکہ قرض اور کفر کو آپ نے ملایا

ہے۔ چنانچہ ایک روایت ہے۔ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں کفر اور قرض سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قرض کا معاملہ کفر کے برابر کیا جائے گا؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

(سنن النسائی کتاب الاستعاذۃ باب الاستعاذۃ من الدین حدیث 5475)

اس بارے میں مزید وضاحت حضرت عائشہؓ کی ایک روایت سے بھی ملتی ہے۔ آپؐ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں گناہوں اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ کسی کہنے والے نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے قرض کے بارے میں کتنی ہی زیادہ پناہ طلب کرتے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص جب مقرض ہو جاتا ہے تو بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کر کے خلاف ورزی کرتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الأذان باب الدعاء قبل السلام حدیث 832)

پس یہ وجہ ہے کہ پناہ مانگنی چاہئے اور براہ راست قرض لینے والے بھی حتی الوسع قرض لینے سے بچیں۔ ان کو بچنا چاہئے اور اگر لے لیا ہے تو پھر ادائیگی کی فکر بھی کرنی چاہئے اور حقوق کی ادائیگی جو قرض کی طرح ہی ہے اس کی ادائیگی کی طرف بھی سنجیدگی سے توجہ دینی چاہئے۔

قضا کے فیصلوں کے بعد اگر حقوق اور قرض معاف کروانے ہوں تو پھر فریق ثانی سے معاف کروانے چاہئیں۔ جس کا حق ادا کرنا ہے وہی اپنا حق معاف کر سکتا ہے یا اس میں سہولت دے سکتا ہے۔ پس افراد جماعت کو اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

قرضوں کی ادائیگی کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نسخہ بتایا۔ بہت سارے لوگ قرضوں کے بارے میں لکھتے ہیں تو وہ اس پر عمل کر کے دیکھیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایک تو استغفار بہت زیادہ کیا کرو۔ دوسرے یہ کہ فضول خرچی چھوڑ دو۔ اکثر قرضے لوگ اس لئے لیتے ہیں کہ فضول خرچی کر رہے ہوتے ہیں۔ خواہشات بڑھا رہے ہوتے ہیں۔ اور تیسرے آپؐ نے فرمایا کہ اگر ایک پیسہ بھی ملے تو قرض خواہ کو دے دو۔

(ماخوذ از بدر جلد 11 نمبر 2، 3 مورخہ 9 نومبر 1911 صفحہ 3)

تھوڑی تھوڑی رقمیں بھی اگر کہیں سے تمہارے پاس آتی ہیں اور اپنے خرچ کرنے کے بعد جس حد تک تم اس کی ادائیگی کے متممل ہو سکتے ہو تو وہ ادائیگی کرنے کی طرف توجہ کرو۔ جمع کرتے جاؤ یا ویسے قسطوں میں ادا کرتے جاؤ۔ بہر حال ایک فکر ہونی چاہئے کہ چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی اگر آتی ہے، اس کو بچت ہوتی ہے اور اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کے بچت کرنی ہے، تو اس سے قرض کی ادائیگی ہونی چاہئے۔

بعض لوگ شوق میں قرض لے لیتے ہیں یہ فضول خرچی ہے۔ کسی نے مجھے لکھا کہ میرے پاس کار تو ہے

لیکن فلاں کار مجھے بڑی پسند ہے اور پیسے نہیں ہیں۔ کیا میں بنک سے قرض لے کر وہ کار خرید سکتا ہوں۔ اگر ایک دفعہ انسان قرض لے لے تو پھر قرضوں میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ پس ان فضول خواہشات سے بچنا چاہئے۔ اسی طرح بہت سارے لوگوں نے کاروبار کرنے شروع کئے۔ کوئی تجربہ نہیں ہے۔ نوجوان ہیں اور کاروبار کے نام پر لوگوں سے رقمیں لے لیں۔ تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے سارا کاروبار ختم ہو گیا۔ خود بھی محتاج ہو گئے اور لوگوں کے پیسے بھی لے ڈوبے۔ تو ایسے لوگوں کو بھی احتیاط کرنی چاہئے اور دینے والوں کو بھی بجائے اس کے کہ بعد میں شکوے پیدا ہوں اور مقدمے کریں۔ پہلے ہی سوچ سمجھ کر کسی کو قرضے دینے چاہئیں۔ اگر کاروبار میں بھی لگانا ہے تو کیونکہ ان کی اپنی بھی رقم ڈوٹتی ہے اور جس شخص کو دیا ہوتا ہے وہ بیچارہ بھی، بیچارہ تو نہیں ہوتا بعض دفعہ تو شرارت سے لوگ کر رہے ہوتے ہیں یا نیت ہی نیک نہیں ہوتی اور اس وجہ سے پھر مقدمہ بازی میں پھنسنے کے ذلیل و رسوا بھی ہوتے ہیں۔ بہر حال ان چیزوں سے ہمیں بچنا چاہئے تاکہ ایک پُر امن معاشرہ ہمارے اندر ہمیشہ قائم رہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں ایک حقیقی مومنانہ رنگ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایک پُر امن معاشرہ ہم قائم کرنے والے ہوں اور جو اعلیٰ اخلاق ہیں، اخلاق کے اعلیٰ معیار ہیں جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے توقع رکھی ہے جن کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے، جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی توجہ دلائی ان کو ہم اپنانے والے ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ یکم ستمبر 2017ء تا 07 ستمبر 2017ء جلد 24 شمارہ 35 صفحہ 08 تا 05)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 18 اگست 2017ء بمطابق 18 ظہور 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب کشتی نوح میں فرماتے ہیں کہ:

"خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔" فرمایا "تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔" فرمایا کہ "تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔" فرماتے ہیں "نفسانیت کی فریبی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فریبہ انسان داخل نہیں ہو سکتا..... تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشا ہے۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12-13)

یہ اقتباس مختلف تقریروں میں، درسوں میں، اکثر جماعت کے افراد کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرنے کا فقرہ تو ایسا ہے جو اکثر احمدی مختلف اوقات میں بطور حوالہ پیش کرتے ہیں بلکہ آپس کے معاملات کی تفصیل پیش کرتے ہوئے مجھے بھی لکھتے ہیں کہ ہم نے تو ایسا رویہ اختیار کیا لیکن دوسرا فریق تب بھی ہمارے ساتھ ظالمانہ رویہ اپناتے ہوئے ہے۔

گزشتہ خطبہ میں میں نے قضا اور جھگڑوں کے مقدموں کے حوالے سے بھی کچھ باتیں کی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ جن کو آپ نے اپنی تعلیم میں شامل کیا ہے یہ آپ کی اپنے ماننے والوں سے توقعات اور ان کے لئے آپ کے دل کے درد کا اظہار ہے۔ انسان جب کشتی نوح میں تعلیم کے مکمل حصہ کو پڑھتا ہے تو بل کر رہ جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ چند الفاظ بھی بار بار ہمارے سامنے لائے جاتے ہیں۔ لیکن

پھر بھی ہم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو معاف کرنے اور صلح کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تذلل بھی اختیار کرتے ہیں، صلح کے لئے ہر شرط کو قبول کر لیتے ہیں لیکن پھر بھی دوسرا فریق ظلم کا رویہ اپناتا ہے۔ اگر حقیقت میں دوسرا فریق ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو پھر وہ اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ کاٹا جائے گا اور پھر آگے یہ بھی فرمایا کہ "بد بخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

پس وہ لوگ جو ضد کرتے ہیں ان کے لئے بہت بڑا انداز ہے۔ انہیں ہوش کرنی چاہئے۔ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم فساد نہیں کریں گے۔ نفسانی جو شوش سے بچیں گے۔ اور دوسری طرف صلح سے بھی گریز کرتے ہیں۔ تو پھر یہ عہد بیعت سے دُوری ہے۔ عہد بیعت کو نبھانا نہیں ہے۔

آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ "ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہئے کہ نری لفاظی پر نہ رہے" لفظوں سے ہی اپنے آپ کو احمدی نہ ثابت کرتے رہیں۔ فرمایا کہ "بلکہ بیعت کے سچے منشا کو پورا کرنے والی ہو۔" آپ نے فرمایا کہ "اندرونی تبدیلی کرنی چاہئے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 188)

پس آپ علیہ السلام نے بڑا واضح فرما دیا کہ بیعت کے منشاء کو پورا کئے بغیر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حق کی ادائیگی اور صلح اور صفائی بھی ضروری ہے۔

آپ اپنی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے اور اس بات کا اظہار فرماتے ہوئے کہ آپ میں کتنی وسعت حوصلہ اور معاف کرنے کی طاقت ہے، اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجال اور کذاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کو شش کی ہو اور وہ صلح کا طالب ہو تو میرے دل میں خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آسکتا کہ اس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا....." پھر آپ نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسے اپنے نفس سے کرتے ہو۔" جو اپنے لئے چاہتے ہو یا خواہش ہے کہ تمہارے ساتھ دوسروں کی ہمدردی ہو، وہی سلوک اپنے بھائیوں سے بھی رکھو۔ فرمایا کہ "اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی

عادت بنائی جاوے۔" (ملفوظات جلد 9 صفحہ 74)

پس ہمیں ہر وقت یہ بات سامنے رکھنی چاہئے کہ آجکل کی دنیا میں جہاں ہر وقت اور ہر جگہ فتنہ و فساد کی حالت طاری ہے ہم جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر ایک حصار میں آیا ہوا سمجھتے ہیں اور اس بات پر شکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا کی عمومی فساد کی حالت سے محفوظ رکھا ہوا ہے حقیقت میں ہم اس وقت محفوظ ہو سکتے ہیں جب ہر وقت ہم یہ احساس رکھیں کہ اپنے جائز معاملات میں بھی دوسروں سے معاملات پڑنے پر نرمی کا رویہ رکھنا ہے اور صلح کی بنیاد ڈالنی ہے۔ ورنہ ہماری باتیں صرف باتوں کی حد تک رہیں گی اور ہمارا دعویٰ صرف دعوے کی حد تک ہی ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر کوئی فائدہ ہوا ہے۔ یہ ہمارا دعویٰ تو ہو سکتا ہے لیکن حقیقت نہیں۔ فائدہ اُسی وقت ہو گا جب اعلیٰ اخلاق کا ہر خلق ہم میں اپنی چمک دکھا رہا ہو گا۔ ہمدردی خلق اور صلح ایک ایسا خلق ہے جس کو اپنانے کی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ پس ہر احمدی کو اس پر بہت توجہ دینی چاہئے۔ آپ کے بعض اور اقتباسات بھی ہیں۔ اپنی مختلف کتابوں میں، اپنی ملفوظات میں آپ نے بار بار اس کا تذکرہ کیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاقتور پہلوان وہ شخص نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے۔ اصل پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الأدب باب الحذر من الغضب حدیث 6114)

پس یہ ایک مومن کی شان ہے کہ اس طرح کے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرے۔ غصہ کی حالت میں اپنے اوپر کنٹرول ہونا چاہئے۔ کبھی کوئی کافر اس بات پر عمل نہیں کر سکتا بلکہ اس کے لئے تو یہ حیرانی کی بات ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ آتا ہے جب آپ نے دشمن کو پچھاڑ لیا۔ اس پر بیٹھ گئے اور قریب تھا کہ اس کو قتل کر دیتے۔ اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ اور آپ علیحدہ ہو گئے۔ اس نے کہا کہ ایسی حالت میں آپ نے مجھے چھوڑ کیوں دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس لئے کہ پہلے میں تمہیں اسلام کے دشمن ہونے کی وجہ سے قتل کرنے لگا تھا۔ اب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو میری ذات اس میں شامل ہو گئی اور میں اپنے نفس کی خاطر کسی کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ تو یہ اعلیٰ معیار ہیں جو ہمیں تاریخ میں نظر آتے ہیں جو ہمارے بزرگوں نے پیش کئے۔

(ماخوذ از الفخری اصول ریاست اور تاریخ ملوک موکلفہ محمد علی ابن علی مترجم مولانا محمد جعفر شاہ پھلواوی صفحہ 68 مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 2007ء)

پس مومن کی تو یہ شان ہے کہ غصہ دبائے اور صلح کی طرف آمادہ ہو لیکن کافر کبھی یہ نہیں سوچ سکتا۔ اور یہی وہ مومنانہ شان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہمارے ہر عمل سے اسلام کی حقیقی تعلیم کا اظہار ہو۔ اس حقیقی تعلیم کا اظہار ہو جو غفو، درگزر اور صلح پھیلانے والی تعلیم ہے۔

چنانچہ ایک موقع پر اپنی ایک مجلس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو اسی حدیث کی تشریح بھی ہے کہ "ہماری جماعت میں شہزور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں۔" ہمیں وہ نہیں چاہئیں جو بڑے زور آور ہوں اور پہلوان ہوں۔ فرمایا کہ "بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔" اپنے اخلاق کو بدلنے اور اعلیٰ معیاروں تک لے جانے والے ہوں۔ فرمایا "یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہزور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں نہیں۔" فرمایا کہ "اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیل اخلاق پر قدرت پاوے۔" جو اپنے آپ پر کنٹرول رکھتا ہو اور اخلاق کو اعلیٰ اپنانے کی طاقت رکھتا ہو۔ فرمایا کہ "پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 140)

پس یہ ہمارا مقصد ہونا چاہئے۔ پھر ایک موقع پر ایک مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاق سیئہ کو چھوڑ کر عادات ذمہ کو ترک کر کے خصائل حسنہ کو لیتا ہے "برے اخلاق کو چھوڑتا ہے، بری عادتوں کو چھوڑتا ہے اور اچھی اخلاق اور خصلتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔" فرمایا "اس کے لئے وہی کرامت ہے۔" یہ تبدیلی ہونا، اعلیٰ اخلاق حاصل کرنا اس کے لئے ایک معجزہ ہے اور ایک کرامت ہے۔ لوگ کہتے ہیں کیا کرامت ہوئی؟ بیعت میں آکر کیا کرامت دکھائی۔ تو بیعت میں آکر کرامت یہی ہے کہ اعلیٰ اخلاق اپنانے اور بری باتوں کو چھوڑ دیا۔ فرمایا کہ "مثلاً اگر بہت ہی سخت تُند مزاج اور غصّہ وران عادات بد کو چھوڑتا ہے اور حلم اور عفو کو اختیار کرتا ہے یا ماسک کو چھوڑ کر سخاوت، اور حسد کی بجائے ہمدردی حاصل کرتا ہے تو بیشک یہ کرامت ہے۔" برائیاں چھوڑیں۔ اچھے اخلاق اختیار کئے۔ غصہ کو چھوڑا اور معافی اور حلم کی عادت ڈالی۔ کجی کو چھوڑا اور سخاوت کی۔ حسد کے بجائے دوسروں سے ہمدردی کے جذبات رکھے تو فرماتے ہیں کہ یہ ایک کرامت ہے، ایک انقلاب ہے جو تمہارے اندر پیدا ہو گیا۔

فرمایا "اور ایسا ہی خود ستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر جب انکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہ فروتنی ہی کرامت ہے۔ پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کراماتی بن جاوے۔" فرمایا کہ "میں جانتا ہوں ہر ایک یہی چاہتا ہے تو بس یہ ایک دُامی اور زندہ کرامت ہے۔" اگر ہمیشہ قائم رہنے والی کوئی کرامت ہے تو یہی کرامت ہے۔ یہی معجزہ ہے اور یہی انقلاب ہے جو تمہیں اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے کہ بدیوں کو چھوڑ کر، بد اخلاق کو چھوڑ کر اعلیٰ اخلاق اختیار کرو۔ فرمایا "انسان اخلاقی حالت کو درست کرے کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ نفع دُور تک پہنچتا ہے۔ مومن کو چاہئے کہ خلق اور خالق کے نزدیک اہل کرامت ہو جاوے۔" اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اہل کرامت بن جاوے۔ مخلوق کے نزدیک بھی اہل کرامت بن جاوے۔ اللہ تعالیٰ کے حق بھی ادا کرنے والے ہوں۔

مخلوق کے حق بھی ادا کرنے والے ہوں۔

فرماتے ہیں کہ "بہت سے رند اور عیاش ایسے دیکھے گئے ہیں جو کسی خارق عادت نشان کے قائل نہیں ہوئے لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا ہے۔" مان گئے۔ بڑے بڑے مجرم، بڑے بڑے بد معاش، بڑے بڑے عیاش تھے۔ نشانوں کو دیکھ کے تو ان کی حالت نہیں بدلی لیکن اخلاقی حالت دیکھ کر انہوں نے سر جھکا لیا، مان گئے۔" اور بجز اقرار اور قائل ہونے کے دوسری راہ نہیں ملی۔" فرماتے ہیں کہ "بہت سے لوگوں کے سواغ میں اس امر کو پاؤ گے کہ انہوں نے اخلاقی کرامات ہی کو دیکھ کر دین حق کو قبول کر لیا۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 141-142)

جب آپ یہ بات بیان کر رہے تھے اس وقت آپ کی ذات سے اس کا ایک عملی اظہار بھی ہو گیا۔ پہلے بھی میں یہ واقعہ بیان کر چکا ہوں کہ اُس وقت دو سکھ آئے اور مجلس میں بیٹھ کر فضول گوئی شروع کر دی۔ گالیاں دینی شروع کر دیں۔ بکواس شروع کر دی اور آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے بولتے رہے۔ آپ نے کچھ نہیں کہا۔ خاموشی سے سنتے رہے۔ اس وقت سب لوگوں کے یہ جذبات تھے کہ اعلیٰ اخلاق کا کیسا عملی اظہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ حالانکہ آپ کی جگہ تھی، آپ کی مجلس تھی، احمدی لوگ تھے لیکن آپ نے کسی کو اجازت نہیں دی کہ انہیں کچھ کہے اور جو ان کے منہ میں آیا، جو گالیاں بک سکتے تھے بکس، بولے اور چلے گئے۔ یا پھر بعد میں پولیس نے ان کو پکڑ لیا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 142)

تو یہ وہ اعلیٰ معیار تھا جس کا آپ نے اپنا نمونہ بھی اپنے ماننے والوں کے سامنے پیش فرمایا۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اگر انسان کے اندر سے نفسانیت کا کیڑا نہیں نکلتا تو اس کا توحید پر بھی ایمان نہیں ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا یہ کیڑے اندر سے نہیں نکل سکتے۔" یعنی نفسانیت کے کیڑے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی کا فضل حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ فرماتے ہیں کہ "یہ بہت ہی باریک کیڑے ہیں اور سب سے زیادہ ضرر اور نقصان ان کا ہی ہے۔ جو لوگ جذبات نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حدود سے باہر ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر حقوق العباد کو بھی تلف کرتے ہیں وہ ایسے نہیں کہ پڑھے لکھے نہیں بلکہ ان میں ہزاروں کو مولوی فاضل اور عالم پاؤ گے۔ اور بہت ہوں گے جو فقیہ اور صوفی کہلاتے ہوں گے۔ مگر باوجود ان باتوں کے وہ بھی ان امراض میں مبتلا نکلیں گے۔" یہ صرف جاہلوں کا کام نہیں ہے کہ وہ اللہ کا حق اور بندوں کے حق ادا نہیں کرتے یا موقع آئے تو لوگوں کے حق مارنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ آپ نے فرمایا کہ بہت سارے پڑھے لکھے لوگ ایسے ہیں بلکہ علماء اور عالم لوگوں میں اور اس سے بھی بڑھ کر جو دین کا علم رکھنے والے ہیں اور عام دنیا میں وہ بڑے فقیہ اور بڑے صوفی کہلاتے ہیں،

بزرگ کہلاتے ہیں وہ بھی اس مرض میں مبتلا ہیں کہ جب اپنا موقع آتا ہے تو پھر سب کچھ بھول جاتے ہیں اور نہ پھر ان کو خدا یاد رہتا ہے نہ بندوں کے حق ادا کرنے اور اعلیٰ اخلاق یاد رہتے ہیں۔ فرمایا "ان بتوں سے پرہیز کرنا ہی تو بہادری ہے اور ان کو شناخت کرنا ہی کمال دانائی اور دانشمندی ہے۔ یہی بت ہیں جن کی وجہ سے آپس میں نفاق پڑتا ہے اور ہزاروں کشت و خون ہو جاتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے اور اسی طرح ہزاروں ہزار بدیاں ان کے سبب سے ہوتی ہیں۔" فرماتے ہیں کہ "ہر روز اور ہر آن ہوتی ہیں اور اسباب پر اس قدر بھروسہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو محض ایک عضو معطل قرار دے رکھا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے اور اگر انہیں کہا جاوے تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کیا ہم مسلمان نہیں اور کلمہ نہیں پڑھتے؟ مگر افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا اور یہ کافی ہے۔" جو اصل مقصد ہے، اصل مفہوم ہے توحید کا اس کو نہیں سمجھے۔ سمجھ لیا کہ لا الہ الا اللہ پڑھ دیا اور کافی ہو گیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ "میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر انسان کلمہ طیبہ کی حقیقت سے واقف ہو جاوے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔" فرماتے ہیں کہ "یہ امر خوب سمجھ لو کہ میں جو اس مقام پر کھڑا ہوں میں معمولی واعظ کی حیثیت سے نہیں کھڑا ہوں اور کوئی کہانی سننے کے لئے نہیں کھڑا ہوں بلکہ میں تو ادائے شہادت کے لئے کھڑا ہوں۔ میں نے وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے، پہنچا دینا ہے۔" فرمایا کہ "اس امر کی مجھے پروا نہیں کہ کوئی اسے سنتا ہے یا نہیں سنتا اور مانتا ہے یا نہیں مانتا اس کا جواب تم خود دو گے۔ میں نے فرض ادا کرنا ہے۔ میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ: 105-106)

فرماتے ہیں کہ "(خدا کے واحد ماننے کے لئے ساتھ یہ لازم ہے کہ اس کی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جاوے۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق تلف کرتا ہے اور اس کی خیانت کرتا ہے وہ لا الہ الا اللہ کا قائل نہیں۔)"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ: 106 حاشیہ)

لا الہ الا اللہ کا قائل ہونا یا توحید کا قائل ہونے والا پھر بندوں کے حقوق بھی نہیں غصب کرتا۔ فرمایا "کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک خارق عادت تبدیلی ہو جاتی ہے۔" اگر لا الہ الا اللہ کا مفہوم سمجھ لو تو ایک غیر معمولی تبدیلی تمہارے اندر پیدا ہو جائے۔ فرمایا کہ "اس میں بغض، کینہ، حسد، ریا وغیرہ کے بُت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی اسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا موحد بنتا ہے

جب یہ اندرونی بت تکبر، خود پسندی، ریاکاری، کینہ وعداوت، حسد و بخل، نفاق و بد عہدی وغیرہ کے دور ہو جاویں۔ "حقیقی موحّد بننا ہے تو پھر تکبر بھی چھوڑنا ہو گا۔ خود پسندی بھی چھوڑنی ہو گی۔ بناوٹ اور ریاکاری کو بھی چھوڑنا ہو گا۔ کینہ اور عداوت رکھنا بھی چھوڑنا ہو گا۔ کوئی صلح کرنے کے لئے آتا ہے، معافی مانگتا ہے تو اس کو معاف بھی کرنا ہو گا۔ دلوں میں کینے پالنے نہیں چاہئیں۔ دشمنیاں نہیں رکھنی چاہئیں۔"

حسد اور بخل کو بھی چھوڑنا ہو گا۔ نفاق اور بد عہدی کو بھی چھوڑنا ہو گا۔ یہ ساری چیزیں چھوڑیں گے تو آپ نے فرمایا کہ پھر ہی سچے موحّد بن سکتے ہو۔ تبھی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے مفہوم کو سمجھ سکتے ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ "جب تک یہ بت اندر ہی ہیں اس وقت تک لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں توکل کی نفی مقصود ہے۔ پس یہ کچی بات ہے کہ صرف منہ سے کہہ دینا کہ خدا کو وحدہ لا شریک مانتا ہوں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ ابھی منہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور ابھی کوئی امر ذرا مخالف مزاج ہو اور غصہ اور غضب کو خدا بنا لیا۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 106-107)

پس خلاصہ یہ کہ انسان کے اندر سے نفسانیت کا کیڑا اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں نکل سکتا اور اللہ تعالیٰ کا فضل بغیر حقیقی توحید پر قائم ہوئے نہیں مل سکتا۔ نرا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ منہ سے کہہ دینے سے انسان موحّد نہیں بن سکتا۔ موحّد بننے کے لئے اللہ تعالیٰ کو سب طاقتوں کا مالک سمجھنا ضروری ہے اور اس کو معبود حقیقی سمجھنا ضروری ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کو سب طاقتوں کا مالک سمجھا جائے اور معبود حقیقی سمجھا جائے تو پھر دنیاوی حیلوں سے، دنیاوی بہانوں سے، مختلف طریقوں سے، انسان دوسرے انسانوں کا حق نہیں مار سکتا۔ پس جو اپنے بھائیوں کے حق ادا نہیں کرتا، جو صلح کی طرف قدم نہیں بڑھاتا، جو دشمنیوں کو ختم نہیں کرتا وہ توحید کا بھی قائل نہیں۔ یہ خلاصہ ہے آپ کے اس بیان کا۔ یہ ایک ایسا نکتہ ہے کہ اگر اسے سمجھ لیا جائے تو ہم سب ہمیشہ صلح کی بنیاد ڈالنے والے بن جائیں اور دوسروں کے حق ادا کرنے والے بن جائیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اس مضمون کو سمجھتے ہوئے اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے ورنہ ہمارے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ منہ سے تو توحید کا اقرار ہے لیکن عمل سے اس کی نفی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب 'اسلامی اصول کی فلاسفی' میں ترک شرکی قسموں کا ذکر فرمایا اور یہ ذکر فرماتے ہوئے ایک قسم آپ نے یہ بیان فرمائی یعنی کہ شر کو کس طرح ترک کیا جاسکتا ہے۔ کس طرح کیا جانا چاہئے اور کس طرح ترک ہوتا ہے اور مختلف طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ دوسرے کو ظلم کی راہ سے بدنی آزار نہ پہنچانا اور بے شر ہونا اور صلح کاری کی زندگی بسر کرنا۔ ایک قسم ترک شر کی یہ ہے۔ بالکل ایسی زندگی گزارنا کہ کسی بھی قسم کا ظلم کسی پر نہ کرنا۔ کسی کو نقصان نہ پہنچانا بلکہ خالص بالکل مکمل طور پر بے شر ہو جانا اور صلح کی بنیاد ڈالنا، صلح سے زندگی گزارنا۔ آپس میں محبت اور پیار کو بڑھانا یہ ضروری ہے۔ اس بارے میں آپ مزید

فرماتے ہیں۔ پس بلاشبہ صلح کاری اعلیٰ درجہ کا ایک خُلق ہے اور انسانیت کے لئے از بس ضروری۔ اور اس خلق کے مناسب حال طبعی قوت جو بچے میں ہوتی ہے جس کی تعدیل سے یہ خُلق بنتا ہے اُلفت یعنی خُورگرفتگی ہے۔ فرماتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان صرف طبعی حالت میں یعنی اس حالت میں کہ جب انسان عقل سے بے بہرہ ہو صلح کے مضمون کو نہیں سمجھ سکتا اور نہ جنگجوئی کے مضمون کو سمجھ سکتا ہے۔ یہ خُلق جو ہے یہ بچوں میں پیدا ہوتا ہے۔ صلح کرنا، صلح کی طرف قدم بڑھانا فطرت کا حصہ ہے۔ بچے جو ہیں وہ فوری طور پر بھول جاتے ہیں اور صلح کی طرف بڑھتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ انسان اس طبعی حالت کو اسی وقت سمجھ سکتا ہے جب عقل بھی ہو۔ اگر عقل نہیں ہے تو انسان صلح کے مضمون کو سمجھ نہیں سکتا اور اسی طرح نہ جنگجوئی کے مضمون کو سمجھ سکتا ہے۔ کس وقت صلح کرنی اور کس وقت کن حالات میں جنگ ہونی ہے۔ فرمایا کہ پس اس وقت جو ایک عادت موافقت کی اس میں پائی جاتی ہے وہ صلح کاری کی عادت کی ایک جڑھ ہے۔ لیکن چونکہ وہ عقل اور تدبیر اور خاص ارادے سے اختیار نہیں کی جاتی اس لئے خُلق میں داخل نہیں ہوتی بلکہ خُلق میں تب داخل ہوگی کہ جب انسان بالا ارادہ اپنے تئیں بے شر بنا کر صلح کاری کے خُلق کو اپنے محل پر استعمال کرے۔ اگر عقل نہیں ہے انسان میں یا طاقت نہیں ہے اُس وقت یا بچے کی حالت ہے تو وہ ایک اعلیٰ خُلق نہیں ہے۔ اعلیٰ خُلق تبھی بنے گا جب سارے حالات کا جائزہ لے اور پھر انسان ارادہ کر کے اور کوشش کر کے پھر صلح کی بنیاد کو ڈالے اور اس کو اپنے محل پہ استعمال کرے۔ یا اگر بعض دفعہ ملکوں میں یا قوموں میں جنگ کی صورت پیش آ جاتی ہے اس وقت وہ فیصلے کرتے ہیں۔ لیکن انصاف سے دور ہو کر نہیں، عقل سے ہٹ کر نہیں بلکہ موقع اور محل کے حساب سے اور سوچ سمجھ کر یہ فیصلے ہوتے ہیں۔ صلح کاری کی بنیاد بھی صحیح محل پہ ہو، صحیح موقع پر ہو تو یہ ایک اعلیٰ خُلق تبھی بنتا ہے۔

فرمایا کہ جب انسان بالا ارادہ اپنے تئیں بے شر بنا کر صلح کاری کے خُلق کو اپنے محل پر استعمال کرے اور بے محل استعمال کرنے سے مجتنب رہے۔ اس میں اللہ جلّ شانہ یہ تعلیم فرماتا ہے وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ۔ (الانفال: 2) کہ اپنے درمیان اصلاح کرو۔ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔ (النساء: 129) صلح بہر حال بہتر ہے۔ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاجْتَنَحْ لَهَا۔ (الانفال: 62) کہ اگر وہ صلح کے لئے جھک جائیں تو تُو بھی ان کے لئے صلح کے لئے جھک جا۔ اگر دشمن صلح کے لئے جھک جائے یا دوسرا فریق صلح کی طرف مائل ہو تو پھر صلح کرو۔ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاجْتَنَحْ لَهَا۔ (الانفال: 62)۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا۔ (الفرقان: 64) کہ اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ، عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا۔ (الفرقان: 73) اور جب وہ لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت QUOTE کی کہ اِذْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِي

بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ۔ (حم السجدة: 35) کہ ایسی چیز سے دفاع کرو جو بہترین ہو۔ اگر اس طرح احسن رنگ میں کرو گے تو تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی ہے گویا کہ وہ گہرے دوست بن جائیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یعنی آپس میں صلح کاری اختیار کرو۔ صلح میں خیر ہے جب وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ۔ خدا کے نیک بندے صلح کاری کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں اور اگر کوئی لغویات کسی سے سنیں جو جنگ کا مقدمہ اور لڑائی کی ایک تمہید ہو تو بزرگانہ طور پر طرح دے کر چلے جاتے ہیں۔ اگر لغوبات سنتے ہیں جس کی وجہ سے لڑائی پیدا ہونے کا خطرہ ہو، لڑائی ہونے کا خطرہ ہو تو پھر وہ بزرگانہ طور پر اس سے بچتے ہوئے ایک طرف ہو جاتے ہیں اور فرمایا کہ اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر لڑنا شروع نہیں کر دیتے۔ یعنی جب تک کوئی زیادہ تکلیف نہ پہنچے اس وقت تک ہنگامہ پردازی کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اور صلح کاری کے محل شناسی کا یہی اصول ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو خیال میں نہ لاویں اور معاف فرماویں۔ اور لغو کا لفظ جو اس آیت میں آیا ہے سو واضح ہو کہ عربی زبان میں لغو اس حرکت کو کہتے ہیں کہ مثلاً ایک شخص شرارت سے ایسی بکواس کرے یا بے نیت ایذا ایسا فعل اس سے صادر ہو کہ دراصل اس سے کچھ ایسا حرج اور نقصان نہیں پہنچتا۔ منہ سے فضول باتیں کر رہا ہے، بکواس کر رہا ہے یا نقصان پہنچانے کی نیت ہو جس سے زیادہ کوئی حرج بھی نہ ہوتا ہو سو صلح کاری کی یہ علامت ہے کہ ایسی بیہودہ ایذا سے چشم پوشی فرماویں۔ اگر کوئی ہلکا سا چھوٹا موٹا نقصان بھی پہنچانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کو صرف نظر کرو۔ چھوڑ دو اسے اور بزرگانہ سیرت عمل میں لاویں۔ آپ فرماتے ہیں اور پھر فرمایا کہ جو شخص شرارت سے کچھ یا وہ کوئی کرے تو تم نیک طریق سے صلح کاری کا اس کو جواب دو تب اس خصلت سے دشمن بھی دوست ہو جائے گا۔

(ماخوذ از اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 348-349)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: "اس جماعت کو تیار کرنے میں غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔" آپ فرماتے ہیں کہ "میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے اور دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اول اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے۔"

فرمایا کہ "سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بد گوئی کرے تو اس کے لئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "جیسے دنیا کے قانون

ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ "فرمایا" خدا تعالیٰ ہر گز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔" (ملفوظات جلد 7 صفحہ 127-128)

پس ہمارا مقصد آپ کی جماعت میں شامل ہونا اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور حقیقی توحید کو اپنے دلوں پر قائم کریں۔ پھر جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے ان اخلاق کو بھی اختیار کرنا ہو گا جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں، جو دوسروں کے حقوق ادا کرنے سے ملتے ہیں۔

آپ نے ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر مجھ سے تعلق جوڑا ہے اور میری فوج میں داخل ہونے کا دعویٰ ہے تو اعلیٰ اخلاق اختیار کرنے ہوں گے اور فتنہ و فساد کی حالت کو چھوڑنا ہو گا۔ آپ نے اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو فرمایا کہ "وہ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں، زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا۔" (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 15)

اسلام پھیلے گا۔ تبلیغ کے رستے کھلیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ "پس اٹھو! اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو۔"

پھر ایک جگہ اپنی جماعت کو اپنے دلوں سے بغضوں اور کینوں کو نکالنے اور بنی نوع انسان سے ہمدردی کرنے اور صلح کی بنیاد ڈالنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "میں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنایا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارہ شیوہ ہو۔" لوگوں کو دکھ پہنچانا تمہارا شیوہ بن جائے۔ فرمایا "نہیں۔ بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہو گی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو۔" وہ زندگی حاصل کرنی ہے تو بغیر کسی کوشش کے نہیں ہوگی یا بغیر اعلیٰ اخلاق کو اپنائے نہیں ہوگی۔ فرمایا کہ خدا کے لئے سب پر رحم کرو "تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے

اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو۔ ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔"

کپڑے ایسے دھوتے ہوئے ان کو بار بار ملنا پڑتا ہے یا دھوبی ان کو پتھروں پے مارتا ہے یا آجکل واشنگ مشینیں ہیں تو ان کو اس تیزی سے گھماتی ہیں کہ وہ میل اتر جاتی ہے یہی مثال آپ نے دی ہے۔ فرمایا کہ "یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔" جس طرح کپڑے دھلتے ہیں وہی تدبیر جو ہے انسانی نفس کے پاک ہونے کی ہے "اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا۔ (الشَّمْس: 10) یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 14-15)

پس اس طرح اپنے نفس کو دھونے کی کوشش کرنی چاہئے جس طرح کپڑے دھلنے کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم آپ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کرنے والے ہوں۔ صلح کی بنیاد ڈالنے والے ہوں۔ توحید کا صحیح ادراک حاصل کرنے والے ہوں۔ اور معاشرے میں محبت اور پیار بکھیرنے والے ہوں۔ دنیاوی خواہشات کو کبھی اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں ہم ہمیشہ رہیں اور یہی ہماری اولین ترجیح ہو۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 08 ستمبر 2017ء تا 14 ستمبر 2017ء جلد 24 شمارہ 36 صفحہ 05 تا 08)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی فرمودہ مورخہ 25 اگست 2017ء بمطابق 25 ظہور 1396 ہجری شمسی
بمقام DM Arena کالسر وئے (Karlsruhe)، جرمنی

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ہم آج یہاں جلسہ میں شمولیت کے لئے جمع ہیں۔ جیسا کہ ہر احمدی جانتا ہے کہ ہمارا یہاں جلسہ کے لئے اکٹھا ہونا کسی دنیاوی ہاؤس، شور شرابے یا کسی دنیاوی مقصد کے لئے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ یہاں کے پروگراموں میں شامل ہو کر ایک روحانی ماحول میں رہ کر اپنی روحانیت کو بڑھائیں۔ اپنی علمی استعدادوں کو بڑھائیں۔ اپنی اعتقادی حالت کو بہتر کریں۔ اپنی عملی حالتوں میں بہتری کریں۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ کے حق اور اس کے بندوں کے حق ادا کریں۔

کوئی غیر احمدی تو شاید یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمیں اس بات کا ادراک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق کیا ہیں اور اس کے بندوں کے حق کیا ہیں۔ لیکن ایک احمدی یہ نہیں کہہ سکتا۔ اس کے سامنے تو بار بار یہ باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ہم پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے ہمیں ان باتوں کا اتنا بڑا ذخیرہ دے دیا ہے کہ جو نہ ختم ہونے والا ہے۔ بعض دفعہ انسان سمجھتا ہے کہ ایک بات میں نے پہلے سنی ہوئی ہے، پڑھی ہوئی ہے لیکن جب وہ اسے دوبارہ سنتا ہے یا پڑھتا ہے تو کوئی نہ کوئی نیا نکتہ یا نیا پہلو اس بات کا اس کے سامنے آ جاتا ہے۔ اور پھر ایک احمدی جو بیعت میں شامل ہوتا ہے اس کے لئے شرائط بیعت میں آپ علیہ السلام نے ان حقوق اور ہمارے فرائض کو مختصر بیان فرمایا ہے۔ پس اپنے اس مقصد کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ اس جلسہ میں شامل ہونے کا ہمارا کیا مقصد ہے۔ اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے پیش کروں گا۔

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ عقائد کا اثر اعمال پر بھی ہوتا ہے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک تو یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جاوے اور اس کے احسانوں کے بدلے میں اس کی پوری اطاعت کی جاوے۔ ورنہ خدا تعالیٰ جیسے محسن و مربی سے جوڑ و گردانی کرتا ہے

وہ شیطان ہے۔ "اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے احسان ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی بات نہیں مانتا اس کی پوری اطاعت نہیں کرتا۔ فرمایا پھر وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا نہیں۔ رحمان کا بندہ نہیں ہو سکتا وہ تو پھر شیطان ہو گا۔ فرماتے ہیں کہ "دوسرا حصہ یہ ہے کہ مخلوق کے حقوق شناخت کرے اور کما حقہ اس کو بجالا دے۔" فرمایا کہ "جن قوموں نے موٹے موٹے گناہ جیسے زنا، چوری، غیبت، جھوٹ وغیرہ اختیار کئے آخر وہ ہلاک ہو گئیں اور بعض قومیں صرف ایک ایک گناہ کے ارتکاب سے ہلاک ہوتی رہیں۔ مگر چونکہ یہ اُمتِ مرحومہ ہے "مسلمان جو ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص نظر ہے" اس لیے خدا تعالیٰ اسے ہلاک نہیں کرتا۔ ورنہ کوئی معصیت ایسی نہیں ہے جو یہ نہیں کرتے..... "کون سا گناہ ہے جو مسلمانوں میں آجکل نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب کام کر رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "ہر ایک نے الگ معبود بنائے ہیں....." ایک معبود نہیں۔ دنیا میں پڑ گئے ہیں اور دنیا کو اپنا معبود بنالیا ہے۔ دنیا داروں کو اپنا معبود بنالیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "بات یہ ہے کہ عقیدے اچھے ہوتے ہیں تو انسان سے اعمال بھی اچھے صادر ہوتے ہیں....." اگر عقیدہ بہتر ہو گا، اچھا ہو گا اس پہ یقین ہو گا تو پھر اس عقیدے کی رُو سے اگر نیک نیتی اگر ہوگی تو پھر اچھے اعمال بھی صادر ہوں گے۔ فرماتے ہیں "جو انسان سچا اور بے نقص عقیدہ اختیار کرتا ہے اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا تو اس سے اعمال خود بخود ہی اچھے صادر ہوتے ہیں اور یہی باعث ہے کہ جب مسلمانوں نے سچے عقائد چھوڑ دیئے تو آخر دجال وغیرہ کو خدا ماننے لگ گئے۔" ابھی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بڑی بڑی حکومتیں بھی دنیاوی طاقتوں کو خدا ماننے لگ گئی ہیں۔ ان کی جھولی میں گر نئے لگ گئی ہیں۔ اور یہ آجکل ہمیں ہر جگہ نظر آتا ہے۔ پس افراد سے لے کر حکومتوں تک، مسلمان حکومتوں تک کا یہی حال ہے "کیونکہ دجال میں تمام صفات خدائی کے تسلیم کرتے ہیں۔ پس جب اس میں تمام صفات خدائی کے مانتے ہو تو جو اُسے خدا کہے اُس کا اِس میں کیا قصور ہوا؟" فرمایا "خود ہی تو تم خدائی کا چارج دجال کو دیتے ہو۔ پروردگار چاہتا ہے کہ جیسے عقائد درست ہوں ویسے ہی اعمال صالحہ بھی درست ہوں اور ان میں کسی قسم کا فساد نہ رہے۔ اس لئے صراطِ مستقیم پر ہونا ضروری ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "خدا نے بار بار مجھے کہا ہے کہ اَلْحَيٰذِیْ کُلُّہُ فِی الْقُزٰن۔" فرماتے ہیں کہ "اس کی تعلیم ہے خدا واحد لا شریک ہے۔ جو قرآن نے کہا ہے وہ بالکل سچ ہے۔" (ملفوظات جلد 6 صفحہ 420-421)

سب بھلائیاں قرآن کریم میں تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کا حق بجالاؤ اور جو بندوں کے حق ہیں ان کو بھی ادا کرو۔

پس خدا تعالیٰ کو وحدہ لا شریک سمجھنا اور اس کی پوری اطاعت کرنا اور اس کا حق ادا کرنا، یہ پھر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کی عبادت کا بھی حق ادا کیا جائے۔ چنانچہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اس سلسلہ کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔ ہم کیوں احمدی ہوئے ہیں؟ کیا مقصد تھا آپ کی بیعت میں

آنے کا؟ کیوں آپ نے سلسلہ قائم کیا؟ فرمایا تاکہ خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو اور دعا اور عبادت کی حقیقت کا علم ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ "جیسے پہلا آدمی جو صرف دعا کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا وہ خطا کار ہے۔ اسی طرح پر یہ دوسرا جو تدبیر ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ ملحد ہے۔" ایک شخص دعا کرتا ہے کوشش نہیں کرتا۔ تدبیر نہیں کرتا۔ تدبیر کرنے کا بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، تو وہ بھی خطا کار ہے۔ غلطی پر ہے۔ اسی طرح پر جو تدبیر کرتا ہے اور دعا نہیں کرتا وہ ملحد ہے۔ "مگر تدبیر اور دعا دونوں باہم ملا دینا اسلام ہے۔" اسلام کی تعلیم کیا ہے کہ تدبیر بھی کرو۔ کوشش کرو۔ اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ، اپنی پوری استعدادوں کے ساتھ، اپنی پوری طاقتوں کے ساتھ جو تم دنیاوی کوشش کر سکتے ہو کرو۔ اور اسی طرح دعا بھی کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑاؤ اور بہت دعا کرو کہ اصل نتیجہ اس تدبیر کا خدا تعالیٰ نے پیدا کرنا ہے اور اگر یہ چیزیں ہیں تو آپ نے فرمایا پھر یہ اسلام ہے۔

فرماتے ہیں کہ "اسی واسطے میں نے کہا ہے کہ گناہ اور غفلت سے بچنے کے لئے اس قدر تدبیر کرے جو تدبیر کا حق ہے۔ اور اس قدر دعا کرے جو دعا کا حق ہے۔ اسی واسطے قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ فاتحہ میں ان دونوں باتوں کو مد نظر رکھ کر فرمایا ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ اسی اصل تدبیر کو بتاتا ہے اور مقدم اس کو کیا ہے کہ پہلے انسان رعایت اسباب اور تدبیر کا حق ادا کرے۔ مگر اس کے ساتھ ہی دعا کے پہلو کو چھوڑ نہ دے بلکہ تدبیر کے ساتھ ہی اس کو مد نظر رکھے۔" فرمایا کہ "مومن جب اِيَّاكَ نَعْبُدُ کہتا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تو معاً اس کے دل میں "خیال" گزرتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں جب تک اُس کا فضل اور کرم نہ ہو۔" بعض لوگوں کو بڑا مان ہوتا ہے۔ بڑا زعم ہوتا ہے کہ ہم بڑے عبادت گزار ہیں۔ بڑے نمازیں پڑھنے والے ہیں۔ لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ایک حقیقی مومن تو یہ سوچتا ہے کہ عبادت کی توفیق دینا بھی اللہ تعالیٰ کا ہی فضل ہے۔ فرمایا کہ "اس لئے وہ معاً کہتا ہے۔ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ یہ اک نازک مسئلہ ہے جس کو بجز اسلام کے اور کسی مذہب نے نہیں سمجھا۔ اسلام ہی نے اس کو سمجھا ہے۔" آپ فرماتے ہیں "پس اسلام کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ اس میں داخل ہونے والا اس اصل کو مضبوط پکڑ لے۔ تدبیر بھی کرے اور مشکلات کے لئے دعا بھی کرے اور کر اویں۔ اگر ان دونوں پلڑوں میں سے کوئی ایک ہلکا ہے تو کام نہیں چلتا ہے۔ اس لئے ہر ایک مومن کے واسطے ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔"

فرماتے ہیں کہ "مگر اس زمانہ میں میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ تدبیریں تو کرتے ہیں مگر دعا سے غفلت کی جاتی ہے۔ بلکہ اسباب پرستی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ تدبیر دنیاوی کو خدا بنا لیا گیا ہے اور دعا پر ہنسی کی جاتی ہے اور اس کو ایک فضول شے قرار دیا جاتا ہے۔ یہ سارا اثر یورپ کی تقلید سے ہوا ہے۔ یہ خطرناک زہر ہے جو دنیا میں پھیل رہا ہے۔" اب یہاں یورپ میں اللہ تعالیٰ پہ ایمان تو بہت حد تک کم ہو رہا ہے۔

atheist تعداد میں بہت زیادہ بڑھ رہے ہیں اور مسلمان سمجھتے ہیں کہ شاید ان کی ترقی کار از اسی میں ہے لیکن اس کا انجام اچھا نہیں ہونا۔ آپ نے فرمایا یہ خطرناک زہر ہے جو دنیا میں پھیل رہا ہے۔ "مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس زہر کو دُور کرے۔ چنانچہ یہ سلسلہ اس نے اسی غرض کے لئے قائم کیا ہے۔" اور جو احمدی ہیں انہوں نے دنیا کے اثر نہیں لینے۔ دنیا داری کے اثر نہیں لینے۔ خدا تعالیٰ پر یقین نہ کرنے والوں کے اثر نہیں لینے بلکہ ان کو خدا تعالیٰ کے وجود سے، خدا تعالیٰ کی ذات سے آگاہ کرنا ہے اور حقیقی اسلام کے بارے میں ان کو بتانا ہے۔ یہ ایک احمدی کا کام ہے۔ فرمایا "تادینا کو خدا تعالیٰ کی معرفت ہو اور دعا کی حقیقت اور اس کے اثر سے اطلاع ملے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 268-269)

لوگ سمجھتے ہیں دعا کی کوئی حقیقت نہیں۔ ایک احمدی کا ایمان ایسا ہونا چاہئے جہاں اسے قبولیت دعا پر یقین ہو وہاں قبولیت دعا کے تجربات بھی ہوں۔ پس یہ ہے وہ حالت جو ایک احمدی کو پیدا کرنی چاہئے اور جب یہ حالت ہوگی تو تب ہی پھر اعتقادی مضبوطی بھی پیدا ہوگی۔ انسان عارضی خداؤں کے پیچھے نہیں جائے گا بلکہ معبود حقیقی کی پہچان کر کے صرف اور صرف اس کے آگے جھکے گا اور اس معبود حقیقی کی پہچان اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی معراج کے اسلوب ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پر اترنے والی کتاب اور اپنے عمل سے سکھائے۔ اس لئے یہ معرفت اور دعا کی حقیقت اس وقت تک ظاہر نہیں ہو سکتی جب تک ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پختہ تعلق پیدا نہ کریں۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سلسلہ کے قیام اور اپنی بعثت کی غرض بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ "اگر ہماری جماعت میں سے کوئی ناواقف ہو تو وہ واقف ہو جائے۔" اگر کسی کو نہیں پتا تو اسے پتا لگ جانا چاہئے کہ اس سلسلہ کے قائم کرنے سے اللہ تعالیٰ کی کیا غرض ہے؟ اور ہماری جماعت کو کیا کرنا چاہئے؟ اور یہ بھی غلطی ہے کہ کوئی اتنا ہی سمجھ لے کہ رسمی طور پر بیعت میں داخل ہونا ہی نجات ہے۔ اس لئے ضرورت پڑی ہے کہ میں اصل غرض بتاؤں کہ خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے؟ "صرف بیعت کرنے سے نجات نہیں ملے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے۔ فرمایا "سب لوگ یاد رکھو کہ رسمی طور پر بیعت میں داخل ہونا یا مجھ کو امام سمجھ لینا اتنی ہی بات نجات کے واسطے ہرگز کافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے۔ وہ زبانی باتوں کو نہیں دیکھتا۔"

فرمایا "نجات کے واسطے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے وہی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اول سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک سمجھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی یقین کرے اور قرآن شریف کو کتاب اللہ سمجھے کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ قیامت تک اب اور کوئی کتاب یا شریعت نہ آئے گی۔ یعنی قرآن شریف کے

بعد اب کسی کتاب یا شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ دیکھو خوب یاد رکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نئی شریعت اور نئی کتاب نہ آئے گی۔ نئے احکام نہ آئیں گے۔ یہی کتاب اور یہی احکام رہیں گے۔ "فرماتے ہیں کہ" جو الفاظ میری کتابوں میں نبی یا رسول کے میری نسبت پائے جاتے ہیں اس میں ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ کوئی نئی شریعت یا نئے احکام سکھائے جاویں۔ بلکہ منشا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی ضرورتِ حقہ کے وقت کسی کو مامور کرتا ہے تو ان معنوں سے کہ مکالماتِ الہیہ کا شرف اس کو دیتا ہے اور غیب کی خبریں اس کو دیتا ہے۔ اُس پر نبی کا لفظ بولا جاتا ہے اور وہ مامور نبی کا خطاب پاتا ہے۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ نئی شریعت دیتا ہے یا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نعوذ باللہ منسوخ کرتا ہے۔ بلکہ یہ جو کچھ اسے ملتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سچی اور کامل اتباع سے ملتا ہے اور بغیر اس کے مل سکتا ہی نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جب زمانہ میں گناہ کثرت سے ہوتے ہیں اور اہل دنیا ایمان کی حقیقت نہیں سمجھتے اور ان کے پاس پوست یا ہڈی رہ جاتی ہے اور مغز اور لُب نہیں رہتا۔

ایمانی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور شیطانی تسلط اور غلبہ بڑھ جاتا ہے۔ ایمانی ذوق اور حلاوت نہیں رہتی۔ ایسے وقتوں میں عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک کامل بندہ کو جو خدا تعالیٰ کی سچی اطاعت میں فنا شدہ اور محو ہوتا ہے اپنے مکالمہ کا شرف بخش کر بھیجتا ہے اور اب اس وقت اُس نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ "آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت اس نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے" کیونکہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں الہی محبت بالکل ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ اگرچہ عام نظر میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے بھی قائل ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی زبان سے تصدیق کرتے ہیں۔ بظاہر نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ روحانیت بالکل نہیں رہی۔ اور دوسری طرف ان اعمالِ صالحہ کے مخالف کام کرنا ہی شہادت دیتا ہے کہ وہ اعمالِ صالحہ کے رنگ میں نہیں کئے جاتے۔ "جو اعمال کئے جارہے ہیں وہ اعمالِ صالحہ کے مخالف ہیں۔ مسلمانوں کی اکثر کی یہی حالت نظر آرہی ہے۔ فرمایا "بلکہ رسم اور عادت کے طور پر کئے جاتے ہیں۔" بعض کام اگر کئے بھی جاتے ہیں تو رسمی طور پر کئے جاتے ہیں۔ یہ عادت پڑ گئی ہے اس وجہ سے کئے جاتے ہیں۔ ان کو اس کی روح اور اس کی حقیقت کا علم نہیں ہے "کیونکہ ان میں اخلاص اور روحانیت کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ان اعمالِ صالحہ کے برکات اور انوار ساتھ نہیں ہیں۔"

اعمالِ صالحہ کی حقیقت کو جانتے ہوئے اگر اعمالِ بجالائے جائیں، خدا کو راضی کرنے کے لئے بجالائے جائیں تو اس کے ساتھ کچھ نتیجے بھی ہونے چاہئیں۔ اس کی برکات ہونی چاہئیں۔ فرماتے ہیں "خوب یاد رکھو کہ جب تک سچے دل سے اور روحانیت کے ساتھ یہ اعمال نہ ہوں کچھ فائدہ نہ ہو گا اور یہ اعمال کام نہ آئیں گے۔ اعمالِ صالحہ

اسی وقت اعمالِ صالحہ کہلاتے ہیں جب ان میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ صلاح کی ضد فساد ہے۔ صالح وہ ہے جو فساد سے مبرا منزه ہو۔ جن کی نمازوں میں فساد ہے اور نفسانی اغراض چھپے ہوئے ہیں ان کی نمازیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہر گز نہیں ہیں اور وہ زمین سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی ہیں کیونکہ ان میں اخلاص کی روح نہیں اور وہ روحانیت سے خالی ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی ضرورت کیا ہے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر جو نیا سلسلہ قائم کر دیا۔ اس کی کیا ضرورت تھی؟ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ کہتے ہیں "کیا ہم نماز روزہ نہیں کرتے ہیں۔" آپ نے فرمایا کہ "وہ اس طرح پردھوکہ دیتے ہیں اور کچھ تعجب نہیں کہ بعض لوگ جو ناواقف ہوتے ہیں ایسی باتوں کو سن کر دھوکا کھا جاویں اور ان کے ساتھ مل کر یہ کہہ دیں کہ جس حالت میں ہم نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور ورد و وظائف کرتے ہیں پھر کیوں "ایک نئی جماعت پیدا کر کے "یہ پھوٹ ڈال دی۔" فرمایا "یاد رکھو کہ ایسی باتیں کم سمجھی اور معرفت کے نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ میرا اپنا کام نہیں ہے۔ یہ پھوٹ اگر ڈال دی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے۔" میں نے جماعت کو قائم نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے تو جماعت قائم نہیں کی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا تھا کہ جماعت قائم کرو اور اس نے یہ جماعت بنائی ہے۔ اگر تم کہتے ہو پھوٹ ڈال دی تو پھر اللہ تعالیٰ پہ الزام آتا ہے۔ مجھ پہ الزام نہیں آتا۔ فرمایا کہ "جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔" وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اُس سے پوچھو کیوں یہ جماعت بنا دی ہے۔

فرماتے ہیں "کیونکہ ایمانی حالت کمزور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ ایمانی قوت بالکل ہی معدوم ہی ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ حقیقی ایمان کی روح پھونکے جو اس سلسلہ کے ذریعہ سے اس نے چاہا ہے۔ ایسی صورت میں ان لوگوں کا اعتراض بے جا اور بیہودہ ہے۔ پس یاد رکھو کہ ایسا وسوسہ ہر گز ہر گز کسی کے دل میں نہیں آنا چاہئے اور اگر پورے غور اور فکر سے کام لیا جاوے تو یہ وسوسہ آہی نہیں سکتا۔ غور سے کام نہ لینے کے سبب ہی سے وسوسہ آتا ہے جو ظاہری حالت پر نظر کر کے کہہ دیتے ہیں کہ اور بھی مسلمان ہیں۔ اس قسم کے وسوسوں سے انسان جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔" فرماتے ہیں کہ "میں نے بعض خطوط اس قسم کے لوگوں کے دیکھے ہیں۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بیعت کرنے کے بعد بھی بعض لوگوں کے خطوط آتے تھے "جو بظاہر ہمارے سلسلہ میں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے جب یہ کہا گیا کہ دوسرے مسلمان بھی بظاہر نماز پڑھتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور نیک معلوم ہوتے ہیں۔ پھر اس نئے سلسلہ کی کیا حاجت ہے؟" آپ فرماتے ہیں کہ "یہ لوگ باوجودیکہ ہماری بیعت میں داخل ہیں ایسے وسوسے اور اعتراض سن کر لکھتے ہیں کہ ہم کو اس کا جواب نہیں آیا۔ ایسے خطوط پڑھ کر مجھے ایسے لوگوں پر افسوس اور رحم آتا ہے کہ انہوں نے ہماری اصل غرض اور منشا کو نہیں سمجھا۔ وہ صرف دیکھتے ہیں کہ رسمی طور پر یہ لوگ ہماری طرح شعائر اسلام بجالاتے ہیں اور

فرائض الہی ادا کرتے ہیں حالانکہ حقیقت کی روح ان میں نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ باتیں اور وساوس سحر کی طرح کام کرتے ہیں۔ وہ ایسے وقت نہیں سوچتے کہ ہم حقیقی ایمان پیدا کرنا چاہتے ہیں جو انسان کو گناہ کی موت سے بچا لیتا ہے اور ان رسوم و عادات کے پیرو لوگوں میں وہ بات نہیں۔ ان کی نظر ظاہر پر ہے حقیقت پر نگاہ نہیں۔ ان کے ہاتھ میں چھلکا ہے جس میں مغز نہیں۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 235 تا 239)

پس جب آپ کی بعثت کا مقصد اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کروانا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی پہچان کروانا ہے۔ قرآن کریم کی حکومت کو اپنے اوپر لاگو کروانا ہے تو ہم جو آپ کے ماننے والے ہیں ہمیں اس کے مطابق اپنی اعتقادی اور عملی حالتوں کی اصلاح بھی کرنی چاہئے۔ اور صرف ظاہری طور پر یہ نہ دیکھ لیں۔ اگر ہم بھی یہی سمجھتے ہیں کہ دوسرے مسلمان بھی ہماری طرح ہیں۔ نمازیں روزہ رکھتے ہیں اور کوئی فرق نہیں۔ اگر فرق نہیں نظر آتا تو ہمیں فکر کرنی چاہئے۔ ہماری عبادتوں میں، ہمارے درود میں، ہمارے اذکار میں یہ فرق ہونا چاہئے۔ ہماری خدمت خلق میں ایک دلی جذبہ اور روح ہونی چاہئے جبکہ دوسروں میں وہ نظر نہیں آتا۔

پھر ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا ہماری بیعت یہ حقیقی رنگ لئے ہوئے ہے یا صرف زبانی باتیں ہی ہیں۔ کیا ہماری عبادتیں اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک سمجھتے ہوئے اس کے لئے ہیں یا نہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو پنج وقتہ نماز بھی ادا کرتے ہیں لیکن روح سے ادا نہیں کرتے۔ بہت سے احمدیوں میں سے بھی ایسے ہیں کہ پانچ وقتہ نمازیں بھی ادا نہیں کرتے اور ملنے پر مجھے بھی کہہ دیتے ہیں کہ دعا کریں کہ ہم ادا کیا کریں۔ حالانکہ یہ تو ایک بنیادی چیز ہے جو ہر احمدی کا فرض ہے۔ ہر مومن کا فرض ہے، ہر مسلمان کا فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کے بعد تو ایک دلی شوق سے اور ذوق سے نمازیں ادا ہونی چاہئیں، نہ یہ کہ نمازیں پوری نہ پڑھیں اور آکے کہہ دیا کہ دعا کریں کہ ہم نمازیں پڑھ لیں۔ جب یہ احساس ہے کہ نمازیں نہیں پڑھتے تو پھر کوئی تدبیر بھی کرنی پڑے گی۔ خود کو شش کرنی پڑے گی۔ خود کو شش اور دعا کیوں نہیں کرتے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ جب کہتے ہیں تو صرف منہ سے کہنے کی بجائے ان الفاظ کو دل کی گہرائی سے دہراتے ہوئے اس پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مانا ہے تو پھر آپ کا ہر عمل ہمارے لئے اُسوہ حسنہ ہے۔ عبادتوں کے ساتھ ساتھ آپ کے اعلیٰ اخلاق ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ معاشرتی تعلقات ہیں، گھریلو تعلقات ہیں، بیویوں سے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ آپ نے ہمارے لئے پیش فرمایا۔

لیکن بہت سارے ایسے ہیں جو گھروں میں فساد پیدا کرتے ہیں ان کے جذبات کا خیال رکھنا آپ نے ہمیں سکھایا۔ بچوں سے شفقت سے پیش آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا۔ دوسروں کے عمومی جذبات کا خیال رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا۔ لڑائی جھگڑوں سے بچنا آپ نے اس کی تلقین بھی کی اور ہمیں

سکھایا اور اپنے عمل سے دکھایا۔ امانت میں خیانت نہ کرنا اس کی تو سخت تلقین اسلام کی تعلیم میں بھی ہے اور آپ نے ہمیں کر کے دکھائی۔ جیسے بھی حالات ہوں عاجزی اور انکساری دکھانا، سچائی کے اعلیٰ ترین معیار قائم کرنا اور کون سا ایسا خُلق ہے جس کی معراج ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں نظر نہیں آتی۔ اگر ہم حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچائی مانتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی غلامی میں بھیجا ہوا زمانے کا امام مانتے ہیں تو پھر اپنے عملوں کو بھی، اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بھی ہمیں بلند کرنا ہو گا۔ قرآن کریم کے احکامات کو دیکھ کر، اس کے اوامر و نواہی کو دیکھ کر ہمیں جائزہ لینا ہو گا کہ کون کون سی نیک باتوں کو ہم کرنے والے ہیں اور کون سی ہم نہیں کر رہے۔ کون سی برائیوں کو ہم چھوڑ رہے ہیں اور کن کو ہم نہیں چھوڑ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام اور دعوے کو صحیح رنگ میں پہچاننے کی ضرورت ہے۔

پس یہ زمانہ جو دنیا کو اللہ تعالیٰ سے دور لے گیا ہے اور ترقی کے نام پر ہر روز ہر آنے والا دن دور لے جانے کے لئے ایک نئی کوشش کرتا چلا جا رہا ہے اس وقت میں یہ احمدی کا ہی کام ہے کہ اپنے تعلق باللہ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور ہر چڑھنے والا دن اس معرفت میں ترقی کرنے والا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت صرف زبانی دعویٰ نہ ہو۔ اس کے صرف نعرے نہ لگائے جائیں بلکہ اس عشق و محبت کا اظہار آپ کے اُسوۂ حسنہ کو اپنا کر ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ نعرے تو آپ کے نام کے لگائے اور اس کے بعد ظلم بھی آپ کے نام پر ہو رہا ہے۔ آج کل مسلمانوں کی یہی حالت ہے۔ اب دیکھتے ہیں بہت ساری تنظیمیں بنی ہوئی ہیں۔ حکومتیں بھی اور تنظیمیں بھی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ظلم کر رہی ہیں۔ وہ رحمت للعالمین جو تمام زمانے کے لئے رحمت بن کر آیا تھا ان کو انہوں نے اپنے عملوں سے ظلم کا نشان بنا دیا ہے گو ان کی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے اس زمانے میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور یہی ہم کوشش کرتے چلے جا رہے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کریں۔

پس ہمیں اس حقیقی تصویر کو پیش کرنے کے لئے آپ کے ہر اسوہ کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ قرآن کریم کی حکومت اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہر وقت اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ ہمارا ہر عمل اعمال صالحہ میں شمار ہونے والا عمل ہو۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ہر لمحہ اور ہر روز بلکہ ہر لمحہ اس کوشش میں ہوں کہ ہم نے شیطان سے دور ہونا ہے اور رحمان کے قریب ہونا ہے۔ ورنہ جیسا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے غیر بھی نمازیں پڑھتے ہیں لیکن اکثر ان کی نمازیں زمین پر ہی رہ جاتی ہیں وہ عرش پر نہیں جاتیں۔ عرش کے خدا کو ان نمازوں سے کوئی بھی غرض نہیں ہے کیونکہ ان میں اخلاص نہیں ہے۔ ان میں دنیا کی ملوثی ہے۔ ایسی نمازیں ہیں جو ہلاکت ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد، یہ تنبیہ ہمیں سوچنے اور فکر کرنے

کی طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے اور آپ کی بیعت کی حقیقت کو سمجھنے والی ہونی چاہئے۔

حقیقی نماز کیا ہے؟ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"نماز اُس وقت حقیقی نماز کہلاتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ سے سچا اور پاک تعلق ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اطاعت میں اس حد تک فنا ہو اور یہاں تک دین کو دنیا پر مقدم کر لے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں جان تک دے دیئے اور مرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ جب یہ حالت انسان میں پیدا ہو جائے اُس وقت کہا جائے گا کہ اس کی نماز نماز ہے۔ مگر جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہیں ہوتی اور سچے اخلاص اور وفاداری کا نمونہ نہیں دکھلاتا اُس وقت تک اس کی نمازیں اور دوسرے اعمال بے اثر ہیں۔" فرماتے ہیں "بہت سی مخلوق ایسی ہے کہ لوگ ان کو مومن اور راستباز سمجھتے ہیں مگر آسمان پر ان کا نام کافر ہے۔ اس واسطے حقیقی مومن اور راستباز وہی ہے جس کا نام آسمان پر مومن ہے۔ دنیا کی نظر میں خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ کہلاتا ہو۔" اب دنیا ہمیں کافر کہتی ہے تو ہمیں اس کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں اگر ہمارے عمل نیک ہیں۔ اگر ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق ہے تو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ مومن کہتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "حقیقت میں یہ بہت ہی مشکل گھاٹی ہے کہ انسان سچا ایمان لاوے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل اخلاص اور وفاداری کا نمونہ دکھلاوے۔ جب انسان سچا ایمان لاتا ہے تو اس کے بہت سے نشانات ہو جاتے ہیں۔ قرآن شریف نے سچے مومنوں کی جو علامات بیان کی ہیں وہ ان میں پائی جاتی ہیں۔ ان علامات میں سے ایک بڑی علامت جو حقیقی ایمان کی ہے وہ یہی ہے کہ جب انسان دنیا کو پاؤں کے نیچے کچل کر اس سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے جیسے سانپ اپنی کینچلی سے باہر آ جاتا ہے۔" دنیا پھر اس کے پاس نہیں رہتی۔ اصل مقصد خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہوتا ہے۔ دنیا تو ساتھ مل ہی جاتی ہے۔ فرمایا "اس طرح پر جب انسان نفسانیت کی کینچلی سے باہر آ جاتا ہے تو وہ مومن ہوتا ہے اور ایمان کامل کے آثار اس میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ (إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ) (النحل: 129)۔ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو تقویٰ سے بھی بڑھ کر کام کرتے ہیں یعنی محسنین ہوتے ہیں۔" (ملفوظات جلد 6 صفحہ 240-241)

پھر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ حقیقی نیکی کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ: "تقویٰ کے معنے ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا۔ مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا۔" کسی کا مال نہیں اڑایا۔" نقب زنی نہیں کی۔ چوری نہیں کرتا۔ بد نظری اور زنا نہیں کرتا۔" فرماتے ہیں "ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابل قدر ہو۔ بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے

دینے کو تیار ہو۔ اسی لئے یہاں فرمایا ہے: **إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ**۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔ یہ خوب یاد رکھو کہ زراہدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اُس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہوں گے جنہوں نے کبھی زنا نہیں کیا۔ خون نہیں کیا۔ چوری نہیں کی۔ ڈاکہ نہیں مارا اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی صدق و وفا کا نمونہ انہوں نے نہیں دکھایا۔ یا نوع انسان کی کوئی خدمت نہیں کی اور اس طرح پر کوئی نیکی نہیں کی۔ پس جاہل ہو گا وہ شخص جو ان باتوں کو پیش کر کے اسے نیکی کاروں میں داخل کرے۔ کیونکہ یہ تو بدچلنیاں ہیں۔ صرف اتنے خیال سے اولیاء اللہ میں داخل نہیں ہو جاتا۔"

فرمایا کہ "بد چلنی کرنے والے، چوری یا خبیانت کرنے والے، رشوت لینے والے کے لئے عادت اللہ میں ہے کہ اسے یہاں سزا دی جاتی ہے۔ وہ نہیں مرتا جب تک سزا نہیں پالیتا۔ یاد رکھو کہ صرف اتنی ہی بات کا نام نیکی نہیں ہے۔ تقویٰ ادنیٰ مرتبہ ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی برتن کو اچھی طرح سے صاف کیا جاوے تاکہ اس میں اعلیٰ درجہ کا لطیف کھانا ڈالا جائے۔ اب اگر کسی برتن کو خوب صاف کر کے رکھ دیا جائے لیکن اس میں کھانا نہ ڈالا جائے تو کیا اس سے پیٹ بھر سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ کیا وہ خالی برتن طعام سے سیر کر دے گا؟ ہر گز نہیں۔ اسی طرح پر تقویٰ کو سمجھو۔ تقویٰ کیا ہے نفس آئارہ کے برتن کو صاف کرنا۔" (ملفوظات جلد 6 صفحہ 241 تا 243)

پس برتن کو صاف کر کے اس میں پھر نیک اعمال کا کھانا بھرنا اور پھر اسے کھانا ہی وہ اصل بات ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے اور اس کی رضا حاصل کرنے والا بناتی ہے۔

بہت بڑی بڑی برائیوں میں سے ایک برائی اور گناہ جھوٹ ہے۔ اس سے بچنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"میں نے غور کیا ہے قرآن شریف میں کئی ہزار حکم ہیں اُن کی پابندی نہیں کی جاتی۔ ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں میں خلاف ورزی کر لی جاتی ہے۔ یہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ بعض جھوٹ تو دکاندار بولتے ہیں اور بعض مصالحہ دار جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس کو رجنس کے ساتھ رکھا ہے۔ مگر بہت سے لوگ دیکھے ہیں کہ رنگ آمیزی کر کے حالات بیان کرنے سے نہیں رکتے اور اس کو کوئی گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ ہنسی کے طور پر بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ انسان صدیق نہیں کہلا سکتا جب تک جھوٹ کے تمام شعبوں سے پرہیز نہ کرے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 120)

ایک اعلیٰ خلق پر پردہ پوشی ہے جو صرف خُلق ہی نہیں بلکہ اس سے انسان بہت سے جھگڑوں اور فسادوں سے بھی بچتا ہے اور دنیا کو بھی بچاتا ہے۔ چنانچہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرماتے ہیں کہ "میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم نزاعیں بھی ہو جاتی ہیں اور معمولی نزاع سے پھر ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے لگتا ہے۔" ذرا اسی معمولی رنجشیں ہوتی ہیں اور پھر وہ بڑھتے بڑھتے اتنی ہو جاتی ہیں کہ ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے لگ جاتے ہیں "اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے۔ یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے۔" فرمایا "یہ نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ ایک اگر اپنی غلطی کا اعتراف کر لے تو کیا حرج ہے۔" دو لڑ رہے ہیں تو ایک صلح کرنے کے لئے مان لے۔ فرمایا "بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلت کا اقرار کئے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام ستار ہے۔ پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عنو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا۔ چاہئے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے۔" فرماتے ہیں "ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا۔ ایک مُلّا نے کہا کہ یہ آیت غلط لکھی ہے۔ بادشاہ نے اُس وقت اُس آیت پر دائرہ کھینچ دیا کہ اس کو کاٹ دیا جائے گا۔ جب وہ چلا گیا تو اُس دائرے کو کاٹ دیا۔ جب بادشاہ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا تو اُس نے کہا کہ دراصل وہ غلطی پر تھا۔ "جو مُلّا میری اصلاح کرنے آیا تھا وہ غلطی پر تھا۔" مگر میں نے اُس وقت دائرہ کھینچ دیا کہ اس کی دلجوئی ہو جاوے۔ "اس کے دل میں شرمندگی نہ ہو کہ میں اس سے بحث کروں۔ فرماتے ہیں کہ "یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دے دیا جاوے۔ ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی۔"

فرماتے ہیں "تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔ متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے۔ خدا اُن کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ فائدہ ہو بھی تو کس طرح جبکہ ایک ظلم تو اندر ہی رہا۔ اگر وہی جوش، رعونت، تکبر، عُجب، ریاکاری، سرلیغ الغضب ہونا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے؟" فرماتے ہیں "سعید اگر ایک ہی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متاثر ہوں گے۔ نیک انسان جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا ہے اس میں ایک ربانی رُعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ با خدا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے خدا تعالیٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے اور یہی طریق نیک بختی کا ہے۔"

فرمایا "پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دکھ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے مستم ہیں اور اس وقت خدا تعالیٰ نے آخری نمونہ آپ کے اخلاق کا قائم کیا ہے۔" سارے جو دنیا کے اخلاق ہیں آپ پہ آکے ختم ہو گئے۔ فرمایا آپ نمونہ ہیں ہر ایک کے لئے۔ فرماتے ہیں "اس وقت بھی اگر وہی

درندگی رہی تو پھر سخت افسوس اور کم نصیبی ہے۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا دعویٰ ہے، آپ کے غلام کی بیعت کا دعویٰ ہے تو اپنے اخلاق کو بھی اعلیٰ کرنا ہو گا۔ اگر ہم پھر بھی اسی طرح رہیں گے، ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے رہیں، درندگی رہے، ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں تو سخت افسوس ہے اور کم نصیبی ہے۔ فرمایا "پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسرے پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے اگر وہ عیب اس میں نہیں۔ لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ سے ہے۔" فرماتے ہیں کہ "بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر معانیا پاک الزام لگا دیتے ہیں۔ ان باتوں سے پرہیز کرو۔ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی۔ ہمسایوں سے نیک سلوک کرو۔ اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 341 تا 344)

اپنے بھائی کی غلطی کو دیکھ کر کیا طریق اختیار کرنا چاہئے؟ آپ اس کی مزید وضاحت فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: صلاح تقویٰ، نیک بختی اور اخلاقی حالت کو درست کرنا چاہئے۔ "فرماتے ہیں" مجھے اپنی جماعت کا یہ بڑا غم ہے کہ ابھی تک یہ لوگ آپس میں ذرا سی بات سے چڑھ جاتے ہیں۔ عام مجلس میں کسی کو احق کہہ دینا بھی بڑی غلطی ہے۔ اگر اپنے کسی بھائی کی غلطی دیکھو تو اس کے لئے دعا کرو کہ خدا اُسے بچالے۔ یہ نہیں کہ منادی کرو۔ جب کسی کا بیٹا بد چلن ہو تو اس کو سردست کوئی ضائع نہیں کرتا بلکہ اندر ایک گوشہ میں سمجھاتا ہے کہ یہ برا کام ہے اس سے باز آ جا۔ پس جیسے رفیق۔ حلم اور ملائمت سے اپنی اولاد سے معاملہ کرتے ہو، ویسے ہی آپس میں بھائیوں سے کرو۔ جس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے کیونکہ اس میں تکبر کی ایک جڑ ہے۔ اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا یہ برباد ہو گیا۔ پس جب اس کی اپنی اخلاقی حالت کا یہ حال ہے تو اسے دوسرے کو کہنے کا کیا حق ہے؟" آپ فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنے نفس کو فراموش کر کے دوسرے کے عیوب کو نہ دیکھتا رہے بلکہ چاہئے کہ اپنے عیوب کو دیکھے۔ چونکہ خود تو وہ پابند ان امور کا نہیں ہوتا اس لئے آخر کار لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ کا مصداق ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 368-369)

پھر مغلوب الغضب غلبے اور نصرت سے محروم ہو جاتے ہیں، مدد سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جن کو غصہ آتا ہے ان کے بارے میں بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: "یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آ جاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہر گز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آ کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کُند ہوتا ہے۔" غصہ میں آنے والے کی عقل ماری جاتی ہے۔ "اس کو کبھی کسی

میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ "فرماتے ہیں "غضب نصف جنون ہے۔ جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔" فرماتے ہیں کہ "ہماری جماعت کو چاہئے کہ کل ناکردنی افعال سے دُور رہا کریں۔ وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جاتی ہے۔ سو دیکھو اگر تم لوگ ہمارے اصل مقصد کو نہ سمجھو گے اور شرائط پر کاربند نہ ہو گے "جن شرائط پر بیعت کی ہے" تو ان وعدوں کے وارث تم کیسے بن سکتے ہو جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 126-127)

پس وعدوں کا حصہ بننے کے لئے، آپ کی دعاؤں سے فیض پانے کے لئے اگر کسی میں بری عادتیں ہیں تو ان حالتوں کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ یہاں بھی جلسے پر بہت سے لوگ اس لئے آتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے حصہ لیں۔ لیکن اگر عملی حالت ٹھیک نہیں ہے تو دعاؤں سے حصہ کس طرح ملے گا۔ یہ تو آپ نے خود ہی فرمادیا۔

غصہ کی بجائے کس قسم کی حالت ایک مومن کی ہونی چاہئے؟ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ "ایسا نہ ہو کہ تمہارا اس وقت کا غصہ کوئی خرابی پیدا کر دے جس سے سارا سلسلہ بدنام ہو یا کوئی مقدمہ بنے جس سے سب کو تشویش ہو۔" یہاں بھی جلسے پہ لوگ آتے ہیں۔ بعض نوجوان لڑائیاں بھی کر لیتے ہیں۔ بعض پرانی رنجشوں کو لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جب یہ چیزیں باہر نکلتی ہیں تو سلسلہ بدنام ہوتا ہے۔ فرمایا کہ "سب نبیوں کو گالیاں دی گئی ہیں۔ یہ انبیاء کا ورثہ ہے۔ ہم اس سے کیونکر محروم رہ سکتے تھے۔" ہمیں بھی لوگ گالیاں دیتے ہیں۔ "ایسے بن جاؤ کہ گویا مسلوب الغضب ہو۔ تم کو گویا غضب کے قوی ہی نہیں دیئے گئے۔" اب یہ تو غیروں کے لئے فرمایا کہ غیر بھی تمہیں گالیاں دیتے ہیں تو تم نے اپنا غصہ دبانا ہے۔ لیکن آپس میں تو بالکل ہی یہ حالت نہیں ہونی چاہئے کہ ایک دوسرے پہ غصے کا اظہار ہو رہا ہو۔ فرمایا کہ "دیکھو اگر کچھ بھی تاریکی کا حصہ ہے تو نُور نہیں آئے گا۔ نُور اور ظلمت جمع نہیں ہو سکتے۔ جب نُور آجائے گا تو ظلمت نہیں رہے گی۔ تم اپنے سارے ہی قوی کو پورے طور سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگا دو۔ جو جو کسی کسی قوت میں ہو اسے اُس پان والے کی طرح جو گندے پان تلاش کر کے پھینک دیتا ہے اپنی گندی عادات کو نکال پھینکو اور سارے اعضاء کی اصلاح کر لو۔ یہ نہ ہو کہ نیکی کرو اور نیکی میں بدی ملا دو۔ توبہ کرتے رہو۔ استغفار کرو۔ دعا سے ہر وقت کام لو۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 128)

فرماتے ہیں کہ "ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار۔ توبہ۔ دینی علوم کی واقفیت۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو مد نظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔ نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو۔ اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الہی کے متعلق ہو خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو بچو۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 303)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے والے ہوں اور آپ کی بیعت میں آکر آپ کی بعثت کے مقصد کو سمجھنے والے اور اسے پورا کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کو استعمال کرنے والے ہوں اور دنیا کو بھی اس حقیقت سے آگاہ کرنے والے ہوں۔

جلسہ کے دنوں میں اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ ادھر ادھر پھرنے کی بجائے جلسہ کے پروگراموں میں شامل ہوں۔ تمام تقریریں سنیں۔ ہر تقریر کسی نہ کسی رنگ میں علمی، اعتقادی اور روحانی ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔ شعبہ تربیت بھی اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرے کہ بغیر کسی جائز وجہ کے لوگ ادھر ادھر پھرنے کی بجائے جلسہ گاہ میں بیٹھیں۔ جلسہ سننے کے لئے آئیں اور اس کی کوشش کریں۔ اسی طرح تمام شامل ہونے والے ڈیوٹی دینے والوں سے بھی مکمل تعاون کریں۔ پارکنگ میں بھی، سکیٹنگ کے وقت بھی بعض دفعہ لمبی لائنیں لگ جاتی ہیں۔ کھانے کے وقت بھی بعض دفعہ مشکلات پیش آتی ہیں۔ اسی طرح بیوت الخلاء میں بھی اور وہاں بھی اگر صفائی کی ضرورت ہو تو صفائی کا خود بھی خیال رکھیں۔ صرف یہ نہ دیکھیں کہ صفائی کرنے والے موجود ہیں تو صفائی کر دیں گے بلکہ خود صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔ صفائی بھی، نظافت بھی ایمان کا حصہ ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء حدیث 534)

اسی طرح کارکنان بھی ہر جگہ جہاں بھی ڈیوٹی پر ہیں انتہائی خوش اخلاقی سے ہر ایک سے پیش آئیں۔ جو بھی حالات ہوں کسی کارکن اور کارکنہ کے اخلاق ایسے نہ ہوں جو غلط اثر ڈالنے والے ہوں۔ ہمیشہ مسکراتے ہوئے خدمت کریں چاہے جو بھی حالات گزر جائیں۔ خاص طور پر شامل ہونے والے بھی اور ڈیوٹی دینے والے بھی یہ خیال بھی رکھیں کہ انہوں نے اپنے ماحول پر بھی نظر رکھنی ہے اور گہری نظر رکھنی ہے اور یہ سیکورٹی کے لئے بڑی ضروری چیز ہوتی ہے اور آجکل کے حالات میں یہ خاص طور پر بہت ضروری ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ان دنوں میں دعاؤں اور ذکر الہی پر زیادہ زور دیں اس میں وقت گزاریں۔ اپنے لئے بھی دعائیں کریں۔ جماعت کے لئے بھی دعائیں کریں۔ مسلم ائمہ کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور یہ زمانے کے امام کو پہچاننے والی ہو۔ اور عمومی طور پر دنیا کے لئے بھی دعا کرتے رہیں کہ جس طرح یہ تباہی کی طرف جارہی ہے اللہ تعالیٰ اس کو تباہی سے بچالے اور عقل اور سمجھ دے اور یہ خدا تعالیٰ کی پہچان کرنے والے بن جائیں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 15 ستمبر 2017ء تا 21 ستمبر 2017ء جلد 24 شمارہ 37 صفحہ 08۳05)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ یکم ستمبر 2017ء بمطابق یکم تبوک 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیائے احمدیت کو اس طرح اکٹھا اور باخبر کر دیا ہے کہ اب خلیفہ وقت کے دوروں اور جماعتی پروگراموں اور خبروں کو سننے کے لئے لمبا انتظار اور جماعتی رسائل اور اخبارات کا انتظار نہیں کرنا پڑتا بلکہ ساتھ ہی ساتھ ہر خبر پہنچ رہی ہوتی ہے۔ ہر پروگرام دیکھا جا رہا ہوتا ہے۔ بلکہ جلسوں کی کارروائی اور ماحول کے بارے میں سننے والوں کی طرف سے بعض موقعوں پر فوری تبصرے اور جذبات کے اظہار پروگراموں کے دوران ہی ہو رہے ہوتے ہیں۔

بہر حال گزشتہ دنوں جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ جرمنی کا جلسہ ہوا۔ اس کے بارے میں مجھے لوگوں نے لکھا اور اکثر مختلف جگہوں کے، ملکوں کے پروگراموں کے بارے میں بھی لوگ لکھتے رہتے ہیں۔ اور خاص طور پر جہاں میں جاؤں وہاں کے بارے میں لوگوں کا خاص اظہار رائے ہوتا ہے۔ مختلف قسم کے جذبات ہوتے ہیں۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور حمد کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت میسر فرما کر کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ایک وحدت بنا دیا ہے اور ایک لڑی میں پروئے جانے کے ظاہری نظارے کا خوبصورت سامان مہیا فرما دیا ہے۔ پس اس کے لئے ہمیں جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے وہاں ایم ٹی اے کا رکنان جن میں رضا کار کارکن بھی شامل ہیں اور کل وقتی بھی ان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ یہ لوگ کیمروں کے پیچھے ہیں یا ٹرانسمیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں یا دوسرے کاموں میں مصروف ہیں۔ بہت سے کارکن ہیں جو ایک پروگرام بنانے اور بھیجنے کے لئے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض کارکن جب میں دورے پہ جاتا ہوں تو اپنے سامان اور آپ لنک کرنے والا سامان لے کر یہاں سے بھی ساتھ جاتے ہیں۔ پھر جس ملک میں پروگرام ہو رہا ہوتا ہے اس کے رضا کار اور کارکن بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ جرمنی میں بھی ان رضا کاروں اور مستقل کام کرنے والوں کی ٹیم ہے جو دلچسپی کے مختلف پروگرام پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔ اور لوگ خطوں میں یہی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایم ٹی اے کے کارکنوں پر فضل فرمائے اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح مختلف شعبہ جات میں کام کرنے والے کارکن ہیں جو جلسہ پر رضا کارانہ طور پر خدمت کر رہے ہوتے ہیں اور مہمانوں کی خدمت میں انہوں نے دن رات ایک کیا ہوتا ہے۔

یہ بھی اب ہزاروں کی تعداد میں بڑے ملکوں میں ہو گئے ہیں۔ جن میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی ہیں۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں بھی ہیں اور بچے بچیاں بھی ہیں اور وہ ایک ایسی روح کے ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں جو صرف اس زمانے میں جماعت احمدیہ میں نظر آتی ہے جس کا نظارہ چند ہفتے پہلے ہم نے یہاں یو کے (UK) کے جلسہ سالانہ پر دیکھا تھا اور وہی نظارہ اب جرمنی کے جلسہ سالانہ پر دیکھا۔ پس میں جو ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ تمام شامل ہونے والوں کو ان رضا کاروں کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جو ایک جذبہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بے نفس ہو کر کام کر رہے ہوتے ہیں اور انہی کارکنوں کے یہ عمل غیر احمدی مہمانوں یا غیر مسلم مہمانوں کے لئے خاموش تبلیغ کا ذریعہ بن رہے ہوتے ہیں۔

جلسہ کے پروگراموں میں جو ایم ٹی اے پر دکھائے جاتے ہیں اس کے بارے میں تو لوگ اپنے تبصرے بھیجتے رہتے ہیں۔ ان پروگراموں سے فائدہ بھی اٹھا رہے ہوتے ہیں اور لطف اندوز بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ لیکن جلسے پر آئے ہوئے غیروں کے تاثرات، احساسات اور کارکنوں کی خدمت پر جذبات کا اظہار تو نہ ہی جلسہ کے دنوں میں دکھایا اور بتایا جاتا ہے، نہ ہی یہ کسی طرح سے پتا چل سکتا ہے۔ یہ کارکنان جو علاوہ اپنی ڈیوٹیوں کے ایک خاموش مبلغ کا کام کر رہے ہوتے ہیں اس کا پتہ ہی ایم ٹی اے کی سکرین دے رہی ہوتی ہے، نہ ہی پروگرام پیش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

اسی طرح شاملین جلسہ بھی اپنے رویے سے ایک اچھا اثر مہمانوں پر چھوڑ رہے ہوتے ہیں جس کا اظہار مہمان بعد میں کرتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ جلسہ سالانہ کے اثرات اور تاثرات کا یہ حصہ بھی لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے اور اس لئے میں یہ پیش کرتا ہوں تاکہ دنیا میں رہنے والے احمدیوں کو بھی پتا چلے کہ جلسہ کے اثرات کس طرح غیروں کے لئے غیر معمولی اثر کا باعث بنتے ہیں اور شامل ہونے والوں اور کارکنوں کو بھی پتا لگے کہ ان کے رویے کس طرح خاموشی سے غیر از جماعت لوگوں کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کے قریب لارہے ہوتے ہیں۔ اس وقت میں اس حوالے سے مختلف ملکوں سے آئے ہوئے مہمانوں کے تاثرات پیش کروں گا تاکہ جلسہ کی برکات کا یہ حصہ بھی ہمارے سامنے آجائے اور اللہ تعالیٰ کی مزید شکر گزاری کا موقع ملے اور اپنی حالتوں کو مزید بہتر کرنے کی طرف ہماری توجہ ہو۔

ایک عربی النسل مسلمان دوست خالد میاز (Khalid Myaz) صاحب جو ریڈ کراس تنظیم کے ساتھ

کام کرتے ہیں وہ اس سال جرمنی جلسہ میں شامل ہوئے۔ وہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں جب اپنے غیر مسلم دوستوں کو اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے سنتا تھا تو مسلمانوں کی باہمی منافرت اور جھگڑوں کی وجہ سے میں اسلام کا دفاع نہیں کر پاتا تھا۔ آج اس جلسہ میں آپ کی جماعت کے اجتماعی اور انفرادی امن و محبت اور باہمی یگانگت کو دیکھ کر اور آپ کے افراد میں خلیفہ کے لئے محبت اور اطاعت کا مشاہدہ کر کے میرا سر فخر سے بلند ہو گیا ہے کہ میں نے ایک ایسی جماعت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے جس کے افراد پُر امن ہیں، جن کا اجتماع منظم ہے۔ کہتے ہیں کہ اب میں اپنے غیر مسلم دوستوں کو آپ کی مثال بڑے اعتماد سے پیش کر کے ان کے اسلام پر اعتراضات کا دفاع کر سکتا ہوں۔

پھر ایک جرمن دوست مشائیل فیشر (Michael Fischer) صاحب جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ میں اس جلسہ میں شامل ہونے سے پہلے اخبار میں پڑھتا رہتا تھا کہ احمدی امن پسند لوگ ہیں لیکن میرے دل میں آتا تھا کہ امن کا دعویٰ تو اور بھی بہت لوگ کرتے ہیں۔ اب یہاں آکر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ امن کے دعوے اور عملی مطابقت کی گواہی صرف اس جلسہ میں ہی مل سکتی ہے جہاں لوگ پیار اور محبت سے خود بھی وقت گزار رہے ہیں اور آنے والے دیگر لوگوں کو بھی خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ اتنا بڑا اجتماع اور اتنا پُر امن ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے ورنہ تو کہیں پانچ سو آدمی بھی اکٹھے ہوں تو لڑائی ہو جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں جلسہ میں شامل ہو کر اور آپ کے اس پر امن ماحول کو دیکھ کر آپ کے امن کے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہوں۔

پھر ایک جرمن خاتون مارا سی اگالا (Maraczogalla) ہیں۔ جماعت کے ساتھ ان کا مستقل رابطہ ہے۔ جلسہ کے دوران انہوں نے بیعت کا پروگرام بھی دیکھا۔ وہ کہتی ہیں میرے سوال تو تقریباً سارے ایک ایک کر کے سارے حل ہو گئے ہیں۔ اب مجھے لگتا ہے کہ میں اب زیادہ دیر مہمان بن کر نہیں آؤں گی بلکہ اب میری خواہش ہے کہ میں خود بھی بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو جاؤں۔

پھر ایک خاتون ماریہ جوزے (Maria Josey) ہیں۔ ان کا اصل تعلق جنوبی امریکہ سے ہے اور برلن میں طالب علم ہیں۔ پڑھنے کے لئے یہاں آئی ہوئی ہیں، وہ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میرا اس سے پہلے اسلام یا احمدیت سے کوئی تعارف نہیں تھا۔ پیراگوئے کے مربی سلسلہ کی بیگم کے ذریعہ مجھے جماعت کے بارے میں علم ہوا اور مجھے پتالگا کہ جرمنی میں جماعت احمدیہ کا جلسہ ہوتا ہے۔ چنانچہ میں جلسہ میں شرکت کے لئے آگئی۔ یہاں آکر میں بہت حیران ہوئی کہ اتنی قوموں، نسلوں اور رنگوں کے لوگ ایسی یگانگت کے ساتھ رہ رہے ہیں اور ہر طرف امن اور سکون کی فضا ہے۔ سب لوگ مطمئن ہیں۔ کسی کو بھی کوئی خوف نہیں۔ میرے لئے ایسے پُر امن اجتماع میں شرکت ایک نیا تجربہ ہے اور میری خواہش ہے کہ میں برلن جا کر جماعت احمدیہ کی مسجد سے رابطہ

کروں اور اس جماعت کے ساتھ مزید تعلق مضبوط کروں۔ مجھے آپ لوگوں میں شامل ہو کر ایک دلی اطمینان ملا۔ پھر میسی ڈونیا کی ایک سوشل ویلفیئر کی تنظیم میں کام کرنے والی تین خواتین وہاں آئی ہوئی تھیں۔ ایک کہتی ہیں کہ وہاں میسی ڈونیا میں ہمارے ارد گرد بہت سے مسلمان رہتے ہیں مگر اسلام کی یہ قسم اور اس کا ایسا معاشرتی مظاہرہ ہمارے لئے بالکل غیر متوقع ثابت ہوا۔ ہم نے آپ کے افراد اور آپ کی تعلیمات اور آپ کی لیڈر شپ کو دیکھا ہے اور ہم اس احساس کے ساتھ واپس جائیں گی کہ وہاں کے مسلمانوں کو آپ کی جماعت کا تعارف کروا سکیں۔ کہتی ہیں کہ یہ جماعت اور اس کے جلسے دیگر مسلمانوں کے لئے نمونہ ہیں اور ایسی پر امن تعلیم اور ایسی منظم جماعت اس قابل ہے کہ بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کی نمائندگی کرے۔ کہتی ہیں اس دفعہ تو ہم کسی کی دعوت پر یہاں آئے ہیں مگر ہمیں امید ہے کہ آئندہ ہم مہمانوں کو ساتھ لے کر آئیں گی اور میسی ڈونیا جا کر ہم خود وہاں کے مسلمانوں کو آپ کی جماعت کا تعارف کرائیں گی۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ تبلیغ کے راستے کھولتا ہے۔

لیٹویا (Latvia) سے ایک عیسائی دوست مائیکولاس (Mykolas) صاحب آئے ہوئے تھے۔ طالب علم ہیں اور مذاہب پر تحقیق میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مذہب میں گہری دلچسپی رکھتا ہوں اور اسی وجہ سے آپ کی جماعت کی تعلیمات کو میں نے پڑھا اور اب اس کا عملی اظہار دیکھ رہا ہوں۔ مجھے آپ کی تعلیمات اور آپ لوگوں کا طرز عمل مثبت اور پُرکشش لگتا ہے۔ میں نے جلسہ میں شامل ہونے والے لوگوں میں ایک روحانی لگن محسوس کی ہے۔

جلسہ میں شامل ہونے والے احمدیوں کا اب ہمیشہ یہ کام ہے کہ یہ لوگ جو روحانی لگن محسوس کرتے ہیں یہ ہم میں جلسہ کے دنوں کی لگن نہ ہو، عارضی نہ ہو بلکہ مستقل رہنے والی لگن ہو۔

لیٹویا سے ایک جرنلسٹ خاتون آگسٹین (Augustine) صاحبہ نے اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ میں گزشتہ چھ ماہ سے اسلام کے مختلف فرقوں پر ایک پراجیکٹ پر کام کر رہی ہوں۔ اس سلسلہ میں میں استنبول بھی گئی اور وہاں مختلف اسلامی فرقوں سے ملی ہوں لیکن یہاں امام جماعت احمدیہ کو دیکھ کر میرے دل کی جو کیفیت ہوئی اس کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ میں نے ان سے ملاقات کے دوران پوچھا (انہوں نے مجھ سے سوال کیا تھا) کہ اس وقت مُلَانِیت اور انتہا پسندی کا کیا علاج ہے؟ تو انہوں نے یہ کہہ کر دو لفظوں میں ہی اس مشکل سوال کا مکمل جواب دے دیا کہ مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ صحیح تعلیم و تربیت اور اسلام کی صحیح تعلیم دی جائے۔ کہتی ہیں کہ واقعی ان مسائل کا حل صحیح تعلیم ہی ہے اور اس زمانے میں ہمیں اس صحیح تعلیم کا ادراک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے دیا ہے اور ہمیں یہ تعلیم بتائی ہے۔

پس ہر احمدی کو غیروں کے اس تاثر پر صرف فخر ہی نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں ہر وقت اپنی عملی حالتوں

کی بہتری کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

لیڈیاس سے قرطبہ یونیورسٹی کی پروفیسر لولی ڈیاس (Lolly Diaz) صاحبہ نے جلسہ میں شامل ہو کر اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ میں زندگی میں پہلی بار مسلمانوں کے اتنے بڑے جلسہ میں شامل ہوئی ہوں۔ میں نے امام جماعت احمدیہ کو پہلی مرتبہ جب قریب سے دیکھا تو میرے لئے ایک عجیب تجربہ تھا۔ اس کی کیفیت مجھے زندگی بھر یاد رہے گی۔ میرے جذبات اور میرے الفاظ میرے جذبات کا ساتھ نہیں دیتے۔ میرا یقین ہے کہ جماعت اور اس جماعت کے خلیفہ دیگر مسلمانوں سے بالکل مختلف ہیں اور میں اس فرق کو اپنی روح میں محسوس کرتی ہوں۔ ہر احمدی نے ان پر ایک اثر ڈالا جو وہاں شامل ہوا۔

اس سال بوسنیا سے چھیالیس افراد کا وفد جلسہ میں شامل ہوا۔ ان میں اٹھارہ احمدی تھے اور باقی تقریباً اٹھائیس زیر تبلیغ تھے۔ ایک مہمان یاسمین صاحبہ جو ایک این جی او (NGO) کی صدر بھی ہیں ان کا کچھ عرصہ پہلے جماعت سے تعارف ہوا اور جلسہ میں شامل ہوئیں۔ اپنی کار میں یہ خود ہی بارہ سو کلومیٹر سفر طے کر کے آئیں۔ کہتی ہیں کہ جلسہ کے اتنے بڑے انتظام کو دیکھ کر مجھے حیرانی ہوئی کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ جلسہ کے تمام انتظامات میں مجھے کہیں بھی نقص نظر نہیں آیا۔

پس یہ کارکنوں کی خدمت کا اثر ہے جو غیروں کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتا۔

پھر ایک مہمان نجاد صاحب بوسنیا کی رومن کمیونٹی کے ایک معروف مشہور سیاستدان ہیں۔ دانشور کے طور پر جانے جاتے ہیں اور شہر ٹوزلا (Tuzla) کے کونسلر بھی ہیں۔ کہتے ہیں جلسہ کے تمام انتظامات بہت ہی احسن رنگ میں سرانجام دیئے گئے۔ میں نے اس سے قبل کبھی اس قسم کے پروگرام میں شرکت نہیں کی تھی۔ یہ جلسہ میرے لئے مختلف جہت سے سبق آموز تھا۔ کارکنان کا اخلاص دیکھ کر میں یہی سمجھا کہ یہ لوگ ایمان میں بہت مضبوط ہیں اور ان کے قول اور عمل میں مطابقت ہی ان کی ترقی کا راز ہے اور ان لوگوں میں اس حالت کو پیدا کرنے کی وجہ ان کی خلافت سے وابستگی ہے۔ پس جب یہ لوگ شامل ہوتے ہیں تو خلافت کا ان کے ذہنوں میں جو غلط تصور ہے اور جس کا خوف ہے وہ بھی دُور ہوتا ہے۔ پس ہر احمدی کو، ہر کارکن کو چاہئے کہ ان تاثرات کو ہمیشہ قائم رکھیں اور اس کی حفاظت بھی کریں۔

ایک غیر از جماعت دوست ماہر صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ اپنے ذاتی خرچ پر جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جس طرح سے یہاں مہمانوں کا خیال رکھا جاتا ہے اور جس محبت سے لوگ پیش آتے ہیں میں حقیقت میں کہتا ہوں کہ اگر یہ لوگ ہمیں زمین پر سونے کے لئے کہیں اور کھانے کو صرف سوکھی روٹی ہی کیوں نہ دیں ہمیں ان سے کوئی شکایت نہیں ہوگی کیونکہ ہمیں جو پیار اور محبت یہاں سے ملا ہے اس کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔

پھر بوسنیا سے ایک مہمان دیانا صاحبہ بھی جلسہ میں شامل ہوئیں۔ پیشہ کے لحاظ سے نرس ہیں اور جماعت کے ساتھ، کسی فیملی کے ساتھ ان کے فیملی تعلقات ہیں۔ شوہر اور بیٹے کے ساتھ بوسنیا میں جماعتی پروگراموں میں شامل ہوتی ہیں۔ بڑا تعاون بھی کرتی ہیں۔ یہ اپنے شوہر کے ساتھ اور والدین کے ساتھ اپنے سفر کے اخراجات خود برداشت کر کے یہاں آئیں۔ کہتی ہیں کہ جلسہ کے تمام انتظامات بہت احسن رنگ میں سرانجام دیئے گئے۔ ان مخلص کارکنان کو دیکھ کر ہمیں خود شرم آتی تھی کہ یہ لوگ ہمارے لئے اس قدر تکلیف برداشت کر رہے ہیں۔

پھر جلسہ میں شامل ہونے والے ایک مہمان امیر صاحب جو پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوئے۔ ان پر جلسہ کے ماحول نے بڑا مثبت اثر چھوڑا۔ کہتے ہیں کہ میں نے واپس جا کر یہی پیغام دینا ہے کہ یہ جلسہ دیکھ کر میں اپنے دل کی کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا۔ ان باتوں کو صرف محسوس ہی کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ہر ایک کو چاہئے کہ اس جنت نما معاشرے میں چند دن گزارے تاکہ اس کو حقیقی جنت کے بارے میں ایک یقین پیدا ہو جائے۔

ہم میں سے وہ لوگ جو بعض مسائل کھڑے کرنے والے ہیں، آپس میں لڑائیاں رنجشیں پیدا کرنے والے ہیں ان لوگوں کو ان لوگوں کے تاثرات اور تبصرے سن کر شرم آنی چاہئے اور ان کو ہمیشہ ایک دوسرے سے محبت اور پیار سے پیش آنا چاہئے۔

اس سال بلغاریہ سے بھی 52 افراد پر مشتمل وفد نے جلسہ جرمنی میں شرکت کی۔ اس میں سے بیس احمدی افراد تھے۔ بتیس غیر احمدی مہمان تھے۔ اور بس کے ذریعہ تقریباً تیس گھنٹے کا سفر کر کے جرمنی پہنچے۔ اس وفد میں بزنس مین بھی تھے، وکلاء بھی تھے، لیکچرر بھی تھے، طلباء بھی تھے اور عام طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد بھی شامل تھے۔ ایک خاتون ایسی نووا (Acenova) کہتی ہیں کہ میں پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوئی ہوں۔ بلغاریہ کے احمدیوں سے جلسہ کے بارے میں بہت سنا تھا۔ وہاں کئی قوموں کے لوگ ایک جگہ جمع تھے۔ اس جلسہ میں ہر ایک دوسرے سے عزت اور محبت سے مل رہا تھا۔ انسان اگر اپنی زندگی تبدیل کرنا چاہے تو جلسہ پر آئے۔ میں نے یہاں سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ دو چیزوں کا ذکر ضرور کرنا چاہتی ہوں۔ ایک تو یہاں اللہ سے محبت سکھائی جاتی ہے۔ دوسرے لوگوں میں ایک دوسرے سے محبت اور عزت سکھائی جاتی ہے۔

بلغاریہ بھی وہ ملک ہے جہاں جماعت کی رجسٹریشن منسوخ کی گئی ہے اور وہاں کے جو غیر احمدی علماء ہیں ان کی طرف سے مخالفت انتہا پہ پہنچی ہوئی ہے اور جس کی وجہ سے حکومت بھی ان کے زیر اثر ہے۔ اس لئے بلغاریہ کی جماعت کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ وہاں بھی حالات بہتر کرے اور جماعت کی دوبارہ رجسٹریشن بحال ہو جائے اور کھل کے تبلیغ کرنے اور جماعت کی ایکٹیویٹیز (activities) کو سرانجام دینے کی اللہ تعالیٰ ہمیں دوبارہ توفیق عطا فرمائے۔

بلغاریں وفد کے ایک مہمان فنکو اینو (Pyifko Anev) صاحب کہتے ہیں کہ میں پہلی دفعہ ایسے بابرکت جلسہ میں شامل ہوا۔ الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ یہاں میں نے یہ سیکھا ہے کہ صرف احمدی لوگ ایسے ہیں جو واقعی امن سکھاتے ہیں۔ عزت کرتے ہیں اور دنیا کو جنت بنانا چاہتے ہیں۔ یہاں واقعی زندگی کا نور ملتا ہے۔ ایسی روشنی جو انسان کو زندگی عطا کرتی ہے۔ میں تو اب ساری زندگی تمام لوگوں کو بتاؤں گا کہ اصل اسلام احمدیت ہے جو دنیا میں امن کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں اپنے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

پھر اس وفد کے ایک مہمان ڈی میروف (Pdemirov) صاحب کہتے ہیں کہ جو آپ کا خطاب تھا اس نے بہت متاثر کیا۔ اس میں انسان سے محبت کا ذکر تھا۔ اسی طرح کہتے ہیں بچے جب پانی پلاتے تھے اور بہت محبت سے بولتے تھے تو مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔ جس قوم کے بچے ایسے ہوں اس کا مستقبل محفوظ ہے۔

پھر ایک عیسائی خاتون ڈسلا یا (Desislava) صاحبہ جو سائیکالوجی کی لیکچرر ہیں، کہتی ہیں کہ میں پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوئی۔ یہ جلسہ تو ایک معجزہ ہے۔ یہاں محبت، امن، عزت ملتی ہے۔ میں نے کوئی جھگڑا نہیں دیکھا۔ ہر کوئی ایک دوسرے کی خدمت کر رہا تھا۔ مسکراتے چہروں سے ملتے تھے۔ میں پرہیزی کھانا کھاتی ہوں۔ ہزاروں لوگوں میں مجھے پرہیزی کھانا دیا جاتا رہا۔ بیمار ہوئی تو فوراً دوائیاں دی گئیں۔ کوئی وی آئی پی نہ تھا۔ سب برابر تھے۔ پھر خطبہ جمعہ نے مجھے بڑا متاثر کیا۔ انسان سے محبت، پردہ پوشی، ایک دوسرے کی مدد کرنا، ایک دوسرے کی غلطیوں کا اظہار دوسروں کے سامنے نہ کرنا بلکہ اس کے لئے دعا کرنا یہ تعلیمات جو آپ نے بیان فرمائی ہیں میں سوچتی رہی کہ کاش آج ساری دنیا آپ کی آواز سنے۔ اگر دنیا سیدھے راستے پر آنا چاہتی ہے تو اسے ان آوازوں کو سننا ہو گا اور آپ کی تعلیمات کو ماننا ہو گا۔

گنی بساؤ سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان ابو بکر صاحب، پرتگال میں پبلک سیکورٹی میں ماسٹر کر رہے ہیں۔ یونیورسٹی میں پڑھائی کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سیکورٹی کے جو انتظامات میں نے جلسہ کے موقع پر دیکھے ہیں وہ بہت ہی منفرد تھے۔ چالیس ہزار کے مجمع کو سنبھالنا اور وہ بھی پولیس کی مدد کے بغیر یہ ان کے لئے ایک غیر معمولی بات ہے۔ اتنے بڑے مجمع کو سنبھالنا تو ایک اسٹیٹ کے لئے بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ لڑائی جھگڑے اور دنگ فساد کا کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔ یہاں مجھے جلسہ کے دوران پولیس کا کوئی شخص دکھائی نہیں دیا۔ اس کے باوجود کسی کو لڑتے نہیں دیکھا بلکہ تمام لوگ پیار، محبت اور اخوت کے جذبہ سے سرشار نظر آئے۔ اس بات نے میرے دل پر بہت اثر کیا ہے۔

اب دوسرا ملک میسی ڈونیا آگیا۔ یہاں کے 65 افراد پر مشتمل وفد جلسہ میں شامل ہوا۔ ان میں بڑی تعداد میسی ڈونیا سے جرمنی تک تقریباً دو ہزار کلومیٹر کا سفر بذریعہ بس یا لیس گھنٹے میں مکمل کر کے پہنچی۔ ان میں چار مختلف ٹیلی ویژن کے پانچ صحافی بھی تھے۔ تین مختلف علاقائی ٹیلی ویژن کے نمائندے تھے۔ ایک نیشنل ٹیلی ویژن کے

صحافی تھے۔ صحافیوں نے جلسہ سالانہ کے دوران ریکارڈنگ بھی کی۔ مختلف لوگوں سے انٹرویو بھی لیتے رہے اور 28 کو ان کی میرے سے ملاقات بھی تھی۔ کہتے ہیں یہ جو ریکارڈنگ ہم نے کی ہے، یہ ساری اور ملاقات وغیرہ کی ہم ڈاکیومنٹری بنائیں گے اور دکھائیں گے۔ اس میں بتیں عیسائی دوست تھے۔ تینس احمدی اور دس غیر احمدی دوست تھے۔ ان میں سے ایک نے آخری دن بیعت بھی کر لی تھی۔

میری ڈونیا کے شہر بریو (Beravo) سے آئی ہوئی مہمان بیلا گسٹاٹر پنچوسکا (Blagica Trencouska) جو پیشے کے لحاظ سے وکیل ہیں، کہتی ہیں کہ میں اس جلسہ میں پہلی بار شامل ہوئی ہوں۔ تمام انتظامات زبردست تھے۔ کوئی کمی نہ تھی۔ اور مجھے کہتی ہیں کہ تقریروں نے مجھ پر بڑا گہرا اثر چھوڑا ہے۔ مجھے اس تقریر سے پتا چلا ہے کہ اسلام کا اصل مطلب امن ہے نہ کہ جنگ۔ دراصل اسلام لوگوں کو زندگی کے اہم اور بنیادی امور سکھاتا ہے کہ کس طرح ایک صحت مند معاشرے کا قیام عمل میں لایا جاسکتا ہے۔ اسلام ہر حال میں یہ سکھاتا ہے کہ نیکی کی جیت ہو اور برائی ہار جائے۔ اور کہتی ہیں بہر حال یہی تعلیم ہے اگر ہم اس پر عمل کریں تو دنیا پھر جنگ کے بغیر امن اور محبت کا گہوارہ بن جائے۔

پھر یہ کہتی ہیں کہ آپ نے جو عورتوں کے حقوق پر بات کی اس میں بھی میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑی اچھی تعلیم ہے۔ عورت بچوں کی تعلیم و تربیت کے معاملہ میں ذمہ دار ہے اور اس کا کردار اس معاملے میں اہم ہے۔ انہوں نے اپنے الفاظ میں اس تقریر کو، عورتوں کے حقوق کو اس طرح بیان کیا کہ کہتی ہیں۔ میں تو خلاصہ کہوں گی کہ آپ نے یہی کہا تھا کہ عورت گھونسلے کا خیال رکھنے والی ہے اور خاوند گھونسلے کی حفاظت کرنے والا۔ میں سمجھتی ہوں کہ خاوند فیملی کا ہیڈ ہے اور عورت گردن دونوں ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتے۔ پھر کہتی ہیں کہ بیعت نے بھی مجھ پر بڑا گہرا اثر چھوڑا ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وقت تھم گیا ہو۔ ہر طرف لوگ ہی لوگ تھے جو ان لمحات سے محروم نہیں ہونا چاہتے تھے۔ تمام راستے ایک ہی سمت کی طرف جا رہے تھے جہاں امام جماعت احمدیہ تھے۔ اس وقت جلسہ گاہ سے باہر ایسے تھا جیسے صحرا ہو۔ کوئی بھی باہر موجود نہ تھا۔

لیکن مجھے بعض شکایات بھی ہیں۔ جرمنی والوں کو اس بات پہ خوش نہیں ہو جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی فرمائی ہے لیکن شعبہ تربیت کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ آئندہ حقیقت میں ہی صحرا ہو کیونکہ ایسی شکایات ملی ہیں کہ لوگ جلسہ کے دوران باہر پھر رہے تھے اور ایم ٹی اے والے بھی ان کو دکھاتے رہے۔ یہ تو ایک اچھی بات ہے کہ حقیقت دکھادی لیکن جلسہ کی کارروائی کے دوران جلسہ کی طرف زیادہ فوکس ہونا چاہئے۔ اس ایم ٹی اے کی وجہ سے ہی کم از کم بہت سے لوگوں کو پتا لگ گیا ہے کہ کیا غامی تھی۔

کہتی ہیں کہ میں نے جلسہ کے دوران اپنے اسلام کے بارے میں علم کو بہت وسیع کیا۔ ہو سکتا ہے الفاظ تو

مٹ جائیں لیکن اب جو اسلام کی تصویر بن چکی ہے یہ ہمیشہ قائم رہے گی۔

میری ڈونیا سے آنے والی ایک مہمان خاتون ٹی وی کی صحافی ہیں۔ یہ کہتی ہیں کہ جلسہ نے مجھ پر اسلام کی نئی سمتوں کی طرف رہنمائی کی ہے۔ کبھی ایسا وقت بھی تھا کہ گویا لفظ اسلام مجھ پر حرام تھا۔ اب مجھے اسلام کا نیا تعارف حاصل ہوا ہے۔ میں بطور صحافی یہ نیا تجربہ حاصل کرنے پر آپ کی مشکور ہوں۔ یہ تاثرات میں اپنے ساتھ میری ڈونیا لے کر جا رہی ہوں۔ میرے سے ملاقات بھی تھی۔ کہتی ہیں اس ملاقات نے بھی مجھ پر بڑا مثبت اثر ڈالا۔ اور پھر کہتی ہیں آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ اگر اسلام کو سمجھنا ہے تو قرآن کریم سے براہ راست سیکھنا چاہئے۔ حقیقی اسلام کو ایسے ریڈیکل (Radical) اسلام کے ساتھ نہیں ملانا چاہئے جس کا آجکل بعض لوگوں کی طرف سے اظہار ہوتا ہے۔ کہتی ہیں: آخر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ میں امام جماعت احمدیہ کے تمام جوابات سے مطمئن تھی اور آپ نے مجھے نئی سمتوں کی طرف رہنمائی کی۔ نئے افق کی طرف رہنمائی کی ہے اور میں نے اب اسلام کی اصل تصویر دیکھی ہے۔

پھر میری ڈونیا سے ٹی وی کے ایک صحافی صالے رستیکسکی (Cale Ristekski) صاحب تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں اس طرح کی میٹنگ میں پہلی بار شامل ہوا ہوں۔ یہ سب کچھ میرے لئے نیا تھا۔ میں نے مسلمانوں کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ جلسہ پر کام کرنے والے تھکے ہوئے نہیں لگ رہے تھے۔ کارکنوں کی حالت ان کے لئے بڑی عجیب تھی تھکے ہوئے نہیں لگ رہے تھے۔ کہتے ہیں یہ بات میرے لئے بہت تعجب انگیز تھی کہ اتنے زیادہ افراد ایک جگہ پر تھے اور ہر کوئی اپنا کام کر رہا تھا اور کسی کو کوئی مسئلہ نہ تھا۔ مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ میں ان لوگوں میں موجود رہا۔ ان میں سے بعض میرے دوست بن گئے اور دوست تو دولت ہوتے ہیں۔ اس جلسہ کے بعد میں اپنے آپ کو امیر سمجھنے لگا ہوں۔

پھر میری ڈونیا سے آنے والی ایک مہمان رودنے دے اولسکا (Rodne Deolska) جو ٹی وی کی صحافی ہیں، کہتی ہیں کہ جلسہ میرے لئے بطور صحافی ایک نیا تجربہ تھا۔ صحافیوں کے لئے عالمی طور پر کوئی نیا واقعہ یا بات اہم ہوتی ہے۔ میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ میں نے اس جلسہ کو براہ راست دیکھا اور اس سے تعارف حاصل کیا۔ جلسہ کے تمام انتظامات نے مجھ پر خاص اثر ڈالا۔ اس جلسہ سے میں نے اسلام کے بارے میں کئی باتیں سیکھی ہیں۔ میں نے ان لوگوں کے انٹرویو لئے جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ جب میں میری ڈونیا واپس جاؤں گی تو اس تمام ریکارڈنگ سے ایک ڈاکیومنٹری بناؤں گی اور یہ پیغام میری ڈونین قوم تک پہنچاؤں گی۔

لتھوینیا سے تعلق رکھنے والے ایک مہمان آگوستی (Augustinas Sulija) صاحب کہتے ہیں کہ مجھے ایسا لگا جیسے میں اپنے گھر پر موجود ہوں۔ آپ کی جماعت دنیا کے مختلف علاقوں سے یہاں مختصر وقت کے لئے اکٹھی ہوئی ہے اور ہر طرف وقف کی ایک روح دکھائی دیتی ہے۔ میرے جیسے اجنبی کے لئے بہت حیران کن ہے۔ یہ

بالکل کوئی نئی دنیا ہے۔ میں اس بات پر بہت خوش ہوں کہ مجھے تہذیب و تمدن اور مذہب، پہچان، کھانے پینے اور مختلف روایات جیسی بہت سی چیزوں کو دیکھنے کا موقع ملا۔ آپ لوگوں کا احمدی ہونے کے ناطے ہر روز ایک عظیم مقصد کے لئے مشکلات کا مقابلہ کرنا اور پھر کوشش کرنا قابل تحسین ہے۔ آپ کے خیالات بالکل درست ہیں۔ اقدار درست ہیں۔ ان میں عالمگیریت پائی جاتی ہے۔

لتھوینیا سے آنے والے ایک مہمان بیان کرتے ہیں کہ جماعت کو اتنا قریب سے دیکھنا میرے لئے خوشی کا موجب ہے کیونکہ اس سے قبل مجھے مسلمانوں کے بارے میں کچھ پتا نہیں تھا۔ اس جلسہ سے مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے اور اب میں ایک بہترین انسان کے طور پر زندگی گزار سکوں گا۔ اس مذہب کی تعلیمات ایک اچھا انسان بننے میں میری مدد و معاون ثابت ہوں گی۔ میرے ساتھ یہاں بہت اچھا برتاؤ کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے میں ہی ایک مہمان ہوں اور ہر ایک آدمی میرے آرام کا خیال رکھ رہا تھا۔ میں اس بات کو بہت سراہتا ہوں۔ پس غیروں کو بھی (جلسہ میں) شامل ہو کر اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس ہوتی ہے تو ہم جن کے لئے یہ جلسوں کا انعقاد کیا جاتا ہے ان کو کس حد تک کوشش کر کے اپنے آپ میں تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں۔

پھر لتھوینیا سے آنے والی ایک مہمان مسز انگریدا (Ingrida) کہتی ہیں کہ اس پروگرام میں میری پہلی شرکت ہے لیکن اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کی شمولیت میرے لئے حیرت کا باعث ہے۔ یہاں بہت سے مذہب اور تہذیبوں کے لوگ جمع تھے اور سب کے سب ایک دوسرے کی مدد کرنے والے تھے۔ دوسرا اس پروگرام کا خوبصورت انتظام بھی حیران کن اور متاثر کن تھا۔ اور تقاریر سن کر اور خلیفہ سے ملاقات کر کے میرا جماعت کے بارے میں جاننے کا اشتیاق اور بڑھ گیا ہے۔ میں آپ کی کتب ضرور پڑھوں گی کیونکہ امام جماعت احمدیہ کے خطابات سے اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ جو باتیں بتائی گئی ہیں وہ عقل کے قریب ہیں۔ میرا یہ تجربہ اچھا رہا ہے اور اب میں اگلے سال کے جلسہ کا انتظار کروں گی۔

لیکن ایک تجویز بھی انہوں نے جرمنی والوں کو دی ہے۔ کہتی ہیں کہ میرے خیال میں وقفوں کے دوران بھی جو مختلف نمائشیں اور پروگرامز منعقد ہوتے ہیں ان میں شمولیت کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کر کے بہتری لائی جاسکتی ہے تاکہ لوگ زیادہ شامل ہوں۔

اسی طرح کو سووو (Kosovo) سے بھی اٹھارہ افراد کا وفد آیا تھا جس میں ایک غیر از جماعت اور باقی سترہ احمدی تھے۔

اسٹونیا سے ایک مہمان لورا (Laura) صاحبہ کہتی ہیں کہ میں جلسہ سالانہ کے انتظام سے نہایت متاثر ہوئی۔ ایسا لگتا تھا کہ انتظامیہ نے ہر قسم کی صورت حال کے لئے پہلے سے سب کچھ سوچ رکھا تھا۔ ہر قسم کی ضرورت اور

مسائل کا حل موجود تھا۔ ایک مہمان کے طور پر میری عزت بھی کی گئی اور میرا ہر طرح سے خیال بھی رکھا گیا۔ میں نے جلسہ سالانہ کے عمومی ماحول کو بہت عمدہ پایا۔ شاملین جلسہ پُر امن، دوستانہ اور مدد کرنے والے تھے۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ میری بہت سے اچھے لوگوں سے ملاقات ہوئی جو کہ جماعت کے بارے میں اپنے تجربات پر جوش طریقے سے بتاتے رہے۔ میں نے جلسہ کی تقاریر سنیں اور بالخصوص امام جماعت احمدیہ کے خطابات سے خوب حظ اٹھایا جو کہ موجودہ حالات کے بارے میں تھے۔ ان خطابات کا پیغام نہایت واضح تھا۔ ان میں نئے خیالات تھے اور نئی سمجھ تھی جو میں اپنے ساتھ واپس لے کر جاؤں گی۔ امام جماعت احمدیہ کا اختتامی خطاب بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتا ہے اور اس کا مجھ پر ایک خاص اثر ہے۔ یہ واقعی دل کو چھونے والا تجربہ تھا۔

البانیہ سے اڑتالیس افراد پر مشتمل وفد شامل ہوا۔ 19 احمدی تھے اور 29 غیر احمدی البانین تھے۔ 43 گھنٹوں کا سفر طے کر کے یہ پہنچے تھے۔ ان میں حکومت کی طرف سے بھی دو نمائندگان آئے تھے۔ ایک ان میں سے چیئرمین آف سٹیٹ کمیٹی آن کلٹس (Chairman of State Committee on Cults) تھیں۔

پھر اسی طرح ہنگری سے بیس افراد کا وفد جلسہ میں شامل ہوا۔ گیارہ احمدی افراد تھے۔ نو دیگر مہمان تھے۔ ایک مہمان آگیا آجاس (Agekjan Ajasztan) صاحبہ کہتی ہیں۔ ان کا اصل وطن آرمینیا ہے۔ ہنگری میں اپنے شہر گیور (Gyor) میں خاصی مقبول سماجی شخصیت ہیں۔ ہنگری میں موجود آرمینین مائنورٹی (Arminian Minority) کی کینٹ (Cabnet) کی ترجمان ہیں۔ ہنگری کے مبلغ کہتے ہیں: ایک شام جلسہ کے اختتام پر خود ہی کہنے لگی کہ اتنے ہزاروں مسلمان مردوں کے درمیان بلا خوف پھر رہی ہوں۔ یہاں تو ہر شخص ہی مہذب، شائستہ اور نظم و ضبط کا پابند اور عورتوں کا احترام کرنے والا ہے۔ میڈیا جو کہتا ہے کہ مہاجرین خاص کر مسلمان غیر مہذب اور عورتوں سے نامناسب سلوک کرنے والے ہیں ان کو یہاں آکر دیکھنا چاہئے کہ یہ مسلمان قوم کیسی سلیقہ شعار ہے۔ کہتی ہیں کہ چھوٹا سا بچہ میرے پاس آیا اس نے مجھ سے پوچھا نہیں کہ تم کون ہو یا کہاں سے آئی ہو بلکہ بڑے پیار سے میرے سامنے پانی کا گلاس کر دیا۔ جب میں نے پانی پی لیا تو ایک اور بچہ پیچھے سے آیا اور خالی گلاس مجھ سے لے لیا۔ یہاں تو بڑے اور بچے سبھی محبت کے سفیر ہیں۔

جب حاضری بتائی گئی تو کہتی ہیں کہ عیسائیوں کو اس سے دس گنا کی تعداد میں شامل ہونا چاہئے اور سیکھنا چاہئے کہ مہذب معاشرے میں ایک دوسرے کا باہم احترام کیسے کیا جاسکتا ہے۔

ہنگری سے ایک مہمان گیبر ٹامس (Gabor Tamas) صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ جو مذہبی ماحول، امن، انسانیت اور اخوت یہاں دیکھنے کا موقع ملتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا ہے وہ دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے۔ میں نے امریکہ میں بھی بطور پادری ایک لمبا عرصہ کام کیا ہے اور کافی دنیا دیکھی ہے

لیکن یہ ماحول میں نے آج تک کہیں نہیں دیکھا۔ احمدی لوگ بڑے خوش قسمت ہیں کہ ان کے پاس ایک لیڈر ہے جو احمدیوں سے محبت کرتا ہے اور ان کی ہر وقت رہنمائی کرتا ہے۔ اس جلسہ میں شامل ہو کر میں اپنے ایمان کو مضبوط محسوس کرتا ہوں۔ کہتے ہیں آپ کی جماعت دن بدن بڑھ رہی ہے اور ہم عیسائی دن بدن کم ہو رہے ہیں۔ ہمارے چرچ خالی ہو رہے ہیں۔ اور امام جماعت احمدیہ سے میں نے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی بتایا کہ مادیت بڑھ رہی ہے اور روحانیت کم ہو رہی ہے۔ اس وجہ سے (ہی سب) کچھ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہمیں لوگوں کو بتانا ہو گا کہ ہمارا ایک مالک ہے اور اس کو مان کر ہی دنیا میں امن کا قیام ہو سکتا ہے۔ یہ میری بات انہوں نے quote کی ہے۔

ایک سیرین دوست اکرم الدومانی صاحب کہتے ہیں: مجھے جماعت کا تعارف تقریباً ایک ماہ قبل ہوا۔ میں احمدیوں کی ایک میٹنگ میں شامل ہوا تھا۔ وہاں میں نے پہلی مرتبہ جماعت احمدیہ کے متعلق سنا۔ پھر میں اپنی فیملی کے ساتھ جلسہ پر آگیا۔ لوگ بہت اچھے اور مہمان نواز تھے۔ جماعتی عقائد کے متعلق بہت محبت اور شفقت سے بات کرتے تھے۔ ایک چیز جسے میں جلسہ میں معجزہ خیال کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد ہونے کے باوجود تینوں دن ایک مرتبہ بھی آپس میں لڑائی جھگڑا نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ حج میں بھی کبھی کبھار لوگ آپس میں لڑ پڑتے ہیں لیکن یہاں میں نے کسی کو ایک دوسرے کے خلاف اونچی آواز سے بات کرتے ہوئے نہیں مشاہدہ کیا۔ ایک اور بات بھی جسے میں معجزہ ہی سمجھتا ہوں وہ یہ کہ احمدی مہمان عورتوں کی طرف اخوت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں یہاں تک کہ میری بیوی نے بھی مجھے کہا کہ میں نے کسی کو گندی نظر سے دیکھتے ہوئے نہیں پایا۔

پھر اسامہ ابو محمد حلبی بیان کرتے ہیں کہ جلسہ میں اتنی زیادہ حاضری کے باوجود تنظیم سازی بہت اچھی تھی اور امن کے لئے تمام احتیاطی تدابیر بروئے کار لائے گئے تھے اور اتنی کثیر تعداد کے باوجود کارکنوں کی خدمت مثالی تھی۔ ہمارے احمدی بھائیوں نے ضیافت اور رہائش میں بہت خوبصورت انداز سے ہماری خدمت کی۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان کے ہر قول اور فعل میں وہ سچائی نظر آئی جو ہم بہت سے اسلامی فرقوں میں معدوم پاتے ہیں۔ میں احمدی تو نہیں لیکن آپ لوگوں کے تمام کاموں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ایک سیرین دوست محمود صاحب جو پولینڈ میں ہیں، کہتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کا خطاب سن کر میرا دل خوشی کے جذبات سے بھر گیا۔ صرف ایک ہی خطاب میں آپ نے دنیا کے تمام مسائل کا حل بتا دیا۔ کہتے ہیں آپ نے بتایا کہ مختلف ممالک کے بچ کس طرح امن قائم ہو سکتا ہے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ حل بتایا۔ اس کی وجہ سے مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہونے لگ گیا ہے۔

پھر ایک مہمان گرونگر (Grunniger) صاحب کہتے ہیں امام جماعت احمدیہ نے ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ تبادُلہ خیالات کرنے کے حوالے سے بات کی اور اس چیز کی آج دنیا کو ضرورت ہے۔ آپ کے

الفاظ نے مجھے آج دنیا کی موجودہ حالت کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ قرآنی آیات کا حوالہ دے کر آپ نے یہ بات بالکل واضح کر دی کہ اسلام ہر گز شدت پسندی کا مذہب نہیں ہے اور بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے انسان تھے جو دشمنوں کو بھی معاف فرما دیتے تھے۔ کہتے ہیں خلیفہ کی یہ تقریر سن کر مجھے پہلی مرتبہ احساس ہوا کہ اصل میں اسلام کیا چیز ہے۔ اسلام تو پیار اور محبت کا مذہب ہے۔ اسلام ہر گز ایسا نہیں جس طرح کہ میڈیا دکھا رہا ہے۔

جرمنی میں گزشتہ دو تین سال سے بیعت کی تقریب بھی ہو رہی ہے۔ اس سال جلسہ کے موقع پر گیارہ ممالک سے تعلق رکھنے والے تینتیس افراد نے جلسہ کے دنوں میں شامل ہو کر بیعت کرنے کی توفیق پائی۔ ان میں البانیہ، گیمبیا، گھانا، جرمنی، عراق، یمن، مراکش، فلسطین، سیریا، ترکی اور لتھوینیا تھے۔

لمیس (Lamees) عبد الجلیل صاحبہ اسٹونیا سے شامل ہوئی تھیں۔ انہوں نے بیعت کی توفیق پائی۔ یہ کہتی ہیں کہ میں ایک فلسطینی ہوں اور اسٹونین نوجوان سے شادی شدہ ہوں۔ میں دوسری دفعہ جلسہ میں شامل ہو رہی ہوں۔ پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہونے کے بعد جماعت کے بارے میں بہت سے شکوک و شبہات لے کر واپس گئی تھی لیکن اس دفعہ میں نے جلسہ کے دوران بہت دعا کی کہ خدا تعالیٰ مجھے سیدھے راستہ کی ہدایت دے اور اگر جماعت احمدیہ میرے لئے صحیح راستہ ہے اور زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے خود ہی ہدایت دے۔ کہتی ہیں: چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تسلی دی اور اگلے دن میں نے بیعت کر لی۔ میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ اتنے لوگوں نے میرے جلسہ سالانہ میں شمولیت اور میرے احمدی ہونے کے لئے دعا کی۔ گزشتہ سال مجھے جلسہ کی ساری تقاریر سننے کا موقع نہیں ملا تھا لیکن اس سال تمام تقاریر نہایت غور سے سنیں جس کے نتیجہ میں پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یقین پختہ کر دیا کہ یہی جماعت سچی ہے۔ چنانچہ میں نے بیعت کر لی۔ کہتی ہیں میں نے عورتوں کی ایسی اخوت کا جذبہ کہیں اور نہیں دیکھا جو یہاں تھا۔ مختلف ممالک سے آئی ہوئی خواتین سے میں نے تعلق بنایا جن سے شاید دوبارہ کبھی نہ مل سکوں لیکن ہمیشہ ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھوں گی۔ میرا یقین ہے کہ میرا احمدی ہونا اور اس جماعت سے ملنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوا ہے۔

یہ جلسہ کے بارے میں چند تاثرات تھے جو میں نے پیش کئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ بہت سوں کے سینے کھولتا ہے۔ بہت سوں کے شکوک و شبہات دور کرتا ہے۔ اسلام کی حقیقی تصویر ان کے سامنے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان برکات کو ہمیشہ پھیلاتا چلا جائے۔

میڈیا کی رتبہ کے لحاظ سے جلسہ کے پہلے دن جمعہ کے بعد میرے ساتھ ایک پریس کانفرنس بھی تھی جس میں نیشنل اور انٹرنیشنل میڈیا شامل تھا۔ انٹرنیشنل میڈیا میں اٹلی، میسی ڈونیا، آسٹریا، برازیل اور سیلجم کے ٹی وی اور اخبارات کے نمائندے تھے۔ نیشنل لیول پر جرمنی کے چارٹی وی سٹیشن اور تین پرنٹ میڈیا کے نمائندے موجود

تھے۔ لوکل لیول پر این ٹی وی، ایک ریڈیو اور چار پرنٹ میڈیا کے نمائندے تھے۔ مجموعی طور پر جرمنی میں جلسہ سالانہ کے ان تینوں ایام کی کوریج ہوئی۔ رپورٹ کے مطابق پانچ ٹی وی چینلز، تین ریڈیو چینل اور اکسٹہ اخبارات اور دیگر پرنٹ میڈیا کے ذریعہ پانچ کروڑ بانوے لاکھ سے اوپر افراد تک پیغام پہنچا۔ اس کے علاوہ انٹرنیشنل میڈیا میں آئندہ ہفتے تک جو کوریج متوقع ہے اور نمائندوں نے اس کا ذکر کیا تھا اور ان کی جو viewership ہے اس کے مطابق چار کروڑ تیرہ لاکھ سے اوپر لوگوں تک پیغام پہنچے گا۔

اسی طرح alislam ویب سائٹ پر جلسہ کی کوریج، جلسہ سالانہ جرمنی کی کارروائی ایم ٹی اے جرمن سٹوڈیو کے تعاون سے آپ لوڈ کی جاتی رہی۔ سینٹرل پریس اور میڈیا آفس کی طرف سے جاری کردہ پریس ریلیز بھی آپ لوڈ کی گئی۔ سوشل میڈیا میں بھی جلسہ کی کوریج کے حوالے سے کارروائی کی گئی جس میں فیس بک پر 32 پوسٹس شائع ہوئیں جو چار لاکھ بیس ہزار لوگوں نے دیکھیں اور 36 ہزار لوگوں نے پوسٹ کو پسند کیا اور اس پر تبصرہ وغیرہ بھی کیا۔ اسی طرح ٹویٹر پر بھی جلسہ کے حوالے سے پانچ لاکھ چھتیس ہزار لوگوں نے جلسہ کی ٹویٹس (Tweets) دیکھے اور پانچ ہزار آٹھ سو لوگوں نے ری ٹویٹ (Retweet) کیا۔

جلسہ کے بارہ میں یہ تو لوگوں کے تاثرات تھے۔ بعض کمزوریاں بھی ہوتی ہیں جو مختصر بتا دیتا ہوں۔ ایک توجہ یہ کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ لوگ باہر پھرتے رہے اس لئے شعبہ تربیت کو آئندہ فعال ہونا چاہئے کہ لوگ دوسرے پروگراموں کے دوران باہر نہ پھریں۔ آواز کا انتظام بھی پہلے دن خاص طور پر جمعہ کے وقت صحیح نہیں تھا۔ پھر بعض ٹیکنیکل مسائل تھے لیکن بہر حال اس کے بعد کچھ بہتری پیدا کی گئی۔ اس طرف بھی جرمنی جماعت کو توجہ دینی چاہئے۔ پھر ترجمانی کے وقت بھی شکایات ہیں کہ اس وقت شور آتا رہا ہے۔ ترجمانی کے لئے کانوں میں جو آلے لگائے گئے تھے ان کو بھی درست کیا جانا چاہئے۔

رہائش کے لئے بھی اس دفعہ غیر معمولی تعداد تھی۔ ان کی توقع سے بہت زیادہ تھی۔ اس لئے تقریباً چار سو احباب کو اگر گدے میسر نہیں آئے تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ لیکن جرمنی جماعت کو بہر حال آئندہ انتظام کرنا چاہئے۔ جلسہ گاہ میں نظم و ضبط کی بھی بعض لوگوں نے شکایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ بڑی کمی تھی اور اس طرف توجہ کی ضرورت ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہال کا جو کولنگ سسٹم (Cooling System) تھا اس میں ایک مشین بھی خراب ہو گئی تھی جس کی وجہ سے ہال کے اندر کافی گرمی تھی۔ لیکن یہاں یو کے جلسہ میں بھی تو لوگ مارکی میں بیٹھے ہیں اور کافی گرمی ہوتی ہے اس کے باوجود بیٹھے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ کوئی بہانہ نہیں ہے۔ انتظامیہ کو تربیت کے شعبہ کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور سارا سال احمدیوں کو اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ بہر حال جو جو نقص ہیں وہ کچھ تو ان کو میں نے بھجوا دیئے ہیں۔ اب اس پہ وہ خود ہی غور کریں اور ان کو

بہتر کرنے کی صورت کریں۔ دوسرے کھانے کے بارے میں بھی شکایت آتی رہی۔ پہلے دن اگر حاضری کے مطابق نہیں بن سکا تھا تو اگلے دن بہتر انتظام ہونا چاہئے تھا۔ لیکن یہی ہوتا تھا کہ سالن ختم ہو گیا اور آخر میں پھر ایمر جنسی جو دال پکائی جاتی ہے وہی پکتی رہی اور بہت سارے لوگوں کو وہی ملی۔ تو اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے اور اچھی طرح پوری پلاننگ ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سب کام کرنے والوں کو بھی توفیق دے کہ وہ آئندہ اس میں بہتری پیدا کر سکیں۔
اس دورے کے دوران ایک مسجد کے افتتاح کی بھی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا بھی بہت اچھا اثر مہمانوں پر ہوا اور انہوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ یہ اسلام تو جرمنی میں پھیلنا چاہئے۔ اس فنکشن کی بھی اچھی کوریج ہوئی۔ دو ٹی وی چینل اور دو اخبارات کے نمائندے آئے ہوئے تھے جن کے ذریعہ سے اس مسجد کے فنکشن کی خبر ساڑھے سولہ لاکھ افراد تک پہنچی۔ اس میڈیا کے ذریعہ سے اسلام کا پیغام پہنچا۔ اللہ تعالیٰ جرمنی جماعت کو توفیق دے کہ وہ آئندہ اس سے بڑھ کر اسلام کا پیغام پہنچانے والے ہوں اور جو آب تعارف ہوا ہے اس میں مزید وسعت پیدا کریں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 22 ستمبر 2017ء تا 28 ستمبر 2017ء جلد 24 شمارہ 38 صفحہ 09 تا 05)

36

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 08 ستمبر 2017ء بمطابق 08 تبوک 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ هِيَ أَحْسَنُ - إِنَّ رَبَّكَ
هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ - (النحل: 126)

اس آیت کا یہ ترجمہ ہے کہ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ
دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا رب ہی اسے جو اس کے راستے سے
بھٹک چکا ہے سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

دنیا کے کئی ممالک کی جماعتوں نے اپنی مجالس شوریٰ میں اس تجویز کو رکھا اور اس پر بڑی اچھی بحث کی
اور ہر جماعت کی مجلس شوریٰ نے اپنا لائحہ عمل بھی تجویز کیا کہ کس طرح ہم تبلیغ کے کام کو اور اسلام کا حقیقی پیغام
اپنے ملک کے ہر طبقہ میں پہنچانے کے کام کو وسعت دے سکتے ہیں یا اسے بہتر بنیادوں پر قائم کر سکتے ہیں۔ جماعت
احمدیہ برطانیہ نے بھی اس سال اپنی مجلس شوریٰ کے ایجنڈے میں اس تجویز کو رکھا ہوا تھا۔ اس پر مجلس شوریٰ نے
بڑی سیر حاصل بحث کی اور بحث کر کے اپنا لائحہ عمل تجویز کر کے مجھے منظوری کے لئے بھجوایا۔ لیکن ہمیں ہمیشہ یاد
رکھنا چاہئے کہ چاہے یہ تبلیغ کے کام کے لئے منصوبہ بندی ہے یا کسی اور کام کی منصوبہ بندی۔

مجلس شوریٰ جب کوئی بھی منصوبہ بندی کرتی ہے، تو ممبران شوریٰ کی مختلف آراء سامنے آتی ہیں اور پھر
ایک رائے قائم ہوتی ہے یا ممبران کی اکثریت کی ایک رائے قائم ہوتی ہے اور پھر اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے
ایک لائحہ عمل تجویز ہو کر خلیفہ وقت کے پاس منظوری کے لئے بھجوایا جاتا ہے اور جب منظوری ہو جاتی ہے تو اس پر
اپنی تمام تر صلاحیتوں اور طاقتوں کے ساتھ عمل درآمد کرنا اور کروانا ممبران مجلس شوریٰ کی بھی ذمہ داری ہے اور ہر
سطح کے جماعتی عہدیداران کی بھی ذمہ داری ہے۔

پس تبلیغ کے کام کو بہتر کرنے یا اسے وسعت دینے کے لئے یہ جو تجویز مجلس شوریٰ برطانیہ میں زیر بحث آئی اور اس پر فیصلے ہوئے یا دنیا کے کسی بھی ملک میں اس پر مشورے ہوئے اور خلیفہ وقت سے منظوری کے بعد عمل درآمد کے لئے جماعتوں کو بھجوائے گئے۔ اس پر عمل درآمد کرنے اور کروانے کے لئے ہر ممبر مجلس شوریٰ اور ہر سطح کے عہدیداران کو اب بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ صرف یہ نہ سمجھیں کہ کیونکہ تبلیغ سے متعلق ایک تجویز ہے اس لئے صرف سیکرٹری تبلیغ ہی اس کا ذمہ دار ہے کہ کام کرے یا اگر کوئی تجویز کسی بھی دوسرے شعبہ سے متعلق ہے تو متعلقہ سیکرٹری ذمہ دار ہے۔ یقیناً اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے متعلقہ سیکرٹریان ہی ذمہ دار ہیں لیکن خاص طور پر تبلیغ اور تربیت کے شعبے ایسے ہیں کہ اس میں جماعت کے ہر عہدیدار کا، ہر سطح کے عہدیدار کا شامل ہونا اور اپنا نمونہ دکھانا ضروری ہے۔

اس وقت میں چونکہ تبلیغ کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں اس لئے اس حوالے سے میں ہر عہدیدار کو توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ وہ اپنے سیکرٹریان تبلیغ سے اس تجویز پر جماعتوں میں عمل درآمد کروانے کے لئے مکمل تعاون کریں۔ خود اس کا حصہ بن کر افراد جماعت کے لئے اپنا نمونہ پیش کریں۔ کوئی بھی عہدیدار ہو کسی نہ کسی رنگ میں تبلیغ میں حصہ لے سکتا ہے اور اگر عہدیدار حصہ لے رہے ہوں تو افراد جماعت کے سامنے نمونے قائم ہو رہے ہوں گے اور بہت سے احمدی ایسے ہوں گے جو بغیر کہے، بغیر خاص توجہ دلائے خود بخود ان نمونوں کو دیکھ کر اس لائحہ عمل کو پورا کرنے کے لئے اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کی کوشش میں شامل ہو جائیں گے۔ بعض سیکرٹریان کے پاس ویسے بھی اپنے شعبہ کا اتنا کام نہیں ہوتا۔ وہ زیادہ وقت بھی دے سکتے ہیں۔ صرف نیت اور ارادے کی ضرورت ہے۔ بہر حال نیشنل سیکرٹری تبلیغ کا کام ہے کہ جو لائحہ عمل بھی بنایا گیا ہے یہ ہر مقامی جماعت کے سیکرٹری تبلیغ تک پہنچنا چاہئے اور پھر اس بات کو بھی یقین بنائیں کہ اس لائحہ عمل کا افراد جماعت سے متعلقہ حصہ جو ہے اور جو حصہ انتظامی نہیں ہے بلکہ افراد جماعت سے تعلق رکھتا ہے وہ وہاں کی جماعت کے ہر فرد تک پہنچ جائے۔

لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے جو ہماری رہنمائی فرمائی ہے اسے سمجھیں اور اس کے مطابق ہر سیکرٹری تبلیغ عمل کرے۔ ہر عہدیدار عمل کرے۔ داعیانِ خصوصی عمل کریں۔ داعیانِ خصوصی کامیں نے خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں نے خود اپنے آپ کو پیش کیا ہے کہ ہم باقی افراد جماعت کی نسبت زیادہ وقت تبلیغ کے لئے دیں گے۔ وہ اگر اپنا وقت بھی دیں اور علم بھی ہو لیکن ان باتوں کی طرف توجہ نہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں تو پھر اس میں وہ برکت نہیں پڑ سکتی، بہتر نتائج نہیں نکالے جاسکتے جو نکل سکتے ہیں۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے اس میں سب سے پہلے حکمت ہے۔ پھر موعظۃ الحسنہ

ہے۔ یعنی اچھی نصیحت۔ پھر فرمایا بحث میں ایسی دلیل استعمال کرو جو بہترین ہو۔ آجکل کے نام نہاد علماء نے اور دہشتگرد گروہوں اور تنظیموں نے اپنے جنونی پن اور بغیر حکمت، عقل اور بے دلیل باتوں سے اسلام کو اس قدر بدنام کر دیا ہے کہ غیر مسلم دنیا سمجھتی ہے کہ اسلام حکمت سے عاری اور دلائل سے عاری مذہب ہے اور بے عقلوں اور بیوقوفوں کا مذہب ہے۔ نعوذ باللہ۔ اور صرف شدت پسندی ہی اس کی تعلیم ہے۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق تبلیغ کرنی اور تبلیغی رابطے کرنے ہر احمدی کی ایک بہت اہم ذمہ داری ہے۔ پس اس اہمیت کو سب سے پہلے تو ہر سطح کے عہدیداروں کو سمجھنا چاہئے۔ گزشتہ ایک دو سال میں ان شدت پسندوں اور بعض علماء کے عمل نے اسلام کو اتنا بدنام کر دیا ہے اور اس پر میڈیا نے بھی ان باتوں کو اتنا اچھالا ہے کہ گزشتہ دنوں یہاں ایک سروے ہوا جس میں اسلام کے شدت پسند اور ظالم مذہب ہونے اور مسلمانوں کے ناپسندیدہ ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو اکثریت نے یہی جواب دیا کہ اسلام بڑا شدت پسند مذہب ہے اور مسلمان ناپسندیدہ لوگ ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے ملک میں مسلمان رہیں اور ملک کے لئے یہ لوگ نقصان دہ ہیں۔ جبکہ چند سال پہلے یہ سروے ہوا تھا تو اس کے نتائج بالکل الٹ تھے اور اکثریت اُس وقت مسلمانوں کو اچھا سمجھتی تھی۔ پس ایسے حالات میں ہمیں اندازہ ہو جانا چاہئے کہ کس قدر محنت کے ساتھ ہمیں اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق تبلیغ کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جو بات بیان فرمائی وہ حکمت کے ساتھ تبلیغ ہے۔ یہ حکمت کیا چیز ہے؟ حکمت کے بڑے وسیع معنی ہیں اور کامیاب تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ ان معانی کا ہمیں علم ہو تا کہ اپنی تبلیغ میں ان باتوں کو ہم مد نظر رکھیں۔

حکمت کے ایک معنی علم کے ہیں۔ تبلیغ کرنے کے لئے علم بھی ہونا چاہئے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں ان کو تو بہانہ مل گیا کہ ہمارے پاس علم نہیں ہے اس لئے ہم تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اس زمانے میں یہ بہانہ بھی کوئی بہانہ نہیں ہے۔ ہمیں علمی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے دلائل سے لیس کر دیا ہے اور جماعتی لٹریچر میں اس علم کو مہیا کر دیا گیا ہے کہ معمولی سی کوشش بھی کافی حد تک علمی مضبوطی عطا کر دیتی ہے۔ پھر سوال و جواب کی صورت میں آڈیو ویڈیو مواد موجود ہے۔ پھر ویب سائٹس ہیں۔ بہت سے لوگ جب ان کو پیغام پہنچایا جائے تو ان میں سے بعض غیر کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے پاس اس وقت لمبی بحث کا وقت نہیں ہے۔ انہیں پمفلٹ بھی دیئے جاسکتے ہیں اور ویب سائٹس کے پتے بھی دے دیں تو جو دلچسپی رکھنے والے ہیں وہ بہت سارے ایسے ہیں جو دلچسپی رکھتے ہیں جس کا ان کے پاس فوری وقت نہیں ہوتا لیکن بعد میں معلومات لے لیتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے مجھے خود بتایا کہ انہوں نے اس طرح معلومات لیں۔ پس ایک تو پہلے اپنا علم بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ جن سے علمی گفتگو ہونی ہے ان سے اس طریق سے بات کی جائے جس کے معیار پر وہ پورا اترتے ہیں۔ دوسرے یہ پتا ہونا

چاہئے کہ اس وقت ہمارے لٹرچر اور ویب سائٹ میں کہاں یہ علمی جواب اور مواد میسر ہے۔ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والوں سے اور خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں سے ان کی سوچ کے مطابق، ان کے خیالات کے مطابق، ان کے دلائل کے مطابق پھر ہمیں دلیلیں دینی ہوں گی۔

پھر حکمت کے معنی یہ بھی ہیں کہ پختہ اور پکی بات ہو (اقترب الموارد زیر مادہ ”حکم“)

ایسی دلیل ہو جو خود مضبوط ہو، نہ کہ اس دلیل کو ثابت کرنے کے لئے ہمیں اور دلیلیں دینی پڑیں اور پھر ان کو مزید ثابت کرنا پڑے۔ پس لمبی بحثوں میں پڑنے کی بجائے جائزہ لے کر، اعتراض دیکھ کر پھر ان کو ٹھوس دلیل سے رد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور یہ بھی پھر شعبہ تبلیغ کا کام ہے کہ اپنے حالات کے مطابق ایسے اعتراض اور ان کے رد کی دلیلیں یکجا کر کے، ایک جگہ جمع کر کے پھر جماعتوں کو مہیا کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اعتراضوں کے رد کی علمی اور ٹھوس اور پختہ دلیلیں میسر ہو سکیں۔

پھر حکمت کا ایک مطلب عدل بھی ہے۔ اگر بحث ہو رہی ہے تو دوسروں پہ ایسے اعتراض نہیں کرنے چاہئیں جو الٹ کر ہم پر بھی پڑ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت اور لٹرچر کی وجہ سے اور خلفاء کے لٹرچر کی وجہ سے عام طور پر ایسی صورت نہیں ہوتی۔ لیکن عام دوسرے مسلمان جو ہیں یا دوسرے مذاہب کے لوگ جو ہیں ان میں یہ بات نظر آ جاتی ہے۔ مسلمان جو ہمارے خلاف ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسے اعتراض کر دیتے ہیں جو باقی انبیاء پر بھی پڑ سکتے ہیں۔ بعض بڑے بڑے لوگ ہیں جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو عالم سمجھتے ہیں وہ ایسے اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کرتے ہیں جو دوسرے انبیاء پر بھی پڑتے ہیں۔ پس اس بارے میں بھی شعبہ تبلیغ کو یہ اعتراض اور جواب اکٹھے کرنے چاہئیں اور جماعتوں کو مہیا کرنے چاہئیں اور یہ باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ہو رہی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وہ اعتراض کئے جاتے ہیں جو دوسروں پر بھی پڑ رہے ہیں۔ ان کے اپنے دین پر بھی پڑ رہے ہیں اور اس وقت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان اعتراضات کے جواب ان پر لائے ہیں۔ انہی کے لٹرچر سے یا انہی کے صحیفوں سے غیر مذہبوں کو یا مسلمانوں کو بھی بتایا کہ تم جو اعتراض کرتے ہو وہ اصل میں اعتراض نہیں۔ یہ اعتراض تو کافروں کی طرف سے اسلام پر بھی اس طرح ہی کئے گئے تھے۔

شعبہ تبلیغ کو جیسا کہ میں نے کہا چند ایسے اعتراض بھی چھوٹے پمفلٹ کی صورت میں شائع کر کے جماعتوں کو مہیا کرنے چاہئیں۔ اگر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو تبلیغ کے کام میں لگانا ہے تو یہ محنت اس شعبہ کو کرنی پڑے گی۔ خرچ بھی کرنا پڑے گا۔

اسی طرح حکمت کے معنی حلم اور نرمی کے بھی ہیں۔ پس تبلیغ میں نرمی اور عقل سے کام لینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ غصہ اور تیزی میں بات کرنے سے دوسروں پر منفی اثر پڑتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ دلیل کوئی نہیں اس لئے غصہ میں جواب دیا جا رہا ہے۔ جو غصہ دکھائے اس کے ساتھ بھی نرمی سے بات کرنی چاہئے۔ اسلام کی تعلیم پر اعتراض کرنے والوں کو نام نہاد علماء کے غصہ اور شدت پسندی نے ہی موقع دیا ہوا ہے کہ وہ اعتراض کریں۔ ورنہ اگر آرام سے بات کی جاتی تو بہت سارے ایسے اعتراض ہیں جو ویسے ہی ختم ہو جاتے۔

پھر حکمت کے ایک معنی نبوت کے بھی ہیں۔ پس اس کی رُو سے بحث کرنے اور دلائل دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں قرآن کریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس کے دلائل اور اس کی تعلیم کے مطابق تبلیغ کرنی چاہئے۔ اسلام پر اعتراض کرنے والوں یا اعتراض کرنے والے لوگوں سے متاثر ہونے والوں کے سامنے میں نے دیکھا ہے کہ جب قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں بات کی جائے تو ان پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

پھر اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جہالت سے روکنا۔ پس ایسے طریق سے بات کرنی چاہئے جو دوسرے کو آسانی سے سمجھ آجائے اور اس کی جہالت کو دُور کرنے والی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ لوگوں کے فہم و ادراک کے مطابق ان سے بات کیا کرو۔

(کنز العمال جلد 10 کتاب العلم من قسم الاقوال صفحہ 105 حدیث 29268 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پھر اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ حق کے مطابق اور موافق بات کرنی چاہئے۔ ہمیشہ سچی اور واقعات کے مطابق بات کرنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ دوسرے کو متاثر کرنے کے لئے حقائق و واقعات سے ہٹ کر بات کی جائے۔ ایسی باتیں جو حقائق اور واقعات کے خلاف ہوں پھر غلط اثر ڈالتی ہیں کیونکہ کسی نہ کسی وقت میں اصل بات ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہمیشہ سچی اور حقائق کے مطابق بات کرنی چاہئے۔

پھر حکمت موقع اور محل کے مناسب اور مطابق بات کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی اگر یہ خیال ہو کہ ایک دلیل سے مخالف میں غصہ پیدا ہونے اور اس کے چڑنے کا خطرہ ہے اور پھر بجائے تبلیغی گفتگو کے لڑائی جھگڑے اور فاصلے بڑھنے کا خطرہ ہے تو پھر ایسی دلیل سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس بات سے اجتناب کرنا چاہئے اور پھر ایسی بات کرنی چاہئے اور ایسی دلیل دینی چاہئے جو بر محل بھی ہو اور دوسرے کے مزاج کے مطابق ہو اور فاصلے بڑھانے کی بجائے قریب لانے کا باعث ہو۔

بعض لوگ ایک مجلس میں ایک بات کرتے ہیں دوسرا وہ بات سنتا ہے اور اچھا اثر لیتا ہے لیکن اس وقت بات کر کے پھر یہ سوچ کر چپ ہو جانے کی بجائے کہ کبھی موقع ملا تو اس مجلس میں دوبارہ اپنی بات کریں، پھر اس شخص کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور بار بار اس کی باتوں کو دہراتے ہیں یا اس کو قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آج

قائل کر کے اٹھنا ہے۔ تم نے قائل ہو کر ہی اٹھنا ہے جس سے پھر دوسرا چڑھتا ہے اور قریب آیا ہوا بھی دُور ہو جاتا ہے اور پہلی بات کا جو اثر ہوتا ہے وہ بھی زائل ہو جاتا ہے۔ اس لئے موقع و محل اور مزاج شناسی بھی تبلیغ کے لئے بہت ضروری ہے اور یہ بات اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ تبلیغ میں جہاں مستقل مزاجی ضروری ہے وہاں ذاتی رابطوں کے بڑھانے کی بھی ضرورت ہے۔ ذاتی رابطوں سے ہی دوسرے کی مزاج شناسی ہو سکتی ہے۔

پس ہمیں اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں ایک تسلسل پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ سال میں ایک یا دو دفعہ عشرہ تربیت منالیا، عشرہ تبلیغ منالیا، سڑکوں پہ کھڑے ہو کر لٹر پچر تقسیم کر دیا اور سمجھ لیا کہ تبلیغ کا حق ادا ہو گیا۔ آجکل یہاں اسانلم لینے والے بہت سے لوگ مختلف عمروں کے آئے ہوئے ہیں۔ بعض صحت مند اور جوان ہیں۔ بعض ذرا بڑی عمر کے ہیں اور جب تک ان کے کیسوں کا فیصلہ نہیں ہو جاتا اکثر ان کے پاس وقت ہے اور اکثر وقت وہ فارغ رہتے ہیں۔ پس ایسے تمام لوگوں کو اپنی صحت و عمر کے لحاظ سے تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے۔ لٹر پچر تقسیم کرنے کے لئے کم یا زیادہ وقت دینا چاہئے۔ زبان نہیں آتی تو لٹر پچر لے جائیں، کیسٹس لے جائیں۔ اگر سڑکوں پر لٹر پچر تقسیم کرنا ہے تو پھر تقسیم کا مستقل ایک پروگرام رہنا چاہئے اور یہ اسانلم لینے والے اس کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔ ثواب بھی ہے۔ نیکی بھی ہے اور تبلیغ کا فریضہ بھی ادا ہو جائے گا اور اسی برکت سے شاید ان کے کیس بھی جلدی پاس ہو جائیں۔ بہر حال مستقل تبلیغ کے لئے یہ ہدایات جو ہیں تبلیغ کے شعبہ کی طرف سے ان کو جانی چاہئیں اور لٹر پچر مہیا ہونا چاہئے اور پھر اس پر عمل درآمد ہو اور اس طرز پر باتیں ہونی چاہئیں جو حکمت کے معنوں میں بتائی گئی ہیں۔ ان میں عہدیداروں کو بھی شامل ہونا چاہئے اور پرانے رہنے والوں کو بھی شامل ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ صرف اسانلم سیکرز کے لئے میں نے کہہ دیا تو وہی شامل ہوں۔ داعیانِ خصوصی کو بھی صرف نام کے داعیانِ خصوصی بن کر نہیں بلکہ زیادہ وقت دے کر تبلیغ کے اس میدان میں اب آنا چاہئے۔ دنیا کے جو حالات ہیں ان میں اب ہمیں کھل کر سب کو بتانا ہو گا کہ یہ حالات تمہارے دنیا داری میں ڈوبنے کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ اور سچے دین کی تلاش کرو۔ موعظۃ الحسنۃ کا جو تبلیغ کا حکم ہے وہ حکمت سے تبلیغ کے معنوں میں بھی آگیا۔ یعنی نرمی اور دل پر اثر کرنے والے انداز میں تبلیغ کی جائے۔

پس اللہ تعالیٰ نے حکمت اور اچھی نصیحت اور ٹھوس دلیل کے ساتھ جو تبلیغ کا حکم دیا ہے اس کے مطابق چلنا ہمارا کام ہے اور مستقل مزاجی کے ساتھ اسے کرتے چلنا ہمارا کام ہے۔ اس کے نتائج اللہ نے فرمایا کہ میں نے پیدا کرنے ہیں۔ کس نے گمراہی میں بھٹکتے رہنا ہے اور کس نے ہدایت پائی ہے، یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ ایک دوسری جگہ یہ بھی فرمایا کہ تم زبردستی کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے ہاں تمہارا کام تبلیغ کرنا ہے۔ پیغام

پہنچانا ہے۔ حق کا پیغام دنیا کے ہر شخص تک پہنچانا ہے۔ اسلام کی خوبیوں اور خوبصورت تعلیم کو دوسروں پر ظاہر کرنا ہے۔ وہ کئے جاؤ۔ انسان عالم الغیب نہیں ہے کہ کہے کہ بجائے وقت ضائع کرنے کے میں اس کے پاس ہی جا کر پیغام حق پہنچاؤں جس پر اثر ہونا ہے۔ یہ تو انسان کو نہیں پتا کس پر اثر ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں یہ علم دیا ہی نہیں گیا کہ کس پر اثر ہونا ہے اور کس پر نہیں ہونا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق ہم نتائج کے بارے میں ذمہ دار نہیں ہیں کہ کیوں اس کے مثبت نتائج نہیں نکلے۔ کیوں سو فیصد لوگ ہمارے پیغام سے متاثر ہو کر اسلام کو قبول کرنے والے نہیں بنے۔ ہمارے سے اگر پوچھا جائے گا تو صرف اتنا جو اللہ تعالیٰ نے ہم سے پوچھا ہے کہ کیا ہم نے پیغام پہنچایا؟ یا پھر کیوں ہم نے اپنا تبلیغ کا فریضہ ادا نہیں کیا؟ اور کیوں اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے نہیں کیا؟ کس نے ہدایت پانی ہے اور کس نے ہدایت نہیں پانی، یہ صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اگر ہم اپنا فرض پورا کر رہے ہیں تو مرنے کے بعد دنیا کم از کم اللہ تعالیٰ کو یہ نہیں کہہ سکتی کہ ہمیں تو اسلام کا پیغام ملا ہی نہیں تھا اور اگر ہمیں اسلام کا پیغام نہیں ملا تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

بعض لوگ پیغام سنتے ہیں، سمجھتے ہیں لیکن پھر بد قسمتی سے کوئی روک ان کے آڑے آجاتی ہے اور قبول نہیں کرتے۔ ابھی دو دن پہلے ہی یورپ کے ایک ملک کے مبلغ نے مجھے لکھا کہ فلاں فلاں صاحب جو آپ کو ملے تھے، جرمنی میں جلسہ پر بھی شامل ہوئے تھے، تبلیغ اور پورے ماحول کا اس پر بہت اچھا اثر ہے۔ کئی دفعہ بیعت کرنے کا اس نے ارادہ کیا ہے پھر کوئی روک آڑے آجاتی ہے۔ اب یہ تو اللہ تعالیٰ کو پتا ہے کہ اسے قبولیت کی توفیق ملنی ہے یا نہیں ملنی لیکن ہم نے بہر حال اپنا فرض پورا کر دیا۔ اسے اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کروادیا۔

پھر تبلیغ کے ضمن میں ایک بات یہ بھی ہے بعض لوگ پوچھتے ہیں، سوال کرتے ہیں کہ تبلیغ کر کے تم نے کتنے احمدی بنائے؟ اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ خود مسلمان تمہیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور پھر یہ بھی کہ کتنا عرصہ لگے گا اس طرح اسلام کی تعلیم پھیلنے میں جس طرح تم لوگ تبلیغ کرتے ہو اور اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہو؟ اور پھر یہ بھی ساتھ تسلیم کرتے ہیں کہ بظاہر تمہاری باتیں عقل اور حکمت والی بھی ہیں۔ مجھ سے بھی کئی لوگوں نے پوچھا اور مختلف جگہوں پر پوچھتے ہیں۔ ابھی جرمنی کے سفر میں بھی ایک جرنلسٹ نے پوچھا تھا۔ تو ہمیشہ ہمارا یہی جواب ہوتا ہے کہ ہمیں تبلیغ کرنے کا، پیغام پہنچانے کا حکم ہے۔ اس سے ہم پیچھے ہٹنے والے نہیں اور نہ ہم نے ہٹنا ہے۔ ہم اپنا کام کئے جائیں گے۔ کس نے ہدایت پانی ہے اور کس نے نہیں پانی، یہ تو اللہ تعالیٰ کو پتا ہے۔ ہمارے سپرد جو کام ہے وہ ہم نے کرنا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول غالب آئیں گے۔ انشاء اللہ۔ اس لئے ہم اس امید پر قائم ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن اکثریت ہماری ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس آیت کی وضاحت میں جو میں نے تلاوت کی تھی

بعض جگہ ارشادات فرمائے ہیں۔ چنانچہ اپنے بارے میں یہ بیان فرماتے ہوئے کہ کس طرح بعض اوقات مخالفین اسلام نے آپ کے جذبات کو انگلیخت کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے باوجود آپ نے اس آیت پر عمل کرتے ہوئے کس طرح امن کو برباد ہونے اور جھگڑے کو بڑھانے سے روکنے کے لئے اپنا رویہ دکھایا۔ آپ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"خدا جانتا ہے کہ کبھی ہم نے جواب کے وقت نرمی اور آہستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا۔" یعنی یہ کبھی نہیں ہوا کہ نرمی اور نرم زبان کو چھوڑیں "اور ہمیشہ نرم اور ملائم الفاظ سے کام لیا ہے" فرمایا کہ "بجز اس صورت کے کہ بعض اوقات مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت اور فتنہ انگیز تحریریں پا کر کسی قدر سختی مصلحت آمیز اس غرض سے ہم نے اختیار کی۔" بعض دفعہ سختی کی کیونکہ مخالفین جو علمائے سوء ہیں یا جو شر میں بڑھنے والے لیڈر ہیں وہ بڑھ جاتے ہیں جو عوام کو بھی درغلاتے ہیں۔ اس لئے سختی انہی کے جواب میں ہے۔ جو تحریروں میں انہوں نے لکھا اسی طرح کی سختی کی۔ اسی طرح کی تحریریں لکھیں "کہ تا قوم اس طرح سے اپنا معاوضہ پا کر وحشیانہ جوش کو دبائے رکھے۔" اور یہ بھی اس لئے کہ اگر مسلمانوں کے خلاف ہے تو سختی سے یہی جواب دیا جاسکتا ہے جو دے دیا اور اس سے زیادہ جوش دکھانے کی ضرورت نہیں اور وحشیانہ حالت طاری کرنے کی ضرورت نہیں تاکہ دنگ اور فساد ہو فرمایا "اور یہ سختی نہ کسی نفسانی جوش سے اور نہ کسی اشتعال سے بلکہ محض آیت..... وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (النحل: 126) پر عمل کر کے ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال میں لائی گئی۔" اس وقت بعض دفعہ یہ سختی بھی کرنی پڑتی ہے تو وہ بھی اس آیت کے نیچے ہی آتا ہے اور حکمت عملی کے طور پر اسے استعمال کیا گیا کہ ایسی بات کرو جو صحیح ہو، موقع کی مناسبت سے ہو اور اس سے اس وقت مخالف کو اس طرز کا جواب دینا ہی ضروری ہو اس لئے بعض دفعہ سختی بھی ہو جاتی ہے لیکن عموماً نرمی ہی دکھانی ہے۔ فرمایا کہ اس آیت پر عمل کر کے ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال میں لائی گئی "اور وہ بھی اس وقت کہ مخالفوں کی توہین اور تحقیر اور بدزبانی انتہا تک پہنچ گئی اور ہمارے سید و مولیٰ سرور کائنات فخر موجودات کی نسبت ایسے گندے اور پُر شر الفاظ ان لوگوں نے استعمال کئے کہ قریب تھا کہ ان سے نقض امن پیدا ہو تو اس وقت ہم نے اس حکمت عملی کو برتا۔"

(البلاغ، (فریاد درد) روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 385)

پس جہاں ایسی صورت حال ہو وہاں جاد لہم بالقی ہی احسن کا مطلب یہ بن جاتا ہے کہ اسی حکمت عملی پر چلتے ہوئے جو دوسرا استعمال کر رہا ہے تھوڑا سا سختی سے بھی جواب دیا جائے۔ پس اصل مقصد یہ ہے اور وہ بھی اس لئے کہ فتنہ و فساد رکے۔ پس فتنہ و فساد روکنا اصل مقصد ہے اور پیغام کو صحیح طور پر پہنچانا بھی۔ یہ چیزیں ضروری ہیں۔ آپ نے کبھی وہ راستہ اختیار نہیں کیا جو مخالفین نے کیا تھا۔ اس کے بجائے آپ نے یہ بھی کہا کہ حکومت اور قانون

کی پابندی ضروری ہے اور فساد پھیلنے سے روکنے کے لئے دلائل سے ہی آپ نے بات کی اور قانون کی مدد لی۔ اور بہر حال جہاں غیرت دکھانا ضروری ہے وہاں آپ نے غیرت بھی دکھائی۔

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: "آیت جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کا یہ منشاء نہیں ہے کہ ہم اس قدر نرمی کریں کہ مدہانتہ کر کے خلاف واقعہ بات کی تصدیق کر لیں۔ کیا ہم ایسے شخص کو جو خدائی کا دعویٰ کرے اور ہمارے رسول کو پیشگوئی کے طور پر کذاب قرار دے "نعوذ باللہ" اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو رکھے راستباز کہہ سکتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا مجاہدہِ حسنہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ منافقانہ سیرت اور بے ایمانی کا ایک شعبہ ہے۔"

(تزیان القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 305 حاشیہ)

پس ان چیزوں کا فرق بھی ہمیشہ اس لئے ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ مدہانتہ نہ ہو جائے کہ ہم نے تبلیغ کرنی ہے۔ اگلے کو بات سنانی ہے تو اس حد تک نہ ہم چلے جائیں کہ غیرت ہی بالکل ختم ہو جائے۔ ہاں جھگڑا اور فساد نہیں کرنا۔ لیکن ایک حد تک بعض دفعہ انہی کے الفاظ کو ان پر الٹانا بھی پڑتا ہے۔ پس جہاں مخالفین حد سے زیادہ اعتراض میں بڑھ جائیں یا ان کی باتیں ایسی ہو جائیں کہ جو حد سے زیادہ دریدہ دہنی اور گندے الفاظ ہوں تو وہاں بعض دفعہ فتنے کو روکنے کے لئے جواب دینا پڑتا ہے۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا کہ نرمی کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ مدہانتہ کر کے اتنا ڈر جاؤ کہ ہاں میں ہاں ملانے لگ جاؤ اور جو خلاف واقعہ بات ہے اس کی تصدیق کی جائے۔ حکمت بہر حال ضروری ہے۔ نرمی زبان اور اخلاق بھی ضروری ہیں لیکن غلط بات کو غلط کہنا بھی ضروری ہے۔

پس اس بات کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حکمت کا مطلب بزدلی نہیں ہے یا اپنے قریب لانے کے لئے غلط بات کی تصدیق کرنا نہیں ہے۔ مثلاً آجکل دنیا داروں نے آزادی کے نام پر ایسے قانون بنا دیئے ہیں جن کی شریعت ہر گز اجازت نہیں دیتی اور اگر ان کے خلاف کوئی بات کرے تو کہتے ہیں کہ یہ احمدی بھی اپنے آپ کو شدت پسندی سے دور رہنے والا کہتے ہیں اور اس کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم شدت پسند نہیں ہیں لیکن بعض معاملات میں یہ بھی شدت پسند ہیں اور مثال وہ یہ دیتے ہیں کہ جیسے عورتوں سے ہاتھ ملانے کا معاملہ ہے یا ہم جنسی کا معاملہ ہے۔ ابھی جرمنی میں مجھ سے بعض نے سوال کئے اور میرے جواب پر کچھ نے منفی تبصرہ بھی ہمارے خلاف کیا لیکن اکثریت کو سمجھ بھی آگئی کہ کیا حقیقت ہے۔ ہمیں لڑنے کی ضرورت نہیں لیکن جو چیز غلط ہے اسے ہم نے بہر حال غلط کہنا ہے۔

گزشتہ دنوں یہاں یو کے (UK) کے ایک سیاسی پارٹی کے ممبر جن کے بارے میں مشہور ہو گیا تھا کہ وہ پارٹی لیڈر بننے کے لئے کھڑے ہوں گے انہوں نے اعلان کیا کہ وہ پارٹی لیڈر بننے کے لئے کھڑے نہیں ہو سکتے کیونکہ

ایک تو وہ ہم جنسی کے خلاف ہیں اور دوسرے abortion کے خلاف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اور یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ ان کے خلاف ہمارے معاشرے میں سننے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ جہاں تک ہم جنسی کا سوال ہے قرآن میں بھی اور بائبل میں بھی، دونوں کتابوں میں قومی طور پر اس برائی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کا ذکر ہے۔ لیکن abortion بعض حالات میں ہم تو جائز سمجھتے ہیں۔ بہر حال ان کا اپنا نظریہ تھا کہ وہ نہیں سمجھتے۔

اسی طرح ایک اور سیاسی پارٹی کے لیڈر نے چند مہینے ہوئے اپنی پارٹی کی سربراہی سے اس لئے استعفیٰ دے دیا کہ وہ ہم جنسی کے خلاف تھے اور انہوں نے کہا کہ اس وجہ سے میں اپنے ایمان اور سیاست کے درمیان تقسیم ہو کے رہ گیا ہوں اس لئے بہتر ہے کہ میں اپنے ایمان کو بچانے کے لئے پارٹی لیڈر شپ سے علیحدہ ہو جاؤں۔ پس اگر یہ لوگ جو دنیا دار ہیں اور جن کا دین بھی اپنی اصلی حالت میں قائم نہیں ہے اپنے دنیاوی معاملات کو دین کے لئے قربان کر رہے ہیں اور مدامت نہیں دکھاتے، بزدلی نہیں دکھاتے تو پھر ہم جو آخری اور ہمیشہ قائم رہنے والی شریعت کو ماننے والے ہیں، ہمیں کس قدر مضبوط ایمان ہونا چاہئے اور اپنے دنیاوی تعلقات میں اور تبلیغ کے تعلقات میں بھی حکمت کے ساتھ اور ٹھوس دلائل کے ساتھ ان باتوں کو رد کرنا چاہئے۔ نہ ہی اپنے دنیاوی مفادات کے لئے ان چیزوں سے ڈرنا چاہئے۔ نہ ہی اس لئے ان کی ہاں میں ہاں ملانی چاہئے کہ ان سے رابطے ختم ہو جائیں گے۔ اگر حکمت سے بات کی جائے تو کوئی رابطے ختم نہیں ہوتے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے، پہلے بھی ذکر ہو چکا کہ ہدایت پانے والے کون ہیں، یہ مجھے پتا ہے۔ پس جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینی ہے اس کا دل خود ہی اللہ تعالیٰ کھول بھی دے گا۔ عہدیداروں کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ میں نے ان میں یہ دیکھا ہے کہ بعض دفعہ بزدلی کا زیادہ اظہار ہو جاتا ہے۔ مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ مخالفت تو تبلیغ کے راستے کھولتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: "جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر حق کی قوت اور طاقت تیز ہوتی ہے۔" فرمایا "زمینداروں میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ جتنا جیٹھا ہاڑ تپتا ہے اسی قدر ساون میں بارش زیادہ ہوتی ہے۔" یعنی جس قدر مٹی جون میں گرمی زیادہ ہوتی ہے اتنی برسات کے موسم میں، جولائی اگست ستمبر میں مون سون جو آتی ہے تو برسات بھی اور بارشیں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ فرمایا "یہ ایک قدرتی نظارہ ہے۔ حق کی جس قدر زور سے مخالفت ہو اسی قدر وہ چمکتا اور اپنی شوکت دکھاتا ہے۔" فرمایا کہ "ہم نے خود آزما کر دیکھا ہے جہاں جہاں ہماری نسبت زیادہ شور و غل ہوا ہے وہاں ایک جماعت تیار ہو گئی اور جہاں لوگ اس بات کو سن کر خاموش ہو جاتے ہیں وہاں زیادہ ترقی نہیں ہوتی۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 310-311)

یہ نظارے ہمیں آج بھی نظر آتے ہیں۔ گزشتہ دنوں جرمنی میں الجزائر سے آئے ہوئے وہاں کے ایک

بڑے مشہور غیر از جماعت سے میری ملاقات ہوئی۔ وہ ملنے آئے تھے۔ کہنے لگے یہ تو صحیح ہے کہ اس وقت آپ کی جماعت وہاں بڑی تکلیف میں سے گزر رہی ہے لیکن تبلیغ اور جماعت کا تعارف ملک کے تقریباً تمام حصے میں اس مخالفت کی وجہ سے ہو چکا ہے اور لوگ جماعت کو جاننے لگ گئے ہیں۔ کہنے لگے یہ جو اتنا تعارف ہوا ہے شاید آپ لوگوں سے یہ دس بیس سال میں بھی نہ ہو سکتا جتنا اس مخالفت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور یہ وہاں کے احمدی بھی لکھتے ہیں کہ ذرا بھی بہتر حالات ہوئے تو بہت سارے علاقے ایسے ہیں جہاں لوگ احمدیت قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ پس مخالفتوں یا دنیا والوں سے کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہئے لیکن ساتھ ہی حکمت بھی ضروری ہے۔ تبلیغ کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ انسان کے قول اور فعل میں مطابقت ہو۔ جو کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرنے والے ہوں۔ حکمت کی باتیں بھی تبھی منہ سے نکلتی ہیں اور دوسروں پر اثر کرتی ہیں جب قول اور فعل ایک ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

"بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر ممبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر، غرور، بدکاریوں سے بچو۔ مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کر لو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دلوں پر کہاں تک ہوتا ہے۔" ہر تبلیغ کرنے والے کی باتوں کا اثر بھی اس وقت ہی ہو گا جب وہ اپنے قول و فعل میں برابر ہو گا۔

فرمایا کہ "اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں لَحَر تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (الصف: 3)۔ کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔" فرمایا "تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپ کے حصہ میں آئی اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 67-68)

پھر آپ نے فرمایا کہ "یاد رکھو" ہمیں بھی نصیحت فرمادی "کہ صرف لفاظی اور لسانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔ محض باتیں عند اللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (الصف: 4)۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 77)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ مومن کو دورنگی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ بزدلی اور نفاق اس سے ہمیشہ دور ہوتا

ہے۔ ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو اور ان میں مطابقت دکھاؤ جیسا کہ صحابہؓ نے اپنی زندگیوں میں دکھایا۔ تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 374)

پھر ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ "اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ۔ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 323)

پہلے نمونہ بنو پھر اسلام کی تبلیغ کرو، اس کے کمالات دنیا میں پھیلاؤ۔ پس تبلیغ کے لئے بھی اپنی حالتوں میں پہلے پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک سچے مسلمان کا نمونہ جب انسان بن جائے تو پھر سوال ہی نہیں کہ لوگوں کی توجہ پیدا نہ ہو۔ وہ نمونہ دیکھ کر ہی لوگ توجہ پیدا کر دیتے ہیں اور اس طرح باقاعدہ تبلیغ سے پہلے تبلیغ کے راستے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 29 ستمبر 2017ء تا 05 اکتوبر 2017ء جلد 24 شمارہ 39 صفحہ 08 تا 05)

37

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 15 ستمبر 2017ء بمطابق 15 تبوک 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آجکل مغربی پریس اور میڈیا یہ سوال کرتا ہے کہ تم اسلام کی امن پسند تعلیم کی باتیں کرتے ہو لیکن مسلمانوں کی اکثریت یہ باتیں نہیں کرتی اور نہ ہی وہ تمہیں مسلمان سمجھتی ہے۔ اکثریت مسلمان نہیں سمجھتی اور احمدیوں کی تعداد بھی دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں بہت ہی تھوڑی ہے۔ جب یہ صورتحال ہے تو پھر احمدی کس طرح اسلام کی حقیقی تعلیم پر چلنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جرمنی میں بھی گزشتہ دورہ میں یہی سوال مجھ سے کیا گیا۔ اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر تم کہتے ہو کہ یہی اسلام ہے تو باقی مسلمانوں کو تم کس طرح اس تعلیم پر چلنے کے لئے قائل کرو گے۔

ہمارا جواب ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ ہم اسلام کی جس تعلیم کی بات کرتے ہیں اسے قرآن کریم سے، حدیث سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت کرتے ہیں۔ ہماری کوئی ہوائی باتیں نہیں ہیں کہ غیروں کو متاثر کرنے کے لئے، ان کے اعتراضات دور کرنے کے لئے ہم کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ہر گز شدت پسندی کی تعلیم نہیں ہے یا کوئی آجکل کے حالات دیکھ کر ہم نے اپنا یہ موقف اختیار نہیں کیا ہوا۔ ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ہمیشہ سے ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی تعلیم ہے۔

جہاں تک یہ سوال ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو اس تعلیم کے مطابق ہم کس طرح قائل کریں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسلمانوں کی ایسی بگڑی ہوئی حالت کے زمانے میں مسیح موعود اور مہدی معبود نے آنا تھا اور مسلمانوں کی بھی اصلاح کرنی تھی اور دوسری دنیا کو بھی اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانا تھا۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی اور جب یہ حالات تھے تو ایسے وقت میں مسیح موعود اور مہدی معبود کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا اور اس نے آکر ہمیں اسلام اور قرآن کی حقیقی تعلیم کا دراک دیا اور

اسلام کے ہر حکم کی حکمت بیان کی اور ہم احمدی مسلمان جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے اس کے مطابق اسلام کی تعلیم کو مسلمانوں کو بھی اور غیر مسلموں کو بھی بتا رہے ہیں۔ ہمارا کام تبلیغ کا کام ہے۔ مشنری کام ہے سو یہ ہم کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔ الہی جماعتیں اور انبیاء کی جماعتیں دنوں میں ترقی نہیں کر جایا کرتیں یا پھیل جایا کرتیں بلکہ آہستہ آہستہ پھیلتی اور بڑھتی ہیں۔

ہم انہیں یہی کہتے ہیں کہ تم یہ کہتے ہو کہ دوسرے مسلمانوں کو کس طرح اس تعلیم پر چلاؤ گے تو جماعت احمدیہ جو اب کروڑوں میں پھیل چکی ہے اس میں اکثریت مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے ہی آکر شامل ہوئی ہے جو پیغام سمجھتے ہیں اور جوں جوں لوگوں پر حقیقی تعلیم واضح ہوتی چلی جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کا پتا چلتا چلا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی پیشگوئیوں کو سمجھنے لگتے ہیں مسلمانوں میں سے بھی یہ لوگ اکثریت میں ہم میں شامل ہو رہے ہیں اور دوسرے مذاہب میں سے بھی لوگ ہم میں شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ یہی اقلیت ایک دن اکثریت میں بدل جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اس کے نمونے ہم ہر روز دیکھتے ہیں۔

ہر سال لاکھوں کی تعداد میں جو لوگ جماعت میں شامل ہوتے ہیں ان میں سے اکثریت مسلمانوں میں سے ہی ہے۔ اس بات کے باوجود کہ ہمارے پاس وسائل کم ہیں، مبلغین کی تعداد بہت تھوڑی ہے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ غیر معمولی نتائج پیدا فرما رہا ہے۔ بلکہ بہت سے تو ایسے ہیں جو جماعت میں شامل ہوتے ہیں کہ جن کی خود اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ چنانچہ خوابوں کے ذریعہ سے بہت سوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کا تعارف ہوا اور آپ کی صداقت ان پر واضح ہوئی اور پھر ایک عرصے کے بعد کسی وجہ سے ان کو اپنی خوابیں یاد آتی ہیں۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ بچپن میں خوابیں دیکھیں یا بہت جوانی میں دیکھیں یا بہت عرصہ پہلے دیکھیں اور پھر کچھ عرصہ کے بعد انہیں کسی نہ کسی وجہ سے وہ خواب یاد آ جاتی ہے تو پھر وہ بیعت بھی کر لیتے ہیں۔ بعض کو پہلے تعارف ہوتا ہے اور پھر وہ استخارے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے جماعت میں شمولیت اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض تبلیغ سنتے ہیں جس میں اب مبلغین، معلمین یا داعیان کے علاوہ ہمارے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے چینل بھی شامل ہو گئے ہیں، تو یہ پیغام سن کر ان کے دل اللہ تعالیٰ کھولتا ہے۔ بعض ایسے ہیں جو جماعت کے مخالفین کی مخالفت اور ان کے انجام کو دیکھ کر احمدیت قبول کر لیتے ہیں۔ بعض کو اللہ تعالیٰ نشان دکھاتا ہے۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی فرمایا کہ میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا۔ پھر 1883ء میں جب آپ کی جماعت کا کوئی باقاعدہ قیام بھی نہیں تھا بلکہ آپ نے دعویٰ بھی نہیں کیا تھا بہت کم لوگ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بہت کم لوگ آپ سے واقف تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کَتَبَ اللہُ

لَا غَلْبَ لَہٗ اَکَاوَرُ سُلَیْحَ۔ کہ خدا نے لکھ دیا ہے کہ غلبہ میرا اور میرے رسول کا ہے۔ اس وقت تو آپ کا مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کوئی نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِہٖ کہ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ آپ کی جماعت کے بڑھنے اور جماعتی ترقی کے اور بھی بہت سارے الہامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ترقی دوں گا۔ تیرے محبوبوں کا گروہ بڑھاؤں گا۔ پس آج اس اکیلے شخص کی جماعت جس سے اللہ تعالیٰ نے ترقی کا وعدہ کیا تھا، تمام دنیا میں پھیل چکی ہے اور ہر روز بڑھ رہی ہے۔ ہر روز نئے نئے لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کس طرح راستے کھولتا ہے۔ کس طرح یہ شامل ہونے والوں کی رہنمائی کرتا ہے ان کے چند واقعات اس وقت میں پیش کروں گا۔

خوابوں کے ذریعہ سے احمدی ہونے والوں کے بعض واقعات ہیں۔

قازان سے ہمارے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ایک دوست سنت سفیلوئیف کے ساتھ تبلیغی رابطہ قائم ہوا۔ ان کے ساتھ سوال و جواب ہوتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے بیعت کر لی۔ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے وہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں دکھایا کہ شام کے علاقے میں ہوں اور دو گروہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ان کی لڑائی کے وقت ایک تیسرا گروہ آتا ہے اور ان دونوں کو سمجھاتا ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کر کے ظلم کر رہے ہو یہ لڑائی ختم کرو اور آپس میں صلح کرو۔ تو وہ اس تیسرے گروہ کے کہنے پر اپنے ہتھیار پھینک دیتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو گلے لگانا شروع کر دیتے ہیں۔

اس پر یہ رومی دوست کہتے ہیں کہ میں کسی سے پوچھتا ہوں کہ یہ تیسری جماعت کون ہے جس نے ان دونوں گروپوں کی صلح کروائی ہے تو مجھے بتایا جاتا ہے کہ یہ جماعت احمدیہ کے افراد ہیں۔ اسی طرح ایک دوسری خواب میں یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھایا کہ بارش کا موسم بنا ہوا ہے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے اور مجھے آواز آئی کہ احمدیت ہی صحیح عقیدہ ہے۔ کہتے ہیں ان خوابوں کے بعد میں نے بیعت کر لی۔

فرانس سے ایک خاتون مالکہ صاحبہ ہیں۔ وہ اپنی قبولیت احمدیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ میرے سارے خاندان میں احمدیت کا پیغام پہنچ چکا تھا اور اس حوالے سے اکثر ہمارے گھر میں بات بھی ہوتی رہتی تھی کہ فلاں شخص کی اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعہ رہنمائی کی اور وہ جماعت میں شامل ہو گیا۔ میں یہ باتیں سنتی رہتی تھی لیکن خود میں نے کبھی کوئی بات نہیں کی۔ کہتی ہیں کہ ایک دن میں نے خدا کے حضور دعا کی کہ تُو مجھے بھی بتا کہ احمدیت سیدھا راستہ ہے یا غلط۔ کہتی ہیں کہ اگلی تین راتوں میں خدا تعالیٰ نے مجھے یکے بعد دیگرے تین خوابیں دکھائیں۔ پہلی خواب میں میں نے دیکھا کہ جیسے قیامت آگئی ہے اور ہر طرف افراتفری ہے۔ لیکن میرے بہن بھائی جو احمدی ہو چکے ہیں وہ بالکل افراتفری میں نہیں بلکہ نہایت خوش ہیں جبکہ میں چیخ و پکار کر رہی ہوں کہ حالات بہت خطرناک ہیں لیکن وہ بالکل پریشان نہیں بلکہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے جماعت احمدیہ کے اجلاس میں جانا ہے۔

میں خواب میں خوف کی حالت میں ہی ان کے ساتھ چٹ جاتی ہوں۔ پھر ایک خواب میں دیکھا کہ میری بہن جو احمدی ہو چکی ہے وہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ نماز پڑھو۔ یہی ایک راہ ہے۔ اسی طرح تیسری رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہوں اور میں نے محسوس کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر کچھ لکھا ہے۔ چنانچہ ان خوابوں کے بعد کہتی ہیں میرے دل میں شرح صدر پیدا ہوا کہ یہ جماعت کی سچائی کے بارے میں ہی خوابیں ہیں اور میں نے بیعت کر لی اور اب پورا خاندان احمدیت میں داخل ہو چکا ہے۔

عبدالعزیز تراوڑے صاحب جو آئیوری کوسٹ کے ایک گاؤں شیپو (Chiepo) میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک معمر شخص واما تراوڑے (Wamara Traore) صاحب نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ ان کے گاؤں میں عرب لوگ آئے ہیں۔ خواب میں ہی ان کے آنے پر بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہ لوگ اصلی عرب نہیں ہیں۔ ان سے دور رہیں۔ یہ کہتے ہیں اسی دوران مجھے خواب میں آواز آئی کہ اگر تم خدا تعالیٰ کو پانا چاہتے ہو تو انہی لوگوں کے ذریعہ خدا کو پاؤ گے۔ کہتے ہیں کہ اس کے چند دن بعد احمدیوں کے مبلغ ہمارے گاؤں آئے تو بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔ ان کو پتا تھا کہ احمدی مبلغ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو مسلمان ہی نہیں ہیں اور ان لوگوں سے دور رہا جائے۔ یہی ہمارے مولویوں کا فتویٰ ہے۔ موصوف نے جب یہ دیکھا تو انہیں اپنی خواب یاد آ گئی۔ اس کے چند روز بعد ہی انہوں نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔ جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ میں بھی یہ شامل ہوئے اور بڑے جوش اور ولولے سے شامل ہوئے۔

کاگو برازاویل سے بشیر ساکلا (Basheer Ntsakala) صاحب ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ مجھے پہلی دفعہ 2014ء کے وہاں کے مقامی جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقع ملا۔ جہاں معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں اور اب وہ آسمان سے زندہ نہیں اتریں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ مسلمان فرقوں میں بٹ جائیں گے اور اسلام صرف نام کا باقی رہ جائے گا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئیں گے اور صرف ان کی جماعت ہدایت پر ہوگی۔ کہتے ہیں کہ پھر میں نے جماعت احمدیہ کے لٹرچر اور کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا جس سے مجھے احمدیت کی سچائی کو سمجھنے کا موقع ملا۔ اسی دوران ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے مجھے سفید اور گلابی رنگ کا خوشنما لباس دیا ہے۔ اور پھر ماہ رمضان میں ایک روز خواب دیکھا کہ میں بہت اعلیٰ بس میں سفر کر رہا ہوں۔ اس خواب کے بعد میری تسلی ہو گئی کہ بس چونکہ سفر کا ذریعہ ہے اس لئے میں جس راستے پر جا رہا ہوں وہ بہت اعلیٰ ہے۔ پس اس خواب کے بعد میں نے احمدیت قبول کر لی۔

قرغزستان جماعت کے نومبائع ایشلن رامیل (Ishalin Rameel) صاحب اپنا قبول احمدیت کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں میں ایک مسلمان خاندان میں پیدا ہوا۔ اس لئے اسلام میرے لئے اجنبی مذہب نہیں تھا۔ لیکن میں نے مذہب کی غرض و غایت کے بارے میں کبھی نہیں سوچا تھا۔ جہاں میں کام کرتا ہوں وہاں قرغزستان جماعت کے صدر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ مذہب کے حوالے سے جب گفتگو کی تو ان کی باتوں سے آہستہ آہستہ اسلام کی حقیقت مجھ پر کھلنی شروع ہو گئی اور مجھے اس بات کا علم ہوا کہ موجودہ دور کے مسلمان حقیقی اسلام پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ ان سے بات کر کے مجھے میرے سوالات کے جوابات ملنے شروع ہو گئے جو کہ قرآن کریم کے حوالہ جات، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، احادیث کی مستند کتابیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور میرے جو مختلف خطبات تھے ان کی روشنی میں تھے۔ کہتے ہیں میں نے دیکھنا شروع کیا۔ اس طرح میں نے پہلی دفعہ قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔

پھر کہتے ہیں ایک دن میں نے بیعت کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے والد صاحب کے دوست نے مجھے ایک طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس جگہ پر ایک نشان ہے لیکن اس نشان کے بارے میں کسی کو مت بتانا کیونکہ دہشتگرد آکر اس نشان کو تباہ کر دیں گے۔ چنانچہ میں نے جا کر اس نشان کو دیکھا۔ وہ ایک بہت بڑا باغ ہے۔ اس باغ میں تتلیوں کی طرح کی مخلوق اڑ رہی تھی۔ چنانچہ میں سوچنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کے اس نشان کو ہم کیسے چھپا سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اسی دوران میں خواب میں پرندے کی طرح اڑنے لگ جاتا ہوں۔ اور میں اڑ کر اپنے والد صاحب کے دوستوں کے گھر گیا وہ چائے پی رہے ہوتے ہیں لیکن مجھے دیکھ کر محض ایک پرندہ تصور کرتے ہیں۔ لیکن میں انہیں تین دفعہ اللہ اکبر کہتا ہوں تو وہ گھبرا جاتے ہیں کہ یہ پرندہ کیسے بول سکتا ہے۔ کہتے ہیں چنانچہ میں آسمان کی طرف اڑ جاتا ہوں۔ پھر آسمان کی طرف اڑتے وقت میں پرندے سے ایک فرشتے میں تبدیل ہو جاتا ہوں۔ پھر میں زمین کی طرف دیکھتا ہوں کہ سب لوگ مرچکے ہیں اور کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد خواب میں ہی میں اپنے گھر کی طرف اڑ کر آتا ہوں اور گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے میں بیدار ہو جاتا ہوں۔ اس خواب کے بعد کہتے ہیں کہ میں نے فیصلہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ روحانی طاقت دی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد پھر میں نے بیعت کر لی اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا۔

حمدی محمد عبدالہادی صاحب مصر کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ احمدیت کے بارے میں جاننے سے کافی عرصہ پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک ویران اور سنسان راستے پر ایک گمنام منزل کی طرف چل رہا ہوں۔ ایسے میں ایک صالح شخص آتا ہے اور مجھے اس راستے سے ہٹا کر ایک نئے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ میں کوئی مزاحمت کئے بغیر بخوشی اس راستے پر چلنا شروع کر دیتا ہوں جس پر وہ صالح شخص مجھے لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔ اس کی

وجہ یہ ہے کہ اس کے ہمدردانہ رویے سے مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ جیسے اس نے مجھے بد انجام سے بچا کر حسن عاقبت اور خیر کثیر کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ اس راستے پر چلتے چلتے کچھ دیر کے بعد ایک بلند جگہ پر پہنچ کر اپنے پرانے راستے کی طرف دیکھتا ہوں تو وہاں پر ایک جابر شخص کو بعض لوگوں سے جبری مشقت کرواتے ہوئے پاتا ہوں تو میں سوچتا ہوں کہ اگر صالح شخص مجھے اس راستے سے نہ ہٹاتا تو آج میں بھی دیگر کئی لوگوں کی طرح اسی ظلم کا شکار ہو جاتا۔ خواب میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ شاید یہ صالح انسان خدا کا نبی موسیٰ علیہ السلام ہے۔ کہتے ہیں کافی عرصہ کے بعد جب میرا جماعت سے تعارف ہوا تو سمجھ میں آیا کہ جس راستے پر میں گامزن تھا وہ تباہی اور بربادی کی طرف جاتا تھا اور جس صالح انسان نے مجھے اس راستے سے اٹھا کر نئے راستے پر ڈال دیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے جبکہ نیا راستہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام تھا۔

یہ چند نمونے میں نے پیش کئے۔ کوئی روس کی سابقہ ریاستوں قازان، قرغزستان سے ہے تو کوئی یورپ کے ملک کا ہے۔ کوئی مغربی افریقہ میں سے ہے تو کوئی سینٹرل افریقہ میں سے ہے اور کوئی عرب ملک کا ہے۔ مختلف قوموں کے مختلف زبانیں بولنے والے لوگ لیکن ایک ہی طرح کی رہنمائی ان سب کی ہو رہی ہے۔ یہ رہنمائی کون کر رہا ہے؟ یقیناً خدا تعالیٰ ان کی رہنمائی فرما رہا ہے جس نے آپ کو فرمایا تھا کہ میں تیرے خالص اور دلی محبوب کا گروہ بڑھاؤں گا۔

پھر مراکش سے ایک احمدی علی اشکور صاحب اپنی بیعت کا واقعہ لکھتے ہیں کہ احمدیت کے تعارف کے ابتدائی ایام میں جب میں "لقاء مع العرب" باقاعدگی سے دیکھا کرتا تھا تو میں نے روایاں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ایک پہاڑی کی چوٹی کی جانب جانے والے ایک راستے پر چل رہے ہیں۔ آپ نے سفید رنگ کا پاکستانی لباس زیب تن کیا ہے۔ کہتے ہیں میں حضور کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے پہاڑی کی چوٹی کے قریب پہنچ جاتا ہوں۔ اس جگہ سے ہمیں پہاڑی کی چوٹی کے پیچھے سے ایک تیز روشنی نظر آتی ہے جو افق پر پھیل جاتی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ طلوع فجر کی سفیدی ہے۔ کہتے ہیں مجھے کسی قدر خوف محسوس ہوتا ہے اور میرے قدم سست ہو جاتے ہیں۔ کہتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اُس بات کو، میرے خوف کو محسوس کرتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو آپ کا پُر نور چہرہ دیکھ کر عجیب کیفیت سے دوچار ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں نامعلوم اس پہاڑ کے دوسری جانب کیا ہے جس سے اس قسم کی روشنی نکل رہی ہے۔

تو آپ مسکرا کر فرماتے ہیں میرے پیچھے پیچھے چلتے رہو اور ڈرو نہیں۔ کہتے ہیں الحمد للہ کہ باوجود خوف اور خطرات کے میں اس روایا کے مطابق لقاء مع العرب دیکھتے ہوئے حضور کے پیچھے پیچھے ہی چلتا رہا یہاں تک کہ قبول احمدیت کی منزل آگئی۔ کہتے ہیں کہ یوں تو میں نے احمدیت کے بارے میں جاننے کے بعد ہی بیعت کا فیصلہ

کر لیا تھا اور ایم ٹی اے کے ذریعہ ایک عالمی بیعت میں شامل ہو کر بیعت کے الفاظ بھی دہرا لئے تھے لیکن دل مطمئن نہیں تھا کیونکہ بیعت کے الفاظ انگریزی میں تھے جن کی مجھے کوئی سمجھ نہ آئی تھی۔ مجھے اس طرح بیعت کرنے سے تسلی نہ تھی۔ تاہم میرے نزدیک اصل بیعت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان اور شرائط بیعت پر عمل پیرا ہونے کی کوشش ہے اور میں اسی پر کاربند تھا۔ پھر جب جماعت سے رابطے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے میری بیوی کو بھی قبول حق کی توفیق عطا فرمائی اور پھر ہم دونوں نے 2010ء کے شروع میں باقاعدہ طور پر بیعت فارم ارسال کر کے بیعت کر لی۔

پھر الجزائر کے ایک دوست ڈاکٹر حجاز کریم صاحب ہیں وہ اپنی بیعت کا واقعہ لکھتے ہیں۔ یہ وہاں جماعت کے عاملہ کے ممبر بھی ہیں۔ جنرل سیکرٹری بھی ہیں اور گذشتہ دنوں حالات کی وجہ سے اسیر راہ مولیٰ بھی رہ چکے ہیں۔ اب بھی ان کے سخت حالات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو بھی دور فرمائے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں مسخ شدہ اسلامی تعلیم اور قرآن کریم کی غلط تفاسیر سے بالکل مایوس ہو چکا تھا۔ علماء کی تشریحات سن کر سوچتا تھا کہ کیا یہ خدا کا کلام ہو سکتا ہے یہاں تک کہ اردن کے ایک احمدی دوست کے ذریعہ احمدیت اور بانی سلسلہ کی تحریرات سے آگاہی ہوئی۔ حضرت مسیح موعود کی تفسیر پڑھنے سے قبل نوافل پڑھ کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ راہ راست کی طرف رہنمائی فرمادے۔ جیسے جیسے پڑھتا گیا سینہ کھلتا گیا اور اس کلام کی ہیبت سے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور یقین ہو گیا یہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ یہ الہی وحی ہے۔ لیکن بیعت کا فیصلہ کرنے سے قبل استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ رات کو شہر سے گزر رہا ہوں اور ایک نور ہمارے ساتھ چل رہا ہے۔ اسی دوران فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کا فون نمبر آ رہا ہے۔ دل میں فیصلہ کیا کہ میں ان کو واپس کال کرتا ہوں اگر تو انہوں نے فون کا جواب نہ دیا تو وہ سچے نبی ہوں گے ورنہ نہیں۔ نہ جانے کیوں خواب میں ہی مجھے یہ خیال آتا ہے کہ نبی فون کا جواب نہیں دیا کرتے۔ چنانچہ میں نے فون کیا۔ دیر تک گھنٹی بجتی رہی لیکن انہوں نے فون نہ اٹھایا۔ اس کے بعد آپ نے میرے سامنے پُر ہیبت تجلی فرمائی۔ میں نے قرآن کریم کی آیات اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھنا شروع کر دیا تا کہ کہیں شیطان مجھ پر مہدی کا معاملہ مشتبہ نہ کر دے۔ اس کے بعد شدت خوف سے جاگ اٹھا۔ یہ نماز فجر کا وقت تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ خواب سچی ہے اور پھر میں نے بیعت کر لی۔

لوگوں کے لئے کس طرح نشان ظاہر ہوتے ہیں اور بیعت کا ذریعہ بن جاتے ہیں، اس کے بارے میں مبلغ انچارج صاحب سینگیال ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سینگیال کے ریجن کا زاماس (Cazamass) میں تین گاؤں میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ ان دیہاتوں میں جماعتی ترقی کو دیکھ کر وہاں جماعت مخالف مولویوں اور چیف نے مل کر جماعت کے خلاف بددعا کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ سارے مسلمان تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت کر کے زمین پر ہاتھ مار

مار کر کہتے کہ اللہ تعالیٰ جماعت اور اس کے مبلغ کو ہلاک کر دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس بد دعا کے کچھ دن بعد ہی ان کے سب سے بڑے امام کو سانپ نے کاٹ لیا۔ سارے امام پھر اکٹھے ہوئے اور دوبارہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ امام کو بچا دے۔ مگر ان کا یہ جو بڑا امام تھا خون کی الٹیوں کے بعد فوت ہو گیا۔ پھر چند دن بعد اس چیف کو بھی سانپ نے کاٹ لیا جو جماعت کے خلاف بد دعائیں شامل ہوا تھا۔ اس کو بھی بچانے کے لئے مولویوں نے مل کر دعائیں کیں مگر ہلاکت سے نہ بچا سکے۔ یہ دیکھ کر لوگوں پر خوف طاری ہوا اور خود ہی کہنے لگ گئے کہ احمدیت اور احمدی مبلغ کے خلاف بد دعا کرنے کے نتیجہ میں ایسا ہو رہا ہے۔ لیکن مولویوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب اللہ نہیں کر رہا بلکہ جنوں نے سانپ چھوڑا ہوا ہے جو لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ ابھی کچھ دن گزرے تھے کہ نائب چیف کو بھی سانپ نے کاٹ لیا اور وہ بھی اسی حالت سے گزر کر ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد لوگ ہمارے مبلغ کے پاس آئے اور ہمارے مبلغ کو پتا نہیں تھا کہ اس طرح ان لوگوں نے جماعت کے خلاف بد دعا کی ہے۔ لیکن گاؤں والوں نے خود یہ سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ ہمیں بچاؤ۔ ہماری بد دعائے ہمیں پکڑ لیا ہے۔ ہمارے لئے کچھ کرو۔ چنانچہ مبلغ ان کے گاؤں گئے اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحدی کے بارے میں بتایا کہ خداداد دشمنوں کی بد دعاؤں کو ان کی طرف ہی الٹا دے گا اور جماعت کو ترقی دے گا۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے تینوں دیہات کے سات سو سے زائد افراد بیعت کر کے احمدیت کی آغوش میں آگئے ہیں۔

مخالفین خود بھی بعض دفعہ سعید فطرت لوگوں کے لئے تحقیق حق کے راستے کھول دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے برکینا فاسو کے ریجن بورومو سے معلم سلسلہ لکھتے ہیں کہ ہماری ایک جماعت پورا (Poura) کے وہابی امام کے بیٹے نے ایک تبلیغی نشست میں شرکت کی جس میں اس نے دیکھا کہ غیر احمدی مولوی جنہوں نے پی ایچ ڈی بھی کر رکھی تھی دلائل دینے کی بجائے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں۔ اس بات کا اس لڑکے پر بڑا گہرا اثر ہوا اور اس نے جماعت کے بارے میں تحقیقات شروع کر دیں۔ ریڈیو پر جماعت کی تبلیغ باقاعدہ سنتا رہا۔ ایک دن اپنے والد جو کہ وہابی امام ہیں سے جماعت کے بارے میں پوچھا تو والد نے جواب دیا کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔ تم ان کے قریب بھی نہ جانا۔ لیکن موصوف باقاعدگی سے ریڈیو سنتے رہے۔ پھر اس نے ہمارے معلم کے ساتھ رابطہ کیا اور بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا۔ جب والد کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے اپنے بیٹے کو گالیاں دیتے ہوئے گھر سے نکال دیا۔ چند دن بعد اس لڑکے کو اپنی والدہ کا فون آیا کہ تمہارے جانے کے بعد گھر کا امن و سکون برباد ہو گیا ہے تم واپس آ جاؤ اور اپنے والد سے صلح کر لو۔ ماں کے کہنے پر جب وہ گھر واپس آیا تو دیکھا کہ والد نے سارے گاؤں والوں کو جمع کیا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ یہ کافر ہو گیا۔ افریقن رواج کے مطابق والد کا ناراض ہونا بہت برا جانا جاتا ہے۔ اس پر اس نو احمدی بیٹے

کو کافی پریشانی ہوئی۔ وہ دعائیں لگ گیا۔ پھر ایک دن خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اگر نجات چاہتے ہو تو احمدیت پر قائم رہو۔ اس خواب سے موصوف کو مزید ثبات قدم عطا ہوا اور اپنے والد سے کہا کہ آپ جو مرضی کر لیں اب میں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔ پس ہزاروں میل دور رہنے والوں کے دلوں میں بھی جب اللہ تعالیٰ احمدیت راسخ کر دیتا ہے تو پھر ان کو ثبات قدم بھی عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حقیقی تعلیم کے ذریعہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے محبوبوں کا گروہ پیدا کیا ہے وہاں آپس کی محبت بھی دلوں میں پیدا کر دی ہے۔ چنانچہ اس محبت کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے امیر صاحب بین لکھتے ہیں کہ پاراکور بکن کا ایک قصبہ ہے کالے (Kale)۔ پاراکو شہر سے 114 کلومیٹر دور ہے۔ کچے راستے ہیں ان سے گزرتے ہوئے اور جنگلوں میں سے گزرتے ہوئے بالکل جنگل میں یہ واقع ہے۔ گزشتہ سال ہم وہاں اس گاؤں میں گئے تھے۔ کہتے ہیں گزشتہ سال اس گاؤں میں بیعتیں بھی ہوئیں تھیں۔ اس سال اس گاؤں میں درختوں کی چھاؤں تلے جلسہ منعقد کیا گیا جہاں ارد گرد کی جماعتوں سے بھی نومبائعین کو بلایا گیا۔ جب مرکزی وفد ایک طویل اور دشوار سفر کر کے اس گاؤں پہنچا تو گاؤں کے لوگوں نے نعرے لگاتے ہوئے اس قدر والہانہ استقبال کیا کہ گاؤں والوں کا اخلاص دیکھ کر سارے سفر کی تھکان دور ہو گئی۔

کہتے ہیں کہ ایک جماعت مکارا (Makara) کے نومبائع صدر نے وہاں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ لوگو! یہ حق کا راستہ ہے جس نے ہمیں زندگی دی۔ یہی اصل مذہب اسلام ہے جس نے ہمیں محبت سکھائی۔ غیر احمدی امام نے ہمارے درمیان فساد ڈال کر محبت ختم کرنے کی کوشش کی تھی مگر احمدیت نے ہم سب کو یکجا کر دیا ہے۔

اسی طرح ایک اور نومبائع جماعت ڈورو (Dorou) کے صدر نے کہا کہ احمدیت نے ہی ہمیں صحیح اسلام سکھایا۔ جب ہم جلسہ سالانہ پر گئے تو کسی نے کوئی فرق نہ کیا۔ سب گاؤں اور شہر والے ایک ہی جگہ جمع تھے۔ نہ کوئی لڑائی تھی نہ جھگڑا۔ احمدیت نے ہمیں دین کی سمجھ بوجھ دی اور اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ ہم لوگ نمازیں پڑھنے لگ گئے۔ پھر ایک نومبائع نے کہا کہ ہم احمدیت کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ہم جنگل والوں کو انسان بنا دیا۔ یہاں بیٹا باپ کو سلام نہیں کرتا تھا لیکن احمدی معلمین اور مبلغین نے ہماری ایسی تربیت کی ہے کہ ہر طرف سے سلام کی آوازیں آتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں سے بھی اور غیر مسلموں میں سے بھی کس طرح سعید فطرتوں کو احمدیت قبول کرنے کے بعد پھر ایمان پر مضبوطی عطا فرماتا ہے۔

سیر الیون کے امیر لکھتے ہیں کہ بو (Bo) ریجن سیر الیون کی ایک جماعت سیلو (Sellu) میں گزشتہ سال

ایک نو مباحثہ جماعت قائم ہوئی تھی لیکن وہاں کے امام نے اس وقت بیعت نہیں کی تھی۔ کچھ عرصہ قبل جب اس امام نے بھی جماعت احمدیہ میں شمولیت کا اعلان کیا تو کچھ شر پسند عناصر فتنہ پھیلانے کی غرض سے وہاں پہنچ گئے۔ ان افراد نے وہاں جا کر امام سے کہا کہ چونکہ یہ مسجد جس کی تم امامت کرتے ہو مالکیہ فرقے کی ہے اس لئے یا تو احمدیت چھوڑ دو یا پھر اس مسجد کی امامت ترک کر دو۔ اس پر امام صاحب نے جواب دیا کہ میں نے ایک لمبے عرصے کی ذاتی تحقیق اور مطالعہ کے بعد احمدیت قبول کی ہے اور چونکہ میں امام ہوں اور ان باتوں کو آپ لوگوں سے زیادہ بہتر سمجھ سکتا ہوں اس لئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور میں آپ کی مسجد اور امامت آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ لیکن احمدیت کو چھوڑنا میرے لئے ممکن نہیں۔

ایسے امام بھی ہیں، علماء بھی ہیں جنہیں سچائی کو سمجھنے اور پرکھنے کی اللہ تعالیٰ نے فراست بھی دی ہوئی ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک پاکستانی علماء ہیں جن کو صرف اپنی غرض ہے اور اپنا پیٹ بھرنے کی طرف توجہ ہے۔ سین سے ایک لوکل معلم توفیق صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دوست بامیسور (Bamesoro) کریم صاحب کو عیسائیت سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ موصوف نے ہمیں اپنے گاؤں ہیٹی (Heti) میں تبلیغ کے لئے آنے کی دعوت دی اور کہا کہ چاہے پورے گاؤں میں سے کوئی بھی قبول نہ کرے اور چاہے لوگ میری کتنی ہی مخالفت کیوں نہ کریں میں احمدی ہوں اور احمدی ہی رہوں گا اور اکیلا ہی تبلیغ کرتا رہوں گا۔ یہ ان لوگوں کا، نئے آنے والوں کا تبلیغ کے بارے میں جوش ہے جو ہم پر انوں کے لئے بھی سبق ہے۔ جب ان کے گاؤں میں تبلیغ کی گئی تو میں افراد کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ کچھ عرصہ بعد جامعہ احمدیہ نائیجیریا کے ایک طالب علم بشیر صاحب کو وہاں تربیت کے لئے بھیجا گیا تو مزید ایک سو افراد نے احمدیت قبول کر لی۔ احمدیت کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھ کر امام مسجد نے جماعت کی مخالفت شروع کر دی اور روزانہ علی الصبح جماعت کے خلاف وعظ کرنا شروع کر دیا لیکن احمدی ثابت قدم رہے اور گاؤں کے پہلے احمدی بامیسور (Bamesoro) کریم نے کہا کہ جب تک اس گاؤں میں جماعت کو مسجد کے لئے جگہ نہیں مل جاتی اس وقت تک میرا گھر جماعت کے لئے حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں نے وہاں پر جمعہ کی نماز بھی ادا کی۔ عید کی نماز بھی ادا کی۔ امام مسجد نے دیکھا کہ احمدیت روز بروز ترقی کر رہی ہے تو وہ بامیسور و کریم صاحب کے گھر چلا گیا اور اسے کافر کہنا شروع کر دیا۔ اس پر کریم صاحب نے کہا کہ جب میں عیسائی تھا تو تم لوگوں میں سے کسی نے مجھے اسلام کا پیغام نہیں دیا۔ اب جبکہ میں جماعت احمدیہ کی وجہ سے احمدی مسلمان ہوں تو تم نے مجھے کافر کہنا شروع کر دیا۔ میں احمدی ہوں اور احمدی ہی مروں گا۔ چنانچہ مولوی کو وہاں سے رسوا ہو کر نکلنا پڑا اور کریم صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک فعال داعی الی اللہ بن چکے ہیں۔ انہیں تبلیغ کا بھی بڑا شوق ہے۔ باوجود امام مسجد کی مخالفت کے بڑے جوش اور جذبے سے تبلیغ کر رہے ہیں اور نئی بیعتوں کے حصول کا ذریعہ بھی بن رہے ہیں۔

برکینا فاسو سے لوکل معلم کو ناتے عبدالحی صاحب کہتے ہیں کہ ایک نومبائع جیالو (Dialo) ابراہیم نے بتایا کہ وہ مسلمان ہونے کے باوجود کثرت سے شراب پیا کرتا تھا اور اتنی زیادہ پیتا تھا کہ لوگ ان کو پاگل سمجھتے تھے اور کوئی بھی ان کے قریب نہ جاتا تھا۔ ایک دن وہ بیمار ہو گیا اور کوئی بھی ان سے ملنے نہیں آیا۔ اس کے بعد انہوں نے احمدیہ ریڈیو سننا شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت سے نوازا۔ جماعت میں داخل ہو گئے اور شراب پینی چھوڑ دی۔ لیکن کچھ عرصہ بعد دوبارہ بیمار ہو گئے اور اس دفعہ اس قدر بیمار ہوئے کہ انہوں نے سمجھ لیا کہ میرا آخری وقت آگیا ہے۔ چنانچہ موصوف نے دعا کی کہ اے اللہ اگر امام مہدی جن کو میں نے مانا ہے سچے ہیں تو اپنی جناب سے مجھے لمبی عمر دے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سنی۔ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو نہ صرف بیماری سے نجات دی بلکہ ان کو اتنی صحت دی کہ اس کے بعد وہ جلسہ میں بھی شامل ہوئے۔ ان کا کہنا تھا یہ سب امام مہدی علیہ السلام کو ماننے کی برکت ہے۔ اگر آج وہ زندہ ہیں تو صرف اس لئے کہ انہوں نے سچائی کو مانا۔

آئیوری کوسٹ سے ایک دوست دامیلے (Dembele) صاحب اپنی قبولیت احمدیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں بتوں کی پوجا کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت مجھے ایک لوٹا اور جائے نماز دیتی ہے اور کہتی ہے کہ نماز پڑھا کرو۔ مجھے اس خواب کی سمجھ نہیں آئی۔ خواب کی تعبیر کے لئے میں ایک مسلمان عالم کے پاس گیا۔ اس نے کہا کہ اس کا سیدھا مطلب ہے کہ تم نماز پڑھا کرو۔ چنانچہ میں نے غیر احمدیوں کی مسجد میں نماز پڑھنی شروع کر دی لیکن ابھی میری توجہ بت پرستی کی طرف تھی۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے پھر وہی خواب دیکھا۔ اس عورت نے پھر مجھے یہی کہا کہ نماز پڑھا کرو۔ کہتے ہیں میں پریشان ہوا کہ میں نے تو نماز پڑھنی شروع کر دی ہے پھر اس خواب کا کیا مطلب ہے؟ اس پر کہتے ہیں میں اپنے بڑے بھائی کے پاس گیا جو احمدی ہے اور اس سے خواب بیان کی۔ بڑے بھائی نے مجھے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں احمدیت قبول کرنی چاہئے۔ چنانچہ ان کے مشورے پہ میں نے جماعت کے مبلغ سے رابطہ قائم کر کے جماعت کے بارے میں معلومات لے کر بیعت کر لی۔ بیعت سے پہلے بھی میں نماز پڑھتا تھا لیکن اس کے باوجود میرا دل بت پرستی کی طرف مائل رہتا تھا لیکن احمدیت قبول کرنے کی برکت تھی کہ میرے دل سے بت پرستی کا خیال بالکل ہی نکل گیا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد ہی مجھے حقیقی نماز میسر آئی اور حقیقی خدا کا پتا چلا۔ احمدیت کی برکت ہی سے مجھے حقیقی خدا ملا۔ پس نئے احمدیوں کے یہ واقعات پر انوں کے لئے بھی سبق ہیں۔

قازان سے مبلغ لکھتے ہیں کہ جون 2014ء سے قازان جماعت نے فرید ابراہیم صاحب کی دکان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر لگائی۔ تصویر کے نیچے یہ تحریر رشین میں لکھی کہ وہ امام مہدی جس کا بہت دیر سے انتظار تھا وہ آچکا ہے اور ساتھ میں جماعت کی ویب سائٹ کا ایڈریس بھی لکھا ہوا تھا۔ ان کی دکان شہر کے

مین بازار میں ہے اور ایک اندازے کے مطابق روزانہ دس ہزار کے قریب لوگ ان کی دوکان کے پاس سے گزرتے ہیں۔ اس تصویر کو دیکھ کر لوگ رابطہ کرتے ہیں اور تبلیغ کے لئے راہ نکلتی ہے۔ اس طرح بھی لوگوں نے تبلیغ کے راستے کھولنے شروع کئے ہیں۔ گزشتہ دنوں ہمارے ایک پاکستانی احمدی اپنے بزنس کے سلسلہ میں یہاں گئے ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے یہی جگہ ہوگی۔ انہوں نے مجھے ایک تصویر بھیجی ہے جو ایک دوکان پہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی ساری لگی ہوئی تھی اور کہتے ہیں میں وہاں کھڑا تھا۔ تصویر دیکھ رہا تھا تو اتنے میں دو پاکستانی غیر احمدی وہاں سے گزرے اور وہاں کھڑے ہو کے تصویر دیکھنے لگے تو ایک دوسرے کو کہنے لگا کہ لگتا ہے کہ یہ قادیان والے مرزا صاحب ہیں ان کی تصویر ہے۔ ایک عورت جو اس دکان پہ تھی اس نے صرف اتنا سنا۔ تو تصویر کی طرف اشارہ کر کے وہ کہتی ہے کہ یہ امام مہدی علیہ السلام ہیں جو آگئے ہیں۔ کہتے ہیں میں نے اتنا ہی سنا تھا۔ پھر وہاں سے چلا گیا۔ تو تبلیغ کے یہ رستے اس طرح بھی لوگ کھولتے ہیں۔ امیر صاحب برکینا فاسو لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک نو مباح دوست پارے (Pare) اور یس نے بیان کیا کہ میں نے بیعت کرنے کے بعد ایک دن خواب میں دیکھا کہ جس جگہ میں پہلے ہوتا تھا وہاں اندھیرا ہو گیا ہے اور جس جگہ اب ہوں وہاں نور ہی نور ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ موصوف قبول احمدیت سے پہلے وہابی تھے۔ چنانچہ اس خواب کے بعد انہوں نے اپنے دوستوں کو کہنا شروع کر دیا کہ اگر آج تم نور کی تلاش چاہتے ہو تو حقیقی نور صرف احمدیت میں ہی ہے کیونکہ اس میں خلافت کا نظام جاری ہے اور خلافت کے ساتھ ہی ہماری فتح ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب پارے (Pare) صاحب مستقل داعی الی اللہ بن چکے ہیں، بڑی تبلیغ کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم کی طرف لا رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہی حقیقی اسلام دنیا پر غالب آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توفیق بھی دے کہ وہ اس برکت سے حصہ لینے کے لئے مستقل دعوت الی اللہ کرنے والا ہو اور اس طرف توجہ دے۔

نماز کے بعد میں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ ہے مکرمہ خورشید رقیہ صاحبہ کا جو مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوں کے مرحوم درویش قادیان کی اہلیہ تھیں۔ یکم ستمبر 2017ء کو جمعہ اور حج اکبر کے دن بقضائے الہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مرزا کبیر الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑنواسی تھیں۔ ان کے میاں دیہاتی مبلغ تھے جن کے ساتھ آپ کی شادی 1956ء میں ہوئی۔ میدان عمل میں ہر قسم کی تنگی ترشی اور نامساعد حالات میں اپنے شوہر کا پورا ساتھ دیا۔ نہایت صبر و شکر کے ساتھ زندگی گزاری۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعاگو، مہمان نواز، خلافت کی فدائی، غریب پرور اور نیک خاتون تھیں۔ ایم ٹی اے پر باقاعدہ میرے خطبات سنتی تھیں اور اپنی اولاد کو بھی تلقین کرتی تھیں کہ ان کے خطبے ضرور سنا کرو۔ طویل عرصہ تک یہ بیمار بھی رہیں۔ اور جماعت کی طرف سے علاج کی سہولت مہیا ہونے کے باوجود

مدد نہیں لیتی تھیں۔ آخری وقت تک بچوں کو یہی کہا کہ اپنے وسائل سے ہی زیادہ سے زیادہ علاج کروانے کی کوشش کرو۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے ایک داماد جو ہیں وہ فرانس میں رہتے ہیں اور مراکو کے رہنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ ڈاکٹر صلاح الدین صاحب نیو جرسی امریکہ کا ہے جو مکرم مولوی امام الدین صاحب مبلغ سلسلہ انڈونیشیا کے بیٹے تھے۔ 10 ستمبر 2017ء کو ہارٹ ایک سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ آپ نے کسی سائنس کے مضمون میں وہاں پی۔ ایچ۔ ڈی کیا تھا۔ چھٹیوں میں لندن بھی آجاتے رہے۔ خلافتِ رابعہ میں زیادہ آیا کرتے تھے اور دفتر پی ایس کے علاوہ عملہ حفاظت میں ڈیوٹیاں دیتے تھے۔ دفتر کا کام ہو یا حفاظت کی ڈیوٹی ہمیشہ بڑی ذمہ داری سے اپنی ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ ان کی شخصیت ایسی پُر وقار، نمایاں اور مقبول تھی کہ جلد جلد لوگوں میں اپنی جگہ بھی بنا لیتے تھے۔ ہر دلعزیز بھی ہو جاتے تھے۔ قد کاٹھ بھی ان کا لمبا تھا۔ پھر علم و دانش بھی کافی تھی۔ پی ایچ ڈی کیا ہوا تھا اور اپنے علم سے خوب واقفیت تھی۔ اس کے علاوہ بھی علم رکھتے تھے۔ ان خوبیوں کے باوجود نہایت عاجز اور طبیعت میں مسکینی تھی۔ ہر طرح کے آدمی سے گفتگو کرنے کا ملکہ تھا۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ خلافتِ رابعہ میں تو خاص طور پر کافی لمبا عرصہ پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں خدمت کی توفیق پائی۔ پھر عملہ حفاظت کی ڈیوٹیوں میں بھی کافی چستی سے ڈیوٹی دیتے رہے۔ امیر صاحب امریکہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر صلاح الدین صاحب نیو جرسی جماعت کے ممبر تھے۔ کئی دہائیوں سے جلسہ سالانہ کے موقع پر لنگر خانے میں رضا کاروں کی ٹیم کی نگرانی کر رہے تھے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ان کی بے لوث اور انتھک خدمت ہم سب کے لئے ایک نمونہ تھی۔ نمایاں ہو کر کام کرنے کی بجائے بے نفس ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی پُر جوش خدمت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے عہدہ نہیں چاہیے۔ صرف خدمت میرے سے جو لینی ہے لے لیں۔ خلافت سے بھی انتہائی وفا کا تعلق تھا۔ میں ان کو بچپن سے ربوہ سے جانتا ہوں۔ اور خلافت کے بعد بھی میں نے ان میں خلافت کے لئے پیار اور محبت اور ان کا ایک خاص وفا کا تعلق دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ ان کی جو بہنیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر اور حوصلہ دے اور مولوی امام دین صاحب کی جو اولاد ہے ان میں ان کی نیکیوں کو بھی جاری فرمائے۔

38

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 22 ستمبر 2017ء بمطابق 22 تبوک 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

دنیا میں مجلسوں کی بہت سی قسمیں ہیں یا مختلف مجالس کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں۔ بعض مجالس مشوروں کے لئے ہوتی ہیں جن میں دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے مشورے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ حکومت چلانے کے لئے مشورے ہوں یا سیاستدانوں کی مجلسوں کے مشورے ہوں یا کاروبار کرنے والوں کی مجلسیں ہوں۔ یا پھر کھیل کود اور تفریح کی باتیں ہوں اس کے لئے تفریحی مجلسیں ہوتی ہیں۔ ان کے لئے کمیٹیاں بنتی ہیں۔ تفریح کے پروگراموں کو بنانے کے لئے بھی لوگ مل کر بیٹھتے ہیں، سوچتے ہیں۔ یا پھر نام نہاد علمی مجالس کے لئے بعض مجلسیں ہوتی ہیں۔ غرض کہ یہ سب قسم کی مجالس اور کمیٹیاں اور مل کر بیٹھنا دنیاوی کاموں کے لئے ہوتا ہے اور خدا کے لئے یا خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے یا خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے مجالس نہیں ہوتیں۔ اگر لوگوں کی بہتری کے لئے بھی کوئی مجلس لگتی ہے، کوئی باتیں سوچی جاتی ہیں تو وہ بھی دنیاوی اغراض کے لئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اس میں بھی مقصود نہیں ہوتی۔ لیکن بعض ایسی مجالس بھی ہوتی ہیں جو دینی اغراض کے لئے ہوں، جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بلند کرنے کے لئے ہوں، انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب لانے کے منصوبے سوچنے سے متعلق ہوں یا روحانیت میں ترقی کرنے کے ذرائع تلاش کرنے کے لئے ہوں۔ یا ان مجالس میں شامل ہونے والے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس میں شامل ہوں۔ غرض کہ ان مجالس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ہمارا جو کام بھی ہو، ہم جو بھی منصوبہ بندی کریں، مجلس کے جو بھی پروگرام ہوں ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو۔ ان میں لغویات سے پرہیز ہو۔ یہ ایسی مجالس ہیں جو خدا تعالیٰ کو پسند ہیں اور ایسی مجالس کے نتائج اس دنیا میں بھی ظاہر ہوتے ہیں اور ایسی مجالس میں شامل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد بھی نوازتا ہے۔

پس ایک مومن کا کام ہے چاہے اس کے گھر کی مجلس ہے، بیوی بچوں کے ساتھ ہے یا گھر سے باہر کی مجالس ہیں، ان میں اس کی یہ کوشش رہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو کس طرح حاصل کرنا ہے اور اپنی روحانیت کو کس طرح سنبھالنا اور بہتر کرنا ہے۔ اپنی اور مومنوں کی حالت کو کس طرح بہتر کرنا ہے۔ ایک مومن کی بظاہر دنیاوی مجلس بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی۔ دنیاوی کاموں کو کرتے ہوئے بھی لغویات سے وہ پرہیز کرنے والا ہوتا ہے۔ دل اگر دنیاوی کاموں میں مصروف ہے تو اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر اسے نہیں بھولتا۔ مومن کی دنیاوی کاموں کی مجالس میں بھی دھوکہ اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے کے لئے باتیں نہیں ہوتیں چاہے وہ دنیاوی کام کر رہا ہے۔ جیسا کہ آجکل کی سیاسی اور دنیا داروں کی مجالس میں باتیں ہوتی ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کو ہر وقت مد نظر رکھا جاتا ہے اور یہی ایک مومن سے توقع رکھی جاتی ہے کہ ان باتوں کو وہ ہر وقت مد نظر رکھے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جو مجالس کے بارے میں ہدایت فرمائی ہے وہ یہی ہے کہ مومنوں کی مجالس سرکشی اور بغاوت سے پاک، گناہوں سے پاک، رسول کی نافرمانی سے بچنے والی اور تقویٰ پر چلنے والی ہونی چاہئیں۔ لیکن افسوس کہ آجکل مسلمانوں کی اکثر مجالس اس کے بالکل خلاف ہیں اور مسلمان مسلمان کو تباہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبَيِّنٰتِ وَالتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۔ (المجادلہ: 10) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم باہم خفیہ مشورے کرو تو گناہ سرکشی اور رسول کی نافرمانی پر مبنی مشورے نہ کیا کرو۔ ہاں نیکی اور تقویٰ کے بارے میں مشورے کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے حضور تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔

لیکن جیسا کہ میں نے کہا مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھول گئے ہیں۔ آپس کی پھوٹ نے انتہا کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو مومن کی یہ نشانی بتائی کہ رُحَمَاءُ بَيِّنَتُهُمْ (الفتح: 30) کہ آپس میں محبت اور الفت کرنے والے ہیں۔ لیکن یہاں تو ہمیں وہ حال نظر آتا ہے جو کافروں والا نظارہ اللہ تعالیٰ نے کھینچا ہے جن کے بارے میں فرمایا کہ قُلُوْۤا جُہْمٌ شَیْئٌ (الحشر: 15) کہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔ مشورے ہیں آپس میں بھی اور غیروں کے ساتھ خفیہ معاہدوں کی صورت میں بھی تو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہوئے اور تقویٰ سے دور۔ اللہ تعالیٰ کا خوف بالکل نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ سے ڈرو جس کے حضور تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔ وہاں حکومتیں اور بادشاہتیں اور دولتیں اور مغربی طاقتوں کی آشیر باد کام نہیں آئے گی۔ کوئی بڑی طاقت وہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کی نافرمانیوں اور تقویٰ سے دور ہٹنے کی سزا سے نہیں بچا سکے گی۔

اصل میں تو مسلمان کہلا کر پھر دنیا کو اپنا مقصود بنانے والوں اور اس کے پیچھے دوڑنے والوں کی جو حالت

ہے یہ اس بات کا عملی اظہار ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین ختم ہو گیا ہے ورنہ اگر ذرا سا بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین ہوتا تو نہ مسلمان سیاستدانوں اور لیڈروں کی یہ حالت ہوتی جو آج ہے اور نہ ہی نام نہاد علماء کی یہ حالت ہوتی جو آج ہمیں نظر آتی ہے۔ بہر حال اس زمانے میں ہمارا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ ہم ایسی تمام تر سوچوں سے جہاں اپنے آپ کو پاک کریں اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کو اپنے اندر بڑھائیں وہاں جن کی ان غیر احمدی مسلمانوں تک پہنچ ہے اور تعلقات ہیں وہ جس حد تک اپنے دائرے میں، اپنے حلقے میں مسلمانوں کو سمجھا سکیں سمجھائیں کہ تمہاری یہ حالت نہ صرف تمہیں غیروں کی مکمل غلامی میں لے آئے گی بلکہ تم خدا تعالیٰ کی سزا کے بھی مورد بنو گے۔ جس دنیا کے پیچھے تم پڑے ہو وہ بھی تمہارے ہاتھ سے جائے گی اور دین کو تم پہلے ہی چھوڑ بیٹھے ہو۔ پس اب وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ دلوں میں پیدا کرو ورنہ سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

دنیاوی مشوروں کی مجالس میں ایک مجلس یو این او (UNO) کی بھی ہے۔ ابھی گزشتہ دنوں ہی اس کا ایک اجلاس ہوا۔ امریکہ کے صدر کی تقریر تھی۔ اس پر یہاں کے جو مغربی مضمون نگار ہیں، تجزیہ نگار ہیں انہوں نے بھی لکھا ہے کہ اس تقریر سے بجائے امن کے فساد اور فتنہ پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ بلکہ یہ بھی انہوں نے کھل کے لکھ دیا کہ شاید اس تقریر سے سعودی عرب اور چند مسلمان ملک خوش ہوئے ہوں گے ورنہ یہ انتہائی مایوس کن اور جنگ اور فتنہ کی آگ بھڑکانے والی تقریر ہے۔

پس مسلمان حکومتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو دیکھنا چاہئے اور ہر قسم کے فتنہ و فساد سے بچنا چاہئے۔ بہر حال یہ تو عام مسلمان دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے میں نے بات کی ہے۔ لیکن ہمیں اپنی حالتوں کا بھی جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان کو کبھی برداشت نہیں ہو گا کہ وہ جماعت کو ترقی کرتا ہوا دیکھ سکے۔ شیطان نے اپنی فطرت کے مطابق ہمارے اندر بھی بے چینی پیدا کرنے اور پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے رہنا ہے۔

پس وہ لوگ جو بعض دفعہ اکٹھے ہو کر بیٹھتے ہیں اور اپنے مقامی حلقے یا شہر کے نظام جماعت یا ملک کے نظام جماعت کے متعلق باتیں کرتے ہیں وہ لوگ اصل میں بعض دفعہ بلکہ حقیقت میں شیطان کے بہکاوے میں آ جاتے ہیں۔ شیطان کا کام کیونکہ ہمدرد بن کر وار کرنا ہے اس لئے ایسی مجلسوں میں ایسے لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں جو حقیقت میں جماعتی نظام کے خلاف نہیں ہوتے بلکہ جماعت کے درد کو محسوس کرنے کی وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ فتنہ پیدا کرنے والا صحیح کہہ رہا ہے۔ وہ اُسے فتنہ پیدا کرنے والا تو نہیں سمجھتے لیکن یہ سمجھتے ہیں کہ اظہار خیال کرنے والا اور ہمدردی کے رنگ میں بات کرنے والا صحیح کہہ رہا ہے اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ حالانکہ اگر اصلاح کی ضرورت ہے تو ملکی بالا نظام تک اور خلیفہ وقت تک بات پہنچانی جانی چاہئے اور اس کے بعد

پھر ادھر ادھر مجلسیں لگا کر باتیں کرنا اور ایسے انداز میں باتیں کرنا جیسے بڑے راز کی باتیں کی جارہی ہیں، بڑی اہم باتیں کی جارہی ہیں اور جماعت کا بڑا درد رکھتے ہوئے باتیں کی جارہی ہیں۔ یہ بالکل غلط طریقہ کار ہے اور یہ گناہ اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی اور تقویٰ سے دُوری کی علامتیں ہیں۔ پس ایسی مجلسوں سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی ہوشیار کیا ہے کہ تم ان سے بچو۔

کسی عہدیدار کے خلاف شکایت ہے یا امیر کے خلاف شکایت ہے تو مرکز کو شکایت کریں۔ خلیفہ وقت تک پہنچادیں۔ اس کے بعد پھر افراد جماعت کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ اب یہ خلیفہ وقت کا کام ہے کہ کس معاملے کو کس طرح دیکھنا ہے اور کس طرح حل کرنا ہے۔ ہاں دعا ہر ایک کو ضرور کرتے رہنا چاہئے۔ ہر احمدی کو درد کے ساتھ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی برائی کو جماعت میں سے نکالے اور جماعت کو تقویٰ پر چلنے والے اور کام کرنے والے ہمیشہ ملتے رہیں۔

پس اس اہم بات کو ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے۔ جوں جوں جماعت کو اللہ تعالیٰ ترقی دیتا جائے گا اور دے رہا ہے شیطان نے بھی اپنا کام کرنا ہے۔ شیطان نے تو پہلے دن سے ہی اللہ تعالیٰ کے سامنے اس بات کا اظہار کر دیا تھا اور اجازت لے لی تھی کہ وہ انسانوں کو، مومنوں کو بہکانے کا کام کرے گا۔ مخالفین احمدیت جہاں کھل کر جماعت کی مخالفت کے منصوبے بناتے ہیں اور بنائیں گے وہاں ہمدردی کے نام پر وہ سادہ لوگوں کو اور کمزور ایمان والوں کو بھی فتنہ پیدا کرنے کے لئے اپنا آلہ کار بناتے ہیں اور بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس سلسلہ میں ہوشیار رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہمیشہ ہر اندرونی اور بیرونی فتنہ سے بچائے اور ہمیشہ نیکی اور تقویٰ کی مجلس میں بیٹھنے اور اس کا حصہ بننے کی توفیق دے۔ نہ کہ گناہ، سرکشی، رسول کی نافرمانی اور تقویٰ سے دور کرنے والی مجالس کی۔

مجلس کی مختلف قسموں اور حالتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات بھی ہیں اور آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی بعض ارشادات ہیں وہ بھی اس وقت پیش کرتا ہوں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ایک مومن کی مجلس کیسی ہونی چاہئے اور اگر اس معیار کی مجلس نہ ہو جو ایک مومن کی شایانِ شان ہے تو پھر اس پر کیا ردِ عمل دکھانا چاہئے؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"ہمارا مذہب تو یہ ہے اور یہی مومن کا طریق ہونا چاہئے کہ بات کرے تو پوری کرے ورنہ چُپ رہے۔ جب دیکھو کہ کسی مجلس میں اللہ اور اُس کے رسول پر ہنسی ٹھٹھا ہو رہا ہے تو یا تو وہاں سے چلے جاؤ تا کہ ان میں سے نہ گئے جاؤ اور یا پھر پورا پورا کھول کر جواب دو۔ دو باتیں ہیں "اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ اگر ایک حقیقی مومن ہے تو "یا جواب یا چپ رہنا" اور اٹھ کر چلے جانا۔ فرمایا کہ "یہ تیسرا طریق نفاق ہے کہ مجلس میں بیٹھے رہنا اور ہاں میں ہاں

ملائے جانا۔ دبی زبان سے انہماک کے ساتھ اپنے عقیدہ کا اظہار کرنا۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 130)

مجلس میں بیٹھے بھی رہنا اور مد اہنت دکھاتے ہوئے یا خوف سے ان لوگوں کی ہاں میں ہاں کہتے رہنا پھر دبی زبان میں کہہ بھی دینا کہ نہیں۔ تم یہ غلط کہہ رہے ہو۔ یہ بات اس طرح نہیں۔ اس طرح ہونی چاہئے۔ لیکن کھل کے بات کا اظہار نہ کرنا۔ فرمایا کہ یہ جو ہے یہ نفاق ہے۔ یہ مومن کا طریقہ کار نہیں ہے۔ پس یہ ہے ایک مومن کا رد عمل ایسی مجلس میں جہاں دین پر ٹھٹھا ہو رہا ہو یا دین کے خلاف منصوبہ بندی ہو رہی ہو یا بڑے طریقے سے ایسی باتیں ہو رہی ہوں جو دل میں وسوسے پیدا کرنے والی ہوں۔ مومن کا رد عمل یہ ہے کہ کوئی بھی اللہ اور رسول یا اس کی قائم کردہ جماعت کے نظام کے خلاف بات سنو تو سختی سے رد کرو اور ان باتیں کرنے والے کو بتاؤ کہ اگر تمہارے خیال میں یہ سب باتیں صحیح ہیں تو خلیفہ وقت اور نظام کو بتاؤ لیکن اس طرح باتیں کرنا جائز نہیں ہے۔ ایسی مجالس میں اگر انسان بیٹھا رہے اور دبی زبان میں رد کرے اور کھل کر نہ بولے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نفاق بن جاتا ہے اور اس سے ایک مومن کو بچنا چاہئے اور دین کے معاملے میں اور نظام کے معاملے میں کبھی بھی بے غیرتی نہیں دکھانی چاہئے۔ اور غیرت کا اظہار دو طرح سے ہے کہ یا تو کھل کر جواب دیا اٹھ کر اس مجلس سے چلے جاؤ۔

یہی طریق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا اور اس کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جب تم کسی قوم کی مجلس میں جاؤ اور انہیں اپنے مزاج کی باتیں کرتے ہوئے پاؤ تو وہاں ٹھہرو۔ یعنی کہ نیکی کی باتیں اگر کر رہے ہیں اور غلط قسم کی باتیں نہیں کر رہے، فتنہ و فساد کی باتیں نہیں کر رہے تو وہاں ٹھہرو۔ اور اگر وہ ایسی باتوں میں مشغول ہوں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو تو اس مجلس کو چھوڑ دیا کرو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 368 حدیث 18927 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

اس بات کی بھی آپ نے وضاحت فرمائی کہ کیسی مجلس ایک مومن کو ناپسند ہونی چاہئے۔ یہ تو نہیں کہ وہ اپنی ذاتی ناپسند کی باتیں نہیں کر رہے بلکہ ایسی ناپسند جو نظام اور جماعت کے متعلق باتیں ہیں۔ فرمایا کہ ایسی مجلس کو چھوڑ دو۔ اور اس بارے میں جیسا کہ میں نے کہا کہ ناپسند کیسی ہونی چاہئے؟ ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم کن لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھو جن کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے اور جن کی گفتگو سے تمہارا دینی علم بڑھے اور جن کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

(کنز العمال جلد 9 صفحہ 77 حدیث 25582 کتاب الصحبة قسم الافعال مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2004ء)

پس یہ ہے وہ رہنما اصول جو ایک مومن کو اپنی مجلس کے انتخاب کے وقت سامنے رکھنا چاہئے کہ ان مجالس کو پسند کرو جہاں خدا تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت کی باتیں ہو رہی ہوں۔ جہاں دینی علم میں بھی اضافہ ہو رہا ہو۔ اور آجکل دینی علم میں اضافہ ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ تبلیغ کے لئے، دعوت الی اللہ کے لئے، تربیت کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں اور یہی باتیں آخرت کی بھی یاد دلاتی ہیں۔ انسان کو اس طرف متوجہ رکھتی ہیں کہ صرف دنیا کی چمک دمک ہی سب کچھ نہیں ہے۔ اس دنیا کی دولتیں اور آسائشیں ہی سب کچھ نہیں ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا ایک مومن کا اصل مقصود ہونا چاہئے۔

پہلی حدیث کی وضاحت ہو گئی کہ اگر صرف دنیا داروں کی مجالس ہیں تو یہ مجلسیں ایک مومن کو پسند نہیں ہونی چاہئیں۔ ایسی مجلس سے فوراً اٹھ کر آ جانا چاہئے۔ اگر اس طرف ہماری توجہ ہو تو ہمارے بڑے بھی اور ہمارے نوجوان بھی بہت سی برائیوں سے بچ جائیں۔ بہت سے فتنوں سے بچ جائیں۔

نوجوانوں کی بہت سی مجالس کی ایک دوسری طرز بھی ہے، قسم بھی ہے۔ نوجوان خاص طور پر اس میں involve ہوتے ہیں جو fun کے نام پر ہوتی ہیں۔ غل غپاڑے کے لئے ہوتی ہیں۔ اور مغربی ماحول کے اثر کی وجہ سے ہمارے بعض نوجوانوں میں بھی یہ باتیں پیدا ہو گئی ہیں کہ ایسی مجلسوں میں شامل ہو جانا چاہئے۔ ایک مومن نوجوان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنی زندگیوں کو اس قسم کی مجلسوں سے بچا کے رکھیں اور کچھ حدود ہیں ان کے اندر رہیں۔ جماعت میں بھی بعض دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ بری صحبتوں اور خراب مجلس کے زیر اثر ہمارے نوجوان نوجوانی میں قدم رکھتے ہی بعض ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جو دوسروں کو نقصان پہنچانے والی ہوتی ہیں۔ ہمسایوں کو نقصان پہنچا دیا۔ یا راہ چلتے راگبیر کو نقصان پہنچا دیا۔ یا کسی جگہ گئے تو ویسے ہی شرارۃً کسی کو نقصان پہنچا دیا۔ اور پھر اگر یہ پتالگ جائے کہ یہ جماعت کافر دہے تو پھر ایسے لوگ جماعت کی بھی بدنامی کا باعث بن جاتے ہیں۔

پس ماں باپ کو بھی اپنے بچوں کی مجالس اور صحبتوں پر نظر رکھنی چاہئے تاکہ ہمارے نوجوان، نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچے بھی بری صحبتوں اور مجلسوں سے محفوظ رہیں۔ اور خود بھی گھروں میں ایسی پاک مجلسیں لگانی چاہئیں جو ہمیشہ تربیتی نقطہ نظر سے بہترین ہوں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جب کوئی قوم مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور آپس میں درس و تدریس کے لئے بیٹھی ہو تو اللہ تعالیٰ ان پر سکینت نازل فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں ڈھانک لیتی ہے اور فرشتے انہیں اپنے جلو میں لے لیتے ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء ... الخ باب فضل الاجتماع على التلاوة القرآن و علی الذکر حدیث 6853)

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ جماعت کو ایسے مواقع میسر آ جاتے ہیں اور آتے رہتے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ ہی

کئی جماعتیں جلے بھی منعقد کرتی ہیں، اجتماع بھی منعقد ہوتے ہیں، ان میں ایسے پروگرام ہوتے ہیں جو تربیت کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ علم بڑھانے کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر کے لئے بھی ہوتے ہیں۔

آج یہاں مثلاً لجنہ اماء اللہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے پروگراموں کا زیادہ حصہ دینی اور علمی مجالس ہونا چاہئے۔ اور شامل ہونے والی عورتیں بھی یاد رکھیں کہ وہ کسی میلے میں شامل ہونے کے لئے نہیں آئیں۔ اپنے اجتماع پر آنے کا مقصد ان کو پورا کرنا چاہئے اور مستقل دینی اور علمی مجلسیں لگائیں۔ باقاعدہ پروگرام نہیں بھی ہو رہا تب بھی اپنی مجالس میں بجائے ادھر ادھر کی باتیں کرنے اور فضول گفتگو کرنے کے تعمیری گفتگو کریں اور لغو باتوں سے ہمیشہ پرہیز کریں اور اپنا وقت اس سے ضائع ہونے سے بچائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور وہاں ذکر الہی نہیں کرتے وہ اپنی مجلس کو قیامت کے دن حسرت سے دیکھیں گے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 724 حدیث 7093 مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس اجتماع پر آنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے آنے کے مقصد کو پورا کریں اور اپنا وقت ہنسی ٹھٹھے اور فضول گفتگو میں گزارنے کے بجائے زیادہ وقت ذکر الہی اور نیکی کی باتیں کرنے اور سننے میں گزاریں تاکہ ہماری مجلسیں قیامت کے دن کبھی حسرت سے دیکھی جانے والی مجلسیں نہ ہوں۔

تقویٰ پر چلنے اور تقویٰ پر چلنے والوں کی صحبت میں وقت گزارنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کیا نصیحت فرمائی؟ ایک روایت میں آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مومن کے سوا کسی اور کے ساتھ نہ بیٹھو اور متقی کے سوا کوئی اور تمہارا کھانا نہ کھائے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الأدب باب من یؤمر ان یجالس حدیث 4832)

انسان کا دنیا میں مختلف لوگوں سے رابطہ واسطہ رہتا ہے۔ انسان انہیں ملتا بھی ہے۔ غیر مسلموں کے ساتھ بھی اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ انسان غیر مومن کے ساتھ اٹھے بیٹھے ہی نہ۔ آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری گہری دوستی، تمہارا زیادہ اٹھنا بیٹھنا، تمہارا اکثر وقت گزارنا، تمہاری مجالس زیادہ تر ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں جو ایمان میں مضبوط ہوں اور تقویٰ پر چلنے والے ہوں تاکہ تم بھی نیکی اور تقویٰ میں آگے بڑھو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبة: 119)۔ یعنی جو لوگ قوی۔ فعلی۔ عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔" یعنی ان کی باتیں بھی سچائی پر مبنی ہوں۔ ان کے عمل بھی سچائی پر مبنی ہوں اور ان کی ہر حالت سے سچائی ظاہر ہوتی ہو۔ یعنی نیک لوگ ہوں۔ فرمایا کہ "اس سے پہلے فرمایا۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ۔ یعنی

ایمان والو تقوی اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہو تا چلا جاتا ہے۔"

فرمایا کہ "اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا میں زنا کرتا ہوں؟" میں زنا کرنے تو نہیں جاتا تو "اس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا" کیونکہ بد صحبت کا بد اثر ہوتا ہے "کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پئے گا۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 247)

پس ہمیشہ بری صحبت سے بچنے کی ضرورت ہے۔ عام دنیاوی کاروباروں میں تعلق واسطہ تو ہوتا ہے جیسا کہ میں نے کہا غیروں کے ساتھ تعلق ہے۔ لیکن ان تعلقات میں حدود قائم ہونی چاہئیں۔ یہ نہیں کہ ان کی فضول مجلسوں میں بھی انسان جانا شروع کر دے۔ بہت سی برائیاں ان فضول مجلسوں میں شامل ہونے سے ہوتی ہیں۔ بلکہ یہاں کے لوگ خود اس بات کا اظہار کرتے ہیں۔ ہماری بعض عورتوں سے اس بات کا انگریز عورتوں نے اظہار کیا کہ ہمارے خاوند اچھے بھلے شریف تھے لیکن بعض دوستوں کی وجہ سے ان میں برائیاں پیدا ہو گئیں اور فضول اور گندی مجلسوں میں جانا شروع ہو گئے۔ تو ان لوگوں کو بھی جو غیر مسلم ہیں ان کو بھی یہ احساس پیدا ہو رہا ہے۔ اس لئے ہمیں تو بہت زیادہ اس بات کی فکر کرنی چاہئے۔ اس چیز کو روکنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا بے دین لوگوں کے ساتھ زیادہ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا تمہیں دین اور تقویٰ سے دُور کر دے گا۔ ہاں تبلیغ کے لئے، نیک باتوں کو پہنچانے کے لئے تعلق ضرور قائم کرنا چاہئے۔ اس کے بغیر تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کے لئے انہیں اپنی مجالس میں لانا چاہئے کیونکہ یہ نیکی کی مجالس پھر اپنا اثر چھوڑتی ہیں۔ اور ہمارے جلسوں میں، فنکشنز میں شامل ہونے والے بے شمار غیر لوگ ہیں جو اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ یہاں آکر ہماری حالت اور کیفیت بالکل بدل جاتی ہے۔

صحبت کے اثر کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا کہ "جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے۔ لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔" فرمایا کہ "اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہو گا۔"

پھر آپ فرماتے ہیں کہ "صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے۔ اس

لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنِ (التوبہ: 119) کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ "فرمایا کہ" حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں۔ اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے۔ مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا" ان ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔ لیکن وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ "تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں ہی سے ہے کیونکہ اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ۔" فرمایا کہ "اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دُور ہے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 249)

پس مومنوں کی صحبت اور مجلس میں بیٹھنے والے اللہ تعالیٰ کے فضل کے حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں اور یہ وہی مجلسیں ہیں جو ذکر الہی سے بھری ہوئی مجالس ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "بہت ہیں کہ زبان سے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹول کر دیکھو تو معلوم ہو گا کہ ان کے اندر دہریت ہے۔ کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو۔ بغیر اس کے یقین کامل ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ اس وقت حاصل ہو گا جبکہ یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے۔" فرمایا کہ "گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو۔ اور ساتھ ہی ساتھ دعا بھی کرتے رہو اور خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضا و قدر کی طرف سے انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو ہرگز رہائی نہیں ہوتی۔" فرمایا "نماز جو کہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اگر وہ نفسانی جذبات اور خیالات سے اسے محفوظ نہ رکھے گائب تک وہ سچی نماز ہرگز نہ ہوگی۔ نماز کے معنی ٹکڑیں مار لینے اور رسم اور عادت کے طور پر ادا کرنے کے ہرگز نہیں۔ نماز وہ شے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانہ الوہیت پر گر پڑے۔"

فرمایا "جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور تضرع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دُور ہوں۔ اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا تو دیکھے گا کہ رات کو یاد دل کو ایک نور اس کے قلب پر گرے اور نفس اتارہ کی شوخی کم

ہو گئی ہے۔ جیسے اژدہا میں ایک سَم قاتل ہے اسی طرح نفس امارہ میں بھی سَم قاتل ہوتا ہے۔ اور جس نے اسے پیدا کیا اسی کے پاس اس کا علاج ہے۔" (ملفوظات جلد 7 صفحہ 123)

یعنی خدا تعالیٰ کے پاس ہی برائی کے دور کرنے کا علاج ہے اس لئے اس کے آگے جھکو۔ اس سے مدد مانگو کہ دنیا اور اس کے بد اثرات اور بری مجالس سے اور ان کے اثرات سے وہ ہمیشہ بچا کر رکھے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ مجلس برخاست کرتے وقت اٹھتے ہوئے آپ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ تو پاک ہے اور تیری حمد کی قِسْم! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے مغفرت کا طلبگار ہوں اور تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الأدب باب فی کفارة المجلس حدیث 4859)

پھر ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ کچھ کلمات ایسے ہیں جس نے بھی ان کو اپنی مجلس سے اٹھتے ہوئے تین مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ ان کے طفیل اس کے وہ گناہ جو اس نے وہاں کئے ہوں گے ان کو ڈھانک دے گا اور جس نے یہ کلمات کسی خیر کی مجلس میں اور ذکر الہی کی مجلس میں پڑھے تو ان کے ساتھ اس پر مہر کر دی جائے گی اور وہ کلمات یہ ہیں کہ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔ کہ اے اللہ تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش کا طلبگار ہوں اور تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الأدب باب فی کفارة المجلس حدیث 4857)

پس مجھ سے جو بعض ناپسندیدہ باتیں ہو جاتی ہیں ان کے بد اثرات سے بھی محفوظ رکھ اور پھر یہ دعا جو ناپسندیدہ باتیں ہیں ان کے بد اثرات سے محفوظ رکھتی ہے اور نیک مجالس کے فیض سے انسان کو زیادہ سے زیادہ فیض اٹھانے کا باعث بنتی ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو ہر گز رہائی نہیں ہوتی۔ اس لئے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہمیشہ بری مجالس سے بچنے والے ہوں۔ اور اگر کبھی انجانے میں شامل ہو جائیں تو ان کے بد اثرات سے محفوظ رہیں۔ ہمیشہ پاک مجلسوں کی تلاش میں رہیں اور ان میں بیٹھنے والے ہوں اور ان پاک مجالس کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فیض پانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ شیطان کے حملے سے بچائے۔ ہم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ہمیں ہمیشہ نظام جماعت اور خلافت سے جوڑے رکھے اور ہر فتنہ پرداز کے فتنے کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔

نماز کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو ہمارے افریقن امریکن احمدی مكرم بلال عبدالسلام صاحب کا ہے۔ یہ فلاڈلفیا (Philadelphia) یو ایس اے (USA) میں رہتے تھے۔ 13 ستمبر کو ان

کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ یہ اس سال جلسہ یو کے (UK) پر بھی آئے تھے اور پہلے روز شام کو جب پین افریقن ایسوسی ایشن کا پروگرام جاری تھا اچانک ان پر فالج کا حملہ ہوا اور فالج کے حملہ کی وجہ سے طبیعت ناساز ہو گئی۔ فوری طور پر ان کو یہاں ہسپتال لے جایا گیا جہاں کچھ دن یہ زیر علاج بھی رہے۔ پھر طبیعت بظاہر بہتر بھی ہو گئی تھی اور مجھے ملنے آئے ہیں۔ اس کے بعد دو دفعہ ملا ہوں۔ بظاہر صحت میں لگ رہے تھے۔ اس کے بعد واپس امریکہ چلے گئے۔

آپ 1934ء میں فلوریڈا میں پیدا ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں ان کے والدین کی وفات ہو گئی۔ آٹھ سال کی عمر میں یہ بورڈنگ میں چلے گئے جہاں بائبل کی تعلیم حاصل کی۔ پھر دیگر ملازمتیں اختیار کیں۔ کچھ عرصہ آرمی میں بھی شامل رہے۔ 1957ء میں منسٹر آف گا سپل (Minister of Gospel) بن گئے تاہم ان کو عیسائیت کے بعض عقائد سے اختلاف تھا۔ 1960ء میں ان کی ایک سنی مسلمان سے ملاقات ہوئی جس نے انہیں جماعت کا شائع شدہ قرآن کریم دیا۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جن کا یہ قرآن کریم ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ مسلمان تو نہیں ہیں لیکن ان کی کتابیں اچھی ہیں۔ تو آپ نے اس شخص سے ایک احمدی کا پتا کیا اور پتا معلوم کر کے ان کی دکان پر پہنچے۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی اور پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور امام مہدی ہیں۔ بہر حال اس کے بعد آپ نے احمدیت قبول کر لی اور پھر فلاڈلفیا (Philadelphia) میں احمدیوں کے ساتھ مل کے تبلیغ کے کام کرتے رہے۔

بلال عبد السلام صاحب کو قرآن کریم سیکھنے کا بھی بڑا شوق تھا۔ وہ چار گھنٹے کی مسافت طے کر کے ہر دوسرے اتوار کو پمپسبرگ آیا کرتے تھے تاکہ کچھ سیکھ سکیں۔ اور اسی طرح آپ صدر جماعت فلاڈلفیا اور نیشنل عاملہ میں وقف جدید اور تربیت نو مبائعین کے سیکرٹری بھی رہے۔ آپ زندگی وقف کر کے کچھ عرصہ بالٹی مور میں جماعت کے آنریری مبلغ کے طور پر بھی کام کرتے رہے اور اس کے بعد بھی پھر انہوں نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ خلافت سے بے انتہا محبت کرنے والے تھے۔ نظام جماعت کے پابند اور اعلیٰ معیار کی اطاعت کرنے والے تھے۔ ہمیشہ خلفاء کے ذکر پر ابدیدہ ہو جایا کرتے تھے۔ 1975ء میں ان کو جلسہ سالانہ قادیان میں بھی شمولیت کی توفیق ملی۔ فلاڈلفیا مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔ اس کے لئے آپ کی بڑی خواہش بھی تھی اور کوشش بھی کرتے رہے اور اس تعمیر کے دوران آپ روزانہ پورا دن وہاں کیمپن میں گزارتے اور دعائیں کرتے تھے اور ہمیشہ اس کوشش میں ہوتے تھے کہ مسجد جلدی سے جلدی تعمیر ہو جائے۔ امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلدی بن جائے گی۔ ان کی اہلیہ مسز اسنسٹن (Easnestine) پاسٹر (Poster) ہیں۔ یہ احمدی نہیں تھیں لیکن ہمیشہ اُن سے ان کا نیک سلوک رہا۔ پس ماندگان میں دو بیٹے ہیں اور دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے عمر عبد السلام صاحب نے 1993ء میں بیعت کی تھی اور جماعت میں

داخل ہوئے۔ یہ احمدی ہیں، باقی نہیں۔

عبداللہ دیبا صاحب وہاں امریکہ میں آجکل مبلغ ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جماعت امریکہ کے نہایت ہی فعال ممبر تھے۔ نہایت خوش اخلاق، ہر دلعزیز اور پیار کرنے والے مخلص انسان تھے۔ اکثر لوگوں کے کام آیا کرتے تھے۔ جماعتی امور کی بجا آوری میں پیش پیش رہتے تھے۔ نوجوانوں کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا۔ ان کی تربیت کرنے اور معاشرتی برائیوں سے بچانے میں ہمیشہ کوشش کرتے رہتے۔ کئی نوجوانوں کی زندگیاں مؤثر طور پر تبدیل کیں اور انہیں راہِ راست پر چلنے کی تلقین کرتے تھے۔ کہتے ہیں ان کی تربیت کی وجہ سے ان نوجوانوں میں سے ایک کثیر تعداد جماعت اور معاشرے کا فعال حصہ بن چکی ہے۔

جب آپ ہسپتال میں بیمار تھے تو آپ نے یہ ہدایت کی تھی کہ آپ کے سرہانے ہمیشہ قرآن کریم کا ایک نسخہ موجود رہے۔ اور یہاں جب بیمار تھے تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نئی زندگی اس لئے دی ہے کہ میرے کچھ کام ادھورے ہیں وہ مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ خلافت سے ان کا انتہا کا تعلق تھا۔ جب بھی ملتے تھے تو ہمیشہ چہرے پر ایک عجیب قسم کی مسکراہٹ ہوتی تھی اور ایک اخلاص اور وفا بھی آنکھوں سے ٹپک رہا ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ اور ان کی باقی اولاد کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 13 اکتوبر 2017ء تا 19 اکتوبر 2017ء جلد 24 شمارہ 41 صفحہ 08305)

39

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 29 ستمبر 2017ء بمطابق 29 تبوک 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ یو کے کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے میں انصار کو ایک انتہائی اہم اور بنیادی چیز کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں اور وہ ہے نماز۔ نماز ہر مومن پر فرض ہے لیکن چالیس سال کی عمر کے بعد جبکہ یہ احساس پہلے سے بڑھ کر پیدا ہونا چاہئے کہ میری عمر کے ہر دن کے بڑھنے سے میری زندگی کے دن کم ہو رہے ہیں ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نماز کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہئے کہ وقت تیزی سے آ رہا ہے جب میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے اور وہاں ہمارے ہر عمل کا حساب کتاب ہونا ہے۔ پس ایسی حالت میں ایک مومن کی، ہر اس شخص کی جس کو مرنے کے بعد کی زندگی اور یوم آخرت پر ایمان ہے، فکر ہونی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کے بندوں کے بھی حقوق ادا کرنے والے ہوں اور ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں جب اپنی کوشش کے مطابق یہ حقوق ادا کر رہے ہوں۔

نماز کے پڑھنے کی طرف جب بھی اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے تو اس طرف توجہ دلانی کہ نماز میں باقاعدگی بھی ہو، تمام نمازیں وقت پر ادا ہوں اور باجماعت ادا ہوں۔ نماز کے قائم کرنے کا حکم ہے اور نماز کے قائم کرنے کا مطلب ہی نماز کو وقت پر اور باجماعت ادا کرنا ہے۔ لیکن دیکھنے میں آیا ہے، انصار اللہ والے بھی اپنی رپورٹوں سے جائزہ لیتے ہوں گے اور جائزہ لینا چاہئے کہ باوجود اس کے کہ انصار کی عمر ایک پختہ اور سنجیدگی کی عمر ہے نماز باجماعت کی طرف اس طرح توجہ نہیں ہے جو ہونی چاہئے۔ پس انصار اللہ کو خاص طور پر سب سے زیادہ اس بات کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ ان کا ہر ممبر نماز باجماعت کا عادی ہو بلکہ ہر ناصر کو خود اپنا جائزہ لینا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ وہ نماز باجماعت کے عادی ہوں۔ سوائے بیماری اور معذوری کی صورت کے نماز باجماعت ادا کرنے کی انتہائی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر قریب کوئی مسجد اور نماز سینٹر نہیں ہے تو علاقے کے کچھ لوگ کسی گھر میں

جمع ہو کر نماز باجماعت پڑھ سکتے ہیں۔ اگر یہ سہولت بھی نہیں تو گھر کے افراد مل کر نماز باجماعت پڑھیں۔ اس سے بچوں کو بھی، نوجوانوں کو بھی نماز اور باجماعت نماز کی اہمیت کا احساس ہو گا۔

پس انصار اللہ حقیقی رنگ میں انصار اللہ تبھی بن سکتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرنے اور اس پر عمل کرنے اور کروانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اس پر عمل نہیں کر رہے اور جن کے نگران بنائے گئے ہیں ان سے عمل نہیں کروا رہے یا عمل کروانے کی کوشش نہیں کر رہے، اپنے نمونے پیش نہیں کر رہے تو صرف نام کے انصار اللہ ہیں۔ آج تلواروں اور تیروں کی جنگ نہیں ہو رہی جہاں مددگاروں کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو فرمایا ہے کہ ہمارا غالب آنے کا ہتھیار دعا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 28)

پس انصار اللہ بننے کے لئے اس دعا کے ہتھیار کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اس ہتھیار کو استعمال کیا جائے اور جب یہ ہو گا تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا بھی صحیح حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ ورنہ آپ نے بار بار یہی فرمایا ہے کہ اگر میری باتوں کو نہیں ماننا اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا نہیں کرنی، اپنی عبادتوں کے حق ادا نہیں کرنے تو پھر میری بیعت میں آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ 140)

پس ہر ناصر کو خاص طور پر اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کس حد تک وہ نماز کے پابند ہیں۔ کس حد تک وہ اپنا نمونہ اپنے بچوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ ان کی نمازوں کی حالت اور کیفیت کیا ہے۔ کیا صرف ایک فرض اور بوجھ سمجھ کر نمازیں ادا ہو رہی ہیں یا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے ہم یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کی اہمیت، اس کی فرضیت، اس کی حکمت، اس کو پڑھنے کا طریق، اس کا مقصد، اس کا فلسفہ اور اوقات کا فلسفہ، غرض اس موضوع پر مختلف پیرائے میں بار بار مختلف موقعوں پر اور جگہوں پر توجہ دلائی ہے۔ آپ کے بعض ارشادات اس وقت میں پیش کروں گا جو اس کی اہمیت اور حکمت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ نمازوں کو باقاعدگی سے اور بالالتزام پڑھنے کے بارے میں نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجلس میں فرمایا کہ:

"نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔" فرمایا کہ "بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوتیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی۔ انہوں نے نماز کی معافی چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں۔ اس لئے اس بات کو خوب یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنے عمل کر لو۔" فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی نشان ہے کہ آسمان اور زمین اس کے امر سے قائم رہ سکتے ہیں۔" اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو تو تجھی زمین و آسمان قائم ہیں ورنہ نہیں۔ فرمایا کہ "بعض دفعہ وہ لوگ جن کی طبائع طبعیات کی طرف مائل ہیں کہا کرتے ہیں کہ نیچری مذہب قابلِ اتباع ہے کیونکہ اگر حفظِ صحت کے اصولوں پر عمل نہ کیا جائے تو تقویٰ اور طہارت سے کیا فائدہ ہو گا؟" اپنے اپنے فلسفے لوگوں نے گھڑے ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "سو واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ بعض وقت ادویات بیکار رہ جاتی ہیں اور حفظِ صحت کے اسباب بھی کسی کام نہیں آسکتے۔ نہ دوا کام آسکتی ہے، نہ طبیب حاذق۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا امر ہو تو الٹا سیدھا ہو جایا کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 263)

پس اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا جائے اور اس کے لئے بہترین ذریعہ اس کی عبادت اور عبادتوں میں نماز کی ادائیگی ہے۔

پھر نماز کی حقیقت اور اہمیت اور انسان کو اس کی ضرورت اور نماز کی کیا کیفیت ہونی چاہئے؟ ان باتوں کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"نماز کیا ہے؟" فرمایا کہ "یہ ایک خاص دعا ہے۔ مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے۔ اس کے غناء ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا، تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہے۔ بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔" نمازوں کے ذریعہ سے جو اس کی حاجات ہیں پوری ہوتی ہیں۔ جو اس کا مقصدِ زندگی ہے وہ پورا ہوتا ہے، وہ اپنے مطلب کو پہنچتا ہے۔ فرمایا کہ "مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادات اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثرِ رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہئے وہ مزا نہیں آتا۔"

فرمایا کہ "دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو" ہر چیز میں لذت رکھی ہے اور انسان اس میں ایک خاص قسم کا حظ محسوس کرتا ہے۔ فرمایا کہ "جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے۔" مریض ہیں۔ ان کے منہ بد مزہ ہو جاتے ہیں۔ زبان بک بکی ہو جاتی ہے تو ان کو کسی چیز کا مزا نہیں آتا۔ اکثر مریضوں سے ہم یہی دیکھتے ہیں۔ فرمایا کہ "اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے۔" جن کو

نماز میں حظ نہیں آتا تو اس کا مطلب ہے وہ بھی بیمار ہیں۔ فرمایا "کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کے لئے لذت اور سرور نہ ہو۔ لذت اور سرور تو ہے مگر اس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الانعام: 57)۔ اب انسان جبکہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے "تو پھر" ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کار کھا ہو۔" عبادت میں اعلیٰ درجے کی لذت اور سرور بھی ہونا چاہئے۔ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے صرف پیدا کیا اور اس کا کوئی مقصد نہیں یا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے یا اس میں سرور نہیں حاصل ہو رہا تو کس طرح انسان وہ کام کر سکتا ہے۔ فرمایا "اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔" کھانے پینے کی تمام چیزیں انسان کے لئے پیدا ہوئی ہیں "تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا؟ کیا اس ذائقہ، مزے اور احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں۔ کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات۔" پودے ہوں، پھل ہوں، پہاڑ ہوں، خوبصورت چیزیں ہوں "حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟" ان کو دیکھ کر یقیناً اس سے وہ لطف اندوز ہوتا ہے۔ فرمایا کہ "کیا دل خوش کن اور سریلی آوازوں سے اس کے کان محفوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہیں۔"

آگے آپ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑا پیدا کیا اور مرد کو رغبت دی ہے۔ اب اس میں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذت بھی دکھائی ہے۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہو سکتا....." آپ فرماتے ہیں کہ "خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں۔ اس میں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالا تر اور بلند ہے....." فرماتے ہیں کہ "جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے اسی طرح پرہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کمبخت انسان ہے جو عبادت الہی سے لذت نہیں پاسکتا۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 159-160)

پس یہ انسان کی کمزوری ہے اور نمازوں کی طرف توجہ نہ دینا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم ہونا ہے کہ نماز میں لذت نہیں آتی۔ پس ہمیں، ہم میں سے جو بھی ایسے ہیں ان کو فکر کرنی چاہئے۔ پھر حقیقی نماز کس قسم کی ہے اور کیسی ہونی چاہئے؟ اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھو یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی۔ لیکن اکثر لوگ جو نماز

پڑھتے ہیں تو وہ نماز ان پر لعنت بھیجتی ہے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے **فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ - الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (الماعون: 5-6)**۔ یعنی لعنت ہے ان نمازیوں پر جو نماز کی حقیقت سے ہی بے خبر ہوتے ہیں۔ "فرمایا کہ" نماز تو وہ چیز ہے کہ انسان اس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بد عملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے..... اس طرح کی نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی اور یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک انسان دعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع اور خضوع پیدا نہیں ہو سکتا۔ "نماز پڑھنے کے لئے اور یہ مقام حاصل کرنے کے لئے کہ جہاں انسان سب برائیوں سے بچے ایک کوشش کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے اس کے لئے خشوع اور خضوع ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں "اس لئے چاہئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 66-67)

پس نماز کا حظ اور سرور حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل مانگنے کے لئے پھر اسی کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے اور چلتے پھرتے بھی اس کا ذکر کرنے کی ضرورت ہے اور خشوع مانگنے کی ضرورت ہے۔ یہ حالت انسان پیدا کرے تو پھر نمازوں کا بھی مزہ آتا ہے۔

پھر نماز میں لذت نہ آنے کی وجہ اور اس کا علاج بتاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔" جو آبادیوں میں رہنے والے لوگ ہیں، زیادہ مصروف ہیں۔ وہ اپنے کاموں کی وجہ سے اور بھی زیادہ سست ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ "سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔"

دوسرے مذاہب جو ہیں ان میں باقاعدگی سے عبادت کرنے کے ایسے احکام نہیں ہیں۔ فرمایا "کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سنتا بھی نہیں چاہتے گویا ان کے دل دُکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔" اذان ہو گئی مگر اذان پہ کان نہیں دھرا۔ یا نماز کا وقت ہو گیا اور اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ فرمایا کہ "یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔" آپ نے فرمایا کہ "بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔" یعنی نماز کے لئے نہیں جاتے۔ فرمایا کہ "پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے

کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔ کھایا ہو یا یاد رہتا ہے۔ "آپ فرماتے ہیں کہ کھایا ہو یا یاد رہتا ہے۔" دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے۔ اور پھر اگر کسی بد شکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت باعتبار اس کے مجسم ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ "بد صورتیاں اور خوبصورتیاں بھی انسان کو اس لئے یاد رہتی ہیں کہ ایک توجہ دے کر دیکھ رہا ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسے کچھ نہیں یاد رہتا۔ فرمایا کہ "اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھ کر سردی میں وضو کر کے خواب راحت چھوڑ کر، کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اُسے بیزاری ہے۔" فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے۔ "وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے" اس کو پتا ہی نہیں کہ نماز میں کیا لذت اور راحت ہے۔ فرمایا "پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو۔" آپ فرماتے ہیں کہ "میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیالے پیتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آ جاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے۔" باقاعدگی کرے۔ جب تک مزانہ آئے نمازیں پڑھتا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا جائے کہ اے اللہ! مجھے نماز میں وہ سرور اور حظ دے جو اور چیزوں میں تو نے دیا ہوا ہے۔ فرمایا دوام کرے "اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آ جاوے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے۔ اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسے سرور کا حاصل کرنا ہو۔" ساری جو قوتیں ہیں اس طرف لگائے کہ میں نے نماز میں سرور حاصل کرنا ہے۔ نماز کا مزہ اٹھانا ہے۔ فرمایا "اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذت حاصل ہو تو نہیں کہتا ہوں۔" آپ فرماتے ہیں اس لذت کے حاصل کرنے کے لئے اگر یہ دعا پیدا ہو، ایک کرب پیدا ہو، اضطراب پیدا ہو تو آپ فرماتے ہیں تو میں کہتا ہوں "اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی۔"

پھر آپ فرماتے ہیں "پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (ہود: 115)۔" فرماتے ہیں: "نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "پس ان حسنات کو اور لذت کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقیوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔ یہ جو فرمایا ہے إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (ہود: 115)۔ یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض

لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بیدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔ "نمازوں میں روح کوئی نہیں ہوتی۔ فرمایا" وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسانت نہیں رکھا اور یہاں جو حسانت کا لفظ رکھا اَلصَّلٰوۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنی وہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے۔ "وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے۔" اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔ وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے۔ "فرمایا کہ" نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ "نماز صرف اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں ہے۔" نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 162 تا 164)

نماز کی روح اور مقصد کو حاصل کرنے کی کس طرح کوشش کرنی چاہئے؟ ارکان نماز جو ہیں، قیام ہے۔ رکوع ہے۔ سجدہ ہے۔ قعدہ ہے۔ یہ جو ساری حالتیں نماز میں ہیں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ اس مقصد کو حاصل کیا جائے۔ اس روح کو حاصل کیا جائے۔

اس بارہ میں آپ فرماتے ہیں کہ "ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔" جو خدمت کرنے والے لوگ ہیں کسی بڑے آدمی کے سامنے جاتے ہیں تو ادب سے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو قیام جو ہے نماز میں وہ ادب کی نشانی ہے۔ "رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے۔ اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔" جب انسان سجدہ کرتا ہے تو اپنے آپ کو انتہائی عاجزی اور نیستی اور تذلل کی حالت میں لے جاتا ہے۔ یہی عبادت کا مقصد ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے آگے سر جھکاتا ہوں فرمایا کہ "یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔" انسان جس طرح ظاہری طور پر یہ آداب بجالا رہا ہے، اسی طرح اندرونی طور پر روحانی طور پر روح کو بھی اسی طرح آداب بجالانے چاہئیں۔ دل کا بھی اسی طرح قیام اور رکوع اور سجدہ ہونا چاہئے۔

فرمایا کہ "علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جاویں "صرف ہاتھ باندھ لئے، رکوع میں چلے گئے، سجدے میں چلے گئے، بیٹھ گئے اگر نقال کی طرح صرف یہ اٹھک بیٹھک ہی کرنی ہے،

نقل ہی اتارنی ہے فرمایا "اور اسے ایک بار گراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ اس میں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اس کی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی۔" لذت اور سرور نہیں آیا تو پتہ ہی نہیں لگ سکتا کہ نماز کی حقیقت کیا ہے؟۔ فرمایا "اور یہ اس وقت ہو گا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلل تام ہو کر آستانہ الوہیت پہ گرے۔" پس روح کو بھی اسی طرح سجدہ کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے آگے گرنا چاہئے جس طرح انسان کا جسم سجدے میں چلا جاتا ہے "اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے" جو الفاظ زبان سے بولے جا رہے ہیں وہ دل سے نکلنے والے الفاظ ہوں۔ فرمایا کہ "اس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔" فرماتے ہیں کہ "میں اس کو اور کھول کر لکھنا چاہتا ہوں کہ انسان جس قدر مراتب طے کر کے انسان ہوتا ہے۔ یعنی کہاں نطفہ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفے کے اجزاء یعنی مختلف قسم کی اغذیہ اور ان کی ساخت اور بناوٹ پھر نطفے کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ۔ پھر جوان۔ بوڑھا۔ غرض ان تمام عالموں میں جو اس پر مختلف اوقات میں گزرے ہیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اس کے ذہن میں کھینچا رہے تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مد مقابل میں اپنی عبودیت کو ڈال دے۔"

انسان جب یہ سارا سوچے کہ میں کس طرح پیدا ہوا؟ کس طرح مختلف مراحل میں سے گزرا؟ کس طرح بڑا ہوا؟ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے پالا پوسا بڑا کیا؟ تو تبھی صحیح طرح، صحیح عبودیت کا حق، ایک عبد بننے کا حق انسان سوچ سکتا ہے اور ادا کر سکتا ہے۔ فرمایا کہ "غرض مدعا یہ ہے کہ نماز میں لذت اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دے کر "جب تک بے وقعت اور بے حقیقت نہ سمجھو گے" جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈال دے اس کا فیضان اور پُر تو اس پر نہیں پڑتا۔" اللہ تعالیٰ کے فیض سے فائدہ اٹھانا ہے تو کامل عبودیت پیدا کرنی ہوگی۔ فرمایا کہ "اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر کوئی حظ نہیں ہے۔ اس مقام پر انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے اور ماسوی اللہ سے اسے انقطاع تام ہو جاتا ہے۔"

اللہ کے علاوہ ہر دوسری چیز سے وہ مکمل طور پر تعلق کاٹ لیتا ہے۔ "اس وقت خدائے تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے۔ اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کی طرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔" ایسا تعلق جب پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پھر جوش میں آتی ہے اور انسان کی عبودیت کا بھی ایک جوش پیدا ہو رہا ہوتا ہے اور جب یہ دونوں ملتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تب ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ "اس کا نام صلوة ہے۔" اس خاص کیفیت کا نام صلوة ہے جو ربوبیت اور عبودیت کے ملنے سے پیدا ہو۔ فرمایا کہ "پس یہی وہ صلوة ہے جو سیدئيات کو بھسم

کر جاتی ہے۔" اس طرح کی نماز ہو اس طرح کی صلوٰۃ ہو تبھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ برائیوں کو ختم کرتی ہے۔ تو پھر برائیاں ختم ہوتی ہیں، ان کو جلا دیتی ہے۔" اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے جو سالک کو راستے کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے۔" ایک روشنی کا کام دیتی ہے۔ ایک ٹارچ لائٹ کا کام دیتی ہے" اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اس کی راہ میں ہوتی ہیں آگاہ کر کے بچاتی ہے۔" ہر برائی نظر آ جاتی ہے۔" اور یہی وہ حالت ہے جبکہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰی عَنِ الْفَحۡشَآءِ وَ الْمُنۡكَرِ (العنکبوت: 46) کا اطلاق اس پر ہوتا ہے کیونکہ اس کے ہاتھ میں نہیں، اس کے دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے۔" فرمایا یہی وہ حالت ہے جبکہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰی عَنِ الْفَحۡشَآءِ وَ الْمُنۡكَرِ کا اطلاق اس پر ہوتا ہے کہ نماز جو ہے وہ فحشاء اور گناہوں سے روکتی ہے۔ غلط چیزوں سے روکتی ہے۔

فرمایا کہ اس وقت اس کے دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے" اور یہ درجہ کامل تذلل، کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔" فرمایا" پھر گناہ کا خیال اسے کیونکر آسکتا ہے۔" جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو گناہ کا خیال کس طرح آسکتا ہے" اور انکار اس میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔" فرمایا کہ" فحشاء کی طرف اس کی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض ایک ایسی لذت، ایسا سرور حاصل ہوتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 164 تا 166)

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ ایک غیرت مند مومن ہر حالت میں صرف اللہ تعالیٰ کے آگے ہی جھکتا ہے اور جھکنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے غیر کو کسی صورت میں بھی اپنی امیدوں اور توجہ کا مرکز نہیں بنانا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں: "پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے۔" نماز بھی دعا سے حاصل ہوتی ہے۔" غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کے لئے ہے۔

جب تک انسان پورے طور پر خفیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی، سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں۔ جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے" بہت سے پرزوں کو ایک انجن چلاتا ہے" پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن کی طاقتِ عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا قائل ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو رَزَقٌ وَ جَہَنَّمُ وَ جَہَنَّمُ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ (الانعام: 80) کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے ویسے ہی ادھر کی طرف متوجہ ہو۔" جب اپنی تمام توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرنے کا اظہار کرتا ہے اور

اپنے آپ کو عبادت کرنے والا موحّد کہتا ہے تو فرمایا کہ پھر تمام توجہ اس طرف متوجہ ہونی چاہئے۔

فرمایا جب ایسی حالت ہو "تو لاریب وہ مسلم ہے۔" تب یقیناً وہ مسلمان ہے۔ "وہ مومن اور حنیف ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بد قسمت اور محروم ہے کہ اس پر وہ وقت آجانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے۔" فرمایا کہ "ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح (جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جاویں اور اس طرف جھک کر پرورش پالیں) ادھر ہی جھکتا ہے۔" پس یہ بہت اہم بات ہے۔ جب نماز ترک کی یا کمزوریاں دکھائیں۔ نماز پڑھنے میں سستی دکھائی اور اللہ کے سوا کسی اور طرف زیادہ انحصار کرنا شروع کر دیا تو پھر انسان اس درخت کی طرح دُور ہٹتا چلا جاتا ہے جس کی شاخوں کا رخ اگر ایک طرف پھیر دیا جائے تو آہستہ آہستہ وہ شاخیں اسی طرف بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں۔

فرمایا "اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں۔" جو درخت کی شاخیں ایک طرف جھک رہی تھیں "پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتا۔ اسی طرح پر دل اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دور ہوتی جاتی ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اولاً وہ ایک عادتِ راستہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آ جاتا ہے جبکہ انقطاعِ کلی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے۔" پھر ہر چیز سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ کٹ جاتا ہے۔ اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ تب انسان کو ایک نور ملتا ہے اور لذت حاصل ہوتی ہے۔

فرمایا "میں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں۔ افسوس ہے کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جس میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کر سکوں۔ لوگوں کے پاس جا کر منت خوشامد کرتے ہیں۔ یہ بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے کیونکہ یہ تو لوگوں کی نماز ہے۔ پس وہ اس سے ہٹا اور اسے دور پھینک دیتا ہے۔ میں مولے الفاظ میں اس کو بیان کرتا ہوں۔ گو یہ امر اس طرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں خوب آ سکتا ہے کہ جیسے ایک مردِ غیور کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا بلکہ بسا اوقات ایسی وارداتیں ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی جوش اور غیرت الوہیت کا ہے۔" اللہ تعالیٰ کو بڑی غیرت ہے۔ "عبودیت اور دعا خاص اسی ذات کے مدّ مقابل ہیں۔" پس اسی ذات کے مدّ مقابل ہیں یعنی عبودیت اور دعا خاص کر اسی کو چاہئے۔ "وہ پسند نہیں کر سکتا کہ

کسی اور کو معبود قرار دیا جاوے یا پکارا جاوے۔ پس خوب یاد رکھو! اور پھر یاد رکھو! کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ نماز اور توحید کچھ ہی کہو کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے۔ اس وقت بے برکت اور بے سود ہوتی ہے جب اس میں نیستی اور تذلل کی روح اور حنیف دل نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 166 تا 168)

پھر نماز میں وسوس پیدا ہونے کی وجہ بیان فرماتے ہیں۔ بعض دفعہ کہتے ہیں کہ مختلف قسم کے وسوسے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ خیالات آتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ: "جن لوگوں کو خدا کی طرف پورا التفات نہیں ہوتا انہیں کو نماز میں بہت وسوس آتے ہیں۔ دیکھو ایک قیدی جبکہ ایک حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو کیا اس وقت اس کے دل میں کوئی وسوسہ گزر جاتا ہے۔" ایک قیدی جب حاکم کے سامنے کھڑا ہو تو اور خیال اس کے دل میں آ ہی نہیں سکتا۔ یہی مثال ہے۔ فرمایا کہ "ہر گز نہیں۔" کبھی اس کے دل میں یہ خیال نہیں آئے گا۔ "وہ ہمہ تن حاکم کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس فکر میں ہوتا ہے کہ ابھی حاکم کیا حکم سناتا ہے۔ اس وقت تو وہ اپنے وجود سے بھی بالکل بے خبر ہوتا ہے۔ ایسا ہی جب صدق دل سے انسان خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور سچے دل سے اس کے آستانہ پر گرے تو پھر کیا مجال ہے کہ شیطان وسوس ڈال سکے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 90-91)

نماز کی حفاظت کیوں کی جائے اور نماز کیوں پڑھی جائے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی ضرورت ہے؟ اکثر لوگوں کے ذہنوں میں یہ بھی سوال اٹھتے ہیں۔ آجکل کی دہریت کے اثر کی وجہ سے اٹھتے رہتے ہیں۔ اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ اللہ غنی ہے اور اسے ہماری عبادتوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"پھر یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ نماز کی حفاظت اس واسطے نہیں کی جاتی کہ خدا کو ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ تو غنی عن العالمین ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ضرورت ہے اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ انسان خود اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اسی لئے وہ خدا سے مدد طلب کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو جانا حقیقی بھلائی کا حاصل کر لینا ہے۔ ایسے شخص کی اگر تمام دنیا دشمن ہو جائے اور اس کی ہلاکت کے درپے رہے تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں کروڑوں انسان بھی ہلاک کرنے پڑیں تو کر دیتا ہے اور اس ایک کی بجائے لاکھوں کو فائدہ دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 66)

صحابہ کس طرح غالب آئے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"اخلاص جیسی اور کوئی تلوار دلوں کو فتح کرنے والی نہیں۔ ایسے ہی امور سے وہ لوگ دنیا پر غالب آگئے تھے۔ صرف زبانی باتوں سے کچھ ہو نہیں سکتا۔" فرمایا کہ "اب نہ پیشانی میں نور اور نہ روحانیت ہے اور نہ معرفت کا کوئی حصہ۔" نماز کی معرفت نہیں ہے۔ نماز پڑھنے کی وجہ سے جو نور ملتا ہے وہ نہیں ہے۔ نمازیں بھی بوجھ سمجھی جاتی ہیں فرمایا کہ "خدا تعالیٰ ظالم نہیں ہے۔ اصل بات ہی یہی ہے کہ ان کے دلوں میں اخلاص نہیں۔ صرف ظاہری اعمال سے جو رسم اور عادت کے رنگ میں کئے جاتے ہیں کچھ نہیں بنتا۔" اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جماعت میں بہت سارے ایسے ہیں جو خالص ہو کر نمازیں پڑھنے والے ہیں۔ یہ عمومی حالت آپ اُس زمانے کی بیان فرما رہے ہیں۔ پس یہ ہمارے لئے بھی سبق ہے اور ایک تنبیہ بھی ہے۔ ان باتوں کا خیال رکھیں۔ فرمایا "اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں نماز کی تحقیر کرتا ہوں۔ وہ نماز جس کا ذکر قرآن میں ہے اور وہ معراج ہے۔ بھلا ان نمازیوں سے کوئی پوچھے تو سہی کہ ان کو سورہ فاتحہ کے معنی بھی آتے ہیں۔ پچاس پچاس برس کے نمازی ملیں گے مگر نماز کا مطلب اور حقیقت پوچھو تو اکثر بے خبر ہوں گے حالانکہ تمام دنیوی علوم ان علوم کے سامنے ہیچ ہیں۔ بایں دنیوی علوم کے واسطے تو جان توڑ محنت اور کوشش کی جاتی ہے اور اس طرف سے ایسی بے التفاتی ہے کہ اسے جنت منتر کی طرح پڑھ جاتے ہیں۔" اکثر مسلمانوں میں سے یہی حالت دیکھیں گے فرمایا "میں تو یہاں تک بھی کہتا ہوں کہ اس بات سے مت روکو کہ نماز میں اپنی زبان میں دعائیں کرو۔ بیشک اردو میں، پنجابی میں، انگریزی میں، جو جس کی زبان ہو اسی میں دعا کر لے۔ مگر ہاں یہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو اسی طرح پڑھو۔ اس میں اپنی طرف سے کچھ دخل مت دو۔ اس کو اسی طرح پڑھو اور معنی سمجھنے کی کوشش کرو۔ اسی طرح ماثورہ دعاؤں کا بھی اسی زبان میں التزام رکھو۔ قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد جو چاہو خدا تعالیٰ سے مانگو اور جس زبان میں چاہو مانگو۔ وہ سب زبانیں جانتا ہے۔ سنتا ہے۔ قبول کرتا ہے۔" فرمایا "اگر تم اپنی نماز کو باحلاوت اور پُر ذوق بنانا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ اپنی زبان میں کچھ نہ کچھ دعائیں کرو۔ مگر اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ نمازیں تو ٹکریں مار کر پوری کر لی جاتی ہیں۔ پھر لگتے ہیں دعائیں کرنے۔" اکثر مسلمان ملکوں میں غیر احمدیوں میں یہی رواج ہے کہ نماز جلدی جلدی پڑھ لی۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھا کے دعا کرنے لگ گئے۔ فرمایا یہ دعائیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اس سے ظاہر تو یہی لگتا ہے کہ "نماز تو ایک ناحق کا ٹکس ہوتا ہے۔ اگر کچھ اخلاص ہوتا ہے تو نماز کے بعد میں ہوتا ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ نماز خود دعا کا نام ہے جو بڑے عجز، انکسار، خلوص اور اضطراب سے مانگی جاتی ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی صرف دعا ہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھولنے کا پہلا مرحلہ دعا ہی ہے۔"

فرمایا کہ "نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں بلکہ ایسے نمازیوں پر تو خود خدا تعالیٰ نے لعنت اور قہر بھیجا ہے چہ جائیکہ ان کی نماز کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔ وَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ (الماعون: 5) خود خدا تعالیٰ نے

فرمایا ہے۔ یہ ان نمازیوں کے حق میں ہے جو نماز کی حقیقت سے اور اس کے مطالب سے بے خبر ہیں۔ صحابہؓ تو خود عربی زبان رکھتے تھے اور اس کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے واسطے یہ ضروری ہے کہ اس کے معانی سمجھیں اور اپنی نماز میں اس طرح حلاوت پیدا کریں۔ مگر ان لوگوں نے تو ایسا سمجھ لیا ہے جیسے کہ دوسرا نبی آگیا ہے اور اس نے گویا نماز کو منسوخ ہی کر دیا ہے۔ "آپ کے خلاف جو لوگ باتیں کرتے ہیں ان کے بارے میں آپ فرما رہے ہیں جب میں یہ کہتا ہوں کہ اپنی زبان میں دعائیں کرو تو کہتے ہیں کہ نئی شریعت لے آئے۔ فرمایا "دیکھو خدا تعالیٰ کا اس میں فائدہ نہیں بلکہ خود انسان ہی کا اس میں بھلا ہے کہ اُس کو خدا تعالیٰ کی حضوری کا موقع دیا جاتا ہے اور عرض معروض کرنے کی عزت عطا کی جاتی ہے جس سے یہ بہت سی مشکلات سے نجات پاسکتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ وہ لوگ کیونکر زندگی بسر کرتے ہیں جن کا دن بھی گزر جاتا ہے اور رات بھی گزر جاتی ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ ان کا کوئی خدا بھی ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا انسان آج بھی ہلاک ہوا اور کل بھی۔" فرمایا کہ "میں ایک ضروری نصیحت کرتا ہوں کاش لوگوں کے دل میں پڑ جاوے۔ دیکھو عمر گزری جا رہی ہے غفلت کو چھوڑ دو اور تضرع اختیار کرو۔ اکیلے ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 411 تا 413)

ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے کہ حقیقی نماز کیا چیز ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ: "وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70) پوری کوشش سے اس کی راہ میں لگے رہو منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔" کوشش کرو جہاد کرو۔ فرمایا کہ توبہ واستغفار وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے۔ اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے اور جو لوگ ہمارے رستے میں کوشش کرتے ہیں ان کو ہم پھر صحیح رستوں کی طرف رہنمائی بھی کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کو کسی سے بخل نہیں۔ آخر انہیں مسلمانوں میں سے وہ تھے جو قطب اور ابدال اور غوث ہوئے۔ اب بھی اُس کی رحمت کا دروازہ بند نہیں۔ قلب سلیم پیدا کرو۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ دعائیں کرتے رہو۔ ہماری تعلیم پر چلو۔ ہم بھی دعا کریں گے۔ یاد رکھو ہمارا طریق بعینہ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا تھا۔ آج کل فقراء نے کئی بدعتیں نکال لی ہیں۔ یہ چلے اور ورد و وظائف جو انہوں نے رائج کر لئے ہیں ہمیں ناپسند ہیں۔" بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ بتائیں فلاں کیا دعا کریں۔ خاص دعا کیا ہے۔ خاص کوشش کیا کرنی چاہئے۔ اصل چیز نماز ہے۔ نماز کی طرف ہر احمدی کی پوری توجہ ہونی چاہئے۔ فرمایا کہ "اصل طریق اسلام قرآن مجید کو تدبیر سے پڑھنا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرنا اور نماز توجہ کے ساتھ پڑھنا اور دعائیں توجہ اور اتانت الی اللہ سے کرتے رہنا۔ بس نماز ہی ایسی چیز ہے جو معراج کے مراتب تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ ہے تو سب کچھ ہے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 107)

اور معراج پر پہنچانے والی نماز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے والے کے دل کو پگھلا دے۔
پھر فرائض نمازوں کے ساتھ تہجد کی تاکید بھی آپ نے فرمائی اور انصار اللہ کو تو خاص طور پر اس کا بھی التزام کرنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اس زندگی کے کلِ انفاس اگر دنیاوی کاموں میں گزر گئے تو آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا۔" اگر ساری سانسیں اور ساری عمر دنیاوی کاموں کے لئے گزار دی تو آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا فرمایا کہ "تہجد میں خاص کر اٹھو اور ذوق اور شوق سے ادا کرو۔ درمیانی نمازوں میں بہ باعث ملازمت کے ابتلا آ جاتا ہے۔" یعنی آگے پیچھے بھی ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ ایسا ابتلا بھی آ جاتا ہے کہ قضاء بھی ہو جاتی ہیں۔ فرمایا کہ "رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ نماز اپنے وقت پر ادا کرنی چاہئے۔ ظہر و عصر کبھی کبھی جمع ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ضعیف لوگ ہوں گے اس لئے یہ گنجائش رکھ دی۔ مگر یہ گنجائش تین نمازوں کے جمع کرنے میں نہیں ہو سکتی۔ جبکہ ملازمت میں اور دوسرے کئی امور میں لوگ سزا پاتے ہیں اور (موردِ عتابِ حکام ہوتے ہیں) تو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے تکلیف اٹھائیں تو کیا خوب ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 6)

اگر دنیاوی کاموں میں بھی تکلیفیں اٹھا رہے ہوتے ہیں، اگر نماز کے لئے، فرض پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنے کے لئے تھوڑی سی تکلیف اٹھا لو تو کیا حرج ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ اس نے کامل اور مکمل عقائد کی راہ ہم کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بدوں مشقت و محنت کے دکھائی ہے۔" بغیر کسی مشقت اور محنت کے ہمیں راستہ دکھا دیا۔ "وہ راہ جو آپ لوگوں کو اس زمانہ میں دکھائی گئی ہے بہت سے عالم ابھی تک اس سے محروم ہیں۔" احمدیوں کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو ماننے کی وجہ سے وہ راستہ دکھا دیا۔ "پس خدا تعالیٰ کے اس فضل اور نعمت کا شکر کرو اور وہ شکر یہی ہے کہ سچے دل سے ان اعمال صالحہ کو بجالاؤ جو عقائد صحیحہ کے بعد دوسرے حصہ میں آتے ہیں اور اپنی عملی حالت سے مدد لے کر دعا مانگو کہ وہ ان عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رکھے اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشے۔ حصہ عبادات میں صوم، صلوٰۃ و زکوٰۃ وغیرہ امور شامل ہیں۔ اب خیال کرو کہ مثلاً نماز ہی ہے یہ دنیا میں آئی ہے لیکن دنیا سے نہیں آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قُوَّةُ عَيْنَيْنِ فِي الصَّلَاةِ۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 149-150)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ حقیقی توحید کس طرح پوری ہوتی ہے فرمایا:

"توحید تب ہی پوری ہوتی ہے کہ کل مرادوں کا معطی اور تمام امراض کا چارہ اور مدار وہی ذاتِ واحد ہو۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے معنی یہی ہیں۔ صوفیوں نے اس میں اِلَہ کے لفظ سے محبوب، مقصود، معبود مراد لی ہے۔" فرمایا

"بے شک اصل اور سچ یونہی ہے۔ جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی۔ اور پھر میں اصل ذکر کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور اُسے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک برے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں، اُنانیت اور شیخی دُور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے، خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا۔ اور عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔" فرمایا "میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق۔ حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری رُوح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 169-170)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی توحید پر قائم ہونے، اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے اور پُر سرور نمازیں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ غیر اللہ کو اپنا معبود بنانے کی بجائے ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی معبود بنانے والے ہوں۔

انصار اللہ کا اجتماع جہاں ہو رہا ہے وہاں مجھے پتا لگا ہے کہ شاید مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کا انتظام نہیں ہو گا کیونکہ شام کو ایک معین وقت کے بعد انہوں نے وہ جگہ چھوڑنی بھی ہے۔ شاید ہال خالی کرنا ہے۔ اگر تو یہ صحیح ہے تو پھر انتظامیہ کو اجتماع کا انتظام ایسا کرنا چاہئے کہ دوسری جگہ جہاں بھی لے کے جانا ہے وہاں پر باجماعت نماز کا انتظام ہو سکے۔ اور آئندہ بھی انصار اللہ کو چاہئے کہ اپنے اجتماعات ایسی جگہ منعقد کریں جہاں پانچوں وقت کی نمازوں کا اہتمام بھی ہو سکے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ان کا اجتماع کامیاب کرے اور ہمیں حقیقی عابد بنائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 20 اکتوبر 2017ء تا 26 اکتوبر 2017ء جلد 24 شمارہ 42 صفحہ 05 تا 09)

40

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 06 اکتوبر 2017ء بمطابق 06/ اثناء 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں وقتافوقاً ایسے ایمان افروز واقعات بیان کرتا رہتا ہوں جو لوگوں کے اپنے احمدیت قبول کرنے یا ان کے احمدیت قبول کرنے کے بعد کے روحانی اور غیر معمولی تجربات یا جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے نتیجہ میں افراد جماعت کے ایمان میں ترقی اور مضبوطی وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ مجھے لکھتے ہیں یا اظہار خیال کرتے ہیں کہ ایسے واقعات سناتے رہا کریں کیونکہ یہ واقعات دلچسپ ہونے کی وجہ سے ہمارے بچوں کی بھی توجہ کھینچتے ہیں۔ نوجوانوں کی دینی اور روحانی حالت میں بہتری کا باعث بنتے ہیں اور خود ہماری حالتوں میں ترقی کا باعث بنتے ہیں اور ہمیں ہماری اپنی حالتوں کی بہتری کی طرف توجہ دلانے کا باعث بنتے ہیں۔ بعض پیدائشی احمدی لکھتے ہیں کہ نئے آنے والوں کی یہ ایمانی حالت اور اللہ تعالیٰ سے جو ان کا تعلق ہے، ہمیں شرمندہ کر رہا ہوتا ہے اور توجہ دلا رہا ہوتا ہے کہ ہم بھی ایمان میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح بعض نومبائعین بھی اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ان واقعات سے ہمارے ایمانوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ان مغربی ممالک میں رہنے والے بعض ایسے لوگ بھی ہیں یا ایسے لوگ جو اپنے آپ کو بڑا پڑھا لکھا سمجھتے ہیں، ترقی یافتہ سمجھتے ہیں، یہ لوگ آئے تو پاکستان سے ہیں لیکن دنیائے ان کو اس قدر اپنے اندر جذب کر لیا ہے یا وہ دنیا میں اس قدر پڑ گئے ہیں اور اس میں جذب ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں رہتی یا ویسی توجہ نہیں جیسی توجہ رکھنا ایک احمدی کا فرض بنتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا حق بھی ہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے اور آپ کی بیعت میں آنے والے پر فرض ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی قائم کردہ جماعت کے حق ادا کرنے کی طرف اول تو توجہ نہیں دیتے اور اگر کچھ توجہ ہے بھی تو وہ اتنی تھوڑی کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ دینی فرائض ادا کرنے سے غافل ہیں۔ یہ لوگ دینی حالت کی بہتری کے بارے میں سوچتے

نہیں یا بہت کم سوچتے ہیں۔ یہ باتیں جو نئے آنے والے بیان کرتے ہیں یا ایسے واقعات جو کسی رنگ میں روحانی ترقی کا باعث ہوتے ہیں یہ سن کر ایسے لوگ اعتراض کے رنگ میں یہ باتیں کر جاتے ہیں کہ یہ واقعات جو بیعتوں اور ایمان میں ترقی وغیرہ کے ہیں یہ صرف افریقہ یا عرب یا ایشیا کے ممالک کے رہنے والوں کے ساتھ کیوں ہیں؟ یورپ میں رہنے والوں کے ایسے واقعات کیوں نہیں ہیں؟ ان کو کیوں خوابوں کے ذریعہ سے رہنمائی نہیں ملتی؟ ان کو کیوں دینی کتب پڑھ کر رہنمائی نہیں ملتی یا توجہ نہیں پیدا ہوتی؟ ان کے روحانی تجربات کیوں نہیں ہیں؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ یورپ میں رہنے والے جو دین کی طرف توجہ کرنے والے ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ نشان دکھاتا ہے۔ ان کے ایمان میں ترقی کے اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے سامان پیدا فرماتا ہے۔ یہاں برطانیہ میں بھی بہت سے نومبائع ہیں یا یہاں کے مقامی باشندے ہیں جن کو بیعت کئے عرصہ ہو گیا ہے اور ہر روز ان کے ایمان ترقی کر رہے ہیں۔ جو نومبائعین ہیں یا کچھ عرصہ سے احمدیت میں شامل ہیں وہ ایسے تجربات سے گزرتے ہیں جو حیرت انگیز ہیں اور جو انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی یقین اور ایمان میں بڑھنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ جماعت کی سچائی بھی ان پر کھلتی چلی جاتی ہے اور خلافت سے اخلاص و وفا کے تعلق میں بھی وہ لوگ بڑھ رہے ہیں۔ ان میں مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں۔ لجنہ، خدام، انصار کے اجتماعات میں یہ لوگ اپنے واقعات خود بیان کرتے ہیں۔ ایم ٹی اے پر بھی بعض لوگوں نے بیان کئے جو بڑے ایمان افروز ہوتے ہیں۔ بہر حال مغربی ممالک میں رہنے والے ان لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ نشان دکھاتا ہے جو دین کی طرف توجہ کرنے والے ہیں۔ احمدیت کی سچائی ان پر ظاہر کرتا ہے۔ پھر ایک ایسا طبقہ بھی ہے جو گو احمدیت کو قبول تو نہیں کرتا لیکن اسلام کی بڑائی اور برتری احمدیت کے ذریعہ ان پر ظاہر ہوتی ہے اور ایسے بہت سے واقعات ہیں جو میں اپنے دوروں کے بعد یا جلسوں کے بعد بیان کرتا رہتا ہوں۔

لیکن اہم بات جو یاد رکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دیتا ہے جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے۔ اگر ایک انسان دنیا داری میں پڑا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ کا خانہ ہی خالی ہے، اس کو دین سے اور خدا سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے، جو خود اپنی عاقبت برباد کرنے پر تڑپا ہوا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی پرواہ نہیں کرتا اور وہ رہنمائی اور ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

پھر یہ بھی ہے کہ انبیاء کی تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ دین کی طرف توجہ دینے والے اور انہیں قبول کرنے والے عموماً غریب اور کمزور لوگ ہی ہوتے ہیں۔ عاجزوں اور مسکینوں میں ہی عموماً اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کی تڑپ اور اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ ہوتا ہے۔ دنیا دار اور طاقت والے یہی کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان بھی فرمایا ہے کہ تمہاری حیثیت ہی کیا ہے؟ تمہارے ماننے والے اَرَادْلُنَا بِاَدْمٰی الرَّاٰی (ہود: 28) ہیں۔ یعنی ہمیں دیکھنے میں وہ ذلیل ترین لوگ ہی نظر آتے ہیں۔ پس دنیا دار تو تکبر کے مارے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کو

ایک تو اپنے تکبر کی وجہ سے، دوسرے دنیاوی کاموں میں ڈوبے ہوئے ہونے کی وجہ سے فرصت ہی نہیں ہوتی کہ وہ دین کی طرف توجہ دیں۔ اور پھر یورپ کی جو اکثریت ہے وہ تو دہریہ ہو چکی ہے یا مغربی ممالک کی، ترقی یافتہ ممالک کی جو اکثریت ہے یہ سب دہریہ ہو چکے ہیں۔ جب ان کو اللہ تعالیٰ کی پرواہ نہیں تو پھر خدا تعالیٰ کو بھی ان کی کیا پرواہ ہے کہ ان کی رہنمائی کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان دنیا داروں کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"سورۃ عصر میں اللہ تعالیٰ نے کفار اور مومنوں کی زندگی کے نمونے بتائے ہیں۔ کفار کی زندگی بالکل چوپاؤں کی سی زندگی ہوتی ہے۔" جانوروں کی زندگی ہے "جن کو کھانے اور پینے اور شہوانی جذبات کے سوا اور کوئی کام نہیں ہوتا۔ یَاٰكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ (محمد: 13)" جانوروں کی طرح بس کھانا پینا ان کا کام ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں "مگر دیکھو اگر ایک بیل چارہ تو کھالے لیکن ہل چلانے کے وقت بیٹھ جائے۔" زمینداروں میں پرانے زمانے میں رواج تھا کہ ہل چلانے کے لئے، زمین کاشت کرنے کے لئے، بیلوں کو استعمال کرتے تھے۔ یہاں بھی پرانے زمانے میں گھوڑے استعمال ہوتے تھے۔ کہ ہل چلانے کے وقت وہ بیٹھ جائے۔ کام نہ کرے۔ اس کا صرف کھانے کا کام ہو۔ آپؐ فرماتے ہیں "اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ یہی ہو گا کہ زمیندار اُسے بوچڑ خانے میں جا کر بیچ دے گا۔" ذبح کرنے والے کو، قضائی کو دے دے گا۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ "اسی طرح ان لوگوں کی نسبت (جو خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی یا پرواہ نہیں کرتے اور اپنی زندگی فسق و فجور میں گزارتے ہیں) فرماتا ہے قُلْ مَا يَعْبُوْا بِكُمْ رَّبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ (الفرقان: 78) یعنی میرا رب تمہاری کیا پرواہ کرتا ہے اگر تم اس کی عبادت نہ کرو۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 181)

پس اللہ تعالیٰ انہی کی پرواہ کرتا ہے جو اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہدایت طلب کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سلسلہ میں مزید فرماتے ہیں کہ: "صدق بڑی چیز ہے۔ اس کے بغیر عمل صالحہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ اپنی سنت نہیں چھوڑتا اور انسان اپنا طریق نہیں چھوڑنا چاہتا۔" ایسا بگڑا ہوا جو ہے "اس لئے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِيْهُمْ سُبُلَنَا۔ (العنکبوت: 70) خدا تعالیٰ میں ہو کر جو مجاہدہ کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اپنی راہیں کھول دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 305-306)

پس جو کوشش کرتے ہیں۔ اس فکر میں رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے صحیح دین کی تلاش کریں، اسے پانے کی کوشش کریں۔ وہ پھر ہدایت بھی پاتے ہیں۔ ایمان میں بھی بڑھتے ہیں۔ مزید ترقی بھی کرتے چلے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں پر اللہ تعالیٰ ان کی بعض نیکیوں کی وجہ سے فضل فرماتا ہے اور ان کو راستہ دکھاتا ہے۔

پس جو واقعات ہم بیان کرتے ہیں وہ ایسے لوگوں کے ہی ایمان افروز واقعات ہیں جو اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ کس طرح ہمیں صحیح راستہ ملے۔ یا جیسا کہ میں نے کہا بعض ایسے بھی ہیں جن پہ اللہ تعالیٰ کا ان کی کسی نیکی کی وجہ سے خاص فضل ہوتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو راستہ دکھاتا ہے۔

اخلاص میں ترقی کی مثال کے بعض ایسے روحانی واقعات میں نے آج بھی جمع کئے ہیں۔

برکینا فاسو سے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں لیکوئین (Likoun) میں ہمارے لوکل مشنری تبلیغ کی غرض سے گئے۔ تبلیغ کے بعد جب انہوں نے بیعت لینا چاہی تو صرف ایک معمر خاتون نے بیعت کی اور معلم صاحب نے گاؤں والوں کو بتایا کہ یہاں سے پندرہ کلومیٹر دُور ہماری مسجد ہے اگر آپ میں سے کسی کو جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات چاہئیں تو آپ وہاں آسکتے ہیں اور وہاں نماز جمعہ کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ بہر حال بیعت تو اس خاتون نے کی تھی۔ معلم صاحب بیان کرتے ہیں کہ گاؤں اور اس مسجد کے درمیان جو راستہ ہے وہاں ایک برساتی نالہ آتا ہے اور برسات کی وجہ سے وہ پانی سے بھرا ہوتا ہے۔ جب اس بوڑھی خاتون نے بیعت کی تو ہر جمعہ کو اپنی جائے نماز لے کر جمعہ کی غرض سے وہاں مسجد جانے کی کوشش کرتی اور برساتی نالہ بھرا ہوا دیکھ کر جائے نماز وہیں بچھالیتی اور کہتی کہ میں نے احمدیوں کے ساتھ نماز جمعہ پڑھ لی کیونکہ میری نیت احمدیوں کے ساتھ نماز جمعہ پڑھنے کے لئے تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ایک مہینے کے بعد برساتی نالے میں پانی کم ہوا تو وہ خاتون مشن آئی اور تمام واقعہ بیان کیا اور ان کا یہ اخلاص احمدی ہونے کے بعد تھا۔ انہوں نے جب یہ واقعہ بیان کیا تو اسے سن کے معلم پھر تبلیغ کے لئے اس گاؤں میں دوبارہ گئے اور گاؤں والوں کو یہ بتایا کہ یہ دیکھو یہ بوڑھی عورت جس کو حق کی تلاش تھی اس نے حق قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر فضل فرمایا۔ پھر اس کے لئے اس نے اتنی قربانی دی۔ ہر جمعہ جاتی تھی اور باہر بیٹھ کر آجاتی تھی۔ پانی کی وجہ سے پہنچ نہیں سکتی تھی۔ لیکن یہ اس کا اخلاص ہے۔ جب یہ واقعہ معلم نے سنایا تو جو وہاں کے باقی لوگ تھے، بعض اس کے بہت قریبی رشتہ دار تھے۔ انہوں نے وہاں اس خاتون کے اخلاص کو دیکھ کر مزید تیس افراد نے بیعت کر لی۔ تو یوں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہدایت کے سامان مہیا فرمائے۔ پھر ایسے لوگ ہیں جو خوابوں کے ذریعہ بعض دفعہ احمدی ہوتے ہیں۔

فرانس کی ایک خاتون آسیہ صاحبہ ہیں۔ انہوں نے بیعت کی۔ وہ کہتی ہیں کہ میں اپنی بیعت کی تفصیل اس غرض سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ شاید آپ مجھ سے خوش ہوں اور مجھے اپنی مبارک جماعت میں قبول فرما لیں۔ کہتی ہیں ایک دن انٹرنیٹ پر حسب معمول کچھ نئے چینلز کی تلاش میں تھی کہ مجھے الحوار المباشر کا لنک مل گیا جہاں وفات مسیح کا مضمون چل رہا تھا اور میں ہر قسم کے شک و شبہ سے خالی اور یقین سے بھرے مہذب انداز اور قوی اور ناقابل تردید دلائل سن کر حیران رہ گئی۔ کہتی ہیں اس سے چند روز قبل میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں

ایک تاریک کنوئیں میں گرنے والی ہوں اور میں نے کنوئیں کی منڈیر کو دونوں ہاتھوں سے زور سے تھاما ہوا ہے اور ٹانگیں نیچے لٹک رہی ہیں۔ اچانک میں نے اوپر دیکھا تو مجھے تین چار سفید پرندے نظر آئے جن کا رنگ بہت زیادہ سفید تھا لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون ہیں۔ وہ پرندے مجھے بچانے کی کوشش میں تھے۔ کہتی ہیں شروع میں تو مجھے اس خواب کی سمجھ نہیں آئی لیکن بعد میں علم ہوا کہ یہ تو حور کے پینل کے ممبر ہیں جو پرندوں کی شکل میں دکھائے گئے ہیں۔ شروع میں مجھ پر یہ واضح نہیں تھا کہ اس جماعت کے بانی نے مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن مجھے شک سا پیدا ہوا۔ پھر میں نے جماعتی کتب خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کا فیصلہ کیا جن میں مجھے کوئی خلاف اسلام بات نظر نہیں آئی بلکہ اس کے برعکس مجھے آپ کی ذات اقدس میں اسلام، مسلمانوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری قوت کے ساتھ دفاع کرنے والا بطل جلیل نظر آیا جو ان کتب سے دشمنان اسلام پر اسلام کا رعب قائم فرماتا ہے۔ کہتی ہیں پھر میں نے استخارہ کیا اور اس کے دو دن بعد مجھے میری ایک سہیلی نے بتایا کہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اور وہ سہیلی جو ہے میری ساس کے گھر میں ہیں اور میں مختلف کمروں میں سے ایک خاص کمرے کی تلاش میں ہوں۔ اس پر مجھے ایک روشن اور نورانی اور آرام دہ کمرہ نظر آیا جس پر میں نے اس سے کہا کہ مجھے یہ کمرہ اچھا لگا ہے اور میں یہیں رہوں گی۔ کہتی ہیں میں نے خواب سے یہ نیک فال نکالی کہ جماعت میں شامل ہونا چاہئے۔ چنانچہ بیعت کر لی۔

ایک اور خاتون ترکی میں میرا صاحبہ ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں اپنی بیعت کی تفصیل عرض کرنا چاہتی ہوں۔ 2010ء میں جماعت سے تعارف ہوا۔ شمولیت کی توفیق ملی۔ میں نے دیکھا کہ میرے میاں ایم ٹی اے العربیہ بڑے شوق سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ میں بھی دیکھنے لگی اور بسا اوقات ان کی غیر موجودگی میں بھی ایم ٹی اے دیکھتی رہتی تھی۔ میرے میاں مجھے کہتے کہ تسلی سے بیعت کر لو۔ تو میں کہتی کہ میں یہ ذمہ داری نہیں لے سکتی۔ میری فیملی بڑی ہے۔ گھر کی بہت ذمہ داریاں ہیں۔ پھر میں نے دجال کے بارے میں جماعت کی تیار کردہ فلم دیکھی اور تفسیر بڑی منطقی اور معقول معلوم ہوئی جو پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ پھر مزید ایم ٹی اے دیکھنے لگی اور حوار کے پروگرام دیکھے اور تہجد باقاعدگی سے پڑھنے لگی۔ اس کے بعد ایک دفعہ عبدالقادر عودہ صاحب نے دورہ کیا تو میں نے بیعت کر لی۔ پھر میری بہو اور بیٹیوں نے بھی بیعت کر لی۔ ہم جماعتی موضوعات پر تبادلہ خیال کرتے اور کہتے کہ یہ حقیقی اسلام ہے۔ کہتی ہیں کہ جس دن میں نے بیعت کی میں نے خواب میں دیکھا کہ سورۃ کہف کی آیات پڑھ رہی ہوں۔ اس پر مجھے یقین ہو گیا کہ خدا تعالیٰ ہمیں دجال کے شر سے بچائے گا اور میں امام مہدی کے اعوان و انصار میں سے بنوں گی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایمان بخشا۔ اللہ کرے کہ میں اس ذمہ داری کو ادا کرنے والی ہوں۔

تو اس طرح یہ خود واقعات لکھتی ہیں اور دعاؤں کی تحریک کی خواہش بھی کرتی ہیں۔

پھر نئی جماعتوں کے قیام کے بعض واقعات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کس طرح جماعتیں قائم کرتا ہے۔ عبد القدوس صاحب بین کے مبلغ ہیں وہ لکھتے ہیں کہ معلم زکریا ایک گاؤں میں تبلیغ کے لئے گئے۔ وہاں ایک دوست نے کہا کہ اس وقت لوگ کام کاج کے لئے گاؤں سے باہر ہیں۔ آپ جمعہ کے دن آئیں تو لوگ یہاں موجود ہوں گے۔ چنانچہ جب معلم صاحب جمعہ کے دن دوبارہ گئے تو معلم صاحب نے مسجد میں داخل ہونے کے بعد دونوں ادا کئے اور امام صاحب اور اس گاؤں کی کمیٹی کی اجازت سے تبلیغ شروع کی۔ معلم نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر اور امام مہدی کی آمد کے متعلق تقریر کی اور لوگ تقریر کے دوران اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے رہے۔

جب تبلیغ ختم ہوئی تو ان کی مسجد کمیٹی کے صدر صاحب کہنے لگے کہ میں مسلمان پیدا ہوا ہوں مگر آج تک میں نے سورۃ فاتحہ کی اس طرح کی تفسیر نہیں سنی۔ اگر جماعت احمدیہ کی یہی تعلیم ہے تو پھر میں سب کو مبارکباد دیتا ہوں ہم اس جماعت کو قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ امام سمیت اس گاؤں کی مسلم تنظیم کے تمام افراد نے جماعت احمدیہ کو قبول کر لیا اور اس طرح ایک نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ کہتے ہیں کہ وہاں کے گاؤں کے مولوی نے شدید رد عمل دکھایا۔ جب ہمارے معلم گھر واپس آئے تو مولوی نے ان کو فون کر کے کہا کہ آئندہ سے اس گاؤں اور مسجد میں نہ آنا۔ کچھ عرصہ بعد جب خدام الاحمدیہ بین کے میٹنل اجتماع کے سلسلہ میں ہمارے معلم دوبارہ وہاں گئے اور خدام سے شمولیت کی درخواست کی تو اس مولوی نے پھر سے ان کو روکا اور اپنے ساتھ خدام کو لے جانے سے منع کیا مگر نو احمدی خدام نے مولوی کو رد کر دیا اور سب نے اجتماع میں شمولیت کی۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ مخالف مولویوں کو رُسو کرتا ہے اور نئی جماعتیں بھی قائم کر رہا ہے۔

نئی جماعتوں کے قیام کے سلسلہ میں ہی ایک اور واقعہ ہے جو اروشار یجن کا ہے۔ مربی صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نئے علاقے میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ سامے (Same) ڈسٹرکٹ کے ایک گاؤں کسوانی (Kisiwani) میں پہلے کوئی احمدی نہ تھا۔ یہاں بار بار دورے کرنے کی توفیق ملی۔ کثرت سے پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ اسی طرح جماعتی اخبارات اور کتب بھی اس گاؤں میں تقسیم کی گئیں جس کے نتیجہ میں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف بیعتیں ہونا شروع ہو گئی ہیں بلکہ باقاعدہ جماعت کا قیام ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں مسجد کے لئے پلاٹ خرید اجارہا ہے اور مقامی افراد جماعت مسجد کی تعمیر کے لئے خود اینٹیں تیار کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسرے مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ مخالفین جماعت کے خلاف انتشار پھیلانے اور بیہودگی کرنے لگ گئے ہیں۔ کہتے ہیں ہم نے انتظامیہ سے اجازت لے کر گاؤں میں مناظرہ کا انتظام کیا۔ تمام گاؤں میں اعلان کروایا اور سنی مولوی صاحبان کو دعوت دی کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ وہ سچے ہیں تو آئیں اور سب کے سامنے بات کر لیتے ہیں۔ چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق مناظرہ منعقد ہوا اور بہت سے

غیر احمدی لوگ اس میں شامل ہوئے۔ لیکن سنی مولویوں میں سے کوئی بھی حاضر نہ ہوا۔ چنانچہ گاؤں کے لوگوں کو علم ہو گیا کہ مولویوں کے پاس انتشار پھیلانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ مختلف ذریعوں سے ان لوگوں کی ہدایت کے سامان پیدا فرماتا ہے جو واقعی دین کی طرف رجحان رکھتے ہیں۔ برکینا فاسو کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں نابیر (Nabiyir) میں تبلیغ کی گئی۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی تعداد میں بیعتیں حاصل ہوئیں۔ وہاں ایک کچی مسجد میں ایک معلم صاحب کو تعینات کیا گیا۔ باقاعدہ نماز جمعہ کا آغاز کیا گیا لیکن غیر احمدی مولوی نے فتنہ پرداز شروع کر دی اور عین نماز جمعہ کے وقت مسجد میں آکر لوگوں کو بھڑکایا تا احمدیت سے دُور کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن جماعت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ آخر مولوی سے کچھ نہ بن پایا تو اس نے جماعت احمدیہ کی مسجد کے سامنے اپنی ایک مسجد بنائی اور اعلان کیا کہ احمدیہ مسجد اب صرف صفیں رکھنے والا سٹور بن جائے گا اور وہاں کوئی نمازی نہیں آئے گا۔ لیکن ہوا اس کے الٹ۔ وہاں اس کی مسجد میں تو صرف گھر کے رشتہ دار ہی نماز پڑھتے ہیں اور ہماری مسجد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمازیوں میں اضافہ ہونا شروع ہوا اور یہ لکھتے ہیں کہ چھوٹی سی جگہ پہ نماز جمعہ پر حاضری دو سو سے اڑھائی سو تک ہوتی ہے۔ دعائیں قبول کرنے کے نظارے اللہ تعالیٰ کس طرح دکھاتا ہے۔

مبلغ سلسلہ بین انصر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں آسیوں (Assion) میں دو سو بیعتیں ہوئی تھیں۔ اب اس گاؤں میں ہر جمعہ اور منگل کو تربیتی کلاس ہوتی ہے۔ وہاں کے صدر صاحب کی بیٹی جو کسی دوسرے گاؤں میں رہتی تھی سخت بیمار ہو گئی اور بیماری کی وجہ سے جسم بالکل بے جان ہو گیا۔ کہتے ہیں میں جب ان کے گاؤں گیا تو صدر صاحب نے کہا کہ دعا کریں اور خلیفہ وقت کو بھی دعا کے لئے لکھیں۔ تو کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بھی یہاں خط لکھا۔ کہتے ہیں جب اگلے دن دوبارہ وہاں گیا تو لوگوں نے بتایا کہ اس لڑکی نے بولنا اور حرکت کرنا بند کر دیا تھا۔ اس لڑکی کو ہسپتال بھی لے کر گئے تھے لیکن کسی علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔ پھر مایوس ہو کر اس کو گھر واپس لے آئے۔ ایک مولوی کو بلایا جس نے لڑکی پر دم کیا۔ اس کے بدلے اس نے چالیس ہزار فرانک اور ایک بکرا لیا لیکن لڑکی کو آرام نہ آیا۔ پھر ایک اور مولوی کو بلایا اس نے بھی اتنی بڑی رقم لی لیکن کوئی فرق نہیں پڑا۔ کہتے ہیں مولویوں سے ہم مایوس ہو گئے تھے۔ ہم نے سوچا کہ اس نے مرتو جانا ہی ہے۔ پھر لڑکی کو اس کے باپ کے گھر چھوڑ آتے ہیں۔

چنانچہ جب لڑکی کو یہاں لے کر آئے تو لڑکی کے والد نے وہاں بھی جماعت کو تحریک کی۔ مجھے بھی دعا کے لئے خط لکھا اور کہتے ہیں کہ ایک دن کے بعد ہی اس لڑکی نے حرکت شروع کر دی اور اگلے روز شام تک بیماری مکمل طور پر اس کے جسم سے نکل گئی اور کوئی شخص گمان نہیں کرتا تھا کہ یہ زندہ بچے گی۔ مگر اب اسے دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ لڑکی کبھی بیمار بھی ہوئی تھی۔ تو یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ہے۔

برکینا فاسو کے ایک معلم سینڈے کریم صاحب لکھتے ہیں۔ تبلیغ کے لئے ہم ایک گاؤں گئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ہم نے وہاں تبلیغ کی اجازت چاہی۔ گاؤں کے امام نے کہا کہ ہمارے پاس آپ کے مبلغ پہلے بھی آئے تھے اور ہم میں سے کافی لوگوں نے بیعت بھی کی تھی لیکن تمام گاؤں والوں نے بیعت نہیں کی تھی اس لئے آپ تبلیغ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کی تبلیغ سے پہلے جو رہ گئے تھے وہ بھی شامل ہو جائیں۔ چنانچہ کافی دیر سوال و جواب ہوتے رہے۔ آخر پر ان کے بڑے کہنے لگے کہ ہم احمدی تو ہو گئے تھے لیکن پھر بھی کچھ باتیں ابھی واضح نہیں تھیں۔ لیکن آج میں نے خود دیکھ لیا ہے کہ اگر آج اسلام کی کوئی صحیح معنی میں خدمت کر رہا ہے تو وہ آپ لوگ ہیں کیونکہ آپ مستقل اس کام میں لگے ہوئے ہیں اور تھکتے نہیں۔ پس ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ امام نے گاؤں کے لوگوں سے کہا کہ جن لوگوں نے پہلے بیعت نہیں کی تھی وہ اب کر لیں اور اس طرح گاؤں کے مزید تہتر افراد نے بیعت کر لی۔ اب اللہ تعالیٰ اگر ان لوگوں کے دل کھول رہا ہے اور ان کو صحیح اسلام کے قبول کرنے کی توفیق دے رہا ہے تو یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس پر یہ کہنا کہ کیوں صرف وہیں کیوں ہو رہے ہیں؟ اس لئے کہ ان کو دین کی فکر ہے۔ اپنی فکر ہے وہ ساری ساری رات بیٹھ کر دینی مجالس سنتے ہیں۔ یہاں کسی کو وقت نہیں کہ اتنا لمبا عرصہ بیٹھ کر دین کے لئے وقت دے اور دینی مجالس میں بیٹھے اور سوال جواب کرے۔

ہندوستان کے نائب ناظر دعوت الی اللہ لکھتے ہیں کہ لکھیم پور شہر میں ایک دوست عبدالستار صاحب کے ساتھ رابطہ بحال ہوا۔ جب ان کے ساتھ ملاقات ہوئی تو وہ مل کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ کرن پور گاؤں کے رہنے والے تھے۔ ہماری پچاس بیگھے زمین تھی۔ اچھا کاروبار تھا۔ ہم لوگ بارہ سال قبل بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے تھے لیکن بیعت کے بعد ہماری اس قدر مخالفت ہوئی کہ مخالفین نے ہمارے گھر پر پتھر اڑا دیا اور ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا۔ میرے بیٹے کو مار مار کر زخمی کر دیا۔ میری اہلیہ کا ہاتھ توڑ دیا۔ اس قدر مخالفت ہوئی کہ ہمیں مکان اور زمین اونے پونے فروخت کر کے وہاں سے نکلنا پڑا۔ سارا کاروبار تباہ ہو گیا۔ ہم وہاں سے لکھیم پور شہر میں آئے۔ ایک چھوٹے سے مکان میں منتقل ہو گئے لیکن مخالفین نے ہمارا پیچھا نہ چھوڑا۔ وہ یہاں بھی پہنچ گئے اور شہر کے مسلمانوں کو متنفّر کر دیا۔ پورے شہر میں کوئی ایک مسلمان بھی ہم سے بات نہ کرتا تھا۔ آتے جاتے ہمیں تنگ کیا جاتا۔ اس دوران ہمارا جماعت سے رابطہ بھی منقطع ہو گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت احمدیہ کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان دکھایا کہ ہماری مخالفت میں پیش پیش رہنے والے بڑے مخالفین جو ایک بس میں سوار ہو کر کسی شادی پر جا رہے تھے کہ ان کی بس ریلوے پھانک پر پھنس گئی اور ٹرین سے ٹکرائی جس کے نتیجے میں اٹھائیس لوگ موقع پر ہی ہلاک ہو گئے اور بچنے والے بھی بڑی طرح زخمی ہو گئے۔ لاشوں کا اس قدر برا حال تھا کہ پہچانی ہی نہیں جاتی تھیں۔ دُور دُور تک جسم کے ٹکڑے پھیلے ہوئے تھے۔ مخالفین میں سے ایک ایک گھر

سے نو نواشین نکلیں۔ جب ہمیں اس واقعہ کا پتا چلا تو ہم زخمیوں سے ملنے ہسپتال گئے۔ اس وقت مخالفین کے رشتہ دار شرم کے مارے ہم سے منہ چھپانے لگے۔

اس حادثے کے بعد لکھنم پور شہر کی بڑی مسجد کے ایک مولوی نے ان مخالفین کو جو بچ گئے تھے اور عبدالستار صاحب کی فیملی کو مسجد میں بلایا۔ مولوی صاحب نے مخالفین سے کہا کہ آپ لوگ ان احمدیوں سے معافی مانگیں اور ان کی مخالفت چھوڑ دیں۔ آپ لوگوں نے جو ان سے قطع تعلق کیا ہوا ہے وہ بھی ختم کریں۔ چنانچہ اس حادثے کے بعد مخالفت بالکل ٹھنڈی پڑ گئی۔ کہتے ہیں کہ ہمارا جماعت سے رابطہ ٹوٹا ہوا تھا مگر دل سے احمدی ہی تھے۔ چنانچہ اس رابطے کی بحالی پر بڑے خوش ہوئے اور ان سب نے تجدید بیعت کی۔ جو لوگ ایک دفعہ احمدی ہوتے ہیں اور حقیقت میں سمجھ کے احمدی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پھر ان کے ایمانوں میں مضبوطی بھی عطا فرماتا ہے۔

کو سو وو کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک مشہور عالم شیخیت کڑا سنچی (Shefqet Kransiqui) صاحب جو لمبے عرصے سے ملک کے دارالحکومت کی سب سے بڑی مسجد کا ایک امام تھا۔ وہاں کی یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات میں بطور پروفیسر پڑھاتا بھی تھا اور ملک میں کافی مقبول تھا۔ اس نے کئی سال قبل ریڈیو وغیرہ پر پروگراموں کے دوران احمدیہ جماعت کے خلاف کافی اشتعال انگیز باتیں کی تھیں اور انٹرنیٹ وغیرہ پر بھی جماعت کے خلاف پروپیگنڈا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ اس طرح سے لیا کہ پہلے تو اس کے کیریئر پر الزام لگنے کی وجہ سے اس کو یونیورسٹی سے معطل کر دیا گیا۔ پھر پولیس نے اس کو دہشت گردی کی پشت پناہی اور بلیک منی (black money) کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ کئی دن حراست میں رکھا۔ اس کو جامعہ مسجد کی امامت سے نکال دیا گیا۔ تمام ذمہ داریاں اس سے واپس لے لی گئیں۔ ملک کے اندر بعض دیگر امام بھی جماعت کے خلاف عوام کو مشتعل کرتے تھے دوران سال ان اماموں کو مذہبی منافرت پھیلانے اور معاشرے میں بد امنی پیدا کرنے کے الزام میں حراست میں لے لیا گیا۔ کہتے ہیں کہ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ملک کے سرکردہ علماء کو اس قدر ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑے اور اس وجہ سے پھر وہاں کے جو احمدی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے ایمان میں مضبوطی عطا فرمائی۔

نومالین پر ظلم اور پھر بھی ایمان پر قائم رہنے کی ایک مثال تو پہلے میں نے انڈیا کی بیان کی۔ اسی طرح ایک اور مثال یوپی کے ایک گاؤں کی ہے کہ وہاں سارے گاؤں نے بیعت کی تھی لیکن بعد میں شدید مخالفت کی وجہ سے پورا گاؤں پیچھے ہٹ گیا تھا۔ لیکن ایک دوست محمد حنیف صاحب احمدیت پر قائم رہے۔ مخالفین نے ان کی بہت مخالفت کی مگر انہوں نے اپنے ایمان کو بچائے رکھا۔ اسی مخالفت کے دوران حنیف صاحب کا بیٹا وفات پا گیا۔ مخالفین نے ان کے بیٹے کو قبرستان میں دفنائے جانے اور جنازہ پڑھنے سے منع کر دیا اور اس سے کہا کہ اگر تم احمدیت سے توبہ کرو گے تو تمہاری ہم تمہارے بیٹے کا جنازہ پڑھیں گے اور قبرستان میں دفنانے کی اجازت دیں گے۔ لیکن حنیف صاحب

مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور اپنے بچوں کو ساتھ لے کر جنازہ پڑھ کر اپنے بیٹے کو اپنے ہی مکان میں دفن کر دیا۔ چنانچہ جب ان کا جماعت سے رابطہ بحال ہوا تو مل کر آبدیدہ ہو گئے اور مع فیملی تجدید بیعت کی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے مرکز سے رابطہ کیوں نہیں کیا۔ تو کہنے لگے کہ لوگوں نے ہمیں بتایا تھا کہ قادیانیوں کا جو مرکز لکھنؤ میں تھا وہ تو اجڑ گیا ہے۔ ان کا مدرسہ بھی بند ہو گیا ہے۔ کوئی نہیں رہا اور قادیان کا رابطہ ہمارے پاس تھا نہیں۔ لیکن اس کے باوجود ایمان میں جو مضبوطی تھی اس پر وہ قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت دینی تھی ہدایت پہ قائم رکھا۔ جو کسی مقصد کے لئے احمدی ہوئے تھے اور بیعتیں کی تھیں وہ سارے پھر گئے اور جماعت چھوڑ دی۔

آیوری کو سٹ میں بھی جماعت کی وجہ سے ظلم کی ایک مثال ہے۔ ایک نومابع بومباسیکو (Bamba Sekou) صاحب نے بیعت کرنے کے بعد اپنے بھائیوں کو خط کے ذریعہ اپنے قبول احمدیت کی خبر دی۔ ان کے بھائیوں نے جواب دیا کہ اگر تین دن کے اندر اندر وہ احمدیت سے باز نہ آئے تو اسلامی شریعت کے مطابق ان کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ اسی طرح کاروبار میں ان کے ساتھی جو کہ وہابیہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے ان کو ان کا حصہ دے کر کاروباری شراکت سے علیحدہ ہو گئے۔ لیکن موصوف نے کسی قسم کے نقصان یا مخالفت کی پرواہ نہیں کی اور مضبوطی سے احمدیت پر قائم رہے۔

فرانس کے امیر صاحب کہتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا سے رابطہ کی سہولت مہیا فرمائی ہے اور جس طرح میرے خطبے ہر جگہ جاتے ہیں وہ غیر بھی سنتے ہیں۔ اس کے اثر کا ایک واقعہ امیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دوست دانیال صاحب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ بیعت سے پہلے وہ مایوٹے آئی لینڈ میں رہتے تھے جو کہ فرانس کا جزیرہ ہے۔ وہاں مایوٹے میں وہ جس مسجد جاتے تھے اس کے امام اکثر ایم ٹی اے پر میرا خطبہ جمعہ سنتے تھے۔ خطبہ میں میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں ذکر کیا تھا جس سے کہتے ہیں میں بہت متاثر ہوا۔ مسجد کے امام نے ہمیں جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ وہاں کا امام شریف تھا۔ ذاتی غرض نہیں تھی۔ کہتے ہیں اس نے ہمیں کہا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سیدھا راستہ دکھائے۔ ان باتوں کا کہتے ہیں مجھ پر بڑا اثر ہوا۔ اور امام صاحب نے ہمیں جماعت کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کو کہا۔ چنانچہ میں نے انٹرنیٹ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنی شروع کیں تو فریچ زبان میں بعض جماعتی ویڈیوز سامنے آ گئیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں تھیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کے بارے میں جو خطبہ تھا اس کا یوٹیوب پر فریچ ترجمہ بھی مل گیا۔ چنانچہ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے بیعت کر لی۔ امیر صاحب لکھتے ہیں اب موصوف نے فرانس کے مبلغ انچارج کا مایوٹے میں اس امام کے ساتھ رابطہ کروایا ہے چنانچہ اس امام کو فرانس سے جماعتی کتب ارسال کی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ امام بھی ستر افراد کے ساتھ بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور ہزاروں میل دور بیٹھے اس چھوٹے سے جزیرے میں خطبہ کے ذریعہ سے ہی تبلیغ کا یہ کام ہو گیا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو ہم پر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اس نے فرمایا ہوا ہے۔

کتب کا غیر مسلم پر کیا اثر ہوتا ہے؟ کانگور برازاویل سے معلم لکھتے ہیں کہ ایک نومبائع اوم بیما صاحب نے اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ایک دن میں اپنے چھوٹے بھائی کے گھر گیا تو اس کے پاس فرنچ زبان میں ایک کتاب دیکھی جس کا عنوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سچی کہانی تھا۔ کہتے ہیں میں نے اس سے یہ کتاب پڑھنے کے لئے لی۔ میں نے اپنے پادری سے اس کتاب کا ذکر کیا تو پادری نے کہا کہ ایسے بغیر سوچے سمجھے کوئی کتاب نہیں پڑھنی چاہئے۔ ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن جب میں نے وہ کتاب پڑھی تو میری آنکھیں ہی کھل گئیں اور مجھے سمجھ آگئی کہ پادری لوگ ہم سے بہت کچھ چھپاتے ہیں۔ میں نے دوبارہ کتاب پڑھی اور بائبل سے حوالے بھی چیک کئے۔ میں نے اپنے بھائی سے رابطہ کیا جو پہلے ہی جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کتاب تم نے کہاں سے لی ہے اور یہ کون لوگ ہیں۔ اس نے مجھے بتایا کہ یہ جماعت احمدیہ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور کہتے ہیں کچھ دنوں تک میں نے جماعت احمدیہ کے مشن ہاؤس جانا ہے جہاں جرمنی میں جو جلسہ ہونے والا ہے وہاں وہ جلسہ سنیں گے تم بھی میرے ساتھ چلو۔ خود دیکھ لینا کون لوگ ہیں۔ اسلام کے بارے میں سوالات وہیں پوچھ لینا۔ کہتے ہیں چنانچہ ہم مشن ہاؤس گئے وہاں جلسہ جرمنی کا ماحول دیکھا اور کہتے ہیں کہ آپ کے خطابات سننے اور ان کو سن کر میں بالکل بدل گیا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے جرمنی جلسہ کے موقع پر ہی بیعت کر لی۔ کہتے ہیں اب میں بہت خوش ہوں اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ زندگی کا بھی کوئی مقصد ہے جو اب پورا ہوا۔

بیعت کے بعد غیر معمولی تبدیلی بھی لوگوں میں ہوتی ہے۔ ازبکستان کے ایک نومبائع دوست ظہیر واحد ووج صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سورۃ فاتحہ کی تفسیر جاننے کے بعد میرا تو نماز پڑھنے کا طریق ہی تبدیل ہو گیا ہے۔ اب مجھے نماز میں وہ کچھ ملتا ہے جو پہلے کبھی نہیں ملتا تھا۔ خاص طور پر مجھے اس حدیث کی تشریح نے بہت فائدہ دیا ہے جو پہلے مجھے سمجھ نہیں آتی تھی اور جس میں احسان کا مطلب بتایا گیا ہے۔

کو سووو کے مبلغ لکھتے ہیں کہ احمدی نومبائعین اخلاص اور قربانی میں دن بدن آگے بڑھ رہے ہیں۔ ایک دوست نذیر بالائے صاحب شہر کی بلدیہ میں ایک اہم شعبہ کے نگران ہیں لیکن قبول احمدیت کے بعد باوجود اپنی مصروفیت کے دن رات جماعت کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ کوئی تبلیغی یا تربیتی پروگرام ہو تو اس کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ پڑوسی ملک میں وقف عارضی کرنے کے لئے بھی ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ موصوف کے ذریعہ سے بہت سے نئے تبلیغی رابطے پیدا ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک تبلیغی پروگرام کا انعقاد کیا گیا اور شدید بیمار ہونے کے

باوجود تبلیغی پروگرام میں شامل ہوئے۔ پروگرام کے دوران ہی جب زیادہ کمزوری محسوس کی تو گھر گئے اور اپنی اہلیہ جو کہ نرس ہیں ان سے ڈرپ لگوائی اور جب بہتری محسوس کی تو پھر بصد ہوئے کہ تبلیغی پروگرام میں شامل ہوں گا۔ چنانچہ شرکت کی اور رات دیر تک تبلیغی پروگرام میں مصروف رہے۔ تو یہ ان لوگوں کا تبلیغ کرنے کے بارے میں جوش اور جذبہ ہے جو نئے احمدی ہو رہے ہیں۔

کانگو برازاویل کے معلم سلسلہ ابراہیم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں کا ایک نمبر دار ہے وہ کہتا ہے کہ میرے داماد کا میرے ساتھ رویہ ٹھیک نہیں تھا اور روزانہ شام کو شراب پی کر گالی گلوچ کرتا تھا اور میرے ساتھ بدزبانی کرتا تھا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ جب سے اس نے اسلام احمدیت کو قبول کیا ہے اس نے شراب پینا اور گالی گلوچ کرنا بالکل چھوڑ دیا ہے اور میرے لئے یہ بڑی حیرت کی بات ہے۔ یہ تبدیلیاں اللہ تعالیٰ ان میں پیدا فرماتا ہے۔

برکینا فاسو کے نو مبالغ دوست سوری حمید و صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں غیر احمدی تھا تو بہت سی مشکلات میں پھنسا ہوا تھا۔ میرے ہاں اولاد تو ہوتی لیکن مر جاتی۔ پیروں فقیروں کے پاس جاتا تو کوئی کہتا کہ بکرے لاؤ۔ کوئی کہتا مرغے بتوں کی جگہ پر ذبح کرو۔ اس طرح ہی تمہاری مشکلات حل ہوں گی۔ کہتے ہیں میں نے جب جماعت احمدیہ کا پیغام سنا تو بہت اچھا لگا اور اس جماعت میں شامل ہو گیا۔ وہ پیسے جو میں مولویوں اور بتوں کی نظر کرتا تھا اس کو چندے میں ادا کرنا شروع کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ میری ساری مشکلات حل ہوتی گئیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے زندہ اولاد سے بھی نوازا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب مولویوں نے دیکھا کہ یہ شخص اب ہمارے پاس نہیں آتا اور ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ احمدی ہو گیا ہے تو اس پر مولوی کہنے لگے کہ تمہارے اپنے باپ دادا جس دین پر قائم تھے تم نے اس کو کیوں چھوڑ دیا؟ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو کہا کہ اب میں بہت خوش ہوں۔ خدا نے مجھے زندگی والی اولاد بخشی ہے۔ میں چندہ دیتا ہوں اور خدا مجھے دو گنا کر کے واپس کرتا ہے۔ یہ سب جماعت احمدیہ کی برکت ہے۔ خدا نے میرے گھر کے حالات بدل دیئے ہیں۔ جو کام کرتا ہوں پورا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہی مجھے اس رستہ پر ڈالا ہے۔ جو باپ دادا کا راستہ تھا وہ گمراہی کا راستہ تھا۔

پھر ریڈیو کے ذریعہ سیتیس ہوتی ہیں۔ بینز کے مبلغ لکھتے ہیں کہ میرے ریجن کے ایک گاؤں سے ایک عیسائی دوست سوئے جورافن (Soe Joraphin) نے ایک روز ہمارے ریڈیو پروگرام کے دوران فون کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے متعلق سوال کیا اور اپنے ہاں آنے کی دعوت بھی دی۔ بعد ازاں جب ان سے ملاقات ہوئی اور ان کے سوالات کے جواب دیئے اور عقلی دلائل اور بائبل کے حوالے سے جواب دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو شرح صدر ہو گیا اور انہوں نے اقرار کیا کہ جماعت احمدیہ کا مسلک درست ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک نبی تھے اور ان کی آمد ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صورت میں پوری

ہو چکی ہے۔ یہ بات ان کو سمجھ آگئی اور وہ اسلام احمدیت میں داخل ہو گئے۔ دوران گفتگو موصوف نے بتایا کہ وہ ایک لمبے عرصے سے ہمارا پروگرام بڑے شوق سے سن رہے ہیں اور سوموار اور جمعرات کو ریڈیو پروگرام کے مقررہ اوقات سے قبل وہ خاص طور پر صرف اپنے پروگرام کے لئے اپنے کام سے گھر واپس آتے ہیں۔

جستجو ہو تو رہنمائی بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بولیویا کے مبلغ غالب صاحب لکھتے ہیں کہ ولیم شاہین جو یہوواہ وٹنس فرقے کے ایک پادری تھے۔ ان کا تعلق لبنان سے ہے اور پیدا نشی طور پر عیسائی تھے۔ گزشتہ تین سال سے بولیویا میں مقیم تھے۔ خاکسار نے عیسائیت کے اس فرقے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ان سے میٹنگ ملے کی۔ جب ہماری پہلی میٹنگ ہوئی تو انہوں نے اپنے فرقے کے بارے میں بتانے کی بجائے مجھ سے اسلام احمدیت کے بارے میں سوال پوچھنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ اس میٹنگ میں جماعت کے عقائد پیش کئے گئے۔ خاص طور پر حضرت عیسیٰ کا تفصیل سے ذکر ہوا۔

کہتے ہیں میں نے انہیں جمعہ میں شامل ہونے کی دعوت دی تو وہ جمعہ کے لئے باقاعدگی کے ساتھ آنا شروع ہو گئے اور ہر دفعہ جمعہ کے بعد ان سے تفصیلی بات چیت ہوتی رہی۔ ولیم صاحب کو فکر تھی کہ اگر وہ جماعت میں داخل ہوئے تو ان کے والدین اور چرچ والے بھی مخالفت کریں گے اور اس طرح انہیں نئی نوکری ڈھونڈنی پڑے گی لیکن دوسری طرف حق کی تلاش کو بھی اہمیت دیتے تھے۔ موصوف عربی سمجھ سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جماعت کی ویب سائٹ سے عربی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اس مطالعہ کے بعد کہنے لگے کہ وہ بہت دیر سے حق کی تلاش میں تھے اور اب انہیں حق مل گیا ہے۔ چنانچہ مخالفت اور روزگار کی پرواہ کئے بغیر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک روز جمعہ کے بعد بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔

پیغام کالوگوں پر اثر پڑتا ہے چاہے وہ بیعت کریں نہ کریں۔ کامران مبشر صاحب اس بارے میں آسٹریلیا سے لکھتے ہیں کہ ہم نے گھر گھر جاکر تبلیغ کرنے کا پروگرام بنایا۔ ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے ایک آدمی غصہ سے کانپتا ہوا باہر نکلا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ شاید مجھ پر حملہ کر دے گا۔ مربی صاحب کہتے ہیں اسی غصہ کی حالت میں وہ مجھے کہنے لگا کہ جب سے تم مسلمان لوگ ہمارے ملک میں آئے ہو ہمارے ملک کا امن تباہ ہو گیا ہے۔ تم لوگ ہمارے ملک سے نکل جاؤ اور ہمارے ساتھ تم لوگ integrate نہیں ہو سکتے، نہ ہونا چاہتے ہو۔ جب اس کی بات ختم ہو گئی تو میں نے اس سے کہا کہ آپ کی بات صحیح ہے بعض مسلمان شدت پسند ہیں جو اسلام کو غلط طور پر پیش کر رہے ہیں لیکن ہماری تعلیم تو یہ ہے کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔ جماعت احمدیہ تو جس ملک میں بھی جاتی ہے وہاں ہر طرح سے integrate ہوتی ہے۔ ہمارے بچے بھی کھیلتے ہیں۔ فٹبال کلبوں میں بھی ہیں۔ میں یہاں نیا آیا ہوں۔ لائبریری کا ممبر بن گیا ہوں۔ بہر حال ان سے لمبی باتیں ہوئیں۔ یہ باتیں سن کر وہی شخص جو پہلے غصہ میں

کانپ رہا تھا اور لگ رہا تھا کہ شاید حملہ کر دے گا بہت خوش ہوا اور کہنے لگا میں تمہارے ساتھ تصویر بنوانا چاہتا ہوں۔ آخر پر کہتے ہیں اس کو میں نے مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی اور اس نے بڑی خوشی سے قبول کی۔ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ خود لوگوں کے دلوں کو جماعت کے پیغام کے لئے نرم کر رہا ہے۔

پچھلی دفعہ میں نے ایک خطبہ میں کہا تھا کہ یہاں جو اساتذہ سیکرز ہیں وہ تبلیغ کریں۔ جرمنی کے ایک اساتذہ سیکرز جو اساتذہ پر آئے، اپلائی کیا ہوا تھا وہ اپنا واقعہ لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میری ایک جج کے پاس فائل پر ڈو کوئل تھی۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم اپنی جماعت کے فلائز تقسیم کرتے ہو؟ اس پر میں نے کہا کہ جی میں فلائز تقسیم کرتا ہوں۔ پھر جج نے پوچھا کہ کن جگہوں پر فلائز تقسیم کرتے ہو؟ میں نے چند جگہوں کے نام لئے تو وہ جج کہنے لگا کہ ٹھیک ہے فلاں جگہ پر میں نے بھی فلائز لیا تھا۔ چلو جاؤ تمہارا کیس پاس کرتا ہوں۔ تو اس طرح تبلیغ بھی اس کے حق میں فیصلہ کروانے کا ذریعہ بن گئی۔

پھر دوبارہ آسٹریلیا کے مبلغ کا مران صاحب کا یہ واقعہ ہے۔ کہتے ہیں کہ خدام الاحمدیہ کے بعض لڑکوں کو بڑی ہچکچاہٹ ہوتی ہے۔ بعض کام کرنے میں شاید شرماتے ہیں کہ یہاں کے لوگ ہمیں کیا کہیں گے؟ یہاں تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اب اتنا تعارف جماعت کا ہو گیا ہے اور اتنا لوگ جانتے ہیں کہ یہاں کے نوجوانوں میں جو یہ جھجک تھی وہ دُور ہو گئی ہے لیکن بعض جگہوں پر ہے۔ کہتے ہیں آسٹریلیا میں خدام الاحمدیہ کے ساتھ ایک تبلیغی پروگرام رکھا گیا جس میں خدام سے کہا گیا کہ وہ جماعتی شرٹس پہن کر باہر جائیں گے اور لوگوں کو تبلیغ کریں گے۔ اس پر ایک خادم میرے پاس آیا۔ کہنے لگا مجھے جماعتی شرٹس پہننے ہوئے شرم آتی ہے جس پر لکھا ہوا ہے جماعت احمدیہ۔ کہتے ہیں میں نے اسے سمجھایا کہ اسی وجہ سے لوگ ہمارے پاس آئیں گے۔ تم پہن کر جاؤ اور دیکھو کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہی ہوا اور جب خدام الاحمدیہ کا گروپ باہر نکلا تو کہتے ہیں لوگوں نے ہماری تصویریں لینا شروع کر دیں اور اس موقع پر ہمارے انٹرویو لئے گئے اور تبلیغ کے بہت سے مواقع پیدا ہوئے۔ بعد میں یہی خادم جو تھا اپنے دوستوں کو کہنے لگا کہ پہلے مجھے جماعت کی قمیص (شرٹ) پہننے ہوئے جوٹی شرٹ تھی شرم محسوس ہو رہی تھی لیکن اب مجھے پتا چلا ہے کہ تمام برکات جماعت کے نام سے ہی منسلک ہیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ اس تبلیغ کے ذریعہ نوجوانوں کی تربیت کے سامان بھی پیدا فرما رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا تھا کہ فَحَتَّانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعَرَفَ بَيْنَ النَّاسِ۔ آپ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ آئے گا کہ تیری مدد کی جائے گی اور تُو لوگوں میں شناخت کیا جائے گا۔ یہ وَتُعَرَفَ بَيْنَ النَّاسِ کا مطلب ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے آپ کو 1883ء میں پہلی دفعہ الہام کی تھی۔ اس کے بعد بھی دو دفعہ یہ الہام ہوا جب آپ کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ کیا یہ

انسان کا کام اور منصوبہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ پہلے ایک واقعہ کی خبر دیتا ہے اور وہی علم غیب رکھتا ہے۔ وہی خبر دے سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر روز یہ نشان پورا ہوتا ہے کہ آپ کا تعارف دنیا میں بڑھ رہا ہے اور لوگ آپ کی بیعت میں آرہے ہیں۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک خبر دیتا ہے کہ تیرے لئے ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تو عالم میں مشہور ہو جائے گا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 162-163)

اور اسی طرح ہو رہا ہے۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام بھی، جماعت کا نام بھی، اسلام کا نام بھی دنیا میں پھیل رہا ہے۔ ایک دور دراز علاقے کی آواز آج دنیا کے بے شمار ممالک میں پہنچ چکی ہے۔ 210 ممالک میں پہنچ چکی ہے۔

ممالک کے حوالے سے بھی بات کر دوں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شاید جماعت مبالغہ کرتی ہے اتنی تعداد تو دنیا میں ملکوں کی ہے ہی نہیں جتنی ہم لوگ کہتے ہیں۔ کیونکہ یو این (UN) کی ممبر شپ بھی 190 یا پچانوے ملک ہیں۔ بیشک یو این (UN) کی ملکوں کی ممبر شپ اتنی ہی ہے لیکن دنیا میں تعداد دو سو بیس ممالک کے قریب ہے۔ گزشتہ دنوں بی بی سی نے کسی گیم کے حوالے سے بات کی تھی تو انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ یہ پروگرام جو ہے، یہ میچ جو ہے دنیا کے 220 ممالک میں دیکھا جائے گا۔

(<http://www.bbc.com/sport/boxing/41033008>)

اس لئے یو این (UN) کے حوالے سے بات کر کے پھر یہ خیال پیدا کرنا کہ شاید جماعت احمدیہ مبالغہ کرتی ہے اور انہوں نے زائد ممالک اپنے پاس سے بنائے ہیں۔ تو بعض نوجوانوں کا جو یہ تصور ہے، یہ جو خیال ہے وہ اسے دماغوں سے نکالیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم یہ پیغام پہنچائیں اور اس کو پہنچانے والے بن سکیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہمیں دنیا میں پہنچانے کے لئے کہا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 27 اکتوبر 2017ء تا 02 نومبر 2017ء جلد 24 شمارہ 43 صفحہ 05 تا 09)

41

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 13 اکتوبر 2017ء بمطابق 13 راء 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ - وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

(الاحزاب: 41)

اس آیت کا یہ ترجمہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے جیسے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ

اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

پاکستان میں سیاست دان بھی اور علماء بھی و قناتو قنات کسی نہ کسی بہانے سے احمدیوں کے خلاف اپنا غبار نکالتے

رہتے ہیں۔ ان کے خیال میں قوم کو اپنے پیچھے چلانے اور اپنا ہم نوا بنانے کا اور شہرت حاصل کرنے کا یہ سب سے

آسان طریقہ ہے۔ اور سب سے بڑا ہتھیار جو مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے وہ ختم

نبوت کا ہتھیار ہے۔ پس جب بھی کسی سیاسی پارٹی کی ساکھ خراب ہو رہی ہو، جب بھی کسی سیاست دان کی پسندیدگی کا

گراف گر رہا ہو یا معیار کم ہو رہا ہو، جب بھی نام نہاد مذہبی تنظیمیں سیاسی شہرت حاصل کرنا چاہیں، دوسری تنظیم،

دوسری سیاسی پارٹی یا دوسرے سیاست دان کو نیچا دکھانا چاہیں تو احمدیوں کے ساتھ ان کے تعلق جوڑ کر یہ کہتے ہیں کہ

دیکھو یہ کتنا بڑا ظلم ہونے لگا ہے کہ غیر ملکی طاقتوں کے زیر اثر یہ لوگ احمدیوں کو مین سٹریم (main stream)

مسلمانوں میں شامل کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں جبکہ احمدی ان کے خیال میں ختم نبوت کے منکر ہیں۔ یہ نام نہاد

اسلام کا درد رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم ناموس رسالت پر آئینچ نہیں آنے دیں گے اور کبھی ایسا ظلم نہیں ہونے دیں

گے۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ احمدیوں کو مسلمان کہا جائے اور پھر جب یہ کہتے ہیں کہ ہم اس کی خاطر اپنی جانیں بھی

قربان کر دیں گے اس پر دوسری پارٹی جو چاہے حکومت بھی کر رہی ہو اس کے نمائندے فوراً اسمبلی میں کھڑے ہو

کر بیان دیں گے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ احمدیوں کو کوئی حق ملے بلکہ جو ایک پاکستانی شہری کی حیثیت سے جو

تھوڑا بہت حق ہے چاہے وہ تیسرے درجہ کے شہری کی حیثیت سے ہی ہے، جو تھوڑے حقوق ملے ہوئے ہیں وہ یہ نعرہ لگائیں گے کہ وہ بھی لے لو۔ ہر ایک کے اپنے سیاسی ایجنڈے ہیں۔ ہر ایک کے اپنے ذاتی مفادات ہیں۔ لیکن اس میں تعلق نہ ہوتے ہوئے بھی احمدیوں کو زبردستی گھسیٹا جاتا ہے کیونکہ یہ بڑا آسان معاملہ ہے۔ غیر حکومتی ارکان اسمبلی بھی اور حکومتی ارکان اسمبلی بھی بڑھ بڑھ کر احمدیوں کے خلاف بولتے ہیں۔

چنانچہ گزشتہ دنوں پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں ایک آئینی ترمیم کے الفاظ میں رد و بدل جو سیاسی پارٹی یا حکومتی پارٹی اپنے مفادات کے لئے کر رہی تھی اس کے سلسلہ میں یہی کچھ ہمارے دیکھنے میں آیا۔ پاکستان میں پچھلے دنوں میں بڑا شور مچا رہا اور میڈیا کے ذریعہ سے یہ سب کچھ دنیا کے سامنے آچکا ہے۔ اس لئے اس بارے میں تو زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہم نے کسی غیر ملکی طاقت سے نہ ہی کبھی یہ کہا ہے کہ ہمیں پاکستانی اسمبلی کے آئین میں ترمیم کروا کر قانون اور آئین کی نظر میں مسلمان بنوایا جائے۔ نہ ہی ہم نے کسی پاکستانی حکومت سے کبھی اس چیز کی بھیک مانگی ہے۔ نہ ہی ہمیں کسی اسمبلی یا حکومت سے مسلمان کہلانے کے لئے کسی سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے، کسی سند کی ضرورت ہے۔ ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں کیونکہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کہا ہے۔ ہم کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھنے والے ہیں۔ ہم تمام ارکان اسلام اور ارکان ایمان پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ ہم اس بات پر علی وجہ البصیرت قائم ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف صاف اور واضح لکھا ہے۔ متعدد جگہ اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ جو ختم نبوت کا منکر ہے میں اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ وہ نہ احمدی ہے، نہ مسلمان ہے۔ پس ہمارے خلاف یہ شورش پیدا کی جاتی ہے اور ہم پر الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں اور نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ نہایت گھٹیا اور گھناؤنا الزام ہے جو ہم پر لگایا جاتا ہے۔ یہ الزام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے وقت سے جماعت احمدیہ پہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہ لگایا جا رہا ہے اور وقتاً فوقتاً جب بھی اپنے مقاصد حاصل کرنے ہوں جیسا کہ میں نے کہا ان لوگوں کو اس بارہ میں وبال اٹھتا رہتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ نے ایک دفعہ اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا کہ یہ الزام جو ہم پر لگاتے ہیں اس کے جھوٹا ہونے کے لئے جب ہم کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر کس طرح ہو سکتے ہیں جبکہ ہم قرآن کریم پڑھتے ہیں اور قرآن کریم پر یقین بھی رکھتے ہیں، ایمان بھی لاتے ہیں اور قرآن کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہتا

ہے تو اس پر غیر احمدی علماء یہ اعتراض کر دیتے ہیں اور انہوں نے عوام کو بھی یہی پڑھایا ہوا ہے اور یہ اعتراض آج بھی کیا جاتا ہے بلکہ آپس کے رابطوں کی وجہ سے، میڈیا کی وجہ سے دوسرے ملکوں کے علماء بھی ان پاکستانی نام نہاد علماء کے زیر اثر یہ کہہ جاتے ہیں کہ نعوذ باللہ احمدی تو قرآن کریم کو بھی نہیں مانتے اور مرزا صاحب کے الہامات کو قرآن کریم سے افضل سمجھتے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4 نومبر 1955ء جلد 36 صفحہ 222-223)

چنانچہ کئی عرب جب حقیقت جان کر بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوتے ہیں تو وہ یہی بتاتے ہیں کہ جب ہم اپنے علماء سے پوچھتے ہیں کہ جماعت کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے تو وہ اسی قسم کی باتیں ہمیں بتاتے ہیں کہ احمدی قرآن کریم کو نہیں مانتے۔ انہوں نے اپنا ایک علیحدہ قرآن اور کتاب بنائی ہوئی ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے بلکہ مرزا صاحب کو آخری نبی مانتے ہیں۔ ان کا حج مختلف ہے۔ یہ حج نہیں کرتے۔ ان کا قبلہ اور ہے۔ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم تحقیق کرتے ہیں تو ان نام نہاد علماء کا پول کھل جاتا ہے اور یہی غیر احمدی مولوی اپنے جھوٹ کی وجہ سے، احمدیوں پر اپنے جھوٹے الزامات لگانے کی وجہ سے بہت سوں کے احمدیت کے قبول کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ پس یہ مولوی بھی جھوٹ بول کے ایک لحاظ سے ہماری تبلیغ بھی کر رہے ہیں۔

یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم قرآن کریم کو نہ مانیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کریں جبکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کی کتاب کہتے ہیں اور سب خیر کا سرچشمہ اسے سمجھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کے بارہ میں آپ کا ایک الہام ہے کہ "اَلْخَيْرُ كُلُّهُ فِي الْقُرْآنِ" (انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 57)

کہ تمام بھلائی قرآن کریم میں ہے۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا "جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

یہ کہیں نہیں فرمایا کہ میرے الہامات کو عزت دو۔ آپ کے الہامات قرآن کریم کے خادم ہیں۔ ان کی کوئی علیحدہ اور مستقل حیثیت نہیں ہے۔ جو بھی بھلائیاں ہم نے تلاش کرنی ہیں، جو بھی ہدایت ہم نے تلاش کرنی ہے، معاشرے کے کسی معاملے کے بارے میں ہم نے ہدایت لینی ہے تو وہ ہم قرآن کریم سے ہی لیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے الہامات ان کی وضاحت اور تشریح بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بارے میں بے شمار تحریرات ہیں اور اس کے علاوہ یہ ایک الہام بھی ہے جس میں خاتم النبیین کا لفظ بھی آتا ہے۔ الہام یہ ہے کہ "صَلِّ

عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ سَيِّدٍ وَلِدِ آدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ اور درود بھیج محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" پر اور آل محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 597 حاشیہ)

اور یہ الہام مختلف وقتوں میں دو تین جگہ ہوا ہے۔ پھر یہ بھی الہام ہے کہ "كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ کہ ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 73)

پھر آپ اپنی کتاب "تجلیات الہیہ" میں لکھتے ہیں کہ "اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہ ہوتا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہر گز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔"

(تجلیات الہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411-412)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں اور آپ کے الہامات بھی قرآن کریم کے تابع اور اس کی وضاحتیں ہیں۔

اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کو نعوذ باللہ قرآن کریم سے افضل سمجھتے تو ہم جو آجکل دنیا میں خرچ کر کے اور اپنے پر مالی قربانیاں وارد کر کے قرآن کریم کے تراجم شائع کر رہے ہیں ان کے بجائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کی اشاعت کرتے۔ اس وقت تک ہیچتر (75) زبانوں میں قرآن کریم کے مکمل تراجم شائع ہو چکے ہیں اور کچھ زبانوں میں ابھی زیر کارروائی ہیں۔ ترجمہ ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ جلد شائع ہو جائیں گے۔ 111 زبانوں میں منتخب قرآنی آیات کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

بڑی بڑی اسلامی حکومتیں بتائیں اور وہ جو بڑی پیسے والی مذہبی تنظیمیں ہیں وہ تو ذرا بتائیں کہ انہوں نے کتنی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ کی اشاعت کی ہے؟

خاتم النبیین کے حقیقی معنی اور روح کو بھی ہم احمدی ہی سمجھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اعلان کی اشاعت بھی دنیا کے مختلف ممالک میں ان کی زبانوں میں احمدی ہی کر رہے ہیں۔ پھر بھی یہ لوگ الزام لگاتے ہیں کہ احمدی نعوذ باللہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ختم نبوت کی حقیقت کا وہ فہم اور ادراک عطا فرمایا ہے جس کے قریب بھی یہ لوگ نہیں پہنچ سکتے جو ختم نبوت کا علم اٹھانے کے، جھنڈا اٹھانے کے دعویدار ہیں۔

آپ علیہ السلام نے اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ کیا ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں یا نہیں؟ ایک مجلس میں فرمایا:

"یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اُس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اُس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے ثمرت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔ بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 342)

پھر ختم نبوت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: "ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین، خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔" کسی کو مار دیا۔ "ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی۔ وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، "ساری تعلیمات جو ہیں" وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں "جو پہلی شریعتوں میں تھے" وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 341-342)

پس یہ ہے وہ حقیقت جس سے ہمارے مخالف لاعلم ہیں اور جن علماء کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں وہ انہیں اپنی گرفت سے باہر نکلنے ہی نہیں دینا چاہتے کہ اگر یہ حقیقت ان کے پیچھے چلنے والوں کو پتا چل جائے تو پھر انہوں نے مذہب کو جو کاروبار بنایا ہوا ہے وہ کاروبار ان کا نہیں چل سکے گا۔

خاتم النبیین کے معنی ایک جگہ آپ نے بیان فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"ختم نبوت کے متعلق میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ خاتم النبیین کے بڑے معنی یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو

آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا۔ یہ موٹے اور ظاہر معنی ہیں۔ دوسرے یہ معنی ہیں کہ کمالات نبوت کا دائرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ قرآن نے ناقص باتوں کا کمال کیا اور نبوت ختم ہو گئی۔ "یعنی قرآن کریم کی تعلیم میں وہ تمام باتیں جو پہلے انبیاء کو دی تھیں اور ان کے معیار اتنے بلند نہیں تھے ان کو اس تعلیم میں کمال تک پہنچا دیا اور آپ پر قرآن شریف کی وہ شریعت اتاری گئی اور یہاں نبوت ختم ہو گئی۔ کوئی انسان یا بشر اس سے زیادہ اور مزید کمال تک پہنچ ہی نہیں سکتا تھا جو قرآن کریم کے ذریعہ سے پہنچ گیا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا۔ فرمایا کہ "اس لئے اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (المائدہ: 4) کا مصداق اسلام ہو گیا۔ غرض یہ نشانات نبوت ہیں۔ ان کی کیفیت اور کُنہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اصول صاف اور روشن ہیں اور وہ ثابت شدہ صداقتیں کہلاتی ہیں۔" فرمایا کہ "ان باتوں میں پڑنا مومن کو ضروری نہیں۔ ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی مخالف اعتراض کرے تو ہم اس کو روک سکتے ہیں۔ اگر وہ بند نہ ہو تو ہم اس کو کہہ سکتے ہیں کہ پہلے اپنے جزوی مسائل کا ثبوت دے۔" اس کے جو مسائل ہیں ان کا تو ثبوت دے کہ وہ کس طرح حل کر رہا ہے۔ فرمایا کہ "الغرض مہر نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان نبوت میں سے ایک نشان ہے۔" یعنی آپ کا خاتم النبیین ہونا آپ کے نشانات میں سے ایک نشان ہے "جس پر ایمان لانا ہر مسلمان مومن کو ضروری ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 286-287)

پس اگر کوئی ختم نبوت کا منکر ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ پھر وہ مسلمان ہی نہیں۔ پھر وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ پھر ختم نبوت کے مقام اور اسلام کی برتری اور دوسرے مذاہب پر اس کی کیا فوقیت ہے، اس کو ثابت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"ختم نبوت کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں پر دلائل اور معرفت طبعی طور پر ختم ہو جاتے ہیں وہ وہی حد ہے جس کو ختم نبوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ملحدوں کی طرح نکتہ چینی کرنا بے ایمانوں کا کام ہے۔" فرمایا کہ "ہر بات میں بینات ہوتے ہیں۔" کھلی کھلی باتیں ہوتی ہیں۔" اور ان کا سمجھنا معرفت کاملہ اور نورِ بصر پر موقوف ہے۔ "انسان کو کامل معرفت ہو، دین کا علم ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور بھی ملا ہو تبھی یہ سب چیزیں سمجھ آ سکتی ہیں۔ فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ایمان اور عرفان کی تکمیل ہوئی۔ دوسری قوموں کو روشنی پہنچی۔ کسی اور قوم کو بین اور روشن شریعت نہیں ملی۔ اگر ملتی تو کیا وہ عرب پر اپنا کچھ بھی اثر نہ ڈال سکتی۔" باقی قوموں کو کامل شریعت ملی ہی نہیں۔ جو نبی آئے تھے وہ اپنے اپنے علاقے کے لئے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دلیل ہے کہ عربوں کو خدا تعالیٰ کے بارے میں یا دین کے بارے میں کچھ نہیں پتا تھا اور جن کے علم میں بھی تھا، جن کے رابطے بھی تھے انہوں نے بھی نہیں مانا اس لئے کہ کامل شریعت نہیں تھی،

کامل روشنی نہیں تھی۔ اگر پہلے دینوں میں کامل روشنی ہوتی تو عربوں پر بھی اثر پڑنا چاہئے تھا۔ فرمایا کہ "عرب سے وہ آفتاب نکلا کہ اُس نے ہر قوم کو روشن کیا اور ہر بستی پر اپنا نور ڈالا۔" لیکن یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے۔ آپ وہ روشن سورج ہیں جنہوں نے ہر قوم کو روشن کیا۔ ہر جگہ ہر کونے میں ہر شہر میں آپ کا نور پہنچا۔

فرمایا کہ "یہ قرآن کریم ہی کو فخر حاصل ہے کہ وہ توحید اور نبوت کے مسئلہ میں گل دنیا کے مذاہب پر فتح یاب ہو سکتا ہے۔" توحید اور نبوت کے جو مسائل اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں وہ ایسے دلائل ہیں جو پہلے کسی مذہب کو دیئے نہیں گئے۔ پس یہ مطلب ہے کہ شریعت کامل ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کہلائے۔ فرمایا کہ "یہ فخر کا مقام ہے کہ ایسی کتاب مسلمانوں کو ملی ہے، جو لوگ حملہ کرتے ہیں اور تعلیم و ہدایت اسلام پر معترض ہوتے ہیں وہ بالکل کور باطنی اور بے ایمانی سے بولتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 283)

پس اسلام ہی ہے جو عرب سے نکلا اور دنیا کے کونے کونے میں پھیل گیا اور آج تک اپنی اصل تعلیم کے ساتھ دنیا کے ہر کونے میں پھیل رہا ہے۔ اور آج جماعت احمدیہ اپنی تمام تر طاقتوں اور وسائل کے ساتھ توحید اور نبوت کے مقام کو دنیا کے ہر قصبہ اور گاؤں اور گلی میں پھیلا رہی ہے۔ پس ہم ہیں جو ختم نبوت کا اور آپ پر اتری ہوئی شریعت کا صحیح ادراک رکھنے والے ہیں۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جنہوں نے دوسرے مذاہب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں کھول کر بتایا اور نہ صرف آپ کا مقام بتایا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ پہلے تمام انبیاء کی تعلیم اس قدر تبدیل ہو چکی ہے کہ ان نبیوں کے مقام اور سچائی کا پتا نہیں چل سکتا کہ وہ سچے بھی تھے یا نہیں۔ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی مقام ہے جو پہلے انبیاء کی حقیقت اور سچائی بتائی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"تعلیم وہی کامل ہو سکتی ہے جو انسانی قوی کی پوری مربی اور متکفل ہو۔ نہ یہ کہ ایک ہی پہلو پر واقع ہوئی ہو۔ انجیل کی تعلیم کو دیکھو کہ وہ کیا کہتی ہے اور اس کے بالمقابل قوی کیا تعلیم دیتے ہیں؟ انسانی قوی اور فطرت خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب ہے۔" انسان کے جو قوی ہیں اس کی جو فطرت ہے وہ خدا تعالیٰ کی کتاب کا ایک عملی اظہار ہے۔" پس اس کی قوی کتاب جو کتاب اللہ کہلاتی ہے یا اسے تعلیم الہی کہو اس کی ساخت اور بناوٹ کے مخالف اور متضاد کیونکر ہو گی؟" اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو اس کی قوی کتاب ہے جو ہدایت اتاری ہے جو تعلیم دی ہے وہ قرآن کریم ہے۔ کتاب اللہ کہلاتی ہے۔ اور فطری تعلیم جو انسانی حالتیں ہیں وہ اس کے خلاف نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ نے فرمایا کہ انسان کی جو فطرت ہے اور انسانی قوی کی جو حالت اور طاقت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی فعلی کتاب ہے اور شریعت اس کی قوی کتاب ہے۔ فرمایا "اسی طرح پر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو انبیاء سابقین کے اخلاق، ہدایات،

معجزات اور قوت قدسیہ پر اعتراض ہوتے مگر حضورؐ نے آکر ان سب کو پاک ٹھہرایا۔ "پہلے سب انبیاء کو تصدیق کیا۔" اس لئے آپ کی نبوت کے نشانات سورج سے زیادہ روشن ہیں اور بے انتہا اور بے شمار ہیں۔ پس آپ کی نبوت یا نشانات نبوت پر اعتراض کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ دن چڑھا ہوا ہو اور کوئی احمق نابینا کہہ دے کہ ابھی تو رات ہی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ دوسرے مذاہب تاریکی ہی میں رہتے اگر اب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے۔ ایمان تباہ ہو جاتا اور زمین لعنت اور عذاب الہی سے تباہ ہو جاتی۔ اسلام شمع کی طرح منور ہے جس نے دوسروں کو بھی تاریکی سے نکالا ہے۔ توریت کو پڑھو تو بہشت اور دوزخ کا پتا ہی ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔ انجیل کو دیکھو تو توحید کا نشان نہیں ملتا۔ اب بتلاؤ کہ اس میں تو شک نہیں کہ یہ دونوں کتابیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھیں اور ہیں لیکن ان میں کون سی روشنی مل سکتی ہے۔ سچی روشنی اور حقیقی نور جو نجات کے لئے مطلوب ہے وہ اسلام ہی میں ہے۔ توحید ہی کو دیکھو کہ جہاں سے قرآن کو کھولو وہ ایک ششیر برہنہ نظر آتا ہے کہ شرک کی جڑ کاٹ رہا ہے۔ ایسا ہی نبوت کے تمام پہلو ایسے صاف اور روشن نظر آتے ہیں کہ ان سے بڑھ کر ممکن نہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 282-283)

پس یہ ہے ختم نبوت کا وہ ادراک جو آپؐ نے ہمیں دیا۔ آجکل کے علماء آپس میں تو ایک دوسرے پر الزام تراشیاں کر رہے ہیں لیکن یہ جرأت نہیں کہ دوسرے مذاہب کو ان کا چہرہ دکھا کر ان کی کمزوریاں دکھائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری ثابت کریں۔ یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت اور علم کی وجہ سے جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔ لیکن پھر بھی ان کی نظر میں ہم کافر اور یہ مومن۔

اپنے دعوے کی حقیقت بیان کرتے ہوئے، اپنی ایک کتاب میں وضاحت فرماتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ "کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب: 41) کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔" یعنی پھر اس کو کافر نہیں بناتا۔ "مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلّ شانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔" اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا ہے اس لئے میں چھپا نہیں سکتا۔" لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مُرْسَل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے

حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشهاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ وَمَنْ قَالَ بَعْدَ رَسُولِنَا وَسَيِّدِنَا اِنِّي نَبِيٌّ اَوْ رَسُولٌ عَلٰی وَجْهِ الْحَقِّیْقَةِ وَالْاِفْتِرَاءِ وَتَرَكْتُ الْقُرْآنَ وَاحْتَكَاةَ الشَّرِیْعَةِ الْخَدَّاءِ فَهُوَ كَاْفِرٌ كَذَّابٌ۔ "فرمایا کہ" غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے۔ اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا اور عبادت میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دے گا۔ پس بلاشبہ وہ مسیلہ کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو ماننا ہے۔"

(انجام آقہم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 27-28 حاشیہ)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کی شریعت پر چلتے ہوئے جس کو اللہ تعالیٰ یہ اعزاز دیتا ہے اس کو تو اعزاز مل سکتا ہے دوسرے کو نہیں۔ اور نہ ہی کوئی آپ کی غلامی سے باہر جا کر مسلمان کہلا سکتا ہے۔

پھر مزید وضاحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ہم مسلمان ہیں اور ہم خدا تعالیٰ کی کتاب فرقان مجید پر ایمان لاتے ہیں اور یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے نبی اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ آپ بہترین دین لے کر آئے۔ اور اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جس کی تربیت آپ کے فیضان سے ہوئی ہو۔" جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہوئی "اور جس کا ظہور آپ کی پیشگوئی کے مطابق ہوا اور اللہ تعالیٰ اس اُمت کے اولیاء کو اپنے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف کرتا ہے اور انہیں انبیاء کے رنگ سے رنگین کیا جاتا ہے لیکن وہ حقیقی طور پر نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام ضروریات کو پورا کر دیا ہے۔ اور ان کو فہم قرآن عطا کیا جاتا ہے لیکن وہ نہ تو قرآن کریم میں کسی قسم کا اضافہ کرتے ہیں اور نہ اس میں کوئی کمی کرتے ہیں۔ اور جس شخص نے قرآن کریم میں کوئی اضافہ کیا یا کوئی حصہ کم کیا تو وہ شیطانِ فاجر ہے۔"

اور ختم نبوت سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ کے سب رسولوں اور نبیوں سے افضل ہیں تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے ہیں۔ اور ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ کے بعد نبوت کے مقام پر وہی شخص فائز ہو سکتا ہے جو آپ کی اُمت میں سے ہو اور آپ کا کامل پیرو ہو اور اس نے تمام کا تمام فیضان آپ ہی کی روحانیت سے پایا ہو اور آپ کے نور سے منور ہوا ہو۔ اس مقام میں کوئی غیریت نہیں اور نہ ہی یہ

غیرت کی جگہ ہے۔ اور یہ کوئی علیحدہ نبوت نہیں اور نہ ہی یہ مقام حیرت ہے۔ بلکہ یہ احمد مجتبیٰ ہی ہے جو دوسرے آئینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ اور کوئی شخص اپنی تصویر پر جسے اللہ نے آئینہ میں دکھایا ہو غیرت نہیں کھاتا۔ کیونکہ شاگردوں اور بیٹوں پر غیرت جوش میں نہیں آتی۔ پس جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پا کر اور آپؐ میں فنا ہو کر آئے وہ درحقیقت وہی ہے کیونکہ وہ کامل فنا کے مقام پر ہوتا ہے اور آپ کے رنگ میں ہی رنگین اور آپ کی ہی چادر اوڑھے ہوتا ہے اور آپ سے ہی اس نے اپنا روحانی وجود حاصل کیا ہوتا ہے۔ اور آپ کے فیض سے ہی اس کا وجود کمال کو پہنچا ہوتا ہے۔ اور یہی وہ حق ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات پر گواہ ہے۔ اور لوگ نبی کریمؐ کا حسن ان تابعین کے لباس میں دیکھتے ہیں جو اپنی کمال محبت و صفائی کی وجہ سے آپ کے وجود میں فنا ہو گئے۔ اور اس کے خلاف بحث کرنا جہالت ہے کیونکہ یہ تو آپ کے ابترا نہ ہونے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثبوت ہے۔ اور تدبیر کرنے والوں کے لئے اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ اور آپ جسمانی طور پر تو مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اپنی رسالت کے فیضان کی رُو سے ہر اس شخص کے باپ ہیں جس نے روحانیت میں کمال حاصل کیا۔ اور آپ تمام انبیاء کے خاتم اور تمام مقبولوں کے سردار ہیں۔

اور اب خدا تعالیٰ کی درگاہ میں وہی شخص داخل ہو سکتا ہے جس کے پاس آپ کی مہر کا نقش ہو اور آپ کی سنت پر پوری طرح سے عامل ہو۔ اور اب کوئی عمل اور عبادت آپ کی رسالت کے اقرار کے بغیر اور آپ کے دین پر ثابت قدم رہنے کے بدوں خدا تعالیٰ کے حضور مقبول نہیں ہوگی۔ اور جو آپ سے الگ ہو گیا اور اس نے اپنے مقدور اور طاقت کے مطابق آپ کی پیروی نہ کی وہ ہلاک ہو گیا۔ آپ کے بعد اب کوئی شریعت نہیں آ سکتی اور نہ کوئی آپ کی کتاب اور آپ کے احکام کو منسوخ کر سکتا ہے اور نہ کوئی آپ کے پاک کلام کو بدل سکتا ہے۔ اور کوئی بارش آپ کی موسلا دھار بارش کی مانند نہیں ہو سکتی۔ "یعنی روحانی بارش۔" اور جو قرآن کریم کی پیروی سے ذرہ بھر بھی دُور ہو اوہ ایمان کے دائرے سے خارج ہو گیا۔ اور اس وقت تک کوئی شخص ہر گز کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک وہ ان تمام باتوں کی پیروی نہ کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ اور جس نے آپ کے وصایا میں سے کوئی چھوٹی سی وصیت بھی ترک کر دی تو وہ گمراہ ہو گیا۔ اور جس نے اس اُمت میں نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ اعتقاد نہ رکھا کہ وہ خیر البشر محمد مصطفیٰؐ کا ہی تربیت یافتہ ہے اور آپ کے اُسوۂ حسنہ کے بغیر ہیچ محض ہے۔" کوئی حیثیت نہیں اس کی" اور یہ کہ قرآن کریم خاتم الشرائع ہے تو وہ ہلاک ہو گیا۔ اور وہ کافروں اور فاجروں میں جاملے۔ اور جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ اعتقاد نہ رکھا کہ وہ آپ ہی کی اُمت میں سے ہے اور یہ کہ جو کچھ اس نے پایا ہے وہ آپ ہی کے فیضان سے پایا ہے اور یہ کہ وہ آپ ہی کے باغ کا ایک پھل اور آپ ہی کی موسلا دھار بارش کا ایک قطرہ اور آپ ہی کی روشنی کی ایک کرن ہے تو وہ ملعون ہے۔ اور اس پر اور اس کے ساتھیوں پر اور اس کے اتباع

اور مددگاروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔"

تو یہ لعنت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اوپر یا جماعت پر تو نہیں بھیج رہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کو سب سے زیادہ روحانی فیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا اور آپ ہی اس مقام پر پہنچے جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی اتباع میں غیر شرعی نبوت کا اعزاز دیا۔

آپ فرماتے ہیں: "آسمان کے نیچے محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی نبی نہیں اور قرآن کریم کے سوا ہماری کوئی کتاب نہیں اور جس نے بھی اس کی مخالفت کی وہ اپنے آپ کو جہنم کی طرف کھینچ کر لے گیا۔"

(مواہب الرحمن روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 285 تا 287 عربی سے اردو ترجمہ۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ (سورۃ الاحزاب زیر آیت 41) جلد 3 صفحہ 699 تا 701)

آپ نے بی شمار جگہ کھول کھول کر ختم نبوت کی حقیقت اور اس کے مقام اور اس کے مقابل اپنے مقام اور حیثیت کا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر مسلمان دین پر قائم ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی متبع ہوتے تو میرے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ چنانچہ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آکر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت ﷺ پر آکر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ جو لوگ یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہو گئی اور آنحضرتؐ کو یونس بن مثنیٰ پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہئے انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی اُن کو نہیں ہے۔ باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہم کو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔" خود تو ان کو سمجھ نہیں آئی لیکن ہمیں کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔

فرمایا کہ "میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور ان پر کیا افسوس کروں۔ اگر ان کی یہ حالت نہ ہو گئی ہوتی اور وہ حقیقت اسلام سے بکلی دور نہ جا پڑے ہوتے۔" آج کل مسلمانوں کی یہ جو حالت ہے اگر یہ نہ ہوئی ہوتی اور ان کو اسلام کی حقیقت کا کوئی پتا ہی نہیں۔ اس سے دور نہ ہٹ گئے ہوتے تو فرمایا "تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی؟" اگر ان میں ایمان سلامت ہوتا اور ان کی روحانیت صحیح ہوتی تو فرمایا تو پھر میرے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ "ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہو گئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ اہل حق سے عداوت کرتے جس کا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 342-343)

یعنی جو حق پر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان و یقین رکھتا ہے اس سے عداوت و دشمنی کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ کی جاتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دشمنی کی جاتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے سے دشمنی کرنا پھر کافر بنادیتا ہے۔ پس یہ لوگ کیونکہ ہمیں کافر کہتے ہیں اور مسلمان کلمہ گو کو کافر کہنے والا اسے دائرۃ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی اس بارہ میں ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب الدلیل علی زیادۃ الایمان و نقصانہ حدیث 4687)

پس یہ لوگ جو ہمیں کافر کہتے ہیں خود اس الزام کے نیچے آجاتے ہیں اس لئے ہمدردی کے جذبے سے ہم ان کلمہ گوؤں سے یہی کہتے ہیں کہ اپنی حالتوں پر رحم کرو اور دیکھو اور سمجھو کہ خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ چند حوالے جو میں نے پیش کئے ہیں کاش یہ شریف الطبع مسلمانوں کے لئے ہدایت کا باعث بن جائیں اور وہ ہم پر الزام لگانے کی بجائے اپنی حالتوں کو دیکھیں۔

پاکستان کی اسمبلی میں قانون بنانے کے الفاظ کے بارے میں ان کے جو آپس کے معاملات طے تھے ان کے طے ہو جانے کے بعد پھر چند دن پہلے ایک ممبر اسمبلی نے بلا وجہ ایک اشتعال دلانے والی تقریر کی ہے۔ یہ صرف اسمبلی کے ممبران کو جھوٹی غیرت دلانے کے لئے نہیں تھی بلکہ اس کے ساتھ ہی عوام کو بھڑکانے اور ملک میں فساد پیدا کرنے کی ایک کوشش تھی تاکہ احمدیوں کے خلاف سارے اٹھ کھڑے ہوں۔ اور اس کی یہ بھی کوشش تھی کہ اپنے آپ کو ملک کا بڑا وفادار لیڈر ثابت کرے تاکہ اس کی سیاسی زندگی کو شاید کوئی نئی زندگی مل جائے۔ لیکن اس پر وہاں کے بعض عقل رکھنے والے سیاستدانوں اور میڈیا کے لوگوں نے اور شریف طبقے نے ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا ہے۔ اس لئے ہمیں اس لحاظ سے بھی امید رکھنی چاہئے کہ پاکستان میں شرفاء کا ایسا طبقہ ہے جس نے غلط کام کے خلاف آواز اٹھانا شروع کر دی ہے اور ان لوگوں نے پھر اس کو حقائق بھی بتائے کہ تم جو جو اعتراض کر رہے ہو اس میں حقیقت کیا ہے؟

اپنی طرف سے بڑا میدان مارنے والے اس ممبر اسمبلی نے کہا کہ ہماری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ قائد اعظم یونیورسٹی میں فرکس ڈیپارٹمنٹ کا نام ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے نام پر رکھا جائے کیونکہ وہ کافر ہیں۔ وہ ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتے۔

ان کو یہ سوچنا چاہئے جس نے یہ نام رکھا ہے وہ بھی تو خود ان کی اپنی ہی پارٹی کے وزیر اعظم تھے اور صدر تھے۔ اور یہی نہیں بلکہ اس ممبر اسمبلی کے سرسری ہیں۔ اس وقت کیوں نہ غیرت دکھائی اور اس وقت کیوں نہ غیرت کا اظہار کیا جب یہ سب کچھ رکھا جا رہا تھا۔ صرف اس لئے کہ اب کیونکہ اس پارٹی پر الزام لگ رہا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں بچانے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ احمدیوں کے خلاف جو کچھ منہ میں آتا ہے بولتے چلے جاؤ۔

باقی جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ نام رکھا ہے یا نہیں رکھا۔ بلکہ

جس دن یہ نام رکھا گیا تھا اسی دن ڈاکٹر سلام مرحوم کے قریب ترین جو لوگ ہیں، ڈاکٹر سلام صاحب مرحوم کے بیٹے نے اور ان کی تمام اولاد نے وزیر اعظم پاکستان کو خط لکھا تھا جس کا جواب نہیں آیا کہ ہمیں حیرت ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بیس سال کے بعد پاکستان کی حکومت کو یہ خیال آیا کہ پاکستان کے اس نامور سائنسدان کے نام پر کسی ڈیپارٹمنٹ کا نام رکھا جائے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ باوجود اس کے کہ میرے باپ کو پاکستان کے آئین نے غیر مسلم قرار دیا تھا اور اس بات کا انہیں صدمہ بھی تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی پاکستانی شہریت نہیں چھوڑی بلکہ ان کو برطانیہ، اٹلی حتیٰ کہ انڈیا کی طرف سے بھی شہریت دینے کی پیشکش ہوئی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ میں ہمیشہ سے پاکستان کا وفادار تھا اور ہمیشہ پاکستان کا وفادار رہوں گا اور اس کی بہتری کے لئے ہمیشہ کوشش کرتا رہوں گا اور وہ کرتے بھی رہے۔

بہر حال خلاصہ یہ کہ ڈاکٹر سلام صاحب کے بچوں نے اُس وقت کے وزیر اعظم پاکستان کو لکھا تھا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں جماعت احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تعلق ہے۔ ہم نے مسیح موعود کو مانا ہے۔ اس لئے ہم جو سلام خاندان کے افراد ہیں، ڈاکٹر سلام کے جو بچے ہیں، حکومت کے اس فیصلے پر خوشی کے اظہار کے بجائے اس لئے لاطعلقی کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے حقوق پاکستان میں ادا نہیں کئے جا رہے۔ جو ہم کہتے ہیں وہ ہمیں سمجھا نہیں جاتا۔ اپنے آپ کو اس سے disassociate کرتے ہیں۔ تو یہ تو ڈاکٹر سلام صاحب کے بچوں کا ردِ عمل تھا۔ اگر پاکستان کی اسمبلی یہ نام بدلنا چاہتی ہے تو بڑی خوشی سے بدلے۔ سلام خاندان کو یا جماعت احمدیہ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

پھر کہتے ہیں کہ احمدیوں کو فوج میں بھرتی نہیں کرنا چاہئے۔ آج تک کی پاکستان کی تاریخ تو یہ بتاتی ہے کہ احمدی جتنے بھی فوج میں گئے انہوں نے ملک کی خاطر ہر قربانی دی۔ عام طور پر سپاہی یا جو نیئر کمشنڈ افسر یا زیادہ سے زیادہ کرنل میجر تک کے لوگ قربانیاں دیتے ہیں۔ لیکن احمدی وہ ہیں جن کے لوگ جنرل کے رینک تک بھی پہنچے تو اگلے مورچوں پر رہے اور شہید بھی ہوئے تو احمدی جنرل۔ اس کو آج کل پاکستانی میڈیا بھی زیر بحث لا رہا ہے۔ حقائق سامنے ہیں۔ وہ کہتے ہیں تم یہ کیا باتیں کرتے ہو اور انہوں نے پھر جنرل اختر کے، جنرل علی کے نام لئے۔ میڈیا میں نام لیا جا رہا ہے جنرل افتخار کا جو شہید ہوئے تھے۔ اور یہ ممبر صاحب جنہوں نے بڑی دھواں دار تقریر کی تھی یہ تو فوج میں کیپٹن کے عہدے تک پہنچے اور پھر وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ کا داماد بننے کی وجہ سے فوج سے استعفیٰ دے دیا اور پیسے کی دوڑ میں شامل ہو گئے اور سیاست میں آ گئے۔ اگر حب الوطنی کا جذبہ تھا تو پھر ان کو فوج میں رہنا چاہئے تھا اور ملک کی خاطر قربانی دینی چاہئے تھی۔

اسی طرح احمدیوں پر یہ اعتراض کئے جاتے ہیں کہ یہ قوم کی خدمت نہیں کرتے۔ یہ قوم کے وفادار نہیں

ہیں۔ لیکن میں پورے وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج پاکستان میں احمدی ہی ہیں جو حُبِّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمَانِ پر یقین رکھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ اپنا جان مال قربان کرنے والے ہیں اور کر رہے ہیں۔ سیاسی دکانداری چکانے کے لئے صرف تقریریں کرنے والے نہیں ہیں اور نہ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق ہے۔ ہم مذہب کی خاطر جان دینے والے تو ہیں لیکن مذہب کے نام پر سیاست چکانے والے اور مذہب کے نام پر خون کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تو مانتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں اور آپ کی ناموس کی خاطر ہر قربانی دیتے ہیں اور دینے کے لئے تیار ہیں اور دے رہے ہیں اور انشاء اللہ دیتے رہیں گے۔

ہر پاکستانی احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ یہ دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو جس کی خاطر احمدیوں نے بڑی قربانیاں بھی دی ہیں اور ابتدا سے لے کر اب تک قربانیاں دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ سلامت رکھے اور ظالم جابر لیڈروں اور مفاد پرست علماء سے اسے بچائے اور دنیا کے آزاد اور باوقار ملکوں میں پاکستان کا بھی شمار ہونے لگے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 03 نومبر 2017ء تا 09 نومبر 2017ء جلد 24 شمارہ 44 صفحہ 05 تا 09)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 20/ اکتوبر 2017ء بمطابق 20/ اثناء 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ پڑھا تھا جس میں آپ نے مسلمانوں کی عمومی حالت کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر ان کی یہ حالت نہ ہو گئی ہوتی اور وہ حقیقت اسلام سے بکلی دور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی۔ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہو گئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں۔ پھر آگے آپ نے یہ بھی فرمایا تھا اس کا پہلے ذکر نہیں ہوا تھا کہ "یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ ہم میں کون سی بات اسلام کے خلاف ہے۔ ہم لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہتے ہیں۔" یعنی مسلمان عمومی طور پر سمجھتے ہیں کہ ہم لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہتے ہیں "اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔" آپ فرماتے ہیں کہ "مگر میں کہتا ہوں کہ ان کے تمام اعمال اعمالِ صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں..... ورنہ اگر یہ اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمالِ صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں لیکن ان میں یہ باتیں کہاں ہیں؟" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 343)

آج ہم دیکھتے ہیں تو سب سے زیادہ فساد کی حالت مسلمان ممالک میں ہے۔ مسلمان گروہوں میں ہے۔ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر سرگرم ہیں۔ ہر ایک لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تو پڑھتا ہے اور دوسرے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھنے والے کا خون کرتا ہے۔ اس کا حق مارتا ہے۔ کسی بھی ذریعہ سے اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے، کیا یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے جس پر یہ لوگ عمل کر رہے ہیں؟ کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہے جس کی یہ لوگ پیروی کر رہے ہیں؟ آجکل تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ دنیا داری غالب ہے۔ اگر مذہب کا نام بھی لیتے ہیں تو سیاست چکانے کے لئے اور اپنے زُعم میں اپنی حکومتیں قائم کرنے کے لئے یا بچانے کے لئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے بارے میں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ سنہری حروف میں لکھا جانے والا بیان ہے کہ "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ"

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 305 حدیث 25816 مسند عائشہ مطبوعہ عالم الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

کہ آپ کی سیرت اور آپ کے معمولات کا پتہ کرنا ہے تو قرآن کریم آپ کی سیرت کی تفصیل ہے اسے پڑھو۔ اور یہ نمونے آپ نے اس لئے قائم فرمائے کہ آپ کو ماننے والے مومن اس پر عمل کریں۔ صرف نعرے لگانے کے لئے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ میرے سے حقیقی تعلق صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے سے قائم نہیں ہو گا بلکہ میری محبت کو حاصل کرنا ہے تو پھر میرے محبوب رسول کی پیروی کرو۔ اس کے اسوہ کو اپناؤ تو میرے پیارے بن جاؤ گے۔ تمہیں وہ مقام مل جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی قربت کا مقام ہے ورنہ تمہارے نعرے کھوکھلے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آل عمران: 32) کہ تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرے اس کا یہی حال ہوتا ہے جو آجکل کے مسلمانوں کا ہے۔ علماء جن کو عاتقہ المسلمین عام طور پر اللہ تعالیٰ کا پیارا سمجھتے ہیں، اس کے قریب سمجھتے ہیں، وہ سب سے زیادہ دنیا میں فساد پیدا کر رہے ہیں۔ اب تو خود پاکستان میں بعض تجزیہ نگار اور کالم نویس اخباروں میں بھی لکھنے لگ گئے ہیں، دوسرے میڈیا پر بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ حالت ان نام نہاد علماء نے ایسی کر دی ہے۔ پس اس وقت مسلمان علماء کی عمومی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قرآن اور سنت کی حقیقت بتانے والا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق بھیج دیا ہے۔ لیکن علماء نہ خود اس کی بات سننا چاہتے ہیں، نہ عوام کو سننے دیتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کے خلاف کفر کے فتوے دے کر ایک عمومی خوف و ہراس اور فتنہ و فساد کی صورت پیدا کر دی ہے۔

یہ الزام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہر روز لگتا ہے کہ آپ نے نعوذ باللہ دنیاوی خواہشات کی تکمیل اور اپنی بڑائی کے لئے جماعت کا قیام کیا ہے۔

بہر حال ہم جانتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تجدید و تکمیل اشاعت کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا۔ قرآن کریم کے علوم و معارف کا فہم و ادراک آپ کے ذریعہ سے ہی ہمیں حاصل ہوا۔ آپ نے ہر موقع پر قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ اس آیت قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ کو مختلف مواقع پر مختلف زاویوں اور معانی کے ساتھ آپ نے پیش فرمایا اور یہی وہ باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلا کر، اس کا پیارا بنا کر فتنہ و

فساد کی حالت سے نکالنے والی بن سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے لئے اپنی بقا کو قائم رکھنے کے لئے، اپنے ملکوں میں امن قائم رکھنے کے لئے، اسلام کی شان و شوکت کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے کوئی اور راستہ نہیں۔ نیک نتائج اس وقت قائم ہوں گے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پیروی ہوگی ورنہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا نعرہ بھی کھوکھلا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کا نعرہ بھی کھوکھلا ہے۔

اس وقت میں نے اس آیت کی تشریح میں بعض اقتباسات لئے ہیں جو آپ نے فرمائے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب بھی یہی حُبِ دنیا ہی ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجھ میں آسکتا تھا کہ فلاں فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کر کے ایک ہو جاتے۔ اب جبکہ حُبِ دنیا کی وجہ سے یہ خرابی پیدا ہو رہی ہے تو ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان کہا جاسکتا ہے جبکہ ان کا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا تھا: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (ال عمران: 32) یعنی "کہو" اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔" آپ فرماتے ہیں کہ "اب اس حُبِ اللہ کی بجائے اور اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حُبِ الدنیا کو مقدم کیا گیا ہے۔ کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا دار تھے؟ کیا وہ "نِعُوذُ بِاللّٰهِ" سود لیا کرتے تھے؟ یا فرائض اور احکامِ الہی کی بجا آوری میں غفلت کیا کرتے تھے؟ کیا آپ میں معاذ اللہ نفاق تھا؟ مدابنہ تھا؟ دنیا کو دین پر مقدم کرتے تھے؟ غور کرو اتباع تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلو اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 348-349)

لیکن آجکل عملی طور پر جو مسلمانوں کی حالت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی جو فعلی شہادت اس کے خلاف ہے وہ اس بات کی گواہ ہے کہ اُن کا یہ برا حال ہو رہا ہے۔ ملک ملک لڑ رہے ہیں۔ غیروں کے پاس جا کر ہم مسلمان ممالک دوسرے مسلمان ممالک کے خلاف لڑنے کے لئے بھیج مانتے ہیں۔

اب گزشتہ دنوں امریکہ کے صدر نے جو ایران کے خلاف دوبارہ پابندیاں لگانے کا ایک اعلان کیا اور اس کے اوپر کام ہو رہا ہے اس پہ سارا یورپ، یورپی یونین، دوسرے ممالک اس کے خلاف ہیں۔ اور یہاں انگلستان میں ایک انگریز کالم لکھنے والے نے لکھا کہ امریکہ کے صدر کی اس حرکت پر ساری دنیا خلاف ہے سوائے تین ممالک ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ امریکہ بڑا اچھا کر رہا ہے۔ ایک تو امریکہ خود، ایک اسرائیل اور ایک سعودی عرب۔ اب سعودی عرب مسلمان ملک کے خلاف ایک غیر مسلم ملک کو جنگ کرنے کی اجازت دے رہا ہے بلکہ اس کا ساتھ

دے رہا ہے۔ تو یہ حالات ہیں مسلمانوں کے۔ اور اسی کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھینچا ہے کہ تم لوگ تو پھٹے ہوئے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کس طرح حاصل کر سکتے ہو۔

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ حقیقی نیکی انسان کس طرح کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو انسان کس طرح حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات سے کس طرح فیضیاب ہو سکتا ہے۔ اور آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ انعامات کس طرح ملے؟ آپ کے خلاف یہ فتوے دیئے جاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے انحراف کرنے والے ہیں۔ آپ اسلام کی تعلیم سے ہی انحراف کرنے والے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں۔" اعلیٰ درجہ کا جو تزکیہ نفس ہوتا ہے ایک مقام پر انسان پہنچتا ہے تبھی اللہ تعالیٰ سے انعامات و برکات ملتے ہیں۔ کشوف ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے مکالمہ ہوتا ہے۔

فرمایا کہ "جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے: **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** (ال عمران: 32) اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل "آپ فرماتے ہیں کہ "میں ہوں۔"

(الحکم مورخہ 17 ستمبر 1901ء جلد 5 نمبر: 34 صفحہ: 1-2)

اس زمانے میں مجھ سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے اس لئے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں کھویا گیا۔ آپ کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ نے پھر محبت کا سلوک کیا۔

پس آپ پر الزام لگانے والوں کے الزام کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو گرایا ہے۔ جبکہ آپ تو فرما رہے ہیں کہ جو مقام مجھے ملا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت اور آپ کی کامل پیروی کے ذریعہ سے ملا۔ جس کو دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام گرانے والا سمجھتی ہے وہی حقیقی عاشق صادق ہے جس نے حقیقی پیروی کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی ایسا نوازا کہ اپنے حبیب سے محبت کرنے کی وجہ سے اپنا بھی محبوب بنا لیا۔ اس کامل پیروی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جو کام آپ کے سپرد فرمایا اس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

"مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے۔ لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 14)

پھر ایک جگہ اس آیت کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"ان کو کہہ دو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوبِ الہی بن جاؤ اور تمہارے گناہ بخش دیئے جاویں تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اطاعت کرو۔" یہ جو آیت ہے اس کا ترجمہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں "کیا مطلب کہ میری پیروی ایک ایسی شے ہے جو رحمتِ الہی سے ناامید ہونے نہیں دیتی۔ گناہوں کی مغفرت کا باعث ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بنادیتی ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی جو ہے وہ کی جائے تو وہ گناہوں کی مغفرت کا باعث بنتی ہے اور نہ صرف یہ بلکہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بنادیتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "اور تمہارا یہ دعویٰ کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اسی صورت میں سچا اور صحیح ثابت ہو گا کہ تم میری پیروی کرو۔" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ فرماتے ہیں کہ "اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے کسی خود تراشیدہ طرزِ ریاضت و مشقت اور جپ تپ سے اللہ تعالیٰ کا محبوب اور قربِ الہی کا حقدار نہیں بن سکتا۔

انوار و برکاتِ الہیہ کسی پر نازل نہیں ہو سکتیں جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کھویا نہ جاوے۔ اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گم ہو جاوے اور آپ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر وارد کر لے اس کو وہ نورِ ایمان۔ محبت اور عشق دیا جاتا ہے جو غیر اللہ سے رہائی دلا دیتا ہے اور گناہوں سے رستگاری اور نجات کا موجب ہوتا ہے۔ اسی دنیا میں وہ ایک پاک زندگی پاتا ہے اور نفسانی جوش و جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے نکال دیا جاتا ہے۔ اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "أَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَيَّ فَكَيْفَ" یعنی میں وہ مردوں کو اٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 183)

روحانی مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں۔ آپ کے پیچھے چلنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب بننے والے ہیں۔

پھر ایک جگہ آپ اس کی وضاحت کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ:

"سعادتِ عظمیٰ کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاوے۔ جیسا کہ اس آیت میں صاف فرمادیا ہے قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران: 32) یعنی آؤ میری پیروی کرو تا کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ رسمی طور پر عبادت کرو۔ اگر حقیقتِ مذہب یہی ہے تو پھر نماز کیا چیز ہے۔ اور روزہ کیا چیز ہے۔ خود ہی ایک بات سے رکے اور خود ہی کرے۔" رسمی نمازیں نہیں ہیں۔ نمازیں اس طرح ادا کرو جو اُن کا حق ہے۔ جو ان کے اوقات ہیں اس کی پابندی کرنی ضروری ہے اور پھر اس طرح عبادت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوئے ہو ورنہ تو یہ ساری رسمی عبادتیں ہیں۔ فرمایا کہ "اسلام محض اس کا نام نہیں ہے۔ اسلام تو یہ ہے کہ بکرے کی طرح

سر رکھ دے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا مرنّا، میرا جینّا، میری نماز، میری قربانیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنی گردن رکھتا ہوں۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 186)

پس حقیقی پیروی کرنے والے اپنی عبادتوں کے بھی معیار بلند کرتے ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اس لحاظ سے بھی ہمیں ضرورت ہے ورنہ ہمارا بھی پیروی کا دعویٰ کھوکھلا دعویٰ ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل موحد ہونے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ "اے رسول تُو ان لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔" یہ آیت کا ترجمہ ہے۔ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔" فرماتے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع انسان کو محبوب الہی کے مقام تک پہنچا دیتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کامل موحد کا نمونہ تھے۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 115)

یعنی اب آپ اس سے یہ استنباط کر رہے ہیں، یہ دلیل دے رہے ہیں کہ آپ کامل موحد تھے۔ اس مقام پر پہنچے ہوئے تھے جس پہ اور کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اسی لئے عبادت کے لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی نمونہ ٹھہرایا جس طرح دوسرے اخلاق فاضلہ کے بارے میں۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور طرز عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بناوے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا ہے: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (ال عمران: 32) یعنی محبوب الہی بننے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جاوے۔ سچی اتباع آپ کے اخلاق فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 87)

پس ایک تو عبادت کے رنگ ہیں۔ ایک دوسرے اخلاق فاضلہ کے رنگ ہیں۔ اور سچی اتباع کا مطلب ہی یہی ہے کہ جو اخلاق فاضلہ ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے وہ ان میں پیدا کی جائیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔ کہ آپ کے اخلاق فاضلہ اگر دیکھنے ہیں تو قرآن کریم پڑھ لو۔ وہی اس کی تفسیر ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی ہمیں قرآن کریم پڑھنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اوروں کو کہنے سے پہلے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہم نے کس حد تک قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنایا ہے۔ یہ بیعت کا حصہ بھی ہے۔ سچائی کو ہم نے کس حد تک قائم کیا ہے۔ انصاف کو ہم کس حد تک قائم کرنے والے ہیں۔ لوگوں کے حقوق دینے میں ہم کس حد تک کوشش کرنے والے ہیں۔

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"ہر ایک شخص کو خود بخود خدا تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں ہے اس کے واسطے واسطہ ضرور ہے اور وہ واسطہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس واسطے جو آپ کو چھوڑتا ہے وہ کبھی بامراد نہ ہو گا۔ انسان تو دراصل بندہ یعنی غلام ہے۔ غلام کا کام یہ ہوتا ہے کہ مالک جو حکم کرے اسے قبول کرے۔ اسی طرح اگر تم چاہتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض حاصل کرو تو ضرور ہے کہ اس کے غلام ہو جاؤ۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيَّ أَنْفُسِهِمْ (الزمر: 54)"

یعنی کہہ دے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ فرمایا کہ "اس جگہ بندوں سے مراد غلام ہی ہیں نہ کہ مخلوق۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بندہ ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ آپ پر درود پڑھو اور آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرو۔ سب حکموں پر کاربند رہو۔ جیسے کہ حکم ہے۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (ال عمران: 32) یعنی اگر تم خدا تعالیٰ سے پیار کرنا چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے فرمانبردار بن جاؤ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں فنا ہو جاؤ تب خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 321-322)

پس انتہائی گنہگار بھی استغفار کرنے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اگر حقیقت میں اپنے آپ میں تبدیلی پیدا کرنا چاہے تو پھر خدا تعالیٰ کا پیارا بن سکتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ کے خوش کرنے کا ایک یہی طریق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی فرمانبرداری کی جاوے۔ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ طرح طرح کی رسومات میں گرفتار ہیں۔ کوئی مر جاتا ہے تو قسم قسم کی بدعات اور رسومات کی جاتی ہیں۔ حالانکہ چاہئے کہ مردہ کے حق میں دعا کریں۔ رسومات کی بجا آوری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف مخالفت ہی نہیں ہے بلکہ ان کی ہتک بھی کی جاتی ہے۔" جو نئی نئی رسمیں پیدا کر لی ہیں یہ صرف آپ کے حکم کی خلاف ورزی ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک لحاظ سے آپ کی ہتک ہے۔ اب جنہوں نے ہتک رسول کے قانون پاس کئے ہوئے ہیں وہ سب سے بڑھ کے ان بدعات میں ملوث ہیں۔ یہ ہتک کس طرح کی جاتی ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ "..... گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو کافی نہیں سمجھا جاتا اگر کافی خیال کرتے تو اپنی طرف سے رسومات کے گھڑنے کی کیوں ضرورت پڑتی۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 440)

پس ان لوگوں کو جو ہمارے خلاف کفر کے فتوے دیتے ہیں اپنے گریبان میں جھانکنے کی ضرورت ہے پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اس اتباع کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔" آپ فرماتے ہیں "پس اب اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ جب

تک انسان کامل شیخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ سے فیوض و برکات پانہیں سکتا اور معرفت اور بصیرت جو اس کی گناہ آلود زندگی اور نفسانی جذبات کی آگ کو ٹھنڈا کر دے عطا نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ ہیں جو عُلَمَاءِ اُمَّتِی کے مفہوم کے اندر داخل ہیں۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 96-97)

اگر نفسانی جذبات کو ٹھنڈا کرنا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کی ضرورت ہے۔ آپ کے اسوہ پر چلنے کی ضرورت ہے۔ حقیقی معرفت اور بصیرت اللہ تعالیٰ کی حاصل کرنی ہے، اس کا محبوب بننا ہے تو آپ کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔ گناہ آلود زندگی سے نجات پانی ہے تو آپ کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جو لوگ یہ کرتے ہیں وہ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے علماء، بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔

(الموضوعات الکبریٰ از ملا علی قاری صفحہ 159 حدیث 614 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

لیکن آجکل کے علماء اس میں شامل نہیں ہیں۔ یہ وہ مقام نہیں پانے والے۔ کیونکہ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری فیض کے قائل ہی نہیں ہیں۔ یہ سمجھتے ہی نہیں کہ اس سے فیض مل سکتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقام تو یہ تھا کہ آپ محبوبِ الہی تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کو بھی اس مقام پر پہنچنے کی راہ بتائی۔ جیسا کہ فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمُ اللّٰهُ (ال عمران: 32) یعنی ان کو کہہ دو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوبِ الہی بن جاؤ تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کروایا۔ فرماتے ہیں کہ "اب غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع محبوبِ الہی بنا دیتی ہے تو پھر اور کیا چاہئے؟"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 65)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص یہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر نجات ہو سکتی ہے وہ جھوٹا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو بات ہم کو سمجھائی ہے وہ بالکل اس کے برخلاف ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمُ اللّٰهُ (ال عمران: 32) اے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے پیار کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تم خدا تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔ بغیر متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص نجات نہیں پاسکتا۔ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض رکھتے ہیں ان کی کبھی خیر نہیں۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 434-435)

یہ ہے ہمارے ایمان کا حصہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں ایک عیسائی سے آپ کی بحث ہو رہی تھی۔ سوال جواب ہو رہے تھے۔ اس عیسائی نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام کے بارے میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بارے میں یہ کہتے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ "میرے پاس آؤ تم جو تھکے اور ماندہ ہو کہ میں تمہیں آرام دوں گا" اور یہ بھی کہا عیسیٰ علیہ السلام نے کہ "میں روشنی ہوں اور میں راہ ہوں۔ میں زندگی اور راستی ہوں۔" یعنی میں روشنی ہوں۔ میں رستہ دکھانے والا ہوں۔ میں زندگی دینے والا ہوں۔ میرے پاس آؤ۔ تو عیسائی نے سوال کیا کہ "کیا بانی اسلام" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "نے یہ کلمات یا ایسے کلمات کسی جگہ اپنی طرف منسوب کئے ہیں؟" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں فرمایا کہ "قرآن شریف میں صاف فرمایا گیا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 32) یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔" فرمایا کہ "یہ وعدہ کہ میری پیروی سے انسان خدا کا پیارا بن جاتا ہے مسیح کے گزشتہ اقوال پر غالب ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں کہ انسان خدا کا پیارا ہو جائے۔"

مسیح نے تو یہ کہا تھا کہ روشنی پاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ اعلان کریں کہ جو میری پیروی کرے گا وہ اللہ کا محبوب بن جائے گا اور گناہ بھی بخشے جائیں گے۔ فرماتے ہیں کہ "پس جس کی راہ پر چلنا انسان کو محبوب الہی بنادیتا ہے اس سے زیادہ کس کا حق ہے کہ اپنے تئیں روشنی کے نام سے موسوم کرے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 372)

یہ وہ زمانہ تھا جب ہر طرف عیسائی پادری عیسائیت کی تبلیغ کر رہے تھے۔ ہندوستان میں لاکھوں مسلمان عیسائی ہو چکے تھے۔ مسلمان علماء اور دوسرے لیڈروں کو توفیق نہیں تھی کہ اسلام کا دفاع کر سکیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور شان کو ایسے رنگ میں بیان کریں کہ غیر مسلموں کے منہ بند ہو سکیں۔ ایسے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا مقابلہ کیا۔ آپ ہی تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اور پھر ہندوستان کی تاریخ گواہ ہے کہ عیسائی پادریوں کے اسلام پر حملے کو اللہ تعالیٰ کے اس پہلوان نے، اس جبری اللہ نے دلائل اور براہین سے روکا۔ اور نہ صرف روکا بلکہ پسپا کیا اور اس بات کا اظہار اس وقت کے مسلمانوں نے کیا۔ تاریخ میں ہمیں ملتا ہے بلکہ اس زمانے کے علماء جو ہمارے مخالف ہیں انہوں نے بھی اس بات کا اقرار کیا۔ چنانچہ چند سال پہلے ڈاکٹر اسرار احمد جو فوت ہو گئے ہیں انہوں نے بھی اس بات کا اقرار کیا تھا کہ اُس زمانے میں حقیقت میں اسلام کا دفاع حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ہی کیا تھا۔ بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ جس طرح آپ نے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بلند کیا

کسی اور مسلمان عالم کو اس کی توفیق نہیں ملی۔

پھر قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحِبِّبْکُمُ اللّٰهُ۔ (ال عمران: 32) یعنی کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے۔ "آپ فرماتے ہیں کہ "اب محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ محبوب کے فعل کے ساتھ خاص موانست ہو۔" خاص اُنس ہو۔ ایک تعلق ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ "اور مرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔" یعنی آپ کی وفات ہوئی۔ "آپ نے مر کر دکھا دیا۔ پھر کون ہے جو زندہ رہے یا زندہ رہنے کی آرزو کرے؟ یا کسی اور کے لئے تجویز کرے کہ وہ زندہ رہے؟" اگر کوئی حقیقی طور پر آپ کو ماننے والا ہے تو نہ وہ زندہ رہ سکتا ہے، نہ کوئی آرزو کرے گا اور نہ ہی اس کو کسی اور کے زندہ رہنے کے نظریے پر یقین رکھنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ آپ کی اتباع میں ایسا گم ہو کہ اپنے جذباتِ نفس کو تھام لے اور یہ سوچ لے کہ میں کسی کی اُمت ہوں۔ ایسی صورت میں جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اب تک زندہ ہیں وہ کیونکر آپ ﷺ کی محبت اور اتباع کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ اس لئے کہ آپ کی نسبت وہ گوارا کرتا ہے کہ مسیح کو افضل قرار دیا جاوے اور آپ کو مُردہ کہا جاوے۔ مگر اُس کے لئے وہ پسند کرتا ہے کہ زندہ یقین کیا جاوے؟"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 228-229)

ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا، آپ کی اتباع کا دعویٰ۔ دوسری طرف یہ کہہ کر کہ مسیح زندہ ہے اس کو افضل قرار دیا جا رہا ہے۔

پس آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جنہوں نے ہر لحاظ سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا ہے اور آپ کی شان کو بلند فرمایا ہے اور یہی آپ کی بعثت کا مقصد تھا جس پر علماء کو ہر وقت اعتراض رہتا ہے۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ زندہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ فرماتے ہیں:

"غور کر کے دیکھو کہ جب یہ لوگ خلافِ قرآن و سنت کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں تو پادریوں کو نکتہ چینی کا موقع ملتا ہے اور وہ جھٹ پٹ کہہ اٹھتے ہیں کہ تمہارا پیغمبر مر گیا اور معاذ اللہ وہ زمینی ہے۔" اور یہی کچھ ٹی وی چینلوں پر ہوتا رہا ہے جس پر عرب دنیا میں بڑی بے چینی پیدا ہوتی رہی ہے۔ آخر کار جب ہماری

دلیلین سنیں، "حوار" کے پروگرام سنے، ایم ٹی اے پر عربی پروگرام سنے، تب بہت سارے لوگوں نے اس کو پسند کیا اور ان دلائل کے قائل ہوئے۔ لیکن علماء پھر بھی قائل نہیں ہو رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "حضرت عیسیٰؑ زندہ اور آسمانی ہے اور اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے کہتے ہیں کہ وہ مردہ ہے۔" ان کی یہ باتیں ہیں کہ وہ جھٹ کہتے ہیں کہ تمہارا پیغمبر مر گیا معاذ اللہ وہ زمینی ہے۔ عیسائی پادری یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں اور آسمانی ہیں اور اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے عیسائی یہ کہتے ہیں کہ وہ مردہ ہے۔ یہی ان کا پراپیگنڈہ ہوتا رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "سوچ کر بتاؤ کہ وہ پیغمبر جو افضل المرسل اور خاتم الانبیاء ہے ایسا اعتقاد کر کے اس کی فضیلت اور خاتمیت کو یہ لوگ بڑے نہیں لگاتے؟ ضرور لگاتے ہیں اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے ہیں۔" آپ فرماتے ہیں کہ "میں یقین رکھتا ہوں کہ پادریوں سے جس قدر توہین ان لوگوں نے اسلام کی کرائی ہے" یعنی ان مسلمانوں نے جو یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہلایا ہے۔ اسی کی سزائیں یہ نکبت اور بد بختی ان کے شامل حال ہو رہی ہے۔" مسلمانوں کا جو حال ہے یہ اسی وجہ سے ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ "ایک طرف تو منہ سے کہتے ہیں کہ وہ افضل الانبیاء ہیں۔" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل ہیں اور دوسری طرف اقرار کر لیتے ہیں کہ 63 سال کے بعد مر گئے اور مسیح اب تک زندہ ہے اور نہیں مرا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (النساء: 114) "کہ اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بہت بڑا فضل ہے۔" پھر کیا یہ ارشاد الہی غلط ہے؟" فرماتے ہیں "نہیں۔ یہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ وہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردہ ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی کلمہ توہین کا نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی فضیلت ہے جو کسی نبی میں نہیں ہے۔ میں اس کو عزیز رکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو جو شخص بیان نہیں کرتا وہ میرے نزدیک کافر ہے۔" آپ فرماتے ہیں "کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جس نبی کی اُمت کہلاتے ہیں اسی کو معاذ اللہ مردہ کہتے ہیں اور اس نبی کو جس کی اُمت کا خاتمہ صُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ (البقرة: 62) پر ہوا ہے" یعنی ان پر ذلت اور مسکینی کی مار ڈالی گئی تھی "اسے زندہ کہا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 28-29)

اس بات کو بیان کرنے کے بعد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی آچکے، وہ اب کوئی بھی نہیں آ سکتا۔ اب نہ عیسیٰ علیہ السلام آ سکتے ہیں۔ وہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے نبی تھے اور وہ فوت ہو گئے۔ حضرت موسیٰ کی اُمت کا اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ پھر آپ بیان فرماتے ہیں کہ یہ فیض اب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اور آپ کی پیروی سے ہی جاری ہو سکتا ہے اور ہوا ہے کیونکہ آپ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں۔

چنانچہ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح موعود اور مہدی موعود بنا کر بھیجا ہے جس کا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع نبی کا اور غیر شرعی نبی کا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پاسکتا ہے۔ اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلبِ سلیم ہے۔ یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفیٰ اور کامل محبت الہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے۔" جب دنیا کی محبت نکالی جاتی ہے تو پھر محبت الہی حاصل ہوتی ہے۔" اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران: 32) یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو او میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ بلکہ یکطرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف و گزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوتِ جذب اس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نور اس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔"

چنانچہ یہی دیکھ لیں اب دور دراز بیٹھے ہوئے افریقین ممالک میں بھی یہ محبت اللہ تعالیٰ ڈالتا ہے جہاں لاکھوں لوگ احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان رہے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں "جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی

بدتر سمجھتا ہے تب خدا جو اُس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلّی کے ساتھ اس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔ ایسا ہی خدا ایسے دل پر اترتا ہے اور اس کے دل کو اپنا عرش بنالیتا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64-65)

پس آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل عاشق اور آپ کی پیروی کرنے والے تھے جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آپ سے محبت کی اور مسیح موعود اور مہدی معبود اور تابع نبی ہونے کا اعزاز بخشا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کو ماننے کے بعد اس کی قدر کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل پیروی کرنے والا بنائے۔ ہمیں ہر ایک کو اپنی اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی اور آپ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مسلمانوں کو بھی توفیق دے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کو پہچاننے والے اور ماننے والے بنیں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 10 نومبر 2017ء تا 16 نومبر 2017ء جلد 24 شمارہ 45 صفحہ 05 تا 08)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 27 اکتوبر 2017ء بمطابق 27/ اخاء 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت
الافتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ مومنوں کو فرماتا ہے کہ تمہارا مطمح نظر ہمیشہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (البقرہ: 149) ہونا چاہئے
یعنی تم نیکیوں میں ہمیشہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور پھر نیکیاں بجالانے والوں اور نیک اعمال
کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے بہترین مخلوق قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (البینۃ: 8) یعنی یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے یہی ہیں
جو بہترین مخلوق ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے مختصراً ایک جگہ
فرماتے ہیں کہ: "انسان کو چاہئے کہ اپنا فرض ادا کرے اور اعمال صالحہ میں ترقی کرے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 15)

اس آیت کے حوالے سے آپ نے فرمایا۔ پس اعمال صالحہ میں ترقی کرنا، نیک کام کرنا، نیکیاں بجالانا ہی
ایک مسلمان کو، ایک مومن کو حقیقی مومن بنانا ہے اور اس کے لئے ہمیں ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے۔ ہماری رہنمائی
کے لئے قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی وضاحت سے اس بارے میں
ارشادات فرمائے ہیں۔ مثلاً یہ کہ نیکی کیا چیز ہے؟ حقیقی نیکی کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے؟ نیکی بجالانے کے لئے
خدا تعالیٰ پر ایمان کیوں ضروری ہے؟ ایمان کا معیار کیا ہونا چاہئے؟ اس ایمان کے معیار کو ہمیں کس طرح بڑھانا
چاہئے؟ کن ذریعوں سے نیکی کی جاتی ہے؟ نیکی کے کون کون سے مختلف پہلو ہیں؟ کتنی قسم کی نیکیاں ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ
نیکی کرنے والے کو کس طرح نوازتا ہے؟ پھر یہ بھی آپ نے بیان فرمایا کہ جائز چیزوں کا بھی اعتدال کی حد تک کرنا
نیکی ہے۔ اگر اس سے زیادہ کرو تو پھر نیکی میں کمی کر دیتا ہے۔ یہ بھی کہ ایک مومن کو اپنی نیکی کے دائرے کو کس
قدر وسیع کرنا چاہئے؟ غرض کہ آپ نے نیکیوں کی حکمت، اس کی حقیقت اور اس کی روح کے مضمون کو مختلف

موقعوں پر مختلف زاویوں سے کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اس وقت میں اس بارے میں آپ کے چند اقتباسات پیش کروں گا۔ اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ نیکی کیا چیز ہے اور یہ بھی کہ بظاہر ایک چھوٹی سی نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا کا مورد بنادیتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"نیکی ایک زینہ ہے اسلام اور خدا کی طرف چڑھنے کا۔" اسلام کی حقیقت معلوم کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔ اس کا قرب حاصل کرنا ہے تو نیکیاں اس کے لئے ایک زینہ ہیں۔ "لیکن یاد رکھو کہ نیکی کیا چیز ہے" فرمایا کہ "شیطان ہر ایک راہ میں لوگوں کی راہ زنی کرتا اور ان کو راہ حق سے بہکاتا ہے۔ مثلاً رات کو روٹی زیادہ پک گئی۔" امیر آدمی ہے یا کسی کے گھر میں رات کو کھانا زیادہ پک گیا۔ روٹی زیادہ پک گئی۔ "صبح کو باسی بچ رہی۔" کھائی نہیں گئی۔ رات کو بچ گئی اور اگلے دن فرمایا کہ "عین کھانے کے وقت کہ اس کے سامنے اچھے اچھے کھانے رکھے ہیں ابھی ایک لقمہ نہیں" لیا "کہ دروازے پر آکر فقیر نے صدا کی اور روٹی مانگی" تو اس کھانے والے نے "کہا کہ باسی روٹی سائل کو دے دو۔" گل کی جو بچی ہوئی روٹی تھی وہ دے دو۔ حالانکہ اپنے سامنے تازہ کھانا پکا ہوا ہے۔ فرمایا کہ "کیا یہ نیکی ہو گی؟ باسی روٹی تو پڑی ہی رہنی تھی۔ تنمّ پسند اسے کیوں کھانے لگے؟" آپ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا (الدھر: 9)" فرمایا کہ "یہ بھی معلوم رہے کہ طعام کہتے ہی پسندیدہ طعام کو ہیں۔" یعنی اچھا طعام اس کو کہا جاتا ہے جو پسندیدہ کھانا ہو۔ "سڑا ہوا باسی طعام نہیں کہلاتا۔" ایک دن کا پرانا کھانا ہے جس کو خود پسند نہیں کرتے وہ کھانا عربی میں طعام نہیں کہلاتا۔ فرمایا کہ "الغرض اس رکابی میں سے جس میں ابھی تازہ کھانا اور لذیذ اور پسندیدہ رکھا ہوا ہے۔" پلیٹ میں کھا رہے ہو۔ تمہارے سامنے پڑا ہے رکھا ہوا ہے۔" کھانا شروع نہیں کیا۔ فقیر کی صدا پر نکال دے تو یہ نیکی ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 75)

ابھی تازہ کھانا سامنے پڑا ہے اور اگر کوئی مانگنے والا آتا ہے، غریب آدمی آتا ہے اور وہ اس کو دے دیتے ہو تو یہ نیکی ہے۔ نہ یہ کہ اچھا میں تو تازہ کھانا کھاتا ہوں اور گھر والوں کو کہہ دیا کہ کل کا جو بچا ہوا کھانا تھا وہ تم اس کو دے دو۔ تو اس حد تک گہرائی میں انسان جائے تو تبھی وہ حقیقی نیکی کو پاسکتا ہے۔ پس حقیقی نیکی کرنے کی کوشش ہونی چاہئے اور یہ نیکی کس طرح پیدا ہوتی ہے۔ یہ نیکی خدا تعالیٰ پر کامل ایمان کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو کیونکہ مجازی حکام کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پس پردہ کسی کا کیا فعل ہے۔" اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان ہو اور ایمان یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ہر چیز پر نظر ہے۔ بظاہر جو حکام ہیں، بظاہر جو حکومت ہے، ادارے ہیں ان کو تو انسان کے اندر کا نہیں پتا کہ کیا چیز ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کو پتا ہے اور یہ ایمان ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا پتا ہے۔ ہر چیز کا علم ہے۔ وہ غیب کا علم رکھتا ہے۔ فرمایا "اور اگرچہ کوئی زبان سے نیکی کا اقرار کرے مگر اپنے دل کے اندر وہ جو کچھ رکھتا ہے اس کے لئے اس کو ہمارے مواخذہ کا خوف نہیں اور دنیا کی حکومتوں میں سے کوئی ایسی نہیں جس کا خوف انسان کو رات میں اور دن میں، اندھیرے میں اور اُجالے میں، خلوت میں اور جلوت میں، ویرانے میں اور آبادی میں، گھر میں اور بازار میں ہر حالت میں یکساں ہو۔" بعض دفعہ انسان ٹھپ کے کام کر رہا ہوتا ہے۔ مختلف جگہوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ مختلف حالتوں میں ہے اور اس کو پتا ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے بظاہر کوئی اس کو دیکھ نہیں رہا۔ اس کو ہر چیز کا پتا ہے اس لئے خوف بھی نہیں ہے اور اس خوف نہ ہونے کی وجہ سے وہ غلط کام کر جاتا ہے۔ اس لئے اگر حقیقی نیکی کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑا ضروری ہے فرمایا "پس درستی اخلاق کے واسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اس کے نگران اور اس کے اعمال اور افعال اور اس کے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 313)

اور وہ خدا تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی نہیں۔ پس یہ ایمان اگر ہو، اس معیار کا ایمان ہو، ہر وقت اللہ تعالیٰ یاد رہے تو تبھی انسان حقیقی نیکی کر سکتا ہے۔ پھر حقیقی نیکی کے بارے میں مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: "تقویٰ کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا۔ مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا۔" چوری نہیں کی۔ غصب نہیں کیا۔ غلط طریقے سے کمائی نہیں کی۔ تو یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔ فرمایا کہ "نقب زنی نہیں کی" اگر کوئی کہتا ہے "چوری نہیں کرتا۔ بد نظری اور زنا نہیں کرتا ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابلِ قدر ہو بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔ اسی لئے یہاں فرمایا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ (النحل: 129)۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔" فرمایا کہ "یہ خوب یاد رکھو کہ نرا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں۔"

یہ کہہ دینا میں بدی نہیں کرتا بڑا نیک ہوں تو یہ کوئی خوبی نہیں ہے۔ "جب تک اس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہوں گے جنہوں نے کبھی زنا نہیں کیا، خون نہیں کیا، چوری نہیں کی، ڈاکہ نہیں مارا اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی صدق و وفا کا نمونہ انہوں نے نہیں دکھایا۔" کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی نیکی نہیں کی، کوئی قربانی نہیں دی۔ باوجود اس کے

کہ بہت ساری دوسری برائیاں انہوں نے نہیں کیں۔ فرمایا کہ اس انسان نے "یا نوع انسان کی کوئی خدمت نہیں کی۔" اگر اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کیا اور بندوں کا حق ادا نہیں کیا "اور اس طرح پر کوئی نیکی نہیں کی۔" بیشک بہت ساری برائیاں اس نے نہیں کیں لیکن اگر اللہ کا حق ادا نہیں کیا اور انسان کی خدمت نہیں کی، اس کا حق ادا نہیں کیا تو یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔ فرمایا کہ "پس جاہل ہو گا وہ شخص جو ان باتوں کو پیش کر کے اسے نیکو کاروں میں داخل کرے کیونکہ یہ تو بد چلنیاں ہیں۔ صرف اتنے خیال سے اولیاء اللہ میں داخل نہیں ہو جاتا۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 241-242)

پھر اس بارے میں مزید آپ فرماتے ہیں کہ: "یہ فخر کی بات نہیں کہ انسان اتنی ہی بات پر خوش ہو جاوے کہ وہ زنا نہیں کرتا یا اس نے خون نہیں کیا، چوری نہیں کی۔ یہ کوئی فضیلت ہے کہ برے کاموں سے بچنے کا فخر حاصل کرتا ہے؟" یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ میں نے کبھی کوئی برائی نہیں کی۔ فرمایا کہ "دراصل وہ جانتا ہے کہ چوری کرے گا تو ہاتھ کاٹا جاوے گا۔"

فرمایا کہ "موجودہ قانون کی رو سے زندان میں جاوے گا۔" چوری کرے گا پکڑ جائے گا تو جیل ہو گی سزا ملے گی۔ تو یہ کوئی کمال تو نہیں ہے۔ یہ تو سزا کا خوف ہے۔ پھر فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ایسی چیز کا نام نہیں ہے کہ برے کام سے ہی پرہیز کرے بلکہ جب تک بدیوں کو چھوڑ کر نیکیاں اختیار نہ کرے وہ اس روحانی زندگی میں زندہ نہیں رہ سکتا۔" اسلام کی تعلیم کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی روحانیت میں اضافہ کرو۔ اپنی روحانی زندگی کو بہتر بناؤ۔ اگر صرف بدیاں چھوڑ دیں تو روحانی زندگی بہتر نہیں ہو سکتی۔ روحانی زندگی کو اختیار کرنے کے لئے بدیاں چھوڑ کر نیکیاں اختیار کرنی ضروری ہیں۔ ورنہ فرمایا کہ روحانی زندگی میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ پھر وہ مردہ ہو جائے گا۔ فرمایا کہ "نیکیاں بطور غذا کے ہیں جیسے کوئی شخص بغیر غذا کے زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح جب تک نیکی اختیار نہ کرے تو کچھ نہیں۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 371-372)

اور یہ حالت ایمان میں بڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان کا معیار کیسا ہونا چاہئے۔ یہ معیار تبھی حاصل ہو گا جب انسان کا ظاہر و باطن بھی ایک ہو صرف ظاہری ایمان نہ ہو بلکہ جس طرح یہ یقین ہے کہ ایک زہر نقصان کرتا ہے۔ انسان کھالے تو وہ اس سے مر سکتا ہے۔ جس طرح یہ یقین ہے کہ ایک سانپ کے سوراخ میں اگر انسان ہاتھ ڈالے تو اگر سانپ اندر ہے تو ڈس سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات پر یہ یقین ہونا چاہئے کہ اگر میں برائیاں کروں گا تو اللہ تعالیٰ مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے مجھے سزا ملے گی۔ اور نیکیاں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا اجر دیتا ہی ہے۔ انسان کے ہر عمل سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا اظہار ہو رہا ہو۔ ہر وقت یہ احساس ہو کہ خدا تعالیٰ میرے ہر کام کو دیکھ رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "دراصل نیک وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو اور جس کا دل اور باہر

ایک ہے وہ زمین پر فرشتے کی طرح چلتا ہے " جس کا ظاہر اور باطن ایک ہے۔ جو دل میں ہے وہ ظاہر ہے تو پھر اس کی نیکی کا معیار ایسا ہو گیا کہ وہ فرشتہ بن گیا۔ فرمایا کہ "دہریہ ایسی گورنمنٹ کے نیچے نہیں کہ وہ حسن اخلاق کو پاسکے۔" ایک دہریہ جو خدا کو نہیں مانتا بیشک اس کے اخلاق اچھے ہیں لیکن وہ اس معیار کو نہیں پہنچ سکتا۔ کہیں نہ کہیں اس کے دل میں ایسی بات آجائے گی جو کھوٹ پیدا کرنے والی ہے۔ ہو سکتا ہے برائیوں سے رک جائے۔ بعض بنیادی اخلاق بھی دکھا دے لیکن پھر بھی نیکیوں میں اس کی حالت کمزور ہی رہے گی۔ فرمایا کہ "تمام نتائج ایمان سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ سانپ کے سوراخ کو پہچان کر کوئی انگلی اس میں نہیں ڈالتا۔ جب ہم جانتے ہیں کہ ایک مقدار اسٹرکنیا کی قاتل ہے۔ "زہر کا نام ہے" تو ہمارا اس کے قاتل ہونے پر ایمان ہے اور اس ایمان کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اس کو منہ نہیں لگائیں گے اور مرنے سے بچ جائیں گے۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 313-314)

ایمان کے قوی ہونے کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: "یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاک بازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمال صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔" انسان یہ یقین کر لے کہ اللہ تعالیٰ سب طاقتوں کا مالک ہے۔ عالم الغیب ہے اور ہر جگہ مجھے دیکھ رہا ہے تو فرمایا کہ پھر اس طرح ایک عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔ خود بخود بہتر اعمال ہونے لگ جاتے ہیں۔ برائیوں کے بجائے نیکیوں کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

فرمایا کہ "خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا۔" یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف خدا پر ایمان ہے دوسری طرف گناہ کر رہا ہو "کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضاء کو کاٹ دیتا ہے۔ دیکھو اگر کسی کی آنکھیں نکال دی جائیں تو وہ آنکھوں سے بد نظری کیونکر کر سکتا ہے اور آنکھوں کا گناہ کیسے کرے گا اور اگر ایسا ہی ہاتھ کاٹ دیئے جائیں پھر وہ گناہ جو ان اعضاء سے متعلق ہیں کیسے کر سکتا ہے؟ ٹھیک اسی طرح پر جب ایک انسان نفس مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے تو نفس مطمئنہ اسے اندھا کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں گناہ کی قوت نہیں رہتی۔ وہ دیکھتا ہے پر نہیں دیکھتا۔ "بد نظری سے نہیں دیکھتا۔ اگر کوئی چیز دیکھتا بھی ہے تو برائی کی نظر سے کسی چیز کو نہیں دیکھتا۔

فرمایا "کیونکہ آنکھوں کے گناہ کی نظر سلب ہو جاتی ہے۔" یعنی وہ جو حرص اور گندگی کی نظر ہے، حرص کی نظر ہے یا کسی چیز کو دیکھنے کے بعد گندی نظر ہے یا ناجائز خواہشات کی نظر ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ فرمایا "وہ کان رکھتا ہے مگر بہرہو ہوتا ہے اور وہ باتیں جو گناہ کی ہیں نہیں سن سکتا۔ اسی طرح پر اس کی تمام نفسانی اور شہوانی قوتیں

اور اندرونی اعضاء کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اس کی ساری طاقتوں پر جن سے گناہ صادر ہو سکتا تھا ایک موت واقع ہو جاتی ہے اور وہ بالکل ایک میت کی طرح ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی کی مرضی کے تابع ہوتا ہے وہ اس کے سوا ایک قدم نہیں اٹھا سکتا۔" فرمایا کہ "یہ وہ حالت ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو۔" یہ ساری حالتیں اس وقت پیدا ہوں گی جب اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان ہو "اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامل اطمینان اسے دیا جاتا ہے" فرمایا کہ "یہی وہ مقام ہے جو انسان کا اصل مقصود ہونا چاہئے۔" یہ ٹارگٹ ہے ہمارا۔ یہ ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ ہر قسم کی گندگی کو اپنے ذہنوں سے، اپنے دماغوں سے، اپنی آنکھوں سے، اپنے کانوں سے نکالنا بھی ہے اور سننے سے بچنا بھی ہے۔ فرمایا "اور ہماری جماعت کو اس کی ضرورت ہے اور اطمینانِ کامل کے حاصل کرنے کے واسطے ایمانِ کامل کی ضرورت ہے۔" فرمایا کہ "پس ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کریں۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 244-245)

یہ ہے وہ ٹارگٹ جو آپ نے ہمیں دیا کہ سچا ایمان حاصل ہو گا تو نیک اعمال بھی صادر ہوں گے اور تمہی **فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ** کے گروہ میں ہم شامل ہوں گے اور تمہی **خَيْرُ النَّبِيِّينَ** میں ہمارا شمار ہو گا۔ پھر نیکی کے پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

"انسان کے لئے دو باتیں ضروری ہیں۔ بدی سے بچے اور نیکی کی طرف دوڑے۔ اور نیکی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک ترکِ شر۔ دوسرا افاضہِ خیر۔" شر کو چھوڑنا ٹھیک ہے ایک نیکی ہے یہ ایک پہلو ہے اور دوسرا پہلو ہے نیکی کرنا۔ فرمایا کہ "ترکِ شر سے انسان کامل نہیں بن سکتا۔" جب صرف ترکِ شر کرنا ہے تو یہ کامل نہیں ہے اس ایمان میں ابھی کمزوری ہے "جب تک اس کے ساتھ افاضہِ خیر نہ ہو۔ یعنی دوسروں کو نفع بھی پہنچائے۔" نیکی کرے۔ دوسروں کو نفع پہنچائے تب کامل ایمان ہوتا ہے۔

فرمایا "اس سے پتا لگتا ہے کہ کس قدر تبدیلی کی ہے اور یہ مدارج تب حاصل ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات پر ایمان ہو اور ان کا علم ہو۔ جب تک یہ بات نہ ہو انسان بدیوں سے بھی بچ نہیں سکتا" اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا پتا کرنے کے لئے انسان کو ہمیشہ قرآن کریم کو بھی پڑھتے رہنا چاہئے۔ اس کے احکامات کو پڑھتے رہنا چاہئے۔ فرمایا کہ "دوسروں کو نفع پہنچانا تو بڑی بات ہے۔ بادشاہوں کے رعب اور تعزیرات ہند سے بھی تو ایک حد تک "لوگ" ڈرتے ہیں اور بہت سے لوگ ہیں جو قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ پھر کیوں احکم الحاکمین کے قوانین کی خلاف ورزی میں دلیری پیدا ہوتی ہے؟ کیا اس کی کوئی اور وجہ ہے بجز اس کے کہ اُس پر ایمان نہیں ہے؟" ایمان میں کمزوری ہے اس لئے ورنہ تو حکومتوں کے قانون سے کیوں ڈرتے ہو۔

فرمایا "یہی ایک باعث ہے۔" جو برائیاں سرزد ہوتی ہیں، جو نیکیاں نہیں ہوتیں۔ پس جیسا کہ پہلے بھی

ذکر ہو چکا ہے کہ یہ کمزوریاں اس وقت ہوتی ہیں جب ایمان میں کمزوری ہو۔ انسان اللہ تعالیٰ کو علیم خبیر اور عالم الغیب اعتقادی طور پر تو سمجھتا ہے لیکن عملاً اس کی نفی ہو رہی ہوتی ہے اور اسی لئے بہت سی برائیاں انسان کر جاتا ہے اور بہت ساری نیکیوں کی اس کو ایمان نہ ہونے کی وجہ سے توفیق نہیں ملتی۔ پھر اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کے بعد بدنی بدیوں سے بچنے کے ذریعہ کی بھی وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ "الغرض بدیوں سے بچنے کا مرحلہ تب طے ہوتا ہے جب خدا پر ایمان ہو۔ پھر دوسرا مرحلہ یہ ہونا چاہئے کہ اُن راہوں کی تلاش کرے جو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں نے اختیار کیں۔" پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور پھر ان راستوں کی تلاش، ان نیکیوں کی تلاش جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے، انبیاء صلحاء جو کرتے ہیں ان کو اختیار کرو۔" وہ ایک ہی راہ ہے جس پر جس قدر استباز اور برگزیدہ انسان دنیا میں چل کر خدا تعالیٰ کے فیض سے فیضیاب ہوئے۔ اس راہ کا پتایں لگتا ہے کہ انسان معلوم کرے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟"

فرمایا کہ "پہلا مرحلہ بدیوں سے بچنے کا تو خدا تعالیٰ کی جلالی صفات کی تجلّی سے حاصل ہوتا ہے کہ وہ بدکاروں کا دشمن ہے۔" اپنے قریبیوں کے دشمنوں کو ختم کرتا ہے اور فرمایا کہ "اور دوسرا مرتبہ خدا تعالیٰ کی جمالی تجلّی سے ملتا ہے اور آخر یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت اور طاقت نہ ملے جس کو اسلامی اصطلاح کے موافق روح القدس کہتے ہیں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے۔ یہ ایک قوت ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ اس کے نزول کے ساتھ ہی دل میں ایک سکینت آتی ہے اور طبیعت میں نیکی کے ساتھ ایک محبت اور پیار پیدا ہو جاتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کی جمالی تجلّی ہوتی ہے تو ایک تو نیکی کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ بدی کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی اور پھر ایک سکینت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ ہے نیک لوگوں کا عمل جو ہمارے سامنے نمونہ ہے جس کو آپ نے کہا ہے اس کو دیکھو۔ انبیاء کے نمونے کو دیکھو۔

فرمایا کہ "جس نیکی کو دوسرے لوگ بڑی مشقت اور بوجھ سمجھ کر کرتے ہیں یہ ایک لذت اور سرور کے ساتھ اس کو کرنے کی طرف دوڑتا ہے۔" یعنی جو اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے۔ "جیسے لذیذ چیز بچہ بھی شوق سے کھا لیتا ہے اسی طرح جب خدا تعالیٰ سے تعلق ہو جاتا ہے اور اس کی پاک روح اس پر اترتی ہے پھر نیکیاں ایک لذیذ اور خوشبو دار شربت کی طرح ہوتی ہیں۔ وہ خوبصورتی جو نیکیوں کے اندر موجود ہے اس کو نظر آنے لگتی ہے اور بے اختیار ہو ہو کر ان کی طرف دوڑتا ہے۔ بدی کے تصور سے بھی اس کی روح کانپ جاتی ہے" فرمایا کہ "یہ امور اس قسم کے ہیں کہ ہم ان کو الفاظ کے پیرایہ میں پورے طور سے ادا نہیں کر سکتے۔" ایک عجب دل کی کیفیت ہوتی ہے دل کا سرور ہوتا ہے جن کو الفاظ کا جامہ پہنانا بہت مشکل ہے۔ فرمایا کہ "کیونکہ یہ قلب کی حالتیں ہوتی ہیں" یہ دل ہی محسوس کر سکتا ہے۔ "محسوس کرنے سے ہی ان کا ٹھیک پتا لگتا ہے۔ اس وقت تازہ بہ تازہ انوار اس کو ملتے ہیں۔ انسان صرف اس بات

پر ہی ناز نہ کرے اور اپنی ترقی کی انتہا اسی کو نہ سمجھ لے کہ کبھی کبھی اس کے اندر رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ "یہ کوئی بات نہیں کہ نماز میں کبھی کبھی رولے۔ رقت پیدا ہو گئی۔ دل نرم ہو گیا۔ اسی کو اپنی ترقی کی انتہا نہ سمجھو۔ فرمایا کہ "یہ رقت عارضی ہوتی ہے۔" یہ رقت پیدا ہونے کی مثال آپ دیتے ہیں کہ "انسان اکثر دفعہ ناول پڑھتا ہے اور اس کے درد انگیز حصے پر پہنچ کر بے اختیار رو پڑتا ہے۔" بہت سارے لوگ ہیں جو ناول پڑھ رہے ہوتے ہیں اور رونے لگ جاتے ہیں۔ اس میں بعض ایسی کہانیاں آ جاتی ہیں قصے واقعات آ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ "حالانکہ وہ صاف جانتا ہے کہ یہ ایک جھوٹی اور فرضی کہانی ہے" لیکن اس کے باوجود وہ پڑھتا ہے۔ "پس اگر محض رو پڑنا رقت کا پیدا ہو جانا ہی حقیقی سرور اور لذت کی جڑ ہوتی ہے تو آج یورپ سے بڑھ کر کوئی بھی روحانی لذت حاصل کرنے والا نہ ہوتا" کیونکہ یہاں تو ذرا اسی بات پر جذباتی ہو کر رونے لگ جاتے ہیں۔ فرمایا "کیونکہ ہزار ہا ناول شائع ہوتے اور لاکھوں کروڑوں انسان پڑھ کر روتے ہیں۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 238 تا 240)

کہانیاں پڑھ کے روتے ہیں۔ ڈرامے دیکھ کے رونے لگ جاتے ہیں۔ بعض ویسے ہی اپنے اور دوسرے کے واقعات بیان کر رہے ہوتے ہیں اور بڑے جذباتی ہو جاتے ہیں تو یہ کوئی روحانیت کی ترقی نہیں ہے۔ روحانیت کی ترقی تبھی ہے جب بدیوں سے پورے طور پر انسان بچے اور نیکیوں کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اختیار کرے۔ پھر نیکیوں کے حصوں کی وضاحت آپ نے فرمائی۔ پہلے دو پہلو تھے شر کو چھوڑنا اور نیکی کرنا اب اس کے دو حصے بیان فرمائے۔ فرمایا کہ "انسان جس قدر نیکیاں کرتا ہے اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک فرائض۔ دوسرے نوافل۔" دو حصے ہیں نیکی کے۔ ایک فرض نیکی ہے۔ ایک نفل نیکی ہے۔ "فرائض یعنی جو انسان پر فرض کیا گیا ہو جیسے قرضہ کا اتارنا۔" فرمایا کسی سے قرض لیا تو قرضے کا اتارنا یہ انسان کا فرض ہے "یا نیکی کے مقابل نیکی" کرنا یہ تو فرض ہے "ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں۔" جو زائد ہو وہ نیکی ہے "یعنی ایسی نیکی جو اس کے حق سے فاضل ہو۔ جیسے احسان کے مقابل احسان کے علاوہ اور احسان کرنا۔ یہ نوافل ہیں۔" کسی نے احسان کیا اس کے احسان کا بدلہ اتار بلکہ اس سے بڑھ کر اتار تو یہ نفل ہو جائے گا..... "یہ بطور مکملات اور ممتنات فرائض کے ہیں۔" ان سے فرائض مکمل ہوتے ہیں اور اپنی تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ حدیث بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ "اولیاء اللہ کے دینی فرائض کی تکمیل نوافل سے ہو رہتی ہے۔" آپ نے حدیث بیان فرمائی تھی اس کی تفسیر فرما رہے ہیں کہ اولیاء اللہ جو ہیں ان کے دینی فرائض کی تکمیل نوافل سے ہوتی رہتی ہے۔ "مثلاً زکوٰۃ کے علاوہ وہ اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا ولی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ میں اس کے ہاتھ، پاؤں وغیرہ "یہ حدیث میں آیا ہے کہ میں ان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ" حتیٰ کہ اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔" (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 13-14)

جب انسان ایمان میں بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر یقین میں بڑھتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نیک اعمال بجالاتا ہے تو اللہ تعالیٰ مزید نیکیوں کی بھی توفیق دیتا ہے اور نوازتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

اسلام کے لئے خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہے کہ ایک نیکی سے دوسری نیکی پیدا ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ مجھے یاد آیا تذکرۃ الاولیاء میں میں نے پڑھا تھا کہ ایک آتش پرست بڈھانٹوے برس کی عمر کا تھا۔ اتفاقاً بارش کی جھڑی جو لگ گئی تو وہ اس جھڑی میں کوٹھے پر چڑھ کے چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا تھا۔ مسلسل کئی دن بارش ہوتی رہی۔ وہ اپنی چھت پہ چڑھ گیا اور وہاں جا کے چڑیوں کو، پرندوں کو دانے ڈال رہا تھا۔ کسی بزرگ نے قریب کوئی ہمسائے میں کوئی مسلمان بزرگ تھا اس نے پاس سے کہا کہ ارے بڈھے تو کیا کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ بھائی چھ سات روز متواتر بارش ہوتی رہی ہے۔ چڑیوں کو دانہ ڈالتا ہوں۔ اس بزرگ نے کہا کہ تو عبث حرکت کرتا ہے فضول۔ اس کا تو تمہیں کوئی فائدہ نہیں۔ تو کافر ہے۔ تجھے اجر کہاں؟۔ تجھے اس کا کیا اجر ملے گا۔ تجھے کیا ثواب ملنا ہے۔ تم تو کافر ہو۔ بوڑھے نے جواب دیا مجھے اس کا اجر ضرور ملے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ کی ذات پر تو یقین تھا۔ بہر حال اس کی ایک نیک فطرت تھی۔ دل کی آواز تھی۔ اس نے کہا مجھے اجر ملے گا۔

وہ بزرگ صاحب فرماتے ہیں کہ میں حج کو گیا تو دُور سے کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بڈھا طواف کر رہا ہے وہی چڑیوں کو دانہ ڈالنے والا جو آتش پرست تھا وہ حج پہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ اس کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا اور جب میں آگے بڑھا تو پہلے وہی بولا۔ میں اس سے کوئی سوال کرتا پہلے وہ بولا کہ کیا میرا دانہ ڈالنا ضائع گیا یا ان کا عوض ملا؟ آج مسلمان ہو کے جو میں حج کر رہا ہوں یہ اجر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان پرندوں کو دانہ ڈالنے کا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ اس طرح نوازتا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ اب خیال کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کافر کی نیکی کا اجر بھی ضائع نہیں کیا تو کیا مسلمان کی نیکی کا اجر ضائع کر دے گا؟ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک صحابی کا ذکر یاد آیا کہ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے کفر کے زمانے میں بہت سے صدقات کئے ہیں۔ کیا ان کا اجر مجھے ملے گا؟ جب میں کافر تھا بڑے صدقات کیا کرتا تھا۔ نیکیاں کرنے کی کوشش کرتا تھا مجھے اجر ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی صدقات تو تیرے اسلام کا موجب ہو گئے ہیں۔ ان صدقات کا ہی بدلہ تجھے ملا ہے جو تو آج مسلمان ہو گیا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 74-75)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ جائز چیزوں کو بھی حد اعتدال کے اندر رکھنا چاہئے اور یہی نیکی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"نیکی کی جڑ یہ بھی ہے کہ دنیا کی لذات اور شہوات جو کہ جائز ہیں ان کو بھی حد اعتدال سے زیادہ نہ لے جیسا کہ کھانا پینا اللہ تعالیٰ نے حرام تو نہیں کیا مگر اب اسی کھانے پینے کو ایک شخص نے رات دن کا شغل بنالیا ہے اس کا

نام دین پر بڑھاتا ہے ورنہ یہ لذت دنیا کی اس واسطے ہیں کہ اس کے ذریعہ نفس کا گھوڑا جو کہ دنیا کی راہ میں ہے کمزور نہ ہو۔ "اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے میں لذت دی ہیں لیکن اس لئے کہ ان سے انسان میں طاقت پیدا ہو اور انسان اللہ تعالیٰ کے جو فرائض ہیں وہ بھی ادا کر سکے۔ کھاتے ہوئے یہ بھی نظریہ ہونا چاہئے کہ صحت کمزور نہ ہو۔ فرمایا کہ "اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ یکہ والے جب لمبا سفر کرتے ہیں تو سات یا آٹھ کوس کے بعد وہ گھوڑے کی کمزوری کو محسوس کر کے اسے دم دلا دیتے ہیں" ٹھہر جاتے ہیں "اور نہاری وغیرہ کھلاتے ہیں تاکہ اس کی پچھلی تھکان دور ہو جاوے تو" فرمایا کہ "انبیاء نے جو حظ دنیا کا لیا ہے وہ اسی طرح ہے۔" انبیاء بھی کھاتے پیتے ہیں۔ جو دنیاوی چیزیں ہیں اس سے ان کو بھی حظ ملتا ہے۔ سکون ملتا ہے۔ شادی بیاہ ہے۔ اولاد ہے۔ کھانا پینا ہے دنیاوی چیزیں ہیں۔ یہ سب چیزیں انبیاء بھی ان کا استعمال کرتے ہیں۔ فرمایا کہ انہوں نے جو حظ دنیا کا لیا ہے وہ اسی طرح کا ہے "کیونکہ ایک بڑا کام دنیا کی اصلاح کا ان کے سپرد تھا۔ اگر خدا کا فضل ان کی دستگیری نہ کرتا تو ہلاک ہو جاتے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 374-375)

تو جس طرح ایک گھوڑے والا، ٹانگے والا اپنے گھوڑے کو تازہ دم رکھنے کے لئے کھلاتا پلاتا ہے اسی طرح جو انبیاء ہیں وہ اگر کھاتے پیتے ہیں یا اچھی چیزیں استعمال کرتے ہیں تو صرف اس لئے کہ دنیا کی اصلاح کی طرف توجہ ہو۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کسی نے اعتراض کیا اور حضرت خلیفہ اول سے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پلاؤ بھی کھا لیتے ہیں؟ اعتراض کرنے والے نے کہا سنا ہے مرزا صاحب پلاؤ کھاتے ہیں؟ حضرت خلیفہ اول نے کہا کہ میں نے تو کہیں نہیں پڑھا، نہ قرآن میں نہ حدیث میں کہ اچھا کھانا کھانا نبیوں کو جائز نہیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ) جلد 5 صفحہ 48 روایات حضرت نظام الدین صاحب ٹیلرؒ)

کھاتے ہیں تو کیا ہو گیا۔ تو اس قسم کے بھی لوگوں کے اعتراض ہوتے رہتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف کڑوے کھانے کھانا ہی بڑی بزرگی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ اسی سنت پہ ہمیں چلنا چاہئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش فرمائی۔ آپ نے ایک صحابی کو فرمایا تھا میں اچھا کھانا بھی کھاتا ہوں۔ میں اچھے کپڑے بھی پہنتا ہوں۔ میں نے شادیاں بھی کی ہیں۔ میری اولاد بھی ہے۔ میں سوتا بھی ہوں۔ میں عبادت بھی کرتا ہوں۔ پس یہ میری سنت ہے جس پر تمہیں چلنا چاہئے۔

(تفسیر الحدیث المشرور جلد 3 صفحہ 131 تفسیر سورۃ المائدہ 78 تا 88 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2001ء)

بہر حال آگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "انبیاء کا یہ دستور نہ تھا کہ اس میں ہی منہمک ہو جاتے۔" یعنی دنیاوی چیزوں میں منہمک نہیں ہوتے۔ "انہماک بیشک ایک زہر ہے۔ ایک بد قماش آدمی جو کچھ چاہتا

ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کھاتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک صالح بھی کرے تو خدا کی راہیں اس پر نہیں کھلتیں۔ "ایک بد قماش آدمی تو دنیاوی نظر سے کھاتا پیتا اور وہ دنیا داری کے سب کام کر رہا ہوتا ہے لیکن ایک صالح آدمی نہیں۔ اگر وہ اس طرح کرے گا تو پھر خدا کی راہیں اس پہ نہیں کھلیں گی۔ فرمایا کہ "جو خدا کے لئے قدم اٹھاتا ہے خدا کو ضرور اس کا پاس ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے (عَدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى) (المائدہ: 9)" فرمایا کہ "تغتم اور کھانے پینے میں بھی اعتدال کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ صرف یہی گناہ نہیں ہے کہ انسان زنا نہ کرے۔ چوری نہ کرے۔ بلکہ جائز امور میں حد اعتدال سے نہ بڑھے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 375)

جو جائز چیزیں ہیں ان میں اعتدال رکھنا یہ بھی تقویٰ ہے اور یہ بھی نیکی ہے۔ اپنی تعلیم کے اس حصہ کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ حکام کے ساتھ نیکی کیا ہے؟ اور عام تعلقات اور جو عزیزوں سے تعلقات ہیں اس میں نیکی کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ "ہماری تعلیم تو یہ ہے کہ سب سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی سچی اطاعت کرنی چاہئے کیونکہ وہ حفاظت کرتے ہیں۔" حکومت اور گورنمنٹ کی بھی اطاعت کرنی چاہئے کیونکہ وہ اپنے شہریوں کے صحیح طرح فرائض ادا کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ "جان اور مال ان کے ذریعہ امن میں ہیں اور برادری کے ساتھ بھی نیک سلوک اور برتاؤ کرنا چاہئے کیونکہ برادری کے بھی حقوق ہیں۔" فرمایا "البتہ جو متقی نہیں اور بدعات و شرک میں گرفتار ہیں اور ہمارے مخالف ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔" نیک برتاؤ کرنا ہے کرو۔ لیکن نیکی کا یہ مطلب نہیں کہ جو ہمارے مخالف ہیں اور ہمارے پتوے لگانے والے ہیں، بدعات میں گرفتار ہیں ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے لگ جاؤ۔ وہ نہیں پڑھیں۔ فرمایا کہ "تاہم ان سے نیک سلوک کرنا ضرور چاہئے۔" لیکن نیک سلوک ان سے بہر حال کرنا ہے۔ جتنے مرضی ہمارے مخالف ہوں۔

فرمایا کہ "ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو۔ جو دنیا میں کسی سے نیکی نہیں کر سکتا وہ آخرت میں کیا اجر لے گا۔ اس لئے سب کے لئے نیک اندیش ہونا چاہئے۔ ہاں مذہبی امور میں اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ جس طرح پر طیب ہر مریض کی خواہ ہندو ہو یا عیسائی یا کوئی ہو سب کی تشخیص اور علاج کرتا ہے۔ اسی طرح پر نیکی کرنے میں عام اصولوں کو مد نظر رکھنا چاہئے۔" فرمایا "اگر کوئی یہ کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کفار کو قتل کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی شرارتوں اور ایذا رسانیوں سے بسبب بلا وجہ قتل کرنے مسلمانوں کے مجرم ہو چکے تھے۔" مسلمانوں کو قتل کرتے تھے۔ ان پر ظلم کرتے تھے۔ ان کی سزا کے طور پر ان کو سزا دی گئی "ان کو جو سزا ملی مجرم ہونے کی حیثیت سے تھی۔" اس لئے نہیں تھی کہ انہوں نے انکار کیا۔ "محض انکار اگر سادگی سے ہو اور اس کے ساتھ شرارت اور ایذا رسانی نہ ہو تو وہ اس دنیا میں عذاب کا موجب نہیں ہوتا۔"

نیکی کے دائرے کو کس قدر وسیع کرنا چاہئے؟ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: "یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے۔ کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے۔ میں آجکل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں بعض اس قسم کے خیالات بھی رکھتے ہیں کہ اگر ایک شیرے کے مکے میں ہاتھ ڈالا جاوے اور پھر اس کو تلوں میں ڈال کر تل لگائے جاویں تو جس قدر تل اس کو لگ جاویں اس قدر دھوکہ اور فریب دوسرے لوگوں کو دے سکتے ہیں۔" یہ بعض غیر احمدیوں کے نظریے ہیں کہ شیر یا شہد کوئی میٹھی چیز لیں۔ ہاتھ ڈالو باہر نکالو باہر نکال کے تلوں کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالو اور جتنے تل ہاتھ کے ساتھ لگ جائیں اتنا تم دھوکہ دے سکتے ہو۔ اتنا دھوکہ دینا جائز ہے۔ اتنے لوگوں کے حقوق غصب کرنا جائز ہیں۔ فرمایا کہ یہ سب چیزیں انتہائی گناہ ہیں۔ یہ بالکل جائز نہیں۔ فرمایا کہ "ان کی ایسی بیہودہ اور خیالی باتوں نے بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے اور ان کو قریباً وحشی اور درندہ بنا دیا ہے۔" یہی آجکل مسلمانوں کی حالت ہے۔ "مگر میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہر گز ہر گز اپنی ہمدردی کے دائرے کو محدود نہ کرو اور ہمدردی کے لئے اُس تعلیم کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔"

یعنی إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ (النحل: 91) یعنی اول نیکی کرنے میں تم عدل کو ملحوظ رکھو۔ جو شخص تم سے نیکی کرے تم بھی اس کے ساتھ نیکی کرو۔ اور پھر دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اس سے بھی بڑھ کر اس سے سلوک کرو۔ یہ احسان ہے۔ احسان کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی نہ کبھی ممکن ہے احسان والا اپنا احسان جتنا دے۔ مگر ان سب سے بڑھ کر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ماں اپنے بچے کی پرورش کرتی ہے۔ وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلے کی خواستگار نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی جوش ہوتا ہے جو بچے کے لئے اپنے سارے سکھ اور آرام قربان کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بادشاہ کسی ماں کو حکم دے دے کہ تُو اپنے بچے کو دودھ مت پلا اور اگر ایسا کرنے سے بچہ ضائع بھی ہو جاوے تو اس کو کوئی سزا نہیں ہوگی۔ تو کیا ماں ایسا حکم سن کر خوش ہوگی؟ اور اس کی تعمیل کرے گی؟ ہر گز نہیں۔ بلکہ وہ تو اپنے دل میں ایسے بادشاہ کو کوسے گی کہ کیوں اس نے ایسا حکم دیا۔ پس اس طریق پر نیکی ہو کہ اسے طبعی مرتبہ تک پہنچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہنچ جاتی ہے اُس وقت وہ کامل ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 282-283)

پس نیکیاں ایسی ہوں کہ دل سے ہر وقت نیکیوں کا خیال آتا رہے۔ آپ نے فرمایا کہ "طبعی جوش

سے نوع انسان کی ہمدردی کا نام ایاءِ ذی القربی ہے اور اس ترتیب سے خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر تم پورا نیک بننا چاہتے ہو تو اپنی نیکی کو ایاءِ ذی القربی۔ یعنی طبعی درجہ تک پہنچاؤ۔ جب تک کوئی شے ترقی کرتی کرتی اپنے اس طبعی مرکز تک نہیں پہنچتی تب تک وہ کمال کا درجہ حاصل نہیں کرتی۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 283 حاشیہ)

فرمایا کہ "یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے۔ (سبحانہ تعالیٰ شانہ)۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 284)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ نیکیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بجالانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے **فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ** کا جو مطمح نظر، جو ٹارگٹ ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے اسے ہم حاصل کرنے والے ہوں۔

نماز کے بعد میں چند جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ جو ہے وہ مکرم حامد مقصود عاطف صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم محترم پروفیسر مسعود احمد عاطف صاحب کا ہے جو 22/ اکتوبر کو گردے فیل ہونے کی وجہ سے طاہر ہارٹ ربوہ میں 48 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت عبدالرحیم درد صاحبؒ کے نواسے تھے۔ آپ کے والد پروفیسر مسعود احمد عاطف تھے جنہیں 1955ء سے لے کر 86ء تک تعلیم الاسلام کالج میں فزکس پڑھانے کا بھی موقع ملا۔

یہ مقصود عاطف صاحب مسعود عاطف صاحب کے بیٹے تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم توربوہ میں حاصل کی۔ پھر زندگی وقف کی جامعہ میں داخل ہوئے۔ 1991ء میں شاہد پاس کیا۔ پہلے تو ان کی خواہش تھی کہ فوج میں جائیں لیکن پھر ایک خواب کی بناء پر انہوں نے کالج چھوڑ کر جامعہ میں داخلہ لیا اور وہاں سے شاہد کی ڈگری حاصل کر کے مربی بن کے نکلے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے اور تینوں بچے ان کے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ چھوٹا بیٹا واصف حامد مدرسۃ الحفظ میں قرآن کریم حفظ کر رہا ہے۔

مقصود عاطف صاحب 1991ء میں جامعہ سے فارغ ہوئے۔ پھر پاکستان میں مختلف شہروں میں ان کی تقرری ہوئی۔ اس کے بعد فرنچیز زبان سیکھنے کے لئے انہوں نے اسلام آباد میں نمل یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور پھر مئی 1997ء میں آیوری کوسٹ میں ان کو بطور مبلغ بھجوا گیا۔ 2002ء تک آیوری کوسٹ میں خدمت کی توفیق پائی۔ پھر 2016ء تک برکینا فاسو میں خدمت کی توفیق پائی اور پھر گردے کی تکلیف کی وجہ سے واپس پاکستان بلا لئے گئے۔ آپ کی اہلیہ کہتی ہیں کہ جب میں آیوری کوسٹ گئی ہوں تو بڑی محنت سے مجھے فرنچیز سکھائی تاکہ میرے روزمرہ کے معمولات اور لوگوں سے ڈیلنگ (dealing) آسان رہے اور لجنہ کی تربیت میں بھی مدد ثابت ہو۔ اکثر لکھنے والے

ان کے ساتھیوں نے یہی لکھا ہے کہ بڑے ہنس مکھ تھے۔ بے تکلف تھے۔ ذہین بھی تھے۔ مزاح کی حس رکھنے والے تھے۔ بڑوں کا اور اپنے ساتھیوں کا ادب و احترام کرنے والے تھے۔ اطاعت اور فرمانبرداری کی روح ان میں بہت زیادہ تھی اور بے نفس انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا اجنازہ علی سعیدی موسیٰ صاحب سابق امیر جماعت تنزانیہ کا ہے جو 30 ستمبر کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1950ء کو چٹانڈی (Chitandi) تنزانیہ میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے 1980ء میں دارالسلام یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ اکناکس میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ پھر 1980ء میں ایگریکلچرل اکناکس کی ڈگری حاصل کی۔ مختلف حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ان کو قرآن کریم کا یاؤ (Yao) زبان میں ترجمہ کرنے کا ارشاد فرمایا تھا لیکن اپنی حکومتی مصروفیات کی وجہ سے اور دیگر کاموں کی وجہ سے انہوں نے بڑی دیر لگا دی جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا کہ اس رفتار سے ترجمہ میں کم از کم تیس سال لگ جائیں گے اور بڑا فکر کا اظہار کیا۔ بہر حال یہ ارشاد سن کر علی سعیدی صاحب بڑے جذباتی ہوئے اور انہوں نے عہد کیا کہ میں جلدی قرآن کریم کا ترجمہ کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے سارے کام چھوڑ کے ساری توجہ قرآن کریم کے ترجمہ پر دی اور پانچ سال میں یہ ترجمہ مکمل کر لیا۔

2006ء میں تنزانیہ کی جماعت کا امیر مقرر کیا گیا اور بروڈی اور موزمبیق اور ملاوی کی جماعتیں بھی آپ کی نگرانی میں تھیں۔ ان کی امارت میں جماعت نے وہاں سینڈری سکول کا اجراء بھی کیا اور جماعت نے ایک بڑا رقبہ زمین کا بھی حاصل کیا۔ بڑے مخلص فدائی اور باوقانیک انسان تھے۔ خلافت سے گہرا اور عقیدت کا تعلق تھا۔ اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اور تیسرا اجنازہ مکرمہ نصرت بیگم صادقہ صاحبہ گرمولہ ورکاں حال ربوہ کا ہے جو 16 اور 17 اکتوبر کی درمیانی شب طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مومن طاہر صاحب جو ہمارے عربی ڈیسک کے انچارج ہیں ان کی والدہ تھیں۔ ان کا سب سے نمایاں وصف توحید سے بے پناہ محبت اور شرک و بدعت سے شدید نفرت تھی۔ توکل اور غرباء پروری، اپنی نیکی کو چھپانا، بڑی عاجزی انکساری والی طبیعت تھی۔ ان کے دادا حضرت میاں عطاء اللہ صاحب صحابی تھے اور مولانا برہان الدین صاحب کے ذریعہ سے انہوں نے قادیان آکر بیعت کی تھی۔ قرآن کریم پڑھانے کا ان کو بہت شوق تھا۔ درست پڑھنے اور پڑھانے کا شوق تھا۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریک فرمائی کہ بڑی عمر کی ناخواندہ خواتین کو بھی قرآن شریف سیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے تو بعض ستر ستر سال کی ان پڑھ عورتوں نے بھی ان سے قرآن کریم پڑھنا سیکھا بلکہ بعض نے ترجمہ بھی سیکھ لیا۔ غیر احمدی عورتیں اور بچیاں بھی آپ سے قرآن کریم پڑھتی تھیں۔ بہت سی بچیوں نے لجنہ کے نصاب کی کتابیں پڑھ کر آپ سے لکھنا پڑھنا بھی سیکھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کا ان کو بڑا شوق تھا۔ نظمیں بڑی یاد تھیں اور کلام محمود، دردِ عدن اور درِ شمین وغیرہ کے بہت سارے شعر یاد تھے۔ ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ محمود کی آئین والی نظم تو اکثر بڑے درد سے پڑھتی تھیں اور آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی۔ اسی طرح بدعات کے خلاف انہوں نے اپنے گاؤں میں بڑا کام کیا۔ کمزور ایمان عورتیں جن کو ٹونے ٹونکوں کی بعض دفعہ عادت تھی یا کروات تھیں تو بڑا مبارکباد کر کے ان سے یہ عادت ہٹوائی اور ان کو صحیح مومنہ بننے کی طرف توجہ دلائی۔ نمازیں بڑے سوز سے پڑھتی تھیں۔ تلاوت قرآن کریم باقاعدہ کرنے والی اور موصیہ تھیں۔ مرحومہ کے چھ بیٹے تھے۔ ان کے چار بچے وقف ہیں۔ ایک تو مومن صاحب میں نے بتایا۔ باقی بچے بھی جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد کو سب عزیزوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 17 نومبر 2017ء تا 23 نومبر 2017ء جلد 24 شمارہ 46 صفحہ 05 تا 09)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 03/ نومبر 2017ء بمطابق 03/ نبوت 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ

(آل عمران: 93)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ تم ہر گز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وہ مضمون بیان فرمایا ہے جسے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے والے مومنین نے ہی بہتر رنگ میں سمجھا ہے۔ اس کا سب سے بڑھ کر اظہار تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کیا جنہوں نے اپنا مال، اپنی جان، اپنا وقت دین کے لئے قربان کیا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے "الْبِرَّ" کی حقیقت کو سمجھا۔ یعنی نیکی کے اس معیار کو سمجھا اور حاصل کرنے کی کوشش کی جو نیکیوں کا اعلیٰ ترین معیار تھا۔ جو تقویٰ کا اعلیٰ معیار تھا۔ جو اخلاق کا اعلیٰ معیار تھا۔ جو مالی قربانی کرنے کا اعلیٰ معیار تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا اعلیٰ معیار تھا۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میرا ایک باغ ہے جو بیرحاء کے نام سے جانا جاتا ہے اور مسجد نبوی کے قریب ہی وہ باغ تھا۔ انہوں نے عرض کی کہ مجھے اپنی جائیدادوں میں سے سب سے زیادہ پیارا یہی باغ ہے۔ آج میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن باب لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ ... الخ حدیث 4554)

تو یہ معیار تھے صحابہ کے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر قسم کی قربانیوں کا سب سے زیادہ ادراک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو ماننے والوں کو ہی ہے اور اس کا سب سے زیادہ عملی اظہار بھی اللہ تعالیٰ

کے فضل سے احمدی ہی کرتے ہیں۔ آج دنیا تو مال و دولت سمیٹنے کی دوڑ میں لگی ہوئی ہے۔ احمدیوں کی بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو پیسہ کماتے ہیں دولت کماتے ہیں اور جب انہیں مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی جائے تو وہ اپنا مال پیش کرتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس مسلسل تربیت کا نتیجہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری فرمائی ہے۔ مختلف موقعوں پر مختلف پیرائے میں اور مختلف نصائح کے ساتھ آپ نے ہمیں قربانیوں کی نصیحت فرمائی۔ چنانچہ ایک موقع پر مالی قربانی کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے "خواب میں دیکھے" کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (ال عمران: 93) حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ تم عزیز ترین چیز خرچ نہ کرو گے۔ کیونکہ مخلوق الہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے۔ "حقوق العباد ادا کرنے کے لئے یہ فرمایا کہ حق العباد کے لئے اس کا بہت بڑا حصہ، اس کی ضرورت مال کی ضرورت ہے۔ فرماتے ہیں کہ "اور ابنائے جنس اور مخلوق خدا کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔" حقوق العباد بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔ مضبوط نہیں ہوتا۔ پکا نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ "جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شے ہے" اور اس آیت میں لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔ پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ "یعنی وہ کسوٹی ہے جس سے تقویٰ کو پرکھا جاتا ہے۔ فرمایا کہ "ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ کی زندگی میں للہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے "دین کے لئے" ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاثہ البیت لے کر حاضر ہو گئے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 95-96)

پس یہ وہ اعلیٰ ترین معیار ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قائم فرمایا اور آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قائم فرمایا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر گھر کا کل سامان لے کر آ گئے۔ حضرت عمر گھر کا نصف سامان لے کر آ گئے اور اسی طرح باقی صحابہ بھی اپنی اپنی استعداد کے مطابق قربانیاں دیتے رہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 95)

اور یہی وہ روح اور معیار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ مثالیں دے کر ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ بہت سے احمدی ہیں جو قربانیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرتے

ہیں۔ جب وہ قرآن اور حدیث میں اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پڑھتے ہیں تو اس بات پر ان کو یقین بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے اموال اور نفوس میں برکت کا بھی فرمایا ہے۔ جب انسان اپنی پیاری ترین چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اس کو بڑھا کر دیتا ہوں اور سات سو گنا تک بھی دے سکتا ہوں اور اس سے زیادہ بھی دے سکتا ہوں۔ تو جب احمدی یہ قربانی کرتے ہیں اور جب احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق خرچ کرتے ہیں تو ان کو یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑھا کر دے گا اور ہمارے سے بھی یہ سلوک کرے گا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ:

"جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دی اور اللہ تعالیٰ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے۔" یہ بڑی ضروری چیز یاد رکھنے والی ہے۔ دھوکے سے کمائی ہوئی کمائی اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ پاک کمائی قبول کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ "جس نے پاک کمائی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دی تو اللہ تعالیٰ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا" چاہے وہ کھجور کے برابر ہی کمائی ہو" اور اسے بڑھاتا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔" فرمایا کہ "جیسے تم میں سے کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے اور اسے بڑا جانور بنا دیتا ہے۔"

(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب الصدقة من کسب طیب... الخ حدیث 1410)

اب اس زمانے میں جب ہم یہ پڑھتے ہیں یہ باتیں سنتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سنتے ہیں تو یہ کوئی پرانے قصے کہانیاں نہیں ہیں۔ بلکہ آج بھی قربانیاں کرنے والوں کو ذاتی تجربات ہوتے ہیں اور پھر جو وہ قربانیاں کرتے ہیں تو یہ بات ان کے وسائل میں بھی وسعت پیدا کرتی ہے اور ان کے ایمان میں بھی اضافہ کرتی ہے۔ چنانچہ چند ایک واقعات میں بیان کرتا ہوں۔

کیرون افریقہ کا ایک ملک ہے وہاں کے مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ وہاں کے ایک معلم ابو بکر صاحب ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک احمدی نے جو پچھلے سال بیروزگار تھے۔ عبد اللہ ان کا نام ہے اور اتنے برے حالات تھے کہ اپنے فیملی کو سنبھالنا بھی ان کے لئے مشکل تھا۔ اس حالت میں وہ ایک دن نماز جمعہ پہ آئے۔ نماز جمعہ کے بعد جب سیکرٹری صاحب نے تحریک جدید کے لئے اعلان کیا تو عبد اللہ صاحب کے پاس جیب میں دس ہزار فرانک سیفا تھے انہوں نے اعلان سنتے ہی ساری رقم تحریک جدید کے لئے دے دی۔ کچھ دنوں کے بعد دوبارہ سینٹر میں آئے تو کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ نے میرا چندہ قبول کر لیا اور ایک ہفتے کے اندر ایک پرائیویٹ کمپنی نے مجھے کام دیا ہے اور میری تنخواہ ایک لاکھ فرانک سیفا مقرر ہوئی ہے جو میرے چندے سے دس گنا زیادہ ہے اور ہر ماہ مجھے ملے گی۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ کہتے ہیں کہ اس لئے اب میں پہلے ماہ کی تنخواہ بھی جماعت کو چندہ میں دیتا ہوں۔ اب یہ غریب لوگ ہیں۔

ان کو اللہ تعالیٰ کس طرح ان تجربات سے گزارتا ہے۔ کس طرح برکات سے نوازتا ہے۔ ایک اور مثال بھی ہے۔

کاگو برازاویل میں ایک نومبالغ احمدی داؤد صاحب ہیں۔ یہ بھی افریقہ کا ملک ہے۔ ان کے تنگ مالی حالات کے پیش نظر ان کو کہا گیا کہ کم از کم ہر جمعہ احمدیہ مسجد میں ادا کرنے آیا کریں۔ جب وہ جمعہ پر باقاعدہ ہوئے تو پھر ایک دن جمعہ کے بعد انہیں علیحدہ ملاقات میں مالی قربانی کی اہمیت کا بتایا اور کہا کہ جو کچھ بھی خدا تعالیٰ آپ کو دے اس میں سے کچھ نہ کچھ ضرور اس کی راہ میں دیں۔ جو کچھ آپ خدا کی راہ میں دیں گے وہ اس سے بڑھ کر لوٹائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے پاک کمائی اگر ادا کرو گے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے تو تمہیں لوٹاؤں گا۔ ان کو یہ کہا گیا کہ اس طرح آپ کے تنگ مالی حالات فراخی میں بدل جائیں گے۔ یہ کہہ کر وہ مبلغ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ان کو واپسی کا کرایہ بھی دیا اور رخصت کر دیا۔ ایک ہفتے کے بعد جمعہ کے لئے آئے تو جمعہ کے بعد بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ آپ نے گزشتہ جمعہ کو چندوں کی جو تحریک کی تھی تو مسجد سے جانے سے قبل میں نے سو فرانک سیفا چندے کی مد میں ادا کئے تھے۔ چندہ دینے کے بعد میں جیسے ہی گھر پہنچا تو ایک پڑوسی دوست جنہوں نے کچھ مہینوں سے تھوڑی سی جلانے والی لکڑی ہمارے صحن میں رکھی ہوئی تھی وہ اچانک لکڑی لینے کے لئے آگئے اور جاتے ہوئے چار ہزار فرانک سیفا میرے ہاتھ میں تھما گئے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ ابھی تو میں چندہ دے کر گھر پہنچا ہی تھا تو ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے چالیس گنا بڑھا کر عطا کر دیا۔

اسی طرح تنزانیہ کے امیر صاحب نے لکھا کہ ایک نومبالغ عبید کوئی صاحب بیان کرتے ہیں کہ راجگیری میرا پیشہ ہے اور عرصہ پانچ مہینے سے کوئی خاص کام نہیں مل رہا تھا۔ بڑے مشکل حالات تھے۔ بیوی بچے بھی مشکل سے رہ رہے تھے۔ بڑا مشکل سے گزارہ ہو رہا تھا۔ ایک دن معلم نے چندہ کی تحریک کی۔ کہتے ہیں اس وقت مجھے اور زیادہ پریشانی ہوئی کیونکہ جو رقم میرے پاس تھی وہ صرف اتنی تھی کہ اس دن کے لئے بیوی بچوں کا بندوبست ہو سکتا تھا۔ جب معلم صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے سے اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ رقم چندے میں دے دیتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور اس کے بعد مجھے یہ خیال آیا کہ آج میرے بچے کیا کھائیں گے؟ میں یہی سوچ رہا تھا۔ ابھی کچھ دیر گزری تھی کہ مجھے یہ پیغام ملا کہ کہیں پر تعمیر کا کام ہو رہا ہے میں فوراً وہاں جا کر پیمائش وغیرہ کر لوں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے اجرت کے طور پر ایڈوانس میں کچھ رقم بھی دی گئی۔ میں بڑا حیران ہوا کہ پانچ ماہ سے میں مشکل میں دوچار تھا اور جو نبی اللہ کی راہ میں دیا اس کی طرف سے برکتوں کے دروازے کھل گئے۔ چنانچہ اس دن سے جب میں نے اللہ کی راہ میں دیا۔ میرے حالات اب بدل گئے ہیں۔ اب کبھی میں چندہ ترک نہیں کروں گا۔ یہ نومبالغین کو بھی اللہ تعالیٰ ان تجربات سے گزارتا ہے۔

مالی افریقہ کا ایک اور ملک ہے۔ وہاں ایک صاحب لاسینا (Lassina) صاحب ہیں۔ ان کو تین چار سال

پہلے بیعت کی توفیق ملی۔ انہوں نے اپنی معمولی آمد سے پانچ سو فرانک سیفا چندہ دے دیا اور کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں شمولیت اور چندہ جات کی ادائیگی سے پہلے کاروبار ٹھیک نہیں تھا۔ لیکن چندے کی برکت سے کاروبار میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت ڈالی ہے اور اب اللہ کے فضل سے وہ موصی بھی ہیں (پہلے انہوں نے تحریک جدید میں پانچ سو چندہ دیا تھا) اور اب اس وقت وہ پانچ سو کی بجائے پینتیس ہزار فرانک سیفا ماہوار چندہ ادا کرتے ہیں اور ان کے غیر احمدی دوست ان کے کاروبار میں اضافہ کو دیکھ کے سمجھتے ہیں کہ شاید جماعت ان کی مالی مدد کر رہی ہے۔

فرانس سے ایک نومبالیہ حمزہ صاحب لکھتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد جب مجھے جماعت میں چندے کے نظام کا پتا چلا تو اس وقت میرے مالی حالات بہت کمزور تھے۔ میرے پاس اتنے پیسے نہیں تھے۔ مجھے بعض احمدی دوستوں نے بتایا کہ چندے میں بڑی برکت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے بدلے میں کئی گنا بڑھا کر لوٹا دیتا ہے۔ بہر حال کہتے ہیں کہ میرے پاس ساٹھ یورو تھے۔ میں نے سوچا کہ اللہ کی راہ میں چندہ دیتا ہوں۔ باقی جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ کہتے ہیں ابھی چندہ دیئے ہوئے چند دن ہی گزرے تھے کہ میری بینک سٹیٹمنٹ گھر پر آئی تو میں نے دیکھا کہ میرے اکاؤنٹ میں کہیں سے چھ سو یورو آئے ہوئے ہیں۔ پتا کرنے پر معلوم ہوا کہ حکومت نے میرے چھ سو یورو دینے تھے جو پہلے ان کے ریکارڈ میں نہیں تھے۔ اس طرح جو رقم میں نے چندے میں دی تھی اللہ تعالیٰ نے کئی گنا بڑھا کر مجھے واپس کر دی جس کا مجھے وہم و گمان بھی نہیں تھا۔

تنزانیہ کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ احمد ثانی صاحب Dodoma ریجن سے تعلق رکھتے ہیں اور موصی بھی ہیں۔ انہوں نے اپنا وعدہ پچاس ہزار شلنگ لکھوایا ہوا تھا جو بہت پہلے پورا ادا کر دیا تھا۔ پھر گزشتہ ماہ انہوں نے خواب میں مجھے دیکھا کہ میں ان کے گھر گیا ہوں اور میں نے ان سے پوچھا کہ زمین سے سونا نکالنے کا کام آپ کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جی حضور۔ لیکن یہ کام ٹھیک نہیں چل رہا۔ کہتے ہیں کہ پھر میں نے ان کی طرف دیکھا اور ساتھ ہی کہیں سے یہ آواز آئی کہ تحریک جدید کا چندہ بڑھاؤ۔ ثانی صاحب جو ہیں یہ حکمت کا، دیسی دوائیوں کا بھی کام کرتے ہیں۔ بڑے ماہر ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں کہ اس خواب کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں غیر معمولی برکت ڈالی اور گزشتہ ایک ماہ سے دور دور سے ان کے پاس مریض آنے لگے اور آمد میں غیر معمولی اضافہ ہونے لگا اور کہتے ہیں اس خواب کے بعد گزشتہ ایک ماہ میں انہوں نے مزید چار لاکھ ستائیس ہزار شلنگ سے زیادہ تحریک جدید کا چندہ ادا کیا اور اپنے ریجن میں اب وہ سب سے زیادہ چندہ ادا کرنے والے ہیں۔

انڈیا بنگلور کے ایک مخلص نوجوان بے روزگار تھے اور نوکری نہ ہونے کی وجہ سے گھر کی ماہوار قسط بھی ادا نہیں کر سک رہے تھے۔ تحریک جدید کے انسپٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں ان کے گھر گیا لیکن جب سیکرٹری نے مجھے ان کے حالات بتائے تو میں خاموش ہو گیا اور کوئی بات نہیں کی۔ لیکن موصوف نے خود ہی مجھے پوچھا آپ مجھے کچھ کہنا

چاہ رہے تھے۔ اس پر میں نے کہا کہ مجھے پہلے آپ کے حالات کا پوری طرح علم نہیں تھا تو آپ سے ایک لاکھ روپیہ چندہ تحریک جدید کا وعدہ لینے کا ارادہ تھا لیکن اب آپ کے حالات کا پتا لگا ہے تو میں خاموش ہو گیا۔ آپ اپنی استطاعت کے مطابق جو چاہیں لکھوادیں۔ اس پر موصوف نے کہا کہ آپ ایک لاکھ روپے کا وعدہ لکھ لیں اور کہتے ہیں میں بہر حال اللہ پر توکل کرتا ہوں انشاء اللہ ادائیگی بھی ہو جائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ دوبارہ ان کو ملازمت مل گئی اور بہت اعلیٰ ملازمت ملی اور انہوں نے پچھلے سال کا بھی اور اس سال کا بھی، دو سال کا وعدہ بھی ادا کر دیا۔

مایوٹی ایک آئی لینڈ ہے وہاں کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ یہ بڑا غریب ملک ہے۔ بہت مشکل سے لوگ اپنے گھر کی سبزیاں وغیرہ بیچ کر گزارہ کرتے ہیں۔ ایک احمدی دوست رابیوں (Rabion) صاحب ایک موٹر سائیکل کی دکان میں کام کرتے ہیں اور سب سے زیادہ چندہ دیتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ عجیب سلسلہ ہے میں جتنا چندہ ادا کرتا ہوں اور مہینے کے آخر پر دو گنی رقم واپس مل جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن ان کی اہلیہ نے کہا کہ آپ اتنا زیادہ چندہ کیوں ادا کرتے ہیں؟ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ یہ چندہ مجھے دو گنا کر کے واپس کر دیتا ہے۔ اس لئے میں دیتا بھی ہوں۔ پھر انہوں نے اپنی اہلیہ کے سامنے ہی ایک رقم چندے میں ادا کی۔ کہنے لگے کہ دیکھ لینا اللہ تعالیٰ مجھے یہ رقم ضرور واپس کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مہینہ کے آخر میں دوکان کے مالک نے اپنے تمام ملازمین کو بونس دیا اور جو رقم انہیں بونس میں ملی وہ چندے کی رقم سے زیادہ تھی۔ موصوف اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی میں دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

کینیڈا سے امیر صاحب نے لکھا کہ لجنہ کی سیکرٹری تحریک جدید نے دورہ کے دوران بہنوں کو بتایا کہ حضرت مصلح موعودؑ نے جب تحریک کی تھی تو اس وقت ابتدا میں کہا تھا کہ اپنی تنخواہ آدھی یا پوری تحریک جدید میں پیش کرو تو وہ کہتی ہیں کہ ایک بہن جو پارٹ ٹائم جاب کرتی تھیں لیکن ان کی شدید خواہش تھی کہ مجھے پورا جاب ملے اور میں پوری تنخواہ ادا کروں۔ چنانچہ ان کو فُل ٹائم جاب مل گیا جس کی پانچ ہزار ڈالر تنخواہ مقرر ہوئی جو انہوں نے تحریک جدید میں پیش کر دی۔ اسی طرح اور بہت ساری مثالیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ابتدا سے لے کر آج تک مخلصین پرانے احمدی بھی، نئے آنے والے بہت سارے نو مبایعین بھی اللہ تعالیٰ کے سلوک اور وعدے کا تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کی قربانیوں کے واقعات میں نے سنائے اور اس زمانے میں خاص طور پر مالی قربانیوں کا مضمون بھی جماعت احمدیہ کا ہی ایک خاص امتیاز ہے۔ احمدیوں کی اکثریت اس بات کا ادراک رکھتی ہے کہ یہ زمانہ جو تکمیل اشاعت اسلام کا زمانہ ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے جو کہ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کی اشاعت اور ترجمہ کے ذریعہ سے ہو رہا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی اشاعت اور جماعت کے لٹریچر کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔

مساجد کی تعمیر کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔ مشن ہاؤسز کے قیام کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔ جامعات کے قیام کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔ اس وقت ایشیا میں بھی، افریقہ میں بھی، یورپ میں بھی، نارٹھ امریکہ میں بھی، انڈونیشیا میں بھی جامعات کا قیام عمل میں آچکا ہے جہاں سے مربیان اور مبلغین فارغ ہو کر تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ جب یہ ساری چیزیں احمدیوں کے علم میں آتی ہیں تو ان کو پتا ہے کہ اس کے لئے مالی قربانی کی بھی ضرورت ہے اور پھر وہ مالی قربانی کرتے ہیں۔ اسی طرح جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہ فرمایا کہ مخلوق کی ہمدردی بھی جزو ایمان ہے۔ اس ہمدردی کے تحت ہسپتالوں، سکولوں کا قیام اور اس کے علاوہ بھی جماعت میں امداد کا نظام ہے۔ اور یہ سارا کچھ بھی مخلصین کی قربانیوں کے ذریعہ سے ہی ہو رہا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ پر یہ یقین ہے کہ وہ ان کی قربانیوں کو اس دنیا میں بھی نوازتا ہے اور اگلے جہان میں بھی نوازے گا۔ انشاء اللہ۔ اگر کہیں کمی ہے تو بعض دفعہ یہ ضرور دیکھا گیا ہے کہ انتظامیہ کی طرف سے لوگوں کو توجہ نہیں دلائی جاتی۔ اگر اس کے لئے توجہ دلائی جاتی رہے تو لوگوں کو توجہ بھی پیدا ہوتی ہے۔ ایک دفعہ توجہ دلانے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ:

"یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ اکثر لوگوں کو اب تک کہا بھی نہیں جاتا کہ ہمارے سلسلے کے لئے کسی چندے کی ضرورت ہے۔" آپ فرماتے ہیں "بہت سے لوگ رو رو کر بیعت کر کے جاتے ہیں۔ اگر ان کو کہا جاوے تو ضرور وہ چندہ دیویں مگر ترغیب دینا ضروری ہے....." آپ نے فرمایا کہ "ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندے میں شامل کرو۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 41 حاشیہ)

اور ایک دوسرے کو تحریک کرو۔ اور یہ بات آج بھی جیسا کہ میں نے کہا بالکل درست ہے۔ جب توجہ دلائی جائے تو پھر لوگوں کی توجہ ہوتی ہے اور اسی وجہ سے اب جب میں نے کہا تھا کہ تحریک جدید اور وقف جدید کی تعداد بڑھائیں تو توجہ دلانے پر تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ اور احمدی بچوں میں بھی قربانی کا ایک جوش اور جذبہ نظر آتا ہے۔

چنانچہ نکورو۔ کینیا سے مربی صاحب لکھتے ہیں کہ ابو بکر کیبی صاحب جو اس وقت وہاں کے صدر جماعت ہیں اور کینیا ڈیفنس فورسز میں بطور سارجنٹ کام کرتے ہیں۔ یہ بہت مخلص احمدی ہیں۔ باوجود مسجد سے دور کینٹ ایریا میں رہنے کے باقاعدگی سے لمبا سفر طے کر کے جمعہ کی نماز پہ ضرور حاضر ہوتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ساتھ اپنی تین بیٹیوں کو بھی لے کر آئیں اور لاتے ہیں۔ کینٹ میں اپنے گھر میں خاص طور پر ایم ٹی اے کی ڈش لگوائی ہوئی ہے۔ خود بھی اور اپنے ساتھ کام کرنے والے فوجیوں کو بھی اکثر ایم ٹی اے کے پروگرام دکھاتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں کچھ عرصہ سے ہر خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کی اہمیت کو اجاگر کر رہا تھا۔ چند روز قبل جمعہ کی نماز کے بعد انہوں نے مربی صاحب سے بیان کیا کہ میری بچیاں بھی یہ خطبہ سنتی ہیں اور دوران ماہ ایک مہمان ان کے گھر آئے اور واپس جاتے ہوئے میری چھوٹی بیٹی سمیرا، جس کی عمر ابھی صرف پانچ سال ہے، اس کے ہاتھ میں پچیس

شلنگ پکڑا دیئے۔ جب مہمان چلا گیا تو یہ بچی اپنے باپ کے پاس آئی اور بیس شلنگ مجھے دیتے ہوئے کہا کہ یہ میری طرف سے چندہ تحریک جدید میں ادا کر دیں اور باقی پانچ شلنگ کی میں کچھ کھانے کی چیزیں لے لوں گی۔

پھر لائبریا سے مبلغ لکھتے ہیں کہ تحریک جدید کی وصولی کے دوران ہم ایک جماعت ماگیمہ (Magima) میں ایک گھر پہنچے۔ انہیں بتایا کہ تحریک جدید کیا چیز ہے اور اس میں سب بچے بھی اور بڑے بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ جو آپ کی استطاعت ہو اس کے مطابق حصہ لے سکتے ہیں۔ اس گھر میں ایک چھوٹی سی بچی تھی جس کی عمر چھ سات سال ہوگی۔ اس کا نام بنتو ساویرا (Binto Samawera) ہے وہ ٹوکری میں چھوٹی چھوٹی چیزیں بیچ رہی تھی۔ ہماری باتیں سن کر اس نے کہا کہ بچے بھی بیشک تھوڑے پیسے دے کر اس میں شامل ہو سکتے ہیں؟ تو ہم نے کہا کہ ہاں بچے شامل ہوتے ہیں۔ یہ سن کر وہ دوڑتی ہوئی اندر گئی اور بیس لائبریرین ڈالر لے کر آئی اور کہا کہ میرے پاس تو یہی ہیں۔ مجھے بھی شامل کر لیں۔ چنانچہ اس کے اس معصومانہ فعل پر اس کے والدین نے بھی چندہ ادا کر دیا۔

پس یہ قربانی کی مثالیں صرف احمدی کا ہی خاصہ ہیں۔ چاہے وہ بچے ہوں یا بڑے ہوں۔ اور دنیا کے کسی بھی خطہ میں رہنے والے ہوں۔ بچوں کی قربانیاں حقیقت میں نیک فطرت کی آواز ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ قیامت تک جماعت میں ایسے بچے اور بڑے پیدا ہوتے رہیں جو اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانیاں کرنے کا جوش اور جذبہ رکھنے والے ہوں اور اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں۔

جیسا کہ نومبر میں تحریک جدید کے سال کا اعلان ہوتا ہے۔ آج میں تحریک جدید کے چوراسویں (84) سال کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے گزشتہ سال کے کچھ کوائف بھی پیش کروں گا۔ تحریک جدید کا تراسیواں (83) سال ختم ہوا اور چوراسیواں (84) سال جیسا کہ میں نے کہا ہے یکم نومبر سے شروع ہوا ہے۔ اور جو رپورٹس اب تک آئی ہیں ان کے مطابق اس سال تحریک جدید کے مالی نظام میں جماعت کو ایک کروڑ پچیس لاکھ اسی ہزار پاؤنڈ مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔ یہ وصولی گزشتہ سال کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے پندرہ لاکھ تینتالیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ اور مجموعی وصولی کے لحاظ سے پاکستان کو نکال کر جرمنی پہلے نمبر پر ہے۔ جرمنی میں سو مساجد میں بھی احباب بڑی قربانی کر رہے ہیں۔ خدام، انصار، لجنہ نے اپنے ذمہ بڑی بڑی رقمیں لی ہوئی ہیں۔ تقریباً تین ملین یورو تو اس کے لئے جمع کر رہے ہیں۔ اتنے امیر لوگ بھی وہاں نہیں ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں قربانی کا جذبہ بہت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں بھی وسعت پیدا کرے اور ان قربانیوں کو قبول فرمائے۔ نمبر دو برطانیہ ہے۔ نمبر تین امریکہ۔ نمبر چار کینیڈا۔ نمبر پانچ بھارت۔ نمبر چھ آسٹریلیا۔ نمبر سات انڈونیشیا۔ اور آٹھ مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے اور اسی طرح نو بھی مڈل ایسٹ کی جماعت ہے۔ دسویں نمبر پر غانا ہے۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے بھی پہلے اور دوسرے نمبر پر تو مڈل ایسٹ کی جماعتیں ہیں۔ پھر سوئٹزر لینڈ

ہے۔ پھریو کے ہے۔ لیکن یو کے (UK) میں شامل ہونے والوں کی جو تعداد ہے وہ اس تعداد سے بہت کم ہے جو ان کے جلسے میں شامل ہوتی ہے حالانکہ جلسے میں بھی پوری تعداد شامل نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب ہے اس طرف صحیح طرح پوری توجہ نہیں دی جا رہی۔ پھر پانچویں نمبر پر امریکہ ہے۔ چھٹے نمبر پر آسٹریلیا۔ ساتویں نمبر پر جرمنی۔ اور جرمنی کی شامل ہونے والوں کی جو تعداد ہے وہ اس تعداد سے کافی قریب ہے جو ان کے جلسے میں شامل ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے وہاں سیکرٹری تحریک جدید نے اور متعلقہ سیکرٹریان نے بھی شامل کرنے کے لئے اچھی کوشش کی ہے۔ اور آٹھویں نمبر پر سویڈن۔ پھر ناروے ہے۔ اور پھر کینیڈا ہے۔

افریقن ممالک میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے نمایاں جماعتیں یہ ہیں۔ غانا ہے۔ نائیجیریا ہے۔ پھر مالی ہے۔ نمبر چار کیمرن ہے۔ پھر لائبیریا ہے۔ اور پھر بینن ہے۔

شامل ہونے والوں کی مجموعی تعداد جس پر میں نے چند سال سے کہا تھا کہ زیادہ زور دیا جائے۔ رقم جمع ہو ہی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر ایک سے چندہ وصول کیا جانا چاہئے چاہے ایک پیسہ ہی کوئی دے۔ جس طرح قطرہ قطرہ دریا بنتا ہے اسی طرح ایک ایک پیسہ سے بھی کافی رقم اکٹھی ہو جاتی ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 40 حاشیہ)

تو بہر حال میں نے شاملین کی تعداد بڑھانے کے لئے کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو شامل ہوئے اس سال یہ تعداد سولہ لاکھ سے زیادہ ہے۔ اور اس سال اللہ کے فضل سے دو لاکھ نئے شاملین کا اضافہ ہوا ہے اور اس میں افریقن ممالک میں اضافہ کرنے والوں میں نائیجیریا سب سے اوپر ہے جہاں ستاون ہزار کی تعداد میں نئے لوگ چندے کے نظام میں شامل ہوئے۔ اور اس کے بعد کیمرن ہے یہاں تین ہزار شامل ہوئے۔ پھر بینن ہے۔ اور آئیوری کوسٹ۔ نائیجیر۔ گنی کناکری۔ مالی۔ گنی بساؤ۔ گیمبیا۔ سینیگال۔ برکینا فاسو قابل ذکر ہیں۔ اور علاوہ افریقہ کے باہر کی جماعتوں میں انڈونیشیا نمبر ایک ہے۔ پھر جرمنی ہے۔ پھر برطانیہ ہے۔ پھر بھارت۔ پھر امریکہ اور کینیڈا۔ ان کے شاملین میں اضافہ ہوا ہے۔ بہر حال شاملین میں اضافے کی ابھی کافی گنجائش ہے اور اس طرف جماعتوں کو توجہ دینی چاہئے۔

پاکستان میں وہاں کی امارتوں کا تھوڑا سا نظام بدلا ہے۔ اس لئے ضلع کی بجائے جو پہلی شہری جماعتوں کی قربانی کا چارٹ پیش کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ربوہ نمبر ایک ہے۔ پھر اسلام آباد ہے۔ پھر لاہور ٹاؤن شپ ہے۔ پھر عزیز آباد کراچی ہے۔ پھر دہلی گیٹ لاہور ہے۔ پھر اوپنڈی شہر ہے۔ پھر ملتان۔ پشاور۔ کوئٹہ اور گوجرانوالہ۔ ضلعی سطح پر پاکستان میں جو زیادہ قربانی کرنے والے ضلع ہیں وہ سرگودھا۔ فیصل آباد۔ عمرکوٹ نمبر تین۔ گجرات نمبر چار۔ نارووال پانچ۔ حیدرآباد چھ۔ میرپور خاص سات۔ بہاولپور اور اوکاڑہ آٹھ۔ یہ دونوں برابر ہیں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ نو۔ اور کوٹلی آزاد کشمیر دس۔

جرمنی کی پہلی دس جماعتیں نوکس نمبر ایک۔ پھر روئیڈ مارک۔ پھر وائن گارٹن۔ پھر نیڈا۔ پھر پٹے برگ۔ پھر مہدی آباد۔ پھر ہائیڈل برگ۔ پھر لمبرگ۔ پھر کیل اور فلورز ہائم۔ اور ان کی جو دس بڑی امارتیں ہیں وہ ہیمبرگ۔ فرینکفرٹ۔ مونر فیلڈن۔ گراس گراف۔ ویزبادن۔ ڈٹسن باخ۔ من ہائم اور ریڈ شٹڈ۔ ڈارم شٹڈ اور افن باخ۔ برطانیہ کی ادائیگی کے لحاظ سے دس بڑی جماعتیں جو ہیں ان میں نمبر ایک مسجد فضل۔ نمبر دو ووسٹر پارک۔ نمبر تین برمنگھم ساؤتھ۔ پھر بریڈ فورڈ نار تھ۔ پھر پٹنی۔ پھر گلاسگو۔ پھر اسلام آباد۔ پھر نیو مالڈن۔ پھر جلمگھم۔ پھر سکنتھورپ۔

اور فی کس ادائیگی کے لحاظ سے جو ریجنز ہیں۔ وہ ساؤتھ ویسٹ نمبر ایک ہے۔ پھر نار تھ ایسٹ نمبر دو۔ اسلام آباد نمبر تین۔ ڈلینڈز نمبر چار۔ سکاٹ لینڈ نمبر پانچ۔

امریکہ کی جماعتیں سیلیکون ویلی نمبر ایک۔ پھر اوش کوش (Oshkosh) نمبر دو۔ سیٹل (Seattle) نمبر تین۔ ڈیٹرائٹ چار۔ یارک پانچ۔ لاس اینجلس ایسٹ چھ۔ سلور سپرنگز۔ سنٹرل جرسی۔ شکاگو ساؤتھ ویسٹ۔ اٹلانٹا۔ لاس اینجلس ان لینڈ۔

وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی لوکل امارات میں وان نمبر ایک۔ پھر پیس ویلج۔ بریمپٹن۔ وینکوور۔ اور مسی ساگا۔ انڈیا کے صوبہ جات میں کیرالہ۔ کرناٹک۔ نمبر تین جموں۔ کشمیر نمبر چار۔ تلنگانہ۔ پانچ تامل ناڈو۔ چھ اڑیسہ۔ سات پنجاب۔ آٹھ بنگال۔ نو دہلی اور دس مہاراشٹر ہیں۔

دس بڑی جماعتیں جو ہیں۔ ان میں پہلے نمبر پر کالی کٹ (کیرالہ)۔ پتھ پیریم (کیرالہ)۔ پھر نمبر تین قادیان۔ نمبر چار حیدر آباد۔ نمبر پانچ کلکتہ۔ نمبر چھ بنگلور۔ پھر کینا نور ناؤن۔ پھر پینڈگاڈی۔ پھر ماتھوٹم۔ پھر کیر ولائی۔ آسٹریلیا کی دس جماعتوں میں سے نمبر ایک کاسل ہل، میلبرن، بیروک، Act، کینز، مارزڈن پارک، برزبین۔ لوگن۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ۔ پلمپٹن۔ میلبرن لانگ وارن۔ پیرنٹھ، میلبرن ایسٹ۔

اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔

اس کے بعد میں مختصر ایک اور تحریک بھی کرنا چاہتا ہوں جو یو کے (UK) کے لئے عمومی ہے اور دنیا کے جو مختیر حضرات ہیں، جو صاحب حیثیت ہیں ان کے لئے ہے۔ اور وہ مسجد بیت الفتوح کے اس جلسے ہوئے حصہ کی تعمیر نو کے لئے ہے۔ تقریباً دو سال کا عرصہ تو گزر گیا ہے جب مسجد کے ایک حصہ کو آگ لگی تھی۔ آج کل کچھ سالوں سے 1984ء سے خلافت کے یہاں قیام کی وجہ سے دنیا سے افراد بھی یہاں آتے ہیں۔ ان کی رہائش اور پھر مختلف فنکشنز ہوتے ہیں۔ اب تو ویسے بھی دنیا کے ملکوں کے ذیلی تنظیموں کے بھی اور جماعتوں کے بھی بڑے بڑے وفود سارا سال آتے رہتے ہیں۔ ان کی رہائش وغیرہ کا بھی مسئلہ رہتا ہے۔ مسجد کے ساتھ ملحق ہال اور کمرے ہوتے تھے پہلے

وہاں انتظام ہو جاتا تھا۔ جلنے کے بعد اب اس میں کافی تنگی پیدا ہو رہی ہے اور اس کی تعمیر نو کا منصوبہ تو بنالیا گیا ہے۔ کافی بڑا منصوبہ ہے۔ جگہ تو تھوڑی سی زیادہ ہے لیکن بہر حال منصوبہ بڑا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب اس مسجد کے منصوبے کی تحریک کی تھی تو شروع میں پانچ ملین کی آپ کی تحریک تھی۔ بعد میں مسجد کے مین (Main) حصے کو چھوڑنے کی وجہ سے دوسری جگہوں پہ خرچ زیادہ ہو گیا تھا تو پھر پانچ ملین کی اور تحریک آپ کو کرنی پڑی۔ اس کے بعد بھی مختلف کام آہستہ آہستہ ہوتے رہے جو جماعت اپنے بجٹ میں سے خرچ کرتی رہی اور کافی حد تک مکمل ہو گیا تھا۔ لیکن بہر حال جو بھی ہوا یہ حادثہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی یہی تقدیر تھی۔ وہ آگ لگ گئی اور یہ کافی بڑا حصہ جل گیا تو اس کا جو نیا منصوبہ بنایا گیا ہے اس میں بھی تقریباً اتنی ہی رقم خرچ ہو گی۔ گیارہ ملین کے قریب جس میں سے نصف کے قریب تو موجود ہے جو انشورنس وغیرہ سے ملی ہے یا دوسرے لوگوں نے بعض چندے دیئے ہیں۔ نصف سے زائد کی تقریباً ضرورت پڑے گی اور اس کے لئے بہر حال احباب نے ہی قربانی کرنی ہے جس طرح ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔

مسجد بیت الفتوح کو اس وقت جب وہ سارا حصہ مکمل تھا طرز تعمیر کے لحاظ سے اور خوبصورتی کے لحاظ سے اور بڑی عمارت کے لحاظ سے یورپ کی جو پچاس بڑی عمارتیں ہیں ان کی لسٹ میں شمار کیا گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب یہ منصوبہ دیا تھا تو یہ بھی اعلان فرمایا تھا اور اس کا اظہار بھی فرمایا تھا کہ مجھے امید ہے یورپ کی یہ سب سے بڑی مسجد ہو گی بلکہ اور کوئی مسجد اس سے بڑی نہیں ہو گی۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ سات آٹھ ہزار لوگ جس میں آسکیں تو ہماری ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ لیکن مسجد کی جو گنجائش تھی اس میں ہالوں سمیت دس ہزار کے قریب لوگ سما سکتے تھے۔

(ماخذ از الفضل انٹرنیشنل مورخہ 7 تا 13 اپریل 1995ء صفحہ 5-6، مورخہ 23 تا 29 مارچ 2001ء صفحہ 6)

لیکن وہ گنجائش بھی دو تین سال کے بعد ہی کم ہو گئی۔ پھر یہاں انتظامیہ کو اعلان کرنا پڑتا تھا کہ دوسری جماعتوں کے لوگ یہاں عید کی نماز پڑھنے نہ آئیں۔ اپنے علاقوں میں پڑھیں۔ لیکن اس کے باوجود جیسا کہ احباب کو پتا ہے کہ ہمیں پارک میں علیحدہ مارکیٹ لگانی پڑتی تھی اور عید کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ بہر حال ضرورت تو ہے اور جس حد تک ہم اس کو بہتر اور بڑا کر کے بنا سکتے ہیں ہمیں بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ وہ لوگ جن کو پہلے اس کی تعمیر میں حصہ لینے کا موقع نہیں ملا انہیں تو ضرور کوشش کر کے حصہ لینا چاہئے کیونکہ یہ یو کے (UK) جماعت کا منصوبہ ہے اس لئے عمومی طور پر تو جیسا کہ میں نے کہا یو کے (UK) کے احمدیوں کا یہی کام ہے، جماعت کا یہی کام ہے۔ انہیں اس میں حصہ لینا چاہئے۔ اور باہر کی دنیا کے بھی مخیر احباب جو ہیں اس میں حصہ لیں۔ ذیلی تنظیموں کو بھی ذیلی تنظیموں کی حیثیت سے، جماعتوں کو جماعتوں کی حیثیت سے، بڑی بڑی جماعتیں جو ہیں انہیں حصہ لینا چاہئے کیونکہ

سارا سال ہی اب تو یہاں باہر سے مہمان آتے ہیں اور یو کے (UK) جماعت ہر مہینے ان کی مہمان نوازی بھی کرتی ہے بلکہ یہ تعداد اب تو ہزاروں میں ہو گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

"عالمگیر کے زمانے میں مسجد شاہی کو آگ لگ گئی تو لوگ دوڑے دوڑے بادشاہ سلامت کے پاس پہنچے اور عرض کی کہ مسجد کو تو آگ لگ گئی۔ اس خبر کو سن کر وہ فوراً مسجد میں گر ا اور شکر کیا۔ حاشیہ نشینوں نے تعجب سے پوچھا کہ حضور سلامت یہ کون سا وقت شکر گزاری کا ہے کہ خانہ خدا کو آگ لگ گئی ہے اور مسلمانوں کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ تو بادشاہ نے کہا کہ میں مدت سے سوچتا تھا اور آہ سرد بھرتا تھا کہ اتنی بڑی عظیم الشان مسجد جو بنی ہے اور اس عمارت کے ذریعہ سے ہزار ہا مخلوقات کو فائدہ پہنچتا ہے کاش کوئی ایسی تجویز ہوتی کہ اس کار خیر میں کوئی میرا بھی حصہ ہوتا۔ لیکن چاروں طرف سے میں اس کو ایسا مکمل اور بے نقص دیکھتا تھا کہ مجھے کچھ سوچ نہ سکتا تھا کہ اس میں میرا ثواب کسی طرح ہو جائے۔ سو آج خدا تعالیٰ نے میرے واسطے حصول ثواب کی ایک راہ نکال دی۔

وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 387)

پس جیسا کہ میں نے کہا جو پہلے اس قربانی میں حصہ نہیں لے سکے انہیں ضرور حصہ لینا چاہئے۔ اپنی رقم کے جو بھی وعدے کریں تین سال کے عرصہ میں ان کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن کم از کم تیسرا حصہ پہلے سال میں ہی ضرور ادا کر دیں۔

اس منصوبے کے جو کوائف ہیں وہ یہ ہیں۔ پہلے یہ covered ایریا چار ہزار سات سو سکوائر میٹر تھا۔ اور اب اس کا جو نیا پلان بنا ہے اس کے مطابق پانچ ہزار آٹھ سو سکوائر میٹر ہے اور ناصر ہال کی چھت بھی تھوڑی سی بلند کی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ پہلا جو فلور ہو گا نور ہال ہو گا اس کی چھت بھی بلند کی گئی ہے۔ پھر دوسرے فلور پر دفاتر ہوں گے پھر تیسرے فلور اور چوتھے فلور پر دفاتر اور exhibition hall اور مہمانوں کے لئے رہائش، گیسٹ روم وغیرہ بنیں گے۔ پھر یہ گیٹ سے ذرا ہٹا کر بنائی گئی ہے تاکہ کچھ پارکنگ کی جگہ مل جائے۔ گاڑیوں کی آمد و رفت میں آسانی رہے۔ پیدل چلنے والوں کی آسانی رہے۔ عورتوں اور مردوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہو جائے۔ تو یہ منصوبہ ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور یو کے (UK) جماعت کو اس منصوبے کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرم عادل حمود ناخوذہ صاحب یمن کا ہے۔ 14 اکتوبر کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے چالیس سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ آپ کے بیٹے طارق صاحب بیان کرتے ہیں کہ بیعت سے قبل میرے والد صاحب نمازوں کے پابند نہ تھے لیکن بیعت کے بعد نہ صرف پابندی سے نمازیں ادا کرنے لگے بلکہ ہمیں دین کی اہمیت اور جماعت کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کی بھی ہمیشہ نصیحت کرتے رہتے۔ ہمیں ساتھ لے کر گھر پر نماز باجماعت باقاعدگی سے ادا کرتے اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہمیں پڑھ کر سنا تے۔ ایم ٹی اے کی فریکوئنسی والے کارڈ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے۔ جہاں بھی جاتے یہ کارڈ تقسیم کرتے اور تبلیغ کرتے۔ احمدیت میں شامل ہو کر ان کی زندگی بالکل بدل گئی اور ہمیشہ ان پر سعادت اور خوشی کے آثار نظر آتے۔

ایک احمدی دوست علی الغربانی بیان کرتے ہیں کہ بیعت سے قبل مرحوم مجھے اور بعض اور دوستوں کو اپنے گھر بلا کر احمدیت کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے ان کو مختلف اختلافی مسائل، خروج دجال، حیات و وفات مسیح اور ظہور مہدی علیہ السلام وغیرہ سمجھائے۔ مرحوم کو ہماری باتیں اور عقائد بہت پسند آئے۔ جماعت کے خلاف جو بات سنتے خود اس کی تحقیق کرتے۔ ان کے بیعت کرنے سے قبل ایک بار ہم پر جھوٹے الزام لگا کر جیل میں ڈال دیا گیا لیکن مرحوم نے باوجود اس وقت غیر احمدی ہونے کے بڑی بہادری سے ہمارا ساتھ دیا اور دفاع کیا۔ آپ کے دوسرے رشتہ داروں نے بھی یہی لکھا ہے کہ بیعت کے بعد آپ کی زندگی بالکل بدل گئی تھی۔ دینی امور کے سلسلہ میں بات کرتے تو ہمیشہ قرآنی آیات پیش کرتے، احادیث پیش کرتے، حوالے دے کر بات کرتے۔ ہم حیران ہوتے تھے کہ آپ نے اس قدر دینی علوم اس قدر جلدی کیسے اور کہاں سے سیکھ لئے۔ ہم پوچھتے تو مرحوم بتاتے یہ تمام علوم انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سیکھے ہیں کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نور حاصل کرتے تھے۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی یاد گار چھوڑے ہیں اور ان کی فیملی کے اکثر افراد اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت اور رحم کا سلوک فرماتے ہوئے اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے اور ان کے بیوی بچوں کا بھی حافظ و ناصر ہو۔ ان کی ضروریات پوری کرنے والا ہو۔ ان کو نیک صالح بنائے اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 24 نومبر 2017ء تا 30 نومبر 2017ء جلد 24 شمارہ 47 صفحہ 09 تا 05)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 10/ نومبر 2017ء بمطابق 10/ نبوت 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ
وَالْأَقْرَبِينَ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أُولَىٰ بِهَمَّا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا - وَإِنْ تَلَوْا أَوْ
تَعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا - (النساء: 136)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا
تَعْدِلُوا - اِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ - وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ - (المائدة: 9)
وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةً يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ - (الاعراف: 182)

اللہ تعالیٰ نے جس طرح اور جس معیار کے عدل و انصاف کے قائم کرنے کی مسلمانوں کو ہدایت فرمائی
ہے کسی اور مذہبی کتاب میں یہ معیار موجود نہیں ہے۔ لیکن بد قسمتی سے اس وقت ہر سطح پر مسلمانوں میں ہی ایک
ایسا بڑا طبقہ ہے، لیڈروں میں بھی اور علماء میں بھی، جو انصاف اور عدل کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ اسی طرح
گھروں میں عوام الناس میں عامۃ المسلمین میں عام معاملات میں انصاف اور عدل کے وہ معیار عموماً دیکھنے میں نہیں
آتے جو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمائے ہیں جس کی ایک مومن سے توقع کی جاتی ہے۔

گھریلو ناچاقیوں کے معاملات ہیں تو اس کے لئے مردوں کی طرف سے، عورتوں کی طرف سے بھی، بسا
اوقات غلط واقعات کے ساتھ عدالتوں میں مقدمات پیش کئے جاتے ہیں۔ غلط گواہیاں پیش کی جاتی ہیں۔ ناجائز حقوق
لینے کے لئے یا کسی کا حق مارنے کے لئے جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے۔ غرض کہ بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو
اپنا حق لینے یا یہ سمجھتے ہوئے کہ میرا حق ہے اور دوسرے کا حق مارنے کے لئے سچائی سے کام نہیں لیتی۔ جھوٹ بولتے

ہیں اور عدالت کو بھی دھوکے میں رکھتے ہیں۔ بعض جگہ انصاف کرنے والے غلط فیصلے اپنے ذاتی مفادات کے لئے کر لیتے ہیں گویا کہ نظام ہی بگڑ گیا ہے۔ تو بہر حال اس بے انصافی سے معاشرے میں برائیاں پھیلتی چلی جاتی ہیں۔

پھر قومی سطح پر حکمران انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتے، نہ اپنی رعایا کے لئے ہی انصاف کے تقاضے پورے کئے جارہے ہوتے ہیں، نہ ہی ملکوں کے آپس کے تعلقات میں انصاف کے تقاضے پورے کئے جاتے ہیں۔

علماء ہیں تو انہوں نے مذہب کو اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے اور دعویٰ مسلمانوں کا یہ ہے کہ ہم خیر اُمت ہیں اور اسلام ہی دنیا کے مسائل کا بہترین حل پیش کرتا ہے۔ یقیناً مسلمان خیر اُمت ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلیں اور قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کریں۔ یقیناً اسلام ہی دنیا کے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے بشرطیکہ اس کی تعلیم کے مطابق حق اور انصاف قائم کیا جائے۔

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں یہ تین مختلف سورتوں کی ہیں۔ النساء کی، المائدہ کی اور الاعراف کی۔ پہلی آیت جو النساء کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو۔ اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلو تہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

پس یہ وہ حکم ہے عدل کے معیار قائم کرنے کا۔ ذاتی گھریلو معاملات میں بھی اور معاشرتی معاملات میں بھی کہ جیسے بھی حالات ہو جائیں انصاف اور عدل پر ہمیشہ قائم رہنا ہے۔ مومنوں کو یہ حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق مومن کی گواہی ہونی چاہئے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہو ایمان کا معیار انتہائی اعلیٰ درجہ کا ہو اور مضبوط ہو۔ اس بات پر انسان قائم ہو کہ جو بھی حالات مجھ پر گزر جائیں میں نے انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنا ہے اور یہ مضبوطی اسی وقت پیدا ہوتی ہے یا اس کی مضبوطی کا تبھی پتا لگے گا جب انسان اپنے خلاف بھی گواہی دینے کے لئے تیار ہو۔ اپنے بیوی بچوں کے خلاف بھی گواہی دینے کے لئے تیار ہو۔ اپنے والدین کے خلاف بھی اگر ضرورت پڑے تو گواہی دینے کے لئے تیار ہو۔ قریبی رشتہ داروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو تیار ہو۔ فرمایا کہ خواہشات کی پیروی عدل سے دُور کرتی ہے۔ اگر اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگ گئے تو عدل اور انصاف سے دُور ہو جاؤ گے۔

آج کل معاشرے کے بہت سے مسائل اس لئے ہیں کہ عدل اور انصاف کے معیار اس پائے کے نہیں ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اپنی باتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا عام بات ہے۔ افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ بعض اوقات ہم میں سے بھی بعض لوگ دنیا داری اور ماحول کے زیر اثر باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں

آنے کے ایسی باتیں کر جاتے ہیں اور ایسی گواہی دیتے ہیں جو حقائق سے دور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ چاہے ذاتی یا اپنے والدین کا نقصان بھی ہو جائے تو پھر بھی کبھی ایسی بات نہ کرو جو گول مول ہو یا کسی بھی طرح یہ تاثر پیدا ہو کہ حقائق کو چھپانے کے لئے پہلو تہی کی گئی ہے۔ سچی گواہی دینے سے بچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ باتیں ہم روزمرہ کے معاملات میں دیکھتے ہیں۔ مثلاً میاں بیوی کے معاملات ہیں۔ قضا میں بہت سارے ایسے معاملات آتے ہیں جہاں حقائق سے کام نہیں لیا جاتا۔

لین دین کے معاملات ہیں ان میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں حقائق چھپائے جاتے ہیں۔ بعض دین کا علم رکھنے والے اور بظاہر خدمت میں پیش پیش بھی ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں کہ انسان پریشان ہو جاتا ہے کہ ایسے لوگ بھی اس قسم کی باتیں کر سکتے ہیں جو بظاہر بڑے عالم ہیں اور دین کا علم رکھنے والے ہیں اور ان کا نیک اثر بھی قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اپنے خلاف، اپنے والدین کے خلاف، اپنے قریبی خونی رشتوں کے خلاف بھی حق کو نہ چھپاؤ۔ حق کو بہر حال ظاہر کرو۔ یہ لوگ صرف دوستیاں نبھانے کے لئے یا اپنے ذاتی مفادات کے لئے حق چھپاتے ہیں۔ گول مول بات کرتے ہیں یا سچی گواہی دینے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ اور اگر حقیقت ظاہر ہو جائے تو اپنی بات کی تائید کے لئے انہوں نے تیاری بھی خوب کی ہوتی ہے کہ کس طرح اس سے بچنا ہے اور کیا دلیلیں دینی ہیں۔

لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے، اس کو اچھی طرح اس کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس دنیا کے فائدے تو تم حاصل کر سکتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے یہاں بچ بھی گئے تو اگلے جہان میں پکڑے جاؤ گے۔ ہمارے تمام عملوں کی خبر رکھنے والا خدا وہ سارا اعمال نامہ سامنے رکھ دے گا جس میں وہ ساری باتیں ہوں گی۔ جس امام کو ہم نے مانا ہے اس نے تو اس قرآنی حکم پر چلتے ہوئے ایسی مثالیں قائم کی ہیں جو غیروں کو بھی حیران و پریشان کر دیتی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے سے بہت پہلے جوانی کے زمانے کا ایک واقعہ روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ اپنے والد کے مزار عین کے خلاف ایک مقدمے میں آپ پیش ہوئے اور حق و انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے حق بات کی جس کا فائدہ مزار عین کو ہوا اور ان کے والد کا نقصان ہوا۔ آپ کے وکیل نے آپ کو پہلے کہا بھی کہ جس طرح میں کہتا ہوں اگر اس طرح گواہی نہ دی تو نقصان ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ جو بھی ہو جو حق بات ہے میں تو وہی بتاؤں گا۔ تو بہر حال جج نے مزار عین کے حق میں ڈگری دے دی اور دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ مقدمہ کے ہارنے کے بعد، جب آپ کے خلاف فیصلہ ہو گیا اور آپ عدالت سے واپس ہوئے تو اس طرح خوش خوش واپس آ رہے تھے کہ لوگ جن کو اس فیصلہ کا پتا نہیں تھا وہ سمجھے کہ شاید آپ مقدمہ جیت کر واپس آ رہے ہیں۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 72-73۔ آمینہ کلمات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 298)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس غلام صادق کو ہم نے مانا ہے اس کا نمونہ تو یہ ہے اور اس نمونے کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں ہر معاملے میں اپنی گواہیوں کے جائزے لینے چاہئیں۔

اسی طرح ایک اور مثال ہے کہ ان ملکوں میں، مغربی ممالک میں بہت سے ہیں جو اپنی آمد کم بتا کر ٹیکس بچا لیتے ہیں یا حکومت سے بعض مراعات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اب معاشی حالات جو دنیا کے خراب ہوئے ہیں تو ان ترقی یافتہ ممالک میں بھی حکومتیں بڑی گہرائی سے جائزے لینے لگ گئی ہیں اور جہاں بھی انہیں شک پڑتا ہے فوراً تحقیق کرتے ہیں۔ اس لئے احمدیوں کو اپنی اور جماعت کی بدنامی سے بچنے کے لئے اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دنیاوی نقصان کو برداشت کرنا چاہئے اور حقائق نہیں چھپانے چاہئیں۔ ہمیشہ سچی بات کہنی چاہئے۔ اگر نیت نیک ہوگی، اللہ تعالیٰ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے پکڑیں گے، اپنی گواہیوں کے معیار کو قول سدید پہ قائم کریں گے تو اللہ تعالیٰ جو رب ہے، جو رازق ہے وہ خود ہی سامان بھی مہیا فرما دے گا۔ خود ہی رزق میں برکت ڈال دے گا۔ پس ہمیں ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنے چاہئیں۔ اگر ہم انصاف کے ایسے معیار قائم کرنے کی کوشش نہیں کریں گے تو نہ گھروں کا امن و سکون قائم رہ سکتا ہے، نہ جہاں ہم رہتے ہیں اس علاقے کا اور معاشرے کا امن اور سکون قائم رہ سکتا ہے۔ اس پر عمل نہ کرنے سے افراد جماعت کے آپس کے تعلقات میں بھی دُوریاں پیدا ہوں گی۔

حیرت ہوتی ہے بعض لوگ غلط بیانی اور بے انصافی میں اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ بعض بچیوں کے والدین نے مجھے شکایت کی کہ ہماری لڑکی کا ایک جگہ اگر رشتہ ختم ہوا تو اس کے سابقہ سسرال والے ہر جگہ جہاں بھی رشتے کی بات چلتی ہے وہاں پہنچ کر جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لیتے ہیں اور لڑکی کو بدنام کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض لڑکے بھی میرے پاس آئے جن کو لڑکی کے والدین اس طرح بدنام کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف گواہیاں دے کر ان کے رشتے تڑوائے جا رہے ہیں یا ان میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تو یہ انتہائی خطرناک چیز ہے۔ معاشرے کا امن برباد کرنے والی بات ہے اور اپنے عہد کو توڑنے والی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دُور ہٹنے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہم پر احسان کیا ہے کہ ہمیں زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ نے بھائی بھائی بنانے کا انتظام فرمایا اور ہم اپنے بعض ذاتی مفادات کے لئے یا اپنی اناؤں کی تسکین کے لئے یادلوں میں بغض و کینہ رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے بدلے لینے کی کوشش کرتے ہیں اور بدلے لینے کے لئے اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے خوف کو بھی دلوں سے نکال دیتے ہیں۔ اگر کسی کے خیال میں اس پر زیادتی ہوئی بھی ہے تو اب معاملہ حل ہونے کے بعد، ختم ہونے کے بعد زیادتی کرنے والے سے علیحدہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ جو ہر معاملے کی خبر رکھنے والا ہے اس پر معاملہ چھوڑیں۔ اس بات میں ایک مومن کی

سعادت مندی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر معاملہ چھوڑ دے۔

پھر اپنے معاشرے میں انصاف اور عدل اور سچائی قائم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ اپنے ذاتی معاشرتی اور قومی معاملات سے نکل کر بھی اعلیٰ معیار کا عدل اور انصاف قائم کرنا تمہاری ذمہ داری ہے اور غیر قوموں سے بھی عدل اور انصاف کا سلوک کرتے ہوئے اس کے اعلیٰ معیار قائم کرو۔ اگر دشمنوں کے ساتھ بھی تم نے عدل اور انصاف کے معیار قائم نہ کئے تو خیال کیا جائے گا کہ تم تقویٰ پر چلنے والے نہیں ہو۔ چنانچہ سورۃ مائدہ کی آیت 9 ہے جو میں نے تلاوت کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

بعض جگہ مذہبی اختلاف ہوتے ہیں اور اس وجہ سے دوسرے مذاہب والے زیادتی بھی کر جاتے ہیں تو ایسے حالات میں ایک مومن کا یہ کام نہیں ہے کہ قوموں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کی زیادتی کا بدلہ اسی طرح لیں اور انصاف کے تقاضے پورے نہ کریں۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے ایک دفعہ درس میں بیان فرمایا کہ مثلاً اُس زمانے میں آریہ لوگ مسلمانوں کو نوکریوں سے تنگ کرتے تھے، نکال دیتے تھے کہ اگر وہ ایسا کریں بھی تو مسلمان کا کام نہیں ہے کہ ان سے بدلے لے۔ تبھی ہم اس حکم کے مطابق عمل کر سکتے ہیں۔

(ماخوذ از حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 85 تفسیر سورۃ المائدہ آیت 9)

مومن کا یہ کام کبھی نہیں ہے کہ انصاف قائم نہ کرے۔ مومن کا یہ کام ہے کہ انصاف قائم کرے اور تقویٰ سے کام لے اور اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑے جو ہر چیز سے باخبر ہے۔ ایک حقیقی مومن کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مضبوطی سے پکڑے اور اس پر قائم ہو اور اس میں ذرہ برابر بھی لاپرواہی نہ ہو۔ ایک حقیقی مسلمان کا نمونہ بن کر دکھانا ایک مومن کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ہر عمل اور فعل خدا تعالیٰ کی خاطر ہو۔ یہ حقیقی مسلمان کی نشانی ہے۔ ایک حقیقی مومن کی نشانی ہے۔ انصاف کی تائید میں گواہ بننے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اسلامی تعلیم پر ایسے کاربند ہو، اس طرح عمل کرو کہ تمہارا عمل یا عملی نمونہ لوگوں کے لئے، دوسرے مذاہب کے لئے، معاشرے کے لئے ایک مثال بن جائے۔ دوسری قوموں کے لئے مثال بن جائے۔ آج کل مسلمانوں کی بے انصافیوں کے بارے میں مغرب میں بہت کچھ کہا جاتا ہے کہ جو لوگ اپنے مذہبوں کے ساتھ انصاف نہیں کرتے وہ غیروں سے کیا انصاف کریں گے۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے اور مسلمان ہی اپنی حرکتوں کی وجہ سے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ حکمران عوام کے حق مار رہے ہیں۔ عوام حکام سے لڑ رہے ہیں، حکومتوں سے لڑ رہے ہیں۔ آبادیوں کی آبادیاں

ظلموں کا شکار ہو رہی ہیں اور شکار ہو کر تباہ ہو رہی ہیں۔ نام نہاد اسلام پسند گروہ اپنے لوگوں کو بھی مار رہے ہیں اور غیر ملکوں میں بھی آکر یہاں بھی ظالمانہ حرکتیں کرتے ہیں اور اپنے ظلم کو یہ کہہ کر وہ justify کرتے ہیں کہ یہ مغربی لوگ ہمارے لوگوں کو مار رہے ہیں اس لئے ہم بھی اپنا حق استعمال کر رہے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کو بھی مسلمان ہی مار رہے ہیں۔ ہاں غیروں سے مدد ضرور لے رہے ہیں۔

اب گزشتہ دنوں ایک نیا منصوبہ ان شدت پسندوں کے گروپ کا سامنے آیا ہے جو یہاں مختلف شہروں میں، ملکوں میں وقتاً فوقتاً حملے کرتے رہتے ہیں کہ اب یورپ میں ہم بچوں پر حملے کریں گے اور ماں باپ کے سامنے ان کے بچوں کو ماریں گے کیونکہ ان مغربی ممالک کے بمبارطیاروں نے بمباری کر کے ہمارے بچوں کو مارا، ہماری آبادیاں تباہ کیں۔ حالانکہ یہ بمباری بھی تو مسلمان حکمرانوں کے کہنے پر ہوئی ہے۔ بہر حال یہ قوموں کی دشمنی پھر آگے مزید دشمنیوں کے بچے پیدا کرتی چلی جاتی ہے اور یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں اس حد تک جانے پر مجبور نہ کرے کہ تم انصاف کے تقاضے پورے نہ کرو۔ انصاف کے تقاضے تم نے بہر حال پورے کرنے ہیں اور اسی وجہ سے ظلم بڑھ رہا ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے اور جو غیر مسلم ہمارے خلاف ہیں وہ بھی اس لئے کہ مسلمانوں کے عملی نمونے اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ مسلمان اپنے نمونے دکھاتے ہوئے اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتاتے ہوئے اسلام کی تبلیغ کرتے لیکن یہاں تو حساب ہی الٹا ہے اور مسلمان ممالک میں ظلموں کے علاوہ تو کچھ دیکھنے میں نہیں آتا۔ اسلام کی تائید میں گواہی تو اسلامی تعلیم کی خوبصورتی بیان کر کے ہی دی جاسکتی ہے۔

قرآن کریم کا کتنا خوبصورت حکم ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ یہ حکم کسی اور مذہبی کتاب میں نہیں دیا گیا۔ انصاف قائم کرنے کے لئے کوئی امتیاز نہیں ہے۔ انصاف حاصل کرنے کا حق مسلمان اور غیر مسلم دونوں کو برابر ہے۔ بلکہ دشمنوں کے ساتھ سلوک میں انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔ اس طرف زیادہ توجہ دینی ہے۔ یہ کیسی خوبصورت تعلیم ہے۔ لیکن افسوس کہ اس تعلیم کے باوجود مسلمانوں کے عمل نے غیر مسلم دنیا میں اسلام کو بدنام کر دیا۔ عام مسلمان، حکمران، علماء سب یہ حرکتیں کر رہے ہیں اور ان کی یہ حرکتیں ہم پر یہ ذمہ داری ڈالتی ہیں کہ اپنے عملی نمونوں سے دنیا کو بتائیں کہ اسلام کس قدر انصاف اور عدل کی تعلیم دیتا ہے جس کی وجہ سے دنیا میں امن اور سلامتی کا قیام ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس باریکی سے صحابہ سے اس پر عمل کروایا اس کی چند مثالیں دیتا ہوں۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر رسائی کے لئے کچھ صحابہ کو مکہ بھیجوا یا۔ مسلمانوں کے اس وقت جو حالات تھے وہ انتہائی خطرناک تھے۔ ہر وقت دشمنوں کے حملوں اور ان کی طرف سے نقصان پہنچانے کی

کوششوں کا خطرہ رہتا تھا۔ ایسے حالات میں جب یہ صحابہ خبر لانے کے لئے گئے تو حرم کی حد میں انہیں کچھ آدمی ملے۔ دشمنوں کے آدمی تھے۔ ان مسلمانوں نے سوچا کہ انہوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے اس لئے اگر ہم نے اب ان کو زندہ چھوڑا تو یہ مکہ والوں کو خبر کر دیں گے اور وہ ہم پر حملہ کر دیں گے اور ہمیں مار دیں گے۔ اس سوچ کے ساتھ صحابہ نے حملہ کر کے ان کافروں میں سے ایک یا دو کو مار دیا۔

جب یہ صحابہ واپس مدینہ پہنچے تو پیچھے مکہ والوں کے آدمی بھی آگئے کہ اس طرح آپ کے لوگ ہمارے دو آدمی مار کر آگئے ہیں اور انہوں نے حرم کے اندر مارے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سن کر یہ نہیں فرمایا کہ تم لوگ بھی ظلم کرتے رہے ہو۔ اب تمہارے ساتھ یہ سلوک ہوا ہے تو اتنا شور کیوں مچا رہے ہو۔ بلکہ آپ نے جو فوری کارروائی کی اور ان کو جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ تمہارے ساتھ غلط ہوا ہے اور بے انصافی ہوئی ہے۔ ممکن ہے حرم میں ہونے کی وجہ سے کافروں نے پوری طرح دفاع کی کوشش نہ کی ہو۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عربوں کے دستور کے مطابق دونوں مقتولین کا خون بہا ادا کیا جائے گا اور یہ آپ نے ادا کیا اور ساتھ ہی صحابہ کی بھی بڑی سرزنش کی کہ تم نے یہ کیا غلط کام کیا۔

(شرح زرقانی علی مواہب اللدنیہ جلد 2 صفحہ 238 تا 241 سریہ امیر المومنین عبد اللہ بن جحش مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

اسی طرح ایک واقعہ ملتا ہے کہ ایک جنگ میں غلطی سے ایک عورت صحابہ کے ہاتھوں قتل ہو گئی۔ آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ صحابہ پر بڑے خفا ہوئے۔ اور روایت میں آتا ہے کہ آپ کے چہرہ پر اس وقت اتنے غصے کے آثار تھے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے گئے۔ صحابہ نے کہا بھی کہ عورت غلطی سے ماری گئی ہے۔ لیکن اس کے غلطی سے مارے جانے کے باوجود آپ کو بڑی سخت تکلیف پہنچی کہ انصاف قائم نہیں ہوا۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب قتل الصبیان فی الحرب 3014) (الایماء الی زوائد الأمالی والأجزاء جلد دوم صفحہ 543 حدیث 1860 از شاملہ)

پھر عدل کو قائم کرتے ہوئے ایک یہودی اور ایک مسلمان کے معاملے کا کس طرح آپ نے فیصلہ فرمایا۔ روایت میں آتا ہے کہ ایک یہودی کا ایک صحابی کے ذمہ چار درہم کا قرض تھا جس کی میعاد ختم ہو گئی تھی۔ اس یہودی نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اس شخص کے ذمہ میرا چار درہم قرض ہے اور یہ مجھے ادا نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کو بلایا جن کا نام عبد اللہ تھا اور انہیں کہا کہ اس یہودی کا حق دے دو۔ حضرت عبد اللہ نے عرض کی کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے مجھے قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے میں نے دینا ہے لیکن اس وقت طاقت نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ انہیں فرمایا کہ اس شخص کا قرض واپس کرو۔ عبد اللہ نے پھر وہی عرض کیا اور عرض کی کہ میں نے اسے

کہہ دیا ہے کہ آپ ہمیں خیبر بھجوائیں گے اور مال غنیمت میں سے کچھ حصہ دیں گے اور واپس آکر میں اس کا قرض چکا دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ اس کا حق ادا کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات تین دفعہ فرمادیتے تھے تو وہ قطعی فیصلہ سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ اسی وقت بازار گئے۔ انہوں نے ایک چادر بطور تہ بند کے باندھی ہوئی تھی اور سر کا کپڑا بھی تھا۔ سر کا کپڑا اتار کر انہوں نے تہ بند کی جگہ باندھ لیا اور چادر چار درہم میں بیچ کر قرض ادا کر دیا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 336 حدیث 15570 مسند ابن ابی حذرر الأسلمی مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

تو یہ معیار تھے جو آپ نے قائم فرمائے۔ یہودی کو یہ نہیں فرمایا کہ اس نے جب مہلت مانگی ہے تو وہ مہلت دے۔ بلکہ اپنے صحابی کو یہ کہا کہ فوری اس کا قرض ادا کرو اور اس کے لئے انہیں اپنے تن کے کپڑے بھی اتار کے بیچنے پڑے۔ تو یہ معیار ہیں عدل و انصاف کے اور یہی معیار ہیں جو ہم ہر سطح پر قائم رکھیں گے تو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے حقیقی ماننے والوں میں شمار ہوں گے اور وہ مقصد جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا ہے اسے پورا کرنے والے ہوں گے۔ آپ اسلام کی تعلیم پھیلانے اور اس کی خوبیاں دنیا کو دکھانے کے لئے بھیجے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوں۔ اور یہ کام اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم جہاں حق کے ساتھ دنیا کو ہدایت دیں وہاں حق کے ساتھ اپنی اس تعلیم کے ساتھ انصاف کو بھی قائم کریں۔ پس سورۃ اعراف کی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اسی بات کا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جنہیں ہم نے پیدا کیا ان میں سے ایسے لوگ بھی تھے جو حق کے ساتھ لوگوں کو ہدایت دیتے تھے اور اسی کے ذریعہ سے انصاف کرتے تھے۔

ہدایت دینے والے وہی ہمیشہ رہے ہیں جو حق و انصاف کی بات کرتے ہوئے پھر ہدایت دے رہے ہیں اور آج بھی ایسے لوگ کامیاب ہوں گے جو حق کے ساتھ ہدایت دینے والے ہیں اور انصاف قائم کرنے والے ہیں۔ جب انسان خود ہدایت پر قائم نہ ہو تو دوسروں کو کیا ہدایت دے گا۔ جب تک خود انسان انصاف پر قائم نہ ہو تو دوسروں کو کیا انصاف دے سکے گا۔

پس ہم نے اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد بیعت کو پورا کرنا ہے اور آپ کے مشن کی تکمیل کرنی ہے اور اسلام کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا ہے اور تبلیغ کا حق ادا کرنا ہے تو پھر اسی اصول کے مطابق تمام اعلیٰ اخلاق کو اپنانا ہو گا جو اسلام کی تعلیم ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں، جن کے بارے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ کرو۔ اگر ہماری گواہیاں حق اور انصاف کے مطابق

نہیں ہیں، اگر ہمارے گھریلو اور معاشرتی تعلقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق نہیں ہیں، اگر ہمارے دل دشمنوں کے لئے بھی بغض اور کینوں سے پاک نہیں ہیں تو پھر ہماری تبلیغ حقیقی ہدایت پہنچانے والی تبلیغ نہیں ہوگی۔ ہماری حالتوں اور ہمارے انصاف کے معیاروں کو دیکھ کر غیر ہمیں کہیں گے کہ پہلے خود تو ہدایت پر عمل کرو۔ پہلے خود تو انصاف کو اپنے معاشرے میں لاگو کرو پھر ہمیں کہنا۔ پس بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہر احمدی کی ہے کہ اپنے عمل سے تبلیغ کے راستے کھولیں اور جو تبلیغ کے راستے ہمارے عمل سے کھلیں گے، جو لوگ اسلام سے ہمارے عمل کو دیکھتے ہوئے متعارف ہوں گے وہ اسلام کی خوبیوں کے معترف ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہوئے اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے حق کو پورا کرنے والے ہوں اور آپ کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں ہم دوسروں کے لئے ہدایت اور انصاف کا نمونہ بننے والے ہوں۔

نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم حسن محمد خان عارف صاحب کا ہے جو مکرم فضل محمد خان صاحب شملوی کے صاحبزادے تھے۔ حسن محمد خان عارف صاحب سابق نائب وکیل التبشیر ربوہ تھے اور احمدیہ گزٹ کینیڈا کے مدیر بھی تھے۔ 3 نومبر کو ستانوے سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ حسن محمد خان عارف صاحب 26 جنوری 1920ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد فضل محمد خان صاحب شملوی نے 1915ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت پائی تھی۔ حسن محمد خان صاحب کے والد پینتیس سال تک سرکاری محکموں میں کام کرتے رہے اور ڈپٹی اسسٹنٹ فنانسئل ایڈوائزر کے طور پر ریٹائر ہوئے۔ تبلیغ کا بڑا شوق تھا۔ اس زمانے میں بھی دو انگریز ان کے ذریعہ سے مسلمان ہوئے اور اس کے علاوہ بھی درجنوں افراد کو ان کے ذریعہ سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ انہوں نے نبی اے کیا پھر بڑا مباعرہ نوکری کرتے رہے۔ پہلے سرکاری نوکری کر رہے تھے۔ پھر حضرت مصلح موعودؑ کے کہنے پہ پی اے کیا۔ پھر بعد میں ربوہ میں آ کے ایم اے بھی کیا۔

1943ء میں حضرت مصلح موعودؑ جب دہلی تشریف لے گئے تو اس وقت حسن محمد خان عارف صاحب نے اپنی زندگی وقف کرنے کا فیصلہ کیا جبکہ اس وقت آپ گورنمنٹ آف انڈیا کے ایک محکمہ میں ملازمت کر رہے تھے۔ حسن محمد خان عارف صاحب نے جب یہ بات اپنے والد صاحب کو بتائی تو وہ بڑے خوش بھی ہوئے اور ساتھ انہوں نے یہ بھی نصیحت کی کہ وقف کرنے جا رہے ہو تو یہ نہ سمجھنا کہ تمہیں بڑا آرام ملے گا۔ اگر حقیقی رنگ میں وقف کرنا ہے تو یاد رکھو کہ یہ کانٹوں کی بیج ہے اور یہاں شہزادگی والی زندگی تمہیں نہیں ملے گی اور عام آدمی کی طرح تمہیں رہنا ہو گا اور جو تمہاری موجودہ آمدنی ہے اس کی نسبت بہت کم تمہیں مشاہرہ ملے گا اور اس پہ تم نے گزارہ کرنا ہے۔ بہر حال

انہوں نے کہا کہ میں وقف کروں گا اور والد صاحب کے ساتھ حضرت مصلح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مصلح موعودؑ نے فرمایا کہ پہلے اپنا بی اے مکمل کرو پھر وقف پہ آنا۔ چنانچہ 1945ء میں انہوں نے بی اے کیا۔ پھر حضرت مصلح موعودؑ کو اطلاع دی اور آپ نے فرمایا کہ رپورٹ کرو۔ اس کے مطابق آپ گورنمنٹ کی سروس سے استعفیٰ دے کر مرکز میں پہنچ گئے اور وہاں آپ کو نائب وکیل التجار مقرر کیا گیا۔ اور پھر ہندوستان کی تقسیم کے وقت حسن محمد خان عارف صاحب نے درویش کے طور پر مستقل قادیان رہنے کی درخواست کی۔ حضرت مصلح موعودؑ نے اس کو قبول فرمایا لیکن بہر حال مرکز کی ضرورت کے تحت کچھ عرصہ بعد ان کو پاکستان میں بلوایا گیا۔ وہاں نائب وکیل التجار کے طور پر ذمہ داری دی گئی۔ پھر فرقان فورس کے دفتر انچارج بھی رہے۔

1951ء میں دفتر وکالت تبشیر میں تقرر ہوا پھر 1953ء کے فسادات پنجاب کے دوران دفاتر تحریک جدید پر پولیس نے چھاپا مارا۔ اس دوران حسن محمد خان عارف صاحب کو بھی گرفتار کیا گیا کیونکہ آپ کے پاس دنیا سے رپورٹیں آتی تھیں اور مبلغین کو ہر ماہ خطوط لکھتے تھے۔ بہر حال مارشل لاء لگنے کے بعد ان کی رہائی ہوئی۔ یوں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اسیر راہ مولیٰ رہنے کی بھی توفیق دی۔ آپ دفتر کمیٹی آبادی کے انچارج رہے۔ پھر دوبارہ وکالت تبشیر میں چلے گئے۔ نائب وکیل التبشیر رہے۔ تیس سال تک آپ کو نائب وکیل التبشیر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے مختلف دفاتر میں بھی عارضی طور پر کام کرتے رہے۔ وکیل الدیوان رہے۔ وکیل التعليم رہے۔ وکیل الزراعة رہے۔ وکیل المال رہے۔ افسر امانت رہے۔ 1981ء میں انہوں نے ریٹائرمنٹ لی۔ اس کے بعد یہ کینیڈا ہجرت کر گئے اور کینیڈا جاکر احمدیہ گزٹ کے ایڈیٹر کے طور پر خدمت شروع کر دی اور 2006ء تک، چھبیس سال تک آپ کو یہ خدمت کی توفیق ملی۔ شروع کے موصیان میں سے تھے۔ وصیت نمبر آپ کا 5745 تھا۔ اور تحریک جدید کے صفِ اول کے مجاہدین میں شامل تھے اور اُس وقت ان کا نمبر 151 تھا۔

1978ء میں انہوں نے اردو زبان میں ایک کتاب 'مقدس کفن' تصنیف کی۔ انگریزی میں اس تصنیف کا آغاز کیا تھا۔ ان کی انگلش بھی اچھی تھی۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ارشاد فرمایا کہ اردو زبان میں یہ کتاب تحریر کریں کیونکہ اردو زبان میں حضرت مسیح ناصریؑ کے کفن کے متعلق یہ پہلی کتاب ہوگی۔ اس کے علاوہ بچوں کی کتابیں بھی بعض آپ نے تصنیف کیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں اور سیدنا بلال وغیرہ شامل ہیں۔

ان کی شادی 1944ء میں محترمہ سیدہ اختر فیضی صاحبہ سے ہوئی۔ یہ فضل الرحمن صاحب فیضی کی بیٹی تھیں۔ ان سے ان کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جو امریکہ اور کینیڈا میں ہی ہیں۔ ان کی بہو لکھتی ہیں جو فرید احمد عارف کی بیوی ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ بڑے تہجد گزار اور باقاعدہ گریہ وزاری کے ساتھ نماز ادا کرنے والے

تھے۔ خلافت کے ساتھ بے پناہ عشق اور اطاعت کا تعلق تھا۔ اور کہتی ہیں ان کی وفات کے بعد ہمیں علم ہوا کہ پاکستان میں کئی بیوائیں اور یتیم بچے ایسے تھے جن کی مستقل مالی امداد آپ کیا کرتے تھے۔

امیر صاحب کینیڈا لکھتے ہیں کہ جس علاقے میں یہ رہتے ہیں وہاں بہت سے سکھ آباد ہیں اور سکھوں سے دوستی کی وجہ سے سکھوں نے وہاں جو اپنی ایک سکھ کلچر ایسوسی ایشن بنائی ہوئی ہے اس کا صدر ان کو بنادیا اور بڑا مجبور کر کے بنایا کہ آپ ہمارے صدر بنیں۔ گاڑی نہیں چلا سکتے تھے لیکن اس کے باوجود یہ جمعہ پڑھنے کے لئے بریمپٹن سے آتے تھے اور راستے میں دو تین بسیں بدلتے تھے۔ نائب امیر صاحب لکھتے ہیں کہ کینیڈا تشریف لانے کے بعد یہاں کے احمدیہ گزٹ کا معیار اس قدر بلند کیا جو ان کے لئے قابل فخر تھا۔ خلافت پر کامل یقین اور تمام خلفاء سے انتہائی محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔

میں بھی ان کو بچپن سے جانتا ہوں لیکن خلافت کے بعد ان میں بالکل ایک ایسی تبدیلی تھی جو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ شروع شروع میں جب کمپیوٹر وغیرہ نہیں تھے تو احمدیہ گزٹ کا اردو حصہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے اور انگریزی حصہ ٹائپ کیا کرتے تھے۔ پھر خطبات کا انگریزی ترجمہ کرتے اور بار بار پڑھتے۔ جب تک اطمینان نہ ہو جاتا اس وقت تک گزٹ میں شامل نہ کرتے۔ حافظہ بھی بڑا اچھا تھا۔ اسلامی تاریخ کا گہرا مطالعہ تھا۔ کوئی نہ کوئی کتاب اور رسالہ ہر وقت زیر مطالعہ رہتا تھا۔ اخبار بڑے شوق سے پڑھنے والے۔ اکثر صحابہ کے ایمان افروز واقعات سنایا کرتے تھے۔ لکھنے والے کہتے ہیں کہ ان کے زمانے میں احمدیہ گزٹ کا شاید ہی ایسا پرچہ ہو جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرقاۃ البقیین سے کوئی نہ کوئی ایمان افروز واقعہ اردو اور انگریزی دونوں میں شائع نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے اور ان کے بچوں کو بھی اور ان کی نسلوں کو بھی خلافت اور احمدیت سے پختہ تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 17 / نومبر 2017ء بمطابق 17 / نبوت 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ
وقت تھا وقت مسیحانہ کسی اور کا وقت

میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا (در شمین اردو صفحہ 160)

وہ زمانہ جس میں سے اُس وقت مسلمان گزر رہے تھے در در کھنے والے مسلمانوں کے لئے انتہائی بے چین
کرنے والا زمانہ تھا۔ لاکھوں مسلمان عیسائی ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایسی
حالت ہو گئی تھی کہ ایمان ثریا پر جا چکا تھا۔ عملاً مسلمانوں میں نہ دین باقی رہا تھا۔ نہ اسلام کی حقیقت باقی رہی تھی۔
اسلام کا در در کھنے والے اس انتظار میں تھے کہ کوئی مسیح آئے اور اسلام کی اس ڈولتی کشتی کو سنبھالے۔ ان میں سے
ایک بزرگ حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی بھی تھے۔ ان کی شہرت بڑی دُور دُور تھی۔ بہت سے ان کے
مرید تھے۔ ان کی بزرگی کی وجہ سے ایک دفعہ مہاراجہ جتوں نے ان کو دعوت دے کر کہا کہ آپ جتوں آکر میرے
لئے دعا کریں لیکن آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر دعا کروانی ہے تو میرے پاس آکر کرواؤ۔ بہر حال بڑے بڑے
لوگ ان کے مرید تھے۔ حضرت صوفی احمد جان صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع سے ہی
بڑا عقیدت کا تعلق تھا۔ اُس وقت ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ نہیں کیا تھا اور حضرت مسیح
موعود علیہ السلام کے دعوے سے پہلے ان کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے ہی اُس وقت اس حالت اور اس زمانے کو
دیکھتے ہوئے یہ بھی ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عرض کیا تھا کہ

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ
تم مسیح بنو خدا کے لئے

بہر حال جیسا کہ میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے پہلے ان کی وفات ہو گئی تھی لیکن ان کو یہ یقین تھا کہ آپ ہی زمانے کے امام اور مسیح موعود ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنی اولاد کو، اپنے مریدوں کو یہ نصیحت کی تھی کہ جب بھی دعویٰ ہو گا تم مان لینا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 11 صفحہ 342-343 خطبہ جمعہ فرمودہ 23 مارچ 1928ء)

بہر حال صاحب بصیرت لوگ بزرگ جانتے تھے کہ اسلام کی اس ڈولتی کشتی کو اگر اس زمانے میں کوئی سنبھال سکتا ہے تو وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں کیونکہ آپ نے براہین احمدیہ لکھ کر اسلام کے مخالفین کے منہ بند کئے تھے۔ آپ کا ایسا لٹریچر موجود تھا جس کا مخالفین اسلام جواب نہیں دے سکتے تھے۔ جب تک آپ نے دعویٰ نہیں کیا بڑے بڑے علماء آپ کی اس بات کے معتقد تھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ نے دعویٰ کیا تو یہی علماء اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے آپ کی مخالفت بھی کرنے لگ گئے اور آج تک یہی مفاد پرست علماء ہیں جو آپ کی مخالفت کر رہے ہیں اور عائتہ المسلمین کے دلوں میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کے خلاف نفرتیں پیدا کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیشتر تحریروں اور تقریروں اور مجالس میں اپنے دعوے کے سچے ہونے کی دلیلیں دیں۔ زمانے کی ضرورت کے مطابق مسیح موعود کے آنے اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے آپ کے حق میں ہونے کے بارے میں بتایا۔ لیکن جو صاف دل تھے ان کو تو سمجھ آگئی اور جن کے دلوں میں بغض تھا، کینہ تھا، مفاد پرستی تھی، ان کو سمجھ نہیں آئی۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی بعض دلیلیں بیان کروں گا جو آپ نے بیان فرمائی ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اسلام میں بدعات داخل ہو چکی ہیں۔ دین اپنی اصلی حالت میں نہیں رہا۔ علماء اور مشائخ نے اپنی اپنی توجیہات کر لی ہیں اور بے شمار بدعات مسلمانوں میں داخل ہو چکی ہیں۔ عملاً مسلمان دین سے دُور جا چکے ہیں اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی پادری بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ اسلام پر حملے کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی آپ نے فرمایا کہ ان حالات کی پیشگوئی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے کی تھی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ایک شخص کے بھیجنے کی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے پیشگوئی کی تھی۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"اب کوئی ہمارے دعویٰ کو چھوڑے اور الگ رہنے دے مگر ان باتوں کو سوچ کر جواب دے۔ میری تکذیب کرو گے تو اسلام کو ہاتھ سے تمہیں دینا پڑے گا۔" مجھے جھوٹا کہو گے تو پھر تم اسلام سے بھی دور ہٹتے ہو فرمایا کہ "مگر میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے وعدہ کے موافق اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی کیونکہ عین ضرورت کے وقت، خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق، رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا اور یہ ثابت ہو گیا کہ صَدَقَ اللہُ وَرَسُولُهُ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی باتیں سچی ہیں۔ ظالم طبع ہے وہ انسان جو ان کی تکذیب کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 6-7)

آپ نے 1903ء میں یہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ میرے دعوے کو 22 برس گزر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات میرے ساتھ ہیں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ کی تائیدات میرے ساتھ کیوں ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 7)

دوسرے آپ نے فرمایا کہ زمانے کی ضرورت ہے اور سب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس زمانے میں مسیح نے آنا تھا اور جب ضرورت ہے تو اگر میں نہیں تو کوئی دوسرا پیش کرو۔ بہر حال کوئی مصلح مسلمانوں کی اصلاح کے لئے آنا چاہئے کیونکہ زمانے میں فساد انتہا کو پہنچا ہوا ہے اور مسلمانوں میں بھی فساد انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ پس اگر مجھے جھوٹا کہنا ہے تو اس کی دو ہی صورتیں بنیں گی یا تو کوئی دوسرا مصلح پیش کرو کیونکہ زمانہ چاہتا ہے کہ کوئی مصلح آئے۔ یا اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی تکذیب کرو۔ کہو کہ سارے وعدے جھوٹے تھے۔ ایسے بگڑے ہوئے حالات میں کسی مصلح کے بھیجنے کا جو وعدہ تھا وہ غلط تھا۔ آپ نے فرمایا کہ حفاظت دین کی ضرورت بہر حال ہے۔

فرمایا کہ "بعض لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حفاظت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔" آپ مثال دے رہے ہیں کہ "دیکھو جو شخص باغ لگاتا ہے یا عمارت بناتا ہے تو کیا اُس کا فرض نہیں ہو تا یا وہ نہیں چاہتا کہ اس کی حفاظت اور دشمنوں کی دست برد سے بچانے کے لئے ہر طرح کوشش کرے؟ باغات کے گرد کیسے کیسے احاطے حفاظت کے لئے بنائے جاتے ہیں اور مکانات کو آتشزدگیوں سے بچانے کے لئے نئے نئے مصالحے تیار ہوتے ہیں اور بجلی سے بچانے کے لئے تاریں لگائی جاتی ہیں۔ یہ امور اُس فطرت کو ظاہر کرتے ہیں جو بالطبع حفاظت کے لئے انسانوں میں ہے۔ پھر کیا اللہ تعالیٰ کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے دین کی حفاظت کرے؟ بیشک حفاظت کرتا ہے اور اس نے ہر بلا کے وقت اپنے دین کو بچایا ہے۔ اب بھی جبکہ ضرورت پڑی "آپ فرماتے ہیں "اُس نے مجھے اسی لئے بھیجا ہے۔ ہاں یہ امر حفاظت کا مشکوک ہو سکتا یا اس کا انکار ہو سکتا تھا اگر حالات اور ضرورتیں اس کی مؤید نہ ہوتیں۔" اگر حالات اور ہوتے۔ ضرورت اس کی تائید نہ کر رہی ہوتی تو تم کہہ سکتے تھے کہ میں غلط وقت پہ آیا ہوں۔

فرماتے ہیں "مگر کئی کروڑ کتابیں اسلام کے رد میں شائع ہو چکی ہیں اور ان اشتہاروں اور دو ورقہ رسالوں کا تو شمار ہی نہیں جو ہر روز اور ہفتہ وار اور ماہوار پادریوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں۔ ان گالیوں کو اگر جمع کیا جاوے جو ہمارے ملک کے مرتد عیسائیوں نے سید المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک ازواج کی نسبت

شائع کی ہیں تو کئی کو ٹھے ان کتابوں سے بھر سکتے ہیں اور اگر ان کو ایک دوسرے سے ملا کر رکھا جائے تو وہ کئی میل تک پہنچ جائیں.....۔ "عماد الدین ایک مسلمان شخص تھا جو بعد میں عیسائی ہو کے پادری بن گیا فرمایا کہ "عماد الدین کی تحریروں کے خطرناک ہونے کا بعض انصاف پسند عیسائیوں کو بھی اعتراف ہے۔" عیسائی بھی یہ کہتے ہیں کہ اس کی بڑی خطرناک تحریریں ہیں۔ "چنانچہ" اس زمانے میں "لکھنؤ سے جو ایک اخبار شمس الاخبار نکلا کرتا تھا۔ اس میں اس کی بعض کتابوں پر یہ رائے لکھی گئی تھی کہ اگر ہندوستان میں پھر کبھی غدر ہو گا تو ایسی تحریروں سے ہو گا" جو یہ پادری لکھتا ہے۔ فرمایا کہ "ایسی حالتوں میں بھی کہتے ہیں کہ اسلام کا کیا بگڑا ہے؟ اس قسم کی باتیں وہ لوگ کر سکتے ہیں جن کو یا تو اسلام سے کوئی تعلق اور درد نہیں اور یا وہ لوگ جنہوں نے حجروں کی تاریکی میں پرورش پائی ہے اور ان کو باہر کی دنیا کی کچھ خبر نہیں ہے۔ پس ایسے لوگ اگر ہیں تو ان کی کچھ پرواہ نہیں۔ ہاں وہ لوگ جو نورِ قلب رکھتے ہیں جن کو اسلام کے ساتھ محبت اور تعلق ہے اور زمانہ کے حالات سے آشنائیں ان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ وقت کسی عظیم الشان مصلح کا وقت ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 7-8)

اور پھر مصلح کے آنے کے لئے شہادتوں کا ذکر فرماتے ہوئے ایک زبردست شہادت آپ نے یہ بیان فرمائی۔ مختلف باتیں بیان کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"..... اور زبردست شہادت میں اور پیش کرتا ہوں اور وہ سورۃ نور میں وعدہ استخلاف ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَكَمَلُوا الصَّلٰحَاتِ لِيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ (النور: 56)" فرمایا کہ "اس آیت میں وعدہ استخلاف کے موافق جو خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ہوں گے وہ پہلے خلیفوں کی طرح ہوں گے۔ اسی طرح قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شیلِ موسیٰ فرمایا گیا ہے، جیسے فرمایا۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَٰهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (المزمل: 16) اور "فرماتے ہیں کہ "آپ شیلِ موسیٰ استثناء کی پیٹنگوئی کے موافق بھی ہیں۔" بائبل میں بھی استثناء میں لکھا ہوا ہے۔ "پس اس مماثلت میں جیسے کما کا لفظ فرمایا گیا ہے ویسے ہی سورہ نور میں کما کا لفظ ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ میں مشابہت اور مماثلت تامہ ہے۔"

موسوی سلسلہ کے خلفاء کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آکر ختم ہو گیا تھا اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے۔ اس مماثلت کے لحاظ سے کم از کم اتنا ضروری ہے کہ چودھویں صدی میں ایک خلیفہ اسی رنگ و قوت کا پیدا ہو جو مسیح سے مماثلت رکھتا ہو اور اس کے قلب اور قدم پر ہو۔ پس اگر اللہ تعالیٰ اس امر کی اور دوسری شہادتیں اور تائیدیں نہ بھی پیش کرتا تو یہ سلسلہ مماثلت بالطبع چاہتا تھا کہ چودھویں صدی میں

عیسوی بروز آپ کی اُمت میں ہو ورنہ آپ کی مماثلت میں معاذ اللہ ایک نقص اور ضعف ثابت ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس مماثلت کی تصدیق اور تائید فرمائی بلکہ یہ بھی ثابت کر دکھایا کہ شیلِ موسیٰ، موسیٰ سے اور تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل تر ہے۔ "یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ اور تمام انبیاء سے افضل تر ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح علیہ السلام جیسے اپنی کوئی شریعت لے کر نہ آئے تھے بلکہ توریت کو پورا کرنے آئے تھے اسی طرح پر محمدی سلسلہ کا مسیح اپنی کوئی شریعت لے کر نہیں آیا بلکہ قرآن شریف کے احیاء کے لئے آیا ہے اور اس تکمیل کے لئے آیا ہے جو تکمیل اشاعتِ ہدایت کہلاتی ہے۔"

پھر تکمیل اشاعتِ ہدایت کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ "تکمیل اشاعتِ ہدایت کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اتمامِ نعت اور اِکمال الدین ہوا "یعنی دینِ کمال تک پہنچا" تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اوّل تکمیلِ ہدایت۔ دوسری تکمیل اشاعتِ ہدایت۔ "یعنی کامل ہدایت ملی۔ ہدایت اپنی تکمیل کو پہنچی اور دوسری اس کی جو اشاعت ہے وہ بھی اپنی تکمیل کو پہنچی۔ فرمایا کہ "تکمیل ہدایت من کلّ الوجہ آپ کی آمد اوّل سے ہوئی اور تکمیل اشاعتِ ہدایت آپ کی آمد ثانی سے ہوئی۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شریعت اتری اور تکمیلِ ہدایت ہو گئی اور جو آپ کی آمد ثانی ہونی تھی وہ مسیح موعود جو آپ کا غلام صادق آنا تھا اس کے زمانے میں اس کی اشاعت ہونی تھی۔ فرمایا "کیونکہ سورہ جمعہ میں جو اٰخِرَیْنِ مِنْهُمْ (الجمعة: 4) والی آیت آپ کے فیض اور تعلیم سے ایک اور قوم کے تیار کرنے کی ہدایت کرتی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ایک بعثت اور ہے اور یہ بعثت بروزی رنگ میں ہے جو اس وقت ہو رہی ہے۔"

پس یہ وقت تکمیل اشاعتِ ہدایت کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اشاعت کے تمام ذریعے اور سلسلے مکمل ہو رہے ہیں۔ چھاپہ خانوں کی کثرت اور آئے دن ان میں نئی باتوں کا پیدا ہونا۔ ڈاکخانوں، تار برقیوں، ریلوں، جہازوں کا اجرا اور اخبارات کی اشاعت، ان سب امور نے مل ملا کر دنیا کو ایک شہر کے حکم میں کر دیا ہے۔ "دنیا اکٹھی ہو گئی ہے اور آج اس زمانے میں تو سوشل میڈیا، انٹرنیٹ، ٹیلی ویژن اور مختلف چیزیں وغیرہ سے مزید اکٹھی ہو گئی ہے۔ فرمایا کہ "پس یہ ترقیاں بھی دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ترقیاں ہیں کیونکہ اس سے آپ کی کامل ہدایت کے کمال کا دوسرا جزو تکمیل اشاعتِ ہدایت پورا ہو رہا ہے۔"

پھر مسیح موسوی اور مسیح محمدی میں ایک اور مماثلت کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :

"اور یہ اُسی کے موافق ہے جیسے مسیحؑ نے کہا تھا کہ میں توریت کو پورا کرنے آیا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ میرا ایک کام یہ بھی ہے تکمیل اشاعتِ ہدایت کروں....." فرمایا کہ "علاوہ بریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جو آفتیں پیدا ہو گئی تھیں اُسی قسم کی یہاں بھی موجود ہیں۔ اندرونی طور پر یہودیوں کی حالت بہت بگڑ گئی تھی

اور تاریخ سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ توریت کے احکام انہوں نے چھوڑ دیئے تھے اور اس کی بجائے طالمود اور بزرگوں کی روایتوں پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اس وقت مسلمانوں میں بھی ایسی ہی حالت پیدا ہو گئی ہے۔ کتاب اللہ کو چھوڑ دیا گیا ہے اور اس کی بجائے روایتوں اور قصوں پر زور مارا جاتا ہے.....

پھر آپ فرماتے ہیں "ان سب کے علاوہ ایک اور ستر بھی ہے جو "اس" مماثلت کو مکمل کرتا ہے۔ "ایک اور راز ہے جو اس مماثلت کو، مشابہت کو مکمل کرتا ہے" اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ اخلاقی تعلیم پر زور دیتے تھے اور موسوی جہادوں کی اصلاح کرنے آئے تھے۔ انہوں نے کوئی تلوار نہیں اٹھائی۔ مسیح موعود کے لئے بھی یہی مقرر تھا کہ وہ اسلام کی خوبیوں کو تعلیم کی عملی سچائیوں سے قائم کرے اور اس اعتراض کو دُور کرے جو اسلام پر اسی رنگ میں کیا جاتا ہے کہ وہ تلوار کے ذریعہ پھیلا یا گیا ہے۔ یہ اعتراض مسیح موعود کے وقت میں بالکل اٹھا دیا جائے گا۔ "یعنی مسیح موعود اس کے خلاف بات کرے گا۔ بلکہ یہ کہے گا کہ اسلام پیار اور محبت کی تعلیم دیتا ہے اور اسی سے پھیلا ہے۔ اس لئے مسیح موعود کے زمانے میں یہ اعتراض ختم ہو جائے گا۔ فرمایا "کیونکہ وہ اسلام کے زندہ برکات اور فیوض سے اس کی سچائی کو دنیا پر ظاہر کرے گا اور اس سے یہ ثابت ہو گا کہ جیسے آج اس ترقی کے زمانہ میں بھی اسلام محض اپنی پاک تعلیم اور اس کے برکات اور ثمرات کے لحاظ سے مؤثر اور مفید ہے ایسا ہی ہمیشہ اور ہر زمانہ میں مفید اور مؤثر پایا گیا ہے کیونکہ یہ زندہ مذہب ہے۔

یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آنے والے مسیح موعود کی پیشگوئی فرمائی اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا يَضْعُ الْحَزْبُ۔ وہ لڑائیوں کو اٹھا دے گا۔ "ختم کر دے گا۔" اب ان ساری شہادتوں کو جمع کرو اور بتاؤ کہ کیا اس وقت ضرورت نہیں کہ کوئی آسمانی مرد نازل ہو؟ جب یہ مان لیا گیا کہ صدی پر مجدد آنا ضروری ہے تو اس صدی پر مجدد تو ضرور ہو گا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت موسیٰ علیہ السلام سے ہے تو اس مماثلت کے لحاظ سے ضروری ہے کہ اس صدی کا مجدد مسیح ہو کیونکہ (مسیح) چودھویں صدی پر موسیٰ کے بعد آیا تھا اور آجکل چودھویں صدی ہے۔"

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اگر میرا انکار کرتے ہو، میری تکذیب کرتے ہو تو تم اصل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تکذیب کر رہے ہو۔ آپ فرماتے ہیں "میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے۔ جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَآلَانَا لِحَافِظُوْنَ (الحجر: 10) کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا جبکہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ موسیٰ سلسلہ کی طرح اس محمدی سلسلہ میں

بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اس نے معاذ اللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ اور اس وقت کوئی خلیفہ اس اُمت میں نہیں اور نہ صرف یہاں تک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ معاذ اللہ۔ کیونکہ اس سلسلہ کی اتم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اسی اُمت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا اُسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔ اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو اٰخَرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (الجمعة: 4)۔ میں ایک آنے والے احمدی برد کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی..... "فرمایا" پھر سوچو کہ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔ یہ میں از خود نہیں کہتا۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا.....۔"

پھر آپ فرماتے ہیں کہ "میری تکذیب میری تکذیب نہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے، ذرا اپنے دل میں سوچے اور اس سے فتویٰ طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے۔"

پھر اس بات کو مزید کھولتے ہوئے کہ آپ کی تکذیب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟" جب میں کہتا ہوں کہ تکذیب کر رہے ہو۔ فرمایا کہ "اس طرح پر کہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ معاذ اللہ جھوٹا نکلا۔ پھر آپ نے جو اَہَامُكُمْ مِنْكُمْ فرمایا تھا، وہ بھی معاذ اللہ غلط ہوا ہے۔ اور آپ نے جو صلیبی فتنہ کے وقت ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذ اللہ غلط نکلی کیونکہ فتنہ تو موجود ہو گیا مگر وہ آنے والا امام نہ آیا۔ اب ان باتوں کو جب کوئی تسلیم کرے گا عملی طور پر کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کذب ٹھہرے گا یا نہیں؟" فرمایا "پس پھر میں کھول کر کہتا ہوں کہ میری تکذیب آسان امر نہیں۔ مجھے کافر کہنے سے پہلے خود کافر بننا ہو گا۔ مجھے بے دین اور گمراہ کہنے میں دیر ہو گی مگر پہلے اپنی گمراہی اور رُوسیاہی کو مان لینا پڑے گا۔ مجھے قرآن و حدیث کو چھوڑنے والا کہنے کے لئے پہلے خود قرآن اور حدیث کو چھوڑ دینا پڑے گا اور پھر بھی وہی چھوڑے گا۔ میں قرآن و حدیث کا مُصَدِّق و مُصَدِّق ہوں۔ میں گمراہ نہیں بلکہ مہدی ہوں۔ میں کافر نہیں بلکہ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ کا مُصَدِّق صحیح ہوں اور جو کچھ میں کہتا ہوں خدا نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ سچ ہے۔ جس کو خدا پر یقین ہے، جو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق مانتا ہے اس کے لئے یہی حجت کافی ہے کہ میرے منہ سے سن کر خاموش ہو

جائے۔ لیکن جو دلیر اور بے باک ہے اس کا کیا علاج۔ خدا خود اس کو سمجھائے گا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 14 تا 16)

پھر مسیح موعود کی آمد سے متعلق بعض نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ "حقیقت میں یہ ریلوے مسیح موعود کا ایک نشان ہے۔ قرآن شریف میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے۔ وَإِذَا الْعِشَاءُ عَظُمَتِ (التکویر: 05)" کہ جب دس مہینے کی گاہجن اونٹیاں چھوڑ دی جائیں گی۔ فرمایا "دینداری تو تقویٰ کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ لوگ اگر غور کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ لَيْشَرُ كُنَّ الْفَلَاحُ میں ریل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اگر اس سے ریل مراد نہیں تو پھر ان کا فرض ہے کہ وہ حادثہ بتائیں جس سے اونٹ ترک کئے جاویں گے۔ پہلی کتابوں میں بھی اشارہ ہے کہ اُس وقت "مسیح کے زمانے میں" آمد و رفت سہل ہو جائے گی۔" فرمایا "اصل تو یہ ہے کہ اس قدر نشانات پورے ہو چکے ہیں کہ یہ لوگ تو اس میدان سے بھاگ ہی گئے ہیں۔ جیسے کسوف خسوف رمضان میں کیا اُس طریق پر نہیں ہوا جیسا کہ مہدی کی آیات کے لئے مقرر تھا؟ اسی طرح ابتدائے آفرینش سے ایسی سواری بھی نہیں نکلی ہے۔" فرمایا "علامات دلالت کرتی ہیں کہ مسیح موعود پیدا ہو گیا ہے۔ اگر یہ لوگ ہم کو نہیں مانتے تو پھر کسی اور کی تلاش کریں اور بتائیں کہ کون ہے کیونکہ جو نشانات اس کے مقرر کئے تھے وہ تو سب کے سب پورے ہو گئے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 54-55)

آپ نے فرمایا کہ اگر میری سچائی کو پرکھنا ہے تو نبیوں کے سلسلوں کو پرکھنے کی جو دلیلیں ہیں اس کے مطابق پرکھو۔ اس طریق پر چلو۔ نیک نیتی سے سعادت مندی کے ساتھ جن دلیلوں کو دیکھو انہیں سمجھو۔ اگر ضد کرنی ہے تو پھر کچھ نظر نہیں آئے گا۔ پھر تو قرآن کریم بھی ہدایت نہیں دیتا۔ فرمایا کہ "منہاج نبوت پر اس سلسلہ کو آزمائیں اور پھر دیکھیں کہ حق کس کے ساتھ ہے۔ خیالی اصولوں اور تجویزوں سے کچھ نہیں بنتا اور نہ میں اپنی تصدیق خیالی باتوں سے کرتا ہوں۔ میں اپنے دعویٰ کو منہاج نبوت کے معیار پر پیش کرتا ہوں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اسی اصول پر اس کی سچائی کی آزمائش نہ کی جاوے۔ جو دل کھول کر میری باتیں سنیں گے میں یقین رکھتا ہوں کہ فائدہ اٹھائیں گے اور مان لیں گے۔"

لیکن جو دل میں بخل اور کینہ رکھتے ہیں ان کو میری باتیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گی۔ ان کی تو اُخول جیسی مثال ہے "یعنی بھینگا آدمی جو ہوتا ہے اس جیسی مثال ہے جس کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔" جو ایک کے دو دیکھتا ہے۔ اس کو خواہ کسی قدر دلائل دیئے جائیں کہ دو نہیں ایک ہی ہے وہ تسلیم ہی نہیں کرے گا۔ "ایک واقعہ سناتے ہیں۔ آپ بیان فرماتے ہیں۔" کہتے ہیں کہ ایک احوال "بھینگا آدمی کسی کا" خد متکار تھا۔ "نو کر ملازم تھا تو" آقا نے "اس کو" کہا کہ اندر سے آئینہ لے آؤ۔ "مالک نے بھیجا جا کے اندر سے شیشہ اٹھالائے۔" وہ گیا اور واپس آکر کہا کہ اندر

تو دود آئینے پڑے ہیں کون سالے آؤں۔ آقا نے کہا کہ ایک ہی ہے۔ دو نہیں۔ تو اُخول نے کہا تو کیا میں جھوٹا ہوں؟ میں نے دود دیکھے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہیں ایک ہے۔ "آقا نے کہا اچھا ایک کو توڑ دے۔ جب توڑا گیا تو اسے معلوم ہوا کہ درحقیقت میری غلطی تھی" کیونکہ جو اس نے توڑا تھا وہ اصل میں ایک ہی تھا۔ تو فرمایا "مگر ان احوالوں کو جو میرے مقابل ہیں کیا جواب دوں؟ غرض ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ بار بار اگر کچھ پیش کرتے ہیں تو احادیث کا ذخیرہ، جس کو خود یہ ظن کے درجہ سے آگے نہیں بڑھاتے۔ ان کو معلوم نہیں کہ ایک وقت آئے گا کہ ان کے رطب و یابس امور پر لوگ ہنسی کریں گے۔ یہ ہر ایک طالب حق کا حق ہے کہ وہ ہم سے ہمارے دعویٰ کا ثبوت مانگے۔ اس کے لئے ہم وہی پیش کرتے ہیں جو نبیوں نے پیش کیا۔ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ، عقلی دلائل یعنی موجودہ ضرورتیں جو مصلح کے لئے مستعدی ہیں۔ پھر وہ نشانات جو خدا نے میرے ہاتھ پر ظاہر کئے۔"

فرمایا کہ "میں نے ایک نقشہ مرتب کر دیا ہے۔ اس میں ڈیڑھ سو کے قریب نشانات دیئے ہیں جن کے گواہ ایک نوع سے کروڑوں انسان ہیں۔" فرمایا کہ "بیہودہ باتیں پیش کرنا سعادت مند کا کام نہیں۔" آپ فرماتے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا تھا کہ وہ حکم ہو کر آئے گا۔ اس کا فیصلہ منظور کرو۔ جن لوگوں کے دل میں شرارت ہوتی ہے وہ چونکہ ماننا نہیں چاہتے اس لئے بیہودہ جھٹیں اور اعتراض پیش کرتے رہتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ آخر خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا۔" فرمایا کہ "میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر میں افترا کرتا تو وہ مجھے فی الفور ہلاک کر دیتا۔ مگر میرا سارا کاروبار اُس کا اپنا کاروبار ہے اور میں اُسی کی طرف سے آیا ہوں۔ میری تکذیب اُس کی تکذیب ہے۔ اس لئے وہ خود میری سچائی ظاہر کر دے گا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 34-35)

مولویوں کی جو ضد کی حالت ہے جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں بھی تھی جو آپ نے بیان فرمائی۔ نہ دلیل سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ نہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ وہی حالت ان کی آج ہے۔ ان نشانات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: "اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف نے تورات کی پیشگوئی کے موافق شیل موسیٰ تسلیم کیا ہے۔ اس مماثلت کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ جس طرح پر "جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے کہ" موسوی خلفاء کا سلسلہ قائم ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایک سلسلہ خلافت قائم ہو۔ اگر اور کوئی بھی دلیل اس کے لئے نہ ہو تب بھی یہ مماثلت بالطبع یہ چاہتی ہے کہ ایک سلسلہ خلفاء کا ہو۔" دوسرے یہ کہ "آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر ایک سلسلہ خلافت قائم کرنے کا وعدہ فرمایا اور اس سلسلہ کو پہلے سلسلہ خلافت کے ہم رنگ قرار دیا۔ جیسا فرمایا کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور: 56)" فرمایا کہ "اب اس وعدہ استخلاف کے موافق اور اس کی مماثلت کے لحاظ سے ضروری تھا

کہ جیسے موسوی سلسلہ خلافت کا خاتمہ الخلفاء مسیح تھا۔ ضرور ہے کہ سلسلہ محمدیہ کے خلفاء کا خاتمہ بھی ایک مسیح ہی ہو۔ "تیسری بات یہ کہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا اِمَّاكُمْ مِنْكُمْ۔ تم میں سے تمہارا امام ہو گا۔" چوتھی بات "آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد تجدید دین کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اب اس صدی کا مجدد ہونا ضروری تھا اور مجدد کا جو کام ہوتا ہے وہ اصلاح فساداتِ موجودہ ہوتا ہے۔" جو موجودہ فساد ہر جگہ پیدا ہوا ہوا ہے اس کی اصلاح کرنا۔ "پس جو فساد اور فتنہ اس وقت سب سے بڑھ کر ہے وہ عیسائی فتنہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس صدی کا جو مجدد ہو وہ کاسر الصلیب ہو۔ جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے۔" پانچویں بات یہ کہ "موسوی خلافت کی مماثلت کے لحاظ سے بھی خاتم الخلفاء سلسلہ محمدیہ کا چودھویں ہی صدی میں ہونا ضروری ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں مسیح علیہ السلام آئے تھے۔" چھٹی بات یہ کہ "جو علامات مسیح موعود کی مقرر تھیں ان میں سے بہت سی پوری ہو چکیں جیسے کسوف خسوف کا رمضان میں ہونا جو دو مرتبہ ہو چکا۔ حج کا بند ہونا۔ ذوالسنین ستارہ کا نکلنا۔ طاعون کا پھوٹنا۔ ریلوں کا اجراء۔ اونٹوں کا بیکار ہونا وغیرہ۔" ساتویں بات یہ کہ "سورۃ فاتحہ کی دعا سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنے والا اس اُمت میں سے ہو گا۔"

غرض ایک دو نہیں صد ہا دلائل اس امر پر ہیں کہ آنے والا اسی اُمت میں سے آنا چاہئے اور اس کا بھی وقت ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے الہام اور وحی سے میں کہتا ہوں۔ وہ جو آنے والا تھا وہ میں ہوں۔ قدیم سے خدا تعالیٰ نے منہاجِ نبوت پر جو طریق ثبوت کار کھا ہوا ہے وہ مجھ سے جس کا جی چاہے لے لے۔ جو نشانات میری تائید میں ظاہر ہوئے ہیں ان کو دیکھ لو۔ مجھے افسوس ہوتا ہے جب میں ان مخالفوں کی حالت پر نظر کرتا ہوں کہ جن امور کو بطور نشان پیش کیا کرتے تھے اب وہ جب پورے ہو گئے تو ان کی صحت پر اعتراض کرنے لگے۔ "مثلاً پہلے چاند سورج گرہن کی نشانی مانگا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "مثلاً کسوف خسوف والی پیشگوئی کو اب کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ مگر کوئی ان سے پوچھے کہ جس کو خدا تعالیٰ نے صحیح ثابت کر دیا کیا اب وہ ان کے کہنے سے جھوٹی ہو جائے گی؟" آپ فرماتے ہیں کہ "افسوس تو یہ ہے کہ اتنا کہتے ہوئے ان کو شرم نہیں آتی کہ اس سے ہم مسیح موعود کی تکذیب نہیں کرتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر رہے ہیں۔ میری تصدیق اور تائید کے لئے ایک کسوف خسوف ہی نہیں ہزار ہا دلائل اور شواہد ہیں اور اگر ایک نہ بھی ہو تو کچھ بگڑتا نہیں۔ مگر اس سے یہ تو پایا جائے گا کہ یہ پیشگوئی غلط ہوئی۔ افسوس یہ لوگ میری مخالفت میں سید الصادقین کی پیشگوئی کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس پیشگوئی کو بڑے زور سے پیش کرتے ہیں۔ یہ ہمارے آقا کی صداقت کا نشان ہے۔" فرمایا کہ "پس حدیث جس کو تم ظن کی سیاحت سے لکھتے تھے واقعہ نے اس کی صداقت کو یقین تک پہنچا دیا۔ اب اس سے انکار کرنا بے ایمانی اور لعنت ہے۔ موضوع احادیث میں کیا محدث یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے جو پکڑ لیا ہے۔ نہیں۔ بلکہ یہی کہیں گے کہ

کسی کا حافظہ درست نہیں۔" جو حدیثیں صحیح نہیں ہیں ان میں یہی کہتے ہیں کہ کسی کا حافظہ درست نہیں ہے" یا راستباز ہونے میں کلام ہے۔" اس کی سچائی پر کچھ تحفظات ہیں۔ فرمایا کہ "مگر محدثین نے یہ اصول تسلیم کر لیا ہے کہ ایک حدیث اگر ضعیف بھی ہو "کمزور حدیث بھی بظاہر نظر آتی ہو" مگر اس کی پیشگوئی پوری ہو جاوے تو وہ صحیح ہوتی ہے۔ پھر اس معیار پر کیونکر کوئی یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں "فرماتے ہیں "پس یاد رکھو کہ آنے والا یا تو نصوص صریحہ سے پرکھا جاتا ہے، وہ اس کی تائید کرتی ہیں اور پھر عقل چونکہ بدوں نظیر نہیں مان سکتی۔" بغیر مثال کے، بغیر اس کے شواہد کے عقل کسی چیز کو نہیں مانتی تو "عقلی نظائر اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔" جو مثالیں ساتھ دی جاتی ہیں وہ بھی عقلی مثالیں ہیں اور شہادۃ دی جاتی ہیں۔

فرمایا "اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی تائیدیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اگر کسی کو کوئی شک و شبہ ہو تو وہ میرے سامنے آئے اور ان طریقوں سے جو منہاج نبوت پر ہیں میری سچائی کا ثبوت مجھ سے لے۔ میں اگر جھوٹا ہوں گا تو بھاگ جاؤں گا۔ مگر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انیس برس پہلے "جب آپ نے یہ لکھا اس وقت آپ کے دعوے کو اٹیس سال گزر چکے تھے آپ ایک الہام کا ذکر فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انیس برس پہلے "مجھے کہا يَنْصُرُكَ اللَّهُ فِى مَوَاطِنَ۔" جب آپ نے یہ تحریر فرمائی اس سے انیس سال پہلے یہ الہام ہوا تھا کہ يَنْصُرُكَ اللَّهُ فِى مَوَاطِنَ۔ کہ خدا کئی میدانوں میں تیری مدد کرے گا۔ فرمایا "پس جس طرح نبیوں یا رسولوں کو پرکھا گیا مجھے پرکھ لو اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس معیار پر مجھے صادق پاؤ گے۔" اور ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیشمار میدانوں میں آپ کی مدد فرمائی۔ فرمایا کہ "یہ باتیں میں نے مختصر طور پر کہی ہیں۔ ان پر غور کرو اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو۔ وہ قادر ہے کوئی راہ کھول دے گا۔ اس کی تائید اور نصرت صادق ہی کو ملتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 38 تا 41)

آپ کی مجلس میں مولویوں کا ذکر ہو رہا تھا تو ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور اب تو مولوی لوگوں نے وہ خطبے وغیرہ پڑھنے چھوڑ دیئے ہیں جن سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی تھی۔ آپ نے فرمایا "اب تو وہ نام بھی نہ لیں گے اور اگر کوئی ذکر کرے تو کہیں گے کہ مسیح اور مہدی کا ذکر ہی چھوڑو۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 286)

بہر حال ان مولویوں کا تو یہ حال ہے کہ اپنے مفادات کے لئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ صرف خود کرتے ہیں بلکہ آپ کی طرف اور جماعت احمدیہ کے عقائد کی طرف جھوٹی اور غلط باتیں منسوب کرتے ہیں اور عامۃ المسلمین کے دلوں میں جماعت کے خلاف نفرتیں پیدا کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حق معلوم کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر حق معلوم کرنا ہے "پھر خدا تعالیٰ سے اپنی نمازوں میں دعائیں مانگیں کہ وہ اُن پر حق کھول دے اور" آپ فرماتے ہیں کہ

"میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر انسان تعصب اور ضد سے پاک ہو کر حق کے اظہار کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرے گا تو ایک چلہ نہ گزرے گا کہ اس پر حق کھل جائے گا۔"

چالیس دن پورے نہیں ہوں گے کہ اس پہ حق کھل جائے گا اگر خالی الذہن ہو کے اور حق مانگنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مانگو فرمایا "مگر بہت ہی کم لوگ ہیں جو ان شرائط کے ساتھ خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہتے ہیں اور اس طرح پر اپنی کم سمجھی یا ضد و تعصب کی وجہ سے خدا کے ولی کا انکار کر کے ایمان سلب کر لیتے ہیں۔" فرمایا "کیونکہ جب ولی پر ایمان نہ رہے تو ولی جو نبوت کے لئے بطور میخ کے ہے اسے پھر نبوت کا انکار کرنا پڑتا ہے اور نبی کے انکار سے خدا کا انکار ہوتا ہے اور اس طرح پر بالکل ایمان سلب ہو جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 16)

ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل دے کہ وہ صرف مولویوں کی باتوں میں نہ آئیں بلکہ اپنی عقل استعمال کریں اور خالص ہو کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل کھولے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر اس حالت سے باہر نکلیں جس ایک عجیب حالت میں آج کل مسلمان دنیا بھنسی ہوئی ہے۔ کوئی رستہ ان کو فرار کا نظر نہیں آ رہا۔ پاکستان میں بھی نئی نئی تنظیمیں بن رہی ہیں۔

اب نئی تنظیم بلیک یار رسول اللہ کی بنی۔ جنہوں نے مارچ کر کے پہلے لاہور کا گھیراؤ کیا۔ پھر اسلام آباد کا گھیراؤ کیا۔ اس کے بعد اسی نام کی ایک اور تنظیم ہے جو گھیراؤ کر رہی ہے اور اسلام آباد کا محاصرہ کیا ہوا ہے۔ اور کوئی حکومت، کوئی فوج، کوئی قانون ان کو روک نہیں سکتا۔ بلیک یار رسول اللہ کہنے والے تو اصل میں ہم احمدی ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سنا کہ جب میرا مسیح و مہدی آئے تو اس کو ماننا۔ اس کو سلام کہنا۔ یہ ہے بلیک کہنے کا صحیح طریقہ۔ کاش کہ یہ لوگ بھی اس کو سمجھیں اور بجائے کھوکھلے نعروں کے بلیک یا رسول اللہ کی حقیقت کو سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ دنیا کو بھی، پاکستان کو بھی، ہر مسلمان ملک کو بھی فتنہ و فساد سے بچائے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر خاص رحم فرمائے کیونکہ آج کل جو حالات ہو رہے ہیں اور مسلمان دنیا کے خلاف جو منصوبہ بندی ہو رہی ہے وہ بہت خوفناک ہے۔ اگر انہوں نے ابھی بھی نہ سمجھا تو پھر بعد میں یہ پچھتائیں گے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 24/ نومبر 2017ء بمطابق 24/ نبوت 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بتایا تھا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر انسان تعصب سے پاک ہو کر اور ہر قسم کی ضد سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، بے چین ہو کر اللہ تعالیٰ سے نمازوں میں دعا مانگے تو چالیس دن نہیں گزریں گے کہ اللہ تعالیٰ اس پر حق کھولے گا۔ لیکن صاف دل ہونا، ہر قسم کے تعصب سے پاک ہونا یہ انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ دلوں میں کینہ رکھیں، غضب رکھیں یا نیک پاک سوچ نہ رکھیں وہ ہمیشہ یہی کہیں گے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے خوابوں میں رہنمائی نہیں کی یا آپ کے خلاف بتایا۔ بہر حال جو پاک دل ہو کے ایسا کرتے ہیں ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی ملتی ہے۔ بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی آپ کی زندگی میں خوابوں کے ذریعہ سے رہنمائی فرمائی۔

چنانچہ ایک مجلس میں ذکر ہوا کہ لاہور سے ایک شخص کا خط آیا کہ اسے خواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت بتلایا گیا کہ آپ سچے ہیں۔ اس شخص کی ارادت ایک فقیر کے ساتھ تھی۔ کسی فقیر کا وہ مرید تھا جو کہ داتا گنج بخش کے مقبرے کے پاس رہا کرتا تھا۔ اس شخص نے اس فقیر سے ذکر کیا تو اس نے کہا کہ مرزا صاحب کی اتنے عرصے سے ترقی ہونا ان کی سچائی کی دلیل ہے۔ پھر ایک اور مست فقیر وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا بابا ہمیں بھی پوچھ لینے دو۔ دوسرے دن اس نے بتایا کہ خدا نے کہا ہے کہ مرزا مولیٰ ہے۔ تو اس پہ پہلے فقیر نے کہا کہ مولانا کہا ہو گا کہ وہ تیرا اور میرا ہم سب کا مولیٰ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا کہ "آجکل خواب اور رویا بہت ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگوں کو خوابوں کے ذریعہ اطلاع دے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے اس طرح پھرتے ہیں جیسے آسمان میں ٹنڈی ہوتی ہے۔ وہ دلوں میں ڈالتے پھرتے ہیں کہ مان لو مان لو۔ پھر ایک اور شخص کا

حال بیان کیا جس نے حضور کے رد میں کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تُو تو رد لکھتا ہے۔ "خلاف لکھ رہا ہے" اور اصل میں مرزا صاحب سچے ہیں۔"

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 188)

تو اللہ تعالیٰ سعید فطرت لوگوں کو غلط کام سے بچانے کے لئے یہ بھی رہنمائی فرما دیتا ہے۔ وہ مخالف تھا۔ اس نے آپ کے خلاف لکھنا چاہا لیکن شاید اس کی کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کو پسند تھی اس لئے خواب میں اسے اس بات سے روک دیا گیا۔ یہ سلسلہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں شروع ہوا تھا آج بھی قائم ہے۔ نیک فطرت لوگوں کی اللہ تعالیٰ رہنمائی بھی فرماتا ہے اور جب وہ رہنمائی کے لئے اس کے آگے جھکتے ہیں تو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ پتا بھی نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ رہنمائی فرما رہا ہوتا ہے کہ مسیح موعود آگئے۔ بعض دفعہ بعض لوگوں کے علم میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے رہنمائی چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی فرما دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے بارے میں رہنمائی فرمائے جانے کا ایک واقعہ مالی جو مغربی افریقہ کا ایک ملک ہے اس میں ایک شخص کے ساتھ اس طرح ہوا۔ وہاں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ مصطفیٰ دیا لو (Diallo) صاحب نے ایک روز خواب دیکھا کہ وہ جنت میں ایک بہت ہی خوبصورت گھر میں ہیں۔ گھر کے ایک طرف پانی چل رہا ہے جس میں ایک سفید رنگ کے بزرگ کی تصویر ہے جنہوں نے پگڑی پہنی ہوئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خواب کے کچھ عرصے بعد وہ اپنے ایک دوست کی طرف گئے تو ان کے گھر اسی بزرگ کی تصویر دیکھی۔ انہوں نے اپنے دوست سے تصویر والے بزرگ کے متعلق پوچھا تو اس پر انہیں بتایا گیا کہ یہ امام مہدی ہیں۔ چنانچہ موصوف نے اپنی خواب سنائی اور احمدیت کے متعلق مزید معلومات چاہیں۔

اس پر احمدی دوست نے کہا کہ آج ہمارا ماہانہ اجلاس عام ہے آپ میرے ساتھ چلیں وہاں مبلغ سے آپ ہر قسم کے سوال کر سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ اجلاس میں شامل ہوئے اور اجلاس کے بعد احمدی ہونے کا اعلان کیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ سچائی میرے تمام بہن بھائی بھی قبول کریں۔ اس لئے میں گھر جا کر اپنے بہن بھائیوں کو اس سے آگاہ کروں گا اور کل سب کے ساتھ انشاء اللہ بیعت کروں گا۔ چنانچہ اگلے روز سحری کے وقت جب تمام بہن بھائی اکٹھے ہوئے تو انہوں نے احمدیت کے متعلق اپنا خواب بتایا اور ساتھ ہی باتوں کو بھی بیعت کرنے کا کہا جس پر سب بہن بھائیوں نے اُن کو برا بھلا کہا اور کہا کہ تمہیں یہ نیاندہب اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو ضرور بیعت کریں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد وہ کچھ دیر کے لئے لیٹے، سو گئے، نیند آگئی۔ تو خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کو سورۃ الحجج کی آیات 30 تا 33 پڑھنے کی نصیحت کر رہے ہیں۔ بیداری کے بعد وہ مشن ہاؤس آئے اور بہن بھائیوں کو اپنا روایا بیان

کیا اور ساتھ ہی خواب کی تعبیر پوچھی۔ اس پر مربی صاحب نے انہیں قرآن کریم کی متعلقہ آیات نکال کے دکھائیں جن میں آدم کی تخلیق کے بعد فرشتوں کے سجدہ کرنے اور ابلیس کی نافرمانی کا ذکر ہے۔ چنانچہ انہیں بتایا گیا کہ آج صبح جو واقعہ گزرا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ رہنمائی ہے کہ آپ کا بیعت میں آنا دراصل فرشتوں والا طرز عمل اختیار کرنا ہے۔ موصوف نے اسی وقت باقاعدہ بیعت کر لی اور جماعت میں شامل ہوئے۔ اللہ کے فضل سے جماعت کے بڑے فعال رکن ہیں۔

اسی طرح آئیوری کوسٹ کے شہر گراں لاؤ (Grand Lahou) کے نو مبالغ دوست کونے آداما (Kone Adama) خواب کی بناء پر اپنی قبولیت احمدیت کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد گیا ہوں۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہے۔ میں نماز پڑھنے کے لئے ایک طرف اپنی جائے نماز بچھاتا ہوں تو اچانک ایک شخص آکر مجھ سے پوچھتا ہے کہ میں کس فرقے سے تعلق رکھنے والا مسلمان ہوں اور مجھ سے میری جائے نماز لے لیتا ہے۔ میں اسے جواب دیتا ہوں کہ میں احمدی مسلمان ہوں۔ اس پر وہ شخص مجھے احمدیہ مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کا کہتا ہے۔ چنانچہ یہ خواب دیکھ کر کہتے ہیں میری تسلی ہو گئی اور میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گیا۔

اسی طرح یمن کی ایک خاتون جمیلہ صاحبہ ہیں۔ ان کے قبول احمدیت کا واقعہ ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جماعت احمدیہ سے تعارف سے بہت عرصہ قبل میں سعودی عرب میں تھی جہاں میرا ججان صوفی ازم کی طرف ہو گیا اور حضرت عبدالقادر جیلانی کی تالیفات مجھے بہت پسند آئیں۔ ان کے بیان کردہ طریق خلوت پر عمل کر کے مجھے کسی قدر سکون ملتا اور روحانیت کا احساس ہوتا۔ اس کا طریق یہ تھا۔ یہ کس طرح عبادت یا ذکر کرتی تھیں کہ سو سو مرتبہ سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۃ اخلاص پڑھنے کے بعد ایک ایک ہزار بار درود شریف اور استغفار کیا جاتا تھا۔ یہ وہ صوفیوں کا طریق تھا۔ کہتی ہیں انہی خلوت کے ایام میں ایک رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک چاند نما بہت بڑا ستارہ زمین پر نازل ہوا ہے اور زمین پر چل پھر رہا ہے اور پھر چھت کے راستے وہ ہمارے گھر میں بھی داخل ہو جاتا ہے۔ میں خائف اور حیران تھی کہ میری آنکھ کھل گئی۔

چند روز بعد ہی میں نے ایک اور خواب میں پانچ مزید ستارے دیکھے جو قطار بنائے زمین پر چل رہے تھے لیکن وہ پہلے دیکھے گئے ستارے سے حجم میں چھوٹے تھے۔ وہ جمیلہ صاحبہ تو اتنی واضح نہیں لیکن غالب یہی ہے کہ جو پہلا ستارہ تھا وہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہو گا باقی پھر پانچ خلفاء۔ بہر حال کہتی ہیں کہ پھر جب ایم ٹی اے کے ذریعہ جماعت کے بارے میں پتا چلا تو اس کے بارے میں جاننے کی پیاس بڑھتی چلی گئی۔ ایم ٹی اے دیکھنے کے دوران میرے دل میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی محبت پیدا ہو کر بڑھنے لگی اور مجھے اس بات کا مکمل

یقین ہو گیا کہ آپ ہی امام الزمان ہیں۔ اسی اثناء میں میں نے پروگرام الحوار المباشر میں سنا کہ حضرت امام مہدی کی صداقت کے بارے میں تحقیق کرنے والوں کو استخارہ کر کے خدا تعالیٰ سے رہنمائی کی دعا کرنی چاہئے۔ کہتی ہیں چنانچہ بتائے گئے طریق کے مطابق میں نے دو رکعت نماز ادا کی اور سو گئی۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ المکرمہ میں لوگوں کے جَم غفیر میں ہوں۔ لوگ اپنے پاؤں کے پنجوں پر کھڑے ہو کر گردنیں لمبی کرتے ہوئے ایک شخص کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ایسے میں کوئی باوازا بلند کہتا ہے کہ اے لوگو! تمہارا امام آگیا ہے۔ اے لوگو! امام مہدی آگیا ہے۔ میں بھی اس سمت دیکھنا شروع کر دیتی ہوں حتیٰ کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ایک اونچے مقام پر سب کے سامنے نمودار ہو جاتے ہیں۔ ان کا چہرہ بدر منیر کی مانند چمک رہا تھا۔ آنکھوں میں حزن کی کیفیت تھی۔ جب میں نے بغور ان کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو بعینہ وہ اسی امام مہدی اور مسیح موعود کا چہرہ تھا جسے میں نے ایم ٹی اے پر دیکھا تھا۔ یہ دیکھتے ہی میری آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے اور میں بشت رونا شروع کر دیتی ہوں۔ جب میں یہ رویا دیکھ رہی تھی اس وقت میرا خاوند جاگ رہا تھا۔ یہ سوئی ہوئی تھیں اور خواب دیکھ رہی تھیں۔ خاوند قریب ہی اس وقت جاگ رہا تھا۔ اس نے مجھے جگا کر کہا کہ تم بہت درد کے ساتھ رو رہی تھی۔ میں جاگی تو میری آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

کہتی ہیں اس رویا کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ حق یہی ہے کہ یہ شخص امام الزمان ہے۔ چنانچہ میں نے اس امام کی بیعت کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ یمن کی ہیں اور سب جانتے ہیں کہ آجکل یمن کے حالات بہت خراب ہیں اور ان کے سمندری اور ہوائی راستے بھی ہمسایہ ملک سعودی عرب نے بند کر دیئے ہیں۔ ہر قسم کی امداد جانے پر وہاں روکیں ڈالی جا رہی ہیں۔ معصوم بچے، عورتیں، بوڑھے خوراک نہ ہونے کی وجہ سے اور علاج کی سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ مسلمان مسلمان کو قتل کر رہا ہے اور وجہ یہی ہے کہ آنے والے امام کو نہیں مانتے۔ ان کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی حالات پھیرے اور یہ آزادی اور آسانی کے سانس لینے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

بعض نیک فطرت دل سے احمدیت کو سچا سمجھنے کے باوجود بعض وجوہ کی بناء پر بیعت نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کس طرح ان کو بیعت کر کے باقاعدہ جماعت میں شامل ہونے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اس بارے میں مالی سے ہی کائی ریجن کے معلم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دوست عبدالحی جابی صاحب کے ایک قریبی دوست کی رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اچانک وفات ہو گئی۔ انہوں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے اسی فوت شدہ دوست کے ساتھ بس میں سفر کر رہے ہیں اور ان کے دوست ان سے کہتے ہیں کہ تم جس جماعت میں داخل ہو رہے

ہو وہ سچی جماعت ہے۔ میں بھی اسی جماعت میں شامل ہو رہا ہوں۔ عبدالحی جانی صاحب باقاعدگی سے ہمارا ریڈیو سنتے تھے اور دل سے احمدی تھے مگر ابھی تک بیعت نہیں کی تھی۔ لیکن اس خواب کے بعد انہوں نے فون کر کے کہا کہ میں کائی شہر سے کافی دُور رہتا ہوں۔ آپ کا ریڈیو سنتا ہوں۔ تبلیغ سنتا ہوں۔ میں نے اس طرح خواب دیکھی ہے۔ میری بیعت قبول کر لیں اور آج سے میں احمدی ہوں۔

پھر مصر کے ایک دوست محمود غریب صاحب ہیں۔ کہتے ہیں نو سال کی عمر سے میں خواب میں ایک بار عرب آواز سنتا جس کی بازگشت میرے کانوں میں گونجتی رہتی۔ میں اسے سمجھ نہ سکتا تھا لیکن اس کو سن کر میں ڈر جاتا تھا۔ پھر جب 2010ء میں میرا ایم ٹی اے العربیۃ سے تعارف ہوا تو اس پر شریف عودہ صاحب اور اسد موسیٰ عودہ صاحب کی آواز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات سنے تو فوراً سمجھ گیا کہ یہی وہ آواز تھی جو میں نو سال کی عمر میں اپنے خوابوں میں سن رہا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے ایم ٹی اے مزید شغف کے ساتھ دیکھنا شروع کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام اور آپ کے قصائد میرے دل پر گہرا اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا تصور کرتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر میرے سامنے آ جاتی۔ ایک روز میں ایم ٹی اے دیکھ رہا تھا اور ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر آرہی تھی۔ میں نے اسے مخاطب ہو کر کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم مجھے خود بتاؤ کہ کیا تم اپنے دعوے میں سچے ہو یا نہیں؟ اس کے بعد کہتے ہیں میں کام پہ چلا گیا۔

شام کو جب واپس آیا اور فوراً ٹی وی آن کر کے ایم ٹی اے لگایا تو اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس پڑھا جا رہا تھا کہ **يَا قَوْمِ إِنِّي مِنَ اللَّهِ - إِنِّي مِنَ اللَّهِ - إِنِّي مِنَ اللَّهِ - وَأَشْهَدُ رَبِّيَ إِنِّي مِنَ اللَّهِ**۔ یعنی اے میری قوم! میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں خدا کی طرف سے ہوں اور میں اپنے رب کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی میں اپنے گھٹنوں کے بل گر گیا اور بے اختیاری کے عالم میں ٹی وی پر سے ہی حضور علیہ السلام کی تصویر کے بوسے لیتے ہوئے **عَلَيْكَ السَّلَام**۔

السلام کہنا شروع کر دیا۔ یوں ایک لمحے میں احمدیت ہی میرا سب کچھ ہو گیا اور پھر انہوں نے بیعت کر لی۔

پھر اردن کے ایک دوست جمیل سرحان صاحب ہیں۔ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ 1992ء میں جب اُمتِ مسلمہ کو مختلف مسائل اور مشکلات کا سامنا تھا تو میں رات دن یہ سوچتا تھا کہ خیر اُمت کے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ اور عجیب بات ہے کہ خیر اُمت ہونے کے باوجود مسلمان تفرقہ اور انحطاط کا شکار ہیں اور آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ میرے اندر سے آواز آتی کہ ہمارا دین تو ایسا نہیں ہے جیسا نظر آرہا ہے۔ یقیناً کوئی ایسی بات ہے جس سے اُمت غفلت برت رہی ہے۔ کہتے ہیں ایک رات میں نے خواب میں

دیکھا کہ راستے پر اکیلا کھڑا ہوں جو سیدھا اور پختہ ہے۔ اتنے میں ایک ماڈرن مرسیڈیز کار آتی ہے اور اس میں ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر ایک شخص بیٹھا ہے جو مجھے کار چلانے کا حکم دیتا ہے۔ میں ڈرائیور سیٹ پر بیٹھ گیا۔ میرے دل میں ڈالا گیا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ مجھے خوف سا آنے لگا۔ گاڑی چلی تو راستے میں اچانک بہت سے سیاہ چہروں والے لوگ ظاہر ہوئے اور راستے کے دونوں طرف لائن بنا کر کھڑے ہو گئے اور ان کے پاس معمولی سا اسلحہ بھی تھا۔ پھر انہوں نے ہم پر فائرنگ کر دی لیکن ہمیں کوئی گولی نہیں لگی اور بالکل محفوظ اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ کہتے ہیں کہ روایا میں ہی میں گاڑی کھڑی کرتا ہوں تو حضرت امام مہدی علیہ السلام مجھے فرماتے ہیں کہ نیچے اتر آؤ اور گاڑی کی ڈیگی کھولو۔ میں نیچے اتر کر کھولتا ہوں تو وہاں لکڑی کا ایک خوبصورت صندوق ہوتا ہے جس میں ایک پانچ سالہ بچہ ہوتا ہے جو بہت خوبصورت ہے۔ وہ بچہ مجھے دیکھنے لگتا ہے۔

جب میں بیدار ہوا تو خواب سے بہت خوش تھا اور دل میں کہا کہ یقیناً یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغام ہے۔ میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ نئی گاڑی سے مراد زندگی کا نیا سفر ہے۔ سیاہ شکل والے جو ہم پر فائرنگ کرتے ہیں ان سے مراد اس نئے سفر سے دشمنی کرنے والے اقوال و افعال ہیں جن کا کوئی اثر نہیں ہوگا اور خوبصورت صندوق میں اسرار محفوظ کئے جاتے ہیں اور پانچ سال کے بچے سے مراد کچھ بشارات ہیں جو پانچ سال کے عرصے میں پوری ہوں گی۔ کہتے ہیں کہ عجیب بات یہ ہے کہ ہم نے اپنی خواب کی یہ تعبیر سمجھی اور وہ اس طرح ظاہر ہوئی کہ جماعت احمدیہ سے تعارف کے بعد میری زندگی کا نیا سفر شروع ہو گیا اور خلافت خامسہ کے عہد مبارک میں مجھے جماعت میں شمولیت کی توفیق ملی۔ کہتے ہیں میں اپنے گاؤں میں اکیلا احمدی تھا اور جو نہی میں نے امام مہدی کے ظہور کا اعلان کیا تو اپنے پرائے سب میرے دشمن ہو گئے۔ مساجد سے میرے کفر کے فتوے جاری ہونے لگے۔ پھر میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اس سفر کی تکمیل کے لئے مجھے ساتھی عطا فرمائے تو خدا تعالیٰ نے مجھے ایسے نیک اور اچھے لوگ مہیا فرما دیئے جنہیں میں جانتا بھی نہ تھا اور وہی میرے حقیقی عزیز و اقارب ٹھہرے۔

پھر ایک دوست محمد عبداللہ صاحب ہیں جو سیریا کے ہیں اور آجکل کینیڈا میں ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں ایک سیلزمین کی جاب کرتا تھا۔ میرے گاہکوں میں سے ایک شخص کے بیٹے سے میرا تعارف ہوا۔ یہ نوجوان احمدی تھا۔ اس سے تعلق بڑھا تو اس نے مجھے جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد اور اس کے تجدیدی مفاہیم کے بارے میں بتایا۔ اس نے مجھے اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ دیا۔ میں اس کتاب کو پڑھ کر بہت متاثر ہوا اور اس میں پائی جانے والی معقول باتیں بہت پسند آئیں۔ پھر تقریباً ایک سال تک میں جماعت کی مختلف کتب پڑھتا رہا۔ نیز ایم ٹی اے العربیہ بھی دیکھنا شروع کر دیا۔ ایک سال کے مطالعہ اور ایم ٹی اے دیکھنے اور جماعت کے عقائد کا موازنہ کرنے کے بعد میرے دل میں جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی خواہش جنم لینے لگی۔ لیکن میں اپنی باطنی طہارت کے حوالے

سے اپنے آپ کو اس پاکیزہ جماعت کے قابل نہ سمجھتا تھا اور اس مقام تک پہنچنے کی راہوں سے نا آشنا تھا۔ لہذا میں نے اپنے اس دوست سے کہا کہ مجھے بعض احمدیوں سے ملو اور اس نے اپنے گھر پر ہی چند احمدیوں کے ساتھ ملاقات کا بندوبست کر لیا۔ یہ نیک دوست آئے جن کے ساتھ بیٹھ کر مجھے روحانی ارتقاء کے ذرائع میں بات کر کے یوں محسوس ہوا کہ جیسے میری روحانی پیاس کی تسکین ہونے لگی ہے۔ چونکہ مجھے رویا صالحہ وغیرہ کی بناء پر یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضائع نہیں کرے گا اور ضرور مجھے ہدایت دے گا۔ لہذا یہ سوچ کر میں نے استخارہ کرنا شروع کیا۔ میں اپنے کام کے سلسلہ میں دمشق میں تھا جب کہ میری بیوی حلب میں دیگر اہل خانہ کے ساتھ رہتی تھی۔ میں نے استخارہ شروع کرنے کے بعد اپنی بیوی کو فون کر کے کہا کہ اس عرصہ میں اگر کوئی خواب دیکھو تو مجھے ضرور بتانا۔ کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد آنے والی ایک رات میرے لئے لیلۃ القدر ثابت ہوئی جس میں میں نے ایک نہایت عظیم رویا دیکھا۔ میں نے اپنے ایک نیک و پارسا رشتہ دار کو خواب میں دیکھا اس نے مجھے ایک ورق دیتے ہوئے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ میں نے پورے شوق سے اسے بسرعت کھولا تو اس میں لکھا تھا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ میں بیدار ہوا تو بہت خوش تھا اور میری زبان پر یہ آیت کریمہ جاری تھی کہ اَدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِیْنَ۔ کہ ان میں سلامتی کے ساتھ بے خوف و خطر داخل ہو جاؤ۔ کہتے ہیں یہ جماعت میں داخل ہونے کے لئے ایک واضح پیغام تھا۔ گو یہ رویا تو آنے والے امام مہدی اور مسیح موعود کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانے کی طرف بھی اشارہ کر رہا تھا لیکن اس وقت مجھے اس بات کا علم نہ تھا۔ بہر حال مجھے یقین تھا کہ یہ میرے استخارہ کا جواب ہے اور اس وجہ سے پھر میں نے بیعت کر لی۔

پھر سیریا کی ایک خاتون ہیں وہ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ احمدیت کے بارے میں جاننے سے قبل میں اور میری بہن ایک جماعت کو سچا سمجھ کر اس میں شامل ہوئے لیکن بعد میں پتا چلا کہ اس جماعت نے تو شریعت کے نام پر اپنی ہی شریعت بنائی ہوئی ہے۔ اس کے بعد میں نے خدا تعالیٰ سے رورور دعائیں کیں اور عرض کی کہ خدایا مجھے بتا کہ آج تیرا صحیح دین کہاں ہے اور آج کس جماعت کو تیری تائیدیں حاصل ہیں۔ کئی دن تک یہ دعا کرنے کے بعد ایک روز مجھے ایسے لگا جیسے کوئی عظیم الشان نور میرے جسم میں داخل ہو گیا ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر کہتی ہیں کہ میں نے اپنی دعائیں اور تیز کر دیں اور شدتِ بُکا کی وجہ سے میری آواز حلق میں اُٹکی جاتی تھی۔ ایسی حالت میں میں نے دیکھا کہ ایک شخص میرے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا ہے اور اس کیفیت میں مجھے یہی محسوس ہوا کہ وہ میرے ساتھ ہمدردی کرنے کے لئے آیا ہے۔ میں نے اسے دیکھ کر دل میں کہا کہ یہ شخص کون ہے لیکن مجھے اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ اگلے روز پھر میں بہت روئی یہاں تک کہ میری ہچکی بندھ گئی۔ اس وقت پھر مجھ پر وہی کیفیت طاری ہو گئی اور میں نے دوبارہ اس شخص کو اپنے ساتھ دیکھا۔ تیسری بار پھر ویسا ہی ہوا تو میں نے با آواز بلند

خدا تعالیٰ کے حضور یہ التجا کی کہ خدا یا مجھے بتا دے کہ یہ ہمدرد شخص کون ہے اور بار بار مجھے کیوں دکھائی دیتا ہے؟ کہتی ہیں کہ اس سوال کا جواب مجھے کچھ عرصہ بعد ملا۔ ہوا یوں کہ میں اپنی بہن اور خالہ کے ساتھ بیٹھی تو اس موضوع پر بات ہوئی کہ اب تو مسیح موعود کو آجانا چاہئے۔ ہم کہتے کہ آجکل کے دور میں ٹی وی کے ذریعہ کہیں سے اعلان ہو گا کہ مسیح آگیا ہے اور لوگ اس پر ایمان لانے کے لئے دوڑ پڑیں گے لیکن ہمارے مولویوں نے تو ٹی وی دیکھنا بھی حرام قرار دے دیا ہے۔ بعض علاقوں میں عربوں میں مولویوں کا یہ بھی فتویٰ ہے کہ ٹی وی دیکھنا حرام ہے۔ کہتی ہیں پھر ہمیں اس کا علم کیسے ہو گا جب ٹی وی نہیں دیکھیں گی۔ آپس میں لمبی بحثوں کے بعد ہم نے اپنے مولویوں کے فتوؤں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ٹی وی لا کر دیکھنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد میں نے ایک عجیب رویہ دیکھا جس نے میری کایا پلٹ دی۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک بڑے میدان میں ہوں۔

ایسے میں کچھ لوگوں کو ایک کار میں آتے دیکھا جس کی چھت پر سیٹلائٹ ڈش لگی ہوتی ہے۔ ان کی کار اس میدان کے درمیان میں پہنچ کر رک جاتی ہے اور اس میں سے کچھ لوگ سامان نکال کر زمین پر رکھتے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص نے عربی لباس پہنا ہوا ہے اور اس کا چہرہ روشن ہے۔ اچانک یہ شخص میدان کے وسط سے میرے سامنے آکھڑا ہوتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ بہن تم یہاں پر کیا کر رہی ہو؟ میں جواب دینے کی بجائے اس سے پوچھتی ہوں کہ آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ ہم نیائی وی چینل کھولنے لگے ہیں کیا تم اسے دیکھو گی۔ میں کہتی ہوں کیوں نہیں۔ میں ضرور دیکھوں گی۔ کہتی ہیں اسی گفتگو کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اگلے روز میں ٹی وی لے آئی اور کچھ دیر میں ہی سب کچھ سیٹ کر لیا۔ باری باری مختلف چینلز کو دیکھنے کے دوران میں نے محسوس کیا کہ ایک چینل ان سب سے الگ ہے بلکہ یوں لگتا تھا کہ یہ کسی اور ہی زمانے کا چینل ہے۔ یہی وجہ تھی کہ میں باقی چینلز کو چھوڑ کر کچھ دیر کے لئے اسے دیکھنے لگ گئی۔ یہ چینل ایم ٹی اے تھا اور اس وقت اس پر "حوار کا پروگرام" چل رہا تھا۔ اس پروگرام کو دیکھنے کے دوران بار بار میری نظر پروگرام کے میزبان کی طرف اٹھتی اور مجھے خیال گزرتا کہ میں نے اسے کہیں دیکھا ہے۔

اچانک مجھے یاد آیا کہ یہ تو وہی شخص ہے جسے خواب میں میں نے وسیع میدان میں سیٹلائٹ چینل کھولتے دیکھا تھا اور پھر اس کے ساتھ خواب میں ہی اس کا چینل دیکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ اپنے وعدے کو یاد کر کے میں اس چینل کو دیکھنے لگ گئی اور پھر اسی چینل کی ہو کر رہ گئی۔ ایک روز میں حسب عادت ان کا پروگرام دیکھ رہی تھی کہ اس میں امام مہدی اور مسیح موعود کے الفاظ سن کر فوراً متوجہ ہو گئی۔ اتنے میں ایک تصویر ٹی وی کی سکرین پر نمودار ہوئی اور اس کے نیچے امام مہدی اور مسیح موعود کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ میرا تجسس اور بڑھا۔ اتنے میں امام مہدی کے کلام سے اقتباسات پیش کئے گئے۔ پہلے اقتباس کا پہلا جملہ ہی میری کایا پلٹنے کے لئے کافی ثابت ہوا جو یہ تھا۔ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ

مِنْ اللّٰهِ اَتَيْتُمْ وَّ مَا افْتَرَيْتُمْ وَ قَدْ خَابَ مِنْ افْتَرٰى- یعنی خدا کی قسم! میں خدا کی طرف سے آیا ہوں نہ کہ میں نے کوئی افترا کیا ہے۔ یقیناً افترا کرنے والا خائب و خاسر رہتا ہے۔ یہ الفاظ سنتے ہی میں نے بے اختیار ہو کر کہا کہ یہ کسی سچے شخص کا کلام ہے۔ یقیناً یہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہے اور یہی مسیح موعود اور امام مہدی ہے۔ اقتباس کے دوران ہی جب دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی تو اب کی بار اس کو دیکھ کر میں وہیں ٹھٹھک کر رہ گئی کیونکہ یہ وہی شخص تھا جسے قبل ازیں میں کشفی حالت میں دیکھ چکی تھی۔ جب میں نے خدا تعالیٰ سے روبرو کر دعائیں کرتے ہوئے عرض کیا کہ خدایا آج تیرا صحیح دین کہاں ہے اور آج کس جماعت کو تیری تائید حاصل ہے؟ اُس وقت یہی شخص میرے ساتھ ہمدردی کرنے کے لئے آیا تھا اور اسے دیکھ کر میں نے دل میں کہا تھا کہ نہ جانے یہ شخص کون ہے۔ اب ٹی وی پر وہی تصویر دیکھ کر مجھے اپنا کشف اور اس کی تعبیر بھی سمجھ آ گئی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس وقت بتایا تھا کہ یہ شخص ہے جس کی جماعت کو خدائی تائید حاصل ہے اور یہی خدا تعالیٰ کے سچے دین کی نمائندہ جماعت ہے۔

کہتی ہیں میں نے روتے ہوئے اس تصویر کو مخاطب ہو کر کہا کہ آج تو ہی اسلام کا دفاع کر رہا ہے۔ تو عیسائیوں کے مزاعم کا رد کر رہا ہے۔ تو ہی سچا مسیح و مہدی ہے۔ میں تیری تصدیق کرتی ہوں اور تیری بیعت کرتی ہوں۔ حالانکہ اس وقت مجھے علم بھی نہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنی ضروری ہے۔ میں نے اپنے قریبی لوگوں کو اس چینل اور جماعت کے بارے میں بتایا تو اکثر لوگوں نے میری بات کو سنجیدگی سے نہ لیا تاہم میری بہن اور خالہ نے متعدد ایام ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر بعد میں میری والدہ، بھائی اور دیگر دو بہنوں نے بھی بیعت کر لی۔ ان کا نام ہے غنی العجان۔

پھر مصر کے ایک دوست سعید رخصا صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ احمدیت کے ساتھ تعارف ہونے سے کچھ عرصہ پہلے میں نے رویا میں خود کو ایک وسیع میدان میں دیکھا۔ جہاں ایک نہایت خوبصورت خیمہ لگا ہوا تھا جس کے باہر کئی لوگ اس کی حفاظت پر مامور تھے۔ ان محافظوں میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ تم یہاں کیسے آ گئے؟ میں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم لیکن آپ بتائیں کہ اس خیمہ میں کون ہے؟ اس محافظ نے کہا کہ اس خیمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سنتے ہی مجھے بے انتہا خوشی ہوئی اور ساتھ شدید خوف بھی طاری ہو گیا کیونکہ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں اس عظیم الشان جگہ تک کیسے پہنچ گیا جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ اسی اثناء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت خوبصورت اور دل نشیں آواز آتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں تم میری عزت و تکریم کر رہے ہو لیکن شیما کو کیوں چھوڑ آئے ہو۔ تیار ہو جاؤ کیونکہ وہ آرہی ہے۔ اس وقت خیمہ کا دروازہ کھلتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی رنگ کی رداء اوڑھے باہر تشریف لاتے ہیں۔ دوسری جانب سے شیما نامی ایک چھوٹی

سی لڑکی بھی سکول کا یونیفارم پہنے ہوئے آ جاتی ہے اور تمام محافظ دو قطاریں بنا کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس لڑکی کا استقبال کرتے ہیں۔ کہتے ہیں میں اس وقت تک خوابوں پر یقین نہ رکھتا تھا۔ شیماء نامی بچی کا بھی اس رویا میں آنا میرے اس خیال کو تقویت دیتا تھا کہ یہ محض اضغاث احلام ہے یعنی یونہی خواب آگئی ہے۔ بعد میں پتا چلا کہ اس بچی کی رویا میں موجودگی مجھے اس رویا اور اس کے بعد کی رویا کی صداقت پر یقین دلانے کے لئے تھی۔ بہر حال کہتے ہیں کہ میں نے اس خواب پر کوئی دھیان نہیں دیا۔ نہ ہی کسی سے اس بارے میں کوئی ذکر کیا۔ مجھے یقین بھی نہیں تھا اور مجھے یہ بھی تھا کہ یہ بچی کا آنا تو اس طرح ہی ہے جس طرح مجھے کوئی غلط قسم کی خواب آگئی ہے۔

اس لئے ذکر کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ لیکن ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ میں نے ایک اور رویا دیکھا جو بڑی حد تک پہلی رویا سے ملتا جلتا تھا۔ میں نے ایک گندمی رنگ والے شخص کو دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کچھ دیر کے بعد وفات پا گئے اور آپ کی تدفین ہو گئی۔ اس کے بعد دیکھا کہ چاندی کے سٹوں کے ایک بڑے ڈھیر سے لوگ بالٹیاں بھر بھر کے آپ کی قبر پر ڈالتے جا رہے ہیں۔ میں نے حسب عادت اس رویا کو بھی کوئی اہمیت نہیں دی کیونکہ خوابوں پر یقین نہیں تھا، نہ ہی اس کے بارے میں کسی سے بات کی۔ لیکن مذکورہ بالا دونوں خوابوں نے مجھے ایک بات کے بارے میں سوچنے پر مجبور ضرور کر دیا۔ وہ یہ تھی کہ میں نے دونوں خوابوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا لیکن دونوں خوابوں میں دیکھی جانے والی شخصیات مختلف تھیں۔

میں اکثر سوچتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل تو ایک ہی ہے۔ پھر اگر میری خوابیں سچی ہیں تو ہر خواب میں آپ کا حلیہ مختلف کیسے ہو سکتا ہے؟ کہتے ہیں کچھ دنوں کے بعد جب میں ایک بک شاپ میں تھا جہاں میں کام کرتا تھا تو کتابوں کی جھاڑ پونچھ کا کام کر رہا تھا اور پرانے اخبارات اور مجلات کو ترتیب سے رکھ رہا تھا کہ ایک اخبار کے صفحہ پر ایک تصویر دیکھ کر میں سکتے میں آگیا۔ یہ ایک بچی کی تصویر تھی۔ یہ کوئی عام بچی نہ تھی بلکہ شیماء نامی وہی بچی تھی جسے میں نے چند روز قبل خواب میں دیکھا تھا۔ پڑھا لکھانہ ہونے کی وجہ سے میں نے اپنے بعض دوستوں سے اس تصویر کی کہانی پوچھی تو مجھے پتا چلا کہ یہ بچی کچھ سال پہلے دہشتگردی کی ایک کارروائی میں ماری گئی۔ میں چونکہ پڑھا لکھانہ تھا، نہ ہی اخبار اور ٹی وی پر خبروں سے کوئی لگاؤ تھا۔ اس لئے مجھے اس حادثے کی کوئی خبر نہ ہوئی۔ نہ ہی میں نے اس کے بارے میں پہلے کبھی سنا تھا۔ لیکن شیماء کی تصویر دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ میرا پہلا خواب سچا تھا اور اس بچی کا خواب میں آنا مجھے اس رویا کی صداقت پر یقین دلانے کے لئے تھا۔

اس واقعہ کے بعد یہ بھی یقین ہو گیا کہ پہلے رویا کی طرح دوسرا خواب بھی ضرور سچا ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اگر دوسرا خواب بھی سچا ہے تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف حلیے سے کیا مراد ہے؟

کئی سال گزرنے کے بعد ایک روز ٹی وی پر مختلف چینل بدل بدل کر دیکھ رہا تھا کہ ایم ٹی اے لگ گیا جس پر اس وقت پروگرام الحوار المباشر لگا ہوا تھا جس میں وفات مسیح علیہ السلام کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔ میں پڑھا لکھا تو تھا نہیں، نہ ہی دینی لحاظ سے کوئی خاص علم تھا اس لئے ان امور کو میں بہت حیرت سے دیکھنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد شریف عودہ صاحب نے اس پروگرام میں کہا کہ ابھی ہم ایک وقفہ لیتے ہیں جس میں حضرت مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کا قصیدہ سنتے ہیں۔ قصیدے کے ساتھ ایک شخص کی تصویر بھی دکھائی جا رہی تھی جو میرے لئے کسی حیرانی سے کم نہ تھی۔ یہ بعینہ اس شخص کی تصویر تھی جسے میں نے دوسری روایا میں دیکھا تھا اور مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس حقیقت کے روشن ہو جانے کے بعد میں نے کسی سے اس بارے میں بات نہ کی اور اپنی اہلیہ کے ساتھ مل کر چپ چاپ ایم ٹی اے دیکھتا رہا۔

ایک ماہ کے بعد میں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ اس جماعت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا کہ میری رائے میں یہ جماعت سچی اور حقیقی ہے۔ اس کے بعد میں نے اسے اپنی اس روایا کی تفصیل بتائی جس میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا تھا اور مجھے روایا میں بتایا گیا تھا کہ یہ رسول اللہ ہیں۔ کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی عاشق اور غلام صادق تھے۔ اس لئے بعض دفعہ جو خواب میں دیکھتے تھے تو مطلب یہی تھا کہ آپ کا آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہے اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہتے ہیں کہ ہم آٹھ ماہ تک ایم ٹی اے دیکھتے رہے لیکن ابھی تک بیعت نہ کی تھی۔ ایک روز میری بیوی نے مجھے کہا کہ کیا تم بیعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہو؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ دو ہفتے بعد میری اہلیہ نے دوبارہ مجھ سے پوچھا کہ کیا تم بیعت کے لئے تیار نہیں؟ میں نے پھر وہی جواب دیا کہ کیوں نہیں۔ میں تیار ہوں۔ کہنے لگی اب اگر تم بیعت کرنے نہ گئے تو میں اکیلی چلی جاؤں گی۔ چنانچہ اہلیہ کی اس دو ٹوک بات کے بعد میں نے افراد جماعت سے رابطہ کیا اور ہم دونوں نے بیعت فارم پُر کر دیا۔ تو بعض دفعہ عورتیں بھی مردوں کے لئے جرأت دلانے کا اور فوری ہدایت کا باعث بن جاتی ہیں۔

آئیوری کوسٹ سے ہمارے مبلغ باسط صاحب لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں کچالو (Kouchalo) کے وفد نے درخواست کی کہ ہمارے ہاں بھی تبلیغ کی جائے۔ اگلے روز ایک وفد کے ہمراہ متعلقہ گاؤں پہنچے اور بعد نماز عشاء تبلیغ کا پروگرام شروع ہوا۔ رات دس بجے تبلیغ شروع ہوئی اور اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ صبح تین بجے تک جاری رہا۔ اس پروگرام میں مسلمان عیسائی اور مشرک لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ (لوگ سمجھتے ہیں کہ افریقن یونہی قبول کر لیتے ہیں۔ پانچ چھ گھنٹے یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر وہ سوال بھی کرتے ہیں۔) کہتے ہیں گاؤں کے چیف مسٹر جماندے (Diomande) نے بھی سارا وقت تبلیغ سنی اور اللہ کے فضل سے اس کے نتیجے میں اس وقت

160 افراد بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ صبح آٹھ بجے ہم چیف سے ملنے اس کے گھر گئے تو گاؤں کے نومبالیین بھی ہمراہ تھے۔ اس موقع پر چیف نے اپنی ایک خواب سنائی جو انہوں نے ایک سال پہلے 2014ء میں دیکھی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھے ہیں اور دو سفید جہاز آتے ہیں۔ ایک گاؤں سے کچھ دور سے واپس چلا جاتا ہے جبکہ دوسرا ان کے قریب ایک دوسرے درخت پہ اترتا ہے اور وہ سیڑھی لگا کر اوپر جاتے ہیں۔ اس جہاز میں مسلمان سوار ہیں۔ وہ انہیں کتاب دیتے ہیں۔ نیچے آکر وہ کتاب کو دیکھتے ہیں تو وہ نہایت خوبصورت سونے میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

اذان کی آواز پر ان کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ چیف صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ خواب اپنے کئی مسلمان علماء کو سنائی مگر کوئی بھی اس کی معقول تعبیر نہ بتا سکا۔ ایک غیر احمدی مولوی نے کہا کہ اس خواب میں تم نے سونا دیکھا ہے جو اچھا شگون نہیں ہے۔ تم ایک کلو سونا مجھے دے دو ورنہ تمہارے لئے اچھا نہیں ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگا یہ تو تمہارے لئے ممکن نہیں ہو سکتا کہ ایک کلو سونا دو۔ بہتر یہ ہے کہ مجھے بس بیس ہزار فرانک سیفا دے دو تو میں تمہارے لئے کچھ کرتا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ دو سفید بکرے صدقہ دے دو۔ اس پر ہمارے مبلغ نے گاؤں کے چیف کو ان کی خواب کی تعبیر بتائی کہ دو سفید جہازوں سے مراد دو سفید کاریں ہیں جن میں سے ایک تمہارے گھر تک نہیں پہنچی جبکہ تمہارے گاؤں میں پہنچی ہے۔ کہتے ہیں کہ میری اور امیر صاحب، دونوں کی گاڑیاں سفید رنگ کی ہیں۔ اس گاؤں میں آنے سے پہلے امیر صاحب ہمارے علاقے میں آئے تھے اور پھر وہ راستے سے اپنی سفید کار میں واپس چلے گئے تھے۔ سیڑھی لگا کر اوپر پہنچنے سے مراد آپ کی اسلام سیکھنے اور جاننے کی کوشش ہے کہ آپ نے تین بجے صبح تک تبلیغ سنی۔ رہی کتاب کی بات تو آنے والے مہدی کے بارے میں یہی بتایا گیا ہے کہ وہ خزان تقسیم کرے گا اور آپ کو بھی یہ لٹریچر دیا گیا ہے۔ یہ کتابیں یہی خزانے ہیں۔ تو یہ تعبیر سن کر چیف صاحب اچھل پڑے اور بڑے جوش سے اسی وقت اپنے احمدی مسلمان ہونے اور شرک سے توبہ کرنے کا اعلان کیا تو اللہ تعالیٰ مشرکین کی ہدایت کے لئے بھی سامان پیدا کر دیتا ہے۔

فرانس سے ایک خاتون نادیا صاحبہ کہتی ہیں کہ میرے خاوند پہلے سے احمدی تھے لیکن میں نے بیعت نہیں کی تھی۔ کچھ عرصہ پہلے احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی ویڈیو دیکھی تو مجھ پر اس کا بہت گہرا اثر ہوا اور میں سوچنے پر مجبور ہو گئی۔ کہتی ہیں میں خلیفہ وقت کے خطبات بھی سنتی رہی۔ آہستہ آہستہ اسلام کی اصل تعلیم مجھ پر اثر انداز ہو گئی۔ تب میں نے دعا کرنی شروع کر دی کہ اے اللہ تو میری رہنمائی فرما۔ اسی دوران ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ میں فرانس کی مسجد مبارک میں (یہ وہاں ہماری مسجد ہے) واقع لائبریری میں بیٹھی ہوں اور میرے والد مرحوم آتے ہیں اور مجھے قرآن کریم کا تحفہ دیتے ہیں اور قرآن کریم کے ساتھ ایک ڈاکیومنٹ (document) بھی دیتے

ہیں۔ اس خواب کے بعد جب میں نے احمدیت قبول کی تو مجھے پتا چلا کہ میرے والد صاحب نے جو ڈاکیومنٹ مجھے دیا تھا وہ بیعت فارم تھا۔ چنانچہ میں نے اس کی وجہ سے احمدیت قبول کر لی۔

پھر الجزائر کے ایک دوست رضوان صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ احمدیت سے تعارف کے بعد میں ایم ٹی اے کا ہی ہو کر رہ گیا۔ میرے اہل خانہ نے مجھے اس سے روکنے کی کوشش کی۔ شروع شروع میں تو بات صرف نصیحت کی حد تک رہی لیکن بعد میں یہ نصیحت دباؤ میں بدل گئی اور مجھے اس چینل سے دور رہنے کا تاکید حکم ملنے لگا۔ میں نے صورت حال دیکھ کر استخارہ کیا تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچوں خلفاء میرے گھر میں تشریف لائے ہیں اور میں ان کے درمیان میں بیٹھا ہوں۔ گورو یا مختصر تھا لیکن میرے لئے اس میں واضح پیغام موجود تھا۔ جب میں نے اس کا ذکر اپنے اہل خانہ سے کیا تو انہوں نے کہا یہ ایک عام سی خواب ہے اور چونکہ تم اکثر اس جماعت کے بارے میں سوچتے رہتے ہو اس لئے ایسی خواب دیکھی ہے۔ میں نے ان کی بات سن لی لیکن سوچنے لگا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ میں بلاؤں تو زید کو اور میری آواز سن کر بکر آجائے۔ جب یہ ممکن نہیں تو پھر کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں خدا سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے دعا کروں اور اس کی رہنمائی کے نتیجے میں جو خواب آئے وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ بہر حال کہتے ہیں مجھے اپنے گھر والوں کی باتوں پہ یقین نہیں آیا اور 2009ء میں پھر میں نے بیعت کر لی۔

یہ چند واقعات جو میں نے بیان کئے ہیں۔ اس قسم کے بہت سارے واقعات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان نئے آنے والوں کے ایمان اور یقین میں ترقی بھی عطا فرمائے۔ اخلاص و وفا میں بڑھائے اور ہم جو پہلے احمدی ہیں ہم میں سے بھی ہر ایک کو اخلاص اور ایمان میں بڑھائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 15 دسمبر 2017ء تا 21 دسمبر 2017ء جلد 24 شمارہ 50 صفحہ 05 تا 08)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 01 دسمبر 2017ء بمطابق 01 رجب 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

12 ربيع الاول کا دن وہ دن ہے جب دنیا میں وہ نور آیا جس کو اللہ تعالیٰ نے سراج منیر کہا۔ جس نے تمام دنیا کو روحانی روشنی عطا کرنی تھی اور کی۔ جس نے خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی تھی اور کی۔ جس نے برسوں کے مُردوں کو روحانی زندگی دینی تھی اور دی۔ جس نے دنیا کو امن اور سلامتی عطا کرنی تھی اور عطا کی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء: 108)۔ اور ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ جو صرف انسانوں کے لئے نہیں بلکہ چرند پرند سب کے لئے رحمت ہے۔ جو صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی رحمت تھا اور ہے۔ اور جس کی تعلیم تاقیامت ہر ایک کے لئے رحمت ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے ماننے والوں کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول میں تمہارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (الاحزاب: 22) کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ پس اس اُسوۂ حسنہ پر چلنے کے بغیر مسلمان مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے توحید کے قیام کے بھی نمونے قائم کئے۔ عبادتوں کے بھی نمونے قائم کئے۔ اعلیٰ اخلاق کے بھی نمونے قائم کئے اور حقوق العباد کے بھی نمونے قائم فرمائے۔ لیکن افسوس ہے کہ آجکل کی مُسلم اکثریت دعویٰ تو آپ کی محبت کا کرتی ہے لیکن عمل اس کے اُلٹ ہیں جس کی ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی تھی اور جو آپ نے عمل کر کے دکھائے تھے۔ آپ تو رحمۃ للعالمین بن کر آئے تھے اور یہ لوگ جو محبت کا دم بھرتے ہیں اور آج 12 ربيع الاول کو بھی بڑے

جوش سے منارہے ہیں اس میں بجائے یہ عہد کرنے کے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم تیرے اُسوہ پر چلتے ہوئے رحمتیں ہر طرف پھیلائیں گے اکثر مسلمان ملکوں میں فتنہ و فساد کی کیفیت ہے۔

آج تو اس خوشی کے دن ہر مسلمان کے عمل سے یہ ظاہر ہونا چاہئے تھا کہ ہم جس نبی کے ماننے والے ہیں وہ امن و سلامتی کا بادشاہ ہے۔ وہ دنیا کے لئے رحمت ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے والا ہے۔ وہ اخلاق کے اعلیٰ ترین معیار پر فائز ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی سنت پر چلنے والے ہیں۔ پس ہم سے آج کے دن اس نبی کی پیدائش کے دن کی خوشی میں محبت، پیار اور امن و سلامتی کے چشمے جاری ہوں گے کہ یہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں سے کہا ہے اور یہی ان سے توقع رکھی ہے اور یہی ان کو تعلیم دی ہے لیکن اس کے برعکس مسلمان ملکوں میں فساد کی کیفیت طاری ہے جیسا کہ میں نے کہا بلکہ بعض جگہ یہ غیر مسلم دنیا بھی مسلمانوں کی وجہ سے خوفزدہ ہے۔ پاکستان میں اس خوف کے مارے کہ فتنہ و فساد کی آگ ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ چلی جائے بعض شہروں میں آج موبائل فون کی سروس بند کر دی گئی ہے۔ پولیس کی بھاری نفری ہر چوک اور ہر سڑک پر کھڑی ہے۔ کیا یہ اس نبی کی پیدائش کی خوشی منانے کا طریق ہے کہ ہر شریف آدمی خوفزدہ ہے اور حکومت قانون نافذ کرنے کے لئے، لاء اینڈ آرڈر کے لئے تحفظات لئے ہوئے ہے۔ ہمارے پیارے آقا کے نام پر احمدیوں کے خلاف دریدہ دہنی کرنا اور مغالطات بکنا تو روز کا معمول ہے لیکن آج کے دن کی خوشی میں آج اس میں بھی شدت پیدا ہو گئی ہے۔ اپنے زعم میں یہ لوگ اس عمل سے اس عظیم نبی کی عزت و وقار کو بلند کر رہے ہیں۔ چند دن ہوئے پاکستان کے کئی شہروں میں جو گھبراؤ ہوا، محاصرہ ہوا، دھرنے ہوئے، اس نے ہر شریف شہری کو پریشان کر دیا تھا۔ کاروبار زندگی معطل ہو گیا تھا۔ کوئی مریض ہسپتال نہیں جاسکتا تھا۔ سکول بند کر دیئے گئے بلکہ دکانیں تک بند کر دی گئیں۔ کوئی شخص جس کے گھر میں کھانے پینے کا سامان نہیں تھا اپنے بچوں کے لئے کھانے پینے کا سامان نہیں لاسکتا تھا۔ کروڑوں اور اربوں روپوں کا قوم کو مالی نقصان بھی ہوا اور یہ سب کچھ ان نام نہاد علماء کے حُبِ رسول کے نعرے کی وجہ سے ہوا۔ وہ رسول جو رحمة للعالمین ہے جس نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ راستوں کے حقوق ادا کرو۔ آپؐ نے فرمایا کہ بازاروں میں شور و غوغا کرنے سے بچو۔

(صحیح البخاری کتاب البيوع باب كراهية السخب في السوق حديث 2125)

آپؐ نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ جب صحابہ نے کہا کہ ہم بیٹھنے پر مجبور ہیں کیونکہ اس زمانے میں کاروباری جگہیں تو نہیں تھیں، دفاتر نہیں ہوتے تھے کہ وہاں بیٹھ کر کاروباری معاملات طے کریں اس لئے بازاروں میں بیٹھ کر، راستوں میں بیٹھ کر طے کئے جاتے تھے۔ آپؐ نے اس بات کو سن کر فرمایا کہ پھر راستوں کے حق ادا کرو۔ جب عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! راستوں کے حق کیا ہیں؟ تو آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظریں

بچی رکھا کرو۔ دکھ دینے سے بچو کہ یہ راستے کا حق ہے۔ سلام کا جواب دو کہ یہ راستے کا حق ہے۔ نیک بات کی تلقین کرو اور بری بات سے روکو کہ یہ راستے کا حق ہے۔

(صحیح البخاری کتاب المظالم والغضب باب افنیۃ الدور والجلوس فیہا... الخ حدیث 2465)

لیکن یہ لوگ تو ناموس رسالت کے نام پر راستے بند کر کے لوگوں کو تکلیف میں ڈال رہے تھے۔ اس کے باوجود یہ لوگ اپنے زعم میں دین کے ٹھیکیدار ہیں اور اپنی مرضی کے معیار کے مطابق جس کو چاہیں کافر بنادیں اور جس کو چاہیں مومن بنادیں۔ بہر حال یہ تو ان کے عمل ہیں جو ان کے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کے اسوہ سے ان چیزوں کا ذور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہ لوگ جو چاہیں کرتے رہیں لیکن ہم احمدیوں کا کام ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے ہر پہلو کو دیکھیں اور اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں۔ اپنی تمام تر طاقتوں اور استعدادوں کے مطابق کوشش کریں۔ اس وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بعض پہلو بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سے جو آپ کو محبت تھی اسے بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشق زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ عَشَقَّ مُحَمَّدٌ عَلٰی رِبِّہ۔ یعنی محمد اپنے رب پر عاشق ہو گیا" ہے۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 273)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ: "جب یہ آیتیں اتریں کہ مشرکین رَجَس ہیں۔ پلید ہیں۔ شَرُّ الْبَرِیَّہ ہیں۔ سَفَہَاء ہیں اور ذُرِیَّتِ شَیْطَان ہیں اور ان کے معبود و قُوْدُ النَّار اور حَصَبِ جہنم ہیں۔ تو ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری دشنام دہی سے قوم سخت مشتعل ہو گئی ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی۔ تُو نے ان کے عقلمندوں کو سَفِیہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شَرُّ الْبَرِیَّہ کہا اور ان کے قابلِ تعظیم معبودوں کا نام ہیزمِ جہنم اور قُوْدُ النَّار رکھا اور عام طور پر ان سب کو رَجَس اور ذُرِیَّتِ شَیْطَان اور پلید ٹھہرایا۔ میں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آ جا ورنہ میں قوم کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا۔" یہ آپ کے چچا نے آپ کو کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا کہ اے چچا! یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہارِ واقعہ ہے اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو میں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے۔ میں موت کے ڈر سے اظہارِ حق سے رک نہیں سکتا۔ اور اے چچا اگر تجھے اپنی کمزوری اور اپنی تکلیف کا خیال ہے تو تُو مجھے پناہ میں

رکھنے سے دستبردار ہو جا۔ بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں۔ میں احکام الہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رکوں گا۔ مجھے اپنے مولیٰ کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ بخدا اگر میں اس راہ میں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہو کر ہمیشہ اسی راہ میں مرتار ہوں۔ یہ خوف کی جگہ نہیں بلکہ مجھے اس میں بے انتہا لذت ہے کہ اس کی راہ میں دکھ اٹھاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر کر رہے تھے اور چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رفت نمایاں ہو رہی تھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر ختم کر چکے تو حق کی روشنی دیکھ کر بے اختیار ابوطالب کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ میں تیری اس اعلیٰ حالت سے بے خبر تھا۔ تُو اور ہی رنگ میں اور اور ہی شان میں ہے۔ جا اپنے کام میں لگا رہ۔ جب تک میں زندہ ہوں جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 110-111)

آج ہم احمدیوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ماننے کی وجہ سے یہ کافر ہیں۔ یہ واقعہ جو میں نے ابھی بیان کیا یہ ہم تاریخ میں پڑھتے اور سنتے ہیں لیکن جس بے اختیاری اور دلی کیفیت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو بیان فرمایا ہے اس سے آپ کے عشق محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اظہار ہوتا ہے اور اس توسط سے پھر خدا تعالیٰ سے عشق کے راستے بھی نظر آتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دکھائے۔ پھر عشق محمد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اس پہلو کے بارے میں مزید بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے ﷺ۔" ہزار ہزار درود اور سلام اس پر۔ یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔" یہ دو چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اور بنی نوع کی ہمدردی میں اپنے آپ کو فنا کر لینا۔ "اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا

ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل کر ہی حقیقی توحید کا علم ہو سکتا ہے۔ آپ کے اُسوہ پر عمل کر کے ہی ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کی بنیاد ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے کیا اعلیٰ معیار تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی نماز تہجد کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ مگر وہ اتنی پیاری اور لمبی اور حسین نماز ہوا کرتی تھی کہ اس نماز کی لمبائی اور حسن و خوبی کے بارے میں مت پوچھو۔ (صحیح البخاری کتاب التہجد باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ حدیث 1147)

الفاظ وہ کیفیت بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے ایک صحابی نے آپ کو دیکھا۔ یعنی علیحدگی میں جب آپ نفل پڑھ رہے تھے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ اس وقت شدت گریہ و زاری کے باعث آپ کے سینے سے ایسی آوازیں آرہی تھیں کہ جیسے چلنی کے چلنے کی آواز ہوتی ہے

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب البكاء فی الصلوٰۃ حدیث 904)

یا ایک روایت میں یہ ہے کہ جس طرح ہنڈیا میں پانی اُبلنے کی آواز ہوتی ہے۔

(سنن النسائی کتاب السہو باب البكاء فی الصلوٰۃ حدیث 1215)

روایتوں میں یہ بھی آتا ہے کہ بعض دفعہ نماز میں کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں سو ج جاتے تھے اور متوڑم ہو کر پھٹ جاتے تھے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام قصور معاف فرمادیئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا کہ کیا میں یہ نہ چاہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنوں۔

(صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن باب لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک... حدیث 4837)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے ان معیاروں نے صحابہ میں کیا انقلاب پیدا کیا، یہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کرے گا جو آپ کی تعلیم اور تاثیر سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپ کی حقانیت کی شہادت دینی پڑے گی۔ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے۔" آپ کے ماننے والے جو عرب کے لوگ تھے ان کی پہلی حالت کا تو یہ

نقشہ کھینچا ہے کہ "يَا كَلْبُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ" (محمد: 13) "یعنی اس طرح کھاتے ہیں جس طرح جانور کھاتے ہیں۔ جانوروں والی حالت ہے۔" یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی یہ حالت ہو گئی يَبْئِثُونَ لِزِبْطِهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا (الفرقان: 65) یعنی وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "جو تبدیلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انہیں پہنچایا اس ساری حالت کے نقشے کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپ نے کیا۔" آپ فرماتے ہیں کہ "دنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں۔ یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 144-145)

پس پہلوں سے ملنے والی آخرین کی اس جماعت کے افراد کا بھی فرض بنتا ہے کہ اس اسوہ کی پیروی کرتے ہوئے جیسے صحابہ نے عبادتوں کے معیار بلند کئے ہم بھی اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں اور صرف دنیا داری میں ہی نہ ڈوبے رہیں۔ ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام یہ رپورٹ دیتے ہیں کہ ہمارے اتنے فیصد نماز پڑھنے والے ہو گئے۔ چالیس فیصد۔ پچاس فیصد۔ ساٹھ فیصد۔ ہم تو جب تک سو فیصد عابد پیدا نہ کر لیں ہمیں چین سے نہیں بیٹھنا چاہیے اور صرف نظام نہیں بلکہ ہر شخص کو خود جائزہ لینا چاہیے کہ میں کس حالت میں ہوں۔

پھر صدق و سچائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا اسوہ تھا؟ آپ کے اشد ترین دشمن نصر بن حارث کی گواہی سنیں۔ ایک مرتبہ سرداران قریش جمع ہوئے جن میں ابو جہل اور نصر بن حارث بھی شامل تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جب کسی نے یہ کہا کہ انہیں جادوگر مشہور کر دیا جائے یا جھوٹا قرار دیا جائے تو نصر بن حارث کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے گروہ قریش! ایسا معاملہ تمہارے سامنے آگیا ہے جس کے مقابلے کے لئے تم کوئی تدبیر نہیں کر سکتے۔ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں ایک جوان لڑکے تھے اور تم میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔ سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے۔ تم میں سب سے زیادہ امانت دار تھے۔ اب تم نے ان کی کنپیٹوں میں عمر کے آثار دیکھے یعنی سفید بال آنے شروع ہوئے اور جو پیغام وہ لے کر آئے تو تم نے کہا کہ وہ جادوگر ہے۔ ان میں جادو کی کوئی بات نہیں۔ ہم نے بھی جادوگر دیکھے ہوئے ہیں۔ تم نے کہا وہ کاہن ہے۔ ہم نے بھی کاہن دیکھے ہوئے ہیں۔ وہ ہرگز کاہن نہیں ہیں۔ تم نے کہا وہ شاعر ہے۔ ہم شعر کی تمام قسمیں جانتے ہیں۔ وہ شاعر نہیں ہے۔ تم نے کہا وہ مجنون ہے۔ اس میں جنون کی کوئی علامت نہیں۔ اے گروہ قریش! مزید غور کر لو تمہارا واسطہ ایک بہت بڑے معاملے سے ہے۔

(سیرت ابن ہشام جزء اول صفحہ 192 باب عتبۃ بن ربیعۃ یفاوض الرسولؐ مطبوعہ دار الکتب العربی بیروت 2008ء)

پھر ابو جہل آپ کے سچے ہونے کا یعنی سچ بولنے کا انکار کبھی نہیں کر سکا۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں جھوٹا نہیں کہتا لیکن جو تعلیم لائے ہو وہ غلط ہے کیونکہ تم ہمارے بتوں کے خلاف بول رہے ہو۔

(سنن الترمذی ابواب تفسیر القرآن باب ومن سورة الانعام حدیث 3064)

ابوسفیان نے بھی ہر قل کے دربار میں یہی کہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین کرتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب بدء الوحی باب کیف كان بدء الوحی الى رسول الله ﷺ حدیث 7)

پس دشمن سے دشمن بھی آپ کو کبھی جھوٹا نہیں کہہ سکا اور یہی آپ کی نبوت کے سچا ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔ یہودی عالم نے آپ کے چہرہ کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

(سنن الترمذی ابواب صفة القيامة باب افشوا السلام حدیث 2485)

پس آج بھی آپ کی تعلیم اور عمل کی سچائی کے اعلیٰ معیار ہیں جو غیر مسلموں کو اسلام کے قریب کر سکتے ہیں۔ یہ جھوٹ فریب اور دھوکہ اسلام کے خلاف نفرتوں میں بڑھا تو سکتا ہے، اسلام کے قریب نہیں لا سکتا۔ یہ دنیا داری کی باتیں اور اپنی حکومتوں کو قائم کرنا اور نام نہاد علماء کا جھوٹ کی بنیاد پر اپنے منبروں کو سنبھالنا یہ کبھی اسلام کی برتری ثابت نہیں کر سکتا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے احمدیوں کو اپنی سچائی کے معیار بلند کرنے کی ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے تاکہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کے پھیلانے میں آسانی پیدا ہو۔ تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ قول و عمل ایک ہو۔ اگر عمل میں سچائی نہیں تو لوگ دینی تعلیم کو بھی جھوٹا سمجھیں گے۔ خدا تعالیٰ کی ذات ایک سچائی ہے۔ دین اسلام ایک سچائی ہے۔ اس سچائی کو پھیلانا اور سچ کے ذریعہ سے پھیلانا آج ہمارا کام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ایک عقل مند کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اسلام سے کچھ دن پہلے تمام مذاہب بگڑ چکے تھے اور روحانیت کھو چکے تھے۔ پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانے میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر

آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا۔ اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا۔ اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔" (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 206-207)

پس اگر حقیقی مسلمان کہلانا ہے، اگر سچے خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والا بننا ہے تو پھر سچائی کے معیاروں کو بلند کرنے کی ضرورت ہے اور آج اگر کوئی اس کا حق ادا کر سکتا ہے تو احمدی کر سکتے ہیں کہ انہوں نے زمانے کے امام سے یہ عہد کیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ پس اس کو صرف عہد تک ہی نہ رہنے دیں بلکہ ہر احمدی کا ہر عمل اس کا گواہ ہونا چاہئے تبھی عہد کی سچائی ظاہر ہوگی۔ ایک خلقِ عظیم عجز و انکسار ہے یا کہہ سکتے ہیں عجز و انکسار میں بھی آپ کا خلق اپنی عظمتوں کو چھو رہا تھا۔ آپ کے عجز و انکسار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ صحابہ میں سے یا اہل بیت میں سے، گھر والوں میں سے کسی نے آپ کو بلایا ہو اور آپ نے اس کو لبیک کہہ کر جواب نہ دیا ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اسی وجہ سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّكَ لَعَلٰی خَلْقٍ عَظِيْمٍ (القلم: 05) کہ تُو خَلْقِ عَظِيْمٍ پر فائز کیا گیا ہے۔

(تفسیر در منثور جلد 8 صفحہ 226 سورۃ القلم زیر آیت انک لعلی خلق عظیم مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2001ء)

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی طرف رخ پھیرتے تو پورا رخ پھیرتے۔ نظر ہمیشہ نیچی رہتی۔ لگتا کہ زمین کی طرف آپ کی زیادہ نظر پڑتی ہے۔ ہر ملنے والے کو سلام میں پہل کرتے۔ (الشمائل المحمدیہ لامام ترمذی باب ما جاء فی خلق رسول اللہ حدیث 8 صفحہ 38 مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مصطفیٰ احمد الباز مکہ 1993ء)

آپ نے فرمایا میں بنی آدم کا سردار ہوں مگر اس میں کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ قیامت کے دن میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلا ہوں گا جس کی شفاعت قبول کی جائے گی لیکن اس میں کوئی فخر کی بات نہیں اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا لیکن اس میں کوئی فخر نہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر الشفاعۃ حدیث 4308)

یہ عاجزی کی انتہا ہے جو آپ کے ہر قول اور فعل سے ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ :

"خالی شینیوں سے اور بے جا تکبر اور بڑائی سے پرہیز کرنا چاہئے اور انکساری اور تواضع اختیار کرنی چاہئے۔

دیکھو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ حقیقتاً سب سے بڑے اور مستحقِ بزرگی تھے ان کے انکسار اور تواضع کا ایک نمونہ

قرآن شریف میں موجود ہے۔ لکھا ہے کہ ایک اندھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر قرآن شریف پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن آپ کے پاس عماندہ مکہ اور رؤوسائے شہر جمع تھے اور آپ ان سے گفتگو میں مشغول تھے۔ باتوں میں مصروفیت کی وجہ سے کچھ دیر ہو جانے سے وہ نابینا اٹھ کر چلا گیا۔ یہ ایک معمولی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق سورۃ نازل فرمادی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر میں گئے اور اسے ساتھ لاکر اپنی چادر مبارک بچھا کر بٹھایا۔ "حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں عظمت الہی ہوتی ہے ان کو لازماً خاکسار اور متواضع بننا ہی پڑتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے ہمیشہ ترسلاں و لرزاں رہتے ہیں۔" آپ فرماتے ہیں کہ "جس طرح اللہ تعالیٰ نکتہ نواز ہے..... اسی طرح نکتہ گیر بھی ہے۔ اگر کسی حرکت سے ناراض ہو جاوے تو دم بھر میں سب کا رخا ختم ہے۔ پس چاہئے کہ ان باتوں پر غور کرو اور ان کو یاد رکھو اور عمل کرو۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 343-344)

آپؐ کی سیرت کا اور اسوہ کا مضمون تو نہ ختم ہونے والا مضمون ہے۔ ہر خلق میں آپؐ کا عظیم نمونہ ہے اور کیوں نہ ہو۔ آپؐ ایک عظیم معلم ہیں اور معلم اخلاق ہیں۔ اگر کوئی برا بھی ہے جو آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ اس سے بھی اخلاق سے پیش آئے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ یہ اپنے گھرانے میں بہت ہی بُرا بھائی ہے۔ مطلب سلوک اچھا نہیں ہے اپنے بھائی کی حیثیت سے۔ اور اپنے خاندان کا بہت ہی بُرا بیٹا ہے۔ جب وہ آکر بیٹھ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے نہایت خوش اخلاقی سے گفتگو فرمائی۔ باوجود اس کے کہ وہ بُرا بھائی تھا اور بُرا بیٹا تھا اور اس میں بد اخلاقیات تھیں۔ آپؐ نے اس سے نہایت خوش اخلاقی سے گفتگو فرمائی۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! جب آپؐ نے اسے دیکھا تو آپؐ نے اس کے بارے میں فلاں فلاں بات کی تھی اور پھر اس سے گفتگو کے دوران آپؐ نے کمال خندہ پیشانی کا مظاہرہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا عائشہ! تو نے کب مجھے بد زبانی کرتے ہوئے پایا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ یقیناً سب سے بُرا آدمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہو گا جس کی بدی سے ڈر کر لوگ اس کی ملاقات چھوڑ دیں۔

(صحیح البخاری کتاب الأدب باب لم یکن النبیؐ فاحشا ولا متفحشا حدیث 6032)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک موقع پر پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! مجھے کس طرح پتا چلے کہ میں اچھا کر رہا ہوں یا برا کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے پڑوسی کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم اچھے ہو تو سمجھو کہ تمہارا طرز عمل اچھا ہے۔ اور جب پڑوسی کہے کہ تم بُرے ہو اور تمہارا رویہ بُرا ہے پھر سمجھ لو کہ تم بُرے ہو اور تمہارا رویہ جو ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب الثناء الحسن حدیث 4223)

پس اپنے اخلاق ہر حال میں اچھے رکھنے کی ضرورت ہے اور یہی آج ایک احمدی کا شیوہ ہونا چاہئے۔ آج مسلمانوں میں جو فتنے ہیں، فساد ہیں ان کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اخلاق کے معیار گر گئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے اسوہ کو لوگ بھول گئے ہیں اور صرف زبانی دعوے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل نمونہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔" فرماتے ہیں کہ "میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کو مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ کو کھڑا کرتی تو آپ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔ آپ سودے خود خرید لایا کرتے تھے۔ ایک بار آپ نے کچھ خریدا تھا۔ ایک صحابی نے عرض کی کہ حضور مجھے دے دیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس کی چیز ہو اس کو ہی اٹھانی چاہئے۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اس سے یہ نہیں نکالنا چاہئے کہ آپ لکڑیوں کا گٹھا بھی اٹھا کر لایا کرتے تھے۔" فرماتے ہیں کہ "غرض ان واقعات سے یہ ہے کہ آپ کی سادگی اور اعلیٰ درجے کی بے تکلفی کا پتا لگتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 44-45)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو کہ آپ کی نبوت کے زمانے میں سے تیرہ سال مصائب اور شدائد کے تھے اور دس سال قوت و ثروت اور حکومت کے۔ مقابل میں کئی قومیں۔ اول تو اپنی ہی قوم تھی۔ یہودی تھے۔ عیسائی تھے۔ بت پرست قوموں کا گروہ تھا۔ مجوس تھے وغیرہ۔ جن کا کام کیا ہے؟ بت پرستی۔ جو ان کا حقیقی خدا کے اعتقاد سے پختہ اعتقاد اور مسلک تھا۔ وہ کوئی کام کرتے ہی نہ تھے جو ان بتوں کی عظمت کے خلاف ہو۔ شراب خوری کی یہ نوبت کہ دن میں پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ شراب بلکہ پانی کی بجائے شراب ہی سے کام لیا جاتا تھا۔ حرام کو تو شیرِ مادر جانتے تھے اور قتل وغیرہ تو ان کے نزدیک ایک گاجر مولیٰ کی طرح تھا۔ غرض کل دنیا کی اقوام کا نچوڑ اور گندے عقائد کا عطران کے حصہ میں آیا ہوا تھا۔ اس قوم کی اصلاح کرنی اور پھر ان کو درست کرنا اور پھر اس پر زمانہ وہ کہ یکا و تنہا بے یار و مددگار پھرتے ہیں۔ کبھی کھانے کو ملا اور کبھی بھوکے ہی سو رہے۔ جو چند ایک ہمراہی ہیں ان کی بھی ہر روز بُری گت بنتی ہے۔" یعنی مکہ میں بہت برے حالات تھے۔ فاقوں تک نوبت آتی تھی اور جو ساتھی تھے، مسلمان ہونے والے تھے ان کو بھی روز ماریں پڑا کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "بے کس اور بے بس۔ ادھر کے ادھر اور ادھر کے ادھر مارے مارے پھرتے ہیں۔ وطن سے بے وطن کر دیئے گئے ہیں۔" پھر آپ فرماتے ہیں کہ "پھر دوسرا زمانہ

تھا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا "کہ تمام جزیرہ عرب ایک سرے سے دوسرے سرے تک غلام بنا ہوا ہے۔ کوئی مخالفت کے رنگ میں چوں بھی نہیں کر سکتا اور ایسا اقتدار اور رعب خدا نے دیا ہوا ہے کہ اگر چاہتے تو کل عرب کو قتل کر ڈالتے۔ اگر ایک نفسانی انسان ہوتے تو ان سے ان کی کرتوتوں کا بدلہ لینے کا عمدہ موقع تھا" جو پہلے ظلم ہوتے رہے تھے۔ "جب الٹ کر مکہ فتح کیا تو لَا تَثْرِيْبَ عَلَیْكُمْ الْيَوْمَ فرمایا۔

غرض اس طرح سے جو دونوں زمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے اور دونوں کے واسطے ایک کافی موقع تھا کہ اچھی طرح سے جانچے پرکھے جاتے اور ایک جوش یا فوری ولولہ کی حالت نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر طرح کے اخلاق فاضلہ کا پورا پورا امتحان ہو چکا تھا اور آپ کے صبر، استقلال، عفت، حلم، بردباری، شجاعت، سخاوت، مجود و غیرہ وغیرہ کل اخلاق کا اظہار ہو چکا تھا اور کوئی ایسا حصہ نہ تھا کہ باقی رہ گیا ہو۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 195-196)

پس آج اگر حقیقی خوشی منانی ہے تو پھر آپ کے اسوہ پر عمل کر کے منائی جاسکتی ہے جہاں عبادتوں کے معیار بھی بلند ہوں۔ جہاں توحید پہ بھی کامل یقین ہو اور اعلیٰ اخلاق کے معیار بھی بلند ہوں۔ اگر یہ نہیں تو ہم میں اور غیر میں کوئی فرق نہیں۔ اگر ہم عمل نہیں کر رہے تو وہ لوگ جو بکھرے ہوئے ہیں اور عارضی لیڈر اور نام نہاد علماء کے پیچھے چل کر لوگوں کے لئے تنگیوں کے سامان کر رہے ہیں ان میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا تقاضا یہی ہے کہ ہر کام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو سامنے رکھیں۔ اللہ کرے کہ اس کی ہم سب کو توفیق ملے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعثت اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مراد ہو اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے ٹوٹنے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔"

(اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرمہ سسٹر سلمیٰ غنی صاحبہ امریکہ کا ہے۔ فلاڈلفیا میں رہتی تھیں۔ 20 نومبر کو 83 سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ امیر صاحب امریکہ لکھتے ہیں کہ 1960-61ء میں چھبیس سال کی عمر میں انہوں نے بیعت کی اور جماعت میں شامل ہوئیں۔ پیشے کے لحاظ سے سکول ٹیچر تھیں۔ ان کو 1975-76ء کے جلسے میں ربوہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ بہت خوشی سے وہاں کے واقعات اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذکر کیا کرتی تھیں۔ ان کو تقریباً پندرہ سال بطور صدر لجنہ امریکہ خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے بہت محنت سے کام کیا اور لجنہ اماء اللہ امریکہ کو ایک نئے لیول تک لے گئیں۔ آپ کو کئی مرتبہ فلاڈلفیا کی صدر لجنہ کے طور پر بھی خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ مرحومہ بیچ وقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد کا بھی بہت خیال رکھتی تھیں۔ ہمیشہ جماعت کی ترقی کے لئے کوشاں رہتی تھیں۔ آپ کی بڑی خواہش تھی کہ فلاڈلفیا میں مسجد مکمل ہو اور اس کے لئے آپ دعائیں بھی کیا کرتی تھیں۔ امید ہے انشاء اللہ اب جلدی مکمل ہو جائے گی۔ محترم امیر صاحب لکھتے ہیں کہ مقامی صدر صاحب کا کہنا ہے کہ بحیثیت صدر جماعت میرے ساتھ ان کا بہت اطاعت کا تعلق اور تعاون تھا۔ تمام ایکٹیویٹیز (activities) کو شیئر (share) کیا کرتی تھیں۔

صدر صاحب مزید کہتے ہیں کہ دو ماہ قبل آپ کو معدے کے کینسر کا علم ہوا۔ میں وفات سے ایک ہفتہ قبل ان سے ملنے گیا تو کہنے لگیں کہ میری وصیت سن لو۔ ڈاکٹر چارچھ مہینے کہتے ہیں لیکن چند دنوں کی بات ہے۔ جنازہ تم نے پڑھانا ہے۔ تین دن سے زیادہ انتظار نہیں کرنا۔ ولنگ بارو (Willingborough) کی مسجد میں جنازہ ہو گا۔ قبر کا بندوبست فلاڈلفیا میں ہو چکا ہے۔ مرحومہ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ آپ کے خاندان میں کوئی احمدی یا مسلمان بھی نہیں تھا۔ لیکن آپ کا دوسرے بہن بھائیوں کے ساتھ سلوک بہت اچھا تھا۔ صدر لجنہ امریکہ لکھتی ہیں کہ آپ کی پرورش عیسائی ماحول میں ہوئی لیکن پندرہ سال کی عمر سے ہی آپ کے ذہن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت اور عیسائیت کے غلط عقیدہ کفارہ کے بارے میں سوال اٹھنے لگے۔ آپ ایک ایسے مذہب کی تلاش میں تھیں جس سے آپ کے دل و دماغ کو اطمینان پہنچے۔ اسی جستجو میں انہوں نے کیتھولک ازم کا گہرا مطالعہ کیا اور دیگر مذاہب یعنی بدھ مت، ہندو مت اور مختلف عیسائی فرقوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ ہر مذہب میں اچھی تعلیمات پائیں لیکن ان میں سے کوئی مذہب آپ کی مطلوبہ توقعات پہ پورا نہ اترتا۔

چنانچہ اسی اثناء میں آپ کے ایک دوست نے، جس نے کچھ عرصہ قبل ہی اسلام قبول کیا تھا آپ کو ایک پمفلٹ دیا جس میں لکھا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی وفات صلیب پر نہیں ہوئی۔ اس پمفلٹ کو دیکھتے ہی آپ کی آنکھیں بھر آئیں اور آپ نے کہا کہ میں ایک بار پھر زندہ ہو گئی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ایک حصہ میرے وجود کا کئی سالوں

سے مردہ تھا۔ اس پمفلٹ میں آپ کے ذہن میں اٹھنے والے تمام سوالوں کے جواب تھے۔ اس کے بعد آپ مسجد گئیں اور وہاں سے مختلف کتب کو خریدی۔ ان کا مطالعہ بھی کیا۔ آخر کار آپ نے امریکہ کے شہر فلاڈلفیا میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس جگہ رہائش رکھی۔ ایک مرتبہ ذکر کیا کہ یہ وہی پمفلٹ تھا جس پر لکھا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی وفات صلیب پر نہیں ہوئی جو میرے اسلام لانے کی وجہ بنا جو کہ سچا اور حقیقی مذہب ہے۔ بطور احمدی ستاون (57) سالہ زندگی بسر کی۔ اس میں آپ نے جماعت اور خلافت احمدیہ سے اخلاص و وفا اور پیار و محبت کا اعلیٰ ترین نمونہ قائم کیا۔ اطاعت میں دوسروں کے لئے ایک مثال تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں پندرہ سال تک بطور صدر لجنہ امریکہ خدمت کی توفیق پائی اس کے بعد بطور اعزازی ممبر لجنہ خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ آپ کو افریقن امریکن ڈسک کی لجنہ کی مشاورتی کمیٹی کے صدر کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کا دل ہر وقت تبلیغی امور کی طرف مائل رہتا تھا۔ آپ کا تعلق چونکہ عیسائی گھرانے سے تھا اس لئے نہایت عالمانہ انداز میں موثر طریق پر عیسائیوں کو تبلیغ کرتی تھیں۔ ان کی کوششوں کے نتیجے میں بہت سے لوگوں نے احمدیت قبول کی اور اس طرح آپ بہت سارے لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بنیں۔ ہمیشہ بھائی چارہ اور پیار اور محبت کا سلوک کرنے کی نصیحت کرتی تھیں۔ غانا اور نائیجیریا کے متعدد سفروں کے بعد آپ ہر جگہ "آئی سلی غنی" کے نام پر پہچانی جاتی تھیں۔ جماعت امریکہ میں آپ ہمیشہ ایک نہایت پارسا اور پرہیزگار اور ہر دلعزیز خاتون کے طور پر یاد رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور باقی جو ان کے ذریعہ سے احمدی ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی ثبات قدم عطا فرمائے اور امریکہ جماعت کو توفیق دے، امریکنوں کو بھی توفیق دے کہ وہ اسلام کے حقیقی پیغام کو سننے سمجھنے والے اور قبول کرنے والے ہوں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 08/ دسمبر 2017ء بمطابق 08/ فتح 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:
زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْخَرْثِ. ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا. وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَاِبِ
(آل عمران: 15)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ لوگوں کے لئے طبعاً پسند کی جانے والی چیزوں کی یعنی عورتوں کی اور اولاد کی
اور ڈھیروں ڈھیر سونے چاندی کی اور امتیازی نشان کے ساتھ دانے ہوئے گھوڑوں کی اور مویشیوں اور کھیتوں کی
محبت خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے۔ یہ دنیوی زندگی کا عارضی سامان ہے اور اللہ وہ ہے جس کے پاس بہت بہتر
لوٹنے کی جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نقشہ کھینچا ہے یا ان لوگوں کی حالت بیان کی ہے جو خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور دنیا
کا حصول ہی ان کا مقصد ہوتا ہے اور جب انسان خدا تعالیٰ کو بھولتا ہے تو پھر شیطان اس پر قبضہ کر لیتا ہے۔ گو یہ
سب چیزیں خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہیں اور ان سے فائدہ بھی اٹھانا چاہئے۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہمیں بڑا واضح فرمایا کہ دنیا کے کاروباروں سے الگ ہونا بھی غلط ہے۔
شادیاں کرنی بھی ضروری ہیں اور یہ سنت ہے۔ اسی طرح دوسرے کام ہیں۔ صحابہ بھی کیا کرتے تھے۔ بعض صحابہ کی
کروڑوں کی جائیدادیں تھیں۔ لیکن وہ رُوبہ دنیا نہیں تھے۔ دنیا پہ گرے ہوئے نہیں تھے۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھو کہ خدا کا یہ ہر گز منشاء نہیں کہ تم دنیا کو بالکل ترک کر دو بلکہ اس کا جو منشاء ہے وہ یہ ہے کہ قَدْ
أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (الشمس: 10)۔" یعنی جس نے نفس کو پاک کیا وہ اپنے مقصود کو پا گیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ: "تجارت کرو، زراعت کرو، ملازمت کرو اور حرفت کرو، جو چاہو کرو مگر نفس کو خدا

کی نافرمانی سے روکتے رہو اور ایسا تزکیہ کرو کہ یہ امور تمہیں خدا سے غافل نہ کر دیں۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 260-261)

ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ "حقوق نفس تو جائز ہیں مگر نفس کی بے اعتدالیاں جائز نہیں۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 248)

پس یہ بات ہمیشہ ایک مومن کو اپنے سامنے رکھنی چاہئے کہ دنیاوی چیزوں کی محبت ایسی نہ ہو جو خدا تعالیٰ کو بھلا دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس آیت میں **زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ** کہ لوگوں کے لئے شہوات کی محبت خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے اور پھر آگے اس کی تفصیل بھی بیان کی کہ کون کون سی چیزیں ہیں اور یہ چیزیں ایسے لوگ صرف گزارے کے لئے نہیں چاہتے بلکہ یہ ان انسانوں کا ذکر ہے جو دنیا کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور صرف ان چیزوں کے حصول کی فکر ہے۔

شہوة کے معنی ہیں کسی چیز کی شدید خواہش اور چاہت اور اس کی ہر وقت فکر کرتے رہنا۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ ایسی چیز یا مقصد جو صرف نفسانی خواہشات پر منحصر ہو۔ گھٹیا ہو یا جنسی خواہش بڑھی ہوئی ہو اس کو بھی شہوة کہتے ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ ان چیزوں کی محبت انسان کے دل میں ڈالی گئی ہے تو یہ محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے والی بات نہیں ہے بلکہ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ یہ عام چاہت یا پسندیدگی نہیں ہے یا خوبصورتی نہیں ہے بلکہ اس حد تک اس خوبصورتی کی چاہت اور خواہش ہے کہ انسان اس کے حصول کے لئے ہر وقت بے چین اور بے قرار رہتا ہے۔ ایک غیر معمولی بیمار ان دنیاوی چیزوں سے رکھتا ہے۔ پس جب اس حد تک انسان ان چیزوں میں ڈوب جائے تو پھر یہ صرف اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نہیں رہتیں بلکہ یہ شیطانی خواہشات ہیں اور پھر ان کے حصول کے لئے ہر ناجائز حربہ انسان کو اختیار کرنا پڑے تو کرتا ہے اور یہ ہم دنیا داروں میں عام دیکھتے ہیں۔ دولت کے لئے، دنیاوی رتبہ کے لئے، عورتوں سے غلط تعلقات کے لئے یہ لوگ تمام حدیں عبور کر جاتے ہیں یا شادیاں بیاہ بھی کرتے ہیں تو دولت حاصل کرنے کے لئے۔ خواہش یہ ہوتی ہے کہ دولت مند بیوی لے کر آئیں۔ اسی طرح دوسرے کاموں میں صرف اور صرف دنیا مد نظر ہوتی ہے۔

باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی خوبصورت اور پاکیزہ تعلیم دی ہے اور ہوشیار بھی کیا ہے کہ ان چیزوں سے بچو یعنی کہ اس حد تک نہ جاؤ کہ یہ صرف تمہارا زندگی کا مقصد بن جائے کیونکہ یہ دنیا کے عارضی سامان ہیں۔ اپنی فکر کرو کہ تم نے خدا تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہے اس کے حضور حاضر ہونا ہے۔ بد قسمتی سے پھر بھی مسلمان اکثریت کو ہم دیکھتے ہیں کہ ان دنیاوی چیزوں کے پیچھے پڑی ہوئی ہے اور اپنی زندگی کے مقصد کو بھول گئے ہیں۔ علماء بھی، قوم کے رہنما بھی اور ہر وہ شخص جس کو موقع ملتا ہے اس کی کوشش ہوتی ہے کہ جس طرح بھی ہو ہم یہ دنیاوی چیزیں حاصل کریں۔ جب ایسی خواہشات قوم کے لیڈروں میں پیدا ہو جائیں تو پھر ملکوں اور قوموں کو

نقصان بھی پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ آج کل مسلمان ملکوں میں جو فساد کی حالت ہے وہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین سے دُور ہٹے ہوؤں کی اور دنیا داروں کی جو حالت بتائی تھی وہ مسلمانوں کی ہے۔ لیڈر ہیں تو دولت سمیٹنے کے لئے عوام کی خدمت کا نعرہ لگا کر حکومت میں آتے ہیں اور پھر دونوں ہاتھوں سے وہ لوٹ چاتے ہیں کہ تصور سے باہر ہے۔ علماء کو عوام کے دین کی بہتری کی فکر کم ہے۔ اصل کوشش یہ ہے کہ دین کے نام پر عوام کو اپنے پیچھے چلائیں اور کسی طرح حکومت میں آئیں یا حکومت سے مفاد اٹھائیں اور دولت اکٹھی کریں اور جائیدادیں بنائیں۔ نام تو یہ اللہ کا لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف کا کوئی بھی اظہار ان کے عمل سے نہیں ہو رہا ہوتا۔

پاکستان میں یہ حالات ہم عام دیکھتے ہیں۔ مسلمان لیڈر مسلمان عوام کو گاجر مولیٰ کی طرح قتل کر رہے ہیں۔ کوئی حیثیت انسانی جان کی نہیں ہے۔ لیکن حکومت نہیں چھوڑتے۔ کئی ملکوں میں ایسی حرکتیں ہو رہی ہیں اور کوشش یہ ہے کہ ہم حکومتوں پہ بیٹھے رہیں اور اپنی طاقت کا اظہار بھی کرتے رہیں اور دولت بھی سمیٹتے رہیں۔ کسی طرح ان کے پیٹ بھرتے نہیں۔ کیا وجہ ہے کہ کئی مسلمان ملکوں کے پاس دولت ہے، قدرتی وسائل ہیں اور پھر بھی ایسی بری حالت ہے کہ غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور ایک وقت کی روٹی مشکل سے ملتی ہے۔ سعودی عرب کو یہ بڑا امیر ملک کہتے ہیں لیکن وہاں بھی اب غربت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ پہلے بھی غریب تھے اور اب اور بڑھتے جا رہے ہیں۔ تیل کی دولت ہونے کے باوجود غربت کی انتہا ہو رہی ہے۔ صرف شہزادوں کے، امیروں کے، لیڈروں کے حالات اچھے ہیں۔ وہ ایک ایک دن میں کئی کئی ملین ڈالر خرچ کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ دولت بھی ناجائز ذریعہ سے حاصل کرتے ہیں یا غریب کا حق مار کر حاصل کرتے ہیں اور خرچ بھی ناجائز طریق پر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو، ان حکمرانوں کو، ان بادشاہوں کو، ان مفاد پرستوں کو عقل دے کہ وہ دولتیں سمیٹنے کی بجائے دولت کا صحیح استعمال کرنے والے ہوں۔ اس کا صحیح مصرف کرنے والے ہوں۔ اس سے جہاں یہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے وہاں دنیاوی اعتبار سے بھی ان کی ایک طاقت ہوگی۔

غیر مسلم طاقتیں ان کو اپنے پیچھے چلانے کی بجائے اور آنکھیں دکھانے کی بجائے ان کی بات ماننے والی ہوں گی۔ آج کل جو بڑا شور اٹھا ہوا ہے کہ امریکن صدر نے اپنا سفارتخانہ یروشلم میں منتقل کرنے کا کہا ہے اور اسے دارالحکومت تسلیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ عملاً تو وہاں اسرائیل کے سارے دفاتر پہلے سے ہی موجود ہیں لیکن باہر کی دنیا نے اسے تسلیم نہیں کیا تھا۔ اب اس اعلان کے بعد باہر کی دنیا میں بڑا شور ہے۔ لیکن وہ شور تو ہے حکومتیں مخالفت بھی کر رہی ہیں لیکن یہ سب کچھ مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ مسلمان ملکوں کی آپس کی جنگیں ہیں اور ملکوں کے اندر کی بے چینیوں جو ہیں اس نے غیروں کو بھی یہ موقع دیا ہے کہ یہ حالات پیدا کریں اور اس قسم کے اعلان کریں۔ امریکی صدر یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں امن کے حالات کبھی قائم نہ ہوں اور یہ اپنی

من مانی کرتے رہیں۔ سعودی عرب اب یہ اعلان کر رہا ہے کہ امریکی صدر کا فیصلہ کسی طرح بھی قابل قبول نہیں۔ چند دن پہلے ہر بات میں ان کی ہاں میں ہاں ملا رہا تھا۔ ایران کے خلاف اعلان پر امریکہ کی ہاں میں ہاں ملا رہا تھا۔ اس وقت ان کو روکنا چاہئے تھا کہ ہم ہر مسلمان ملک کے ساتھ ہیں۔ اس لئے کسی بھی بڑی طاقت کے مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کو ہم برداشت نہیں کریں گے۔

اسی طرح یمن کے خلاف جو کارروائی کر رہے ہیں ان میں بھی بڑی طاقتوں سے مدد لے رہے ہیں۔ وہاں اپنی طاقت کے اظہار کے لئے، خطے میں اپنی بادشاہت کے رعب کے لئے اور امریکی مفادات سے فائدہ اٹھانے کے لئے امریکہ کی ہاں میں ہاں ملائی۔ دنیا کے عارضی سامان کے لئے خدا تعالیٰ کے حکموں سے دور چلے گئے۔ اب اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کا یہی نتیجہ نکلتا تھا جو نکل رہا ہے۔ پھر یہ لوگ سر پر چڑھتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کی مثال جو صرف دنیا کی تلاش میں رہتے ہیں اور دنیاوی خواہشات کی تکمیل کی فکر میں رہتے ہیں اس خارش والے مریض کی دی ہے جس کو کھجلائے سے لذت ملتی ہے اور وہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اپنے جسم کو کھجلا کر مجھے بڑی راحت محسوس ہو رہی ہے اور اس طرح وہ اپنا جسم زخمی کر لیتا ہے۔ کھجلائے سے اس کو عارضی طور پر آرام مل رہا ہوتا ہے جبکہ اس کی کھال ادھڑ رہی ہوتی ہے اور بعض اپنا بے انتہا خون نکال لیتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 155)

پس یہ چیزیں جن کی انسان ضرورت سے زیادہ خواہش کرتا ہے یہ آخر میں بے چینوں کے سامان پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہماری طاقت بڑھ رہی ہے یا ہمارے گروہ بڑے ہو رہے ہیں۔ لیکن اصل میں یہ لوگ اپنا ہی خون نکال رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اس کے سوا ہے۔ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ اَعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُمْ زِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهْبِجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ (الحديد: 21) کہ جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل کود اور نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کا ایسا ذریعہ ہے جو اعلیٰ مقصد سے غافل کر دے اور سچ دھج اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے اور اموال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا ہے۔ اس زندگی کی مثال اس بارش کی مثال کی طرح ہے جس کی روئیدگی کفار کے دلوں کو لہاتی ہے۔ پس وہ تیزی سے بڑھتی ہے پھر تُو اسے زرد ہوتا ہوا دیکھتا ہے پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب مقدر ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رِضْوَان بھی ہے جبکہ دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا ایک عارضی سامان ہے۔

پس ایک مومن کا کام ہے کہ دنیاوی چیزوں پر فخر کرنے اور اس کے حصول کے لئے اپنی تمام تر کوششیں

صرف کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا تلاش کرے اور خارش کے مریض کی طرح بن کر اپنی زندگی اور عاقبت برباد نہ کرے۔ اس دنیاوی زندگی کے سامانوں اور اس کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک مجلس میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

"جس قدر انسان کشمکش سے بچا ہوا ہو اسی قدر اس کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔" یعنی دنیاوی خواہشات، کشمکش، اس کے لئے کوششیں۔ فرمایا "کشمکش والے کے سینے میں آگ ہوتی ہے اور وہ مصیبت میں پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس دنیا کی زندگی میں یہی آرام ہے کہ کشمکش سے نجات ہو۔" ضرورت سے زیادہ جو کوششیں دنیا کے لئے ہیں اس سے نجات حاصل کرو۔ آپ فرماتے ہیں "کہتے ہیں کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا۔ راستے میں ایک فقیر بیٹھا تھا جس نے بمشکل اپنا ستر ہی ڈھانکا ہوا تھا۔" تھوڑے سے کپڑے تھے۔ مشکلوں سے ننگ ڈھانپا ہوا تھا "اس نے اس سے پوچھا "اس سوار نے" کہ سائیں جی کیا حال ہے؟ فقیر نے اسے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہو گئی ہوں اس کا حال کیسا ہوتا ہے۔ اُسے "سوار کو بڑا" تعجب ہوا کہ تمہاری ساری مرادیں کس طرح حاصل ہو گئی ہیں۔ فقیر نے کہا کہ جب ساری مرادیں ترک کر دیں تو گویا سب حاصل ہو گئیں۔" آپ فرماتے ہیں کہ "حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ سب حاصل کرنا چاہتا ہے تو تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن جب قناعت کر کے سب کو چھوڑ دے تو گویا سب کچھ ملنا ہوتا ہے۔" فرماتے ہیں کہ "نجات اور کمکتی یہی ہے کہ لذت ہو۔ دکھ نہ ہو۔ دکھ والی زندگی تو نہ اس جہان کی اچھی ہوتی ہے اور نہ اُس جہان کی....."

آپ نے فرمایا کہ "یہ زندگی تو بہر حال ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ برف کے ٹکڑے کی طرح ہے خواہ اس کو کیسے ہی صندوقوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر رکھو لیکن وہ پگھلتی ہی جاتی ہے۔" آپ نے برف کے ساتھ زندگی کی یہ مثال دی کہ اسی طرح کم ہوتی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ "اسی طرح پر خواہ زندگی کے قائم رکھنے کی کچھ بھی تدبیریں کی جاویں لیکن یہ سچی بات ہے کہ وہ ختم ہوتی جاتی ہے اور روز بروز کچھ نہ کچھ فرق آتا ہی جاتا ہے۔ دنیا میں ڈاکٹر بھی ہیں۔ طبیب بھی ہیں مگر کسی نے عمر کا نسخہ نہیں لکھا۔" کوئی یہ نسخہ لکھ کے نہیں دے سکتا کہ ہمیشہ انسان زندہ رہے گا یا اتنی عمر ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں: "جب لوگ بڑھے ہو جاتے ہیں پھر ان کو خوش کرنے کو بعض لوگ آجاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ابھی تمہاری عمر کیا ہے؟....." تھوڑی سی عمر ہے۔ ساٹھ ستر برس کی عمر ہے۔ یہ بھی کوئی عمر ہوتی ہے۔ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن یہ سب عارضی باتیں ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "انسان عمر کا خواہشمند ہو کر نفس کے دھوکوں میں پھنسا رہتا ہے۔ دنیا میں عمریں دیکھتے ہیں کہ ساٹھ کے بعد تو قویٰ بالکل گداز ہونے لگتے ہیں۔ بڑا ہی خوش قسمت ہوتا ہے جو اتنی یا بیاسی تک عمر پائے اور قویٰ بھی کسی حد تک اچھے رہیں ورنہ اکثر نیم سودائی سے ہو جاتے ہیں۔ اسے نہ تو پھر مشورہ میں داخل کرتے ہیں "یعنی دوسرے لوگ اس سے مشورہ بھی نہیں لیتے" اور

نہ اس میں عقل اور دماغ کی کچھ روشنی باقی رہتی ہے۔ بعض وقت ایسی عمر کے بڑھوں پر عورتیں بھی ظلم کرتی ہیں کہ کبھی کبھی روٹی دینی بھی بھول جاتے ہیں..... "گھر والوں کا بھی بعض دفعہ بعض لوگوں سے اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ "مشکل یہ ہے کہ انسان جوانی میں مست رہتا ہے اور مرنا یاد نہیں رہتا" اور اسی طرح جو باختیار انسان ہوتا ہے وہ اس کو سمجھتا ہے کہ ہمیشہ یہی حالت رہنی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "بڑے بڑے کام اختیار کرتا ہے اور آخر میں جب سمجھتا ہے تو پھر کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ غرض اس جوانی کی عمر کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔" آپ نے وہاں مجلس میں بیٹھے ہوئے ہندو دوست شرمپت کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ "جس قدر ارادے آپ نے اپنی عمر میں کئے ہیں ان میں سے بعض پورے ہوئے ہوں گے۔ مگر اب سوچ کر دیکھو کہ وہ ایک بلبلہ کی طرح تھے جو فوراً معدوم ہو جاتے ہیں اور ہاتھ پلے کچھ نہیں پڑتا۔ گزشتہ آرام سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس کے تصور سے دکھ بڑھتا ہے۔" جب انسان گزشتہ آرام سے گزر جاتا ہے اور پھر تکلیفوں میں آجاتا ہے تو فرمایا کہ اس کو فائدہ کوئی نہیں ہوتا۔ انسان اس کو سوچتا ہے تو اس سے پھر دکھ بڑھ جاتا ہے۔ فرمایا کہ "اس سے عقل مند کے لئے یہ بات نکلتی ہے کہ انسان ابن الوقت ہو۔" اس وقت کے مطابق چلے، پہچانے۔ "رہی زندگی انسان کی جو اس کے پاس موجود ہے۔ جو گزر گیا وہ وقت مر گیا۔ اس کے تصورات بے فائدہ ہیں۔ دیکھو جب ماں کی گود میں ہوتا ہے اس وقت کیا خوش ہوتا ہے۔ سب اٹھائے ہوئے پھرتے ہیں۔ وہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا بہشت ہے اور اب یاد کر کے دیکھو کہ وہ زمانہ کہاں ہے؟....." وہ بھی گزر گیا۔ دنیا کی ساری چیزیں عارضی ہیں۔ آسانیاں بھی عارضی ہیں۔ اس لئے کسی کو جب آسانیاں ملیں، اختیارات ملیں، حکومتیں ملیں تو ان چیزوں کو سامنے رکھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ "یہ زمانہ پھر کہاں مل سکتے ہیں؟" آپ ایک واقعہ حکایت، روایت بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "ایک بادشاہ چلا جاتا تھا۔ چند چھوٹے لڑکوں کو دیکھ کر رو پڑا کہ جب سے اس صحبت کو چھوڑا دکھ پایا ہے۔" "رو اس لئے پڑا کہ چھوٹے بچے کھیل رہے ہیں اور ہر فکر سے آزاد ہیں۔ اس کو اپنا یہی بچپن یاد آگیا کہ کیا وہ زمانہ تھا اور اب ایسا زمانہ ہے۔ تو بادشاہوں کو بھی باوجود آراموں کے سکون اور چین نہیں آتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ صرف یہ ہے کہ احساس ہونا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "پیرانہ سالی کا زمانہ بُرا ہے۔ اس وقت عزیز بھی چاہتے ہیں کہ مر جاوے اور مرنے سے پہلے قویٰ مر جاتے ہیں۔" "بعض عزیزوں کے دل ایسے سخت ہوتے ہیں کہ وہ مریض کی حالت دیکھ کے یا بڑھاپا دیکھ کے کہتے ہیں کہ اس نے ہمارے یہ کیا بوجھ ڈالا ہوا ہے۔ آپ فرماتے ہیں زندگی کے بارے میں ہی فرماتے ہیں کہ "دانت گر جاتے ہیں۔ آنکھیں جاتی رہتی ہیں اور خواہ کچھ ہی ہو آخر پتھر کا پتلا ہو جاتا ہے۔ شکل تک بگڑ جاتی ہے اور بعض ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ آخر خود کشی کر لیتے ہیں۔" اور یہ بھی ہم زمانے میں دیکھتے ہیں کہ دنیا میں اسی طرح ہو رہا ہے۔ تو انسان کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن پھر بھی جب اس کو طاقت مل رہی ہوتی ہے تو جو جوانی ہوتی ہے،

جب دولت حاصل کرنے کا وقت ہو رہا ہوتا ہے، طاقت ہوتی ہے اس وقت وہ بھول جاتا ہے کہ آئندہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "بعض اوقات جن دکھوں سے بھاگنا چاہتا ہے یکدم فحہ ان میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اگر اولاد ٹھیک نہ ہو تو اور بھی دکھ اٹھاتا ہے۔ اس وقت سمجھتا ہے کہ غلطی کی اور عمریوں ہی گزر گئی....." اس وقت یاد آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا ہی بہتر تھا اور اس کے مطابق زندگی گزارنی چاہئے تھی بجائے اس کے کہ دنیا میں پڑ کے انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جائے۔ پس بہت سے فرعون بھی گزرے۔ ہامان بھی گزرے بڑے بڑے طاقتور لوگ آئے جن کی زندگیوں پر اگر انسان غور کرے تو ان سے پتا چلتا ہے کہ ان کو ان کی دنیاوی جاہ و حشمت کوئی فائدہ نہیں دے سکی۔ آج کی جو حکومتیں ہیں وہ اختیارات کے لحاظ سے ان سے زیادہ طاقتور حکومتیں تھیں لیکن سب ختم ہو گئیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ "عقل مند وہی ہے جو خدا کی طرف توجہ کرے۔ خدا کو ایک سمجھے اس کے ساتھ کوئی نہیں۔ ہم نے آزما کر دیکھا ہے نہ کوئی دیوی نہ دیوتا کوئی کام نہیں آتا۔ اگر یہ صرف خدا کی طرف نہیں جھکتا تو کوئی اس پر رحم نہیں کرتا۔ اگر کوئی آفت آجاوے تو کوئی نہیں پوچھتا۔ انسان پر ہزاروں بلائیں آتی ہیں۔ پس یاد رکھو کہ ایک پروردگار کے سوا کوئی نہیں۔ وہی ہے جو ماں کے دل میں بھی محبت ڈالتا ہے۔ اگر اس کے دل کو ایسا پیدا نہ کرتا تو وہ بھی پرورش نہ کر سکتی۔ اس لئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔" یہ آپ نے اس ہندو کو نصیحت کی۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 422 تا 425)

دیوی دیوتا ظاہری شکل میں بھی بعض مذہب میں لوگ بناتے ہیں اور یہ جو دنیاوی چیزیں ہیں، مال ہے، اولاد ہے، طاقت ہے، حکومت ہے۔ یہ بھی انسان اللہ تعالیٰ کے شریک بنا کر کھڑے کر لیتا ہے۔ اور پھر دوستیاں ہیں یا جیسا میں نے مثال دی کہ بعض ملک بڑے ملکوں کی پناہ میں آنا چاہتے ہیں۔ ان کو خدا بنا لیتے ہیں تو یہ سب چیزیں ختم ہونے والی ہیں۔ اور پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جہنم ایسوں کا ٹھکانہ بن جاتی ہے۔ پھر ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"یہ خوب یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے ہو جاوے خدا تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور خدا کسی کے دھوکے میں نہیں آتا۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ ریاکاری اور فریب سے خدا کو ٹھگ لوں گا تو یہ حماقت اور نادانی ہے۔ وہ خود ہی دھوکہ کھا رہا ہے۔ دنیا کے زیب، دنیا کی محبت ساری خطا کاریوں کی جڑ ہے۔ اس میں اندھا ہو کر انسان انسانیت سے نکل جاتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہئے تھا۔ جس حالت میں عقل مند انسان کسی کے دھوکے میں نہیں آسکتا تو اللہ تعالیٰ کیونکر کسی کے دھوکے میں آسکتا ہے۔ مگر ایسے افعال بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور سب سے بڑا گناہ جس نے اس وقت مسلمانوں کو تباہ حال کر رکھا ہے اور جس میں وہ مبتلا ہیں وہ یہی دنیا

کی محبت ہے۔ سوتے جاگتے، اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر وقت لوگ اسی غم و ہم میں پھنسے ہوئے ہیں۔ "صرف دنیا کا غم رہ گیا ہے" اور اس وقت کا لحاظ اور خیال بھی نہیں کہ جب قبر میں رکھے جائیں گے۔ ایسے لوگ اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور دین کے لئے ذرا بھی ہم و غم رکھتے تو بہت کچھ فائدہ اٹھا لیتے۔"

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 483)

پس ایک مومن کا کام ہے کہ دنیا کی فکروں میں پڑنے کی بجائے اپنی آخرت کو سنوارنے اور خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی فکر کرے۔ اس میں قناعت پیدا ہو۔ دنیاوی سامانوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں سمجھتے ہوئے استعمال تو کرے، انہیں معبود نہ بنائے یا انہی کے پیچھے دوڑتا نہ پھرے۔ معبود وہی ہے جو ہمارا حقیقی معبود ہے۔ محبت سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے ایک مومن کو کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت ہی انسان میں پھر تقویٰ بھی پیدا کرتی ہے اور قناعت بھی پیدا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہی نشانی بتائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ** (البقرہ: 166) اور جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ سے محبت کے سلسلہ میں بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی غیوری محبت ذاتیہ میں کسی مومن کی اس کے غیر سے شراکت نہیں چاہتی۔" اللہ تعالیٰ کو اس بات کی بڑی غیرت ہے کہ ذاتی محبت میں کوئی شرکت نہیں ہونی چاہئے۔ فرمایا کہ "ایمان جو ہمیں سب سے زیادہ پیارا ہے وہ اسی بات سے محفوظ رہ سکتا ہے کہ ہم محبت میں دوسرے کو اس سے شریک نہ کریں۔ اللہ جلّ شانہ مومن کی یہ علامت فرماتا ہے **وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ**۔ یعنی جو مومن ہیں وہ خدا سے بڑھ کر کسی سے دل نہیں لگاتے۔ محبت ایک خاص حق اللہ جلّ شانہ کا ہے۔

جو شخص اس کا حق دوسرے کو دے گا وہ تباہ ہو گا۔ تمام برکتیں جو مردانِ خدا کو ملتی ہیں اور تمام قبولیتیں جو ان کو حاصل ہوتی ہیں کیا وہ معمولی وظائف سے یا معمولی نماز و روزہ سے ملتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ توحید فی المحبت سے ملتی ہیں۔" اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہونے سے ملتی ہیں۔ "جو اُسی کے ہو جاتے ہیں۔ اُسی کے ہو رہتے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے دوسروں کو اس کی راہ میں قربان کرتے ہیں۔"

فرمایا کہ "میں خوب اس درد کی حقیقت کو پہنچتا ہوں جو ایسے شخص کو ہوتا ہے کہ یکدم وہ ایسے شخص سے جدا کیا جاتا ہے جس کو وہ اپنے قلب کی گویا جان جانتا تھا۔ لیکن مجھے غیرت اس بات میں ہے کہ ہمارے حقیقی پیارے کے مقابل پر کوئی اور نہ ہونا چاہئے۔ ہمیشہ سے میرا دل یہ فتویٰ دیتا ہے کہ غیر سے مستقل محبت کرنا جس سے الہی محبت باہر ہو خواہ وہ بیٹا ہو یا دوست، کوئی ہو، ایک قسم کا کفر اور کبیرہ گناہ ہے جس سے اگر نعمت اور رحمت الہی

تدارک نہ کرے تو سلبِ ایمان کا خطرہ ہے۔"

(الحکم 10 اگست 1901ء صفحہ 9 نمبر 29 جلد 5۔ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ البقرہ زیر آیت 166)

یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اس کی نعمت ہے کہ وہ ایسے مواقع پیدا کر دیتی ہے۔ نہیں تو پھر ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ پس ایک حقیقی مومن سوچ بھی نہیں سکتا۔ دنیا کے سامانوں کی محبت شہوت بن کر اس کے سامنے آجائیں گی۔ اس کے لئے تقویٰ میں ترقی کرنا اور قناعت پیدا کرنا ایک مومن کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ متقی بنو سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ کی محبت اور تقویٰ دل میں پیدا ہو گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی عبدیت اور عبادت کا حق بھی انسان ادا کر سکتا ہے۔ ایک حقیقی عابد کا کام یہ ہے کہ اس میں قناعت بھی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر قناعت پیدا کرو گے تو شکر گزار بھی بنو گے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب الورع والتقویٰ حدیث 4217)

اور سب سے بڑھ کر ایک مومن خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ جو لوگ منہ سے تو بیشک یہ کہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے ہیں لیکن دنیاوی سامانوں اور دنیاوی جاہ و حشمت کے پیچھے دوڑنے والے حقیقت میں حُبُّ الشَّہَوَات میں مبتلا ہیں وہ کبھی حقیقی شکر گزار نہیں ہو سکتے۔

ایسے دنیا داروں کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہوتی ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی آجائے۔ فرمایا کہ اس کے منہ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ قبر میں جائے گا تبھی اس کی لالچ ختم ہوگی۔ اور پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الرقاق باب ما یتقی من فتنۃ المال حدیث 6438)

پس زندگی میں وقت ہوتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اگر کوئی غلطیاں ہوں بھی توبہ کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مومن کے قناعت کا معیار بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس شخص نے دلی اطمینان اور جسمانی صحت کے ساتھ صبح کی اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہے۔ اس نے گویا ساری دنیا جیت لی اور اس کی ساری نعمتیں اسے مل گئیں۔

(سنن الترمذی ابواب الزہد باب فی الوصف من حیزت له الدنیا حدیث 2346)

پس ایک مومن کے لئے یہ قناعت کا معیار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں یہ قناعت پیدا کرے۔ تقویٰ پیدا کرے۔ دنیاوی چیزوں کی محبت کے بجائے خدا تعالیٰ سے محبت کا حصول ہمارا مقصود ہو اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضوان ہم حاصل کرنے والے ہوں۔

اس کے بعد میں اس دعا کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جیسا کہ میں نے پہلے مختصر ذکر کیا ہے کہ

مسلمان ممالک کے لیڈر جو دنیاوی خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور جنہوں نے عملاً خدا تعالیٰ کے بجائے بڑی طاقتوں کو اپنا خدا بنایا ہوا ہے اور سمجھتے ہیں کہ ان سے دوستی ہماری بقا اور ترقی کی ضمانت بن سکتی ہے حالانکہ امریکہ کے بارے میں ہی لے لیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ جرمنی کے اخبار میں ایک تجزیہ نگار نے گزشتہ دنوں مضمون لکھا۔ اس نے لکھا ہے کہ اور بہت ساری باتوں میں ایک بات یہ بھی ہے کہ دنیا جو واشنگٹن کو اپنا ماڈل سمجھتی تھی، سمجھتی ہے یا اس کی طرف رخ کیا ہوا ہے یا اپنے لئے سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے ایک ایسا ماڈل ہے جس کے پیچھے ہمیں چلنا چاہئے۔ شاید اب اس کی وہ حیثیت نہیں رہی۔ لکھتا ہے کیونکہ اس کی جگہ اب بیجنگ جو چین کا دار الحکومت ہے وہ ماڈل بن رہا ہے۔ امریکہ اپنی ساکھ کھو چکا ہے اور اپنا مقام کھو چکا ہے۔

پس دنیاوی سہارے تو عارضی سہارے ہیں آج آئے کل چلے گئے۔ مسلمانوں کو اب اس سے سمجھنا چاہئے۔ یہ جو یروشلم میں سفارت خانہ منتقل کرنے کا اعلان ہوا ہے وہ بھی اسی لئے امریکہ نے کیا ہے کہ اس طرح شاید اسرائیل کے ساتھ تعلق بہتر ہو جائیں اور زیادہ مضبوط ہو جائیں اور اس کی ساکھ قائم ہو سکے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے زوال آتا ہے تو پھر دنیاوی دوستیاں اور معاہدے کام نہیں آیا کرتے۔ لگتا ہے کہ اب ان بڑی طاقتوں پہ بھی خاص طور پہ امریکہ پہ بھی یہ کام شروع ہو چکا ہے اور نتیجہ کب نکلتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن ان حالات میں اب مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی کوششیں مزید تیز تر ہوں گی۔ اس لئے مسلمان دنیا کے لئے ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے۔ اب یہ متحد ہو جائیں اور ملکوں ملکوں کے درمیان جو جنگوں کا امکان ہے اور مسلمان ملکوں کے اندر جو آپس میں لڑائیاں ہو رہی ہیں اور ہزاروں بلکہ بعض اعداد و شمار کے مطابق لاکھوں جانیں ضائع ہو گئی ہیں یہ بھی دور ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور یہ ایک قوم بن کر رہنے والے ہوں۔ آپس کی لڑائیوں کو ختم کریں تاکہ اسلام کے دشمن اپنا مفاد حاصل نہ کر سکیں اور سب سے بڑھ کر ہمیں یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مسیح موعود اور مہدی معبود کو پہچانیں جس کے ساتھ جڑ کر یہ آپس میں بھی اور دنیا میں بھی امن قائم کرنے والے بن سکتے ہیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 15 / دسمبر 2017ء بمطابق 15 / فتح 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:
وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا
عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ (التوبة: 100)
اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت لے جانے والے اولین اور وہ لوگ جنہوں نے حسن عمل کے
ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی
ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں یہ بہت عظیم کامیابی ہے۔

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا ذکر ہے جو سبقت لے جانے والے ہیں جو روحانی
مرتبہ میں سب سے اوپر ہیں اور اپنے ایمان کے معیاروں اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق اعمال بجالانے والوں میں
باقی سب کو پیچھے چھوڑنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے اور دوسروں کے لئے، بعد میں آنے
والوں کے لئے اپنی مثالیں بطور نمونہ چھوڑ گئے تاکہ دوسرے ان کے نمونوں کی تقلید کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہاں
صحابہ کو بعد میں آنے والوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ بنایا ہے اور اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کے
معیار اور ان اعمال سے راضی ہو ا جو وہ بجالاتے رہے اور انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو اپنی زندگی کا
مقصد بنایا۔ ہر حال میں وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندوں میں شامل رہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بھی ان
نمونوں پر چلتے رہیں گے، ایمان، اخلاص، وفا اور اعمال صالحہ بجالاتے رہیں گے وہ خدا تعالیٰ کے انعامات کے حاصل
کرنے والے بنتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے بلند مقام کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتے ہوئے ان کی پیروی کو
ہدایت پانے کا ذریعہ بنایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں نے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے صحابہ کا میرے نزدیک ایسا مرتبہ ہے جیسے آسمان میں ستارے ہیں۔ بعض بعض سے روشن تر ہیں لیکن نور ہر ایک میں موجود ہے۔ پس جس نے تیرے کسی صحابی کی پیروی کی میرے نزدیک وہ ہدایت یافتہ ہو گا۔ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہدایت یافتہ ہو گا۔) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی بھی تم اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ جلد 11 صفحہ 162-163 کتاب المناقب باب مناقب الصحابة حدیث 6018 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو یہ مقام عطا فرمایا ہے۔ ہر ایک ان میں سے ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ صحابہ کے مقام و مرتبہ اور اللہ تعالیٰ کے ان سے راضی ہونے اور اللہ تعالیٰ سے اُن کے راضی ہونے کا ذکر فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں وہ صدق دکھلایا ہے کہ انہیں رَضِیَ اللہ عَنْہُمْ وَرَضُوا عَنْہُ (المجادلہ: 23) کی آواز آگئی۔ یہ اعلیٰ درجہ کا مقام ہے جو صحابہؓ کو حاصل ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ اس مقام کی خوبیاں اور کمالات الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتے۔" کیا خوبیاں اور کتنے کمالات ہیں اس کے؟۔ الفاظ ان کا احاطہ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جانا شخص کا کام نہیں بلکہ یہ توکل، تبتّل اور رضا و تسلیم کا اعلیٰ مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کو کسی قسم کا شکوہ شکایت اپنے مولیٰ سے نہیں رہتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے راضی ہونا یہ موقوف ہے بندے کے کمال صدق و وفاداری اور اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اور طہارت اور کمال اطاعت پر۔" فرمایا کہ "جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ نے معرفت اور سلوک کے تمام مدارج طے کر لئے تھے۔....."

پھر اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"تم اپنے دل کو پاک کرو کہ مولیٰ کریم تم سے راضی ہو جاوے۔" ہمیں نصیحت فرماتے ہیں "اور تم اس سے راضی ہو جاؤ۔" یعنی اللہ تعالیٰ سے کبھی کسی قسم کا شکوہ نہ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اپنے صدق سچائی اور وفاداری کو بھی کمال تک پہنچانا ہے۔ اپنے پاکیزگی کے درجہ کو بھی اعلیٰ معیار تک پہنچانا ہے۔ طہارت کو بھی اعلیٰ معیار تک لے کر جانا ہے۔ اور اطاعت کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں۔

فرمایا کہ تم اس سے راضی اور مولیٰ کریم تم سے راضی ہو جاؤ۔ یہ باتیں ہوں گی تو مولیٰ کریم راضی ہو گا

اور تم اس سے راضی ہو جاؤ۔" پھر وہ تمہارے جسم میں تمہاری باتوں میں... برکت رکھ دے گا۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 139-140)

جب یہ مقام حاصل ہو جائے تو پھر برکت حاصل ہوتی ہے۔ پس صحابہ ہمارے لئے نمونہ ہیں اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے۔ ان کے اگر آپس کے اختلافات کہیں نظر بھی آتے ہیں تب بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں قابل تقلید اور روشن ستارے کا نام ہی دیا ہے۔ اور روشن ستارہ ہی بتایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک موقع پر اپنے صحابہ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے کام لینا۔ انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا۔ جو شخص ان سے محبت کرے گا تو وہ دراصل میری محبت کی وجہ سے کرے گا۔ اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا وہ دراصل مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا۔ جو شخص ان کو دکھ دے گا اس نے مجھ کو دکھ دیا اور جس نے مجھے دکھ دیا اس نے اللہ تعالیٰ کو دکھ دیا اور جس نے اللہ کو دکھ دیا اور ناراض کیا تو ظاہر ہے کہ وہ اللہ کی گرفت میں ہے۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب فیمن سب اصحاب النبیؐ حدیث 3862)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہنا۔ ہمارے مسلمانوں میں جو مختلف فرقے ہیں خاص طور پر شیعہ یہ جب ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہیں تو صحابہ کے بارے میں بہت زیادہ کہتے ہیں۔ فرمایا کہ برا بھلا مت کہنا۔ ان کے کسی اقدام پر تنقید نہ کرنا۔ خدا کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کرو تو بھی تمہیں اتنا ثواب و اجر نہیں ملے گا جتنا انہیں ایک دُیا اس کے نصف کے برابر خرچ کرنے پر ملا تھا۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب قول النبیؐ "لو کنت متخذاً خلیلاً حدیث 3673)

پس یہ وہ لوگ ہیں جن کا مقام اور مرتبہ بہت بلند ہے اور ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو ان کے پیچھے ہم نے چلنا ہے۔ کجایہ کہ کسی کے خلاف کوئی بات کی جائے یا کسی کے بارے میں بھی ذہن میں خیال آئے اور کسی کے مرتبہ کو ہم اپنے بنائے ہوئے معیار کے مطابق پرکھنے کی کوشش کریں تو یہ غلط طریقہ ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہؓ کے مقام و مرتبہ کا مزید ادراک دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"انصافاً دیکھا جاوے کہ ہمارے ہادی اکملؑ کے صحابہؓ نے اپنے خدا اور رسول کے لئے کیا کیا جان نثاریاں کیں۔ جلا وطن ہوئے۔ ظلم اٹھائے۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کئے۔ جانیں دیں۔ لیکن صدق و وفا کے ساتھ قدم مارتے ہی گئے۔ پس وہ کیا بات تھی کہ جس نے انہیں ایسا جان نثار بنا دیا۔ وہ سچی الہی محبت کا جوش تھا جس کی شعاع ان کے دل میں پڑ چکی تھی۔ اس لئے خواہ کسی نبی کے ساتھ مقابلہ کر لیا جاوے۔ آپؐ کی تعلیم، تزکیہ نفس، اپنے پیروؤں کو دنیا سے متفر کر دینا، شجاعت کے ساتھ صداقت کے لئے خون بہا دینا، اس کی نظیر کہیں نہ مل سکے

گی۔ "فرماتے ہیں کہ" یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا ہے اور اُن میں جو باہمی الفت و محبت تھی اس کا نقشہ "قرآن کریم میں" دو فقروں میں بیان فرمایا ہے۔ **وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ** (الانفال: 64)۔ یعنی جو تالیف ان میں ہے وہ ہرگز پیدا نہ ہوتی، خواہ سونے کا پہاڑ بھی دیا جاتا۔ "آپ فرماتے ہیں کہ" اب ایک اور جماعت مسیح موعودؑ کی ہے جس نے اپنے اندر صحابہؓ کا رنگ پیدا کرنا ہے۔ صحابہؓ کی تو وہ پاک جماعت تھی جس کی تعریف میں قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ "فرماتے ہیں" کیا آپ لوگ ایسے ہیں؟ جب خدا کہتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے ساتھ وہ لوگ ہوں گے جو صحابہؓ کے دوش بدوش ہوں گے۔ صحابہؓ تو وہ تھے جنہوں نے اپنا مال، اپنا وطن راہ حق میں دے دیا۔ اور سب کچھ چھوڑ دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معاملہ اکثر سنا ہو گا۔ ایک دفعہ جب راہ خدا میں مال دینے کا حکم ہوا تو گھر کا کل اثاثہ لے آئے۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے تو فرمایا کہ خدا اور رسول کو گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔ "آپ فرماتے ہیں کہ" رئیس مکہ ہو اور کمبل پوش۔ "حضرت ابو بکر کا مقام کہ مکہ کے رئیس تھے۔ مسلمان ہو گئے تو کمبل پوش ہو گئے" غربا کا لباس پہنے۔ یہ سمجھ لو کہ وہ لوگ تو خدا کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کے لئے تو یہی لکھا ہے کہ سیفوں (تلواروں) کے نیچے بہشت ہے لیکن ہمارے لئے تو اتنی سختی نہیں کیونکہ **يَضَعُ الْحِزْبُ** ہمارے لئے آیا ہے۔ یعنی مہدی کے وقت لڑائی نہیں ہوگی۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 42-43)

پھر صحابہ کے طریق زندگی کا نقشہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کیا تنعم پسند اور خورد و نوش کے دلدادہ تھے جو کفار پر غالب تھے؟" صرف آسانیاں چاہتے تھے۔ اس لئے کفار پر غالب آگئے۔ فرمایا "نہیں۔ یہ بات تو نہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی اُن کی نسبت آیا ہے کہ وہ قائم اللیل اور صائم الدھر ہوں گے۔ اُن کی راتیں ذکر اور فکر میں گزرتی تھیں۔ اور ان کی زندگی کیسے بسر ہوتی تھی؟ قرآن کریم کی ذیل کی آیہ شریفہ اُن کے طریق زندگی کا پورا نقشہ کھینچ کر دکھاتی ہے **وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ** (الانفال: 61)۔ اور **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا** (آل عمران: 201)۔ اور سرحد پر اپنے گھوڑے باندھے رکھو کہ خدا کے دشمن اور تمہارے دشمن اس تمہاری تیاری اور استعداد سے ڈرتے رہیں۔ اے مومنو! صبر اور مصابرت اور مرابطت کرو۔ "صبر کرتے رہنا۔ صبر دکھاؤ اور صبر کرو۔ رباط کے معنی کیا ہیں؟ آپ فرماتے ہیں کہ "رباط ان گھوڑوں کو کہتے ہیں جو دشمن کی سرحد پر باندھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحابہؓ کو اعداء کے مقابلہ کے لئے مستعد رہنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اس رباط کے لفظ سے انہیں پوری اور سچی تیاری کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اُن کے سپرد دو کام

تھے۔ ایک ظاہری دشمنوں کا مقابلہ اور دوسرا روحانی مقابلہ۔ "روحانی مقابلے کے لئے بھی رباط کا حکم ہے۔ ہر وقت سچی تیاری کرتے رہو۔ فرمایا "اور رباط لغت میں نفس اور انسانی دل کو بھی کہتے ہیں۔ اور یہ ایک لطیف بات ہے کہ گھوڑے وہی کام کرتے ہیں جو سدھائے ہوئے اور تعلیم یافتہ ہوں۔"

آپ فرماتے ہیں کہ "آجکل گھوڑوں کی تعلیم و تربیت کا اسی انداز پر لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اور اسی طرح ان کو سدھایا اور سکھایا جاتا ہے جس طرح بچوں کو سکولوں میں خاص احتیاط اور اہتمام سے تعلیم دی جاتی ہے۔ اگر ان کو تعلیم نہ دی جائے اور وہ سدھائے نہ جائیں تو وہ بالکل نکمے ہوں۔ اور بجائے مفید ہونے کے خوفناک اور مضر ثابت ہوں۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 54-55)

پس اسی طرح نفس کو بھی سدھانے کی ضرورت ہے۔ اس کو بھی قابو کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کو بھی تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔ پس رباط اسی وقت ہو گا جب انسان، ایک مومن علمی اور عملی طور پر ترقی کی کوشش کرے اور اپنے نفس کو بھی لگام دیتا رہے۔

صحابہ کے کیسے نمونے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کے نتیجہ میں ان میں پیدا ہوئے؟ اس کے بعض نمونے پیش کرتا ہوں۔ ایک تو ہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس میں دیکھا کہ اپنے گھر کا کل سامان دینی ضرورت کے وقت لے کر حاضر ہو گئے۔ آپ کے انکار اور اللہ تعالیٰ کی خشیت کا ایک واقعہ اب سنیں۔

ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ کی حضرت عمرؓ کے ساتھ تکرار ہو گئی جو ناراضگی تک لمبی بحث ہو گئی۔ ان کی آوازیں اونچی ہو گئی ہوں گی۔ اس کے بعد جب بات ختم ہو گئی تو حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور معذرت کی کہ زیادہ تکرار میں آواز شاید کچھ زیادہ اونچی ہو گئی ہوگی۔ سخت الفاظ ہو گئے ہوں گے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا اور عرض کی کہ اس کی معافی کے لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ تھوڑی دیر بعد ہی حضرت عمرؓ کو بھی احساس ندامت ہوا۔ شرمندگی ہوئی۔ احساس ہوا کہ غلطی ہو گئی تھی اور وہ بھی حضرت ابو بکرؓ کے گھر گئے کہ ان سے معذرت کریں۔ وہاں دیکھا تو گھر میں نہیں تھے۔ حضرت عمرؓ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہیں دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ناراضگی سے سرخ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمرؓ بڑی ناراضگی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے کہ غلطی میری تھی آپ عمر کو معاف کر دیں۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب قول النبیؐ "لو كنت متخذًا خليلًا حديث 3661)

یہ تھا آپ کا انکسار اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور پھر حضرت عمرؓ بھی شرمندہ تھے اور پھر معافی مانگنے آئے تھے۔ دونوں طرف سے شرمندگی تھی۔ یہ وہ پاک معاشرہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا تھا اور اس میں رہنے والے اللہ تعالیٰ کی رضا کے مورد بنے۔

حضرت عمرؓ کی عاجزی کے ایک واقعہ کا ذکر یوں ملتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ حضرت ابو بکرؓ سے بہتر ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ رونے لگے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! حضرت ابو بکرؓ کی ایک رات اور ایک دن ہی عمر اور اس کی اولاد کی پوری زندگی سے بہتر ہے۔ فرمایا کیا میں تمہیں اس رات اور دن کا حال سناؤں؟ پوچھنے والے کے یہ کہنے پر کہ ہاں جی فرمائیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ ان کی رات تو وہ تھی جب رات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کر کے جانا پڑا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؓ کا ساتھ دیا اور ان کا دن وہ تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور عرب نماز اور زکوٰۃ سے منکر ہو گئے۔ اس وقت انہوں نے میرے مشورے کے برخلاف جہاد کا عزم کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس میں کامیاب کر کے ثابت فرمایا کہ وہ حق پر تھے۔

(کنز العمال کتاب الفضائل باب فضائل الصحابة فضل الصديق جلد 12 صفحہ 493-494 حدیث 35615 مطبوعہ مؤسسة الرسالة 1985ء)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور جلیل القدر صحابی حضرت عثمانؓ تھے جو خلیفہ ثالث بھی تھے۔ آپؓ کی صلہ رحمی اور آپؓ کی زندگی کی بہت ساری خصوصیات بڑی نمایاں ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔ اور دین کے لئے بہت قربانیاں کرنے والے بھی تھے۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة جلد 4 صفحہ 378 عثمان بن عفان مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

جب تو سب سے مسجد نبوی کا معاملہ آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارد گرد کے جتنے مکانات ہیں ان کو مسجد میں شامل کر لیا جائے۔ ظاہر ہے وہ مکانات لوگوں سے خریدنے تھے۔ اس وقت حضرت عثمانؓ نے آگے بڑھ کر یعنی فوری طور پر اپنے آپ کو پیش کیا کہ میں یہ خریدتا ہوں اور پندرہ ہزار درہم دے کر وہ جگہ خرید لی۔ مسلمانوں کو پانی کی دقت کا سامنا ہوا۔ ایک یہودی کا کنواں تھا۔ وہاں سے پانی لینے میں دقت تھی تو آپؐ نے یہودی سے منہ مانگی قیمت پر وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے پانی کا انتظام فرمایا۔

(سنن النسائي کتاب الاحباس باب وقف المساجد حدیث 3637-3638)

یہ ان کی ہمدردی خلق تھی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امیر معاویہ نے کسی سے حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کرنے کے لئے کہا۔ اس نے کہا آپ سن لیں گے جو میں بیان کروں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے بیان کرو۔ ظاہر ہے اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی مخالفت چلتی رہی۔ اس نے کہا کہ اگر ضرور سننا ہے تو سنیں کہ وہ بلند

حوصلہ اور مضبوط قویٰ کے مالک تھے۔ فیصلہ کن بات کہتے اور عدل سے فیصلہ کرتے۔ ان کی جانب سے علم کا چشمہ پھوٹا اور ان کی حکمت ہر طرف سے ٹپکتی۔ دنیا اور اس کی رونقوں سے وحشت محسوس کرتے اور رات اور اس کی تنہائی سے انس رکھتے۔ یعنی بجائے دنیا داری میں ملوث ہونے کے راتوں کی عبادت ان کی پسندیدہ چیزیں تھیں۔

کہنے لگا کہ وہ بہت رونے والے، لمبا غور کرنے والے تھے۔ وہ ہم میں ہماری طرح رہتے تھے۔ بڑی سادہ زندگی تھی۔ کہتا ہے کہ خدا کی قسم! ہم ان کے ساتھ محبت و قرب کے تعلق کے باوجود ان کے رعب کی وجہ سے بات کرنے سے رکتے تھے۔ کھل کے بات نہیں کر سکتے تھے۔ وہ دیندار لوگوں کی عزت کرتے اور مساکین کو اپنے پاس جگہ دیتے۔ طاقتور کو اس کے باطل موقف میں طمع کا موقع نہ دیتے۔ اگر کوئی طاقتور ہے اور اس نے اگر جھوٹا موقف اختیار کیا ہے۔ اس میں لالچ ہے، لالچ سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو اس کا موقع اس کو نہ دیتے۔ وہیں پکڑ لیتے۔ اور کمزور آپ کے عدل سے مایوس نہ ہوتا۔ یہ حضرت علیؑ کی خصوصیات تھیں۔ یہ سن کر امیر معاویہ نے بھی کہا کہ تم سچ کہتے ہو اور روپڑے۔

(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب جلد 3 صفحہ 208-209 علی ابن ابی طالب مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوف تھے۔ مالی قربانی کرنے میں آپ کا بھی بڑا مقام تھا۔ بڑے مالدار تاجر تھے۔ دولت کی بڑی فراوانی تھی۔ ایک دفعہ ایک شخص نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے کسی کی آواز سنی جو یہ دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ مجھے اپنے نفس کے بخل سے محفوظ رکھ۔ جب دیکھا کہ وہ شخص کون ہے تو وہ عبدالرحمن بن عوف تھے۔

(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب جلد 2 صفحہ 388-389 عبد الرحمن بن عوف مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

ایک دفعہ ان کا ایک تجارتی قافلہ مدینہ آیا تو اس میں سات سو اونٹوں پر گندم آٹا اور دوسرا سامان لد اہوا تھا۔ مدینہ میں اتنے بڑے قافلے کے چرچے ہو رہے تھے کہ اتنا بڑا قافلہ آیا ہے۔ یہ خبر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک بھی پہنچی تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عبدالرحمنؓ جنتی ہیں۔ جب عبدالرحمنؓ کو یہ اطلاع ہوئی تو حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ کو گواہ کر کے سات سو اونٹوں کا یہ لد اہوا قافلہ جو ہے، پورے سامان سے لد اہوا، اونٹوں سمیت خدا کی راہ میں وقف کرتا ہوں۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 378 عبد الرحمن بن عوف مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت عبدالرحمنؓ کے مقام کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ایک دفعہ حضرت خالدؓ کی تکرار حضرت عبدالرحمنؓ سے ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خالد! میرے صحابہ کو کچھ نہ کہو۔ تم میں سے اگر کوئی اُحد کے پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو عبدالرحمن بن عوف کی اس صبح یا شام کو بھی نہیں پہنچ سکتا جو اس نے خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کر کے گزارے ہیں۔

(کنز العمال جلد 13 صفحہ 222-223 حدیث 36674 مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت 1985ء)

ایک صحابی سعد بن وقاصؓ تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے ایمان کا واقعہ یوں بیان ہوتا ہے۔ وہ خود کہتے ہیں کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تو میری والدہ نے کہا کہ یہ تم نے کیا نیا دین اختیار کر لیا ہے؟ تمہیں بہر حال یہ دین چھوڑنا پڑے گا ورنہ میں نہ کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی۔ بھوک ہڑتال ہے یہاں تک کہ مر جاؤں گی۔ اور نتیجہ کیا ہو گا؟ لوگ تمہیں کہیں گے کہ ماں کا قتل کر دیا۔ تمہیں ماں کے قاتل کا طعنہ دیں گے۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا ماں ایسا ہر گز نہ کرنا کیونکہ میں اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا مگر وہ نہ مانی اور تین دن اور راتیں گزر گئیں انہوں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ بھوک سے نڈھال تھیں۔ کہتے ہیں تب میں نے ان کو جا کر کہا کہ خدا کی قسم! آپ کی ہزار جانیں بھی ہوں اور وہ ایک ایک کر کے نکلیں تو تب بھی میں اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔ جب انہوں نے بیٹے کا یہ عزم دیکھا تو کھانا پینا شروع کر دیا۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 234 سعد بن مالک القرشیؓ، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ والدین کی باتیں مانو۔ ان کی خدمت کرو۔ لیکن جہاں دین کا معاملہ آئے، جہاں اللہ کا معاملہ آئے وہاں بہر حال تم نے اللہ کی بات سنی ہے۔ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور پہرہ دینے کا بھی موقع ملا۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ آئے تو بعض دنوں میں کچھ یا ان دنوں میں کچھ خراب حالات تھے۔ اس کی وجہ سے آپ رات آرام کی نیند سونہ سکے۔ آپ نے فرمایا کئی راتیں اس طرح گزر گئیں۔ ایک رات آپؐ نے فرمایا کہ رات خدا کا کوئی بندہ پہرہ دیتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ خطرہ جو تھا وہ نہ ہو، اور میں تھوڑی دیر آرام کر لوں جو بھی آپ معمولی آرام کیا کرتے تھے۔ تو کہتی ہیں جب آپ یہ بات کر رہے تھے تو اچانک ہتھیاروں کی آواز سنائی دی۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ جواب دیا میں سعد ہوں۔ آپ نے پوچھا کیسے آئے؟ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی حفاظت کے بارے میں خطرہ پیدا ہوا اس لئے پہرہ دینے آیا ہوں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات آرام سے سوئے اور انہیں دعائیں دیں۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فی فضل سعد بن ابی وقاص حدیث 6231)

ایک صحابی حضرت زبیرؓ بن العوام تھے۔ ان میں خشیتِ الہی بہت تھی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف بڑا تھا کہ میں کوئی ایسی غلط بات نہ کروں جس پہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آجاؤں۔ آپ کے بیٹے نے ایک دفعہ پوچھا کہ آپ دوسرے صحابہؓ کی طرح احادیث کثرت سے بیان نہیں کرتے۔ کہنے لگے کہ جب سے اسلام لایا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوا۔ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تنبیہ سے ڈرتا ہوں۔ ساتھ ساتھ رہا ہوں۔ بہت باتیں سنی ہیں۔ بہت حوالے ہیں میرے پاس۔ بہت روایات ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تنبیہ سے ڈرتا ہوں کہ جس نے میری طرف غلط بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ کہ کہیں کوئی ایسی

بات نہ ہو جائے جس کو میں سمجھانہ ہوں اور غلط نکل جائے اور اس وجہ سے میں بہت خوفزدہ ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ حدیث 107)

شجاعت اور مردانگی بھی آپ میں بہت زیادہ تھی۔ اتنی تھی کہ جب اسکندریہ کا محاصرہ لمبا ہو گیا تو آپ نے سیڑھی لگا کر قلعہ کی فصیل پر چڑھنا چاہا۔ ساتھیوں نے کہا کہ قلعہ میں سخت طاعون پھیلا ہوا ہے۔ آپ نے کہا کوئی فرق نہیں۔ ہم بھی طعن اور طاعون کے لئے ہی ہیں اور آپ نے بات نہیں مانی اور قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ بہت مالدار تھے جو مال آتا اس کا اکثر حصہ خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 57-58 ومن بنی اسد بن عبد العزی ... ذکر وصیت زبیر وقضاء دینہ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996)

پھر ایک صحابی کا ذکر ملتا ہے جن کا نام طلحہ بن عبید اللہ تھا۔ آپ بھی امیر آدمی تھے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اپنی جائیداد کا ایک حصہ سات لاکھ درہم میں حضرت عثمان کو فروخت کیا اور سب مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 117 ومن بنی تیم بن مرہ ... طلحہ بن عبید مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996)

مہمان نوازی بھی ان کا ایک خاص وصف تھا۔ ایک دفعہ ایک قبیلہ کے تین مفلوک الحال افراد نے اسلام قبول کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا صحابہ میں سے کون ان کی کفالت کی ذمہ داری لیتا ہے۔ حضرت طلحہ نے بخوشی اس کی حامی بھر لی اور تینوں کو اپنے گھر لے گئے اور وہیں ٹھہرایا اور ان کی میزبانی کرتے رہے یہاں تک کہ مستقل گھر کا فرد بنا لیا۔ کہتے ہیں یہاں تک کہ موت نے انہیں آپ سے جدا کیا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 446 حدیث 1401 مسند طلحہ بن عبید اللہ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت طلحہؓ دوستی اور اخوت کا رشتہ بھی خوب نبھانے والے تھے۔ حضرت کعب بن مالک انصاری کو جب غزوہ تبوک میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے مقاطعہ کی سزا ہوئی تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی معافی کا اعلان فرمایا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضرت طلحہؓ دیوانہ وار دوڑتے ہوئے ان کے استقبال کو آگے بڑھے اور مصافحہ کر کے انہیں مبارکباد دی۔ حضرت کعبؓ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ حضرت طلحہؓ جیسا استقبال اور گرجوشی کسی اور نے نہیں دکھائی۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالک حدیث 4418)

ایک خوبی جو بیویوں سے تعلق رکھتی ہے، خاوندوں سے تعلق رکھتی ہے وہ بھی آپ کی ایک اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت طلحہؓ ہنستے مسکراتے گھر واپس آتے۔ بڑے کام تھے۔ مصروف تھے۔ سب کچھ تھا۔ گھر آتے تو ایسی شکل بنا کر نہیں آتے تھے کہ گھر والے ڈر کر ایک طرف کونے میں لگ جائیں۔ ہنستے مسکراتے گھر واپس آتے اور

خوش و خرم باہر جاتے۔ گھر والوں کے ساتھ بھی نیک سلوک تھا۔ ہمیشہ خوش رہتے تھے۔ اور یہ نہیں کہ گھر میں آور مُوڈ ہے اور باہر آور ہے۔ کہتی ہیں کچھ طلب کرو تو بخل نہیں کرتے تھے۔ مانگو تو دے دیتے تھے اور خاموش رہو تو مانگنے کا انتظار نہیں کرتے تھے۔ یعنی یہ نہیں ہے کہ مانگو تبھی ملنا ہے بلکہ جو ضروریات ہوتی تھیں خود دیکھتے بھی رہتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ میں کسی طرح گھر والوں کی ضروریات پوری کروں۔ چار بیویاں تھیں۔ چاروں بڑی خوش تھیں۔ کہتی ہیں نیک کی کرو تو شکر گزار ہوتے تھے اور غلطی کرو تو معاف کر دیتے تھے۔

(کنز العمال جلد 12 صفحہ 198-199 حدیث 36592 مسند طلحہ بن عبید اللہ، مطبوعہ مؤسسة الرسالة 1985ء)

یہ وہ اصول ہیں جو گھروں کے سکون کا باعث بنتے ہیں جو میاں بیوی کے رشتوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ پس یہ بھی ہمارے لئے ایک نمونہ ہے۔

ایک صحابی عبد اللہ بن مسعود کی اطاعتِ خلافت کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے۔ آپ کو حضرت عمرؓ نے اہل کوفہ کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر فرمایا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ ان کی مدینہ میں بہت ضرورت ہے لیکن تمہاری خاطر میں قربانی کر کے انہیں تمہاری تربیت کے لئے بھیج رہا ہوں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 135-136 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996)

تو یہ مقام تھا ان کا۔ حضرت عثمانؓ نے بھی ان کے اس مقام کو قائم رکھا بلکہ کوفہ کا امیر مقرر کر دیا اور ساتھ قاضی اور بیت المال کا نظام بھی ان کے پاس تھا تو مسائل پیدا ہوئے۔ کوفہ والوں کی شرارتیں بھی ہوتی رہتی تھیں۔ تو پھر بعض مصالح کی وجہ سے، حضرت عثمانؓ نے ان کو امارت سے ہٹا کر واپس مدینہ بلا لیا۔ تو کوفہ والوں نے کہا کہ آپ واپس نہ جائیں اور یہیں رہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ خلیفہ وقت کی اطاعت مجھ پر واجب ہے اور میں ہر گز گوارا نہیں کر سکتا کہ ان کی نافرمانی کر کے فتنہ کا کوئی دروازہ کھولوں اور مدینہ واپس چلے گئے۔ ان کے بارے میں ایک راوی نے کہا کہ میں کئی صحابہ کی مجالس میں بیٹھا ہوں مگر عبد اللہ بن مسعود کی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت کی اپنی شان تھی۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابة جلد 4 صفحہ 201 ذکر من اسمہ عبد اللہ، عبد اللہ بن مسعود الغفاری مطبوعہ دار

الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

ظاہری طور پر بھی آپ بڑے نفاست پسند تھے۔ دنیا سے بے رغبتی کے باوجود آپ کے ملازم، ایک خادم نے، غلام نے کہا کہ بہترین قسم کا سفید لباس پہنتے اور اعلیٰ خوشبو لگاتے۔ ان کے بارے میں حضرت طلحہؓ کہتے ہیں کہ ان کی خوشبو ایسی اعلیٰ قسم کی ہوتی تھی کہ رات کے اندھیرے میں بھی خوشبو سے پتا چل جاتا تھا کہ عبد اللہ بن مسعود آرہے ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 83-84 ومن حلفاء بنی زہرۃ ... ذکر ما اوصی بہ عبد اللہ بن مسعود

مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996)

پس دنیوی چیزوں کا استعمال بھی تھا لیکن دنیا سے رغبت نہیں تھی۔ پھر حضرت بلالؓ ہیں جو ہر قسم کی تکلیف برداشت کرتے رہے لیکن ہمیشہ خدائے واحد کا نعرہ ہی لگایا۔ سخت پتھروں اور گرم ریت پر آپ کو گھسیٹا جاتا لیکن اس کے باوجود اپنے ایمان پر قائم رہے اور آخِذْ أَخَذْنِي كَمَا كُنْتُ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ہی کہا۔

(الطبقات الكبرى لابن سعد جلد 3 صفحہ 124 من شہد بدرًا - بلال بن رباح مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996)

پھر سعد بن معاذ جو انصاری تھے انہوں نے جنگ بدر والے دن انصار کی نمائندگی کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کی طرف سے جو توقع تھی اس پہ آپ پورا اترے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور گواہی دی کہ آپ کی لائی ہوئی تعلیم برحق ہے اور ہم نے اس پر آپ سے پختہ عہد کئے کہ ہمیشہ آپ کی بات سن کر فوراً اطاعت کریں گے۔ پس اے خدا کے رسول! آپ کا جو ارادہ ہے اس کے مطابق آپ آگے بڑھیں۔ انشاء اللہ آپ ہمیں اپنے ساتھ پائیں گے۔ اگر آپ سمندر میں کود جانے کے لئے ہمیں ارشاد فرمائیں تو ہم اس میں کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ اور ہم دشمن سے مقابلہ کرنے سے گھبراتے نہیں۔ اور ہم ڈٹ کر مقابلہ کرنا خوب جانتے ہیں۔ ہمیں کامل امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سے وہ کچھ دکھائے گا جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ پس آپ جہاں چاہیں ہمیں لے چلیں۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 421 باب غزوہ بدر الكبرى، استیثاق الرسول اللہ ... الخ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ

بیروت 2001ء)

پس یہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے عہد پورے کئے اور پھر اپنے نمونے قائم کئے اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے راضی ہوا۔ یہ چند صحابہ کے نمونے ہیں۔ تاریخ تو ان کے نمونوں سے بھری پڑی ہے۔ یہ لوگ ہیں جو ہمارے لئے قابل تقلید ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے اُن سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف بنی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے۔ اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور اُن ہی کی اطاعت اور پیروی میں دن رات کو مشاغل تھے۔ اُن لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے جن کو کفار کہتے تھے۔"

یعنی جب ایمان لے آئے تو کفار کے ہر کام جو تھے چھوڑ دیئے۔ اور خالصۃً اسلامی تعلیم پر عمل کرنا شروع کر

دیا۔ "جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 157)

جب ایسا زمانہ تھا تو اسلام ترقی بھی کرتا رہا۔ پھر ایک موقع پر آپ صحابہؓ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے وفادار اور مطیع فرمان تھے کہ کسی نبی کے شاگردوں میں ایسی نظیر نہیں ملتی اور خدا کے احکام پر ایسے قائم تھے کہ قرآن شریف ان کی تعریفوں سے بھرا پڑا ہے۔ لکھا ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نافذ ہوا تو جس قدر شراب برتنوں میں تھی وہ گرا دی گئی اور کہتے ہیں اس قدر شراب بھی کہ نالیاں بہ نکلیں۔ اور پھر کسی سے ایسا فعل شنیع سرزد نہ ہوا۔" جب ایک دفعہ شراب سے توبہ کر لی تو پھر کبھی نہ پی "اور وہ شراب کے پلے دشمن ہو گئے۔ دیکھو یہ کیسا ثبات اور استقلال علی الطاعت تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت جس وفاداری، محبت اور ارادت اور جوش سے انہوں نے کی کبھی کسی نے نہیں کی۔ موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کے حالات پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کئی بار پتھر اوڑ کر ناچا ہتی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تو ایسے کمزور اور ضعیف الاعتقاد تھے کہ خود عیسائیوں کو تسلیم کرنا پڑا ہے۔

اور حضرت مسیح آپ انجیل میں سست اعتقاد ان کا نام رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے استاد کے ساتھ سخت غداری کی اور بے وفائی کا نمونہ دکھایا کہ اس مصیبت کی گھڑی میں الگ ہو گئے۔ ایک نے گرفتار کر دیا۔ دوسرے نے لعنت بھیج کر انکار کر دیا۔ مگر صحابہؓ ایسے ارادتمند اور جان نثار تھے کہ خود خدا تعالیٰ نے ان کی شہادت دی کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں جانوں تک دینے میں دریغ نہیں کیا اور ہر صفت ایمان کی ان میں پائی جاتی ہے۔ عابد، زاہد، سخی، بہادر اور وفادار یہ شرائط ایمان کی کسی دوسری قوم میں نہیں پائی جاتیں۔"

آپ فرماتے ہیں کہ "جس قدر مصائب اور تکالیف صحابہؓ کو ابتدائے اسلام میں اٹھانی پڑیں ان کی نظیر بھی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اس بہادر قوم نے ان مصیبتوں کو برداشت کرنا گوارا کیا لیکن اسلام کو نہیں چھوڑا۔ ان مصیبتوں کی انتہا آخر اس پر ہوئی کہ ان کو وطن چھوڑنا پڑا اور نبی کریمؐ کے ساتھ ہجرت کرنی پڑی۔

اور جب خدا تعالیٰ کی نظر میں کفار کی شرارتیں حد سے تجاوز کر گئیں اور وہ قابل سزا ٹھہر گئیں تو خدا تعالیٰ نے انہیں صحابہؓ کو مامور کیا کہ اس سرکش قوم کو سزا دیں۔ چنانچہ اس قوم کو جو مسجدوں میں دن رات اپنے خدا کی عبادت کرتی تھی اور جس کی تعداد بہت تھوڑی تھی جس کے پاس کوئی سامان جنگ نہ تھا مخالفوں کے حملوں کے روکنے کے واسطے میدان جنگ میں آنا پڑا۔ اسلامی جنگیں دفاعی تھیں۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 137-138)

پھر ایک جگہ آپ نے مختصر فرمایا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ

کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بڑے سیدھے سادے تھے۔ جیسے کہ ایک برتن قلعی کر اکر صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے ایسے ہی ان لوگوں کے دل تھے جو کلام الہی کے انوار سے روشن اور کدورت نفسانی کے زنگ سے بالکل صاف تھے گویا قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (الشمس: 10) کے سچے مصداق تھے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 15)

آپ فرماتے ہیں کہ "اگر انسان اسی طرح صاف ہو اور اپنے آپ کو قلعی دار برتن کی طرح منور کرے تو خدا تعالیٰ کے انعامات کا کھانا اس میں ڈال دیا جاوے۔ لیکن اب کس قدر انسان ہیں جو ایسے ہیں اور قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا کے مصداق ہیں۔"

پس ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اپنی اصلاح کریں اور اپنے برتنوں کو صاف کریں۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو اس زمانے میں مانا ہے تو پھر ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہیں۔ جن کی پہلی سنت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائی پھر ان کے نمونے ہمیں آپ کے صحابہ نے دکھائے۔ تبھی ہم حقیقی مسلمان بھی بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 05 جنوری 2018ء تا 11 جنوری 2018ء جلد 25 شمارہ 01 صفحہ 05 تا 08)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 22/ دسمبر 2017ء بمطابق 22/ فتح 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں میں نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان، ان کے فضائل اور ان کے نمونوں کے حوالے سے بعض صحابہ کی زندگیوں کے حالات بیان کئے تھے۔ اور بھی بیان کرنا چاہتا تھا لیکن وقت کی وجہ سے بیان نہیں کر سکا۔ بعد میں لوگوں کے خطوط سے مجھے احساس ہوا کہ کم از کم جو نوٹس میں نے لئے تھے وہ بیان کر دوں تاکہ جہاں صحابہ کے حالات کا علم ہو، ان کی قربانیوں کا علم ہو، وہاں ہمیں ان کے نمونوں کو اپنانے کی طرف توجہ بھی پیدا ہو۔ لہذا آج میں اسی حوالے سے پھر بات کروں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی ابو عبیدہؓ بن الجراح تھے۔ ایک صحابی ہونے کی حیثیت سے یقیناً ان کا ایک مقام تھا۔ بہت ساری خصوصیات کے حامل تھے۔ لیکن آپ کے امین ہونے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سند عطا کی ہے اس کا روایت میں یوں ذکر ملتا ہے کہ نجران کے وفد نے جب نجران والوں سے کسی کو خراج وصول کرنے کے لئے بھیجوانے کے لئے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس ضرور ایسا شخص بھیجوں گا یعنی ایک ایسا امین جو سراسر امین ہو گا۔

اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پھر گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے کہ دیکھیں کون ہے وہ شخص جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعزاز بخش رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو عبیدہؓ کھڑے ہو جائیں اور حضرت ابو عبیدہؓ کو وہاں بھیجئے کا ارشاد فرمایا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب قصۃ اہل نجران حدیث 4380)

ان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے

میری اُمت ہمارے امین عبیدہؓ بن الجراح ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب مناقب ابی عبیدہ بن الجراحؓ حدیث 3744)

کتاب بڑا اعزاز ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نوازا۔ پھر غزوہٴ اُحد میں آپ کے ایک ایسے واقعہ کا ذکر ملتا ہے جس نے آپ کو ایک عظیم مرتبہ عطا کر دیا۔ اُحد کی جنگ میں پہلے مسلمانوں کی جیت ہوئی۔ پھر ایک جگہ چھوڑنے کی وجہ سے کافروں نے دوبارہ حملہ کیا اور جب دشمنان اسلام کی طرف سے بڑی شدت سے پتھر پھینکے جا رہے تھے۔ جب جنگ کا پانسایلا تو اس وقت پھر انہوں نے پتھر بھی پھینکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی پتھر پھینکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی شدت سے بعض پتھر لگے اور آپ کے خود کی دو کڑیاں جو چہرے پر پہنا ہوا تھا۔ لوہے کی وہ کڑیاں تھیں جو ٹوٹ کر آپ کے رخسار مبارک میں دھنس گئیں تو حضرت ابو عبیدہؓ تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار سے یہ کڑیاں نکالیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے ایک کڑی کو انہوں نے اپنے دانتوں سے پکڑا اور زور سے کھینچا۔ وہ اندر کبھی ہوئی تھی تو وہ باہر نکل آئی۔ لیکن اتنا زور لگانا پڑا کہ جب وہ کڑی باہر نکلی تو جھٹکے سے ابو عبیدہؓ پیچھے گرے اور اس کے ساتھ ہی آپ کا اگلا ایک دانت بھی ٹوٹ گیا۔ پھر انہوں نے دوسری کڑی کو بھی اسی طرح دانتوں میں دبا کر کھینچا تو آپ کا دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا اور پھر آپ اسی طرح پیچھے گرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر وہ اتنی زور سے اتنی گہرائی سے اندر کبھی ہوئی تھیں۔ تو یہ ہے وہ عشق و فدائیت کا واقعہ جو رہتی دنیا تک ابو عبیدہؓ کا ذکر زندہ رکھے گا۔ اس وقت لوگ کہا کرتے تھے اور یہ روایت میں آتا ہے کہ اگلے دو ٹوٹے ہوئے دانتوں والا اتنا خوبصورت شخص ہم نے کبھی نہیں دیکھا جتنے حضرت ابو عبیدہؓ تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 218 ومن بنی فہر بن مالک... ابو عبیدہ بن الجراح مطبوعہ دار احیاء

التراث العربی بیروت 1996ء)

عموماً دانت ٹوٹنے سے تھوڑی سی شکل میں فرق پڑ جاتا ہے لیکن کہتے ہیں ان کے دانت ٹوٹنے کے باوجود

ان کی خوبصورتی میں اضافہ ہی ہوا۔ ان کی عاجزی آپس کے تعاون اور حکمت سے معاملہ کو طے کرنے کا واقعہ یوں بیان ہوتا ہے کہ ایک مہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو لشکر کا سردار بنا کر بھیجا۔ وہاں جا کر پتا چلا کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے۔ ان کے لشکر میں زیادہ تر صرف اعرابی تھے اور مہاجرین اور بڑے صحابہ کم تھے۔ اس پر حضرت عمرو بن العاص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید مدد طلب کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہؓ کی سرکردگی میں ایک دستہ بھیجوا یا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہؓ کو یہ نصیحت فرمائی کہ دونوں امراء باہم تعاون سے کام کرنا۔ مگر عمرو بن عاص نے اس خیال سے کہ جو نئی ملک پہنچی تھی یہ فوج تو مدد کے لئے آئی ہے اس لئے ان کے تابع ہے۔ ابو عبیدہؓ کے سپاہیوں کو براہ راست انہوں نے ہدایت دینی شروع کر دی اور

حضرت ابو عبیدہؓ کے تحت جو بزرگ صحابہ تھے ان کے کہنے کے باوجود کہ ابو عبیدہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر بنا کر اور آزاد طور پر فوج کا سردار بنا کر بھیجا ہے۔ اور فرمایا تھا کہ ایک دوسرے سے تعاون کر کے کارروائی کرنا کہ عمرو بن عاص بھی لشکر کے سردار ہیں۔ یہ اپنے لشکر کے سردار ہیں۔ لیکن آپس میں تعاون سے کارروائی کرنا۔ لیکن عمرو بن عاص نے کہا کہ امیر تو میں ہی ہوں کیونکہ پہلے مجھے بھیجا گیا ہے۔ اس موقع پر بجائے کسی بحث میں پڑنے کے حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا کہ گو کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آزاد امیر کے طور پر بھیجا یا ہے مگر ساتھ ہی باہمی تعاون کا بھی ارشاد فرمایا تھا اس لئے میری طرف سے آپ کو تعاون ہی ملے گا چاہے آپ میری بات مانیں یا نہ مانیں۔ میں ہر بات میں آپ کی بات مانوں گا۔

(الاصابة في تمييز الصحابة جلد 3 صفحہ 477 عامر بن عبد اللہ بن الجراح مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

پس یہ ہے موقع کی نزاکت کے لحاظ سے صحیح فیصلہ کر کے مسلمانوں کی طاقت کو مضبوط کرنے کے لئے اپنے اختیارات کو بھی چھوڑ دینا۔ یہ تعاون باہمی ہے جس کی آج مسلمانوں کو ضرورت ہے جو آج مسلمانوں کی طاقت کو ایک عظیم طاقت بنا سکتا ہے۔ کاش کہ مسلمان لیڈروں کو بھی اتنی عقل آجائے کہ اس طرح آپس میں تعاون کریں۔ اور حکومت کو انصاف سے چلانے اور دشمن کو اپنا گرویدہ کر لینے کی بھی مثالیں حضرت ابو عبیدہؓ کی ذات میں ہی ملتی ہیں۔ جب بادشاہ روم نے ملک بھر سے فوجیں جمع کر کے مسلمانوں کے مقابلے کے لئے بھیجیں تو اس وقت مسلمانوں کے لشکر کے سردار ابو عبیدہؓ تھے۔ مسلمانوں کو پہلے فتوحات ہوئی تھیں۔ مسلمانوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ پھر ایک بڑی فوج شہنشاہ روم نے بھیجی۔ عیسائیوں کے بہت سارے علاقوں پر، شہروں پر مسلمانوں کا قبضہ تھا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے جرنیلوں سے مشورہ کے بعد اس وقت یہ حکمت عملی اختیار کی کہ فی الحال بعض شہر ہمیں چھوڑ دینے چاہئیں۔ جو علاقہ مسلمان فتح کر چکے ہیں اسے چھوڑ دیا جائے لیکن یہ فتح کے بعد کیونکہ وہاں کے غیر مسلم باشندوں سے جزیہ اور خراج وصول کر چکے تھے تو اسے آپ نے یہ کہہ کر ان سب لوگوں کو واپس کر دیا کہ فی الحال ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے۔ تمہارے حقوق ادا نہیں کر سکتے اس لئے یہ رقم جو ہم نے تم سے بطور جزیہ و خراج وصول کی ہے اسے ہم واپس کرتے ہیں۔ چنانچہ مفتوحہ علاقے کے لوگوں کی رقم جو لاکھوں میں تھی واپس کر دی۔ اس انصاف اور امانت کی ادائیگی کا غیر مسلموں پر اتنا اثر ہوا کہ مقامی عیسائی باشندے مسلمانوں کو رخصت کرتے ہوئے روتے تھے اور دل سے یہ دعا کر رہے تھے کہ خدا تمہیں پھر جلد واپس لائے۔

(سیر الصحابہؓ جلد دوم صفحہ 129 سیرت ابو عبیدہ بن الجراح مطبوعہ دار الاشاعت کراچی 2004ء)

(فتوح البلدان (بلاذری) صفحہ 83، 87، 88 یوم یرموک مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2000ء)

یہ تھے وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر عدل و انصاف کے وہ معیار قائم کئے جن کا تصور بھی نہ پہلے کوئی کر سکتا تھا اور نہ اب کر سکتا ہے۔ آج دنیا کے امن کی ضمانت یہ عدل اور انصاف

اور امانت کا حق ادا کرنے سے ہی ہو سکتی ہے نہ کہ بڑی حکومتوں کا چھوٹی حکومتوں کو مجبور کرنا کہ ہماری مرضی کے مطابق چلو ورنہ ہم تمہارے خلاف کارروائی کریں گے۔ اور نہ ہی یہ ہے جو اکثر مسلمان ملکوں میں ہو رہا ہے کہ عوام سے ٹیکس وصول کر کے پھر ان پر خرچ کرنے کی بجائے اکثر لیڈر اپنے خزانے بھر رہے ہیں اور نعرہ حُبِّ رسول کا اور صحابہ کی محبت کا لگاتے ہیں۔

پھر حضرت عباسؓ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ فیاضی اور صلہ رحمی میں مشہور تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عباس قریش میں سے سب سے زیادہ سخی اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ اس بات کو سن کر حضرت عباسؓ نے ستر غلام آزاد کر دیئے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 62 عباس بن عبد المطلب مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

یہ تھے ان لوگوں کی سخاوت کے معیار۔ پھر حضرت جعفرؓ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت علیؓ کے سگے بھائی تھے۔ انہوں نے بھی ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی اور مکہ میں حالات کی وجہ سے حبشہ ہجرت کی۔ مکہ والوں کو جب علم ہوا تو انہوں نے اپنے دو سرداروں کو بہت سے تحائف دے کر حبشہ بھیجا اور وہاں کے سرداروں وغیرہ کے لئے اس پیغام کے ساتھ تحفے بھیجے کہ ہمارے کچھ نا سمجھ نوجوان اپنا دین چھوڑ کر یہاں تمہارے ملک میں آ گئے ہیں اور تمہارا دین بھی انہوں نے اختیار نہیں کیا۔ بالکل نیا دین ہے اور اس ذریعہ سے انہوں نے سرداروں کے ذریعہ سے، بڑے لوگوں کے ذریعہ سے ان کو تحفے دے کر یہ سفارش کروانا چاہی کہ شاہ حبشہ سے ہماری ملاقات کروادو اور اسی طرح بادشاہ کے لئے بھی بہت سے تحائف لے کر گئے تھے۔ ملاقات ہوئی۔ بادشاہ کو تحائف بھی انہوں نے دیئے۔ بہر حال نجاشی نے جو شاہ حبشہ تھے ان کافروں کی یاکمہ کے نمائندوں کی بات سننے کے بعد مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلایا۔

مسلمان بڑی پریشانی کے عالم میں گئے کہ پتا نہیں ہم سے کیا سلوک ہوتا ہے۔ نجاشی نے ان سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تم نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے۔ نہ ہی تم نے کسی پہلی اُمت کا دین اختیار کیا ہے اور نہ ہمارا یعنی عیسائیت۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقع پر مسلمانوں کی طرف سے نمائندگی کی اور کہا کہ اے بادشاہ ہم جاہل قوم تھے۔ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ مُردار کھاتے تھے۔ بدکاری کرنا اور رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنا ہمارا معمول تھا۔ ہم میں سے طاقتور کمزور کو دبا لیتا تھا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسول مبعوث فرمایا جس کی شرافت اور صدق و امانت اور پاکدامنی اور خاندانی نجابت سے ہم خوب واقف تھے۔ اس نے ہمیں خدا تعالیٰ کی توحید اور عبادت کی طرف بلایا اور یہ تعلیم دی کہ ہم خدا کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ نہ ہی بتوں کی پرستش کریں۔ اس نے ہمیں صدق و امانت، صلہ رحمی، پڑوسیوں سے حسن سلوک اور بلا وجہ لڑائی اور خون بہانے سے منع کیا۔ بے

حیائیوں سے بچنے کا کہا۔ جھوٹ بولنے اور یتیم کا مال کھانے اور پاک دامنوں پر الزام لگانے سے منع کیا۔ ہمیں حکم دیا کہ ہم خدائے واحد کی عبادت کریں۔ ہم نے اسے قبول کیا اور اس کی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ اس بات کی وجہ سے ہماری قوم ہمارے خلاف ہو گئی اور ہمیں اذیتیں دیں۔ تکلیفوں میں ڈالا۔ اور جب انتہا ہو گئی تو ہم اپنا ملک چھوڑ کر آپ کی پناہ میں آ گئے ہیں کیونکہ آپ کے عدل و انصاف کا شہرہ سنا تھا۔

اے بادشاہ ہم امید رکھتے ہیں کہ اس ملک میں ہم پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ نجاشی اس سے بڑا متاثر ہوا اور کہا کہ تمہارے رسول پر جو کلام اترا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ پڑھ کر سناؤ۔ اس پر انہوں نے سورۃ مریم کی کچھ آیات پڑھیں اور اس خوش الحانی سے پڑھیں کہ نجاشی رونے لگا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا کہ خدا کی قسم لگتا ہے یہ کلام اور موسیٰ کا کلام ایک ہی سرچشمہ سے ہیں۔ اور مکہ کے سفیروں کو کہا کہ میں تمہیں یہ لوگ واپس نہیں کروں گا۔ یہ اب یہیں رہیں گے۔ مکہ کے ان سفیروں نے مشورہ کے بعد یہ ترکیب کی کہ بادشاہ کو کہا کہ یہ لوگ عیسیٰ کو عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق نہیں مانتے اور اس کا درجہ کم کرتے ہیں۔ بادشاہ نے پھر مسلمانوں کو بلایا اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں عقیدہ پوچھا۔ اس پر حضرت جعفرؓ نے کہا کہ اس بارے میں ہمارے نبی پر یہ کلام اترا ہے کہ عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے جو اللہ تعالیٰ نے کنواری مریم کو عطا فرمایا۔ نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا کہ حضرت عیسیٰ کا مقام اس تنکے سے زیادہ نہیں جو تم نے بیان کیا ہے اور مسلمانوں کو کہا کہ یہاں تمہیں مکمل آزادی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد اول صفحہ 539 تا 541 مسند جعفر بن ابی طالب حدیث 1740 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

آپ کی حکمت، فراست اور علم نے مسلمانوں کو وہاں رہنے کے سامان مہیا فرمادیئے۔ ایک صحابی مُصعب بن عمیر تھے۔ ان کی والدہ بڑی مالدار تھیں۔ بڑے امیر لوگ تھے۔ بڑے ناز و نعم میں پلے بڑھے تھے۔ بڑا اعلیٰ لباس پہنا کرتے تھے۔ بڑے خوبصورت جوان تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 62 مصعب بن عمیر مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ حضرت مُصعب کو آسائش کے زمانہ میں بھی میں نے دیکھا ہے اور مسلمان ہونے کے بعد بھی دیکھا ہے۔ آپ نے راہ مولیٰ میں بڑے دکھ برداشت کئے۔ سعد کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہی نوجوان جو بڑے ناز و نعم میں پلا بڑھا تھا اس کی سختیوں کی وجہ سے یہ حالت تھی کہ جسم سے جلد اس طرح اترتی تھی جس طرح سانپ کی کینچی اترتی ہے۔

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 388 مصعب بن عمیر مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُصعب کو اس حالت میں دیکھا کہ مجلس میں آئے تو پیوند شدہ کپڑوں میں۔ کپڑے کے پیوند بھی نہیں تھے۔ پیوند بھی چڑے کے لگے ہوئے تھے۔ جو چمڑہ کہیں سے، کسی سے ملا

وہی کپڑوں پہ، لباس پر پیوند لگالیا۔ صحابہ نے ان کی شان و شوکت پہلے دیکھی ہوئی تھی۔ اس لئے بہت ساروں نے ان کی یہ حالت دیکھ کر سر جھکا لیا کیونکہ وہ ان کی مدد کرنے سے بھی معذور تھے۔ جب مجلس میں آکر حضرت مُصعبؓ نے سلام کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دلی محبت سے سلام کا جواب دیا اور اس امیر شخص کی پہلی حالت اور موجودہ حالت کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ الحمد للہ۔ دنیا داروں کو ان کی دنیا نصیب۔ میں نے مُصعب کو اس زمانے میں بھی دیکھا ہے جب شہر مکہ میں ان سے بڑھ کر کوئی صاحب ثروت نہیں تھا۔ یہ ماں باپ کی عزیز ترین اولاد تھی اور اسے کھانے پینے کی ہر اعلیٰ نعمت میسر تھی۔ مگر خدا کے رسول کی محبت نے اسے اس حال میں پہنچایا ہے اور جب اس نے وہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر چھوڑ دیا تو پھر خدا نے اس کے چہرہ کو نور عطا کر دیا۔

(الطبقات الكبرى لابن سعد جلد 3 صفحہ 62 مصعب بن عمیرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

(کنز العمال جلد 13 صفحہ 582 حدیث 37494 مصعب بن عمیرؓ مطبوعہ مؤسسة الرسالة 1985ء)

حضرت مُصعبؓ کو تبلیغ کرنے کا بھی خوب ملکہ تھا۔ بڑے پیار سے تبلیغ کرتے تھے اور تبلیغ کرنے والوں کو کہا کرتے تھے کہ اگر میری باتیں پسند آئیں تو سنو۔ نہ پسند آئیں تو نہ سنو۔ اٹھ کے چلے جاؤ۔ اور اس طرح مدینہ کے اجنبی لوگوں تک پیغام حق آپ نے پہنچایا۔ اور بہت سارے لوگ آپ کی تبلیغ کی وجہ سے مسلمان ہوئے۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 311 العقبة الاولى ... اسعد بن زرارہ و مصعب بن عمیرؓ ... الخ مطبوعہ دار الکتب

العلمیة بیروت 2001ء)

حضرت سعد بن ربیعؓ ایک اور انصاری صحابی تھے۔ جب مدینہ میں ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤاخات کا سلسلہ قائم کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت عبدالرحمن بن عوف کا بھائی بنایا۔ وہ انہیں اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔ خوب مہمان نوازی کی اور پھر کہا کہ اس اخوت کے رشتے کو بڑھانے کے لئے میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنی آدھی جائیداد آپ کو دے دوں اور پھر یہاں تک کہا کہ میری دو بیویاں ہیں جسے آپ چاہیں میں طلاق دے دیتا ہوں۔ آپ اس سے شادی کریں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی بھی کیا مومنانہ شان تھی۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری دولت، تمہاری جائیداد، تمہاری بیویاں تمہیں مبارک ہوں۔ اللہ ان میں برکت ڈالے۔ اور کہنے لگے کہ میں تو ایک تاجر آدمی ہوں۔ اپنا گزارہ کر لوں گا۔ تم صرف مجھے بازار کا رستہ بتا دو اور تمہارے جذبات کا بہت بہت شکریہ۔

(صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب اخاء النبی ﷺ بین المهاجرین والانصار حدیث 3780-3781)

اس طرح انہوں نے تجارت کی اور ایک وقت تھا کہ وہ بڑے امیر تاجروں میں شمار ہوتے تھے۔ لاکھوں کروڑوں کی ان کی آمد ہو گئی۔

حضرت سعد بن ریح جنگ اُحد میں بھی شامل ہوئے تھے اور اس میں شہید ہوئے۔ ان کا واقعہ یوں لکھا ہے۔ اُبَی بن کعب کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ سعد بن ریح کا پتا کرو اسے دشمنوں میں گھرے ہوئے میں نے جنگ کے دوران دیکھا تھا۔ تو کہتے ہیں میں سعد کو آوازیں دیتا ہوا نکلا۔ جب سعد تک پہنچے تو دیکھا کہ وہ زخموں سے چور ہیں اور ایک جگہ پڑے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں میں نے انہیں کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور حال پوچھا ہے۔ حضرت سعد نے جواب میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا بھی سلام کہنا اور عرض کرنا کہ مجھے نیزوں اور تیروں کے شدید زخم پہنچے ہیں۔ بظاہر چننا ممکن نہیں لگتا۔ اور یہ کہنا کہ یا رسول اللہ! جتنے خدا کے پہلے نبی گزرے ہیں، ان کی آنکھیں جتنی اپنی قوم سے ٹھنڈی ہوئیں خدا تعالیٰ ان سے بڑھ کر آپ کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی کرے۔ اور میری قوم کو سلام کے بعد یہ کہنا کہ جب تک خدا کا رسول تمہارے اندر موجود ہے اس امانت کی حفاظت کرنا تم پر فرض ہے۔ یاد رکھو جب تک ایک شخص بھی تمہارے اندر زندہ موجود ہے اگر تم نے اس امانت کی حفاظت میں کوئی کمی دکھائی تو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔ یہ پیغام دے کر آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 214 سعد بن الربیع الانصاری مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت اُسَید بن حُضَیْر انصاری ان کو حضرت مُصعب کے ذریعہ اسلام قبول کرنے کی سعادت ملی۔ ان کے روحانی مقام کے بارے میں روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ میری تین حالتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک حالت بھی مجھ پر طاری رہے تو میں اپنے آپ کو اہل جنت میں سے سمجھوں گا۔ پہلی بات یہ کہ جب میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہوں یا کوئی اور تلاوت کرے اور میں سن رہا ہوں تو اس وقت قرآن کریم سن کر مجھ پر جو خشیت کی حالت طاری ہوتی ہے اگر وہ ہمیشہ رہے تو میں اپنے آپ کو جنتیوں میں شمار کروں۔ دوسری بات یہ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے ہیں اور میں انتہائی توجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سنتا ہوں تو اس وقت میری جو حالت ہوتی ہے اگر وہ دائمی ہو جائے تو میں جنتیوں میں سے ہو جاؤں۔ کہتے ہیں تیسرے یہ کہ جب میں کسی جنازے میں شامل ہوں تو میری یہ حالت ہوتی ہے کہ گویا یہ جنازہ میرا ہے اور مجھ سے پرسش ہو رہی ہے۔ اگر یہ حالت مستقل رہے جو خوف کی حالت ہے تو میں جنتیوں میں اپنے آپ کو شمار کروں۔

(مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 378 حدیث 15706 کتاب المناقب باب ما جاء فی اسید بن حضیر مطبوعہ دار

الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

بہر حال یہ ان کی کمال خشیت الہی کی علامت ہے اور یہی حالت ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلائی رہتی ہے اور انسان پھر نیک اعمال کی کوشش بھی کرتا رہتا ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ یاد رہتا ہے۔ ہر موقع پر اللہ تعالیٰ یاد رہتا ہے۔ جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ ہر دفعہ ان کی ایسی حالت ہونا کہ یہ ہو تو میں اہل جنت میں شمار ہوں۔

جب مختلف صورتیں پیدا ہوئیں تو ہر دفعہ ان کی جو یہ حالت ہوتی ہے یہ بات ہی ثابت کرتی ہے کہ وہ یقیناً جنتیوں میں سے تھے اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے تھے۔ ان کی ایک خصوصیت عبادت اور نماز سے گہری محبت ہے۔ اپنے محلے کی مسجد کے امام تھے۔ بیماری میں بھی مسجد میں نماز کے لئے آیا کرتے تھے۔ بعض دفعہ جب کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مشکل تھا تب بھی مسجد آکر بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔

(الطبقات الكبرى لابن سعد جلد 3 صفحہ 307 اسید بن حضیر مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

تاکہ نماز باجماعت کا ثواب نہ چھوٹے۔ یہ تھی ان لوگوں کی حالت اور ہمارے لئے ان عبادت گزاروں کے یہ نمونے ہیں۔ آپ کی رائے بھی بڑی صائب ہوتی تھی۔ بڑے اعلیٰ قسم کے مشورے دیا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اُسید کی رائے آنے کے بعد فرماتے تھے کہ اب اختلاف مناسب نہیں ہے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کا وقت بھی انہوں نے پایا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کے دوران یہ فوت ہوئے اور خلافت سے غیر معمولی اطاعت کا عملی نمونہ دکھایا۔ آپ اوس قبیلے کے سردار تھے۔ اپنے قبیلے کو کہا کہ کوئی دوسرا قبیلہ مدینہ کا اختلاف کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ ہم نے کوئی اختلاف نہیں کرنا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرنی ہے۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 130-131 اسید بن حضیر مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

پھر ایک انصاری صحابی اُبی بن کعب تھے۔ آپ بھی عالم باعمل تھے۔ بڑی باقاعدگی سے پانچوں نمازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے۔ نمازوں کی پابندی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد بیان کرتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد آپ نے کچھ لوگوں کے بارے میں پوچھا کہ وہ دو اشخاص نماز پڑھتے نہیں آئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دو نمازیں فجر اور عشاء کمزور ایمان والوں اور منافقوں پر بڑی بھاری ہیں۔ اگر ان کو علم ہو کہ ان نمازوں کا کتنا ثواب ہے تو وہ ضرور ان نمازوں میں شامل ہوں خواہ انہیں اپنے گھٹنوں کے بل بھی آنا پڑے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 135 حدیث 21587 مسند الانصار حدیث ابی بصیر العبدی مطبوعہ عالم)

الکتب بیروت 1998ء)

فجر اور عشاء کی دو نمازوں کے بارے میں آپ نے خاص تاکید فرمائی۔ ان کی بعض مسائل کے حل کی بھی روایات ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت اُبی بن کعب سے سوال کیا کہ ہمیں دوران سفر ایک چابک ملا ہے۔ اونٹوں یا گھوڑوں کو چلانے کے لئے چھانٹا ہے، چابک ہے، اس کا کیا کریں؟ حضرت اُبی نے جواب دیا کہ یہ تو ایک چابک ہے مجھے ایک دفعہ سودینار ملے تھے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے یہ ایک گمشدہ چیز ملی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو کہ یہ گمشدہ چیز مجھے ملی ہے جس کی ہے وہ لے لے۔ جب ایک سال کے اعلان کے بعد بھی مالک نہ آیا تو میں وہ دینار لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سال اور اعلان کرو۔ چنانچہ مزید ایک سال اعلان کے بعد جب کوئی نہ آیا تو پھر حاضر ہو کر عرض کی کہ سال گزر گیا ہے کوئی نہیں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سال اور اعلان کرو۔ تیسرے سال اعلان کے باوجود جب کوئی نہیں آیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھی مرتبہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ اب بیشک یہ دینار اپنے استعمال میں لے آؤ۔

(صحیح البخاری کتاب فی اللقطہ باب هل أخذ اللقطه ... الخ حدیث 2437)

پس یہ ہیں تقویٰ کے معیار۔ ایک دفعہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں جب دعا کرتا ہوں تو میرا دل کرتا ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ آپ کی ذات پر درود بھیجوں۔ اگر دعا کا چوتھا حصہ میں درود پڑھا کروں تو ٹھیک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا تمہارا جی چاہے درود پڑھ لو۔ چاہو تو اس سے بھی زیادہ پڑھ سکتے ہو۔ اس پر حضرت ابی نے عرض کی کہ اگر آدھا وقت درود پڑھا کروں تو ٹھیک ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا چاہو پڑھو۔ اس سے بھی زیادہ پڑھو تو اور اچھا ہے۔ حضرت ابی بن کعب نے عرض کی کہ اگر دو تہائی حصہ درود میں گزاروں تو ٹھیک ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا چاہو پڑھو۔ اس سے بھی زیادہ پڑھ سکتے ہو تو پڑھو۔ تب حضرت ابی نے اپنی دلی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ! میرا تو دل کرتا ہے کہ میں اپنی دعا میں صرف درود ہی پڑھتا رہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ اگر تم اپنی دعاؤں کا زیادہ حصہ درود پڑھتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے ہم و غم کا خود متکفل ہو جائے گا۔ تمہارے گناہ بخشے جائیں گے اور یہ بات خدا تعالیٰ کے نزدیک تمہارے بلند درجات کا موجب ہوگی۔

(سنن الترمذی ابواب صفة القيامة باب فی الترغيب بذكر الله ... حدیث 2457)

آپ کو قرآن شریف سے بھی بہت محبت تھی۔ آپ کثرت سے تلاوت کرتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 260 ومن بنی عمرو... ای بن کعب مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

آپ کی امانت و دیانت بھی کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ آپ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر فرمایا اور مدینہ کے قریبی قبائل بنی عذرہ اور بنی سعد میں بھجوا دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے وہاں جا کر زکوٰۃ وصول کی۔ واپسی پر مدینہ کے قریب ایک ایسے مخلص شخص سے واسطہ پڑا جس کے تمام اونٹوں پر ایک ایک سالہ اونٹنی زکوٰۃ بنتی تھی۔ اس کے پاس اونٹ تھے اور ان کی زکوٰۃ ایک ایک سالہ اونٹنی بنتی تھی۔ میں نے اسے کہا کہ ایک سالہ اونٹنی زکوٰۃ دے دو۔ اس نے کہا کہ ایک سالہ اونٹنی لے کر آپ کیا کریں گے؟ اس پر تونہ سوار ہوا جاسکتا ہے نہ بوجھ لاد جاسکتا ہے۔ میں آپ کو زکوٰۃ میں بڑی عمر کی خوبصورت جوان اونٹنی دیتا ہوں جو کسی کام بھی آئے۔ حضرت ابی بن کعب کہنے لگے کہ میں نے اسے کہا کہ میں تو محض ایک امین ہوں اور امانت اکٹھی کرنے آیا ہوں۔ میں یہ نہیں کر سکتا کہ بڑی اونٹنی لوں۔ دوسری طرف وہ شخص جو اخلاص والا تھا وہ اصرار کر رہا تھا

کہ بڑی عمر کی اونٹنی لے لیں۔ اس پر حضرت اُبی نے کہا پھر تم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہو کر بات کر لو اور اونٹنی پیش کر دو۔ چنانچہ وہ صحابی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے اور تمام بات بیان کی اور کہا یہ بڑی اونٹنی قبول فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قربانی پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا اگر تم دلی خوشی سے یہ اونٹنی دینا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہترین اجر دے گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 139-140 حدیث 21603 مسند ابی بن کعب مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت اُبی بڑے علمی آدمی بھی تھے۔ قرآن کریم کا بھی ان میں خوب علم تھا۔ ان کی مجالس میں خوب علمی باتیں ہوتی تھیں۔ غرض کہ ان کا ایک مضبوط مقام تھا اور ان کا بلند مقام تھا اور ان صحابہ کے بلند مقام ہی ہیں جن کا فیض آج بھی جاری ہے اور ہم ان کی باتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ کیا بات تھی کہ جس کے ہونے سے صحابہ نے اس قدر صدق دکھایا اور انہوں نے نہ صرف بُت پرستی اور مخلوق پرستی ہی سے منہ موڑا بلکہ درحقیقت ان کے اندر سے دنیا کی طلب ہی مٹ گئی اور وہ خدا کو دیکھنے لگ گئے۔ وہ نہایت سرگرمی سے خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسے فدا تھے کہ گویا ہر ایک ان میں سے ابراہیم تھا۔ انہوں نے کامل اخلاص سے خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر کرنے کے لئے وہ کام کئے جس کی نظیر بعد اس کے کبھی پیدا نہیں ہوئی اور خوشی سے دین کی راہ میں ذبح ہونا قبول کیا۔ بلکہ بعض صحابہؓ نے جو یکلخت شہادت نہ پائی تو ان کو خیال گزرا کہ شاید ہمارے صدق میں کچھ کسر ہے۔ جیسے کہ اس آیت میں اشارہ ہے **وَمِنْهُمْ مَّنْ قُتِلَ فَمِنْ قَتْلِهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنتَظِرُ** (الاحزاب: 24)۔ یعنی بعض تو شہید ہو چکے تھے اور بعض منتظر تھے کہ کب "ان کو" شہادت نصیب ہو۔" آپ فرماتے ہیں کہ "اب دیکھنا چاہئے کہ کیا ان لوگوں کو دوسروں کی طرح حوائج نہ تھے اور اولاد کی محبت اور دوسرے تعلقات نہ تھے؟ مگر اس کشش نے ان کو ایسا مستانہ بنا دیا تھا کہ دین کو ہر ایک شے پر مقدم کیا ہوا تھا۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 137-138)

پھر آپ فرماتے ہیں: "مکہ میں بیٹھ کر جو مومنین قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی تھی جس حمایت میں کوئی دوسری قوم کا آدمی ان کے ساتھ شریک نہیں تھا الا شاذ و نادر۔ وہ صرف ایمانی قوت اور عرفانی طاقت کی حمایت تھی۔ نہ کوئی تلوار میان سے نکالی گئی تھی اور نہ کوئی نیزہ ہاتھ میں پکڑا گیا تھا بلکہ ان کو جسمانی مقابلہ کرنے سے سخت ممانعت تھی۔ صرف قوت ایمانی اور نور عرفان کے چمکدار ہتھیار اور ان ہتھیاروں کے جوہر جو صبر اور استقامت اور محبت اور اخلاص اور وفا اور معارف الہیہ اور حقائق عالیہ دینیہ ان کے پاس موجود تھے لوگوں کو دکھلاتے تھے۔ گالیاں سنتے تھے۔ جان کی دھمکیاں دے کر ڈرائے جاتے تھے۔ اور سب طرح کی ذلتیں دیکھتے تھے پر کچھ ایسے نشہ عشق میں مدہوش تھے کہ کسی خرابی کی پرواہ نہیں رکھتے تھے اور کسی بلا سے ہراساں نہیں ہوتے تھے۔ دنیوی زندگی کے رُوسے اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا رکھا تھا جس کی توقع سے وہ اپنی جانوں

اور عزتوں کو معرض خطر میں ڈالتے اور اپنی قوم سے پرانے اور پُر نفع تعلقات کو توڑ لیتے۔ اُس وقت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تنگی اور غُسر اور کس نیرسد اور کس نشناسد کا زمانہ تھا اور آئندہ کی امیدیں باندھنے کے لئے کسی قسم کے قرائن و علامات موجود نہ تھے۔ سوانہوں نے اس غریب درویش کا (جو دراصل ایک عظیم الشان بادشاہ تھا) ایسے نازک زمانے میں وفاداری کے ساتھ محبت اور عشق سے بھرے ہوئے دل سے جو دامن پکڑا جس زمانے میں آئندہ کے اقبال کی تو کیا امید، خود اس مرد مصلح کی چند روز میں جان جاتی نظر آتی تھی۔ یہ وفاداری کا تعلق محض قوت ایمانی کے جوش سے تھا جس کی مستی سے وہ اپنی جانیں دینے کے لئے ایسے کھڑے ہو گئے جیسے سخت درجہ کا پیا سا چشمہ شیریں پر بے اختیار کھڑا ہو جاتا ہے۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 151-152 حاشیہ)

سر الخلافہ میں آپ فرماتے ہیں۔ عربی ہے اس کا ترجمہ بھی میں پڑھ دیتا ہوں:

اعْلَمُوا، رَحِمَكُمُ اللَّهُ، أَنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ كَانُوا كَجَوَارِحِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخَّرَ نَوْعِ الْإِنْسَانِ، فَبَعْضُهُمْ كَانُوا كَالْعِيُونِ وَبَعْضُهُمْ كَالْأَذْيَانِ، وَبَعْضُهُمْ كَالْأَيْدِي وَبَعْضُهُمْ كَالْأَرْجُلِ مِنْ رَسُولِ الرَّحْمَنِ، وَكُلٌّ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ أَوْ جَاهَدُوا مِنْ جَهْدٍ فَكَانَتْ كُلُّهَا صَادِرَةً بِهِذِهِ الْمُنَاسَبَاتِ، وَكَانُوا يَبْغُونَ بِهَا مَرْضَاةَ رَبِّ الْكَائِنَاتِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

(سر الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 341)

اللہ آپ لوگوں پر رحم فرمائے۔ جان لو کہ سارے کے سارے صحابہ رسول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء اور جوارح کی طرح تھے اور نوع انسان کے فخر تھے۔ خدائے رحمان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان میں سے بعض آنکھوں جیسے تھے۔ بعض کانوں کی طرح اور بعض ان میں سے ہاتھوں کی مانند اور بعض پاؤں کی طرح تھے۔ ان صحابہ نے جو بھی کام کئے یا جو بھی سعی فرمائی وہ سب کچھ ان اعضاء کی مناسبت سے صادر ہوئے اور ان کی غرض اس سے محض رب کائنات رب العالمین کی رضا جوئی تھی۔

(سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 341)

اللہ تعالیٰ ان روشن ستاروں کے نمونوں پر چلتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا بنائے اور ہمارا بھی ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ہو۔

نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرمہ عریثہ ڈیفن تھالر صاحبہ اہلیہ فہیم ڈیفن تھالر صاحبہ ہالینڈ کا ہے جو آجکل بین میں تھیں۔ 11 دسمبر کو بین میں ہی اچانک ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے 62 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ یہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک بینک میں ملازمت کرتی تھیں۔ 2002ء میں ان کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی کی منظوری سے فہیم ڈیفن تھالر صاحبہ جو ڈچ احمدی

ہیں ان سے ہوئی۔ اس وقت مرحومہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن جماعت کے بارے میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ شادی کے بعد انہوں نے رمضان کے مہینہ میں تجربہ کے طور پر روزے بھی رکھے۔ فہیم صاحب جو ان کے خاوند ہیں یہ بھی ڈنچ احمدی ہیں۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ اسی دوران ایک دفعہ جبکہ ہم باتیں کر رہے تھے تو انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ میں سمجھا کہ میں نے کوئی سخت بات کہہ دی ہے۔

بعد میں مرحومہ نے بتایا کہ وہ اپنا اور احمدیت کا موازنہ کر رہی تھیں اور پھر یہ سمجھ کر کہ مجھ میں اور احمدیت میں بہت زیادہ فرق ہے میں تو کبھی بھی احمدی مسلم نہیں بن سکتی۔ تو اس محرومی کے احساس نے مجھے رُلا دیا تھا۔ فہیم صاحب کے ساتھ گیمبیا کے دورے پر گئیں تو وہاں انہوں نے جماعت کے کاموں کو دیکھا اور اس کا ان پر بڑا اچھا اثر ہوا اور اس کے بعد پھر وہاں فہیم صاحب نے ان کو بیعت فارم دیا تو بیعت فارم پڑھا، شرائط بیعت پڑھیں، جو اس پر لکھی ہوئی تھیں۔ پہلے تو مرحومہ نے کہہ دیا کہ میں اس پر کبھی دستخط نہیں کر سکتی لیکن پڑھنے کے بعد انہوں نے جلد ہی 18 مارچ 2006ء کو بیعت فارم پُر کر دیا اور اسی وقت بیعت کا خط بھی مجھ کو لکھا۔ خلافت سے مرحومہ کی بہت محبت تھی۔ جماعت کے کاموں میں اپنے میاں کی مدد کرتی تھیں۔ وہ جماعت ہالینڈ کے پریس سیکرٹری بھی تھے۔ اور ترجمہ میں ان کی مدد بھی کیا کرتی تھیں۔

پھر جب وصیت کی تحریک ہوئی اور وصیت کی تحریک کا ان کو پتا لگا۔ میرا خطبہ سنا تو انہوں نے جلد ہی وصیت بھی کر لی۔ 2009ء میں مرحومہ اپنے شوہر مکرم فہیم صاحب کے ساتھ وقف کر کے ہیومنٹی فرسٹ کے تحت بننے والے یتیم خانے کا بندوبست سنبھالنے کے لئے بین (مغربی افریقہ) چلی گئیں۔ بظاہر یہ ایک جذباتی فیصلہ لگتا تھا کیونکہ مرحومہ کی بینک میں بڑی اچھی نوکری تھی اور اس کو چھوڑ کے گئی تھیں۔ مرنے پر انچارج ہالینڈ نے کہا کہ میں نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی کہ افریقہ کے حالات اتنے بڑے آرام دہ نہیں ہیں تاکہ ذہنی طور پر تیار ہوں تو مرحومہ نے کہا مرنے والی صاحب مجھے یہ سب نہ بتائیں۔ میں نے بڑا سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے۔

ان کے رشتہ داروں نے بھی انہیں کہا کہ آپ افریقہ چلی گئی ہیں اور انہوں نے سمجھا کہ وہاں جماعت احمدیہ بھی کوئی کمپنی کی طرح ہے کہ کمپنیوں کا دیوالیہ ہو جاتا ہے تو اس کے بعد کچھ نہیں رہتا تو تم بھی یہ نہ ہو کہ وہاں جا کر پھر نہ ادھر کی رہو نہ ادھر کی رہو۔ بڑا پختہ ایمان تھا تو انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو، عیسائیوں کو جواب دیا کہ تمہیں اس بات کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جماعت ایک کمپنی کی طرح نہیں ہے جو کبھی دیوالیہ ہو جائے۔ یہ کبھی دیوالیہ نہیں ہو سکتی۔ اور جہاں تک میرا تعلق ہے اگر میں فوت ہو گئی تو میں اس بات کو پسند کروں گی کہ اسی یتیم خانے میں دفن کی جاؤں۔ مرحومہ جو یورپی معاشرے کی پلی بڑھی تھی اور بڑی اچھی نوکری بھی تھی اس کے باوجود افریقہ میں انہوں نے بڑے مشکل حالات میں بڑے احسن رنگ میں اپنا وقف نبھایا

اور بڑی ذمہ داری سے اپنے فرائض انجام دیئے۔

نمازوں کی پابند تھیں۔ جب سے احمدی ہوئیں باقاعدہ نمازیں پڑھنے والی تھیں۔ پھر تہجد گزار بھی بن گئیں۔ کبھی نماز نہیں چھوڑتی تھیں بلکہ دوسروں کو بھی وقت پر نماز پڑھنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ خطبہ بڑی باقاعدگی سے اور توجہ سے سنتی تھیں اور جو باتیں اگر نصیحت والی ہیں تو تمام باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتیں۔ اسلام اور احمدیت سے محبت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ جب دیگر احباب جو احمدی تھے ان کو دیکھتیں کہ اسلامی تعلیمات پر پوری طرح عمل نہیں کرتے تو بڑی غمزدہ ہو جایا کرتی تھیں کہ کیوں یہ لوگ احمدی ہونے کے باوجود اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے۔

قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرتیں اور ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرتیں۔ ان کی اولاد نہیں تھی۔ یتیم خانے کی انچارج تھیں۔ انہوں نے ان کو اپنے بچے سمجھا۔ احمد یحییٰ صاحب ہیومنٹی فرسٹ کے جو ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہاں کا یتیم خانہ 'دارالاکرام' جو جماعت چلا رہی ہے اُسے دیکھنے کا موقع ملا تو اس وقت 'دارالاکرام' میں دو ماہ سے لے کر بارہ سال کی عمر تک کے بچے تھے۔ گو کہ سٹاف موجود تھا لیکن دو ماہ کی یتیم بچی ہر وقت اُن کی گود میں ہی میں نے دیکھی۔ کسی بچے کی طبیعت ٹھیک نہ ہوتی تو بڑی فکر مندی سے اس کی خاص خوراک اور دوائی کا انتظام کرتیں۔ اگر بچے کی تعلیمی رپورٹ میں کوئی توجہ طلب بات ہوتی تو اس کو مختلف طریقوں سے بہتر کرنے کے لئے بڑی فکر مندی کا اظہار کرتیں۔

کہتے ہیں کہ میں نے جب بھی ان سے کسی ذاتی ضرورت کے حوالے سے دریافت کیا کہ کوئی ضرورت ہو تو بتائیں تو ان کا یہی جواب ہوتا تھا کہ ہم تو وقف ہیں۔ ہم نے وقف کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں توفیق دی ہے اور یتیم بچوں کی خدمت کا ہمیں موقع ملا ہوا ہے اور ہم بہت خوش ہیں۔ ہمارے لئے کوئی فکر نہ کریں۔ لیکن اگر ادارے کے انتظام کا کوئی معاملہ ہوتا، اس کی بہتری کا معاملہ ہوتا تو فوراً توجہ دلاتیں۔

اسی طرح اطہر زبیر صاحب جو ہیومنٹی فرسٹ جرمنی کے چیئرمین ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان کے خاوند فہیم صاحب نے بتایا کہ شروع سے ان کو لائٹری کھیلنے کا بڑا شوق تھا۔ یورپ میں لائٹری کا بڑا رواج ہے۔ جب ان کو بتایا گیا کہ اسلام میں اس کی ممانعت ہے تو فوراً اس کو ترک کر دیا اور لائٹری میں لگانے والی رقم ہفتہ وار مسجد کے چندہ میں دینی شروع کر دی۔

پھر کہتے ہیں کہ جب میں ان سے ملتا تو میرے دوروں کے بارے میں رپورٹیں لیتیں۔ ڈاکٹر اطہر زبیر صاحب جرمنی کے دوروں میں ہمارے ساتھ رہا کرتے تھے، تو کہتے ہیں کہ باتیں سن کے، واقعات سن کے، بڑی جذباتی ہو جایا کرتی تھیں۔ بڑی مہمان نواز تھیں۔ وہاں کے لوگوں سے بڑا پیار اور عزت سے پیش آیا کرتی تھیں۔ اسی محبت

کی وجہ سے بین میں جہاں وہ رہتی تھیں ان کے محلّے کے تمام لوگ ان کو 'ماما' کہتے تھے اور اپنے ذاتی معاملات میں ان سے مشورے کیا کرتے تھے۔ بین کے امیر جماعت لکھتے ہیں ان کو اپنے چندہ کی بڑی فکر ہوتی تھی۔ بڑی باقاعدگی کے ساتھ چندہ ادا کیا کرتی تھیں اور پورے نو نو روپے کے مبلغ سلسلہ سے دو تین بار اظہار کیا کہ آپ وقت پہ ہمارا چندہ آکر وصول کر لیا کریں۔

ہمیشہ اپنا وصیت کا چندہ پہلی فرصت میں ادا کرتیں اور اب جب میں نے بیت الفتوح کی تعمیر نو کی تو تحریک کی ہے اس میں انہوں نے بڑی خوشی سے حصہ لیا اور معلومات بھی چندوں کی لیتی رہتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ 'احمدیہ دارالاکرام' یتیم خانے میں بڑی دلجمعی اور خلوص سے کام کرتی تھیں۔ شیر خوار بچوں کو اٹھائے پھرتیں۔ ان کا بڑا خیال رکھتیں۔ ان کی وفات کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ دارالاکرام کے بچے اب یتیم ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان سے رحم و مغفرت کا سلوک فرمائے اور مزید ایسے باوفا اور وقف کی روح کو سمجھنے والے اللہ تعالیٰ جماعت کو عطا فرماتا رہے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 12 جنوری 2018ء تا 18 جنوری 2018ء جلد 25 شمارہ 02 صفحہ 08 تا 05)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 29/ دسمبر 2017ء بمطابق 29/ فتح 1396 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کا جلسہ سالانہ شروع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جلسہ کے تین دن وہاں خیریت سے گزریں اور جس مقصد کو لے کر مخلصین جماعت اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں وہ مقصد حاصل کرنے والے ہوں اور وہ مقصد ہے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنا اور اپنی علمی حالتوں کو، عملی حالتوں کو بہتر کرنے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا اور اسی مقصد کے لئے جلسہ کے پروگراموں میں شامل ہونا، انہیں سننا، ان سے فائدہ اٹھانا اور روحانی ماحول سے فائدہ اٹھانا اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دعاؤں کی طرف ایک خاص رغبت سے توجہ دینا اور اپنی ذات تک ہی دعاؤں کو محدود نہیں رکھنا بلکہ جماعت کی ترقی کے لئے خاص دعائیں کرنا۔ مخالفین جماعت جو جماعت کو نقصان پہنچانے کے لئے دنیا کے کسی بھی حصہ میں منصوبہ بندی کر رہے ہیں ان کے توڑ کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص مدد، تائید و نصرت کے لئے دعائیں کرنا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہر شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔

اسی طرح مسلمانوں کی عمومی حالت اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر بعض گروہ اور حکو متیں جو حرکتیں کر رہی ہیں، جو ظلم کر رہی ہیں اور مسلمان جس طرح مسلمان کی گردن زدنی کر رہا ہے، جس طرح ان کی قتل و غارت ہو رہی ہے، ان کو تباہ کیا جا رہا ہے ان کے لئے بھی دعا کرنا آج ہمارا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر سب فریق یہ ظلم کر رہے ہیں اور ان ظلموں کی وجہ سے غیر مسلم دنیا میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اعتراض کئے جا رہے ہیں اور ان باتوں سے بھی ہم احمدیوں کے دل ہی زخمی ہوتے ہیں۔ پس اس کے لئے بھی ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں اور خاص طور پر وہ لوگ جو ان دنوں میں مسیح موعود کی بستی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی بستی میں جمع ہیں انہیں خاص طور پر انفرادی

طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی اپنی دعاؤں میں ان سب مقاصد کو، ان سب دعاؤں کو سامنے رکھنا چاہئے۔ اور اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس مقصد کے لئے بھیجے گئے تھے اس کے لئے بھی دعائیں کریں اور وہ مقصد مسلمانوں کی بھی ہدایت اور غیر مسلموں کو بھی اسلام کی حقیقت سے آشنا کرنا اور ان پر اسلام کی برتری ثابت کر کے انہیں اسلام کی آغوش میں لے کے آنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لے کر آنا، توحید پر ان کو قائم کرنا ہے۔ اسی طرح عمومی طور پر دنیا کے حالات کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو عقل دے اور وہ تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچ جائیں۔ آج دنیا کو مسیح موعود کے ماننے والوں کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔

پس خاص طور پر قادیان والوں کو جو جلسہ میں وہاں شامل ہیں اور عمومی طور پر جماعت کو میں کہتا ہوں کہ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے۔ مسلمان اُمت کو عقل دے اور یہ لوگ اس حقیقت کو سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادہ کو مانے بغیر نہ ان کی بقا ہے، نہ ان کی نجات ہے۔ اور نئے سال میں جب یہ داخل ہوں تو اس بات کو سمجھتے ہوئے داخل ہوں۔ اللہ کرے کہ ان کو عقل آجائے۔

بہر حال دعا کا مضمون ایسا ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شمار جگہ مختلف مجالس میں بھی ذکر فرمایا اور اپنی تحریرات میں بھی لکھا۔ دعا کیا ہے؟ اور اس کے لئے کیسی حالت اختیار کرنی چاہئے؟ دعاؤں کی قبولیت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اور دعا ہی تمام مسائل کا حل ہے۔ اس بارے میں جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑا کھول کر بیان فرمایا ہے اور ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ دعاؤں کی طرف خاص توجہ کرو۔ اس ضمن میں آپ کے بعض اقتباسات میں پیش کروں گا۔

دعاؤں کی قبولیت کے لئے ایک بنیادی اور اصولی بات بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "جب تک سینہ صاف نہ ہو دعا قبول نہیں ہوتی۔ اگر کسی دنیوی معاملہ میں ایک شخص کے ساتھ بھی تیرے سینہ میں بُغض ہے تو تیری دعا قبول نہیں ہو سکتی۔" فرماتے ہیں کہ "اس بات کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہئے اور دنیوی معاملہ کے سبب کبھی کسی کے ساتھ بُغض نہیں رکھنا چاہئے۔ اور دنیا اور اس کا اسباب کیا ہستی رکھتا ہے کہ اس کی خاطر تم کسی سے عداوت رکھو۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 217-218)

پس دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ سب ذاتی رنجشوں اور کدورتوں کو بھلا دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی بھی مانگی جائے اور آئندہ کے لئے اپنے دل کو پاک صاف رکھنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جائے۔ آج جو مخالفین احمدیت اپنی مخالفانہ کارروائیوں میں بڑھے ہوئے ہیں تو ہمیں ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی دعاؤں کے ساتھ حاضر ہونا چاہئے۔ جب انسان بے چین

ہو کر مضطر بن کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا ہے، اس سے مانگتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کو آتا ہے۔ پس اس اصل کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور کبھی اس بات سے لاپرواہ نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کان سے سنتے ہیں دوسری طرف نکال دیتے ہیں۔ ان باتوں کو دل میں نہیں اتارتے۔ چاہے جتنی نصیحت کرو مگر ان کو اثر نہیں ہوتا۔" فرمایا کہ "یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجائے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔"

اور دعاؤں میں اضطراب پیدا کرنے کی حالت اور پھر قبولیت کے لئے جیسا کہ پہلے آپ نے اصولی بات بیان فرمادی کہ اپنے دلوں کی کدورتوں کو صاف کرو۔ آپ فرماتے ہیں:

"قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔" ایک شرط دلوں کو صاف کرنا۔ پھر دوسری بات اضطراب۔

"جیسا کہ فرمایا۔ اَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاكَ وَيَكْشِفُ السُّوءَ (النمل: 63)۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 137)

یعنی وہ کون ہے جو بے قمراری کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دُور کر دیتا ہے۔

پس دعاؤں کے لئے اضطراب بھی ضروری ہے اور پھر اس یقین پر قائم ہونا بھی ضروری ہے کہ ہر قسم کی اضطراب کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو کام آتی ہے۔ وہی ہے جو دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ پس قادیان والوں کو میں مخاطب ہوں کہ آجکل جو احمدی خاص روحانی ماحول میں مسیح موعود علیہ السلام کی بستی میں رہ رہے ہیں، وہاں کچھ دن گزار رہے ہیں جو باہر سے آئے ہوئے ہیں وہ اپنی نمازوں اپنے نوافل میں ایک ایسی حالت پیدا کرنے کی کوشش کریں جو اضطراب کی حالت ہے اور عمومی طور پر تمام جماعت کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور خاص طور پر وہاں کے لوگوں کو چلتے پھرتے بھی ادھر ادھر کی باتوں کی بجائے زیادہ وقت دعاؤں اور ذکر الہی میں گزارنا چاہئے۔ بے چین ہو ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں تاکہ احمدیوں کے لئے جہاں بھی تکلیف دہ حالات ہیں اللہ تعالیٰ ان میں اپنے فضل سے بہتری لائے اور دشمن کو ناکام و نامراد کرے۔

اضطراب کی حالت اور دعا کی حقیقت کو بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"یہ مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے بلکہ دعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پنجابی میں ایک شعر ہے:

جو منگے سو مر رہے۔ مرے سو منگن جا"

یعنی مانگنے والے کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ جس طرح مر گیا۔ اپنا کچھ نہیں رہتا۔ اپنی ذات اپنی انا کو بالکل ختم کر دیتا ہے اور بالکل اپنی ذات کو فنا کر کے پھر مانگتا ہے۔ یہ حالت ہو تو تب اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی حالت میں جب انسان پیش ہو تو دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "دعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے۔ وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 62)

پھر دعا کی اہمیت، دعاؤں اور نوافل کی طرف توجہ اور خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"ہم یہ کہتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کے حضور تضرع اور زاری کرتا ہے اور اس کے حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔" حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھنا یہ بھی بڑی ضروری چیز ہے۔ وہ کون سی حدود ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہیں، جن کے بارے میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ سارے احکامات جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں ان کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ کسی کو بھی معمولی نہ سمجھا جائے "اور اس کے جلال سے ہیبت زدہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے۔" یہ بھی یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں گا تو پھر سزاوار ہو سکتا ہوں۔ پس اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کرتا ہے تو فرمایا کہ "وہ خدا کے فضل سے ضرور حصہ لے گا۔ اس لئے ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا۔" فرمایا کہ "اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے۔" یعنی تہجد کے وقت کی دعاؤں میں، "کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطراب قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں۔"

تہجد کی نماز میں نوافل میں جو اضطراب اور اضطراب پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مضطر کی دعا قبول کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اضطراب کی حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان اپنے آرام کو قربان کرے اور عبادت کے لئے اٹھے۔ فرمایا کہ "لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں۔ کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن جب کہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے۔" فرماتے ہیں "پھر ایک اور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیوں سے پاک رکھا جاوے۔" کہ فضول باتیں کرنے سے زبان کو

پاک رکھو۔ کسی کو جذباتی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ کسی قسم کی غلط باتیں نہ کرو اور خاص طور پر وہاں جلسے کے ماحول میں تو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے اور زیادہ وقت ذکر الہی میں گزارنا چاہئے۔ فرمایا کہ "زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے۔" یعنی کہ گھر کا جو دروازہ ہے، مین انٹرنس (main entrance) ہے وہ زبان ہے۔ "جب خدا ڈیوڑھی میں آگیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟" آپ فرماتے ہیں "پھر یاد رکھو کہ حقوق اللہ اور حقوق عباد میں دانستہ ہر گز غفلت نہ کی جاوے۔" نہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے میں غفلت ہو۔ نہ بندوں کے حق ادا کرنے میں غفلت ہو۔ یہ دونوں باتیں سامنے رکھو۔ فرمایا کہ "جو ان امور کو مد نظر رکھ کر دعاؤں سے کام لے گا یوں کہو کہ جسے دعا کی توفیق دی جاوے گی" آپ فرماتے ہیں کہ "ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اور وہ بچ جاوے گا۔ ظاہری تدابیر صفائی وغیرہ کی منع نہیں ہیں بلکہ بر توکل زانوئے اشتربہ بند"

یعنی توکل سے پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھنا یہ ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں اس "پر عمل کرنا چاہئے جیسا کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ سے معلوم ہوتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ اصل صفائی وہی ہے جو فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (الشمس: 10)..... "ہر شخص اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ اپنی حالت کو درست کرے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ "مگر وہی خدا کے فضل کا امیدوار ہو سکتا ہے جو سلسلہ دعا، توبہ اور استغفار کا نہ توڑے اور عدا گناہ نہ کرے۔" پھر آپ فرماتے ہیں کہ "گناہ ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اور خدا کے غضب کو بھڑکاتی ہے۔ گناہ سے صرف خدا تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت ہٹاتی ہے....." اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت ہو اور یہ پتا ہو کہ مجھے ہر وقت خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے تو آپ فرماتے ہیں تبھی گناہ سے انسان بچ سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "دعا کے سلسلہ کو نہ توڑو اور توبہ و استغفار سے کام لو۔ وہی دعا مفید ہوتی ہے جبکہ دل خدا کے آگے پگھل جاوے اور خدا کے سوا کوئی مقرر نظر نہ آوے۔ جو خدا کی طرف بھاگتا ہے اور اضطراب کے ساتھ امن کا جویاں ہوتا ہے وہ آخر بچ جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 245 تا 247)

پھر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ حقیقی دعا کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں:

"دعا دو قسم کی ہے۔ ایک تو معمولی طور سے۔ "یعنی عام دعا انسان کرتا ہے۔ اور "دوم وہ جب انسان اسے انتہاء تک پہنچا دیتا ہے۔ پس یہی دعا حقیقی معنوں میں دعا کہلاتی ہے" کہ انسان دعا کو انتہا تک پہنچا دے۔ ایک اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ آپ فرماتے ہیں "انسان کو چاہئے کہ کسی مشکل پڑنے کے بغیر بھی دعا کرتا رہے۔" یہ نہیں کہ جب کوئی مشکل آئی تب دعا کرنی ہے۔ کوئی مشکل نہ بھی پڑے تب بھی دعا کرتے رہنا چاہئے "کیونکہ اسے کیا معلوم کہ خدا تعالیٰ کے کیا ارادے ہیں اور کل کیا ہونے والا ہے۔ پس پہلے سے دعا کرو تا پہنچائے جاوے۔" آپ

فرماتے ہیں کہ "بعض وقت بلا اس طور پر آتی ہے کہ انسان دعا کی مہلت ہی نہیں پاتا۔ پس پہلے اگر دعا کر رکھی ہو تو اس آڑے وقت میں کام آتی ہے۔" (ملفوظات جلد نمبر 10 صفحہ 122-123)

پھر یہ بات بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن کریم جو ہے اس کی ابتدا بھی دعا ہے اور اس کی انتہا بھی دعا پر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھو کہ یہ جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی ابتداء بھی دعا سے ہی کی ہے اور پھر اس کو ختم بھی دعا پر ہی کیا ہے۔" سورۃ فاتحہ بھی دعا ہے اور سورۃ ناس بھی دعا ہے "تو اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان ایسا کمزور ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر پاک ہو ہی نہیں سکتا اور جب تک خدا تعالیٰ سے مدد اور نصرت نہ ملے یہ نیکی میں ترقی کر ہی نہیں سکتا۔" فرمایا کہ "ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب مُردے ہیں مگر جس کو خدا زندہ کرے۔ اور سب گمراہ ہیں مگر جس کو خدا ہدایت دے۔ اور سب اندھے ہیں مگر جس کو خدا بینا کرے۔" فرمایا "غرض یہ سچی بات ہے کہ جب تک خدا کا فیض حاصل نہیں ہوتا تب تک دنیا کی محبت کا طوق گلے کا ہار رہتا ہے اور وہی اس سے خلاصی پاتے ہیں جن پر خدا کا فیض حاصل کرتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کا فیض بھی دعا سے ہی شروع ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 62)

اس کے لئے بھی دعا ہی کرنی پڑے گی۔ پھر مومنوں کے اوصاف بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"قرآن مجید میں تو صاف طور پر لکھا ہے قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المؤمنون: 2-3) یعنی جب دعا کرتے کرتے انسان کا دل پگھل جائے اور آستانہ اُلُوہیت پر ایسے خلوص اور صدق سے گر جاوے کہ بس اُسی میں محو ہو جاوے اور سب خیالات کو مٹا کر اُسی سے فیض اور استعانت طلب کرے اور ایسی یکسوئی حاصل ہو جائے کہ ایک قسم کی رقت اور گداز پیدا ہو جائے تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے۔" یہ بھی اضطرابی کیفیت پیدا ہو۔ رقت پیدا ہو۔ انسان روئے۔ دل میں ایک نرمی پیدا ہو جائے۔

فرمایا کہ "تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے۔" یہ فرمایا کہ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔ وہ مومن فلاح پا جاتے ہیں جو اپنی نمازوں میں خشیت دکھاتے ہیں۔ انتہائی عاجزی اور انکساری سے گرتے ہیں۔ ان پہ اضطرابی کیفیت طاری ہو جاتی ہے فرمایا کہ "تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے جس سے دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دو محبتیں ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتیں۔ جیسے لکھا ہے:

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دُوں

ایں خیال است و محال است و جنوں"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 63)

کہ تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور اس دنیا، ذلیل دنیا کو بھی چاہتا ہے یہ محض ایک خیال ہے۔ یہ ناممکن ہے اور یہ پاگل پن ہے۔ دونوں چیزیں نہیں ہو سکتیں۔ ہاں خدا کو چاہو تو دنیا ضرور مل جاتی ہے۔ لیکن صرف دنیا کو چاہنے سے خدا نہیں ملتا۔ اپنے ارادوں اور خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کرنے سے ہی دعاؤں کی قبولیت ہوتی ہے اس نکتے کو بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"فانی اللہ ہو جانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہئے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد بیوی بچوں خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعث رحمت بن جاؤ۔" یعنی حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو بھی کہہ رہے ہیں کہ ہمارے واسطے باعث رحمت بن جاؤ۔ یہ کس طرح بنو گے کہ اللہ کی طرف آکر سب خواہشوں کو چھوڑ دو۔ آپ فرماتے ہیں کہ "مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقع ہر گز ہر گز نہ دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ (فاطر: 33)۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ ایسے ہیں جو اپنے نفس کے حق میں ظالم ہیں اور ایسے بھی ہیں جو میانہ روی ہیں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو نیکیوں میں آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ "پہلی دونوں صفات ادنیٰ ہیں۔ سابق بالخیرات بننا چاہئے۔" یعنی نیکیوں میں آگے بڑھنے والا بننا چاہئے۔ "ایک ہی مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو ٹھہر ہو اپنی آخر گندہ ہو جاتا ہے۔ کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار اور بد مزہ ہو جاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عمدہ ستھر اور مزیدار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو مگر کیچڑ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک ہی مقام پر ٹھہر نہیں جانا چاہئے۔ یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہئے۔ نیکی میں ترقی کرنی چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا اور اس طرح سے انسان بے نور ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ آخر کار بعض اوقات ارتداد ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے انسان دل کا اندھا ہو جاتا ہے۔"

پھر دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان ہر روز نیکیوں میں ترقی کرے۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک جگہ کھڑے نہیں ہونا چاہئے بلکہ چلتے پانی کی طرح ہر روز مستقل انسان کو آگے بڑھتے چلے جانا چاہئے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ کی نصرت انہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔ ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں بڑا شوق ذوق اور شدت رقت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔" آپ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھائی ہے کہ اَصْلِحْ لِي فِي ذَرْبِي (الاحقاف: 16)۔ میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا

کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ "اولاد کی وجہ سے بھی اور بیوی کی وجہ سے بھی۔ فرمایا کہ "دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدمؑ پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔

حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں بلعم کا ایمان جو حبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دے دیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰؑ پر بددعا کرنے کے واسطے اکسایا تھا۔ "آپ فرماتے ہیں "غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آجایا کرتے ہیں۔" یعنی اولاد اور بیوی کی وجہ سے فرمایا کہ "تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 138-139)

پس صرف دعاؤں کی طرف توجہ کرنے اور نیکیوں میں بڑھنے کے لئے ایک مومن کو اپنی ذات تک ہی محدود نہیں رہنا چاہئے بلکہ اگلی نسل میں بھی نیکیوں کو اختیار کرنے کی طرف جہاں کوشش کرنی چاہئے، انہیں توجہ دلانی چاہئے وہاں ان کے لئے دعا بھی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ان میں بھی نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانے کی روح پیدا ہو۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"ایک شخص جو اولیاء اللہ میں سے تھے ان کا ذکر ہے کہ وہ جہاز میں سوار تھے۔ سمندر میں طوفان آگیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جاتا۔ اس کی دعا سے بچا لیا گیا۔" یعنی اس بزرگ کی وجہ سے "اور دعا کے وقت اس کو الہام ہوا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا۔" فرمایا کہ "مگر یہ باتیں نرا زبانی جمع خرچ کرنے سے حاصل نہیں ہوتیں....." ان کے لئے تو بڑی محنت کرنا پڑتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "ہماری طرف سے تو یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بنانے کی کوشش میں لگے رہو۔ جب تک فرشتوں کی سی زندگی نہ بن جاوے تب تک کیسے کہا جاسکتا ہے کہ کوئی پاک ہو گیا۔ یَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (النحل: 51)۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 138)

یعنی وہی کرتے ہیں جو حکم دیئے جاتے ہیں۔ یعنی اپنی عملی حالتوں کو ایسے بناؤ جیسے تم کو حکم دیا جاتا ہے۔

آپ دعا کی اہمیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں۔ تھکتے نہیں۔ کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔" پھر آپ ہمیں توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے۔" کبھی تھکتے نہیں۔ سستی نہیں دکھاتے۔ "اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے۔ اور

تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کو ٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے۔ اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ "یہ حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ ان دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کا فضل انشاء اللہ آئے گا" وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیاء والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کر لو اور شکست کو قبول کر لو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔

دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اس کی ایک الگ تجلّی ہے۔ "خدا کی صفات میں تبدیلیاں نہیں ہوتیں بلکہ ان کا جو اظہار ہے وہ جب انسان اپنے اندر تبدیلی پیدا کرتا ہے تو بدل جاتا ہے" جس کو دنیا نہیں جانتی۔ "فرمایا کہ" گویا وہ اور خدا ہے۔ حالانکہ اور کوئی خدا نہیں مگر نئی تجلّی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تب اس خاص تجلّی کے شان میں اس تبدیلی یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا۔ یہی وہ خوارق ہیں۔"

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 222-223)

افراد جماعت کو نمازوں، دعاؤں اور نیک اعمال کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور اسی طرح اپنے نیک نمونے دکھانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

"ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونے سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے....."

آپ فرماتے ہیں کہ "انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔" یہ مثالیں پہلے بھی آچکی ہیں۔ "جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھٹائے میں ہے۔ انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 137-138)

جیسا کہ مثال بھی دی کہ ایک ولی اللہ جہاز پہ تھے تو ان کی خاطر دوسرے بھی بچائے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی اتنی غیرت رکھتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا ہتھیار تو دعا ہے۔ اس لئے دعاؤں کی طرف ہی توجہ دینی چاہئے۔ فرمایا کہ: "مسیح موعود کے متعلق کہیں یہ نہیں لکھا کہ وہ تلوار پکڑے گا اور نہ یہ لکھا ہے کہ وہ جنگ کرے گا بلکہ یہی لکھا ہے کہ مسیح کے دم سے کافر مریں گے۔ یعنی وہ اپنی دعا کے ذریعہ سے تمام کام کرے گا....." اور فرمایا کہ "یہ سب مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دعا کے ذریعہ سے حاصل ہو سکیں گے۔ دعائیں بڑی قوتیں ہیں۔" پھر آپ فرماتے ہیں کہ "کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ ایک ملک پر چڑھائی کرنے کے واسطے نکلا۔ راستہ میں ایک فقیر نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔" یہ کہاوت بنی ہے۔ "اور کہا کہ تم آگے مت بڑھو ورنہ میں تمہارے ساتھ لڑائی کروں گا۔ بادشاہ حیران ہوا اور اس سے پوچھا کہ تو ایک بے سروسامان فقیر ہے تو کس طرح میرے ساتھ لڑائی کرے گا؟ فقیر نے جواب دیا کہ میں صبح کی دعاؤں کے ہتھیار سے تمہارے مقابلے میں جنگ کروں گا۔" یعنی تہجد کی نمازوں سے، دعاؤں سے۔ "بادشاہ نے کہا میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا۔" تو اتنی طاقت ہے دعاؤں کی۔ اس بات کو آپ بیان فرما رہے ہیں۔

فرمایا کہ "غرض دعائیں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعہ سے ہو گا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔ گزشتہ انبیاء کے زمانہ میں بعض مخالفین کو نبیوں کے ذریعہ سے بھی سزا دی جاتی تھی۔"

یعنی جنگوں کی صورت میں بھی دی گئی "مگر خدا جانتا ہے کہ ہم ضعیف اور کمزور ہیں۔ اس واسطے اس نے ہمارا سب کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اسلام کے واسطے اب یہی ایک راہ ہے جس کو خشک مٹا اور خشک فلسفی نہیں سمجھ سکتا۔ اگر ہمارے واسطے لڑائی کی راہ کھلی ہوتی تو اس کے لئے تمام سامان بھی مہیا ہو جاتے۔ جب ہماری دعائیں ایک نکتہ پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے....."

پس یہ ایک نکتہ ہے جو سمجھنے والا ہے جو آپ نے فرمایا کہ ہماری دعائیں جب ایک نکتہ پر پہنچ جائیں گی، اس معیار پر پہنچ جائیں گی جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو پھر تمام جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔ آپ کے زمانے میں جتنے مخالفین تھے وہ آپ کے سامنے ذلیل و خوار ہی ہوئے اور آج بھی اگر دشمن پر اگر فتح پانی ہے تو ان دعاؤں کے ذریعہ سے ہی پائی جاسکتی ہے اور اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ "ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں۔ سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالیٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے۔"

پس اللہ تعالیٰ نے دین کی ترقی کا جو ہتھیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا ہے وہی آپ کے ماننے والوں کو بھی استعمال کرنا ہو گا۔ یہی ہتھیار ہے جو ہمیں انشاء اللہ تعالیٰ مشکلات سے بھی نکالے گا اور باقی دشمن کو بھی خائب و خاسر کرے گا۔ پس اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا ہے جو آپ نے مسلم ائمہ کے لئے بھی کی۔ ہمارے جو غیر از جماعت مسلمان بھائی ہیں ان کے لئے بھی عمومی طور پر کی۔ آپ فرماتے ہیں:

رَبِّ يَارَبِّ اِسْمَعْ دُعَائِي فِي قَوْمِي وَتَصَرَّعِي فِي اِخْوَتِي اِنِّي اَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِبَيْتِكَ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَشَفِيعِ الْمُسْتَضْعَيْنِ رَبِّ اَخْرِجْهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى نُورِكَ وَمِنْ بَيْدَاءِ الْبُعْدِ اِلَى حَضْرِكَ رَبِّ اَرْحَمْ عَلَى الَّذِينَ يَلْعَنُونَ عَلَيَّ وَاحْفَظْ مِنْ تَبِكَ قَوْمًا يَقْطَعُونَ يَدَيَّ وَادْخُلْ هٰذَا فِي جَذْرِ قُلُوْبِهِمْ وَاعْفُ عَن خَطِيئَاتِهِمْ وَذُنُوْبِهِمْ وَاعْفِرْ لَهُمْ وَعَافِهِمْ وَادِّعُهُمْ وَصَافِهِمْ وَاعْطِهِمْ عِيُوْنًا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَاَدَاغًا يَسْمَعُوْنَ بِهَا وَقُلُوْبًا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَاَنْوَارًا يَبْعِرِفُوْنَ بِهَا وَارْحَمْ عَلَيْهِمْ وَاعْفُ عَمَّا يَقُوْلُوْنَ فَانَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَخْلَمُوْنَ رَبِّ بَوِّجِ الْمُضْطَفِّي وَكَرِّجَتِي الْعُلْيَا وَالْقَائِمِيْنَ فِي اَنَاءِ اللَّيْلِ وَالْقَارِيْنَ فِي صَوِّ الضُّحَى وَرِكَابٍ لَكَ تُعْذُو لِلْشَّرِّ وَرِحَالٍ تُشْأُ اِلَى اَمْرِ الْقُرَى- اَصْلِحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اِخْوَانِنَا وَافْتَحْ اَبْصَارَهُمْ وَنَوِّرْ قُلُوْبَهُمْ وَفَهِّمَهُمْ مَا فَهَّمْتَنِي وَعَلِّمَهُمْ طُرُقَ التَّقْوَى- وَاعْفُ عَمَّا مَضَى- وَاخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ السَّمُوْتِ الْعُلَى-

(آئینہ کلمات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 22-23)

کہ اے میرے رب! میری قوم کے بارے میں میری دعا اور میرے بھائیوں کے بارے میں میری گریہ وزاری سن۔ میں تیرے نبی خاتم النبیین اور گناہگاروں کے شفیع جس کی شفاعت قبول کی جائے گی کے واسطے تجھ سے عرض کرتا ہوں۔ اے میرے رب انہیں ظلمات سے اپنے نور کی طرف نکال لے آ اور دُوری کے دشت سے اپنے حضور لے آ۔ اے میرے رب ان پر رحم کر جو مجھ پر لعنت کرتے ہیں اور جو میرے ہاتھ کاٹتے ہیں۔ اس قوم کو ہلاکت سے بچا اور اپنی ہدایت کو ان کے دلوں میں داخل فرما اور ان کی خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرما اور ان کو بخش دے اور ان کو عافیت عطا فرما اور ان کی اصلاح فرما اور ان کو پاک فرما۔

ان کو ایسی آنکھیں عطا فرما جن سے وہ دیکھ سکیں۔ ایسے کان عطا فرما جن سے وہ سن سکیں اور ایسے دل عطا فرما جن سے وہ سمجھ سکیں اور ایسے انوار عطا فرما جن سے وہ سمجھ سکیں اور ان پر رحم فرما اور جو کچھ وہ کہتے ہیں ان سے درگزر فرما کیونکہ وہ ایسی قوم ہیں جو جانتے نہیں۔

اے میرے رب! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بلند مقام کے صدقے اور ان کے

صدقہ جو راتوں کو قیام کرتے اور صبح کے وقت جنگ کرتے ہیں اور ان سوار یوں کے صدقہ جو تیری رضا کی خاطر راتوں کو سفر کرنے کے لئے تیار کی جاتی ہیں اور ان سفروں کے صدقہ جو اُمّ القریٰ کی طرف کئے جاتے ہیں ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان صلح کے سامان فرما۔ اور ان کی آنکھیں کھول۔ اور ان کے دلوں کو منور فرما۔ اور انہیں وہ کچھ سمجھا دے جو تُو نے مجھے سمجھایا ہے اور ان کو تقویٰ کے طریق سکھا اور جو کچھ گزر چکا اس سے درگزر فرما۔ ہماری آخری دعا یہی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو بلند آسمانوں کا رب ہے۔

اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کی آنکھیں کھولے اور یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت سے باز آکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاون و مددگار بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دعاؤں کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ خاص طور پر قادیان میں شاملین جلسہ دعاؤں پر بہت توجہ دیں اور اس جلسہ میں شمولیت کو اپنے اندر ایک انقلابی تبدیلی لانے والا بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 19 جنوری 2018ء تا 25 جنوری 2018ء جلد 25 شمارہ 03 صفحہ 05 تا 08)

اشاریہ

1	آیات قرآنیہ.....
4	احادیث.....
9	مضامین.....
93	اسماء.....
106	کتابیات.....
109	مقامات.....

آیات قرآنیہ

- 118 وَالْكٰطِبَيْنِ الْعَظِيْمَ... (135)
150 فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ... (185)
608 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اصْبِرُوْا... (201)

النساء

- 95 وَعَاوِزُوْهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ... (20)
94 مُّحْصِيْنَ غَيْرِ مُّسْفِحِيْنَ... (25)
20، 269 خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا... (29)
515 وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا... (114)
391 وَالصَّلٰحُ خَيْرٌ... (129)
285، 546 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ... (136)

المائدة

- 104 تَعَاوَنُوْا عَلٰى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (3)
496 الْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنََكُمْ (4)
285 لَا يَجْرُ مَنَّكُمْ شِدَانُ قَوْمٍ... (9)
528 اَعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (9)
546 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ (9)
52 اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ... (28)

الانعام

- 469 اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلدِّيْنِ... (80)
438 لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ (116)

الاعراف

- 288 اِنَّا خَلَقْنٰهُ... (13)
288 رَبَّنَا ظَلَمْنٰ اَنْفُسَنَا... (24)
546 وَهَمَّ خَلَقْنَا اُمَّةً... (182)
259، 332 وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (197)

الانفال

- 391 وَاَصْلِحُوْا اِذَا تَبَيَّنَكُمْ (2)
608 وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ... (61)
391 وَاِنْ جَنَحُوا بِالسَّلَاطِمِ... (62)
608 وَاَلْفَ بَيْنٍ فَلَوْ هَمُّ لَوْ اَنْفَقْتَ... (64)

الفتح

- 187 اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (2)
75 مَا لِكَ يَوْمَ الدِّيْنِ (4)
، 75، 81، 256، 397، 5 (5) اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْزُ
401، 636

البقره

- 256 هُدٰى لِلْمُتَّقِيْنَ (3)
293 اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (44)
515 ضَرَبَتْ عَلَيْهِمُ الدِّيْلَةُ وَالْمَسْكَنَةُ (62)
258 لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ... (63)
208 فَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (133)
518، 530 فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (149)
212 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْزُوْا... (154)
602، 269، 166 وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ... (166)
250 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ... (184)
308 اِنِّىْ قَرِيْبٌ (187)
208 رَبَّنَا اِنْتَا فِي الدُّنْيَا... (202)
544 وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (225)
230 وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْنَ (229)
293 حَافِظُوْا عَلٰى الصَّلٰوَتِ... (239)
118 لَا اِكْرَاهُ فِي الدِّيْنِ (257)
3 مَقُلْ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ... (266)
455 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ (279)
375 وَاِنْ كَانَ دُوْعٰى عَشْرَةً... (281)

آل عمران

- 595، 596 رُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ... (15)
508، 506، 507، 32 (32) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ...
516، 514، 513، 512، 509، 510، 511
329 رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ... (39)
72 وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ... (56)
533، 534 لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ... (93)

الحشر	قُلُوبُهُمْ شَتَّى (15)	450
القصف	لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (3)	406، 434
	كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا... (4)	434
الجمعة	أَخْرَجْنَا مِنْهُمْ لَهَا لِيَلْحَقُوا بِهِمْ (4)	563، 561، 240
	يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ... (10)	295
الطلاق	مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا... (4-3)	258
القلم	إِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ (5)	264، 269، 589
الزلزل	إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا... (16)	560
الدر	وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ... (9)	519
التكوير	وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (5)	564
البلد	تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ... (18)	142
الشمس	قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (10)	255، 394، 595، 617، 636
البيّنة	إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ... (8)	518
الهمزة	نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ... (8-7)	209
الماعون	فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ... (6-5)	203، 465، 472

سَاءَ	إِغْمُلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا (14)	74
فاطر	فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ... (33)	638
ليس	يُحْشَرَةُ عَلَى الْعِبَادِ... (31)	180، 134
الزمر	قُلْ يَعْبادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا... (54)	511
المؤمن	أَدْعُوهُ أَسْتَجِبْ لَكُمْ (61)	36، 307
لم السجدة	إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ... (31)	257
	نَحْنُ أَوْلَیُّوكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (32)	257
	ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ... (35)	392-391
الاحقاف	وَأَصْلَحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي... (16)	333، 638
	فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ... (36)	118
محمد	يَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ (13)	478، 587
الفتح	رُحَمَاءَ بَيْنَهُمْ (30)	450
الذاریات	وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ... (57)	334، 464
الرحمن	وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ (47)	257
الحديد	إِغْلَمُوا إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا... (21)	200، 598
المجادله	يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ... (10)	450
	كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ... (22)	438-246، 327، 437
	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ... (23)	606

احادیث

احادیث عربی

- أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا 586
إِصَابُكُمْ مِنْكُمْ 566، 563
أَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَيَّ قَكَمِي 509
بَارَكَ اللَّهُ لَكَ وَ بَارَكَ اللَّهُ عَلَيْكَ 91
خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ 231
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ 458
قَدْ عَنِتُّ فِي الصَّلَاةِ 474
كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ 510، 506
يَضَعُ الْحَزْبَ 562

احادیث بالمعنی

- حیا ایمان کا حصہ ہے 17
نماز عبادت کا مغز ہے 28
نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے 28
نماز کا قیامت کے دن سب سے پہلے بندوں سے حساب لیا جائے گا 28
سات سال کی عمر کو پہنچنے پر بچے کو نماز کی تلقین کرو اور دس سال کی عمر میں اس کو نماز 28
اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں پانچ بار روزانہ نہائے 29
نماز باجماعت کا ثواب، جتنے قدم اس نے اٹھائے ان میں سے اگر ایک قدم سے اس کا ایک گناہ معاف ... 29
نماز باجماعت سے گناہوں کا مٹنا اور درجات کا بلند ہونا 29
نماز باجماعت سے 27 گنا زیادہ ثواب ملنا 30
خاوند اور بیوی میں سے جو نماز پر پہلے اٹھے دوسرے کو بھی جگادے 41

- میرا بندہ میری طرف ایک قدم چل کر آتا ہے ... 79
جب بندہ اللہ کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے 79
صدقہ نہ دے سکے والے کا معروف باتوں پر عمل اور بری باتوں سے رکنا ہی اسکو صدقہ کا ثواب دے گا 80
صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برائی کی موت کو دور کرتا ہے 84
صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی توفیق ہو 84
دعا کا دروازہ تم میں سے جس کے لئے کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے 84
دعا اس ابتلاء کے مقابلے پر جو آچکا ہو اور اس کے مقابلے پر جو ابھی نہ آیا ہو نفع دیتی ہے 84
عورت سے چار وجوہات کی بناء پر شادی کی جاتی ہے ... 90
رشتوں سے پہلے استخارہ کر لیا کرو 90
رشتہ کے معاملہ میں حضورؐ کی ایک صحابی کو ہدایت کہ پہلے لڑکی کو دیکھ لو ... 93
حضورؐ ہمیشہ مسکرا کر ملا کرتے تھے 109
معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو ... 109
نگران اگر اپنے فرائض کا حق ادا نہیں کرتا تو اس پر جنت حرام کر دی جاتی ہے 109
قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب اور سخت ناپسند شخص 110
حاجت مندوں، ناداروں، غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھنے کا نقصان 110
حاکم وقت کی اطاعت ہر حالت میں کرنی ہے 111
خدا کے جلال اور عظمت کی خاطر لوگوں سے محبت کرنے کا ثواب 111

جو اپنے لئے چاہتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے چاہو 137
 اپنے مسلمان بھائی کی عیب کی پردہ پوشی کا اجر 138
 لوگوں کی کمزوریوں کے پیچھے پڑنے کا نقصان 138
 مسلمان کی تکلیف دور کرنے اور ستاری کرنے کا اجر 139
 کوئی بندہ دوسرے بندے کی اس دنیا میں پردہ پوشی نہیں کرتا
 مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا 139
 خدا کا اپنے بندے کی قیامت کے دن بھی ستاری فرمانا 140
 حضورؐ کی اللہ تعالیٰ کی عافیت میں آنے اور اس کے فضلوں
 کو جذب کرنے کی دعا 144
 لگاتار تین جمعے چھوڑنے کا نقصان، دل پر داغ لگ جانا 153
 ایک زمانہ آئے گا جب مسلمانوں میں بگاڑ پیدا ہو گا، فتنہ و
 فساد ہو گا، نام نہاد علماء اس کے ذمہ دار ہوں گے 173
 اگر اپنی دعاؤں کا حق ادا کر رہے ہوں تو پھر دوسروں کی
 دعائیں مدد کرتی ہیں 185
 آخری زمانہ کے علماء کے متعلق حضورؐ کا فرمان 186
 حضورؐ کو اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ اندیشہ یہ
 تھا کہ وہ خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائیں گے 204
 ایک شخص کا حضورؐ سے ایسا عمل دریافت فرمانا جس کے
 کرنے سے اللہ کی محبت حاصل ہو 204
 حضورؐ کا بکریوں کا ریوڑ ایک کافر کو دینا 205
 تمہارا میری سنت پر عمل کرنا ضروری ہے 205
 مصائب کو ذریعہ ثواب سمجھو 206
 اگر کسی چیز کو رشک کی نگاہ سے دیکھنا ہے تو دینی لحاظ سے
 اپنے سے بہتر شخص کو دیکھو 206
 اگر کوئی تکلیف پہنچنے پر صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے
 لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے 213
 مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری وغیرہ پہنچے تو اس کے بدلے
 میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے 214
 اللہ تعالیٰ کو غصہ کے گھونٹ سے زیادہ کوئی گھونٹ پسند

نہیں ہے جو غصہ دبانے کے نتیجہ میں انسان پیتا ہے 214
 اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کے لئے بڑی غیرت رکھتا
 ہے اور اس کے دشمن کو پکڑتا ہے... 214
 جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ
 تعالیٰ اسے عزت بخشا ہے 214
 حضورؐ کا اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے بیدار کرنے کا طریق 225
 حضورؐ جتنا وقت گھر پر ہوتے تھے گھر والوں کی مدد اور
 خدمت میں مصروف رہتے تھے... 226
 آپؐ اپنے کپڑے بھی خود سی لیتے تھے۔ جو تے ٹانگ لیا
 کرتے تھے..... 226
 مومنوں میں سے کامل الایمان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے
 ہیں اور عورتوں سے سلوک میں... 226
 حضورؐ کا ایک صحابیؓ کو فرمانا کہ والدین کی خدمت کرو یہی
 تمہارا جہاد ہے 234
 انسان کی بہترین نیکی یہ ہے کہ اپنے والد کے دوستوں کے
 ساتھ حسن سلوک کرے جبکہ اس کا والد فوت ہو چکا ہو 234
 والدین کی وفات کے بعد نیکی جو ان کے لئے کی جاسکے
 ان کے لئے دعا کرنا..... 234
 جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کا
 رزق بڑھا دیا جائے..... 234
 خلافت علی منہاج نبوت کی پیشگوئی 237
 حضور ﷺ کی آخرین کے متعلق پیشگوئی 241
 حضور ﷺ کی آخرین کا مقام بیان فرمانا 241
 جنت کور رمضان کے لئے سال کے آغاز سے سال کے آخر
 تک مزین کیا جاتا ہے 250
 رمضان کے روزے ایمان اور اپنا محاسبہ نفس کرتے
 ہوئے رکھنے کی فضیلت 250
 ایمان کی حالت میں روزہ رکھنے سے گناہوں کی معافی 251
 جنت میں صرف اللہ کے فضل سے داخل ہوا جاسکتا ہے 290

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کے لئے تین باتوں کا کرنا ضروری ہے یہ کہ اچھی بات کہو..... 344

آپ ﷺ کا مہمانوں کو کھانا کھلانا اور فجر کی نماز کے لئے بیدار کرنا 344

قوموں کے لیڈر اور سردار جو تمہارے پاس آئیں تو ان کو عزت دو، ان کا احترام کرو اور ان کی خاطر تواضع کرو 351

مہمان کو کوکوش کرنی چاہئے کہ میزبان کے لئے تنگی کے سامان نہ کرے بلکہ سہولت کے سامان کرے 351

جو لوگوں کا یا خدا تعالیٰ کے بندوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا 357

تم دنیا میں رحم اور نرمی سے کام لو تو آسمان پر خدا تعالیٰ بھی تم سے رحم کا سلوک کرے گا 375

قرض کی واپسی میں مہلت دینے کی فضیلت 375، 380

صدقہ و خیرات تمہاری بلاؤں اور مشکلات کو اور مصیبتوں کو دور کرتے ہیں 376

اللہ تعالیٰ قرض کے معاملہ میں آسانی پیدا کرنے والے آدمی پر رحم فرماتا ہے... 380

اللہ تعالیٰ کا ایک شخص کو جنت میں داخل کرنا جو خرید و فروخت اور قرض دیتے وقت آسانی پیدا کرتا 380

تنگ دست مقروض کو قرضہ کی ادائیگی میں مہلت دینے یا معاف کر دینے کا اجر 380

دولت مند کا قرض ادا نہ کرنے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے... 381

قرض ادا کرنے والے کا ٹال مٹول کرنا اس کی آبرو اور اس کی سزا کو حلال قرار دیتا ہے 381

جس شخص نے لوگوں سے مال یا قرض واپس کرنے کی نیت سے لیا اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادائیگی کرواے گا... 381

حضور ﷺ کا مقروض کا عموماً جنازہ نہ پڑھنا 381

حضور ﷺ کا قرض سے بچنے کی دعا سکھانا 382

رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان سے نچلے آسمان پہ آجاتا ہے... 292

رمضان میں روزہ رکھنے کی فضیلت، اللہ تعالیٰ خود اس کی جزا بن جاتا ہے 292

رمضان میں اللہ تعالیٰ شیطان کو جکڑ دیتا ہے 292

پانچ نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے 294

جس نے متواتر تین جمعے جان بوجھ کر چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے 294

تین جمعے متواتر جس نے جان بوجھ کر چھوڑ دیئے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے 295

جمعوں میں وقت پر آنے اور باقاعدگی سے جمعہ میں شامل ہونے والوں کے بارے میں ثواب 295

جمعوں میں آنے کے حساب سے لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور بیٹھے ہوں گے 296

جمعہ ادا کرنا ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ ایسا حق ہے جو واجب ہے 296

آپ کا فرمانا کہ عید پر آنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے 296

اللہ تعالیٰ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ہونے والے چھوٹے گناہوں کو بھی معاف فرماتا ہے 296، 297

جمعہ کے دن ایک قبولیت دعا کا لمحہ آتا ہے 297

ہمارا رب رات کے درمیانی حصہ میں بندے کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے... 308

ذکر الہی کرنے والے اور ذکر الہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے 308

آپ کا فرمانا کہ بندہ شیطان سے نجات نہیں پاسکتا مگر اللہ کی یاد کے ساتھ 308

آپ کی دعا کو لازم کرنے کی تاکید 315

افسوس کرنا 552
 حضور ﷺ کا قرض دار کو قرض ادا کرنے کی نصیحت 553
 حضورؐ کی راستوں کے حقوق ادا کرنے کی تلقین 583، 584
 رسول اللہؐ نماز تہجد گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے 586
 رسول اللہؐ کی نماز پڑھتے وقت کیفیت 586
 رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہؓ کو فرمانا کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں 586
 ابو جہل بھی آپ کی سچائی کا انکار نہ کر سکا 588
 ابوسفیان نے بھی ہر قل کے دربار میں آپ کے سچ بولنے کا اقرار کیا 588
 یہودی عالم کا بیان کہ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا 588
 حضورؐ جب کسی طرف رخ پھیرتے تو پورا رخ پھیرتے 589
 رسول اللہؐ کا فرمانا کہ میں بنی آدم کا سردار ہوں... 559
 قیامت کے دن سب سے برا آدمی وہ ہو گا جس کی بدی سے ڈر کر لوگ اس کی ملاقات چھوڑ دیں 590
 جب تم اپنے پڑوسی کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم اچھے ہو تو سمجھو کہ تمہارا طرز عمل اچھا ہے 590
 اگر قناعت پیدا کرو گے تو شکر گزار بنو گے 603
 ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہوتی ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کو دوسری وادی مل جائے 603
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مومن کی قناعت کا معیار بیان فرمانا 603
 حضورؐ کا فرمانا کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی بھی تم اقتدا کرو گے... 606
 آپؐ کا فرمانا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے کام لینا۔ انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا 607
 حضور ﷺ کا صحابہ کی عظمت بیان فرمانا کہ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کرو... 607
 حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی باہم ناراضگی کا واقعہ 609

ایک شخص جب مقروض ہو جاتا ہے تو بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کر کے خلاف ورزی کرتا ہے 382
 آپؐ کا فرمانا کہ طاقتور پہلوان وہ جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھتا ہے 386
 نفاذت بھی ایمان کا حصہ ہے 408
 لوگوں کے فہم و ادراک کے مطابق ان سے بات کیا کرو 428
 حضور ﷺ کا تقویٰ اختیار کرنے اور نیک مجلس میں بیٹھنے کی ہدایت 453
 آپؐ کی ان لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کی تاکید جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے 453
 آپؐ کا فرمانا کہ ذکر الہی والی مجالس کو فرشتے انہیں اپنے جلو میں لے لیتے ہیں 454
 جو مجلس میں ذکر الہی نہیں کرتے وہ اپنی مجلس کو قیامت کے دن حسرت سے دیکھیں گے 455
 تم مومن کے سوا کسی اور کے ساتھ نہ بیٹھو اور متقی کے سوا کوئی اور تمہارا کھانا نہ کھائے 455
 حضور ﷺ کا معمول تھا کہ مجلس برخواست کرتے وقت اٹھتے ہوئے دعا کرتے 458
 مجلس میں حضور ﷺ کے بتائے ہوئے کلمات پڑھنے کی برکت 458
 مسلمان کلمہ گو کو کا فر کہنے والا اسے دائرۃ اسلام سے خارج کر دیتا ہے 502
 میری امت کے علماء، بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں 512
 حضور ﷺ کا اپنی سنت پر چلنے کی تلقین فرمانا 527
 حضور ﷺ کو حضرت ابو طلحہؓ کا اپنا باغ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کے لئے پیش فرمانا... 533
 جس نے پاک کمائی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دی تو اللہ تعالیٰ اس کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا 535
 حضور ﷺ کا ایک عورت کا غلطی سے مارے جانے پر

- حضرت عثمانؓ کی مالی قربانیاں 610
- حضورؐ کا حضرت عبدالرحمنؓ کی عظمت بیان فرمانا 611
- حضورؐ کا حضرت سعدؓ کو رات پہرہ دینے پر دعائیں دینا 612
- جس نے میری طرف غلط بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے 613
- رسولؐ کا فرمانا کہ صحابہ میں سے کون ان تین مفلوک الحال افراد کی کفالت کی ذمہ داری لیتا ہے... 613
- حضورؐ کا کعب بن مالکؓ کی معافی کا اعلان فرمانا... 613
- حضورؐ کا حضرت ابو عبیدہؓ کو سراسر امین فرمانا 614
- رسول اللہؐ کا فرمانا کہ ہر ایک اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری اُمت کا امین عبیدہؓ ہیں 618، 619
- حضرت عباسؓ کی فضیلت 621
- حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کی فضیلت 623
- حضورؐ کا حضرت مصعبؓ کی عزت افزائی فرمانا 623
- دو نمازیں فجر اور عشاء کمزور ایمان والوں اور منافقوں پر بڑی بھاری ہیں 625
- حضورؐ کا ایک صحابیؓ کو گمشدہ چیز ملنے پر ایک سال تک اعلان کرتے رہنے کا فرمانا 625، 626
- اگر تم اپنی دعاؤں کا زیادہ حصہ درود پڑھتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے ہم و غم کا خود متکفل ہو جائے گا 626
- حضورؐ کا ایک صحابیؓ کو اونٹنی دینے پر دعا دینا 627

مضامین

اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے والے کے لئے چند گناہ برکت کا وعدہ 1، 2
 اللہ تعالیٰ کی عافیت اور فضل کو جذب کرنے کی ایک دعا 14
 خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا کرنے کی ضرورت، ہم نے
 دنیا کو دعاؤں کے ساتھ قائل کرنا ہے 20
 اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو معمولی نہ سمجھنے کی تلقین 22
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہنمائی اور قبول احمدیت کے
 واقعات 62 تا 67
 جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو
 خالی ہاتھ اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے 79
 صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برائی کی
 موت کو دور کرتا ہے 84
 واقفین نو نوجوانوں اور میدان عمل میں نوجوان مریدان
 کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قربانی کا عہد نبھانے کی ہدایت 107
 خدا کے جلال اور عظمت کی خاطر لوگوں سے محبت کرنے
 کا ثواب 111
 اللہ تعالیٰ کا پردہ پوشی کرنے والے کو بغیر اجر کے نہ چھوڑنا 139
 خدا کا اپنے بندے کی قیامت کے دن بھی ستاری فرمانا 140
 حضور ﷺ کی اللہ تعالیٰ کی عافیت میں آنے اور اس کے
 فضلوں کو جذب کرنے کے لئے دعا 144
 ایک جگہ مخالفت ہونے پر اللہ تعالیٰ کا سو جگہوں پر تبلیغ
 کے نئے میدان کھولنا 147
 اللہ تعالیٰ کا مالی منفعت کے ذریعہ اپنے فرستادے کو قبول
 کرنے کی توفیق عطا فرمانا 151، 152
 اللہ تعالیٰ کا جماعتی مشن کے نقصان کا ازالہ 198 بیعتوں کی
 صورت میں کرنا 152
 اللہ تعالیٰ کا خواب کے ذریعہ ایک نو مبالغہ کی رہنمائی فرمانا
 اور ان کو قبول احمدیت کی توفیق ملنا 154

اللہ تعالیٰ کا حضور کو اس زمانے کی اصلاح کے لئے بھیجنا اور
 اپنی جناب سے براہ راست علم عطا فرمانا 179
 قرآنی حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنایا جائے 187
 حقوق اللہ کی ادائیگی کی ضرورت و اہمیت 201
 طاقت اور حکومت کے غلط استعمال کا اللہ تعالیٰ کی پکڑیں لانا 202
 دنیا کی مال و دولت مخلوق خدا کے حق ادا کرنے اور
 عبادات میں روک نہ بنیں 203
 ایک شخص کا خدا تعالیٰ کی محبت جس عمل سے ملتی ہے اس
 کی بابت آنحضورؐ سے استفسار 204
 اللہ تعالیٰ پر توکل کی وجہ سے احمدیوں کے کاروباروں میں
 برکت پڑنا 206
 اللہ تعالیٰ کا مومن کو چھوٹی سے چھوٹی تکلیف پر بھی نوازنا 213
 اللہ تعالیٰ کو غصہ دبانے والے گھونٹ سے زیادہ کوئی
 گھونٹ پسند نہیں 214
 اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کے لئے بڑی غیرت رکھتا
 ہے اور اس کے دشمن کو پکڑتا ہے... 214
 مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری وغیرہ پہنچے تو اس کے بدلے
 میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے 214
 جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ
 تعالیٰ اسے عزت بخشتا ہے 214
 اللہ تعالیٰ کا اپنے وعدے کے مطابق مسلمانوں میں خلافت
 قائم کرنا 237
 الجزائر کے احمدیوں کے کامل ایمان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا
 ان کے لئے تسکین کے سامان پیدا فرمانا 244
 جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے
 میں مضائقہ کرے وہ بھی بخیل ہے 272
 دنیا میں کمپیوٹرز کا ہیک ہونا، سائبر ایٹک ہونا اور ڈیٹا کا
 ضائع ہونا، اس کے مقابل اللہ تعالیٰ کے ریکارڈ کو کسی کا نہ

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کے لئے تین باتوں کا کرنا ضروری ہے یہ کہ اچھی بات کہو..... 344

جلسہ سالانہ برطانیہ کا کامیاب انعقاد اور اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات 357

جو لوگوں کا یا خدا تعالیٰ کے بندوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا 357

جلسہ کے کامیاب انعقاد پر کار کارکنان کو بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی ہدایت 357

اللہ تعالیٰ قرض کے معاملہ میں آسانی پیدا کرنے والے آدمی پر رحم فرماتا ہے... 380

اللہ تعالیٰ کا ایک شخص کو جنت میں داخل کرنا جو خرید و فروخت اور قرض دینے وقت آسانی پیدا کرتا 380

جس شخص نے لوگوں سے مال یا قرض واپس کرنے کی نیت سے لیا اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادائیگی کروادے گا... 381

انسان کے اندر نفسانیت کا کیڑا اللہ کے فضل کے بغیر نہیں نکل سکتا 390

ایک مہمان کا کہنا کہ یہاں تو اللہ اور ایک دوسرے سے محبت اور عزت کرنا سکھائی جاتی ہے 414

اللہ تعالیٰ کا لوگوں کے دلوں کو کھولنا اور جماعت کی طرف راہنمائی کرنا 437

خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا راہنمائی فرمانا 438 تا 447

کیا اللہ تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی ضرورت ہے؟ 471

نماز کو رسم و عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں بلکہ ایسے نمازیوں پر اللہ تعالیٰ کا لعنت بھیجنا 472، 473

توبہ و استغفار و وصول الی اللہ کا ذریعہ 473

استحارہ کے بعد اللہ تعالیٰ کا راہنمائی فرمانا 480

اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کا طریق، آپ کی فرمانبرداری 511

سچے دل سے خدا سے محبت کرنے سے غیر اللہ کی عظمت دل میں باقی نہیں رہتی 516، 517

درستی اخلاق کے واسطے اللہ تعالیٰ پر ایمان ضروری ہے 520

جماعت کا پہلا فرض اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کرنا 523

مٹا سکتا 281

اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دوری کی وجہ سے خلع اور طلاق کی شرح کا بڑھنا 283

اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا مومن کا اہم خلق عاجزی اور تکبر سے دوری 287

تکبر دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ہر خلق کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے 289، 290

تکبر کا انسان میں روحانی موت لانا اور انسان کا اللہ تعالیٰ سے دور ہو جانا 290

رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان سے نچلے آسمان پہ آجاتا ہے... 292

اللہ تعالیٰ کا اس شخص کے دل پر مہر کرنا جس نے متواتر تین جمعے جان بوجھ کر چھوڑ دیئے ہوں 294

اللہ تعالیٰ کے حضور جمعوں میں آنے کے حساب سے لوگوں کا قیامت کے دن بیٹھنا 295

اللہ تعالیٰ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ہونے والے چھوٹے گناہوں کو بھی معاف فرمادیتا ہے 296، 297

اللہ تعالیٰ کا قرآن شریف میں اپنی شناخت کی علامت یہ ٹھہرانا کہ وہ بے قراروں کی دعا سنتا ہے 307

اللہ تعالیٰ کا مختلف طریقوں سے بندوں کو دعا کی طرف توجہ دلانا 307

ہمارا رب رات کے درمیانی حصہ میں بندے کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے... 308

اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ، انسان اپنی دعاؤں کو اپنے تک محدود نہ کرے بلکہ وسیع کرے 310

پوری دنیا کے حالات کا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور تباہی کی طرف بڑھنا 312

حضور کی مخالفت اور اللہ تعالیٰ کا تائید و نصرت فرمانا 317

استحارہ پر اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ دکھانا 322

قبول احمدیت کے لئے اللہ تعالیٰ کا دل کھولنا 322، 323

رؤیا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا راہنمائی فرمانا 324، 325

آگ

صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدمی کھجور خرچ کرنے

84

کی توفیق ہو
گھر میں گیس لیک ہونے کی وجہ سے آگ لگنے سے مکرّمہ

85

سعدہ برتاوی صاحبہ کا جھلس جانا
آخری عشرے کے دوران آگ سے بچنے کے لئے ایک

288

دعا پڑھنے کی نصیحت
مسجد بیت الفتوح کے ایک حصہ کا آگ لگنے کے بعد

542

رہائش میں کمی کا مسئلہ پیدا ہونا
عالمگیر کے دور میں شاہی مسجد کو آگ لگنا اور عالمگیر کا

544

سجدہ شکر کرنا
آمین بالجبر

رفع یدین، آمین بالجبر اور قیام میں ہاتھ باندھنے کے
متعلق حضور کا طریق

44 تا 41

آمین

پاکستان نیشنل اسمبلی میں ایک آئینی ترمیم میں الفاظ کی ردّ
و بدل کی کوشش

492

ابارشن (Abortion)

ہم جنس پرستی اور Abortion کے خلاف ہونے کی وجہ سے
یو کے کے سیاستدان کا پارٹی لیڈر بننے سے انکار کرنا 432، 433

اتباع

آپ کے اتباع کے بغیر نجات ممکن نہیں

512

اجتماع

لجنہ اماء اللہ یو۔ کے کے اجتماع کا آغاز
مجلس انصار اللہ یو۔ کے کے سالانہ اجتماع کا آغاز

461

انصار اللہ یو۔ کے کو آئندہ ایسی جگہ اجتماع منعقد کرنے کی
ہدایت جہاں پانچوں وقت کی نمازوں کا اہتمام ہو سکے

475

اجر

اللہ تعالیٰ کا پردہ پوشی کرنے والے کو بغیر اجر کے نہ چھوڑنا 139
تنگ دست مقروض کو قرضہ کی ادائیگی میں مہلت دینے یا

380

معاف کر دینے کا اجر
آتش پرست بوڑھے کو چڑیوں کو دانہ ڈالنا کا اجر ملنا

526

اللہ تعالیٰ کا مومنوں کو ذاتی معاشرتی اور قومی معاملات سے
نکل کر غیر قوموں سے بھی عدل و انصاف کا حکم دینا 550

حضورؐ کی زندگی میں خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا لوگوں
کی رہنمائی کرنا

570، 569

اللہ تعالیٰ کے خوابوں کے ذریعہ لوگوں کی رہنمائی فرمانے
کے واقعات

581 تا 570

بعض نیک فطرت لوگوں کا دل سے احمدیت کو سچا سمجھنا مگر
بیعت نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کا بیعت کے لئے توجہ دلانا 572، 573

585، 584

حضورؐ کا عشق الہی
صحابہ کا بلند مقام اور اللہ تعالیٰ کا ان سے راضی ہونا 606

جلسہ کا مقصد، اللہ کے حضور دعائیں کرنا، اپنی علمی اور
عملی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرنا

632

آتش پرست

آتش پرست بوڑھے کو چڑیوں کو دانہ ڈالنا کا اجر ملنا 526
آخرین

آخرین کا پہلوں کے ساتھ جڑنے سے کیا مراد ہے؟ 241، 242

آرکائیو

شعبہ آرکائیو کے تحت تبرکات کی نمائش 355

آزادی

بعض لوگوں کا دین اور مذہب کو آزادی سلب کرنے والا
اور پابندی لگانے والا سمجھنا

16

آسمان

ایک خاتون کا کہنا کہ آج کے تاریک دور میں حضور انور کا
یہ انسانیت کے بارے میں پیغام آسمان پر ایک شمع کی

193

حیثیت رکھتا ہے
رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان سے نچلے

آسمان پہ آجاتا ہے... 292

جو لوگ قرآن کو عزت دین گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے 301
تم دنیا میں رحم اور نرمی سے کام لو تو آسمان پر خدا تعالیٰ بھی

375

تم سے رحم کا سلوک کرے گا
عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر جانے کے عقیدہ کا رد

514

اجلاس

حضور انور کی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ہونے والے اجلاسات میں شمولیت اور ایم ٹی اے پر آنے والے پروگراموں کو سننے کی ہدایت 76

احساس

ہر احمدی کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنی کی ضرورت، ہر فعل اور عمل اسلام کا نمونہ ہو 119

احساس کمتری

احساس کمتری اور پردہ 18
بعض نوجوانوں کا مسلمانوں کی طرف منسوب فتنہ و فساد کی وجہ سے احساس کمتری کا شکار ہونا 173

احسان

اسلام کے دو حصے، خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اس کے احسانوں کے بدلہ پوری اطاعت 396، 395
نیکی کا دوسرا درجہ احسان 529

احکام (نیز دیکھیں حکم)

تبلیغ کے لئے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اسلامی احکام کی حکمت دلائل کے ساتھ بتانے کی ضرورت ہونا 117
آنحضورؐ کی تمام زندگی قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنی والی اور بطور نمونہ تھی 224

احمدیت / احمدی (نیز دیکھیں جماعت احمدیہ)

احمدیوں کی قربانیوں کا دوسرا درجہ پر اثر، تبلیغ کے رستے کھلنا 8
حیاء کی اہمیت اور احمدیوں کو اپنے حیاء کے معیار بلند کرنے کی نصیحت 18، 17

ایک احمدی بچی کا دوران ملازمت حجاب کے متعلق سوال اور اس کا جواب 19، 18

پاکستان کے احمدیوں کو مساجد آباد کرنے اور لذت اور سرور والی نمازوں کے قیام کی ہدایت 33

ہر احمدی کو نماز باجماعت کی حفاظت اور ادائیگی کی طرف توجہ دینے کی ہدایت 35

الجزائر کے احمدیوں کے متعلق دعا کی تحریک 52
خواب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا احمدیت کی طرف راہنمائی

فرمانا

65 تا 62

اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہنمائی اور قبول احمدیت کے واقعات..... 154، 67 تا 62

ایم ٹی اے کے ذریعہ حقیقی اسلام کا علم پا کر احمدیت میں داخل ہونا 65

احمدیوں کو عبادات، صدقات اور استغفار کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی ضرورت ہے 78

الجزائر میں پولیس اور عدالتوں کا احمدیوں کو ہراساں کرنا جیلوں میں ڈلانا 115

ہر احمدی کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنی کی ضرورت، ہر فعل اور عمل اسلام کا نمونہ ہو 119

الجیریا میں احمدیوں کو الزام لگا کر مقدمے کرنا، جیلوں میں ڈالنا، عورتوں کو دودھ پیتے بچوں سمیت پکڑنا 125

احمدی، الجیریا میں احمدیوں پر الزام، نعوذ باللہ آنحضورؐ کے مقام کو کم کرتے ہیں 125

الجزائر اور پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک 147، 146
الجزائر میں عدالت اور حکومتی کارندوں کا احمدیوں کو ظلم کا نشانہ بنانا 146

قبول احمدیت کے واقعات 156 تا 148
ایم ٹی اے کی برکت سے قبول احمدیت کی توفیق ملنا 150، 149

99.9 فیصد احمدیوں کو مغربی ممالک میں رہنے کی اجازت ان کی کسی ذاتی خوبی کی بجائے احمدیت کی وجہ سے ملنا 174

مغربی ممالک میں آکر دنیا داری کے اثر میں رہ کر بعض احمدیوں کے عبادات کے معیار کم ہو جانا 174

ایک سیرین دوست کی غلط فہمی کا حضور کا خطاب سن کر دور ہونا کہ احمدی کا قرآن اور ہے 192

پاکستان کے ایک وزیراعظم کا کہنا کہ احمدیوں کے ہاتھ میں کٹکول پکڑا دوں گا 206

اللہ تعالیٰ پر توکل کی وجہ سے احمدیوں کے کاروباروں میں برکت پڑنا 206

احمدیوں کا قانون کی پاسداری کرتے ہوئے ظلم پر صبر کرنا اور خدا تعالیٰ کے حضور جھکنا 213

احمدی ہی ہیں جو مومن ہونے کا نمونہ دکھاتے ہیں 213
حضور انور کا تبلیغ کے دوران سخت زبان استعمال کرنے
والے احمدیوں کو سرزنش 218، 219
سوشل میڈیا پر چڑ کر لوگوں کو غلط رنگ میں جواب دینے
والے احمدیوں کو انذار 220، 221
ہندوستان پاکستان میں احمدیوں کا تکالیف اور مشکلات
کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا 242
الجزائر کے احمدیوں کے کامل ایمان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا
ان کے لئے تسکین کے سامان پیدا فرمانا 244
پاکستان کے ایک سربراہ کا احمدیوں کو کشتول پکڑانے کا
بیان اور جماعت کی ترقی 245
بیشمار لوگوں کا آجکل کسی احمدی کے اخلاق سے متاثر ہو کر
جماعت میں داخل ہونا 271
ہر احمدی کا فرض ہے کہ اپنی مستقل دعاؤں میں جماعت
کو بھی شامل کرے 310
پاکستان کے احمدیوں کو اپنے لئے خاص طور پر دعا کرنے
کی تحریک 310، 311
ہر احمدی کی درد کے ساتھ کی جانے والی دعا ہی دنیا کو تباہی
سے بچا سکتی ہے 314
تفسیر کبیر پڑھ کر قبولیت احمدیت کا واقعہ 323، 324
احمدی ہونے کے لئے شرائط رکھنا درست نہیں 331
ایک شخص کا احمدی ہونے کے لئے اولاد ہونے کی شرط رکھنا،
حضور کا جواب کہ میں بچے پیدا کروانے نہیں آیا 331
جلسہ سالانہ یو کے کی کامیابی کے لئے تمام دنیا کے احمدیوں
کو دعا کی تحریک 350
جلسہ پر ہر آنے والے احمدی کو اپنے آپ کو مہمان اور
میزبان سمجھنا چاہئے 351
علی کلاکو (Alie Kaloko) صاحب کا کہنا کہ آجکل
اسلام کا نام ہر طرف دہشت گردی کے ساتھ منسوب کیا
جاتا ہے لیکن احمدی اس تناثر کو غلط ثابت کر رہے ہیں 363
ایک مہمان کا کہنا کہ احمدیوں کے تمام کام قرآن اور
حضرت محمد ﷺ کے حکموں کے مطابق ہیں 365

ایک صحافی خاتون کا جذبات ابھارنے کے لئے میوزک کو
لازمی سمجھنا مگر عالمی بیعت کے دوران احمدیوں کے
جذبات کا دل سے براہ راست نکلنا 366
جلسہ کے متعلق احمدیوں کا حضور انور کو مثبت اور منفی
تاثرات پر مشتمل خطوط لکھنا 367
احمدی وکیلوں اور فریقین کو اپنے عہد بیعت کو اپنے
مفادات پر ترجیح دینے کی ہدایت 374
ایم ٹی اے کا پوری دنیا احمدیت کو اکٹھا اور باخبر کر دینا 409
مالکہ صاحبہ کا قبول احمدیت 438
بشیر ساکھ صاحب کا قبول احمدیت 439
یشنل رامیل کا قبول احمدیت 440
حمز محمد عبدالہادی صاحب کا قبول احمدیت 441
علی اشکور صاحب کا قبول احمدیت 441
حجاز کریم ڈاکٹر کا قبول احمدیت 442
بامیسور و کریم صاحب کا قبول احمدیت 445
جیاواہر اہیم صاحب کا قبول احمدیت 446
دامیلے صاحب کا قبول احمدیت 446
پارے ادریس صاحب کا قبول احمدیت 447
میر اصاحبہ کا قبول احمدیت 480
بومباسیکو صاحب کا قبول احمدیت 485
ظہیر واحد و وج صاحب کا قبول احمدیت 486
سوری حمید و صاحب کا قبول احمدیت 487
ولیم شاہین کا قبول احمدیت 488
پاکستان میں ختم نبوت کو احمدیوں کے خلاف بطور ہتھیار
استعمال کیا جانا 491، 492
میڈیا کے زیر اثر دوسرے ممالک کے علماء کا احمدیوں پر
الزام لگانا کہ نعوذ باللہ احمدی قرآن کو نہیں مانتے وغیرہ 493
احمدیوں کو فوج میں بھرتی نہیں کرنا چاہئے، اس کا جواب 503
احمدیوں پر قوم کے وفادار نہ ہونے کا اعتراض اور اس کا
جواب 503، 504
پاکستان میں آج احمدی ہی ہیں جو حب الوطن من الایمان
پر نہ صرف یقین رکھتے ہیں بلکہ عمل بھی کرتے ہیں 504

اعلیٰ اخلاق 265،264
 آنحضورؐ کے اعلیٰ اخلاق 265
 اخلاق کی درستی 267
 حصول اخلاق کے لئے توبہ کی ضرورت 268،267
 اخلاقی حالت لہیٰ کرامت ہے جس پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا 269
 جماعت کو شہ زور پہلوانوں کی نہیں بلکہ تبدیلی اخلاق کی
 کوشش کرنے والے افراد مطلوب ہونا 269
 بہت سے رند اور عیاشوں کا نشانات کے مقابل اخلاقی
 حالت سے متاثر ہونا 270
 چند سکھ فقیروں کا حضورؐ کی مجلس میں آپؐ کے اخلاق سے
 متاثر ہونا 270
 بی شمار لوگوں کا آجکل کسی احمدی کے اخلاق سے متاثر ہو کر
 جماعت میں داخل ہونا 271
 اخلاق بھی رزق کی طرح ہیں 272،271
 افراد جماعت کو اپنے اندر تبدیلی اور اعلیٰ اخلاق پیدا
 کرنے کی نصیحت 273،272
 کارکنان جلسہ کو نرم زبان اور اعلیٰ اخلاق کے معیار قائم
 کرنے کی ہدایت 341،340
 ہر احمدی کی ذمہ داری، اعلیٰ اخلاق صرف دکھوانہ ہوں
 بلکہ ہمیشہ قائم رہیں 361
 بیعت میں آکر اعلیٰ اخلاق کو اپنانا ہی کرامت 387
 جماعت کو پہلوانوں کی نہیں تبدیلی اخلاق کے لئے
 کوشش کرنے والے افراد مطلوب ہیں 387
 کرامت یہ ہے کہ بدیوں کو چھوڑ کر اعلیٰ اخلاق اختیار کرو 387
 بہت سے رند اور عیاش لوگوں کا نشانات کے مقابل اخلاقی
 حالت سے متاثر ہونا 388
 اعلیٰ اخلاق کو اختیار کرنے، فتنہ و فساد کو چھوڑنے کی نصیحت 393
 کارکنان کو انتہائی خوش اخلاقی سے پیش آنے کی ہدایت 408
 محبت الہی کے پیدا کرنے کے لئے آپؐ کے اخلاق اور
 طرز عمل کو اپنانا ضروری 510
 درستی اخلاق کے واسطے اللہ تعالیٰ پر ایمان ضروری ہے 520
 آنحضورؐ کی خوش اخلاقی 590

احمدی بچوں کی قربانی کے واقعات 540،539
 مصطفیٰؐ دیا صاحب کا قبول احمدیت 570
 جلیلہ صاحبہ کا قبول احمدیت 571
 کونے آدم صاحب کا قبول احمدیت 571
 بعض نیک فطرت لوگوں کا دل سے احمدیت کو سچا سمجھنا مگر
 بیعت نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کا بیعت کے لئے توجہ دلانا 572،573
 محمود غریب کا قبول احمدیت 573
 جمیل سرحان صاحب کا قبول احمدیت 573،574
 عبد اللہ محمد کا قبول احمدیت 574،575
 سعید ر خاص صاحب کا قبول احمدیت 577
 نادیہ صاحبہ کا قبول احمدیت 580
 رضوان صاحب کا قبول احمدیت 581
 اخبار (نیز دیکھیں خبریں)
 الجزائر میں میڈیا اور اخبارات کا جماعت کی مخالفت کرنا،
 اس مخالفت کا جماعت کی تبلیغ کا ذریعہ بننا 147
 مسلمانوں کی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی
 مصلح آئے، اخبارات اور تقریروں میں لوگوں کا کہنا کہ
 امت کو سنبھالنے کے لئے کوئی آنا چاہیے 148
 اخلاص
 عبادات میں اخلاص و وفا ہونا چاہئے 203
 ایک مہمان کا کارکنان کا اخلاص دیکھ کر متاثر ہونا 413
 افراد جماعت کے اخلاص میں ترقی کے واقعات 479،480
 اخلاق
 مومنوں میں سے کامل الایمان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے
 ہیں اور عورتوں سے سلوک... 226
 انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی
 گواہ اس کی بیوی 231
 تبلیغ میں ہمیشہ نرم زبان کا استعمال اور اعلیٰ اخلاق دکھانے
 چاہئیں 235
 متقی کے لئے اعلیٰ اخلاق کا ہونا ضروری 262
 اخلاق انسان کے صالح ہونے کی نشانی 262
 اخلاق سے کیا مراد ہے اور اخلاق کا مقصد 264،263

ادب

مبلغین اور واقفین زندگی کا ادب و احترام افراد جماعت
میں پیدا کرنا عہدیداران کی ذمہ داری 107

اسائیکل سیکرز

اسائیکل سیکرز سے تقسیم پمفلٹ اور تبلیغ کا کام لینے کی
ہدایت 429

اسباب

دعا سے غفلت اور اسباب پرستی کا بڑھنا 397، 398

استخارہ

نکاح سے قبل استخارہ کرنے کی ہدایت 90

استخارہ کی اہمیت 90 تا 93

استخارہ پر اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ دکھانا 322

استخارہ کے بعد اللہ تعالیٰ کا رہنمائی فرمانا 480

استخارہ کرنے پر خواب کے ذریعہ رہنمائی 575

استغفار (نیز دیکھیں توبہ)

احمدیوں کو عبادات، صدقات اور استغفار کے ذریعہ
خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی ضرورت ہے 78

صدقہ اور استغفار کی حقیقت اور اہمیت 80، 81

استغفار کی اہمیت 79، 140

استغفار اور توبہ کی اہمیت 81، 82

استغفار کے معنی، چھپانا اور ڈھانکنا 136

استغفار کی ضرورت و اہمیت 137، 138

سچی توبہ اور استغفار 222

غالب آنے کے ہتھیار، توبہ استغفار اور نمازوں کی ادائیگی 222

قرض کی ادائیگی کے متعلق ایک نسخہ، استغفار کثرت سے

کرنا..... 382

توبہ و استغفار وصول الی اللہ کا ذریعہ 473

صوفیوں کا طریق، سو سو مرتبہ سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور

سورہ اخلاص پڑھنے کے بعد ایک ہزار مرتبہ درود شریف

اور استغفار پڑھنا 571

استقامت

تقویٰ اور استقامت 257، 258

استہزاء

عارضی بناوٹی خوشی اور زبان کے مزے کی خاطر مجلس
میں استہزاء کرنا بہت بڑا گناہ 141

اسٹر اکنیا

اسٹر اکنیا ایک زہر 522

اسلام

جماعت احمدیہ کے سپرد ساری دنیا میں اسلام کے قیام کا

کام ہونا 1

جماعت احمدیہ کا ایک غریب جماعت ہونے کے باوجود

بڑھ چڑھ کر دنیا میں اشاعت اسلام اور خدمت خلق کے

کام کرنا 2

بچیوں کا حضور انور سے اسلام میں پردہ کے متعلق سوال

کرنا، یورپ میں کیوں آزاد لڑکیوں جیسا لباس نہیں پہن

سکتیں؟ اس کا جواب 16، 17

اسلام مخالف قوتوں کا شدت کے ساتھ مذہبی تعلیمات اور

اسلامی روایات کو مسلمانوں میں سے ختم کرنے کے لئے

زور لگانا 19

اسلام غلط قسم کی پابندیوں میں نہیں جکڑتا بلکہ حسب

ضرورت تعلیمات میں نرمی کے پہلو بھی ہیں 20، 21

جرمن خاتون کا حضور انور کی تقریر سن کر کہنا کہ اسلام عورتوں

کے حقوق کی زیادہ باریکی میں جا کر حفاظت کرتا ہے 24

اسلام میں پردہ سے مراد جیل میں ڈالنا نہیں بلکہ حیاء کو

قائم کرنا ہے 25

اسلام کی حقیقی خوبصورت تعلیم کو اپنے ہم وطنوں میں

پھیلائیں..... 55

ایم ٹی اے کے ذریعہ حقیقی اسلام کا علم پاکر احمدیت میں

داخل ہونا 65

دنیا میں برپا فتنہ و فساد کا ذمہ دار اسلام مخالف قوتیں 77

بعض مسلمان گروہوں اور تنظیموں کا اسلام کے نام پر ظلم 77

جرمنی کے مشرقی حصہ میں اسلام کی مخالفت 77

ہالینڈ میں اسلام کی مخالفت 77

امریکہ میں اسلام کی مخالفت 77

دنیا کے پریس نمائندوں اور غیر مسلموں کا حضور انور سے اسلام کے بارے میں بڑھتے ہوئے خوف کے متعلق سوال

اور اس کا جواب 186

غیر مسلم ممالک میں دہشت گرد حملوں کی وجہ سے اسلام کے متعلق تحفظات پیدا ہونا 187

بعض لوگوں کی حرکات اسلام کے نام پر فتنہ و فساد پھیلانے کی کوشش کرنے والی ہیں تو اس کی وجہ اسلامی تعلیم نہیں بلکہ اس تعلیم پر عمل نہ کرنا ہے 188

اسلامی تعلیم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے بعض لوگوں کا فتنہ و فساد پھیلانا 188

حضور انور کا خطاب سن کر اسلام کے متعلق نظریے کا بدلنا 188

پیس کانفرنس کے ذریعہ پوری دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچانا 195

ایک (جی پی) چرچ کے لیڈر کا کہنا کہ حضور انور کا خطاب ایک راہ دکھانے والی روشنی کی طرح تھا جس نے دکھایا کہ اسلام عظیم الشان امن کا مذہب ہے 196

ایک مہمان کا کہنا کہ حضور انور کے خطاب سے معلوم ہوا ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور دہشت گرد غلط طور پر اسلام کے پیچھے چھپ رہے ہیں 196

ایک مہمان کا کہنا کہ آج معلوم ہوا ہے کہ ویسٹ منسٹر میں دہشت گردی کے واقعہ کی وجہ اسلام نہیں بلکہ ایک فرد کا قصور تھا 196

جو ہتھیار مخالفین اسلام کو ختم کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں وہی ہم نے کرنے ہیں وہ ہتھیار لڑیچر اور تبلیغ کا ہتھیار ہے 216

اسلام مخالفت قوتوں کا اسلامی دنیا کو کمزور کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں وہی ہم نے کرنے ہیں وہ ہتھیار لڑیچر اور تبلیغ کا ہتھیار ہے 216

اسلام مخالفت قوتوں کا اسلامی دنیا کو کمزور کرنے کے لئے خلافت کے نام پر اپنے آپ کو منظم کرنے والی تنظیموں کی مدد کرنا 239

مانچسٹر میں بیس، بانئیس لوگوں اور معصوم بچوں کو قتل کر کے اس ظالمانہ فعل کو اسلام کی طرف منسوب کرنا 240

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش اور مسلمانوں کو محتاط رہنے کی تلقین 313

مسلمانوں کی بد قسمتی، مرکز اسلام کے بادشاہ کا اپنے

اسلام کا دوسری شادی کی اجازت جائز ضرورت اور شرائط کے ساتھ دینا 96

مر بیان، امراء اور صدران کا ایک مقصد، افراد جماعت کی تربیت، خلافت سے وابستگی، توحید کا قیام اور اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا 104

قوم پرست سیاستدانوں اور پارٹیوں کا اسلام کی مخالفت کرنا 114، 113

نام نہاد مولویوں اور شدت پسندوں کا اسلام کے نام پر فساد برپا کرنا 116

تبلیغ کے لئے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اسلامی احکام کی حکمت دلائل کے ساتھ بتانے کی ضرورت ہونا 117

ہر احمدی کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے کی ضرورت، ہر فعل اور عمل اسلام کا نمونہ ہو 119

آسٹریلیا میں ایک طبقہ کی اسلام دشمنی، جو مسلمان مرد عورتوں سے اور مسلمان عورتیں مردوں سے مصافحہ نہیں کرتیں ان کو ملک بدر کرنے کا مطالبہ 120

اسلام کی اشاعت اور توحید کا قیام حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے ذریعہ ہونا ہے نہ کہ کسی بدوق یا تلوار سے یا دہشت گردی سے 133

یورپ میں اسلام کے نام پر ظلم ایک افریقی خاتون مہمان کا جلسہ میں شرکت سے پہلے خیال کرنا کہ جماعت بھی کہیں، دوسری اسلامی تنظیموں کی طرح دہشت گرد جماعت نہ ہو 151

جماعت کے پروگراموں میں شمولیت کے بعد غیر مسلموں کے اسلام کے متعلق منفی خیالات کا تبدیل ہونا 175

جماعت کے فنکشنز میں شمولیت کے بعد غیر مسلموں کے اسلام کے متعلق منفی خیالات تبدیل ہونے کے واقعات 175 تا 178

اسلام، جماعتی فنکشنز میں شرکت کے بعد لوگوں کا حقیقی اسلامی تعلیم سے آگاہ ہو کر متاثر ہونا 175 تا 178

ہلہ کام اسلام کی مثبت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے 177

ایک جرنلسٹ کا حضور انور سے جرمنی میں اسلام سے لوگوں کا خوفزدہ ہونے کی وجہ دریافت کرنا 186

پاکستان کے ممبر اسمبلی کا قائد اعظم یونیورسٹی کے فزکس
کے ڈیپارٹمنٹ کا نام ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے تبدیل
کرنے کی قرارداد پیش کرنا 502

اسوہ حسنہ

آنحضورؐ کا ہر عمل ہمارے لئے اسوہ حسنہ 401
آنحضورؐ سے عشق کا اظہار آپؐ کے اسوہ کو اپنا کریں 402
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے بارے میں
حضرت عائشہؓ کا سنہری حروف میں لکھا جانے والا بیان گان
خُلُقُهُ الْقُرْآن 503

آنحضورؐ کا اسوہ حسنہ 583، 582

صدق و سچائی میں آنحضورؐ کا اسوہ 587

اسیران راہ مولیٰ

الجزائر کے ایک اسیر کا حضور انور کو خط 243
الجزائر کے اسیروں کا مضبوط ایمان اور ثابت قدمی 243-244

اشاعت

جماعت احمدیہ کا دنیا کی واحد جماعت، تمام افراد کا ایک
ہی مقصد خدمت خلق اور دین کی اشاعت کے لئے روپیہ
خرچ کرنا 1

اسلام کی اشاعت اور توحید کا قیام حضرت مسیح موعودؑ کی
جماعت کے ذریعہ ہونا ہے نہ کہ کسی بددوق یا تلوار سے یا
دہشت گردی سے 133

تکمیل اشاعت ہدایت کی وضاحت 561

تکمیل اشاعت ہدایت کے ذرائع 561

اصلاح

اس زمانے میں تلوار کے جہاد کا نہیں بلکہ نفس کی اصلاح کا
جہاد ہے 21

انتہائی احتیاط اور ہمدردی کے جذبات کے ساتھ لوگوں کی
اصلاح کرنے کی ہدایت 139

جماعتی طور پر اصلاح پر مامور افراد کے لئے ایک ہدایت 139
اللہ تعالیٰ کا حضورؐ کو اس زمانے کی اصلاح کے لئے بھیجنا اور
اپنی جناب سے براہ راست علم عطا فرمانا 179

مفادات کی خاطر غیر مسلموں کی گود میں گر کر اسلام کو
کمزور کرنا 314

مر بیان اور پریس سیکشن کا جماعت اور اسلام کی امن پسند تعلیم
کو پریس کے ذریعہ دنیا میں وسیع پیمانے پر پھیلاؤ 339-340
گوئے مالا کی نیشنل پارلیمنٹ کی ممبر الینا کیلیس کے
تاثرات، جلسہ میں اسلام کی حقیقی پرامن تعلیم کی عملی
تصویر دیکھنے کا موقع ملا 359

علی کالا کو (Alie Kaloko) صاحب کا کہنا کہ آجکل
اسلام کا نام ہر طرف دہشت گردی کے ساتھ منسوب کیا
جاتا ہے لیکن احمدی اس تاثر کو غلط ثابت کر رہے ہیں 363
اسلام کے دو حصے، خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ
ٹھہرانا، اس کے احسانوں کے بدلہ پوری اطاعت 395، 396
ایک جرنلسٹ آگسٹین صاحبہ کا اسلام کے مختلف فرقوں پر
پراجیکٹ کے سلسلہ میں حضور انور سے ملاقات کرنا 412
حضورؐ کا متعدد جگہ فرمانا کہ جو ختم نبوت کا منکر ہے میں اسے

بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں 492
ختم نبوت کا مقام اور اسلام کی دوسرے مذاہب پر فوقیت 496، 497
مسلمان کلمہ گو کو کافر کہنے والا اسے دائرہ اسلام سے خارج
کر دیتا ہے 502

لوگوں کا اسلام کے مفہوم و مقصد سے ناواقف ہونا 505
ڈاکٹر اسرار صاحب کا اقرار کہ اسلام کا دفاع حضورؐ نے ہی
کیا تھا 513

آنحضورؐ کی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ایک شخص کو بھیجنے
کی پیشگوئی 558، 559

حضورؐ کے دور میں اسلام کی مخالفت کا نقشہ 559، 560
اسمبلی

آزاد کشمیر اسمبلی میں بھی آجکل جماعت کو غیر مسلم قرار
دینے کی قرارداد پیش ہونا 216

جماعت کو کسی اسمبلی یا حکومت سے مسلمان ہونے کے
سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں 492

پاکستان نیشنل اسمبلی میں ایک آئینی ترمیم میں الفاظ کی رد
و بدل کی کوشش 492

شعبہ تبلیغ کو حضورؐ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل پمفلٹ جماعتوں کو مہیا کرنے کی ہدایت 427

ایک اعتراض اور اس کی وضاحت، بیعت کے لئے رہنمائی کے واقعات یورپ میں کیوں نہیں ہوتے؟ 477

احمدیوں پر ایک اعتراض کہ نعوذ باللہ احمدی قرآن کریم کو بھی نہیں مانتے اور مرزا صاحب کے الہامات کو قرآن کریم سے افضل سمجھتے ہیں 493

احمدیوں پر قوم کے وفادار نہ ہونے کا اعتراض اور اس کا جواب 504، 503

حضورؐ کے پلاؤ کھانے پر اعتراض اور اس کا جواب 527

سورج چاند گرہن کے نشان کے پورے ہونے کے بعد مخالفین کا اس کی صحت پر اعتراض کرنا 566

اعلان

وقف جدید کے ساٹھویں سال کے آغاز کا اعلان 9

وقف جدید کے نئے سال کا اعلان اور گزشتہ سال میں ہونے والے افضال الہی 10، 9

پیشگوئی مصلح موعود کے اعلان کے بعد افراد جماعت کا خوشی کا اظہار اور غیر مبالغین کا اعتراضات کرنا 71

تحریک جدید کے چوراسویں سال کے آغاز کا اعلان 540

اعمال (نیز دیکھیں عمل)

پاکیزہ اولاد کی خواہش کے ساتھ والدین کا دعا کے ساتھ نیک اعمال کا حامل ہونا بھی ضروری ہے 330

اعمال صالحہ کی اہمیت 518، 400، 399

افراد جماعت کو دعاؤں، نمازوں اور نیک اعمال کی طرف توجہ دلانا 640

افتتاح

والد شٹ میں مسجد کی تعمیر اور افتتاحی تقریب 188

Augusburg میں مسجد کا افتتاح 189

مساجد کی افتتاحی تقریبات کی مجموعی میڈیا کوریج کی تفصیل 194

مسجد بیت العافیت کے افتتاح کی میڈیا کوریج کی تفصیل 194

مسجد بیت النصیر آکس برگ کے افتتاح کی میڈیا کوریج کی

اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق اپنی اصلاح کرنا ہے 233

جماعتی نظام کے خلاف باتیں کرنے سے منع فرمانا، اصلاح طلب امور کی اطلاع خلیفہ وقت کو پہنچانے کی ہدایت 452، 451

اصلاح نفس کی ایک راہ صحبت صالحین 456، 455

اصول

معاشرے کے امن کے لئے سنہرا اصول، پردہ پوشی 137

ایک اصولی ہدایت، معاملات میں نرمی اور سہولت کا سلوک کریں 375

صلح کاری کے محل شناسی کا اصول، ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو معاف کر دیں 392

اضطراب

قبولیت دعا کے واسطے اضطراب شرط ہے 309

اضطرار

اضطرار کی حالت اور دعا کی حقیقت 635، 634

اطاعت

حاکم وقت کی اطاعت ہر حالت میں کرنی ہے 111

مر بیان کو اطاعت کا نمونہ دکھانے کی ہدایت 104

اسلام کے دو حصے، خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اس کے احسانوں کے بدلہ پوری اطاعت 396، 395

آپؐ کی اطاعت کے بغیر انسان محبوب الہی بن ہی نہیں سکتا 509

اطمینان

اطمینان کامل کے حصول کے لئے ایمان کامل کی ضرورت 523

اعتدال

جائز چیزوں میں بھی اعتدال رکھنا 527، 526

تنعم اور کھانے پینے میں اعتدال کا نام تقویٰ 528

اعتراض

کسی عیسائی کا اعتراض کہ نعوذ باللہ آنحضورؐ نے تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے 285

قضا کے معاملات میں، لین دین، حق مہر کی ادائیگی کے معاملات میں دوسرے فریقین کا اعتراضات کرنا 377

شعبہ تبلیغ کو حضورؐ پر ہونے والے اعتراضات کو جمع کر کے ان کے جوابات تیار کرنے کی ہدایت 427

تفصیل

افسر/افسران

افسران، نائبین اور معاونین کو مہمانوں کے ساتھ نرم رویہ اپنانے اور صبر کی تلقین

341

الزامات

جماعت پر داعش کی طرح کی جماعت ہونے کا الزام لگانا 52
الجزیرہ یا میں احمدیوں کو الزام لگا کر مقدمے کرنا، جیلوں میں ڈالنا، عورتوں کو دودھ پیتے بچوں سمیت پکڑنا 125
الجزیرہ یا میں احمدیوں پر الزام، نعوذ باللہ آنحضورؐ کے مقام کو کم کرتے ہیں 125

ریڈیو سٹیشن کے ڈائریکٹر کا مخالفت کرنا اور کرپشن کے الزام میں برطرف ہونا 321

حضور انور کا قاضی اور قضا کے فیصلوں پر الزام لگانے سے منع فرمانا 376

نئی جماعت بنا کر پھوٹ ڈالنے کا الزام اور اس کا جواب 400
میڈیا کے زیر اثر دوسرے ممالک کے علماء کا احمدیوں پر الزام لگانا کہ نعوذ باللہ احمدی قرآن کو نہیں مانتے وغیرہ 493
حضورؐ پر ایک الزام نعوذ باللہ اپنی دنیاوی خواہشات کی تکمیل کے لئے جماعت قائم کی 506

حضورؐ پر آنحضورؐ کے مقام کو گرانے کا الزام اور اس کا جواب 508

القلم پر اجبکٹ

القلم پر اجبکٹ کا تعارف 355

الہامات

احمدیوں پر ایک اعتراض کہ نعوذ باللہ احمدی قرآن کریم کو بھی نہیں مانتے اور مرزا صاحب کے الہامات کو قرآن کریم سے افضل سمجھتے ہیں 493

حضورؐ کے الہامات قرآن کریم کے خادم ہیں 493

امارت

پاکستان میں امارتوں کے نظام میں تھوڑی تبدیلی 541

امام/امامت

امامت کو بطور پیشہ اختیار کرنا 51
مخالفین کا جماعت کے امام کے خلاف بددعا کرنا، ان کے

اپنے ہی امام کو سانپ کا کاٹنا
امت مسلمہ

اخبارات اور تقریروں میں لوگوں کا کہنا کہ امت کو سنبھالنے کے لئے کوئی آنا چاہیئے 148

حضورؐ کو اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ اندیشہ کہ وہ خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائے گی... 204

آنحضورؐ کا فرمانا کہ میری امت ایک مبارک امت ہے یہ معلوم نہیں کہ اس کا اول زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ 241
مومن کا کام ہے کہ اپنے دائرے سے نکل کر جماعت، امت مسلمہ اور اپنے اپنے ملکوں کے لئے بھی دعا کرے 309

جماعت اور امت مسلمہ کے دعا کی تحریک 408

میری امت کے علماء، بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں 512
رسول اللہؐ کا فرمانا کہ ہر ایک امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کا امین عبیدہؓ ہیں 618

جلسہ قادیان کے شاپلین کو امت مسلمہ کے لئے دعا کی تحریک 633

حضورؐ کی امت مسلمہ کے لئے ایک دعا 642

امراء/امیر (نیز دیکھیں عہدیداران)

صدران جماعت، امراء، واقفین نو اور مربیان سلسلہ کو ہدایات 112 تا 103

حضور انور کا صدران اور امراء کو مربیان کی عزت و احترام قائم کرنے کا کام سپرد کرنا 104

مربیان، امراء اور صدران کا ایک مقصد، افراد جماعت کی تربیت، خلافت سے وابستگی، توحید کا قیام اور اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا 104

جماعت کے انتظامی نظام کو صحیح طور پر چلانے کی ذمہ داری صدر جماعت اور امیر جماعت کی ہونا 106

عہدیداران، صدران، امراء کو افراد جماعت کے لئے ہمیشہ پیار اور محبت کے پر پھیلانے کی ہدایت 108

عہدیداران، امراء اور صدران کو مسکراتے چہروں کے ساتھ لوگوں کو ملنے کی ہدایت 109

عہدیدار یا امیر کے خلاف شکایت کو خلیفہ وقت تک پہنچا کر اس کے لئے دعا کرنے کی ہدایت 452

امن

معاشرے کے امن کے لئے سنہرا اصول، پردہ پوشی 137
 بوسنیا سے تعلق رکھنے والی تین تعلیم یافتہ خواتین کا جماعت
 کے امن کے قیام کے متعلق تاثرات 188
 ایک (جی پی) چرچ کے لیڈر کا کہنا کہ حضور انور کا خطاب
 ایک راہ دکھانے والی روشنی کی طرح تھا جس نے دکھایا کہ
 اسلام عظیم الشان امن کا مذہب ہے 196
 ایک مہمان کا کہنا کہ حضور انور کے خطاب سے معلوم ہوا
 ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور دہشت گرد غلط طور پر
 اسلام کے پیچھے چھپ رہے ہیں 196
 ایک مہمان کے تاثرات، موجودہ مشکل حالات میں امن کے
 قیام کے لئے حضور کے خطاب کا ایک شمع کی حیثیت رکھنا 188
 نظام خلافت کا خوف کی حالت کو امن میں بدلنا 240
 دنیا کے امن کا حضور کی کے بتائے ہوئے طریق پر عمل
 کرنے کے ساتھ وابستہ ہونا 314
 مربیان اور پریس سیکشن کا جماعت اور اسلام کی امن پسند تعلیم
 کو پریس کے ذریعہ دنیا میں وسیع پیمانے پر پھیلاؤ 339-340
 ایک عیسائی خاتون کا کہنا کہ یہ جلسہ تو ایک معجزہ ہے یہاں
 محبت، امن، عزت ملتی ہے 415
 امن کے لئے مخالفت کے باوجود حضور کا نرم رویہ 431
 یو این او میں امریکہ کے صدر کی تقریر کو امن اور فتنہ و فساد
 پیدا کرنے والا قرار دیا جانا 451
 دنیا میں قیام امن کے لئے دعا کی تحریک 605

امیر

امیر غریب سب کی یکساں مہمان نوازی کی ہدایت 343
 غریب کا زیادہ غریب ہوتے جانا اور امراء کا مزید امیر ہونا 597

انا

بعض لوگوں کا اپنی ضد اور انا کی وجہ سے حضور انور کو خود
 اس معاملے کو دیکھنے کے لئے خط لکھنا 375

انبیاء (نیز دیکھیں نبی)

180

مخالفت سنت انبیاء ہے

انبیاء کی زندگی کی جڑ اور کامیابی کی اصل دعا 316
 انبیاء کے دعویٰ کے بعد سخت مخالفت ہونا 317
 آنحضور کا دوسرے انبیاء کی حقیقت و سچائی بتانا 497، 498
 میری اُمت کے علماء، بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں 512
انتظام / انتظامیہ

جماعت کے انتظامی نظام کو صحیح طور پر چلانے کی ذمہ
 داری صدر جماعت اور امیر جماعت کی ہونا 106
 انتظامیہ کو بیت العافیت کے استعمال کے لئے جلدی
 اجازت حاصل کرنے کی ہدایت 159
 ترکی کے ایک پولیس سے تعلق رکھنے والے مہمان کا
 انتظامات دیکھ کر متاثر ہونا 191
 جمعہ کے لئے ایئر پورٹ کے نزدیک جگہ ہونے کی وجہ سے ہوائی
 جہازوں کا شور اور حضور انور کی انتظامیہ کو ہدایت 159، 160
 حضور انور کا جماعت احمدیہ جرمنی کو بعض انتظامی امور کی
 طرف توجہ دلانا 159، 160

انتظامیہ کو جلسہ کے وقت بازار کو مکمل بند کروانے کی ہدایت 354
 میس ڈونیا کی مہمان کا جلسہ کے انتظامات سے متاثر ہونا،
 ڈاکو منٹری بنا کر اپنی قوم کو دکھانے کا وعدہ کرنا 417
 جلسہ سالانہ جرمنی کے متعلق چند انتظامی ہدایت 422، 423

انٹرنیٹ

کوئی بھی مجلس، انٹرنیٹ، ٹی وی جو عبادات سے غافل
 کرے مشرکانہ مجلس ہے 184

انٹرویو

میس ڈونیا کے وفد میں پانچ صحافیوں کا جلسہ پر انٹرویو لینا
 اور ڈاکو منٹری بنانا 415، 416

بعض خدام کا اجتماعی شرٹس پہننے ہوئے شرم محسوس کرنا،
 اس کے برعکس لوگوں کا خدام کا انٹرویو اور تصاویر لینا 489

انجام

مخالفین کا برا انجام 483، 484

مخالفین کے بد انجام کے متعلق واقعات 318 تا 320

انسان / انسانیت

شریعت کی غرض انسان کے بوجھوں کو کم کرنا اور ہر قسم

ہدایت جہاں پانچوں وقت کی نمازوں کا اہتمام ہو سکے 475
حضور انور کا خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو نماز باجماعت
کی طرف توجہ دلانا 34
حضور انور کا انصار اللہ یو کے کے کام کی تعریف فرمانا 195
مجلس انصار اللہ یو کے کے سالانہ اجتماع کا آغاز 461
نماز باجماعت کی اہمیت اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں 461
انصار اللہ کو اپنے ہر ممبر کو نماز باجماعت کا عادی بنانے کی
ہدایات... 461
ہر ناصر کو نماز باجماعت کے متعلق اپنا جائزہ لینے کی تلقین 462
انصار اللہ کو خاص طور پر نماز تہجد ادا کرنے کی تلقین 474
انصاف (نیز دیکھیں عدل)
اللہ تعالیٰ کا مومنوں کو ذاتی معاشرتی اور قومی معاملات سے
نکل کر غیر قوموں سے بھی عدل و انصاف کا حکم دینا 550
انقلاب
حقیقی مومن کو اپنی ہستی پر ایک انقلاب لانا چاہئے 300، 301
آنحضورؐ کے عبادت کے معیاروں نے صحابہ میں کیا
انقلاب پیدا کیا؟ 586، 587
انکساری (نیز دیکھیں عاجزی)
عاجزی و انکساری اختیار کرنے کی تلقین 589، 590
اوصاف
مومنوں کے اوصاف 637، 638
اولاد
اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق اپنی اصلاح کرنا ہے 233
بہت سی عورتوں اور مردوں کا اولاد کے لئے دعا کی درخواست
کرنا اور دعا کے متعلق پوچھنا کہ کونسی دعا کریں 328
جماعت کی اکثریت کا اولاد کی تربیت کی فکر رکھنا 328
ایک شخص کا حضور انور کو خط، مفتی سوچ رکھنا کہ اولاد ہی
نہ ہو 329
نیک اولاد کے حصول کے لئے ایک قرآنی دعا 329
نیک اولاد کے خواہش اور تربیت اولاد کے طریق 329 تا 338
پاکیزہ اولاد کی خواہش کے ساتھ والدین کا دعا کے ساتھ
نیک اعمال کا حامل ہونا بھی ضروری ہے 330

کے خطرات سے بچانا 16
نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے 28
دین کے دو حصے، خدا سے محبت، بنی نوع انسان سے محبت 130
ایک خاتون کا کہنا کہ آج کے تاریک دور میں حضور انور کا
یہ انسانیت کے بارے میں پیغام آسمان پر ایک شمع کی
حیثیت رکھتا ہے 193
دنیا سے بے رغبتی یہ نہیں کہ معاشرے سے انسان بالکل
کٹ جائے 205
اللہ تعالیٰ کو غصہ کے گھونٹ سے زیادہ کوئی گھونٹ پسند
نہیں ہے جو غصہ دبانے کے نتیجے میں انسان پیتا ہے 214
انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی
گواہ اس کی بیوی 231
انسان کی بہترین نیکی یہ ہے کہ اپنے والد کے دوستوں کے
ساتھ حسن سلوک کرے جبکہ اس کا والد فوت ہو چکا ہو 234
اخلاق انسان کے صالح ہونے کی نشانی 262
جھوٹ کی وجہ سے انسان کا خدا تعالیٰ سے دور ہونا 279
تکبر دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ہر خلق کو
اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے 289، 290
تکبر کا انسان میں روحانی موت لانا اور انسان کا اللہ تعالیٰ
سے دور ہو جانا 290
قبولیت دعا کے لئے ایک شرط، انسان کے دل میں درد ہو 309
اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ، انسان اپنی دعاؤں کو اپنے
نیک محدود نہ کرے بلکہ وسیع کرے 310
انسان کے اندر نفسانیت کا کثیر اللہ کے فضل کے بغیر نہیں
نکل سکتا 390
تبلیغ کے لئے انسان کے قول و فعل میں مطابقت ضروری 434
کامل تعلیم کا انسان کے قوی کامرانی اور متکفل ہونا 497
آپؐ کی اطاعت کے بغیر انسان محبوب الہی بن ہی نہیں سکتا 509
نوع انسان کی ہمدردی کا نام ایثار القربیٰ 530
انسان کی ضرورت سے زیادہ خواہشات کا بے چینی پیدا کرنا 598
انصار اللہ
انصار اللہ یو کے کو آئندہ ایسی جگہ اجتماع منعقد کرنے کی

حضور کی تقریر کو اڑھائی لاکھ لوگوں کا سننا 368،367
ایم ٹی اے کا پوری دنیا احمدیت کو اکٹھا اور باخبر کر دینا 409
ایم ٹی اے کے کارکنان اور رضاکاروں کا شکریہ ادا کرنا 409
افراد جماعت کا خطوط میں ایم ٹی اے کے کارکنان کا
شکریہ ادا کرنا 410
لقاء مع العرب دیکھنا اور بعد میں ایم ٹی اے کے ذریعہ ہی
عالمی بیعت کے الفاظ دہرانا 441،442
ایم ٹی اے اور حضور کے خطبات کا اثر 486،485
ایم ٹی اے العربیہ اور حضور کا چہرہ دیکھ کر متاثر ہونا 573،574
ایم ٹی اے العربیہ اور کتب حضور پڑھ کر متاثر ہونا 574
ایم ٹی اے پر الحوار المباشر دیکھ کر متاثر ہونا 576
ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد بیعت کا فیصلہ کرنا 577
ایم ٹی اے دیکھ کر متاثر ہونا 581

ایمان

آپ ﷺ کا فرمانا کہ حیا ایمان کا حصہ ہے 17
حیادار لباس اور پردہ ہمارے ایمان بچانے کے لئے
ضروری ہے 17
مومنوں میں سے کامل الایمان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے
ہیں اور عورتوں سے سلوک میں... 226
تجدید دین اور ایمان کو قائم کرنے کے لئے خاتم الخلفاء
مسیح موعودؑ کے ساتھ جڑنا ہو گا 241
الجزائر کے اسیروں کا مضبوط ایمان اور ثابت قدمی 243،244
الجزائر کے احمدیوں کے کامل ایمان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا
ان کے لئے تسکین کے سامان پیدا فرمانا 244
رمضان کے روزے ایمان اور اپنا محاسبہ نفس کرتے
ہوئے رکھنے کی فضیلت 250
ایمان اور تقویٰ کے کیا معیار ہونے چاہئیں اور ان کے
حصول کے ذرائع 251،252
ایمان کی درستگی کا طریق 252،253
خدا تعالیٰ پر ایمان کی دو اقسام 252،253
ایمان کی بڑ تقویٰ و طہارت 255
ایمان لانے کی مختلف وجوہات 270،271

حصول اولاد کے لئے حضرت زکریاؑ والی توبہ کرنا 330،331
ایک صحابی کا اولاد کے لئے دعا کا کہنا، حضورؐ کا دعا کو اپنے اندر
پاک تبدیلی پیدا کرنے کے ساتھ مشروط کرنا 330،331
ایک شخص کا احمدی ہونے کے لئے اولاد ہونے کی شرط رکھنا،
حضورؐ کا جواب کہ میں بچے پیدا کروانے نہیں آیا 331
اولاد کی خواہش صرف وارث بنانے کے لئے نہیں بلکہ
نیک صالح خادم دین بنانے کے لئے کرنے کی تلقین 332
اولاد کے لئے نیک نمونہ بننے کی تلقین 332،333
اولاد کی خواہش اور دعا کا طریق 334،335
حضورؐ کا نمونہ، میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں میں اپنے
دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا 335

ایٹمی جنگ

ایٹمی جنگ کے سدباب کے لئے ہومیو پیتھک نسخہ کے
استعمال کی تحریک 197

ایجادات

نئی ایجادات رابطوں اور اپنے نظام چلانے میں آسانیاں
پیدا کرنے کے ساتھ تباہی کا ذریعہ بھی بن سکتی ہیں 313

ایجنڈا

دنیا کے کئی ممالک کا شوریٰ میں تبلیغ کے متعلق تجویز کا
اپنے ایجنڈے میں رکھنا 424

ایم ٹی اے

ایم ٹی اے کے ذریعہ حقیقی اسلام کا علم پا کر احمدیت میں
داخل ہونا 65
حضور انور کی پیٹنگوں کی مصاح موعود کے متعلق ایم ٹی اے پر
آنے والے پروگراموں کو سننے کی ہدایت 76
ایم ٹی اے کی برکت سے قبول احمدیت کی توفیق ملنا 149،150
مکرم عبدہ بکر صاحب کا ایم ٹی اے پر حضورؐ کی تصویر دیکھ
کر آپ کو پہچانا 305
پروگرام الحوار المباشر، ایم ٹی اے پر حضورؐ کا قصیدہ کو سن
کر بیعت کرنا 324،325
ایم ٹی اے کی لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ آخری دن

بچپن

ایک بادشاہ کا چھوٹے بچوں کو کھیلتے دیکھ کر رونا اور اپنا بچپن یاد کرنا 601،600

بچے/بچیاں

بچوں کا حضور انور سے اسلام میں پردہ کے متعلق سوال کرنا، یورپ میں کیوں آزاد لڑکیوں جیسا لباس نہیں پہن سکتیں؟ اس کا جواب 17،16

سات سال کی عمر کو پہنچنے پر بچے کو نماز کی تلقین کرو اور دس سال کی عمر میں اس کو نماز..... 28

بچوں اور مردوں کو مسجد بھجوانے کے لئے مسلسل توجہ دلانا عورتوں کا کام ہے 41

عالمی مسائل کا بچوں پر اثر انداز ہونا 88

والدین کو بچوں کی بچپن سے ہی تربیت کرنے کی ہدایت..... 103،102

سب سے پہلے بچوں کا بھی ماحول میں اپنا اثر ڈالنا 189

آنحضورؐ کا سب سے پہلے گھر کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے توحید کے قیام کے اہمیت اپنے بیوی بچوں پر واضح فرماتا 225

بچوں کی اچھی تربیت والدین کی ذمہ داری 231

تربیت کے طریق اور بچوں کے لئے دعا کرنا 232

ماؤں کے جمعہ پر جانے سے بچوں میں بھی جمعہ کی طرف توجہ پیدا ہونا 296

چھوٹے بچوں والی عورتوں کو جمعہ سے لئے مسجد آنے میں احتیاط کی تلقین 296

واقفین نو بچوں کے والدین کو بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دلانا 337،336

جلسہ کی رہائش کے لئے عورتوں اور بچوں کی بیڈنگ کا خاص خیال رکھنے کی ہدایت 341

ایک مہمان کو چھوٹے بچوں کی تربیت سے متاثر ہونا 363

مہمانوں کا پانی پلانے والے بچوں سے متاثر ہونا 419،415

والدین کو اپنے بچوں کی صحبتوں اور مجالس پر نظر رکھنے کی ہدایت..... 454

افراد جماعت کا بیعت کے واقعات کے متعلق حضور انور کو

ایمان کا طریق کیا ہے؟ 271

توحید پر ایمان کے لئے نفسانیت کا کیڑا نکالنا لازمی ہے 388

نفاذ ایمان کا حصہ ہے 408

نومبالیعین کا ظلم کے باوجود ایمان پر قائم رہنا 484،485

پاکستان میں آج احمدی ہی ہیں جو حب الوطن من الایمان

پر نہ صرف یقین رکھتے ہیں بلکہ عمل بھی کرتے ہیں 504

درستی اخلاق کے واسطے اللہ تعالیٰ پر ایمان ضروری ہے 520

مضبوطی ایمان کا طریق 523،522

اطمینان کامل کے حصول کے لئے ایمان کامل کی ضرورت 523

جماعت کا پہلا فرض اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کرنا 523

مخلوق کی ہمدردی بھی جزو ایمان ہے 539

ایمز کارڈ (AIMS CARD)

اپنا ایمز کارڈ AIMS CARD یا شناختی کارڈ انتظامیہ کو دکھانے کی ہدایت 354،353

ایئر پورٹ

جمعہ کے ایئر پورٹ کے نزدیک جگہ ہونے کی وجہ سے ہوائی جہازوں کا شور اور حضور انور کی انتظامیہ کو ہدایت 160،159

بادشاہ

ابراہیم ادہم کا بادشاہت چھوڑ کر تصوف کی طرف متوجہ ہونا 75

ایک بادشاہ کا چھوٹے بچوں کو کھیلتے دیکھ کر رونا اور اپنا بچپن یاد کرنا 601،600

بازار

انتظامیہ کو جلسہ کے وقت بازار کو مکمل بند کروانے کی ہدایت 354

باغی

شدت پسند گروہوں اور مسلمان ممالک میں باغی گروہوں کو مغربی ممالک کا ہتھیار فراہم کرنا 114

بت

بت کیا ہیں اور ان سے کیسے بچنا چاہیئے 279،278

قرآن شریف کا دروغ گوئی کو بت پرستی کے برابر ٹھہرانا 279

بیعت کے بعد بت پرستی کا خیال تک دل سے نکل جانا 446

- برے کاموں سے بچنے کی نصیحت 111، 110، 111
برداشت 521
- عہدیداران میں سب سے زیادہ برداشت ہونی چاہئے 111، 110
برف 540، 539
- زندگی کا برف کے ٹکڑے کی طرح پگھلنا 551
برقینی (Burkini) 609
- جن سکولوں میں سوئمنگ ضروری ہے وہاں بچیوں کو
برقینی (Burkini) پہن کر سوئمنگ کرنے کی ہدایت 19
برکات / برکت 426
- اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے والے کے لئے چند گنا برکت
عہدہ 2، 1
- ایم ٹی اے کی برکت سے قبول احمدیت کی توفیق ملنا 150، 149
جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت کی برکت کی وجہ سے کیس
کاپاس ہو جانا 152
- جلسہ سالانہ برطانیہ کا کامیاب انعقاد اور اللہ تعالیٰ کے
افضال و برکات 357
- چندے کی برکت سے مشکلات کا دور ہونا 487
- چندے کی برکت سے آمدن میں اضافہ ہونا 537
- چندے کی برکت سے دوبارہ ملازمت کا ملنا 538
- مردان خدا کو ملنی والی تمام برکات توحید فی المحبت سے ملنا 602
بزودی 227
- حکمت کا مطلب، حکمت اور بزودی میں فرق 117، 118
حکمت کا مطلب بزودی نہیں 432
- بغاوت 16
- مومنوں کی مجالس کا سرکشی اور بغاوت سے پاک ہونا 450
بغض 33، 32
- دل کے بغض اور کینوں کو نکالنے اور بنی نوع انسان سے
ہمدردی اور صلح کی بنیاد ڈالنے کی نصیحت 394، 393
- بکری 84
- حضور ﷺ کا بکریوں کا ریوڑ ایک کافر کو دینا 184
- بلا (نیز دیکھیں مصائب) 259، 258
- دعا اور صدقات سے بلاؤں کا ملنا 387

- خطوط لکھنا، ایسے واقعات کا بچوں کی توجہ کھینچنا 476
- افراد جماعت کا بیعت کے واقعات کے متعلق حضور انور کو
خطوط لکھنا، ایسے واقعات کا بچوں کی توجہ کھینچنا 476
- احمدی بچوں کی مالی قربانی کے واقعات 540، 539
- یورپ میں بچوں پر حملے کرنے کا شدت پسندوں کا منصوبہ 551
- آجکل گھوڑوں کی تربیت بچوں کی سکول میں تربیت کی
طرز پر کرنا 609
- بحث 426
- بحث میں بہترین دلیل استعمال کرنے کی قرآنی نصیحت 426
- بخیل 426
- جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے
میں مضائقہ کرے وہ بھی بخیل ہے 272
- بدظنی 377
- بدظنی سے بچنے کی تلقین 377
- بدعت 154، 153
- آئیوری کو سٹ کے ایک گاؤں میں جمعہ کے متعلق ایک
بدعت کا جماعت کے ذریعہ خاتمہ ہونا 154، 153
- بدنامی 227
- مغربی ممالک میں گھریلو جھگڑوں کا پولیس تک پہنچنا اور
جماعت کی بدنامی کا موجب بننا 227
- بدی / برائی 16
- آجکل دنیا کی اکثریت کا دین سے ہٹنا اور برائی اور اچھائی
کے معیار کا بدلتے جانا 16
- ایک سوال کہ لوگ نمازیں پڑھنے کے باوجود بدیاں اور
برائیاں میں مبتلا رہتے ہیں؟ اس کا جواب 33، 32
- صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برائی کی
موت کو دور کرتا ہے 84
- بدی کی دو اقسام، خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا،
بندوں پر شفقت نہ کرنا 184
- متقی بننے کے لئے برائیوں کو چھوڑنے کے ساتھ نیکیاں
اختیار کرنی پڑتی ہیں 259، 258
- کرامت یہ ہے کہ بدیوں کو چھوڑ کر اعلیٰ اخلاق اختیار کرو 387

بنیاد

23 مارچ کو حضورؐ کا بیعت کے ذریعہ باقاعدہ جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھنا 124

بیماری

مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری وغیرہ پہنچے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے 214

بی بی سی (BBC)

ایک مہمان کا جلسہ سے متاثر ہو کر کہنا کہ حیران ہوں ابھی تک بی بی سی کی طرف سے کوئی ڈاکو منفری کیوں نہیں بنی 362
بے چینی

انسان کی ضرورت سے زیادہ خواہشات کا بے چینی پیدا کرنا 598
بے حیائی
نماز کا بد عملی اور بے حیائی سے روکنا 465

بیعت

سیریا کے ایک دوست کا حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھ کر بیعت کرنا 65،64

بیعت رسمی فائدہ نہیں دیتی 67
بیعت کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے توقعات.... 299،68،67

23 مارچ کو حضورؐ کا بیعت کے ذریعہ باقاعدہ جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھنا 124
اللہ تعالیٰ کا جماعتی مشن کے نقصان کا ازالہ 198 بیعتوں کی صورت میں کرنا 152

حضورؐ کا بیعت میں آنے کے بعد اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی بار بار نصیحت فرمانا 299،298

مکرم عبدہ بکر صاحب کی بیعت کا واقعہ 305،304
جماعتی کتب کے مطالعہ سے متاثر ہو کر بیعت کرنا 323
پروگرام الحوار المباشر، ایم ٹی اے پر حضورؐ کا قصیدہ کو سن کر بیعت کرنا 325،324

عالمی بیعت کا غیروں پر اثر پڑنا 366،365
ایک صحافی خاتون کا جذبات ابھارنے کے لئے میوزک کو

لازمی سمجھنا مگر عالمی بیعت کے دوران احمدیوں کے جذبات کا دل سے براہ راست نکلنا 366

ایک صحافی خاتون کا عالمی بیعت کے موقع پر بیعت کے الفاظ ساتھ ساتھ دہرانا 366

ہر احمدی کو بیعت کے عہد کا علم ہونا 373

شرائط بیعت میں سے ایک شرط فساد سے بچنے کی کوشش 380
عہد بیعت کرنے کے بعد صلح سے گریز بھی عہد بیعت سے دوری ہے 385

بیعت میں آکر کرامت یہی ہے کہ اعلیٰ اخلاق اپنائیں 387
جلسہ سالانہ جرمنی پر گیارہ ممالک کے تینتیس افراد کا بیعت کرنا 421

لقاء مع العرب دیکھنا اور بعد میں ایم ٹی اے کے ذریعہ ہی عالمی بیعت کے الفاظ دہرانا 442،441

بیعت کے بعد بت پرستی کا خیال تک دل سے نکل جانا 446
افراد جماعت کا بیعت کے واقعات کے متعلق حضور انور کو خطوط لکھنا، ایسے واقعات کا بچوں کی توجہ کھینچنا 476

ایک اعتراض اور اس کی وضاحت، بیعت کے لئے رہنمائی کے واقعات یورپ میں کیوں نہیں ہوتے؟ 477

پمفلٹ اور کتب کی تقسیم کے نتیجہ میں کثرت سے بیعتیں ہونا 481

بیعت کے بعد غیر معمولی تبدیلی کے واقعات 487،486
ریڈیو کے ذریعہ بیعتیں ہونا 488،487

بعض نیک فطرت لوگوں کا دل سے احمدیت کو سچا سمجھنا مگر بیعت نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کا بیعت کے لئے توجہ دلانا 573،572

ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد بیعت کا فیصلہ کرنا 577

بیوی

آنحضورؐ کا سب سے پہلے گھر کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے توحید کے قیام کی اہمیت اپنے بیوی بچوں پر واضح فرمانا 225

خاوند کے فرائض، بیویوں سے حسن سلوک کی نصیحت.... 226

مرد نیک ہو تو بیوی بھی صالحہ ہوگی 227

میاں بیوی کے تعلق کا کیا معیار ہونا چاہیئے؟ 231

اس سال ٹرانسپورٹ اور پارکنگ کے انتظام میں تبدیلی
سے ٹریفک کا فلو بہتر ہونا 353

پانی

فضل الہی انوری صاحب کا اپنے بچوں کو وضو کے دوران
پانی ضائع کرنے سے منع کرنا 123

مہمانوں کا پانی پلانے والے بچوں سے متاثر ہونا 415، 419

پراجیکٹ

القلم پراجیکٹ کا تعارف 355

ایک جرنلسٹ آگسٹین صاحبہ کا اسلام کے مختلف فرقوں پر

پراجیکٹ کے سلسلہ میں حضور انور سے ملاقات کرنا 412

پردہ (نیز دیکھیں حجاب)

پردہ کی اہمیت 16 تا 20

بچیوں کا حضور انور سے اسلام میں پردہ کے متعلق سوال

کرنا، یورپ میں کیوں آزاد لڑکیوں جیسا لباس نہیں پہن

سکتیں؟ اس کا جواب 16، 17

حیادار لباس اور پردہ ہمارے ایمان بچانے کے لئے

ضروری ہے 17

ڈاکٹر فہمیدہ صاحبہ اور ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کا مثالی پردہ 18

احساس کمتری اور پردہ 18

سوئٹزر لینڈ میں پردہ کے معاملہ میں ایک لڑکی کا عدالت

میں مقدمہ دائر کرنا 19

پردے کا حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے 22

مردوں کو پہلے غصہ بھر کا حکم ہے پھر عورتوں کو پردے کا

حکم دیا گیا ہے 24

اسلام میں پردہ سے مراد جیل میں ڈالنا نہیں بلکہ حیاء کو

قائم کرنا ہے 25

پردہ کا طریق 26

پردہ پوشی (نیز دیکھیں ستاری)

ستاری اور پردہ پوشی کی اہمیت 136 تا 144

معاشرے کے امن کے لئے سنہرا اصول، پردہ پوشی 137

اپنے مسلمان بھائی کے عیب کی پردہ پوشی کا اجر 138

انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی
گواہ اس کی بیوی 231

بڑے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ، میاں بیوی کا اپنے

ناجائز تعلقات کے متعلق جھوٹ بولنا 282

ماتحتوں، بیویوں اور غریب بھائیوں پر رحم کرنے کی تلقین 301

حضور کا نمونہ، میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں میں اپنے

دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا 335

بھائی

ماتحتوں، بیویوں اور غریب بھائیوں پر رحم کرنے کی تلقین 301

بھائی چارہ

جلسہ کا ایک مقصد ایک دوسرے کے لئے بھائی چارہ اور

شکر گزاری کے مثالی جذبات پیدا کرنا 358

بھینگ

بھینگے آدمی کی مثال، ایک غلام کا واقعہ 564، 565

پابندی

بعض لوگوں کا دین اور مذہب کو آزادی سلب کرنے والا

اور پابندی لگانے والا سمجھنا 16

اسلام غلط قسم کی پابندیوں میں نہیں جکڑتا بلکہ حسب

ضرورت تعلیمات میں نرمی کے پہلو بھی ہیں 20، 21

پارٹی

بعض ممالک میں قوم پرست تنظیموں اور پارٹیوں کا

صرف منفی سوچ اور رویوں پر زور دینا 77

مغربی اور ترقی یافتہ ممالک میں نسل پرست سیاستدانوں

اور پارٹیوں کی بڑھتی ہوئی پذیرائی 113

قوم پرست سیاستدانوں اور پارٹیوں کا اسلام کی مخالفت

کرنا 113، 114

پارٹیشن

پارٹیشن کے وقت حضرت مصلح موعودؑ کی ہدایت

پر جماعت کا دو چھوٹے جہاز خریدنا 345

پارکنگ

پارکنگ کے دور ہونے کی وجہ سے شٹل سروس کو زیادہ

فعال کرنے کی ہدایت 342

جماعت کی طرف ہونا 339
 مربیان اور پریس سیکشن کا جماعت اور اسلام کی امن پسند تعلیم
 کو پریس کے ذریعہ دنیا میں وسیع پیمانے پر پھیلاتا 339-340
 غیر از جماعت احباب اور پریس کے نمائندوں کا افراد
 جماعت کے عمومی رویوں کا جائزہ لینا 343
 جلسہ کے ماحول سے متاثر ہو کر پریس کا اسلام کے بارے
 میں صحیح خبریں دینے پر مجبور ہونا 366
 پریس اور میڈیا کا جلسہ کو کورتج دینا 367
 حضور انور کا میڈیا اور پریس سیکشن کے کام کی تعریف
 فرمانا اور ان کا شکریہ ادا کرنا 368
 اٹلی کے میڈیا کا جرمنی میں حضور انور کے ساتھ پریس
 کانفرنس میں شمولیت 421
 آسٹریا کے میڈیا کا جرمنی میں حضور انور کے ساتھ پریس
 کانفرنس میں شمولیت 421
 برازیل کے میڈیا کا جرمنی میں حضور انور کے ساتھ پریس
 کانفرنس میں شمولیت 421
 بیلجیم کے میڈیا کا جرمنی میں حضور انور کے ساتھ پریس
 کانفرنس میں شمولیت 421
 بیسی ڈونیا کے میڈیا کا جرمنی میں حضور انور کے ساتھ پریس
 کانفرنس میں شمولیت 421
 مغربی میڈیا اور پریس کا سوال، کس طرح باقی مسلمانوں
 کو اس تعلیم پر چلنے کے لئے قائل کرو گے؟ 436

پلاؤ

حضورؐ کے پلاؤ کھانے پر اعتراض اور اس کا جواب 527

پلیٹ

پلیٹ میں کھانا ڈالتے ہوئے مہمان کی پسند کو دیکھنے کی
 ہدایت... 341

امسال جلسہ میں کھانے کی پلیٹوں میں تبدیلی کی
 وجوہات.... 341، 342

پمفلٹس

تبلیغ کے لئے پمفلٹ کی تقسیم اور ویب سائٹس پر پتے

کوئی بندہ دوسرے بندے کی اس دنیا میں پردہ پوشی نہیں کرتا
 مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا 139
 اللہ تعالیٰ کا پردہ پوشی کرنے والے کو بغیر اجر کے نہ چھوڑنا 139
 خدا کا اپنے بندے کی قیامت کے دن بھی ستاری فرمانا 140
 پردہ پوشی کا خلق اختیار کرنے کی تلقین 404، 405
پروگرام

ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کو کمزوریاں دور کرنے کے
 لئے منصوبہ بندی اور جامع پروگرام بنانے کی ہدایت 40
 حضور انور کی پیچگوئی مصلح موعود کے متعلق ہونے والے
 اجلاس میں شمولیت اور ایم ٹی اے پر آنے والے
 پروگراموں کو سننے کی ہدایت 76

نظام جماعت کو افراد جماعت کی روحانی علمی اور جسمانی
 بہتری کے لئے پروگرام بنانے کی ہدایت 105

جماعت کے پروگراموں میں شمولیت کے بعد غیر مسلموں
 کے اسلام کے متعلق منفی خیالات کا تبدیل ہونا 175

نظارت اصلاح و ارشاد اور ذیلی تنظیموں کو تربیت کے
 پروگرام بنانے کی ہدایت 229

پروگرام الحوار المباشر، ایم ٹی اے پر حضورؐ کا قصیدہ کو سن
 کر بیعت کرنا 324، 325

ایک مہمان کی تجویز، مختلف نمائندوں اور پروگرامز میں شمولیت
 کے لئے کے زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کی جائیں 418

لجنہ اماء اللہ کو اپنے پروگراموں میں زیادہ حصہ دینی اور
 علمی مجالس کے رکھنے کی ہدایت 455

پریس (نیز دیکھیں میڈیا)

دنیا کے پریس نمائندوں اور غیر مسلموں کا حضور انور سے
 اسلام کے بارے میں بڑھتے ہوئے خوف کے متعلق سوال

اور اس کا جواب 186

پریس کی وجہ سے الجزائر میں وسیع پیمانے پر جماعت کا
 تعارف ہونا 199

یورپ میں دہشتگردی کے واقعات کے بعد پریس کی توجہ

آنحضورؐ کی پیدائش کی خوشی منانے کے دن حکومت اور
لاء اینڈ آرڈر کے لئے تحفظات کا پید ہونا 583

پیس کانفرنس / پیس سمپوزیم

پیس کانفرنس کے ذریعہ پوری دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچنا 195
پیس سمپوزیم کی میڈیا کوریج کی تفصیلات 198
سوشل میڈیا کے ذریعہ پیس سمپوزیم کی 3.8 ملین تک
کوریج ہونا 198

پیشگوئی

پیشگوئی مصلح موعود میں سے بعض لوگوں کا پچاس، پچپن
اور ساٹھ نشانات نکالنا 76
صدقہ و خیرات اور توبہ سے وعید کی پیشگوئیوں کا بھی ٹل
جانا 84

خلافت علی منہاج نبوت کی پیشگوئی 237
حضور ﷺ کی آخرین کے متعلق پیشگوئی 240
آنحضورؐ کی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ایک شخص کو بھیجنے
کی پیشگوئی 559، 558

پیشگوئی مصلح موعودؑ

20 فروری کے دن کا جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے
حوالے سے پہچانا جانا 69
پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق حضرت مصلح موعودؑ کے
اقتباسات 76 تا 69

پیشگوئی مصلح موعود کے اعلان کے بعد افراد جماعت کا
خوشی کا اظہار اور غیر مبایعین کا اعتراضات کرنا 71
حضور انور کی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ہونے والے
اجلاسات میں شمولیت اور ایم ٹی اے پر آنے والے
پروگراموں کو سننے کی ہدایت 76

پیشہ

امامت کو بطور پیشہ اختیار کرنا 51

تاریخ

23 مارچ جماعت کی تاریخ کا اہم دن 124

تباہی

دنیا کے عمومی حالات کا تیزی سے جنگ اور تباہی کی

دینے کی ہدایت 426

شعبہ تبلیغ کو حضورؐ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات
پر مشتمل پمفلٹ جماعتوں کو مہیا کرنے کی ہدایت 427
اسانلم سیکرز سے تقسیم پمفلٹ اور تبلیغ کا کام لینے کی
ہدایت 429

پمفلٹ اور کتب کی تقسیم کے نتیجے میں کثرت سے
بیعتیں ہونا 481

پہاڑ

حضور ﷺ کا صحابہ کی عظمت بیان فرمانا کہ اگر تم اُحد پہاڑ
کے برابر بھی سونا خیرات کرو... 607

پہلوان

جماعت کو شہ زور پہلوانوں کی نہیں بلکہ تبدیلی اخلاق کی
کوشش کرنے والے افراد مطلوب ہونا 387، 269

پولیس

الجزائر میں پولیس اور عدالتوں کا احمدیوں کو ہراساں کرنا
جیلوں میں ڈلانا 115

ترکی کے ایک پولیس سے تعلق رکھنے والے مہمان کا
انتظامات دیکھ کر متاثر ہونا 191

مغربی ممالک میں گھریلو جھگڑوں کا پولیس تک پہنچنا اور
جماعت کی بدنامی کا موجب بننا 227

گنی کناکری کے پولیس کے نیشنل ڈائریکٹر کا سکیورٹی کے
حوالے سے جائزہ لینا اور کوئی سقم نظر نہ آنا 363

جماعت کے سخت مخالف پروفیسر کو پولیس کا دہشت
گردی کی پشت پناہی کے الزام میں گرفتار کرنا 484

پیار (نیز دیکھیں محبت)

عہدیداران، صدران، امراء کو افراد جماعت کے لئے
ہمیشہ پیار اور محبت کے پر پھیلانے کی ہدایت 108

شعبہ تربیت کی اہمیت، فخر اور تجہد کے لئے مہمانوں کو
زری اور پیار سے جگانے کی ہدایت 344

پیدائش

12 ربیع الاول آنحضورؐ کی پیدائش کا دن 582

جلسہ کے دنوں میں والنٹیئر زکا خاموش تبلیغ کرنا 339
 کارکنان کی خاموش تبلیغ 362
 دنیا کے کئی ممالک کا شوریٰ میں تبلیغ کے متعلق تجویز کا
 اپنے ایجنڈے میں رکھنا 424
 تبلیغ اور تربیت کے ہر عہدیدار کا اپنا نمونہ دکھانا ضروری 425
 عہدیداران، سیکرٹری تبلیغ کو تجاویز شوریٰ پر عمل درآمد
 کروانے کے لئے اپنا نمونہ دکھانے کی ہدایت 425
 داعیان خصوصی کو باقی افراد کی نسبت تبلیغ کے لئے زیادہ
 وقت دینے کی ہدایت 425
 تبلیغ کے لئے پمفلٹ کی تقسیم اور ویب سائٹس پر پتے
 دینے کی ہدایت 426
 شعبہ تبلیغ کو حضور پر ہونے والے اعتراضات کو جمع کر کے
 ان کے جوابات تیار کرنے کی ہدایت 427
 شعبہ تبلیغ کو حضور پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات
 پر مشتمل پمفلٹ جماعتوں کو مہیا کرنے کی ہدایت 427
 اساطم سیکرز سے تقسیم پمفلٹ اور تبلیغ کا کام لینے کی ہدایت 429
 تبلیغی سرگرمیوں میں تسلسل پیدا کرنے کی ضرورت 429
 تبلیغ کے متعلق لوگوں کا سوال کے کتنے احمدی بنائے؟ 430
 مخالفت کا تبلیغ کے راستے کھولنا 433
 تبلیغ کے لئے انسان کے قول و فعل میں مطابقت ضروری 434
 تبلیغ کے لئے اپنی حالتوں میں تبدیلی کی ضرورت 435
 تبلیغ میں ہمیشہ نرم زبان کا استعمال اور اعلیٰ اخلاق دکھانے
 چاہئیں 235
تجاویز / تجویز
 ایک مہمان کی تجویز، مختلف نمائشوں اور پروگرامز میں شمولیت
 کے لئے کے زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کی جائیں 418
 دنیا کے کئی ممالک کا شوریٰ میں تبلیغ کے متعلق تجویز کا
 اپنے ایجنڈے میں رکھنا 424
 شوریٰ کی تجاویز کی منظوری کے بعد ان پر عمل درآمد
 کروانا ممبران شوریٰ کی ذمہ داری 424، 425
 عہدیداران، سیکرٹری تبلیغ کو تجاویز شوریٰ پر عمل درآمد

طرف بڑھنا 35
 پوری دنیا کے حالات کا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور تباہی کی
 طرف بڑھنا 312
 نئی ایجادات رابطوں اور اپنے نظام چلانے میں آسانیاں
 پیدا کرنے کے ساتھ تباہی کا ذریعہ بھی بن سکتی ہیں 313
 ہر احمدی کی درد کے ساتھ کی جانے والی دعا ہی دنیا کو تباہی
 سے بچا سکتی ہے 314
تبدیلی
 حضور کا بیعت میں آنے کے بعد اپنے اندر پاک تبدیلیاں
 پیدا کرنے کی بار بار نصیحت فرمانا 298، 299
 اندرونی تبدیلی پیدا کرنے کی تلقین 385
تبرکات
 شعبہ آراکيو کے تحت تبرکات کی نمائش 355
تبلیغ
 احمدیوں کی قربانیوں کا دوسروں پر اثر، تبلیغ کے رستے کھلنا 8
 ہمارا مقصد حکمت کے ساتھ تبلیغ کا جاری رکھنا 55
 تبلیغ کے لئے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اسلامی احکام
 کی حکمت دلائل کے ساتھ بتانے کی ضرورت ہونا 117
 الجہاز میں میڈیا اور اخبارات کا جماعت کی مخالفت کرنا،
 اس مخالفت کا جماعت کی تبلیغ کا ذریعہ بننا 147
 ایک جگہ مخالفت ہونے پر اللہ تعالیٰ کا سو جگہوں پر تبلیغ
 کے نئے میدان کھولنا 147
 جرمنی جماعت کے شعبہ تبلیغ کا فعال ہونا اور حضور انور
 کا تعریف فرمانا 195
 یو کے جماعت کے شعبہ تبلیغ کے کام کی تعریف 195
 جو ہتھیار مخالفین اسلام کو ختم کرنے کے لئے استعمال کر
 رہے ہیں وہی ہم نے کرنے ہیں وہ ہتھیار لٹریچر اور تبلیغ کا
 ہتھیار ہے 216
 بعض لوگوں کے متعلق شکایت، تبلیغ کے دوران یا سوشل
 میڈیا پر سخت زبان استعمال کرنا 218
 حضور انور کا تبلیغ کے دوران سخت زبان استعمال کرنے
 والے احمدیوں کو سرزنش 218، 219

کروانے کے لئے اپنا نمونہ دکھانے کی ہدایت 425
تجزیہ نگار

پاکستان میں تجزیہ نگاروں اور کالم نویسوں کا میڈیا پر بر ملا کہنا
کہ مسلمانوں کی یہ حالت نام نہاد علماء کی وجہ سے ہے 506
تجزیہ

ایک مہمان کا حضور کے اختتامی خطاب سے متاثر ہونا، دل
کو چھونے والا تجربہ قرار دینا 419

تحریکات

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی مالی قربانی، بینارۃ المسیح کے لئے
چندہ کی تحریک پر لبیک کہنا 2

الجزائر کے احمدیوں کے متعلق دعا کی تحریک 52

الجزائر اور پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک 146، 147
اسٹی جنگ کے سدباب کے لئے ہو میو پیٹھک نسخہ کے
استعمال کی تحریک 197

الجزائر، پاکستان اور دنیا کے تمام ممالک جن میں احمدیت
کے خلاف جوش ابل رہا ہے دعا کی تحریک 199

پاکستان کے احمدیوں کو اپنے لئے خاص طور پر دعا کرنے
کی تحریک 310، 311

دعاؤں پر زور دینے کی تحریک 315
جلسہ سالانہ یو کے کی کامیابی کے لئے تمام دنیا کے احمدیوں
کو دعا کی تحریک 350

کارکنان اور کارکنات کو دعاؤں میں یاد رکھنے کی تحریک 367
جماعت اور امت مسلمہ کے دعا کی تحریک 408

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا بڑی عمر کی خواتین کو بھی
قرآن کریم سیکھنے کی تحریک کرنا 532

مسجد بیت الفتوح کے جلے ہوئے حصے کی دوبارہ تعمیر کے
لئے چندے کی تحریک 542، 543

دنیا میں قیام امن کے لئے دعا کی تحریک 605

تحریک جدید

تحریک جدید کے تراسیویں سال کے اعداد و شمار 540

تحریک جدید کے چوراسویں سال کے آغاز کا اعلان 540
جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے افراد سے بھی کم
تعداد شاملین تحریک جدید ہونے پر یو کے جماعت کو
شاملین تحریک جدید میں اضافہ کرنے کی ہدایت 541
جرمنی کے شاملین تحریک جدید کی تعداد کا جلسہ میں شامل
ہونے والوں کی تعداد کے قریب ہونا 541

جرمنی میں شاملین کی تعداد میں اضافہ پر سیکٹریان تحریک
جدید کے کام کی تعریف 541

تحریک جدید میں شاملین کی تعداد میں دولاکھ کا اضافہ ہونا 541

تراجم

جماعت احمدیہ کا قرآن کریم کے 75 زبانوں میں تراجم
شائع کرنا 494

جماعت احمدیہ کا 111 زبانوں میں منتخب قرآنی آیات کے
تراجم شائع کرنا 494

علی سعیدی موسیٰ صاحب کا خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت
کے مطابق یاؤ زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنا 531

تربیت

والدین کو بچوں کی بچپن سے ہی تربیت کرنے کی
ہدایت.... 102، 103

مریبان، امراء اور صدران کا ایک مقصد، افراد جماعت
کی تربیت، خلافت سے وابستگی، توحید کا قیام اور اسلام کی
تعلیم کو دنیا میں پھیلانا 104

بچوں کی اچھی تربیت والدین کی ذمہ داری 231
تربیت کے طریق اور بچوں کے لئے دعا کرنا 232

جماعت کی اکثریت کا اولاد کی تربیت کی فکر رکھنا 328
نظارت اصلاح و ارشاد اور ذیلی تنظیموں کو تربیت کے
پروگرام بنانے کی ہدایت 229

نیک اولاد کے خواہش اور تربیت اولاد کے طریق 329 تا 338
واقفین نو بچوں کے والدین کو بچوں کی تربیت کی طرف
توجہ دلانا 336، 337

شعبہ تربیت کی اہمیت، فجر اور تہجد کے لئے مہمانوں کو
نرمی اور پیار سے جگانے کی ہدایت 344

تعاون

مر بیان اور صدران کو ایک سکیم کے تحت آپس میں
تعاون کرنے کی ہدایت 107
نظام جماعت کو حقوق غصب کرنے والوں کو تعاون نہ
کرنے پر سزا دینے کی ہدایت 381

تعبیر الروایا

علم تعبیر الروایا میں مال کلیجہ ہوتا ہے 82
علم تعبیر الروایا میں خواب میں کسی کو جگر نکال کر دینے
سے مراد مال دینا 534

تعدد نکاح

موجودہ زمانہ میں بھی تعدد نکاح کے مسئلہ کو نہایت بری
نظر سے دیکھا جاتا 98،97

تعلق / تعلقات

خدا تعالیٰ سے پنختہ تعلق پیدا کرنے کی ضرورت، ہم نے
دنیا کو دعاؤں کے ساتھ قائل کرنا ہے 20
میاں بیوی کے تعلق کا کیا معیار ہونا چاہیے؟ 231
بڑے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ، میاں بیوی کا اپنے
ناجائز تعلقات کے متعلق جھوٹ بولنا 282

تعلیم

اسلام مخالف قوتوں کا شدت کے ساتھ مذہبی تعلیمات اور
اسلامی روایات کو مسلمانوں میں سے ختم کرنے کے لئے
زور لگانا 19

حسب ضرورت اسلامی تعلیمات میں نرمی کا پہلو بھی ہونا 21،20
اسلام کی حقیقی خوبصورت تعلیم کو اپنے ہم وطنوں میں
پھیلائیں..... 55

واقفین نو کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے
آنے کی ہدایت 102

مر بیان، امراء اور صدران کا ایک مقصد، افراد جماعت
کی تربیت، خلافت سے وابستگی، توحید کا قیام اور اسلام کی
تعلیم کو دنیا میں پھیلاتا 104

تبلیغ کے لئے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اسلامی احکام
کی حکمت دلائل کے ساتھ بتانے کی ضرورت ہونا 117

ایک مہمان کا چھوٹے بچوں کی تربیت سے متاثر ہونا 363

شعبہ تربیت اور کارکنان کو ہدایات 408

شعبہ تربیت کو جلسہ کے متعلق ہدایت 416

شعبہ تربیت کو جلسہ کے متعلق ایک ہدایت 422

تبلیغ اور تربیت کے ہر عہدیدار کا اپنا نمونہ دکھانا ضروری 425
بشیر احمد صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ نانچیریا کو تربیت
کے لئے سین بھجوانا 445

آجکل گھوڑوں کی تربیت بچوں کی سکول میں تربیت کی
طرز پر کرنا 609

ترقی

جماعت کی دینی، روحانی بہتری اور ترقی کا مذمہ دار مر بیان 107
پاکستان ایک سربراہ کا احمدیوں کو کشتول پڑانے کا بیان
اور جماعت کی ترقی 245

خلافت کے ذریعہ جماعت کی ترقیات کے جاری رہنے کی
خوشخبری.... 247 تا 245

جماعت کی ترقیات 247

تقویٰ میں ترقی کے ذرائع 255،254

افراد جماعت کے اخلاص ترقی کے واقعات 480،479
قبولیت دعا کے لئے نیکیوں میں ترقی لازمی 639،638

تشہد

تشہد کے وقت انگلی اٹھانے میں حکمت 45

تصاویر / تصویر

سیریا کے ایک دوست کا حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھ
کر بیعت کرنا 65،64

مکرم عبدہ بکر صاحب کا ایم ٹی اے پر حضورؐ کی تصویر دیکھ
کر آپ کو پہچاننا 305

بعض خدام کا جماعتی شرٹس پہنتے ہوئے شرم محسوس کرنا،

اس کے برعکس لوگوں کا خدام کا انٹرویو اور تصاویر لینا 489

تصوف

ابراہیم ادہم کا بادشاہت چھوڑ کر تصوف کی طرف متوجہ ہونا 75

اجتماعی فنکشنز میں شرکت کے بعد لوگوں کا حقیقی اسلامی
تعلیم سے آگاہ ہو کر متاثر ہونا 175 تا 178

ہمارا کام اسلام کی مثبت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے 177

اسلامی تعلیم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے بعض لوگوں کا
فتنہ و فساد پھیلانا 188

بعض لوگوں کی حرکات اسلام کے نام پر فتنہ و فساد
پھیلانے کی کی کوشش کرنے والی ہیں تو اس کی وجہ اسلامی
تعلیم نہیں بلکہ اس تعلیم پر عمل نہ کرنا ہے 188

گوئے مالا کی نیشنل پارلیمنٹ کی ممبر الینا کیلیس کے
تاثرات، جلسہ میں اسلام کی حقیقی پر امن تعلیم کی عملی
تصویر دیکھنے کا موقع ملا 359

مغربی میڈیا اور پریس کا سوال، کس طرح باقی مسلمانوں
کو اس تعلیم پر چلنے کے لئے قائل کرو گے؟ 436

کامل تعلیم کا انسان کے قویٰ کا مربی اور متناغل ہونا 497

تعمیر نو

مسجد بیت الفتوح کے جلے ہوئے حصے کی دوبارہ تعمیر کے
لئے چندے کی تحریک 543، 542

مسجد بیت الفتوح کی تعمیر میں پہلے جن کو حصہ لینے کی توفیق
نہیں ملی ان کو اب حصہ لینے کی تلقین 543

مسجد بیت الفتوح کی تعمیر نو کے منصوبہ کے کوائف 544

تفسیر / تفاسیر

حضرت مصلح موعودؑ کو فرشتہ کو رؤیا میں سورۃ فاتحہ کی
تفسیر سکھانا، حضورؑ کو نوٹ نہ کرنے کی وجہ سے صبح بعض
اٹھنے پر بعض نکات بھول جانا 76، 75

حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کی بنیاد پر جو تفسیریں
جماعت میں خلفائے کی ہیں وہی حقیقی تفسیریں ہیں 178

حضرت مصلح موعودؑ کا فرمانا کہ میری زندگی کا ایک
بڑا مشن تفسیر کو مکمل کرنا ہے 346

تقاریر / تقریر (نیز دیکھیں خطاب)

جرمن خاتون کا حضور انور کی تقریر سن کر کہنا کہ اسلام
عورتوں کے حقوق کی زیادہ باریکی میں جا کر حفاظت کرتا ہے 24

اخبارات اور تقریروں میں لوگوں کا کہنا کہ امت کو
سنجھانے کے لئے کوئی آنا چاہیے 148

جلسہ کی تمام تقاریر کو غور سے سننے کی ہدایت 355

حضور انور کی مرد و عورت کے حقوق و فرائض کے متعلق
تقریر سے متاثر ہونا 367

ایم ٹی اے کی لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ آخری دن
حضور کی تقریر کو اڑھائی لاکھ لوگوں کا سننا 368، 367

جلسہ کی تمام تقاریر سننے کی ہدایت 408

تقویٰ (نیز دیکھیں متقی)

تقویٰ کا معیار بڑھنے سے ہی مالی قربانی کی طرف بھی توجہ
پیدا ہوگی 35

جلسہ کا ایک مقصد زہد اور تقویٰ کو پیدا کرنا 56، 55

تقویٰ کی ضرورت و اہمیت 184، 183، 92، 91

افراد جماعت کو اپنے تقویٰ کے معیار بڑھانے کی نصیحت 111

ایمان اور تقویٰ کے کیا معیار ہونے چاہئیں اور ان کے
حصول کے ذرائع 252، 251

تقویٰ کو مستقل اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی تلقین 254

تقویٰ کے بغیر نمازیں بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہیں 254

دہشت گردی اور معصوموں کا قتل، تقویٰ نہ ہونے کی
وجہ سے ہے 254

تقویٰ میں ترقی کے ذرائع 255، 254

ایمان کی بڑ تقویٰ و طہارت 255

تقویٰ کی حقیقت 256، 255

سلسلہ کے قیام کا مقصد تقویٰ کا حصول 259

تقویٰ کی اہمیت اور حضورؑ کی ماموریت کا مقصد 259

تقویٰ کے اجزاء 263، 262

تقویٰ اور استقامت 258، 257

جلسہ پر آنے کا مقصد تقویٰ میں ترقی، خدا تعالیٰ سے تعلق
بڑھانا اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا 351

جماعت کو تیار کرنے کی غرض، ہر ایک عضو میں تقویٰ
سرایت کر جاوے 392

تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین 405

تنعم اور کھانے پینے میں اعتدال کا نام تقویٰ 528

جماعتی فنکشنز میں شرکت کے بعد لوگوں کا حقیقی اسلامی
تعلیم سے آگاہ ہو کر متاثر ہونا 175 تا 178

ہمارا کام اسلام کی مثبت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے 177

اسلامی تعلیم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے بعض لوگوں کا
فتنہ و فساد پھیلانا 188

بعض لوگوں کی حرکات اسلام کے نام پر فتنہ و فساد
پھیلانے کی کی کوشش کرنے والی ہیں تو اس کی وجہ اسلامی
تعلیم نہیں بلکہ اس تعلیم پر عمل نہ کرنا ہے 188

گوئے مالا کی نیشنل پارلیمنٹ کی ممبر الینا کیلیس کے
تاثرات، جلسہ میں اسلام کی حقیقی پر امن تعلیم کی عملی
تصویر دیکھنے کا موقع ملا 359

مغربی میڈیا اور پریس کا سوال، کس طرح باقی مسلمانوں
کو اس تعلیم پر چلنے کے لئے قائل کرو گے؟ 436

کامل تعلیم کا انسان کے قویٰ کا مربی اور متناغل ہونا 497

تعمیر نو

مسجد بیت الفتوح کے جلے ہوئے حصے کی دوبارہ تعمیر کے
لئے چندے کی تحریک 543، 542

مسجد بیت الفتوح کی تعمیر میں پہلے جن کو حصہ لینے کی توفیق
نہیں ملی ان کو اب حصہ لینے کی تلقین 543

مسجد بیت الفتوح کی تعمیر نو کے منصوبہ کے کوائف 544

تفسیر / تفاسیر

حضرت مصلح موعودؑ کو فرشتہ کو رؤیا میں سورۃ فاتحہ کی
تفسیر سکھانا، حضورؑ کو نوٹ نہ کرنے کی وجہ سے صبح بعض
اٹھنے پر بعض نکات بھول جانا 76، 75

حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کی بنیاد پر جو تفسیریں
جماعت میں خلفائے کی ہیں وہی حقیقی تفسیریں ہیں 178

حضرت مصلح موعودؑ کا فرمانا کہ میری زندگی کا ایک
بڑا مشن تفسیر کو مکمل کرنا ہے 346

تقاریر / تقریر (نیز دیکھیں خطاب)

جرمن خاتون کا حضور انور کی تقریر سن کر کہنا کہ اسلام
عورتوں کے حقوق کی زیادہ باریکی میں جا کر حفاظت کرتا ہے 24

اسلام کی اشاعت اور توحید کا قیام حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے ذریعہ ہونا ہے نہ کہ کسی بدو یا تلوار سے یا دہشت گردی سے

133

تنظیم لبیک یا رسول اللہ

تنظیم لبیک یا رسول اللہ کا لاہور میں گھیراؤ کرنا اور پھر اسلام آباد کی طرف مارچ اور گھیراؤ کرنا

568

تنظیمیں

نماز باجماعت کے متعلق ہر ملک کی ہر تنظیم کو اپنے اپنے جائزے لینے کی ہدایت

34

بعض مسلمان گروہوں اور تنظیموں کا اسلام کے نام پر ظلم و بربریت کی حرکات کرنا

77

بعض ممالک میں قوم پرست تنظیموں اور پارٹیوں کا صرف منفی سوچ اور رویوں پر زور دینا

77

ایک افریقی خاتون مہمان کا جلسہ میں شرکت سے پہلے خیال کرنا کہ جماعت بھی کہیں، دوسری اسلامی تنظیموں کی طرح دہشت گرد جماعت نہ ہو

151

نظارت اصلاح و ارشاد اور ذیلی تنظیموں کو تربیت کے پروگرام بنانے کی ہدایت

229

اسلام مخالف قوتوں کا اسلامی دنیا کو کمزور کرنے کے لئے خلافت کے نام پر اپنے آپ کو منظم کرنے والی تنظیموں کی مدد کرنا

239

ذیلی تنظیموں اور جماعتوں کو مسجد بیت الفتوح کی تعمیر نو میں حصہ لینے کی تلقین

543

ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کی نماز کی حاضری کے متعلق رپورٹس پر حضور انور کا ارشاد سو فیصد عابد پیدا کرنے تک چین سے نہیں بیٹھنا

587

تہجد

شعبہ تربیت کی اہمیت، فجر اور تہجد کے لئے مہمانوں کو نرمی اور پیار سے جگانے کی ہدایت

344

انصار اللہ کو خاص طور پر نماز تہجد ادا کرنے کی تلقین

474

تقویٰ اور قناعت میں ترقی کرنے کی تلقین

603

تکبر

تکبر میں بڑھنے والوں کو ہدایت نہیں ملتی

65

اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا مومن کا اہم خلق عاجزی اور

287

تکبر سے دوری

تکبر دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ہر خلق کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے

290، 289

تکبر کا انسان میں روحانی موت لانا اور انسان کا اللہ تعالیٰ سے دور ہو جانا

290

تکبر سے بچنے کی نصیحت

291، 290

بدکار، متکبر اور ظالم خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا

301

تکذیب

حضورؐ کا فرمان کہ میری تکذیب میری تکذیب نہیں یہ رسول اللہؐ کی تکذیب ہے، اس کی وضاحت

564، 563

تکلیف

مسلمان کی تکلیف دور کرنے اور ستاری کرنے کا اجر

139

اگر کوئی تکلیف پہنچنے پر صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے

213

اللہ تعالیٰ کا مومن کو چھوٹی سے چھوٹی تکلیف پر بھی نوازنا

213

ہندوستان پاکستان میں احمدیوں کا تکالیف اور مشکلات کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا

242

مہمانوں کو پیش آنے والی تکالیف، غسل خانے کی ڈرین کے پائپ کا ٹوٹنا

353

تلاوت قرآن کریم

مر بیان کے لئے اہم سبق، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود اور ڈائری لکھنا

165

رمضان اور تلاوت قرآن کریم کی اہمیت

298، 297

تلوار

اس زمانے میں تلوار کے جہاد کا نہیں بلکہ نفس کی اصلاح کا جہاد ہے

21

توبہ

- استغفار اور توبہ کی اہمیت 82، 81
صدقہ و خیرات اور توبہ سے وعید کی پیشگوئیوں کا بھی ٹل جانا..... 84
غالب آنے کے ہتھیار، توبہ استغفار اور نمازوں کی ادائیگی 222
سچی توبہ اور استغفار 222
حصول اخلاق کے لئے توبہ کی ضرورت 267، 268
توبہ کی تین شرائط، اقلان، عدم، ندم 268، 269
حصول اولاد کے لئے حضرت زکریاؑ والی توبہ کرنا 330، 331
توبہ واستغفار وصول الی اللہ کا ذریعہ 473

توحید

- مر بیان، امراء اور صدران کا ایک مقصد، افراد جماعت کی تربیت، خلافت سے وابستگی، توحید کا قیام اور اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا 104
اسلام کی اشاعت اور توحید کا قیام حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے ذریعہ ہونا ہے نہ کہ کسی بندوق یا تلوار سے یا دہشت گردی سے 133
توحید پر ایمان کے لئے نفسانیت کا کیرا نکالنا لازمی ہے 388
صرف منہ سے توحید کا اقرار کوئی نفع نہیں دے سکتا 390
مردان خدا کو ملنے والی تمام برکات توحید فی المحبت سے ملتا 602

توقعات

- نمازوں کے حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے توقعات 36 تا 39
حضورؑ کی جماعت سے توقعات 67، 68، 183، 184
حضورؑ کی مردوں سے توقعات 227، 228

توکل علی اللہ

- اللہ تعالیٰ پر توکل کی وجہ سے احمدیوں کے کاروباروں میں برکت پڑنا 206
ٹرانسپورٹ

- شعبہ ٹرانسپورٹ کو ہدایات 342
اس سال جلسہ پر ٹرانسپورٹ اور پارکنگ کے انتظام میں

تبدیلی سے ٹریفک کا فلو بہتر ہونا

353

ٹریننگ

- رمضان کا ایک ٹریننگ کیپ کے طور پر آنا 293
ٹوئٹر (Twitter)

- فیس بک، ٹوئٹر پر جلسہ کے متعلق پوسٹس 422
ٹیلی ویژن

- کوئی بھی مجلس، انٹرنیٹ، ٹی وی جو عبادات سے غافل کرے مشرک نہ مجلس ہے 184
جرمنی میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر ٹی وی چینلز اور میڈیا کی کوریج 423

- عربوں میں مولویوں کا فتویٰ، ٹی وی دیکھنا حرام ہے 576
ٹیکس

- عبادت کوئی بوجھ یا ٹیکس نہیں 464
مغربی ممالک میں آمد کم بتا کر ٹیکس بچانا اور حکومت سے مراعات لینا 549

ثابت قدمی

- ایک احمدی خاتون کی ثابت قدمی کا واقعہ 53
الجزائر کے اسیروں کا مضبوط ایمان اور ثابت قدمی 243، 244
الجزائر میں منصوبہ بندی کے تحت کارروائی اور افراد جماعت کی ثابت قدمی 311

ثواب

- نماز باجماعت کا ثواب، جتنے قدم اس نے اٹھائے ان میں سے اگر ایک قدم سے اس کا ایک گناہ معاف... 29
نماز باجماعت میں زیادہ ثواب رکھنے کی غرض وحدت پیدا کرنا ہے 30
نماز باجماعت سے 27 گنا زیادہ ثواب ملنا 30

- صدقہ نہ دے سکنے والے کا معروف باتوں پر عمل اور بری باتوں سے رکنا ہی صدقہ کا ثواب دے گا 80
خدا کے جلال اور عظمت کی خاطر لوگوں سے محبت کرنے کا ثواب 111

- حضورؑ کی مصائب کو ذریعہ ثواب سمجھنے کی نصیحت 206

انتہائی احتیاط اور ہمدردی کے جذبات کے ساتھ لوگوں کی اصلاح کرنے کی ہدایت 139

جلسہ کا ایک مقصد ایک دوسرے کے لئے بھائی چارہ اور شکر گزاری کے مثالی جذبات پیدا کرنا 358

ایک صحافی خاتون کا جذبات ابھارنے کے لئے میوزک کو لازمی سمجھنا مگر عالمی بیعت کے دوران احمدیوں کے جذبات کا دل سے براہ راست نکلتا 366

جرنلسٹ

ایک جرنلسٹ کا حضور انور سے جرمنی میں اسلام سے لوگوں کا خوفزدہ ہونے کی وجہ دریافت کرنا 186

گلر (نیز دیکھیں کلیچہ)

علم تعبیر الروای میں خواب میں کسی کو گلر نکال کر دینے سے مراد مال دینا 534

جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ بنگلہ دیش، سیرالیون کا آغاز 54

جلسہ سالانہ کے مقاصد 395، 60، 54

جلسہ کا ایک مقصد زہد اور تقویٰ کو پیدا کرنا 56، 55

ایک افریقی خاتون مہمان کا جلسہ میں شرکت سے پہلے خیال کرنا کہ جماعت بھی کہیں، دوسری اسلامی تنظیموں کی طرح دہشت گرد جماعت نہ ہو 151

جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت کی برکت کی وجہ سے کیس کا پاس ہو جانا 152

جلسہ کے دنوں میں والنتیئر زکا خاموش تبلیغ کرنا 339

جلسہ سالانہ یو کے لئے مہمانوں کی آمد 339

کارکنان جلسہ کو نرم زبان اور اعلیٰ اخلاق کے معیار قائم کرنے کی ہدایت 341، 340

کارکنان جلسہ کو ہدایات 344 تا 340

جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ ہی مہمان نوازی کا شعبہ ہے 341

جلسہ کی رہائش کے لئے عورتوں اور بچوں کی بیڈنگ کا خاص خیال رکھنے کی ہدایت 341

امسال جلسہ میں کھانے کی پلیٹوں میں تبدیلی کی

جمعوں میں وقت پر آنے اور باقاعدگی سے جمعہ میں شامل ہونے والوں کے بارے میں ثواب 295

جامعہ احمدیہ

بشیر احمد صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ نانچیریا کو تربیت کے لئے بین بھجوانا 445

دنیا کے کئی ممالک میں جامعہ احمدیہ کا قیام 102

واقفین نو کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنے کی ہدایت 102

ربوہ اور قادیان کے علاوہ اس وقت یو کے، جرمنی، کینیڈا، غانا، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں جماعت کا قائم ہونا 103

انڈونیشیا میں جامعہ کو شاہد کے کورس تک بڑھادیا جانا 103

واقفین نو کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے کی ہدایت 103

کینیڈا جامعہ سے پاس ہونے والوں کا 202 convocation

یو کے جامعہ سے پاس ہونے والوں کا 202 convocation

جائزہ

نماز باجماعت کے متعلق ہر ملک کی ہر تنظیم کو اپنے اپنے جائزے لینے کی ہدایت 34

ہر ناصر کو نماز باجماعت کے متعلق اپنا جائزہ لینے کی تلقین 462

اپنے جائزے لینے کی تلقین کہ ان بابرکت ایام میں کیا حاصل کیا ہے؟ 292

غیر از جماعت اور پریس کے نمائندوں کا عمومی رویوں کا جائزہ لینا 343

بینن کے سابق وزیر خارجہ کا ہر شعبہ کا تنقیدی نظر سے جائزہ، ہر شعبہ کے انتظامات کو معیاری اور اعلیٰ پانا 358

گنی کناکری کے پولیس کے نیشنل ڈائریکٹر کا سکیورٹی کے حوالہ سے جائزہ لینا اور کوئی سقم نظر نہ آنا 363

ہر ناصر کو نماز باجماعت کے متعلق اپنا جائزہ لینے کی تلقین 462

جذبات

مومنوں کو جذبات بھڑکانے والی چیزوں سے بچنے کا حکم مثلاً گندی فلمیں دیکھنا، نامحرموں سے فیس بک پر چیٹ کرنا وغیرہ 22

361 ڈیرن ہالیٹ کو ویٹری کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 361 سالو اور بلارو جو نیئر کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 362 عبد الکابہ کارگو کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 362 الحاج محمد و سلیم کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 362 ڈیوڈ مارٹن کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 ایک مہمان کا جلسہ سے متاثر ہو کر کہنا کہ حیران ہوں ابھی
 362 تک بی بی سی کی طرف سے کوئی ڈاکو منٹری کیوں نہیں بنی
 364 زر اکیہ دوپے زو جے کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 365 مسلمان مہمانوں کے جلسہ کے متعلق تاثرات
 363 حسن کینا صاحب کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 363 عبد الرشید آف ترکمانستان کے جلسہ برطانیہ کی بابت
 تاثرات
 363 علی کلا کو کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 364 ولسن و لیس صاحب کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 365 اویج کو نک ڈوماگو کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 365 خالد بلائیل صاحب کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 365 ہانی رشوان ڈاکٹر کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 365 سونیا ڈیلے سالے صاحب کے جلسہ برطانیہ کی بابت
 تاثرات
 366 کارلوس جمی اور یاس صاحب کے جلسہ برطانیہ کی بابت
 تاثرات
 366 جلسہ کے ماحول سے متاثر ہو کر پریس کا اسلام کے بارے
 366 میں صحیح خبریں دینے پر مجبور ہونا
 جلسہ کے متعلق احمدیوں کا حضور انور کو مثبت اور منفی
 تاثرات پر مشتمل خطوط لکھنا
 367 پریس اور میڈیا کی جلسہ کو کوریج دینا
 367 میڈیا کے ذریعہ جلسہ کی 358 خبریں نشر ہونا
 368 افریقہ میں بھی جلسہ سالانہ کی کوریج ہونا
 مشہور میڈیا آؤٹ لیٹس کا جلسہ کے حوالہ سے کوریج کرنا
 368 کینیڈا سے آنے والے خدام کو پہلے جلسہ سننے اور بعد میں
 369 وائسٹاپ میں حصہ لینے کی ہدایت
 369 جلسہ سالانہ جرمنی کے متعلق مہمانوں کے تاثرات 410 تا 421

341، 342 وجوہات.....
 342 جلسہ میں شامل ہونے والا ہر شخص حضور کا مہمان
 342 مہمانوں کو جلسہ کے دوران وقت کا مارجن دیکھ کر سفر
 شروع کرنے کی ہدایت
 342 جلسہ سالانہ یو کے کا آغاز
 350 جلسہ سالانہ یو کے کی کامیابی کے لئے تمام دنیا کے احمدیوں
 350 کو دعا کی تحریک
 حضور کا لوگوں کے غلط رویوں کی وجہ سے بطور ناراضگی
 350 ایک سال جلسہ کا انعقاد نہ فرمانا
 350 جلسہ پر آنے کا مقصد تقویٰ میں ترقی، خدا تعالیٰ سے تعلق
 بڑھانا اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا
 351 جلسہ پر ہر آنے والے احمدی کو اپنے آپ کو مہمان اور
 351 میزبان سمجھنا چاہئے
 انتظامیہ کو جلسہ کے وقت بازار کو مکمل بند کروانے کی ہدایت
 354 غیر از جماعت مہمانوں کے تاثرات 358 تا 362
 362 آرنوڈوان ڈورن کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 362 جلسہ کی تمام تقاریر کو غور سے سننے کی ہدایت 355، 408
 408 جلسہ سالانہ برطانیہ کا کامیاب انعقاد اور اللہ تعالیٰ کے
 357 افضال و برکات
 357 جلسہ کے کامیاب انعقاد پر کارکنان کو بھی اللہ تعالیٰ کا شکر
 ادا کرنے کی ہدایت
 357 جلسہ کا ایک مقصد ایک دوسرے کے لئے بھائی چارہ اور
 358 شکر گزاری کے مثالی جذبات پیدا کرنا
 359 الینا کیلس کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 359 ڈگلس موٹھی روسو صاحب کے جلسہ برطانیہ کی بابت
 تاثرات
 359 سر بیجوما کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 360 رُو کو مورے کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 360 کیٹرینا سالک کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 360 جوزف پیٹرے کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات
 360 جلسہ میں شامل ہونے کے بعد ہر قسم کے شکوک و شبہات
 کا دور ہونا

419 گبر نامس صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات
 420 گرونگر صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات
 محمود صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 420
 اسامہ ابو محمد حلبی صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 420
 اکرم الدومانی صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 420
 جلسہ سالانہ جرمنی پر گیارہ ممالک کے تینتیس افراد کا بیعت کرنا 421
 لمیس عبد الجلیل صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 421
 جلسہ سالانہ جرمنی کی میڈیا کوریج 421، 422
 alislam ویب سائٹ پر جلسہ کی کوریج 422
 جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر کولنگ مشین کا خراب ہونا 422
 سوشل میڈیا پر جلسہ کی کوریج 422
 فیس بک، ٹوئٹر پر جلسہ کے متعلق پوسٹس 422
 شعبہ تربیت کو جلسہ کے متعلق ایک ہدایت 422
 جلسہ سالانہ جرمنی کے متعلق چند انتظامی ہدایات 422، 423
 جلسہ کے موقع پر کھانے کے متعلق پوری پلاننگ کرنے کی ہدایت 423
 جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے افراد سے بھی کم تعداد شاملین تحریک جدید ہونے پر یو کے جماعت کو شاملین تحریک جدید میں اضافہ کرنے کی ہدایت 541
 جرمنی کے شاملین تحریک جدید کی تعداد کا جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کے قریب ہونا 541
 جلسہ سالانہ قادیان کا آغاز 632
 جلسہ کا مقصد، اللہ کے حضور دعائیں کرنا، اپنی علمی اور عملی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرنا 632
 جلسہ قادیان کے شاملین کو امت مسلمہ کے لئے دعا کی تحریک 633
جماعت احمدیہ (نیز دیکھیں سلسلہ احمدیہ)
 جماعت احمدیہ کا دنیا کی واحد جماعت، تمام افراد کا ایک ہی مقصد خدمت خلق اور دین کی اشاعت کے لئے روپیہ خرچ کرنا

ایک جرمن مہمان کا جلسہ کے پر امن ماحول سے متاثر ہونا 411
 مارا سی اگلا صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 411
 ماریہ جوزے صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 411
 مائیکولس صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 412
 آگسٹین صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 412
 نجاد صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 413
 ماہر صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 413
 لولی ڈیاس صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 413
 یاسمین صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 413
 ایسی نوواس صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 414
 ایک عیسائی خاتون کا کہنا کہ یہ جلسہ تو ایک معجزہ ہے یہاں محبت، امن، عزت ملتی ہے 415
 فکوا اینو صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 415
 ابو بکر صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 415
 ڈسلا یا صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 415
 ڈی میروف صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 415
 میسی ڈونیا کے وفد میں پانچ صحافیوں کا جلسہ پر انٹرویو لینا اور ڈاکو میٹری بنانا 415، 416
 شعبہ تربیت کو جلسہ کے متعلق ہدایت 416
 بیلا گستا ٹریچنچو کا صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 416
 میسی ڈونیا کی مہمان کا جلسہ کے انتظامات سے متاثر ہونا، ڈاکو منفری بنا کر اپنی قوم کو دکھانے کا وعدہ کرنا 417
 آو گوستی صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 417
 رودنے دے اولسکا صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 417
 سالے رشیسی صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 417
 لورا صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 418
 انگریڈا صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 418
 آگلیا آریاس صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 419

107 میں پیدا کرنا عہدیداران کی ذمہ داری
عہدیداران، صدران، امراء کو افراد جماعت کے لئے
108 ہمیشہ پیار اور محبت کے پر پھیلانے کی ہدایت
بعض افراد کا نظام سے شکوہ، معاملات کو نپٹانے میں جلدی
109 کی ہدایت
جماعت کا کوئی عہدہ بھی کسی قسم کی بڑائی پیدا کرنے کے
لئے نہیں بلکہ عاجزی بڑھانے کے لئے ہے 109
افراد جماعت کو اپنے تقویٰ کے معیار بڑھانے کی نصیحت 111
23 مارچ جماعت کی تاریخ کا اہم دن 124
23 مارچ کو حضور کا بیعت کے ذریعہ باقاعدہ جماعت
124 احمدیہ کی بنیاد رکھنا
اسلام کی اشاعت اور توحید کا قیام حضرت مسیح موعودؑ کی
جماعت کے ذریعہ ہونا ہے نہ کہ کسی بدوق یا تلوار سے یا
دہشت گردی سے 133
جماعتی طور پر اصلاح پر مامور افراد کے لئے ایک ہدایت 139
الجزائر میں میڈیا اور اخبارات کا جماعت کی مخالفت کرنا،
اس مخالفت کا جماعت کی تبلیغ کا ذریعہ بننا 147
ایک افریقی خاتون مہمان کا جلسہ میں شرکت سے پہلے
خیال کرنا کہ جماعت بھی کہیں، دوسری اسلامی تنظیموں کی
طرح دہشت گرد جماعت نہ ہو 151
اللہ تعالیٰ کا جماعتی مشن کے نقصان کا ازالہ 198 بیعتوں کی
صورت میں کرنا 152
آئیوری کوسٹ کے ایک گاؤں میں جمعہ کے متعلق ایک
بدعت کا جماعت کے ذریعہ خاتمہ ہونا 153، 154
مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے لوگوں کا جماعت کی
طرف رجحان کا بڑھنا اور 38 افراد کا قبول احمدیت 155
حضور انور کا جماعت احمدیہ جرمنی کو بعض انتظامی امور کی
طرف توجہ دلانا 159، 160
جماعت کے پروگراموں میں شمولیت کے بعد غیر مسلموں
کے اسلام کے متعلق منفی خیالات کا تبدیل ہونا 175
مہمانوں کا جماعت کی فنکشنز میں شرکت سے پہلے تحفظات
کا شکار ہونا کہ کہیں دہشت گرد حملہ نہ ہو جائے 175، 176

جماعت احمدیہ کے سپرد ساری دنیا میں اسلام کے قیام کا
کام ہونا 1
جماعت احمدیہ کا ایک غریب جماعت ہونے کے باوجود
دنیا میں اشاعت اسلام اور خدمت خلق کے کام کرنا 2
افراد جماعت کی مالی قربانی کی چند مثالیں 2 تا 8
چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب کو وفاقی شرعی عدالت
لاہور میں جماعت کے کیس کئے لئے خدمات کی توفیق ملنا 13
نمازوں کے حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت
سے توقعات 36 تا 39
ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کو کمزوریاں دور کرنے کے
لئے منصوبہ بندی اور جامع پروگرام بنانے کی ہدایت 40
جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی طرف سے اپنی سستیوں اور
کوتاہیوں پر معذرت کے خطوط 40
جماعت پر داعش کی طرح کی جماعت ہونے کا الزام لگنا 52
مر بیان، مبلغین کے لئے ایک سبق، اگر جماعتیں دور دور کی
ہیں، کوئی بھی نہیں آتا تب بھی نماز باجماعت ہونی چاہیے 164
حضورؑ کی جماعت سے توقعات 67، 68، 299
20 فروری کے دن کا جماعت میں پیشگوئی مصلح موعودؑ کے
حوالے سے جانا جاتا ہے 69
جماعت میں خلع کی نسبت کا طلاق سے زیادہ ہونا 88
مر بیان، امراء اور صدران کا ایک مقصد، افراد جماعت
کی تربیت، خلافت سے وابستگی، توحید کا قیام اور اسلام کی
تعلیم کو دنیا میں پھیلانا 104
نظام جماعت کو افراد جماعت کی روحانی علمی اور جسمانی
بہتری کے لئے پروگرام بنانے کی ہدایت 105
کوئی جماعت اس وقت تک جماعت نہیں ہو سکتی جب تک
کمزوروں کو طاقت دینے والے سہارا نہیں دیتے 105
جماعت کے انتظامی نظام کو صحیح طور پر چلانے کی ذمہ
داری صدر جماعت اور امیر جماعت کی ہونا 106
جماعت کی دینی، روحانی بہتری اور ترقی کا ذمہ دار مر بیان
کا ہونا 107
مبلغین اور اقصین زندگی کا ادب و احترام افراد جماعت

269 کوشش کرنے والے افراد مطلوب ہونا
 271 جماعت میں داخل ہونا
 273، 272 افراد جماعت کو اپنے اندر تبدیلی اور اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے کی نصیحت
 301، 300 جماعت کے لئے ایک لائحہ عمل
 309 مومن کا کام ہے کہ اپنے دائرے سے نکل کر جماعت، امت مسلمہ اور اپنے اپنے ملکوں کے لئے بھی دعا کرے
 310 ہر احمدی کا فرض ہے کہ اپنی مستقل دعاؤں میں جماعت کو بھی شامل کرے
 311 الجزائر میں منصوبہ بندی کے تحت کارروائی اور افراد جماعت کی ثابت قدمی
 323 جماعتی کتب کے مطالعہ سے متاثر ہو کر بیعت کرنا
 328 جماعت کی اکثریت کا اولاد کی تربیت کی فکر رکھنا
 339 یورپ میں دہشتگردی کے واقعات کے بعد پریس کی توجہ کا جماعت کی ہونا
 340 مربیان اور پریس سیکشن کا جماعت اور اسلام کی امن پسند تعلیم کو پریس کے ذریعہ دنیا میں وسیع پیمانے پر پھیلاؤ
 340-339 پارٹیشن کے وقت حضرت مصلح موعودؑ کی ہدایت پر جماعت کا دو چھوٹے جہاز خریدنا
 345 حضورؑ کا جماعت کو چند باتوں کی طرف توجہ دلانا
 373 جماعت کو پہلوانوں کی نہیں تبدیلی اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے افراد مطلوب ہیں
 387 جماعت کو تیار کرنے کی غرض، ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے
 392 جماعت کو دل کے بغض اور کینوں کو نکالنے اور بنی نوع انسان سے ہمدردی اور صلح کی بنیاد ڈالنے کی نصیحت
 394، 393 نئی جماعت بن کر پھوٹ ڈالنے کا الزام اور اس کا جواب
 400 جماعت اور امت مسلمہ کے لئے دعا کی تحریک
 408 افراد جماعت کا خطوط میں ایم ٹی اے کے کارکنان کا شکریہ ادا کرنا
 410 بلغاریہ میں جماعت کی مخالفت، جماعت کی رجسٹریشن

جماعت کے فنکشنز میں شمولیت کے بعد غیر مسلموں کے اسلام کے متعلق منفی خیالات تبدیل ہونے کے واقعات 175 تا 178
 حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کی بنیاد پر جو تفسیریں جماعت میں خلفائے کی ہیں وہی حقیقی تفسیریں ہیں 178
 حضورؑ کی جماعت سے توقعات 183، 184
 جرمنی جماعت کے شعبہ تبلیغ کا فعال ہونا اور حضور انور کا تعریف فرمانا 195
 الجزائر میں ایک سیمینار کا انعقاد اور جماعت کو اپنا مؤقف دینے کی دعوت 198
 الجزائر میں "قادیانیت ایک ایسا فرقہ جو برطانوی استعمار کی پیداوار ہے" کے موضوع پر سیمینار، جماعت کو دعوت دے کر بعد میں مؤقف سننے سے انکار کرنا 198
 پریس کی وجہ سے الجزائر میں وسیع پیمانے پر جماعت کا تعارف ہونا 199
 بعض چرچوں کا بڑی خوش دلی سے جماعت کو اپنے فنکشن پر بلانا، بعد میں لوگوں کا رجحان جماعت کی طرف بڑھنے پر مخالفت کرنا 216
 آزاد کشمیر اسمبلی میں بھی آجکل جماعت کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد پیش ہونا 216
 حضورؑ کا جماعت کو آنے والی سختیوں سے آگاہ کرنا 217، 218
 جماعت میں رہ کر صبر اور برداشت سے کام نہ لینے والوں کو انداز 219
 گالیوں کے باوجود آج جماعت کا اللہ کے فضل سے 209 ممالک میں قائم ہونا 220
 حضورؑ کی جماعت کو گالیاں سن کر صبر کی تلقین 221
 مغربی ممالک میں گھریلو جھگڑوں کا پولیس تک پہنچنا اور جماعت کی بدنامی کا موجب بننا 227
 پاکستان کے ایک سربراہ کا احمدیوں کو کشکول پکڑنے کا بیان اور جماعت کی ترقی 245
 خلافت کے ذریعہ جماعت کی ترقیت کی خوشخبری 245 تا 247
 جماعت کی ترقیات 247
 جماعت کو شہ زور پہلوانوں کی نہیں بلکہ تبدیلی اخلاق کی

ذیلی تنظیموں اور جماعتوں کو مسجد بیت الفتوح کی تعمیر نو
 میں حصہ لینے کی تلقین 543
 ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کی نماز کی حاضری کے متعلق
 رپورٹس پر حضور انور کا ارشاد سو فیصد عابد پیدا کرنے تک
 چین سے نہیں بیٹھنا 587
 عریشہ ڈیفن تھالر صاحبہ کابینہ میں جماعت کے زیر
 انتظام یتیم خانہ دارالاکرام چلانا 630
 اپنی دعاؤں کو اپنی ذات سے نکال کر جماعت کے لئے بھی
 دعا کرنے کی تلقین 632
 افراد جماعت کو دعاؤں، نمازوں اور نیک اعمال کی طرف
 توجہ دلانا 640
جمع بین الصلوٰتین
 جمع بین الصلوٰتین کی صورت میں بعد میں آنے والوں کی
 نمازوں کی ترتیب 50،49
جمعہ
 لگاتار تین جمعے چھوڑنے کا نقصان کہ اس کے دل پہ داغ
 لگ جاتا ہے 153
 آئیوری کو سٹ کے ایک گاؤں میں جمعہ کے متعلق ایک
 بدعت کا جماعت کے ذریعہ خاتمہ ہونا 153،154
 انیر پورٹ کے نزدیک جمعہ کی جگہ ہونے کی وجہ سے ہوائی
 جہازوں کا شور اور حضور انور کی انتظامیہ کو ہدایات 159،160
 الجزائر میں احمدیوں پر جمعہ کی پابندی 160
 ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک سرزد ہونے والی غلطیوں
 کے معاف ہونے کی وضاحت 294
 جس نے متواتر تین جمعے جان بوجھ کر چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ
 اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے 294
 جمعوں میں آنے کے حساب سے لوگ قیامت کے دن
 اللہ تعالیٰ کے حضور بیٹھے ہوں گے 295
 جمعوں میں وقت پر آنے اور باقاعدگی سے جمعہ میں شامل
 ہونے والوں کے بارے میں ثواب 295
 جمعہ کی اہمیت 294 تا 296
 جمعہ پر مسجد میں آنا مردوں پر فرض 296

منسوخ ہونا 414
 بلغاریہ میں حالات کی بہتری، جماعت کی رجسٹریشن کی
 بحالی کے لئے دعا کی تحریک 414
 شعبہ تبلیغ کو حضور پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات
 پر مشتمل پمفلٹ جماعتوں کو مہیا کرنے کی ہدایت 427
 اللہ تعالیٰ کا لوگوں کے دلوں کو کھولنا اور جماعت کی طرف
 راہنمائی کرنا 437
 مخالفین کا جماعت کے امام کے خلاف بددعا کرنا، ان کے
 اپنے ہی امام کو سانپ کا کاٹنا 443
 جماعتی نظام کے خلاف باتیں کرنے سے منع فرمانا، اصلاح طلب
 امور کی اطلاع خلیفہ وقت کو پہنچانے کی ہدایت 451،452
 افراد جماعت کا بیعت کے واقعات کے متعلق حضور انور کو
 خطوط لکھنا، ایسے واقعات کا بچوں کی توجہ کھینچنا 476
 افراد جماعت کے اخلاص ترقی کے واقعات 479،480
 نئی جماعتوں کے قیام کے متعلق واقعات 481
 جماعت کے سخت مخالف پروفیسر کو پولیس کا دہشت
 گردی کی پشت پناہی کے الزام میں گرفتار کرنا 484
 جماعتی کتب کا غیر مسلموں پر اثر 486
 جماعت کے پیغام کا اثر، مخالفت کا دور میں تبدیل ہونا 488،489
 جماعت کے فلائرز تقسیم کرنے کی برکت سے کیس پاس
 ہو جانا 489
 جماعت کا دنیا کے 210 ممالک میں قیام اور ممالک کی
 تعداد کے متعلق مبالغہ کا جواب 490
 جماعت کو کسی اسمبلی یا حکومت سے مسلمان ہونے کے
 سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں 492
 جماعت کا 111 زبانوں میں منتخب قرآنی آیات کے تراجم
 شائع کرنا 494
 جماعت کا قرآن کریم 75 زبانوں میں تراجم شائع کرنا 494
 حضور پر ایک الزام نعوذ باللہ اپنی دنیاوی خواہشات کی
 تکمیل کے لئے جماعت قائم کی 506
 جماعت کا پہلا فرض اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کرنا 523
 جماعت کے زیر انتظام سکولوں اور ہسپتالوں کا قیام 539

جہاد ہے 21
حضور ﷺ کا ایک صحابی کو فرمانا کہ والدین کی خدمت
کرو یہی تمہارا جہاد ہے 234

جہاز
پارٹیشن کے وقت حضرت مصلح موعودؑ کی ہدایت
پر جماعت کا دو چھوٹے جہاز خریدنا 345
جمعہ کے لئے ایئر پورٹ کے نزدیک جگہ ہونے کی وجہ سے ہوائی
جہازوں کا شور اور حضور انور کی انتظامیہ کو ہدایات 159-160

جہالت
مسلمان علماء کی کم علمی اور جہالت 238، 239

جہنم (نیز دیکھیں دوزخ)
جہنم کیا چیز ہے؟ 208

جیل
اسلام میں پردہ سے مراد جیل میں ڈالنا نہیں بلکہ حیاء کو
قائم کرنا ہے 25
الجزائر میں پولیس اور عدالتوں کا احمدیوں کو ہراساں کرنا
جیلوں میں ڈالنا 115
الجیریا میں احمدیوں کو الزام لگا کر مقدمے کرنا، جیلوں میں
ڈالنا، عورتوں کو دودھ پیتے بچوں سمیت پکڑنا 125

جھگڑا (نیز دیکھیں لڑائی)
مغربی ممالک میں گھریلو جھگڑوں کا پولیس تک پہنچنا اور
جماعت کی بدنامی کا موجب بننا 227
جھگڑوں کو طول دینے، اپنی ضدوں پر اڑنے کی بجائے
اپنے معاملات کو جماعتی نظام یا قضا میں لانے کی ہدایت 374
جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے حق لینے میں دوسرے
فریق کو سہولت دینے کی ضرورت 375

جھوٹ
مومن کی بنیادی شرط اور خلقِ سچائی پر قائم ہونا اور
جھوٹ سے بچنا 278
جھوٹ کی وجہ سے انسان کا خدا تعالیٰ سے دور ہونا 279
قرآن شریف کا دروغ گوئی کو بت پرستی کے برابر ٹھہرانا 279

چھوٹے بچوں والی عورتوں کو جمعہ کے لئے مسجد آنے میں
احتیاط کی تلقین 296
ماؤں کے جمعہ پر جانے سے بچوں میں بھی جمعہ کی طرف
توجہ پیدا ہونا 296
جمعہ ادا کرنا ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ ایسا حق ہے جو
واجب ہے 296
جمعہ کے دن ایک قبولیت دعا کا لمحہ آتا ہے 297

جنازہ
ہندوستان میں دوسرے فرقے کے امام کے پیچھے جنازہ
پڑھنے پر نکاح ٹوٹنے کا فتویٰ دیا جانا 42
حضور ﷺ کا مقروض کا عموماً جنازہ نہ پڑھنا 381

جنت
نگران اگر اپنے فرائض کا حق ادا نہیں کرتا تو اس پر جنت
حرام کر دی جاتی ہے 109
جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک
مزین کیا جاتا ہے 250
اللہ تعالیٰ کا ایک شخص کو جنت میں داخل کرنا جو خرید
و فروخت اور قرض دیتے وقت آسانی پیدا کرتا 380

جنتز منتر
بعض مسلمانوں کا نماز کو جنتز منتر کی طرح پڑھنا 472

جنگ
دنیا کے عمومی حالات کا تیزی سے جنگ اور تباہی کی
طرف بڑھنا 35
بہت سے لوگوں کا سوال کرنا کہ جنگ شروع ہونے کے
بعد کیا کریں؟ اس کا جواب 35
حضور انور کا جنگ عظیم کے خطرہ سے آگاہ کرنا 197
اسٹی جنگ کے سدباب کے لئے ہو میو پیٹھک نسخہ کے
استعمال کی تحریک 197
پرتگال کے ایک پروفیسر ڈاکٹر پولو مورٹیس کا کہنا کہ مسلمانوں
کو دہشت گرد اور جنگوں کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا 197

جہاد
اس زمانے میں تلوار کے جہاد کا نہیں بلکہ نفس کی اصلاح کا

چرچ

ایک (جی پی) چرچ کے لیڈر کا کہنا کہ حضور انور کا خطاب ایک راہ دکھانے والی روشنی کی طرح تھا جس نے دکھایا کہ اسلام عظیم الشان امن کا مذہب ہے 196
بعض چرچوں کا بڑی خوش دلی سے جماعت کو اپنے فنکشن پر بلانا، بعد میں لوگوں کا رجحان جماعت کی طرف بڑھنے پر مخالفت کرنا 216

چڑیا

آتش پرست بوڑھے کا چڑیوں کو دانہ ڈالنے کا اجر ملنا 526

چندہ

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی مالی قربانی، مینارۃ المسیح کے لئے چندہ کی تحریک پر لبیک کہنا 2
چندے کی برکت سے مشکلات کا دور ہونا 487
چندے کی برکت سے آمدن میں اضافہ ہونا 537
چندے کی برکت سے دوبارہ ملازمت کا ملنا 538
چندہ کی ترغیب دلانے کی اہمیت 539
مسجد بیت الفتوح کے جلے ہوئے حصے کی دوبارہ تعمیر کے لئے چندے کی تحریک 543، 542

چہرہ

افلاطون کا قاعدہ، آنے والا کاحلیہ اور نقوش چہرہ معلوم کر کے ملاقات کی اجازت دینا 266
کرئل ڈگلس کا حضورؑ کے متعلق بیان کہ ایسا نورانی چہرہ میں نے ساری عمر کبھی نہیں دیکھا تھا 347
ایم ٹی اے العربیہ اور حضورؑ کا چہرہ دیکھ کر متاثر ہونا 573، 574

چینگ

سیکیورٹی مسائل کا ہر سال بڑھنا، سیکیورٹی چینگ میں بھرپور تعاون کی ہدایت 353

چھاوٹی

شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے نماز چھاوٹی 30

حالات

دنیا کے عمومی حالات کا تیزی سے جنگ اور تباہی کی

جھوٹ اور شرک سے بچنے کی تلقین 279، 280

حضورؑ پر ساتھ مقدمات ہونا اور کسی میں بھی جھوٹ نہیں لکھنا پڑا 280

دنیاوی کامیابی کے لئے کچھ نہ کچھ غلط بیانی اور جھوٹ بولنا ضروری ہے، اس خیال کا رد 280، 281

نیشنل جیو گرافک پر جھوٹ کے متعلق ایک مضمون 281
جھوٹ کی وجہ سے گھروں میں لڑائیاں اور خلع طلاق تک

نوبت پہنچ جانا 282

بڑے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ، میاں بیوی کا اپنے ناجائز تعلقات کے متعلق جھوٹ بولنا 282

ایک سروے کے مطابق ہر شخص کا روزانہ تین چار مرتبہ جھوٹ بولنا 282

جھوٹ کی مختلف اقسام 283، 284

جھوٹ سے بچنے کے طریق اور سچائی کے معیار 284، 285
کسی عیسائی کا اعتراض کہ نعوذ باللہ آنحضرتؐ نے تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی 285

حرام خوری اس قدر نقصان نہیں پہنچاتی جتنا جھوٹ 286
سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تزلزل اختیار کرنے کا فقرہ مختلف اوقات میں بطور حوالہ پیش کیا جانا 384

جھوٹ سے بچنے کی تلقین 404

سابقہ سسرال والوں کا جھوٹ کے ذریعہ لڑکی کو بدنام کرنا اور لڑکی کے رشتے کی بات ختم کروانا 549

چاند

حضرت علی احمد صاحبؒ کو ان کی والدہ کا سورج چاند گرہن کا نشان پورا ہونے پر قادیان تحقیق کے لئے بھجوانا 12

حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے لئے اللہ تعالیٰ کا سورج اور

چاند گرہن کا نشان ظاہر فرمانا 126

ختم نبوت کی مثال چودھویں کے چاند کی طرح 501

سورج چاند گرہن کے نشان کے پورے ہونے کے بعد مخالفین کا اس کی صحت پر اعتراض کرنا 566

عورتوں حقوق اور ان سے حسن سلوک کا حکم 230، 231
 جلسہ پر آنے کا مقصد تقویٰ میں ترقی، خدا تعالیٰ سے تعلق
 اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا 351
 جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے حق لینے میں دوسرے
 فریق کو سہولت دینے کی ضرورت 375
 حق ادا نہ کرنا اور ڈھٹائی دکھانے کے متعلق ایک واقعہ 378، 379
 نظام جماعت کو حقوق غصب کرنے والوں کو تعاون نہ
 کرنے پر سزا دینے کی ہدایت 381
 قضا کے فیصلے کے بعد حقوق اور قرض معاف کروانے کے
 لئے فریق ثانی سے معاف کروائیں 382
 مخالفین کا خود سعید فطرت لوگوں کے لئے تحقیق حق کے
 راستے کھولنا 443
 حقائق، لین دین کے معاملات میں حقائق کا چھپانا 548
 حق معلوم کرنے کا طریقہ 567، 568
 راستوں کے حقوق 583، 584

حق مہر

حق مہر ایک قرض ہے 377
 قضا کے معاملات میں، لین دین، حق مہر کی ادائیگی کے
 معاملات میں دوسرے فریقین کا اعتراضات کرنا 377
حکم (نیز دیکھیں احکامات)

مومن کو کسی بھی حکم کو چھوٹا نہ سمجھنے کی تلقین 16
 اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو معمولی نہ سمجھیں 22
 پردے کا حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے 22
 مومنوں کو غصہ بصر کا حکم، جذبات بھڑکانے والی چیزوں
 سے بچنے کا حکم مثلاً گندی فلمیں، نا محرموں سے فیس
 بک پرچیت کرنا وغیرہ 22
 مردوں کو پہلے غصہ بصر کا حکم ہے پھر عورتوں کو پردے کا
 حکم دیا گیا ہے 24

قرآنی حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنایا جائے 187
 عورتوں سے حسن سلوک کا حکم 230، 231
 اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دوری کی وجہ سے خلع اور طلاق
 کی شرح کا بڑھنا 283

طرف بڑھنا 35
 بلغاریہ میں حالات کی بہتری، جماعت کی رجسٹریشن کی
 بحالی کے لئے دعا کی تحریک 414
حب الوطنی
 کیپٹن صفدر کے متعلق حضور انور کا فرمانا کہ اگر حب الوطنی کا
 جذبہ تھا تو پھر ان کو فوج میں رہنا چاہئے تھا 503
 پاکستان میں آج احمدی ہی ہیں جو حب الوطن من الایمان
 پر نہ صرف یقین رکھتے ہیں بلکہ عمل بھی کرتے ہیں 504
حجاب (نیز دیکھیں پردہ)

ایک احمدی بچی کا دوران ملازمت حجاب کے متعلق سوال
 اور اس کا جواب 18، 19
 ریسرچ کرنے والی بچیوں کو لیبارٹری میں خاص لباس پہننے
 کی وجہ سے حجاب کے متعلق ہدایت 18، 19
حرام

عربوں میں مولویوں کا فتویٰ، ٹی وی دیکھنا حرام ہے 576
حرام خوری

حرام خوری اس قدر نقصان نہیں پہنچاتی جتنا جھوٹ 286
حرم
 صحابہ کا حرم کے اندر دو آدمیوں کو قتل کرنا، آنحضورؐ کا
 عرب دستور کے مطابق خون بہا ادا کرنا 552
حسن سلوک

بیویوں سے حسن سلوک کی نصیحت 226
 عورتوں حقوق اور ان سے حسن سلوک کا حکم 230، 231
 انسان کی بہترین نیکی یہ ہے کہ اپنے والد کے دوستوں کے
 ساتھ حسن سلوک کرے جبکہ اس کا والد فوت ہو چکا ہو 234
 والدین سے حسن سلوک 234، 235

حق / حقوق

جرمن خاتون کا حضور انور کی تقریر سن کر کہنا کہ اسلام
 عورتوں کے حقوق کی زیادہ باریکی میں جا کر حفاظت کرتا ہے 24
 حقوق العباد کی اہمیت 59، 60، 130 تا 133
 حقوق اللہ کی ادائیگی کی ضرورت و اہمیت 201

حلیہ
افلاطون کا قاعدہ، آنے والے کا حلیہ اور نقوش چہرہ معلوم
کر کے ملاقات کی اجازت دینا 266

حملہ
مہمانوں کا جماعت کی فنکشنز میں شرکت سے پہلے
تحفظات کا شکار ہونا کہ کہیں دہشت گرد حملہ نہ ہو
جائے..... 175، 176

غیر مسلم ممالک میں دہشت گرد حملوں کی وجہ سے اسلام
کے متعلق تحفظات پیدا ہونا 187
بگلہ دیش میں مسجد پر مولویوں کا حملہ، مستفیض الرحمن
صاحب مربی سلسلہ کوچا قوسے زخمی کرنا 217

حوار المباشر
الحوار المباشر کے ذریعہ حقیقت کا واضح ہونا اور مرحوم
عبدہ بکر صاحب کا زور سے چیخ کر اللہ اکبر کہنا 304
پروگرام الحوار المباشر، ایم ٹی اے پر حضور کا قصیدہ کو سن
کر بیعت کرنا 324، 325

فرانس کی آسیہ صاحبہ کا الحوار المباشر دیکھ کر متاثر ہونا 479
ایم ٹی اے پر الحوار المباشر دیکھ کر متاثر ہونا 576

حوالہ
سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذل اختیار کرنے کا فقرہ
مختلف اوقات میں بطور حوالہ پیش کیا جانا 384

حیاء
آپ ﷺ کا فرمانا کہ حیا ایمان کا حصہ ہے 17
حیادار لباس اور پردہ ہمارے ایمان بچانے کے لئے
ضروری ہے 17
حیاء کی اہمیت اور احمدیوں کو اپنے حیاء کے معیار بلند کرنے
کی نصیحت 17، 18

حیاء کے لئے حیاء دار لباس بھی ضروری 19
اسلام میں پردہ سے مراد جیل میں ڈالنا نہیں بلکہ حیاء کو
قائم کرنا ہے 25

خاتم النبیین / ختم نبوت
خاتم النبیین کے معانی 495، 496

ایک مہمان کا کہنا کہ احمدیوں کے تمام کام قرآن اور
حضرت محمد ﷺ کے حکموں کے مطابق ہیں 365
عدل و انصاف کے متعلق ایک قرآنی حکم 551
صحابہ کی پیروی کا حکم 605 تا 609

حکماء
تبدیلی مذہب پر حکماء کے دو مذہب 266
حکمت

تشہد کے وقت انگلی اٹھانے میں حکمت 45
ہمارا مقصد حکمت کے ساتھ تبلیغ کا جاری رکھنا 55
تبلیغ کے لئے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اسلامی احکام
کی حکمت دلائل کے ساتھ بتانے کی ضرورت ہونا 117
حکمت کا مطلب، حکمت اور بزدلی میں فرق 117، 118
رمضان ہر سال مقرر کرنے کی حکمت 251
حکمت کے وسیع معانی اور ان کی تفصیل 426 تا 428
حکمت کا مطلب بزدلی نہیں 432
ارکان نماز کی حکمت 467 تا 469

حکومت
الجزائر میں عدالت اور حکومتی کارندوں کا احمدیوں کو ظلم کا
نشانہ بنانا 146

طاقت اور حکومت کے غلط استعمال کا اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں لانا 202
دنیاوی حکومتوں کا اپنے بل بوتے پر اپنی خلافت قائم
کرنے کی کوشش کرنا 239

پاکستان میں حکومت کا Law And Order کے نام پر
اپنی مرضی کے قوانین بنانا 310

جماعت کو کسی اسمبلی یا حکومت سے مسلمان ہونے کے
سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں 492

مغربی ممالک میں آمد کم ہوتا کر ٹیکس بچانا اور حکومت سے
مراعات لینا 549

آنحضور کی پیدائش کی خوشی منانے کے دن حکومت اور
لاء اینڈ آرڈر کے لئے تحفظات کا پیدا ہونا 583

حلم
صبر و حلم سے کام لینے کی تلقین 299

ہندوستان پاکستان کی عورتوں کا اپنے خاندانوں کے مظالم کے بارے میں لکھنا 229

خبریں (نیز دیکھیں اخبار)

جلسہ کے ماحول سے متاثر ہو کر پریس کا اسلام کے بارے میں صحیح خبریں دینے پر مجبور ہونا 366

میڈیا کے ذریعہ جلسہ کی 358 خبریں نشر ہونا 367

خدمت خلق

جماعت احمدیہ کا دنیا کی واحد جماعت، تمام افراد کا ایک ہی مقصد خدمت خلق اور دین کی اشاعت کے لئے روپیہ خرچ کرنا 1

جماعت احمدیہ کا ایک غریب جماعت ہونے کے باوجود بڑھ چڑھ کر دنیا میں اشاعت اسلام اور خدمت خلق کے کام کرنا 2

کارکنان کی خدمت اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کے عملی اظہار سے متاثر ہونا 361

ایک مہمان کا کارکنوں کی خدمت کو مثالی قرار دینا 420

خط / خطوط

جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی طرف سے اپنی سستیوں اور کوتاہیوں پر معذرت کے خطوط 40

عالمی معاملات کے متعلق حضور انور کو خطوط کا آنا 87

حضرت مسیح موعودؑ کو مخالفین کی طرف سے گندی گالیوں کے خطوط آنا اور حضورؑ کا نمونہ 220، 219

الجزائر کے ایک اسیر کا حضور انور کو خط 243

لبے دنوں اور ریکارڈ گرمی کے باوجود لوگوں کے خطوط آنا کہ اس دفعہ روزوں کا احساس ہی نہیں ہوا 292

حضور انور کو لوگوں کی طرف سے رمضان میں فرائض عبادتوں کے علاوہ نوافل کی ادائیگی اور عبادات کی توفیق ملنے پر خطوط آنا 306

ایک شخص کا حضور انور کو خط، منفی سوچ رکھنا کہ اولاد ہی نہ ہو 329

جلسہ کے متعلق احمدیوں کا حضور انور کو مثبت اور منفی تاثرات پر مشتمل خطوط لکھنا 367

تجدید دین اور ایمان کو قائم کرنے کے لئے خاتم الخلفاء مسیح موعودؑ کے ساتھ جڑنا ہو گا 241

پاکستان میں ختم نبوت کو احمدیوں کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کیا جانا 492، 491

حضورؑ کا متعدد جگہ فرمانا کہ جو ختم نبوت کا منکر ہے میں اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں 492

اس شخص کو خاتم النبیین ہونے کے متعلق وضاحت 494، 495

ختم نبوت کا مقام اور اسلام کی دوسرے مذاہب پر فوقیت 496، 497

ختم نبوت کی حقیقت 495، 499 تا 501

ختم نبوت کی مثال چودھویں کے چاند کی طرح 501

خادم / خدام الاحمدیہ

خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے شوریٰ کے فیصلہ جات کی تعمیل کی رپورٹ پر حضور انور کا نماز باجماعت کی طرف توجہ دلانا 34، 33

حضور انور کا خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو نماز باجماعت کی طرف توجہ دلانا 34

کینیڈا کے ساڑھے تین سو سے زائد خدام کا وقار عمل کر کے وائنڈاپ میں حصہ لینا 369

کینیڈا سے آنے والے خدام کو پہلے جلسہ سننے اور بعد میں وائنڈاپ میں حصہ لینے کی ہدایت 369

بعض خدام کا جماعتی شرٹس پہننے ہوئے شرم محسوس کرنا، اس کے برعکس لوگوں کا خدام کا انٹرویو اور تصاویر لینا 489

حضورؑ کے الہامات قرآن کریم کے خادم ہیں 493

خارش

دنیاوی خواہشات کی تکمیل کی فکر کرنے والے کی مثال خارش کے مریض کی طرح دینا 598

خاوند

خاوند کے فرائض، بیویوں سے حسن سلوک کی نصیحت 226

بعض دفعہ عورتوں کی طرف سے شکایت کرنا کہ ان کے خاوند دین کی طرف توجہ نہیں کرتے 228

عورت کا اپنے خاوند کی تمام باتوں اور اوصاف کو پرکھنا 229

104 خلافت سے وابستہ کرنا
حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کی بنیاد پر جو تفسیریں
جماعت میں خلفاء نے کی ہیں وہی حقیقی تفسیریں ہیں 178
237 خلافت علی منہاج نبوت کی پیشگوئی
اللہ تعالیٰ کا وعدے کے مطابق مسلمانوں میں خلافت قائم کرنا 237
مسلمانوں کے ایک بہت بڑے طبقہ کا کہنا کہ کسی خلافت
کی ضرورت نہیں 238
اسلام مخالف قوتوں کا اسلامی دنیا کو کمزور کرنے کے لئے
خلافت کے نام پر اپنے آپ کو منظم کرنے والی تنظیموں کی
مدد کرنا 239
دنیاوی حکومتوں کا اپنے بل بوتے پر اپنی خلافت قائم
کرنے کی کوشش کرنا 239
نظام خلافت کا خوف کی حالت کو امن میں بدلنا 240
خلافت کے ذریعہ جماعت کی ترقیات کے جاری رہنے کی
خوشخبری 245، 247
قضا یا خلیفہ وقت کے سامنے معاملات پیش کرتے وقت
ساری بات سچائی پر مبنی ہونی چاہئے 379
جماعتی نظام کے خلاف باتیں کرنے سے منع فرمانا، اصلاح طلب
امور کی اطلاع خلیفہ وقت کو پہنچانے کی ہدایت 451، 452
خلیفہ وقت کی دعا سے بچی کا صحت مند ہونا 482
خلع
اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دوری کی وجہ سے خلع اور طلاق
کی شرح کا بڑھنا 283
جماعت میں خلع کی نسبت کا طلاق سے زیادہ ہونا 88
جھوٹ کی وجہ سے گھروں میں لڑائیاں اور خلع طلاق تک
نوبت پہنچ جانا 282
خلق / خَلْق (نیز دیکھیں اخلاق)
خلق اور خلق میں فرق 263
مومن کی بنیادی شرط اور خلق سچائی پر قائم ہونا اور
جھوٹ سے بچنا 278

بعض لوگوں کا اپنی ضد اور انانیت کی وجہ سے حضور انور کو خود
معاملے کو دیکھنے کے لئے خط لکھنا 375
افراد جماعت کا خطوط میں ایم ٹی اے کے کارکنان کا
شکریہ ادا کرنا 410
افراد جماعت کا بیعت کے واقعات کے متعلق حضور انور کو
خطوط لکھنا، ایسے واقعات کا بچوں کی توجہ کھینچنا 476
خطاب / خطبات (نیز دیکھیں تقاریر)
خلافت سے تعلق اور خطبہ کا اثر، قربانی کی طرف توجہ پیدا ہونا 5
خطبات جمعہ سننے کی طرف مستقل توجہ دلانا نظام جماعت
کی ذمہ داری 34
حضور انور کا خطاب سن کر اسلام کے متعلق نظریے کا بدلہ 188
مہمانوں کا حضور انور کے ہمسایوں کے حقوق کے متعلق
خطاب سے متاثر ہونا 188، 191، 192
حضور انور کے خطبات کے متعلق مہمانوں کے تاثرات 189، 198
ایک سیرین دوست کی غلط فہمی کا حضور کا خطاب سن کر
دور ہونا کہ احمدی کا قرآن اور ہے 192
ایک (جی پی) چرچ کے لیڈر کا کہنا کہ حضور انور کا خطاب
ایک راہ دکھانے والی روشنی کی طرح تھا جس نے دکھایا کہ
اسلام عظیم الشان امن کا مذہب ہے 196
ایک مہمان خاتون کا عورتوں کے متعلق حضور کے خطاب
سے متاثر ہونا 416
ایک مہمان کا حضور کے اختتامی خطاب سے متاثر ہونا، دل
کو چھونے والا تجربہ قرار دینا 419
ایم ٹی اے اور حضور کے خطبات کا اثر 485، 486
مولویوں کا وفات مسیح کے متعلق خطبے پڑھنا چھوڑ دینا 567
خطرہ / خطرات
شریعت کی غرض انسان کے بوجھوں کو کم کرنا اور ہر قسم
کے خطرات سے بچانا 16
حضور انور کا جنگ عظیم کے خطرہ سے آگاہ کرنا 197
خلافت / خلیفہ
خلافت سے تعلق اور خطبہ کا اثر، قربانی کی طرف توجہ پیدا ہونا 5
مر بیان، امراء اور صدران کا ایک مقصد، افراد جماعت کو

میں استہزاء کرنا بہت بڑا گناہ 141
 اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کا طریق، آپ کی فرمانبرداری 511
 آنحضورؐ کی پیدائش کی خوشی منانے کے دن حکومت اور
 لاء اینڈ آرڈر کے لئے تحفظات کا پیدا ہونا 583
 حقیقی خوشی منانے کا طریق، آپ کے نمونہ پر عمل 592

خوف

دنیا کے پرہیز نمائندوں اور غیر مسلموں کا حضور انور سے
 اسلام کے بارے میں بڑھتے ہوئے خوف کے متعلق سوال
 اور اس کا جواب 186
 ایک جرنلسٹ کا حضور انور سے جرمنی میں اسلام سے
 لوگوں کا خوفزدہ ہونے وجہ دریافت کرنا 186
 نظام خلافت کا خوف کی حالت کو امن میں بدلنا 240

خون بہا

صحابہ کا حرم کے اندر دو آدمیوں کو قتل کرنا، آنحضورؐ کا
 عرب دستور کے مطابق خون بہا ادا کرنا 552

خیال

دنیاوی کامیابی کے لئے کچھ نہ کچھ غلط بیانی اور جھوٹ بولنا
 ضروری ہے، اس خیال کا رد 280، 281

دارالاکرام

عریشہ ڈیفن تھائر صاحبہ کابینہ میں جماعت کے زیر
 انتظام یتیم خانہ دارالاکرام چلانا 630

داعش

جماعت پر داعش کی طرح کی جماعت ہونے کا الزام لگانا 52
 داعیان خصوصی

داعیان خصوصی کو باقی افراد کی نسبت تبلیغ کے لئے زیادہ
 وقت دینے کی ہدایت 425

دانہ

آتش پرست بوڑھے کو چڑیوں کو دانہ ڈالنے کا اجر ملنا 526
 دخل اندازی

عالمی مسائل کی ایک وجہ میاں بیوی کے معاملات میں
 لڑکی کے ماں باپ کی دخل اندازی کا ہونا 89

دروود شریف

اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا مومن کا اہم خلق عاجزی اور
 تکبر سے دوری 287
 تکبر دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ہر خلق کو
 اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے 289، 290
 پردہ پوشی کا خلق اختیار کرنے کی تلقین 404، 405
 خواب (نیز دیکھیں رویا)

خواب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا احمدیت کی طرف راہنمائی
 فرمانا 62، 65

اللہ تعالیٰ کا بذریعہ خواب راہنمائی فرمانا 149
 اللہ تعالیٰ کا خواب کے ذریعہ راہنمائی فرمانا اور قبول
 احمدیت کی توفیق ملنا 154

خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا راہنمائی فرمانا 438 تا 447
 علم تعبیر الرویا میں خواب میں کسی کو جگر نکال کر دینے
 سے مراد مال دینا ہونا 534

حضورؐ کی زندگی میں خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا لوگوں
 کی راہنمائی کرنا 569، 570

ایک شخص کا حضور کے رد میں کتاب لکھنے کا ارادہ، خواب
 میں آپؐ کا حضورؐ کی سچائی ظاہر فرمانا 570

استحارہ کرنے پر خواب کے ذریعہ راہنمائی 575
 اللہ تعالیٰ کے خوابوں کے ذریعہ لوگوں کی راہنمائی فرمانے
 کے واقعات 570 تا 581

خواتین / عورتیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا بڑی عمر کی خواتین کو بھی
 قرآن کریم سیکھنے کی تحریک کرنا 532

خواہشات

خواہشات کی پیروی کا عدل سے دور کرنا 547
 انسان کی ضرورت سے زیادہ خواہشات کا بے حیمنیاں پیدا کرنا 598
 دنیاوی خواہشات کی تکمیل کی فکر کرنے والے کی مثال
 خارش کے مریض کی طرح دینا 598

خود غرضی

نماز باجماعت خود غرضی کو ختم کرتی ہے 30
 خوشی

عارضی بناوٹی خوشی اور زبان کے مزے کی خاطر مجلس

صوفیوں کا طریق، سو سو مرتبہ سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورہ اخلاص پڑھنے کے بعد ایک ہزار مرتبہ درود شریف اور استغفار پڑھنا 571

صحابی کا دعائیں صرف درود شریف پڑھنے کی اجازت مانگنا 626

اگر تم اپنی دعاؤں کا زیادہ حصہ درود پڑھتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے ہم و غم کا خود متکفل ہو جائے گا 626

دروغ گوئی (دیکھیں جھوٹ)

دستور

صحابہ کا حرم کے اندر دو آدمیوں کو قتل کرنا، آنحضورؐ کا عرب دستور کے مطابق خون بہا ادا کرنا 552

دشمن / دشمنی

آنحضورؐ کا فرمانا کہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو 59

آسٹریلیا میں ایک طبقہ کی اسلام دشمنی، جو مسلمان مرد عورتوں سے اور مسلمان عورتیں مردوں سے مصافحہ نہیں کرتیں ان کو ملک بدر کرنے کا مطالبہ 120

اللہ تعالیٰ کی اپنے مقرب بندوں کے لئے غیرت، ان کے دشمنوں کی پکڑ کرنا... 214

آنحضورؐ کا مذہب، دعائیں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے 310

دعا

اللہ تعالیٰ کی عافیت اور فضل کو جذب کرنے کی ایک دعا 14

خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا کرنے کی ضرورت، ہم نے دنیا کو دعاؤں کے ساتھ قائل کرنا ہے 20

نماز کے دوران اپنی زبان میں دعا کی ممانعت نہیں 38

رکوع و سجود میں قرآنی دعا کرنا 46، 45

الجزائر کے احمدیوں کے متعلق دعا کی تحریک 52

دعا وہ اکسیر ہے جو مشیتِ خاک کو بھی کیسا کر دیتی ہے 57

دعا کی تاثیر 58، 57

سعید و صاحب کی قبولیت دعا کا واقعہ 66

صدقہ اور دعا کا تعلق اور اہمیت 79، 78

دعا اس ابتلاء کے مقابلے پر جو آپکا ہو اور اس کے مقابلے پر جو ابھی نہ آیا ہو نفع دیتی ہے 84

دعا کا دروازہ تم میں سے جس کے لئے کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے 84

نکاح کی مبارکباد دینے کی ایک دعا 91، 92

مربیان کی ایک ذمہ داری، عہدیداران کے لئے دعا کرنا 108

حضورؐ کا مخلوق الہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات کی دعا 132

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا حضورؐ کو دعا کرتے ہوئے دیکھنا، آپؐ کی آواز ایسے نکل رہی تھی جیسے کوئی عورت درود سے بیقرار ہو 132

کسی کا عیب اس وقت تک بیان نہ کرو جب تک کم از کم اس کے لئے چالیس روز تک رورو کر دانا نہ کر لو 142

بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کرنے کی ہدایت 143

حضور ﷺ کی اللہ تعالیٰ کی عافیت میں آنے اور اس کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے دعا 144

الجزائر و پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک 146، 147

اگر اپنی دعاؤں کا حق ادا کر رہے ہوں تو پھر دوسروں کی دعائیں مدد کرتی ہیں 185

الجزائر، پاکستان اور دنیا کے تمام ممالک جن میں احمدیت کے خلاف جوش اہل ربا ہے دعا کی تحریک 199

نماز دعا کی قبولیت کی کنجی 222

ترہیت کے طریق اور بچوں کے لئے دعا کرنا 232

والدین کی وفات کے بعد نیکی جو ان کے لئے کی جاسکے ان کے لئے دعا کرنا..... 234

آخری عشرے کے دوران آگ سے بچنے کے لئے ایک دعا پڑھنے کی نصیحت 288

جمعہ کے دن ایک قبولیت دعا کا لمحہ آتا ہے 297

اللہ تعالیٰ کا قرآن شریف میں اپنی شناخت کی علامت یہ ٹھہرانا کہ وہ بے قراروں کی دعا سنتا ہے 307

اللہ تعالیٰ کا مختلف طریقوں سے بندوں کو دعا کی طرف توجہ دلانا 307

رمضان میں نوافل اور دعا کی پڑھنے والی عادت کو پختہ کرنے کی تلقین 308

دعا کس طرح کرنی چاہئے اور اس کی کیا کیفیت ہوئی چاہئے 309

صوفیوں کا طریق، سو سو مرتبہ سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورہ اخلاص پڑھنے کے بعد ایک ہزار مرتبہ درود شریف اور استغفار پڑھنا 571

صحابی کا دعائیں صرف درود شریف پڑھنے کی اجازت مانگنا 626

اگر تم اپنی دعاؤں کا زیادہ حصہ درود پڑھتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے ہم و غم کا خود متکفل ہو جائے گا 626

دروغ گوئی (دیکھیں جھوٹ)

دستور

صحابہ کا حرم کے اندر دو آدمیوں کو قتل کرنا، آنحضورؐ کا عرب دستور کے مطابق خون بہا ادا کرنا 552

دشمن / دشمنی

آنحضورؐ کا فرمانا کہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو 59

آسٹریلیا میں ایک طبقہ کی اسلام دشمنی، جو مسلمان مرد عورتوں سے اور مسلمان عورتیں مردوں سے مصافحہ نہیں کرتیں ان کو ملک بدر کرنے کا مطالبہ 120

اللہ تعالیٰ کی اپنے مقرب بندوں کے لئے غیرت، ان کے دشمنوں کی پکڑ کرنا... 214

آنحضورؐ کا مذہب، دعائیں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے 310

دعا

اللہ تعالیٰ کی عافیت اور فضل کو جذب کرنے کی ایک دعا 14

خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا کرنے کی ضرورت، ہم نے دنیا کو دعاؤں کے ساتھ قائل کرنا ہے 20

نماز کے دوران اپنی زبان میں دعا کی ممانعت نہیں 38

رکوع و سجود میں قرآنی دعا کرنا 46، 45

الجزائر کے احمدیوں کے متعلق دعا کی تحریک 52

دعا وہ اکسیر ہے جو مشیتِ خاک کو بھی کیسا کر دیتی ہے 57

دعا کی تاثیر 58، 57

سعید و صاحب کی قبولیت دعا کا واقعہ 66

صدقہ اور دعا کا تعلق اور اہمیت 79، 78

دعا اس ابتلاء کے مقابلے پر جو آپکا ہو اور اس کے مقابلے پر جو ابھی نہ آیا ہو نفع دیتی ہے 84

دعا کا دروازہ تم میں سے جس کے لئے کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے 84

نکاح کی مبارکباد دینے کی ایک دعا 91، 92

مربیان کی ایک ذمہ داری، عہدیداران کے لئے دعا کرنا 108

حضورؐ کا مخلوق الہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات کی دعا 132

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا حضورؐ کو دعا کرتے ہوئے دیکھنا، آپؐ کی آواز ایسے نکل رہی تھی جیسے کوئی عورت درود سے بیقرار ہو 132

کسی کا عیب اس وقت تک بیان نہ کرو جب تک کم از کم اس کے لئے چالیس روز تک رورو کر دانا نہ کر لو 142

بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کرنے کی ہدایت 143

حضور ﷺ کی اللہ تعالیٰ کی عافیت میں آنے اور اس کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے دعا 144

الجزائر و پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک 146، 147

اگر اپنی دعاؤں کا حق ادا کر رہے ہوں تو پھر دوسروں کی دعائیں مدد کرتی ہیں 185

الجزائر، پاکستان اور دنیا کے تمام ممالک جن میں احمدیت کے خلاف جوش اہل ربا ہے دعا کی تحریک 199

نماز دعا کی قبولیت کی کنجی 222

ترہیت کے طریق اور بچوں کے لئے دعا کرنا 232

والدین کی وفات کے بعد نیکی جو ان کے لئے کی جاسکے ان کے لئے دعا کرنا..... 234

آخری عشرے کے دوران آگ سے بچنے کے لئے ایک دعا پڑھنے کی نصیحت 288

جمعہ کے دن ایک قبولیت دعا کا لمحہ آتا ہے 297

اللہ تعالیٰ کا قرآن شریف میں اپنی شناخت کی علامت یہ ٹھہرانا کہ وہ بے قراروں کی دعا سنتا ہے 307

اللہ تعالیٰ کا مختلف طریقوں سے بندوں کو دعا کی طرف توجہ دلانا 307

رمضان میں نوافل اور دعا کی پڑھنے والی عادت کو پختہ کرنے کی تلقین 308

دعا کس طرح کرنی چاہئے اور اس کی کیا کیفیت ہوئی چاہئے 309

حضور ﷺ کا قرض سے بچنے کی دعا سکھانا 382
 دعا سے غفلت اور اسباب پرستی کا بڑھنا 397، 398
 اپنے بھائی کی غلطی دیکھ کر اس کے لئے دعا کرنے کی تلقین 406
 جماعت اور امت مسلمہ کے دعا کی تحریک 408
 بلغاریہ میں حالات کی بہتری، جماعت کی رجسٹریشن کی بحالی کے لئے دعا کی تحریک 414
 عہدیدار یا امیر کے خلاف شکایت کو خلیفہ وقت تک پہنچا کر اس کے لئے دعا کرنے کی ہدایت 452
 آنحضورؐ کی مجلس برخواست کرتے وقت کی ایک دعا 458
 ہمارے غالب آنے کا ہتھیار دعا 462
 نماز ایک خاص دعا ہے 463
 خلیفہ وقت کی دعا سے بچی کا صحت مند ہونا 482
 ہر پاکستانی کو اپنے ملک کے لئے دعا کی تحریک 504
 دنیا میں قیام امن کے لئے دعا کی تحریک 605
 حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی دعا کہ اے اللہ مجھے اپنے نفس کے بخل سے بچانا 611
 حضرت سعد بن وقاصؓ کا رات کو حضورؐ کا پہرہ دینا اور حضورؐ نے آپؐ کو دعا دینا 612
 صحابی کا دعائیں صرف درود شریف پڑھنے کی اجازت مانگنا 626
 اگر تم اپنی دعاؤں کا زیادہ حصہ درود پڑھتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے ہم و غم کا خود متکفل ہو جائے گا 626
 حضورؐ کا ایک صحابی کو اوٹنی دینے پر دعا دینا 627
 جلسہ کا مقصد، اللہ کے حضور دعائیں کرنا، اپنی علمی اور عملی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرنا 632
 اپنی دعاؤں کو اپنی ذات سے نکال کر جماعت کے لئے بھی دعا کرنے کی تلقین 632
 جلسہ قادیان کے شامین کو امت مسلمہ کے لئے دعا کی تحریک.... 633
 قبولیت دعا کی شرائط 633، 634
 اضطراب کی حالت اور دعا کی حقیقت 634، 635
 دعا اور نوافل کی اہمیت 635، 636

مومن کا کام ہے کہ اپنے دائرے سے نکل کر جماعت، امت مسلمہ اور اپنے اپنے ملکوں کے لئے بھی دعا کرے 309
 قبولیت دعا کے لئے ایک شرط، انسان کے دل میں درد ہو 309
 قبولیت دعا کے واسطے اضطراب شرط ہے 309
 اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ، انسان اپنی دعاؤں کو اپنے تک محدود نہ کرے بلکہ وسیع کرے 310
 ہر احمدی کا فرض ہے کہ اپنی مستقل دعاؤں میں جماعت کو بھی شامل کرے 310
 حضورؐ کا مذہب، دعائیں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے 310
 پاکستان کے احمدیوں کو اپنے لئے خاص طور پر دعا کرنے کی تحریک 310، 311
 ہر احمدی کی درد کے ساتھ کی جانے والی دعا ہی دنیا کو تباہی سے بچا سکتی ہے 314
 دعا اور صدقات سے بلاؤں کا ٹلنا 315
 دعاؤں پر زور دینے کی تحریک 315
 انبیاء کی زندگی کی جڑ اور کامیابی کی اصل دعا 316
 بہت سی عورتوں اور مردوں کا اولاد کے لئے دعا کی درخواست کرنا اور دعا کے متعلق پوچھنا کہ کونسی دعا کریں 328
 نیک اولاد کے حصول کے لئے ایک قرآنی دعا 329
 پاکیزہ اولاد کی خواہش کے ساتھ والدین کا دعا کے ساتھ نیک اعمال کا حامل ہونا بھی ضروری ہے 330
 احمدی ہونے کے لئے دعا سے مشروط نہیں کیا جاتا 331
 عباد الرحمن کی ایک دعا 333
 نکاح کی ایک غرض اور قرآنی دعا 334
 اولاد کی خواہش اور دعا کا طریق 334، 335
 حضورؐ کا نمونہ، میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا 335
 جلسہ سالانہ یو کے کی کامیابی کے لئے تمام دنیا کے احمدیوں کو دعا کی تحریک 350
 کارکنان اور کارکنات کو دعاؤں میں یاد رکھنے کی تحریک.... 367
 آنحضورؐ کی قرض سے بچنے کی دعا 381، 382

کو چھونے والا تجربہ قرار دینا 419
 اللہ تعالیٰ کا لوگوں کے دلوں کو کھولنا اور جماعت کی طرف
 راہنمائی کرنا 437
 بیعت کے بعد بت پرستی کا خیال تک دل سے نکل جانا 446
 سچے دل سے خدا سے محبت کرنے سے غیر اللہ کی عظمت
 دل میں باقی نہیں رہتی 516، 517
 بعض نیک فطرت لوگوں کا دل سے احمدیت کو سچا سمجھنا مگر
 بیعت نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کا بیعت کے لئے توجہ دلانا 572، 573
 رباط کے لغت میں معانی، نفس اور انسانی دل 609
دلائل / دلیل

تبلیغ کے لئے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اسلامی احکام
 کی حکمت دلائل کے ساتھ بتانے کی ضرورت ہونا 117
 بحث میں بہترین دلیل استعمال کرنے کی قرآنی نصیحت 426

دن

لبے دنوں اور ریکارڈ گرمی کے باوجود لوگوں کے خطوط آنا
 کہ اس دفعہ روزوں کا احساس ہی نہیں ہوا 292

دنیا / دنیاوی

جماعت احمدیہ کے سپرد ساری دنیا میں اسلام کے قیام کا
 کام ہونا 1
 آج کل دنیا کی اکثریت کا دین سے ہٹنا اور برائی اور اچھائی
 کے معیار کا بدلے جانا 16
 دنیا کے عمومی حالات کا تیزی سے جنگ اور تباہی کی
 طرف بڑھنا 35

دنیا میں برپا فتنہ و فساد کا ذمہ دار اسلام مخالف قوتوں کا ہونا 77
 دنیا کے تمام مذاہب کا اس بات پر متفق ہونا کہ صدقہ و
 خیرات سے بلا کاٹل جاتی ہے 83، 84

دنیا کے کئی ممالک میں جامعہ احمدیہ کا قیام 102
 مربیان، امراء اور صدران کا ایک مقصد، افراد جماعت
 کی تربیت، خلافت سے وابستگی، توحید کا قیام اور اسلام کی
 تعلیم کو دنیا میں پھیلانا 104

کوئی بندہ دوسرے بندے کی اس دنیا میں پردہ پوشی نہیں کرتا
 مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا 139

حقیقی دعا 636، 637
 قبولیت دعا کے لئے نیکیوں میں ترقی لازمی 638، 639
 مومن کو صرف اپنے لئے دعا نہیں کرنی چاہئے بلکہ نیکی کو
 اگلی نسل میں قائم کرنی کی کوشش کرنی چاہئے 639
 دعا کی اہمیت 639، 640
 افراد جماعت کو دعاؤں، نمازوں اور نیک اعمال کی طرف
 توجہ دلانا 640
 ہمارا ہتھیار دعا ہے 641
 حضورؐ کی امت مسلمہ کے لئے ایک دعا 642

دعوت

الجزائر میں ایک سیمینار کا انعقاد اور جماعت کو اپنا مؤقف
 دینے کی دعوت 198
 الجزائر میں قادیانیت ایک ایسا فرقہ جو برطانوی استعمار کی
 پیداوار ہے کے موضوع پر ایک سیمینار، جماعت کو دعوت
 دے کر بعد میں مؤقف سننے سے انکار کرنا 198

دفاع

ڈاکٹر اسرار صاحب کا اقرار کہ اس زمانہ میں حقیقت میں
 اسلام کا دفاع حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ نے ہی کیا تھا 513
دل

دل نہ چاہنے کے باوجود وضو کر کے مسجد میں آنا، ایک نماز
 کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں سے دوری پیدا
 کرتا ہے اور ایک قسم کا رباط ہے 29
 لگا تار تین جمعے چھوڑنے کا نقصان کہ اس کے دل پہ داغ
 لگ جاتا ہے 153

جس نے متواتر تین جمعے جان بوجھ کر چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ
 اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے 294

قبولیت دعا کے لئے ایک شرط، انسان کے دل میں درد ہو 309
 اللہ تعالیٰ کا لوگوں کے دلوں کو کھولنے کا ایک واقعہ 322، 323
 قبول احمدیت کے لئے اللہ تعالیٰ کا دل کھولنا 322، 323
 اللہ تعالیٰ کا مخالفین کے حیلے توڑ کر لوگوں کے دل کھولنا 323، 324
 ایک مہمان کا حضور کے اختتامی خطاب سے متاثر ہونا، دل

ایم ٹی اے کا پوری دنیا احمدیت کو اکٹھا اور باخبر کر دینا 409
 دنیا کی مختلف قسم کی مجالس 449
 دنیاوی مشوروں کے لئے ایک مجلس یو این او 451
 جماعت کا دنیا کے 210 ممالک میں قیام اور ممالک کی
 تعداد کے متعلق مبالغہ کا جواب 490
 حضورؐ پر ایک الزام نعوذ باللہ اپنی دنیاوی خواہشات کی
 تکمیل کے لئے جماعت قائم کی 506
 مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب حبّ دنیا 507
 لذات دنیا رکھنے کا مقصد 527
 خدا تعالیٰ کا یہ مشاء ہر گز نہیں کہ تم دنیا کو بالکل ترک کر دو 595
 دنیا کی محبت ایسی نہ ہو کہ خدا تعالیٰ کو بھلا دے 596
 دنیاوی خواہشات کی تکمیل کی فکر کرنے والے کی مثال
 خارش کے مریض کی طرح دینا 598
 افعال بد کی جڑ دنیا کی محبت 601، 602
 امریکہ کا اپنی ساکھ کھونا، چین کا دنیا کا ماڈل بننا 604
 دنیا میں قیام امن کے لئے دعا کی تحریک 605
دنیا دار
 دنیا داروں کی حالت کا نقشہ 478
دوزخ (نیز دیکھیں جہنم)
 تقویٰ کے بغیر نمازیں بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہیں 254
دولت
 دنیا کی مال و دولت مخلوق خدا کے حق ادا کرنے اور
 عبادات میں روک نہ بنیں 203
 دولت مند کا قرض ادا نہ کرنے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے... 381
 فرعون و ہامان وغیرہ کو ان کی دولت اور جاہ و حشمت کا
 فائدہ نہ ہونا 601
دہشت گرد / دہشت گردی
 مسلمان ممالک میں زیادہ دہشت گردی اور شدت پسندی
 کا ہونا 114
 اسلام کی اشاعت اور توحید کا قیام حضرت مسیح موعودؑ کی
 جماعت کے ذریعہ ہونا ہے نہ کہ کسی بددوق یا تلوار سے یا

مغربی ممالک میں آکر دنیا داری کے اثر میں رہ کر بعض
 احمدیوں کے عبادات کے معیار کم ہو جانا 174
 ہمارا کام اسلام کی مثبت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے 177
 دنیا کے پریس نمائندوں اور غیر مسلموں کا حضورؐ اور سے
 اسلام کے بارے میں بڑھتے ہوئے خوف کے متعلق سوال
 اور اس کا جواب 186
 الجزائر، پاکستان اور دنیا کے تمام ممالک جن میں احمدیت
 کے خلاف جوش اہل رہا ہے دعا کی تحریک 199
 دنیا کی مال و دولت مخلوق خدا کے حق ادا کرنے اور
 عبادات میں روک نہ بنیں 203
 دنیا سے بے رغبتی یہ نہیں کہ معاشرے سے انسان بالکل
 کٹ جائے 205
 دنیا کے مال و دولت اور شغلوں کو کس حد تک اپنانا
 چاہئے...؟ 207، 208
 دنیاوی کامیابی کے لئے کچھ نہ کچھ غلط بیانی اور جھوٹ بولنا
 ضروری ہے، اس خیال کا رد 280، 281
 دنیا میں کمپیوٹرز کا ہیک ہونا، سائبر انک ہونا اور ڈیٹا کا
 ضائع ہونا، اس کے مقابل اللہ تعالیٰ کے ریکارڈ کو کسی کا نہ
 مٹا سکتا 281
 پوری دنیا کے حالات کا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور تباہی کی
 طرف بڑھنا 312
 دنیا کے امن کا حضورؐ کی بتائے ہوئے طریق پر عمل
 کرنے کے ساتھ وابستہ ہونا 314
 ہر احمدی کی درد کے ساتھ کی جانے والی دعا ہی دنیا کو تباہی
 سے بچا سکتی ہے 314
 مریبان اور پریس سیکشن کا جماعت اور اسلام کی امن پسند تعلیم
 کو پریس کے ذریعہ دنیا میں وسیع پیمانے پر پھیلانا 339، 340
 تم دنیا میں رحم اور نرمی سے کام لو تو آسمان پر خدا تعالیٰ بھی
 تم سے رحم کا سلوک کرے گا 375
 دنیا کے کئی ممالک کا شوریٰ میں تبلیغ کے متعلق تجویز کا
 اپنے ایجنڈے میں رکھنا 424

بعض لوگوں کا دین اور مذہب کو آزادی سلب کرنے والا
 اور پابندی لگانے والا سمجھنا 16
 آجکل دنیا کی اکثریت کا دین سے ہٹنا اور برائی اور اچھائی
 کے معیار کا بدلتے جانا 16
 رشتوں کے معاملہ میں دین کو دیکھنے کی ہدایت، بعض
 ملکوں سے شکایات کا آنا کہ لوگ مر بیان، واقعین زندگی
 سے اپنی بیٹیوں کی شادی نہیں کرنا چاہتے 95
 جماعت کی دینی، روحانی بہتری اور ترقی کا ذمہ دار مر بیان
 کا ہونا 107
 دین کے دو حصے، خدا سے محبت، بنی نوع انسان سے محبت 130
 دین کے معاملہ میں رشک کرنے کی نصیحت 206
 بعض دفعہ عورتوں کی طرف سے شکایت کرنا کہ ان کے
 خاوندین کی طرف توجہ نہیں کرتے 228
 مسلمان ممالک میں دین سے دور ہٹنے کے نتیجہ میں قتل و
 غارت اور ظلم و بربریت کا ہونا 240
 تجدید دین اور ایمان کو قائم کرنے کے لئے خاتم الخلفاء
 مسیح موعودؑ کے ساتھ جڑنا ہو گا 241
 اولاد کی خواہش صرف وارث بنانے کے لئے نہیں بلکہ
 نیک صالح خادم دین بنانے کے لئے کرنے کی تلقین 332
 لجنہ اماء اللہ کو اپنے پروگراموں میں زیادہ حصہ دینی اور
 علمی مجالس کا رکھنے کی ہدایت 455
 حضورؐ کا متعدد جگہ فرمانا کہ جو ختم نبوت کا منکر ہے میں اسے
 بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں 492
 حفاظت دین کی ضرورت 559

دیوالیہ

2008ء کے معاشی انحطاط کے اثرات کا ابھی تک چلنا،
 بڑے بڑے کاروباروں کا دیوالیہ ہونا 202

ڈاکو منٹری

ایک مہمان کا جلسہ سے متاثر ہو کر کہنا کہ حیران ہوں ابھی
 تک بی بی سی کی طرف سے کوئی ڈاکو منٹری کیوں نہیں بنی 362
 میس ڈونیا کے وفد میں پانچ صحافیوں کا جلسہ پر انٹرویو لینا
 اور ڈاکو منٹری بنانا 415، 416

دہشت گردی سے 133
 ایک افریقی خاتون مہمان کا جلسہ میں شرکت سے پہلے
 خیال کرنا کہ جماعت بھی کہیں، دوسری اسلامی تنظیموں کی
 طرح دہشت گرد جماعت نہ ہو 151
 مہمانوں کا جماعت کی فنکشنز میں شرکت سے پہلے تحفظات
 کا شکار ہونا کہ کہیں دہشت گرد حملہ نہ ہو جائے 175، 176
 غیر مسلم ممالک میں دہشت گرد حملوں کی وجہ سے اسلام
 کے متعلق تحفظات کا پیدا ہونا 187
 حضورؐ نے ہمیں بتایا کہ ہر قسم کی شدت پسندی اور
 دہشت گردی اسلام کے خلاف ہے 187
 ایک مہمان کا کہنا کہ حضور انورؐ کے خطاب سے معلوم ہوا
 ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور دہشت گرد غلط طور پر
 اسلام کے پیچھے چھپ رہے ہیں 196
 ایک مہمان کا کہنا کہ آج معلوم ہوا ہے کہ ویسٹ منسٹر میں
 دہشت گردی کے واقعہ کی وجہ اسلام نہیں بلکہ ایک فرد کا
 قصور تھا 196
 پرتگال کے ایک پروفیسر ڈاکٹر پولو مورٹیس کا کہنا کہ مسلمانوں
 کو دہشت گرد اور جنگوں کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا 197
 دہشت گردی اور معصوموں کا قتل، تقویٰ نہ ہونے کی
 وجہ سے ہے 254
 یورپ میں دہشت گردی کے واقعات کے بعد پریس کی توجہ
 کا جماعت کی ہونا 339
 علی کلاکو (Alie Kaloko) صاحب کا کہنا کہ آجکل
 اسلام کا نام ہر طرف دہشت گردی کے ساتھ منسوب کیا
 جاتا ہے لیکن احمدی اس تاثر کو غلط ثابت کر رہے ہیں 363
 جماعت کے سخت مخالف پروفیسر کو پولیس کا دہشت
 گردی کی پشت پناہی کے الزام میں گرفتار کرنا 484
 دہشت گردی کی ایک کارروائی میں شیعان نامی بچی کا مارا جانا 578

دین

جماعت احمدیہ کا دنیا کی واحد جماعت، تمام افراد کا ایک
 ہی مقصد خدمت خلق اور دین کی اشاعت کے لئے روپیہ
 خرچ کرنا 1

مر بیان کی ایک ذمہ داری، عہدیداران کے لئے دعا کرنا 108
ذیلی تنظیموں کے عہدیداران کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی

ہدایت 110

ہر احمدی کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنی کی ضرورت،
ہر فعل اور عمل اسلام کا نمونہ ہو 119

مردوں کی ذمہ داریاں 225 تا 236

بچوں کی اچھی تربیت والدین کی ذمہ داری 231

مہمانوں کے فرائض اور ذمہ داریاں 350 تا 353

ہر احمدی کی ذمہ داری، اعلیٰ اخلاق صرف دکھاوانہ ہوں
بلکہ ہمیشہ قائم رہیں 361

شوریٰ کی تجاویز کی منظوری کے بعد ان پر عمل درآمد
کروانا ممبران شوریٰ کی ذمہ داری 424، 425

نماز باجماعت کی اہمیت اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں 461
ذیلی تنظیم

ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کو کمزوریاں دور کرنے کے
لئے منصوبہ بندی اور جامع پروگرام بنانے کی ہدایت 40

جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی طرف سے اپنی سستیوں اور
کو تاہیوں پر معذرت کے خطوط 40

ذیلی تنظیموں کے عہدیداران کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی
ہدایت 110

ذیلی تنظیموں اور جماعتوں کو مسجد بیت الفتوح کی تعمیر نو
میں حصہ لینے کی تلقین 543

ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کی نمازوں کی حاضری کے
متعلق رپورٹس پر حضور انور کا ارشاد سو فیصد عابد پیدا

کرنے تک چین سے نہیں بیٹھنا 587

راستہ

سعادت عظمیٰ کے حصول کی ایک راہ 509، 510

راستوں کے حقوق 583، 584

رائٹسٹ

مشرقی جرمنی، ہالینڈ اور یورپ کے اور ممالک میں
رائٹسٹوں (Rightist) کا زور پکڑنا 77

رباط

میں ڈونیا کی مہمان کا جلسہ کے انتظامات سے متاثر ہونا،
ڈاکو منٹری بنا کر اپنی قوم کو دکھانے کا وعدہ کرنا 417

ڈائری

مر بیان کے لئے اہم سبق، باقاعدگی سے تلاوت قرآن
کریم، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود اور ڈائری لکھنا 165

ڈائریکٹر

ریڈیو سٹیشن کے ڈائریکٹر کا مخالفت کرنا اور کرپشن کے
الزام میں برطرف ہونا 321

ڈھٹائی

حق اولہ کرنا اور ڈھٹائی دکھانے کے متعلق ایک واقعہ 378 تا 379
ڈیٹا (Data)

دنیا میں کمپیوٹرز کا ہیک ہونا، سائبر انٹیک ہونا اور ڈیٹا کا
ضائع ہونا، اس کے مقابل اللہ تعالیٰ کے ریکارڈ کو کسی کا نہ

مٹا سکتا 281

ذرائع

ایمان اور تقویٰ کے کیا معیار ہونے چاہئیں اور ان کے
حصول کے ذرائع 251، 252

تقویٰ میں ترقی کے ذرائع 254، 255

گناہوں سے معافی کے ذرائع 297

مکمل اشاعت ہدایت کے ذرائع 561

ذکر الہی

اس شخص کو ایک جگہ تاکید اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دینا
308

ذکر الہی کرنے والے اور ذکر الہی نہ کرنے والے کی مثال
زندہ اور مردہ کی طرح ہے 308

جو مجلس میں ذکر الہی نہیں کرتے وہ اپنی مجلس کو قیامت
کے دن حسرت سے دیکھیں گے 455

ذمہ داری

الگ گھر کا مطالبہ، لڑکے اور لڑکی کو اپنی ذمہ داری کا
احساس ہونا 95

مبلغین اور واقفین زندگی کا ادب و احترام افراد جماعت
میں پیدا کرنا عہدیداران کی ذمہ داری 107

نمازیوں پر اللہ تعالیٰ کا لعنت بھیجنا 472، 473
 رسمی عبادات اور نمازوں کا فائدہ نہ دینا 509، 510
رشتہ / رشتہ دار
 رشتوں میں قول سدید سے کام نہ لینے کی وجہ سے شکووں
 کا پیدا ہونا 89
 رشتوں سے پہلے استخارہ کر لیا کرو 90
 رشتوں کے معاملات میں بلاوجہ بات کو لٹکانا غلط امر ہے 93
 رشتہ کے معاملہ میں حضور ﷺ کا ایک صحابی کو ہدایت
 کہ پہلے دیکھ لو... 93
 رشتوں کے معاملہ میں دین کو دیکھنے کی ہدایت، بعض
 ملکوں سے شکایات کا آنا کہ لوگ مربیان، واقفین زندگی
 سے اپنی بیٹیوں کی شادی نہیں کرنا چاہتے 95
 نوع انسان کی ہمدردی کا نام ایفاء القربیٰ 530
 سابقہ سسرال والوں کا جھوٹ کے ذریعہ لڑکی کو بدنام
 کرنا اور لڑکی کے رشتے کی بات ختم کروانا 549
رضاکار
 ایم ٹی اے کے کارکنان اور رضاکاروں کا شکریہ ادا کرنا 409
رفع یدین
 رفع یدین، آمین بالجہر اور قیام میں ہاتھ باندھنے کے
 متعلق حضور کا طریق 41 تا 44
 رفع یدین کے متعلق آپ کا تعامل نہ رہنا 42، 43
رقت
 بعض اوقات عارضی رقت طاری ہونا، ناول پڑھتے ہوئے
 بے اختیار رو پڑنا 525
رکوع
 رکوع و سجود میں قرآنی دعا کرنا 45، 46
 رکوع میں شامل ہونے والی کی رکعت ہو جاتی ہے یا نہیں؟
 اس سوال کا جواب 46، 47
رمضان المبارک (نیز دیکھیں روزہ)
 رمضان کی فضیلت 250
 رمضان کے روزے ایمان اور اپنا محاسبہ نفس کرتے
 ہوئے رکھنے کی فضیلت 250

دل نہ چاہنے کے باوجود وضو کر کے مسجد میں آنا، ایک نماز
 کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں سے دوری پیدا
 کرتا ہے اور ایک قسم کا رباط ہے 29
 رباط کے لغت میں معانی، نفس اور انسانی دل 609
رپورٹ
 ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کی نماز کی حاضری کے متعلق
 رپورٹس پر حضور انور کا ارشاد سو فیصد عابد پیدا کرنے تک
 چین سے نہیں بیٹھنا 587
رجسٹریشن
 بلغاریہ میں جماعت کی مخالفت، جماعت کی رجسٹریشن
 منسوخ ہونا 414
 بلغاریہ میں حالات کی بہتری، جماعت کی رجسٹریشن کی
 بحالی کے لئے دعا کی تحریک 414
رحم
 ماتحتوں، بیویوں اور غریب بھائیوں پر رحم کرنے کی تلقین 301
 تم دنیا میں رحم اور نرمی سے کام لو تو آسمان پر خدا تعالیٰ بھی
 تم سے رحم کا سلوک کرے گا 375
 اللہ تعالیٰ قرض کے معاملہ میں آسانی پیدا کرنے والے
 آدمی پر رحم فرماتا ہے... 380
رزق
 اخلاق کا بھی رزق کی طرح ہونا 271، 272
 رزق سے کیا مراد ہے؟ 272
رسالہ
 سوین ہینسن صاحب کو سکیئنڈے نیوین ممالک کے
 مشترکہ رسالہ Active Islam کے ایڈیٹر رہنے کی
 سعادت ملنا 158
 مکرم لطف الرحمن محمود صاحب کو رسالہ خالد، المنار
 کے ایڈیٹر کے طور پر خدمات کی توفیق ملنا 274
رسم
 بعض لوگوں کا نماز کی جگہ محض رسم کے طور پر ٹکریں مارنا 33
 نماز کا مطلب ٹکریں مارنا اور بطور رسم و عادت ادا کرنا نہیں 457
 نماز کو رسم و عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں بلکہ ایسی

جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک
مزین کیا جاتا ہے 250
رمضان ہر سال مقرر کرنے کی حکمت 251
رمضان کے آخری عشرے کے دوران آگ سے بچنے
کے لئے ایک دعا پڑھنے کی نصیحت 288
رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان سے نچلے
آسمان پہ آ جاتا ہے... 292
رمضان میں اللہ تعالیٰ شیطان کو بکڑ دیتا ہے 292
رمضان میں روزہ رکھنے کی فضیلت اللہ تعالیٰ خود اس کی
جزا بن جاتا ہے 292
رمضان کا ایک ٹریننگ کیمپ کے طور پر آنا 293
رمضان میں تلاوت قرآن کریم کی اہمیت 297، 298
سنت رسول، رمضان کے دوران قرآن کریم کا کم از کم
ایک دور مکمل کرنا 297
حضور انور کو لوگوں کی طرف سے رمضان میں فرائض
عبادتوں کے علاوہ نوافل کی ادائیگی اور عبادات کی توفیق
ملنے پر خطوط آنا 306
رمضان میں نوافل اور دعا کی پڑنے والی عادت کو پختہ
کرنے کی تلقین 308
رنگ
اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرنے کی تلقین 608
رہائش
جلسہ کی رہائش کے لئے عورتوں اور بچوں کی بیڈنگ کا
خاص خیال رکھنے کی ہدایت 341
مسجد بیت الفتوح کے ایک حصہ کا آگ لگنے کے بعد
رہائش میں کمی کا مسئلہ پیدا ہونا 542
رہنمائی
اللہ تعالیٰ کا ذریعہ خواب رہنمائی فرمانا 149
اللہ تعالیٰ کا خواب کے ذریعہ رہنمائی فرمانا اور قبول
احمیت کی توفیق ملنا 154
رؤیا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا رہنمائی فرمانا 324، 325
خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا رہنمائی فرمانا 438 تا 447

ایک اعتراض اور اس کی وضاحت، بیعت کے لئے رہنمائی
کے واقعات یورپ میں کیوں نہیں ہوتے؟ 477
استخارہ کے بعد اللہ تعالیٰ کا رہنمائی فرمانا 480
حضور کی زندگی میں خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا لوگوں
کی رہنمائی کرنا 569، 570
اللہ تعالیٰ کے خوابوں کے ذریعہ لوگوں کی رہنمائی فرمانے
کے واقعات 570 تا 581
استخارہ کرنے پر خواب کے ذریعہ رہنمائی 575
روایات
اسلام مخالف قوتوں کا شدت کے ساتھ مذہبی تعلیمات اور
اسلامی روایات کو مسلمانوں میں سے ختم کرنے کے لئے
زور لگانا 19
روح / روحانی
نماز کا مغز اور روح دعا 467
جماعت کی دینی، روحانی بہتری اور ترقی کا ذمہ دار مربیان
کا ہونا 107
نظام جماعت کو افراد جماعت کی روحانی علمی اور جسمانی
بہتری کے لئے پروگرام بنانے کی ہدایت 105
روزہ
لبے دنوں اور ریکارڈ گرمی کے باوجود لوگوں کے خطوط آنا
کہ اس دفعہ روزوں کا احساس ہی نہیں ہوا 292
رونا
بعض اوقات عارضی رقت طاری ہونا، ناول پڑھتے ہوئے
بے اختیار رو پڑنا 525
رؤیا
حضرت مصلح موعودؑ کو فرشتہ کو رؤیا میں سورۃ فاتحہ کی
تفسیر سکھانا، حضورؐ کو نوٹ نہ کرنے کی وجہ سے صبح بعض
اٹھنے پر بعض نکات بھول جانا 75، 76
رؤیا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا رہنمائی فرمانا 324، 325
رویہ
پاکستان اور الجزائر کے عدالتوں کا مخالفانہ رویہ 78
افسران، نائین اور معاونین کو مہمانوں کے ساتھ نرم

زمانہ

غیر مامور کے لئے دعویٰ ضروری نہیں، حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ مجھے تو اور تکزیب بھی اپنے زمانہ کا مجدد لگتا ہے 70

موجودہ زمانہ میں بھی تعدد نکاح کے مسئلہ کو نہایت بری نظر سے دیکھا جانا 98،97

ایک زمانہ آئے گا جب مسلمانوں میں بگاڑ پیدا ہوگا، فتنہ و فساد ہوگا، نام نہاد علماء اس کے ذمہ دار ہوں گے 173

آخری زمانہ کے علماء کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان 186

آنحضورؐ کا فرمان کہ میری امت ایک مبارک امت ہے یہ

معلوم نہیں کہ اس کا اول زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ 241
ڈاکٹر اسرار صاحب کا اقرار کہ اس زمانہ میں حقیقت میں اسلام کا دفاع حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے ہی کیا تھا 513

ایک صحابی کا آپ سے کفر کے زمانہ میں دیئے گئے صدقات کے متعلق سوال کرنا، اس کا جواب 526

زنا

ترقی یافتہ ممالک میں عزت اور عصمت کی حفاظت کے معیار بدلنا، لڑکی اور لڑکے کی مرضی سے تعلقات ہیں تو پھر زنا نہیں کہلائے گا 25

زندگی

آنحضورؐ کی تمام زندگی قرآن کریم کے احکامات پر عمل

کرنی والی اور بطور نمونہ تھی 224

تقویٰ کو مستقل اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی تلقین 254

زندگی کا ہر طرف کے ٹکڑے کی طرح گھلنا 599

صحابہؓ کا طریق زندگی 609،608

زہد

جلسہ کا ایک مقصد زہد اور تقویٰ کو پیدا کرنا 56،55

زہد کیا ہے؟ 206،205

زہر

اسٹرکینیا ایک زہر 522

سازش

روہ اپنانے اور صبر کی تلقین 341

غیر از جماعت اور پریس کے نمائندوں کا عمومی رویوں کا جائزہ لینا 343

حضورؐ کا لوگوں کے غلط رویوں کی وجہ سے بطور ناراضگی

ایک سال جلسہ کا انعقاد نہ فرمانا 350

فیصلوں کے ماننے میں دونوں فریق نرمی کا رویہ رکھیں تو

بلا وجہ کا حرج نہ ہو 376

امن کے لئے مخالفت کے باوجود حضورؐ کا نرم رویہ 431

ریڈیو

ریڈیو سٹیشن کے ڈائریکٹر کا مخالفت کرنا اور کرپشن کے

الزام میں برطرف ہونا 321

ریڈیو کے ذریعہ آنتیں ملین لوگوں تک پیغام پہنچنا 367

ریڈیو کے ذریعہ بیعتیں ہونا 488،487

ریسرچ

ریسرچ کرنے والی بچیوں کو لیبارٹری میں خاص لباس پہننے

کی وجہ سے حجاب کے متعلق ہدایت 19،18

ریکارڈ

دنیا میں کمپیوٹرز کا ہیک ہونا، سائبر انٹیک ہونا اور ڈیٹا کا ضائع ہونا، اس کے مقابل اللہ تعالیٰ کے ریکارڈ کو کسی کا نہ مٹا سکتا 281

لبے دنوں اور ریکارڈ گرمی کے باوجود لوگوں کے خطوط آنا

کہ اس دفعہ روزوں کا احساس ہی نہیں ہوا 292

زبان

نماز کے دوران اپنی زبان میں دعا کی ممانعت نہیں 38

زبان کے زخم کا بڑی دیر تک رہنا 141

تبلیغ میں ہمیشہ نرم زبان کا استعمال اور اعلیٰ اخلاق دکھانے

چاہئیں 235

متنقی کا اپنی زبان کو قابو میں رکھنا 287

کارکنان جلسہ کو نرم زبان اور اعلیٰ اخلاق کے معیار قائم

کرنے کی ہدایت 341،340

عربی زبان میں لغو کے معانی 392

زخم

زبان کے زخم کا بڑی دیر تک رہنا 141

587	صدق و سچائی میں آنحضورؐ کا اسوہ	اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش اور مسلمانوں کو محتاط رہنے کی تلقین	313
264	بعض لوگوں کا سخاوت کرنا مگر ساتھ ہی غصہ و راور زور نہ ہونا	سانپ	
621	حضرت عباسؓ کی سخاوت اور فیاضی	مخالفین کا جماعت کے امام کے خلاف بدعا کرنا، ان کے اپنے ہی امام کو سانپ کا کاٹنا	443
59	سختی	سائبرائیک	
218، 217	آنحضورؐ کا فرمانا کہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو	دنیا میں کمپیوٹرز کا ہیک ہونا، سائبرائیک ہونا اور ڈیٹا کا ضائع ہونا، اس کے مقابل اللہ تعالیٰ کے ریکارڈ کو کسی کا نہ مٹا سکتا	281
582	سراج منیر	سائبرائیک کے خطرات اور نیٹ کے نمائندے کی وارننگ	314، 313
	آنحضورؐ کو سراج منیر کہا جانا	ستاری	
	سربراہ	ستاری اور پردہ پوشی کی اہمیت	136 تا 144
	آنحضورؐ کا سب سے پہلے گھر کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے توحید کے قیام کے اہمیت اپنے بیوی بچوں پر واضح فرمانا	مسلمان کی تکلیف دور کرنے اور ستاری کرنے کا اجر	139
	سرکشی	سٹریٹنگ	
450	مومنوں کی مجالس کا سرکشی اور بغاوت سے پاک ہونا	ایم ٹی اے کی لائیو سٹریٹنگ کے ذریعہ آخری دن حضور کی تقریر کو اڑھائی لاکھ لوگوں کا سننا	368، 367
32، 31	سرور	سٹیشن	
	نماز باجماعت میں سرور حاصل کرنے کا طریق؟	کرنل ڈگلز کا حضورؐ کو سٹیشن پر دیکھنا اور متاثر ہونا	347
	سرورے	سچائی	
	ایک سرورے کے مطابق ہر شخص کا روزانہ تین چار مرتبہ جھوٹ بولنا	مومن کی بنیادی شرط اور خلقِ سچائی پر قائم ہونا اور جھوٹ سے بچنا	278
282	سزا	جھوٹ سے بچنے کے طریق اور سچائی کے معیار	285، 284
	نظامِ جماعت کو حقوقِ غصب کرنے والوں کو تعاون نہ کرنے پر سزا دینے کی ہدایت	عدل کا بغیر سچائی کے قائم نہ ہونا	285
381	سعادت عظمیٰ	قضایا خلیفہ وقت کے سامنے معاملات پیش کرتے وقت ساری بات سچائی پر مبنی ہونی چاہئے	379
	سعادت عظمیٰ کے حصول کی ایک راہ	سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تزلزل اختیار کرنے کا فقرہ مختلف اوقات میں بطور حوالہ پیش کیا جانا	384
510، 509	سفر	سچائی کی اہمیت و ضرورت	589، 588، 387، 386
	مہمانوں کو جلسہ کے دوران وقت کا مار جن دیکھ کر سفر شروع کرنے کی ہدایت	ایک شخص کا حضور کے رد میں کتاب لکھنے کا ارادہ، خواب میں آپؐ کا حضورؐ کی سچائی ظاہر فرمانا	570
342	سکھ		
	چند سکھ فقیروں کا حضورؐ کی مجلس میں آپؐ کے اخلاق سے متاثر ہونا		
270			

سکول

جن سکولوں میں سوئمنگ ضروری ہے وہاں بچیوں کو برقی (Burkini) پہن کر سوئمنگ کرنے کی اجازت..... 19

جماعت کے زیر انتظام سکولوں اور ہسپتالوں کا قیام 539
آجکل گھوڑوں کی تربیت بچوں کی سکول میں تربیت کی طرز پر کرنا 609

سلام

آپ کی نظر ہمیشہ نیچی رہتی اور آپ ہر ملنے والے کو سلام میں پہل فرماتے 589

سونا

حضور ﷺ کا صحابہ کی عظمت بیان فرمانا کہ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کرو... 607

سکیم

مر بیان اور صدران کو ایک سکیم کے تحت آپس میں تعاون کرنے کی ہدایت 107

سلسلہ احمدیہ

سلسلہ کے قیام کا مقصد تقویٰ کا حصول 259
سلسلہ کے قیام کا مقصد، خدا تعالیٰ کی معرفت 397، 396
سلسلہ کے قیام کا مقصد 398، 1

سنت / سنی

رمضان کے دوران قرآن کریم کا کم از کم ایک دور مکمل کرنا سنت رسولؐ 297

مخالفت سنت انبیاء ہے 180
سنی مولویوں کو مناظرہ کی دعوت اور مولویوں کا فرار 482، 481

سورج

حضرت علی احمد صاحبؒ کو ان کی والدہ کا سورج چاند گرہن کا نشان پورا ہونے پر قادیان تحقیق کے لئے بھجوانا 12

حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے لئے اللہ تعالیٰ کا سورج اور چاند گرہن کا نشان ظاہر فرمانا 126

سورج چاند گرہن کے نشان کے پورے ہونے کے بعد

مخالفین کا اس کی صحت پر اعتراض کرنا 566
سوشل میڈیا (غیر دیکھیں میڈیا)

سوشل میڈیا کے ذریعہ پیس سپوزیم کی 3.8 ملین کی کوریج ہونا 198

بعض لوگوں کے متعلق شکایت، تبلیغ کے دوران یا سوشل میڈیا پر سخت زبان استعمال کرنا 218

سوشل میڈیا پر چڑ کر لوگوں کو غلط رنگ میں جواب دینے والے احمدیوں کو انداز 220، 221

سوشل میڈیا کے ذریعہ اٹھاون ملین افراد تک پیغام پہنچنا 367
سوشل میڈیا پر جلسہ کی کوریج 422

سوئمنگ

جن سکولوں میں سوئمنگ ضروری ہے وہاں بچیوں کو برقی (Burkini) پہن کر سوئمنگ کرنے کی ہدایت 19

عورتوں کو مردوں کے ساتھ سوئمنگ کی ممانعت 24

سیاست / سیاستدان

مغربی اور ترقی یافتہ ممالک میں نسل پرست سیاستدانوں اور پارٹیوں کی بڑھتی ہوئی پذیرائی 113

قوم پرست سیاستدانوں اور پارٹیوں کا اسلام کی مخالفت کرنا 114، 113

ہالینڈ کے سیاستدان کا بیان کی مسلمانوں کو ہی ملک سے نکال دو 120

ہم جنس پرستی اور Abortion کے خلاف ہونے کی وجہ سے یو کے کے سیاستدان کا پارٹی لیڈر بننے سے انکار کرنا 433، 432

پاکستان میں سیاستدان بھی اور علماء کا احمدیت کی مخالفت بیان کرنا 491

سیکرٹریاں

نائیجیریا میں وقف جدید کی چندہ دہندگان میں کمی، عموماً سیکرٹریاں کی سستی ہوتی ہے 10

ربوہ کے ایک محلہ کے سیکرٹری وقف جدید کی سستی، وعدہ جات ہی نہیں لئے گئے 10

جرمنی میں شامیوں کی تعداد میں اضافہ پر سیکرٹریاں تحریک

کا ہونا 114
شدت پسند گروہوں اور مسلمان ممالک میں باغی
گروہوں کو مغربی ممالک کا ہتھیار فراہم کرنا 114
نام نہاد مولویوں اور شدت پسندوں کا اسلام کے نام پر
فساد برپا کرنا 116
یورپ میں بچوں پر حملے کرنے کا شدت پسندوں کا منصوبہ 551
شرائط بیعت

شرائط بیعت میں سے ایک شرط فساد سے بچنے کی کوشش 380
شرح

اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دوری کی وجہ سے خلع اور طلاق
کی شرح کا بڑھنا 283

شرعی / شریعت

شریعت کی غرض انسان کے بوجھوں کو کم کرنا اور ہر قسم
کے خطرات سے بچانا 16

حضورؐ کا آپ کا تابع اور غیر شرعی نبی بن کر آنا 516

شرک / شریک

نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے 28
کوئی بھی مجلس، انٹرنیٹ، ٹی وی جو عبادات سے غافل
کرے شرک کا نہ مجلس ہے 184

بدی کی دو اقسام، خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا،
بندوں پر شفقت نہ کرنا 184

جھوٹ اور شرک سے بچنے کی تلقین 280، 279

اسلام کے دو حصے، خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ
ٹھہرانا، اس کے احسانوں کے بدلہ پوری اطاعت 396، 395

شرک کی ممانعت 470

شرک کی مختلف اشکال 601

شعبہ جات

شعبہ مہمان نوازی کی اہمیت 340

جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ ہی مہمان نوازی کا شعبہ ہے 341

شعبہ ٹرانسپورٹ کو ہدایات 342

شعبہ تربیت کی اہمیت، فجر اور تہجد کے لئے مہمانوں کو

نرمی اور پیار سے جگانے کی ہدایت 344

جدید کے کام کی تعریف 541
سیکیورٹی

سیکیورٹی کے حوالہ سے چند ہدایات 354، 353
سیکیورٹی مسائل کا ہر سال بڑھنا، سیکیورٹی چیکنگ میں
بھرپور تعاون کی ہدایت 353
گنی کنٹری کے پولیس کے نیشنل ڈائریکٹر کا سیکیورٹی کے
حوالہ سے جائزہ لینا اور کوئی سقم نظر نہ آنا 363

سیمینار

الجزائر میں ایک سیمینار کا انعقاد اور جماعت کو اپنا موقف
دینے کی دعوت 198

الجزائر میں قادیانیت ایک ایسا فرقہ جو برطانوی استعمار کی
پیدوار ہے کے موضوع پر ایک سیمینار، جماعت کو دعوت
دے کر بعد میں موقف سننے سے انکار کرنا 198

شادی

عورت سے چار وجوہات کی بناء پر شادی کی جاتی ہے... 90
آپؐ کا ایک شخص کو فرمانا کہ شادی سے پہلے عورت کو دیکھ
لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ چیز ہوتی ہے 93

شادی کی غرض وغایت 94، 93

رشتوں کے معاملہ میں دین کو دیکھنے کی ہدایت، بعض
ملکوں سے شکایات کا آنا کہ لوگ مریدان، واقفین زندگی
سے اپنی بیٹیوں کی شادی نہیں کرنا چاہتے 95

اسلام کا دوسری شادی کی اجازت جائز ضرورت اور شرائط
کے ساتھ دینا 96

دوسری شادی کی خواہش کی وجہ سے بہت سے مسائل کا
سامنے آنا 96

دوسری شادی کی اجازت کے متعلق عورتوں کو ایک نصیحت 97

شئل سروس

پارکنگ کے دور ہونے کی وجہ سے شئل سروس کو زیادہ
فعال کرنے کی ہدایت 342

شدت پسند / شدت پسندی
مسلمان ممالک میں زیادہ دہشت گردی اور شدت پسندی

جلسہ کے کامیاب انعقاد پر کار کارکنان کو بھی اللہ تعالیٰ کا
شکر ادا کرنے کی ہدایت 357

جو لوگوں کا یا خدا تعالیٰ کے بندوں کا شکر گزار نہیں وہ
اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا 357

جلسہ کا ایک مقصد ایک دوسرے کے لئے بھائی چارہ اور
شکر گزاری کے مثالی جذبات پیدا کرنا 358

حضور انور کا میڈیا اور پریس سیکشن کے کام کی تعریف اور
ان کا شکریہ ادا کرنا 368

ایم ٹی اے کے کارکنان اور رضا کاروں کا شکریہ ادا کرنا 409
افراد جماعت کا خطوط میں ایم ٹی اے کے کارکنان کا

شکریہ ادا کرنا 410

رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہؓ کو فرمانا کہ کیا میں اللہ کا
شکر گزار بندہ نہ بنوں 586

شکوہ

جلسہ میں شامل ہونے کے بعد ہر قسم کے شکوک و شبہات
کا دور ہونا 360

شکوہ

رشتوں میں قول سدید سے کام نہ لینے کی وجہ سے شکووں
کا پیدا ہونا 89

بعض افراد اجتماعی نظام سے شکوہ، معاملات کو نپٹانے میں
جلدی کی ہدایت 109

شع

ایک مہمان کے تاثرات، موجودہ مشکل حالات میں امن کے
قیام کے لئے حضور کے خطاب کا ایک شع کی حیثیت رکھنا 188

ایک خاتون کا کہنا کہ آج کے تاریک دور میں حضور انور کا
یہ انسانیت کے بارے میں پیغام آسمان پر ایک شع کی

حیثیت رکھتا ہے 193

شناخت

اللہ تعالیٰ کا قرآن شریف میں اپنی شناخت کی علامت یہ
ٹھہرانا کہ وہ بے قراروں کی دعا سنتا ہے 307

بین کے سابق وزیر خارجہ کا ہر شعبہ کو تنقیدی نظر سے
جائزہ، ہر شعبہ کے انتظامات کو معیاری اور اعلیٰ پانا 358

شعبہ آرکائیو کے تحت تبرکات کی نمائش 355

شعبہ تربیت اور کارکنان کو ہدایات 408

شعبہ تربیت کو جلسہ کے متعلق ہدایت 422، 416

شعبہ تبلیغ کو حضور پر ہونے والے اعتراضات کو جمع کر کے
ان کے جوابات تیار کرنے کی ہدایت 427

شعبہ تبلیغ کو حضور پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات
پر مشتمل پمفلٹ جماعتوں کو مہیا کرنے کی ہدایت 427

شفاعت

آپؐ کا فرمانا کہ قیامت کے دن میں سب سے پہلے
شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلا ہوں گا جس

کی شفاعت قبول کی جائے گی 589

شفقت

بدی کی دو اقسام، خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا،
بندوں پر شفقت نہ کرنا 184

شکایات

عورتوں کی طرف شکایات، خاوندوں کو نماز کی طرف توجہ
دلانے پر خاوندوں کا لڑائی شروع کر دینا 41

رشتوں کے معاملہ میں دین کو دیکھنے کی ہدایت، بعض
ملکوں سے شکایات کا آنا کہ لوگ مر بیان، واقفین زندگی

سے اپنی بیٹیوں کی شادی نہیں کرنا چاہتے 95

بعض لوگوں کے متعلق شکایت، تبلیغ کے دوران یاسوشل
میڈیا پر سخت زبان استعمال کرنا 218

بعض دفعہ عورتوں کی طرف سے شکایت کرنا کہ ان کے
خاوندین کی طرف توجہ نہیں کرتے 228

شکایات اور توجہ طلب باتوں کو لال کتاب میں نوٹ
کرنے کی ہدایت 367

عہدیدار یا امیر کے خلاف شکایت کو خلیفہ وقت تک پہنچا
کر اس کے لئے دعا کرنے کی ہدایت 452

شکر / شکریہ

شناختی کارڈ

اپنا ایمر کارڈ AIMS CARD یا شناختی کارڈ انتظامیہ کو دکھانے کی ہدایت... 354،353

شہوت

شہوتہ کے معنی 596

شوریٰ

خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے شوریٰ کے فیصلہ جات کی تعمیل کی رپورٹ پر حضور انور کا نماز باجماعت کی طرف توجہ دلانا 34،33
دنیا کے کئی ممالک کا شوریٰ میں تبلیغ کے متعلق تجویز کا اپنے ایجنڈے میں رکھنا 424
شوریٰ کی تجاویز کی منظوری کے بعد ان پر عمل درآمد کروانا ممبران شوریٰ کی ذمہ داری 425،424
عہدیداران، سیکرٹری تبلیغ کو تجاویز شوریٰ پر عمل درآمد کروانے کے لئے اپنا نمونہ دکھانے کی ہدایت 425

شیشہ

بھینگے آدمی کی مثال، غلام کو آقا کا شیشہ لانے کو کہنا 565،564
شیطان (نیز دیکھیں ابلیس)

شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے نماز چھاونی ہے 30
آپ کا فرمانا کہ بندہ شیطان سے نجات نہیں پاسکتا مگر اللہ کی یاد کے ساتھ 308

صبر

صبر کی اہمیت و ضرورت 212 تا 222
احمدیوں کا قانون کی پاسداری کرتے ہوئے ظلم پر صبر کرنا اور خدا تعالیٰ کے حضور جھکنا 213
اگر کوئی تکلیف پہنچنے پر صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے 213
جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت بخشے 214
آنحضور کا صبر و استقلال 215
جماعت میں رہ کر صبر اور برداشت سے کام نہ لینے والوں

کو انداز 219

حضور کی جماعت کو گالیاں سن کر صبر کی تلقین 221

ہندوستان پاکستان میں احمدیوں کا تکالیف اور مشکلات

کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا 242

صبر و حلم سے کام لینے کی تلقین 299

افسران، نائبین اور معاونین کو مہمانوں کے ساتھ نرم رویہ اپنانے اور صبر کی تلقین 341

صحابہ رسول اللہ

رشتہ کے معاملہ میں حضور ﷺ کا ایک صحابی کو ہدایت کہ پہلے دیکھ لو... 93

صحابہ رسول کا سوال نہ کرنا بلکہ انتظار کرنا کہ کوئی آکر سوال کرے تو ہم بھی فائدہ اٹھالیں 181

حضور کا ایک صحابی کو فرمانا کہ والدین کی خدمت کرو یہی تمہارا جہاد ہے 234

ایک صحابی کا اولاد کے لئے دعا کا کہنا، حضور کا دعا کو اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے ساتھ مشروط کرنا 331،330

صحابہ کس طرح غالب آئے؟ 472،471

ایک صحابی کا آپ سے کفر کے زمانہ میں دیئے گئے صدقات کے متعلق سوال کرنا، اس کا جواب 526

صحابہ کا ہر چیز کے معیار قائم کرنا 533

صحابہ کا حرم کے اندر دو آدمیوں کو قتل کرنا، آنحضور کا

عرب دستور کے مطابق خون بہاوا کرنا 552

آنحضور کے عبادت کے معیاروں نے صحابہ میں کیا انقلاب پیدا کیا؟ 587،586

صحابہ کی پیروی ہدایت کا ذریعہ 605

صحابہ کا بلند مقام اور ان کی پیروی کا حکم 605 تا 609

صحابہ کا بلند مقام اور اللہ تعالیٰ کا ان سے راضی ہونا 606

صحابہ کا ہمارے لئے مشعل راہ ہونا 606

آنحضور کا اپنے صحابہ کو برا بھلا کہنے سے منع فرمانا 607

صحابہ کو وطن سے جلا وطن کیا جانا 607

میں صدر جماعت کس حد تک دخل اندازی کر سکتا ہے؟

104، 103

اس کا جواب

مر بیان، امراء اور صدران کا ایک مقصد، افراد جماعت کی تربیت، خلافت سے وابستگی، توحید کا قیام اور اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا

104

حضور انور کا صدران اور امراء کو مر بیان کی عزت و احترام قائم کرنے کا کام سپرد کرنا

104

جماعت کے انتظامی نظام کو صحیح طور پر چلانے کی ذمہ داری صدر جماعت اور امیر جماعت کی ہونا

106

مر بیان اور صدران کو ایک سکیم کے تحت آپس میں تعاون کرنے کی ہدایت

107

عہدیداران، صدران، امراء کو افراد جماعت کے لئے ہمیشہ پیار اور محبت کے پر پھیلانے کی ہدایت

108

عہدیداران، امراء اور صدران کو مسکراتے چہروں کے ساتھ لوگوں کو ملنے کی ہدایت

109

صدق

صدق کے بغیر عمل صالحہ کی تکمیل نہیں ہوتی

478

صدقہ و خیرات

احمدیوں کو عبادات، صدقات اور استغفار کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی ضرورت ہے

78

صدقہ اور دعا کا تعلق اور اہمیت

79، 78

صدقہ نہ دے سکنے والے کو معروف باتوں پر عمل اور بری باتوں سے رکتا ہی ان کو صدقہ کا ثواب دے دے گا

80

صدقہ اور استغفار کی حقیقت اور اہمیت

81، 80

صدقہ و خیرات کی اہمیت

84 تا 82

لوگوں کے کام آنا اور ان کی مشکلات کو دور کرنا بھی صدقہ 83 دنیا کے تمام مذاہب کا اس بات پر متفق ہونا کہ صدقہ و خیرات سے بلا مل جاتی ہے

84، 83

صدقہ و خیرات اور توبہ سے عید کی پیشگوئیوں کا بھی مل جاتا 84 صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برائی کی موت کو دور کرتا ہے

84

صحابہ کا بلند مقام و مرتبہ 607، 608، 627، 628

اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرنے کی تلقین 608

صحابہ کا طریق زندگی 608، 609

آنحضورؐ کی قوت قدسی اور صحابہؓ کے نمونے 609 تا 615

رسول ﷺ کا فرمانا کہ صحابہ میں سے کون ان تین مفلوک

الحال افراد کی کفالت کی ذمہ داری لیتا ہے... 613

صحابہ کے نمونے قابل تقلید 615، 616

صحابہؓ کے فضائل 616، 617

صحابہؓ کا وطن چھوڑ کر ہجرت کرنا 616

آنحضورؐ کے صحابہؓ کے واقعات 618 تا 628

صحابی کا دعائیں صرف درود شریف پڑھنے کی اجازت مانگنا 626

حضورؐ کا ایک صحابی کو اونٹنی دینے پر دعا دینا 627

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی مالی قربانی 2

صحابی / صحافت

ایک صحابی خاتون کا جذبات ابھارنے کے لئے میوزک کو لازمی سمجھنا مگر عالمی بیعت کے دوران احمدیوں کے

جذبات کا دل سے براہ راست نکلنا 366

ایک صحابی خاتون کا عالمی بیعت کے موقع پر بیعت کے

الفاظ ساتھ ساتھ دہرانا 366

یہی دنیا کے وفد میں پانچ صحافیوں کا جلسہ پرائیویز لینا

اور ڈاکو مٹری بنانا 415، 416

صحبت

والدین کو بچوں کی صحبتوں اور مجالس پر نظر رکھنے کی ہدایت 454

اصلاح نفس کی ایک راہ صحبت صالحین 455، 456

صحبت کے اثرات کی وضاحت 456، 457

صدران جماعت

صدران جماعت، امراء، واقفین نو اور مر بیان کو ہدایات.... 103 تا 112

نئے مر بیان کے ذہن میں اٹھنے والا سوال، ہمارے کاموں

جھگڑوں کو طول دینے، اپنی ضدوں پر اڑنے کی بجائے
اپنے معاملات کو جماعتی نظام یا قضائے میں لانے کی ہدایت 374
بعض لوگوں کا اپنی ضد اور ان کی وجہ سے حضور انور کو خود
اس معاملے کو دیکھنے کے لئے خط لکھنا 375
ضد کرنے والوں کے لئے بہت بڑا انداز 385

طاعون

حضور کا مخلوق الہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات
کی دعا 132

طاقت

طاقت اور حکومت کے غلط استعمال کا اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں لانا 202
طریق

حضور ﷺ کا اپنے گھروالوں کو نماز کے لئے بیدار کرنے
کا طریق 225

غیرت کے اظہار کے دو طریق 453
اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کا طریق، آپ کی فرمانبرداری 511

مضبوطی ایمان کا طریق 523، 522
حق معلوم کرنے کا طریقہ 568، 567

صوفیوں کا طریق، سو سو مرتبہ سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور
سورہ اخلاص پڑھنے کے بعد ایک ہزار مرتبہ درود شریف

اور استغفار پڑھنا 571
حقیقی خوشی منانے کا طریق، آپ کے نمونہ پر عمل 592

صحابہ کا طریق زندگی 609، 608

طعن

حضور کا مولوی محمد حسین بٹالوی کے خاندان کے متعلق
طعن آمیز سوالات کرنے سے وکیل کو روکنا 133

طلاق

اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دوری کی وجہ سے خلع اور طلاق
کی شرح کا بڑھنا 283

جماعت میں خلع کی نسبت کا طلاق سے زیادہ ہونا 88
جھوٹ کی وجہ سے گھروں میں لڑائیاں اور خلع طلاق تک

نوبت پہنچ جانا 282

صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے
کی توفیق ہو 84

دعا اور صدقات سے بلاؤں کا ٹلنا 315
صدقہ و خیرات تمہاری بلاؤں اور مشکلات کو اور مصیبتوں

کو دور کرتے ہیں 376
ایک صحابی کا آپ سے کفر کے زمانہ میں دیئے گئے

صدقات کے متعلق سوال کرنا، اس کا جواب 526
حضرت ابو طلحہ کا اپنا بیہ حاشا نامی باغ صدقہ کرنا 533

حضور ﷺ کا صحابہ کی عظمت بیان فرمانا کہ اگر تم اُحد پہاڑ
کے برابر بھی سونا خیرات کرو...

607
صفات الہی

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ستار، پردہ پوشی کرنے والا 136
قرآنی حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنایا جائے 187

صلح

صلح کی تلقین 301
صلح کی ضرورت و اہمیت 384 تا 394

عہد بیعت کرنے کے بعد صلح سے گریز بھی عہد بیعت
سے دوری ہے 385

صلح کا خلق اپنانے کی نصیحت 386
صلح کاری کے محل شناسی کا اصول، ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو

معاف کر دیں 392
جماعت کو بنی نوع انسان سے ہمدردی اور صلح کی بنیاد

ڈالنے کی نصیحت 394، 393
صلوٰۃ و سطلی

صلوٰۃ و سطلی سے کیا مراد ہے؟ 294، 293
صوفی

صوفیوں کا طریق، سو سو مرتبہ سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور
سورہ اخلاص پڑھنے کے بعد ایک ہزار مرتبہ درود شریف

اور استغفار پڑھنا 571
ضد

طہارت

ایمان کی جڑ تقویٰ و طہارت

255

ظالم / ظلم

بعض مسلمان گروہوں اور تنظیموں کا اسلام کے نام پر ظلم و بربریت کی حرکات کرنا

77

پاکستان میں ظالمانہ قانون کی وجہ سے مولوی کو کھلی چھٹی ملنا

77

یورپ میں اسلام کے نام پر ظلم
الجزائر میں عدالت اور حکومتی کارندوں کا احمدیوں کو ظلم کا

134

نشانی بنانا

احمدیوں کا قانون کی پاسداری کرتے ہوئے ظلم پر صبر کرنا اور خدا تعالیٰ کے حضور جھلنا

146

جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت بخشا ہے

213

ہندوستان پاکستان کی عورتوں کا اپنے خاوندوں کے مظالم کے بارے میں لکھنا

214

مانچسٹر میں بیس، بائیس لوگوں اور معصوم بچوں کو قتل کر کے اس ظالمانہ فعل کو اسلام کی طرف منسوب کرنا

229

مسلمان ممالک میں دین سے دور ہٹنے کے نتیجے میں قتل و غارت اور ظلم و بربریت کا ہونا

240

بدکار، متکبر اور ظالم خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا

301

دولت مند کا قرض ادا نہ کرنے میں ٹال مٹول کرنا ظلم

381

نومبائین کا ظلم کے باوجود ایمان پر قائم رہنا

485، 484

عابد (نیز دیکھیں عبادات)

ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کی نمازوں کی حاضری کے متعلق رپورٹس پر حضور انور کا ارشاد سو فیصد عابد پیدا

587

کرنے تک چین سے نہیں بیٹھنا

587

عاجزی و انکساری

جماعت کا کوئی عہدہ بھی کسی قسم کی بڑائی پیدا کرنے کے لئے نہیں بلکہ عاجزی بڑھانے کے لئے ہے

109

اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا مومن کا اہم خلق عاجزی اور تکبر سے دوری

287

عاجزی و انکساری اختیار کرنے کی تلقین

590، 589

عادت

کینہ توزی کی عادت کو ترک کرنے کی تلقین

59

رمضان میں نوافل اور دعا کی پڑھنے والی عادت کو پختہ

308

کرنے کی تلقین
نماز کو رسم و عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں بلکہ

ایسے نمازیوں پر اللہ تعالیٰ کا لعنت بھیجتا

473، 472

عافیت

اللہ تعالیٰ کی عافیت اور فضل کو جذب کرنے کی ایک دعا

14

عالمی معاملات / مسائل

عالمی مسائل کا بچوں پر اثر انداز ہونا

88

عالمی مسائل کی ایک وجہ میاں بیوی کے معاملات میں لڑکی کے ماں باپ کی دخل اندازی کا ہونا

89

عالمی معاملات اور رشتوں کے مسائل

87 تا 96

عالمی معاملات کے متعلق حضور انور کو خطوط کا آنا

87

عبادات

نماز عبادت کا مغز ہے

28

احمدیوں کو عبادات، صدقات اور استغفار کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی ضرورت ہے

78

مغربی ممالک میں آکر دنیا داری کے اثر میں رہ کر بعض احمدیوں کے عبادات کے معیار کم ہو جانا

174

عبادات میں اخلاص و وفا ہونا چاہئے

203

دنیا کی مال و دولت مخلوق خدا کے حق ادا کرنے اور

203

عبادات میں روک نہ بنیں

203

حضور انور کو لوگوں کی طرف سے رمضان میں فرائض عبادتوں کے علاوہ نوافل کی ادائیگی اور عبادات کی توفیق

306

ملنے پر خطوط آنا

464

عبادت کوئی بوجھ یا ٹیکس نہیں

464

زنا نہیں کہلائے گا 25

حضور انور کا صدران اور امراء کو مربیان کی عزت و احترام

قائم کرنے کا کام سپرد کرنا 104

جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ

تعالیٰ اسے عزت بخشتا ہے 214

جو لوگ قرآن کو عزت دین گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے 301

قوموں کے لیڈر اور سردار جو تمہارے پاس آئیں تو ان کو

عزت دو، ان کا احترام کرو اور ان کی خاطر تواضع کرو 351

کھانا کھلانے والے کارکنان کو عزت کے ساتھ اور مہمان

کی پسند کے مطابق کھانا دینے کی ہدایت 352، 353

ایک مہمان کا کہنا کہ یہاں تو اللہ اور ایک دوسرے سے

محبت اور عزت کرنا سکھائی جاتی ہے 414

ایک عیسائی خاتون کا کہنا کہ یہ جلسہ تو ایک معجزہ ہے یہاں

محبت، امن، عزت ملتی ہے 415

عشق

حضرت مسیح موعودؑ کے عشق رسولؐ کے واقعات 126 تا 130

آنحضورؐ سے عشق کا اظہار آپؐ کے اسوہ کو اپنا کریں 402

حضورؐ کا عشق الہی 584، 585

عصمت

ترقی یافتہ ممالک میں عزت اور عصمت کی حفاظت کے

معیار بدلنا، لڑکی اور لڑکے کی مرضی سے تعلقات ہیں تو پھر

زنا نہیں کہلائے گا 25

عظمت

سچے دل سے خدا سے محبت کرنے سے غیر اللہ کی عظمت

دل میں باقی نہیں رہتی 516، 517

قرآن کریم کی عظمت و بڑائی 493، 494

عقیدہ

عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر جانے کے عقیدہ کا رد 514

علم / علمی

اللہ تعالیٰ کا حضورؐ کو اس زمانے کی اصلاح کے لئے بھیجا اور

اپنی جناب سے براہ راست علم عطا فرمانا 179

حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کی بنیاد پر جو تفسیریں

رسمی عبادات اور نمازوں کا فائدہ نہ دینا 509، 510

آنحضورؐ کی عبادت کے اعلیٰ معیار 586

آنحضورؐ کے عبادت کے معیاروں نے صحابہ میں کیا

انقلاب پیدا کیا؟ 586، 587

عدالت

چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب کو وفاقی شرعی عدالت

لاہور میں جماعت کے کیس کئے لئے خدمات کی توفیق ملنا 13

سوئٹزر لینڈ میں پردہ کے معاملہ میں ایک لڑکی کا عدالت

میں مقدمہ دائر کرنا 19

پاکستان اور الجزائر کی عدالتوں کا مخالفانہ رویہ 78

الجزائر میں پولیس اور عدالتوں کا احمدیوں کو ہراساں کرنا

اور جیلوں میں ڈالنا 115

الجزائر میں عدالت اور حکومتی کارندوں کا احمدیوں کو ظلم کا

نشانہ بنانا 146

عدل و انصاف

عدل کا بغیر سچائی کے قائم نہ ہونا 285

مسلمانوں کا عدل و انصاف قائم کرنے کی قرآنی ہدایت 546

عدل و انصاف کے معیار 547

خواہشات کی پیروی کا عدل سے دور کرنا 547

عدل و انصاف کے متعلق ایک قرآنی حکم 551

ایک یہودی اور مسلمان کے درمیان آپؐ کا عدل قائم

فرمانے کا واقعہ 552، 553

عذاب

حضورؐ کا مخلوق الہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات

کی دعا 132

عرب / عربی

عرب کا خدا تعالیٰ نے سبابہ کے متعلق اصلاح فرمانا 45

عربی زبان میں لغو کے معانی 392

عزت

ترقی یافتہ ممالک میں عزت اور عصمت کی حفاظت کے

معیار بدلنا، لڑکی اور لڑکے کی مرضی سے تعلقات ہیں تو پھر

عہدہ / عہدیداران

عہدیداران، صدران، امراء کو افراد جماعت کے لئے ہمیشہ پیار اور محبت کے پر پھیلانے کی ہدایت 108

مر بیان کی ایک ذمہ داری، عہدیداران کے لئے دعا کرنا 108
عہدیداران، امراء اور صدران کو مسکراتے چہروں کے ساتھ لوگوں کو ملنے کی ہدایت 109

جماعت کا کوئی عہدہ بھی کسی قسم کی بڑائی پیدا کرنے کے لئے نہیں بلکہ عاجزی بڑھانے کے لئے ہے 109
ذیلی تنظیموں کے عہدیداران کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی ہدایت 110

عہدیداران میں سب سے زیادہ برداشت ہونی چاہئے 110، 111
عہدیداران، سیکرٹری تبلیغ کو تجاویز شوریٰ پر عمل درآمد کروانے کے لئے اپنا نمونہ دکھانے کی ہدایت 425
تبلیغ اور تربیت کے ہر عہدیدار کا اپنا نمونہ دکھانا ضروری 425
عہدیدار یا امیر کے خلاف شکایت کو خلیفہ وقت تک پہنچا کر اس کے لئے دعا کرنے کی ہدایت 452

عورت

پردے کا حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے 22
مردوں کو پہلے غض بصر کا حکم ہے پھر عورتوں کو پردے کا حکم دیا گیا ہے 24

جرمن خاتون کا حضور انور کی تقریر سن کر کہنا کہ اسلام عورتوں کے حقوق کی زیادہ باریکی میں جا کر حفاظت کرتا ہے 24
عورتوں کو مردوں کے ساتھ سوئمنگ کی ممانعت 24

عورتوں کی طرف شکایات، خاندنوں کو نماز کی طرف توجہ دلانے پر خاندنوں کا لڑائی شروع کر دینا 41
بچوں اور مردوں کو مسجد بھجوانے کے لئے مسلسل توجہ 41

دلانا عورتوں کا کام ہے 41

عورت سے چار وجوہات کی بناء پر شادی کی جاتی ہے... 90
آپ کا ایک شخص کو فرمانا کہ شادی سے پہلے عورت کو دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ چیر ہوتی ہے 93
مرد کی دوسری شادی کی اجازت کے متعلق عورتوں کو

جماعت میں خلفائے کی ہیں وہی حقیقی تفسیریں ہیں 178
جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے میں مضائقہ کرے وہ بھی بخیل ہے 272

علم تعبیر الرؤیا میں خواب میں کسی کو جگر نکال کر دینے سے مراد مال دینا ہونا 534

لجنہ اماء اللہ کو اپنے پروگراموں میں زیادہ حصہ دینی اور علمی مجالس کا رکھنے کی ہدایت 455

علماء / عالم

ایک زمانہ آئے گا جب مسلمانوں میں بگاڑ پیدا ہو گا، فتنہ و

فساد ہو گا، نام نہاد علماء اس کے ذمہ دار ہوں گے 173

آخری زمانہ کے علماء کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان 186

مسلمان علماء کی کم علمی اور جہالت 238، 239

پاکستان میں سیاست دان بھی اور علماء کا احمدیت کی مخالفت بیان کرنا 491

میڈیا کے زیر اثر دوسرے ممالک کے علماء کا احمدیوں پر

الزام لگانا کہ نعوذ باللہ احمدی قرآن کو نہیں مانتے 493

پاکستان میں تجزیہ نگاروں اور کالم نویسوں کا میڈیا پر کہنے

لگ جانا کہ مسلمانوں کی یہ حالت نام نہاد علماء کی کی ہے 506

عمل / اعمال

ایک شخص کا حضورؐ سے ایسا عمل جس سے خدا محبت کرنے

لگ جائے پوچھنا اور حضور ﷺ کا اسے جواب 204

صدق کے بغیر عمل صالح کی تکمیل نہیں ہوتی 478

محبت الہی کے پیدا کرنے کے لئے آپ کے اخلاق اور

طرز عمل کو اپنانا ضروری 510

عہد

واقفین نو نوجوانوں اور میدان عمل میں نوجوان مر بیان

کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قربانی کا عہد نبھانے کی ہدایت 107

ہر احمدی کو بیعت کے عہد کا علم ہونا 373

عہد بیعت کرنے کے بعد صلح سے گریز بھی عہد بیعت

سے دوری ہے 385

ایک نصیحت

97
الجزیرہ میں احمدیوں کو الزام لگا کر مقدمے کرنا، جیلوں میں ڈالنا، عورتوں کو دودھ پیتے بچوں سمیت پکڑنا 125
حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا حضورؐ کو دعا کرتے ہوئے دیکھنا، آپؐ کی آواز ایسے نکل رہی تھی جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بیقرار ہو 132

مومنوں میں سے کامل الایمان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور عورتوں سے سلوک میں... 226

بعض دفعہ عورتوں کی طرف سے شکایت کرنا کہ ان کے خاوند دین کی طرف توجہ نہیں کرتے 228

ہندوستان پاکستان کی عورتوں کا اپنے خاوندوں کے مظالم کے بارے میں لکھنا 229

عورت کا اپنے خاوند کی تمام باتوں اور اوصاف کو پرکھنا 229
عورتوں کے حقوق 230، 231

چھوٹے بچوں والی عورتوں کو جمعہ سے لئے مسجد آنے میں احتیاط کی تلقین 296

بہت سی عورتوں اور مردوں کا اولاد کے لئے دعا کی درخواست کرنا اور دعا کے متعلق پوچھنا کہ کونسی دعا کریں 328

جلسہ کی رہائش کے لئے عورتوں اور بچوں کی بیڈنگ کا خاص خیال رکھنے کی ہدایت 341

حضور انورؐ کی مرد و عورت کے حقوق و فرائض کے متعلق تقریر سے متاثر ہونا 367

ایک مہمان خاتون کا عورتوں کے متعلق حضور کے خطاب سے متاثر ہونا 416

بعض دفعہ عورتوں کا مردوں کو جرأت دلانے اور ہدایت کا باعث بننا 579

عیب / عیوب

بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کرنے کی ہدایت 143
کسی کا عیب اس وقت تک بیان نہ کرو جب تک کم از کم اس کے لئے چالیس روز تک رورو کر دعا نہ کرلو 142

عید

آپؐ کا فرمانا کہ عید پر آنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے 296
عیسائی

کسی عیسائی کا اعتراض کہ نعوذ باللہ آنحضورؐ نے تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی 285

ایک عیسائی خاتون کا کہنا کہ یہ جلسہ تو ایک معجزہ ہے یہاں محبت، امن، عزت ملتی ہے 415

غالب / غلبہ

صحابہؓ کس طرح غالب آئے؟ 471، 472

ہمارے غالب آنے کے ہتھیار 407

غریب

حاجت مندوں، ناداروں، غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھنے کا نقصان 110

امیر غریب سب کی یکساں مہمان نوازی کی ہدایت 343
غریب کا زیادہ غریب ہوتے جانا اور امراء کا مزید امیر ہونا 597

غسل / غسل خانہ

اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں پانچ بار روزانہ نہائے... 29

مہمانوں کو پیش آنے والی تکالیف، غسل خانے کی ڈرین کے پائپ کا ٹوٹنا 353

غصہ / غضب

صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برائی کی موت کو دور کرتا ہے 84

اللہ تعالیٰ کو غصہ کے گھونٹ سے زیادہ کوئی گھونٹ پسند نہیں ہے جو غصہ دبانے کے نتیجے میں انسان پیتا ہے 214

حضورؐ کی مردوں کو اپنے غصہ پر قابو رکھنے کی نصیحت 229
بعض لوگوں کا خلوت کرنا اگر ساتھ ہی غصہ و اور زور نہ ہو 264

غصہ کی بجائے کس قسم کی حالت ایک مومن کی ہونی چاہئے 407
غض بصر

مومنوں کو غضب بصر کا حکم، جذبات بھڑکانے والی چیزوں سے بچنے کا حکم مثلاً گندی فلمیں دیکھنا، نامحرموں سے

ہوگا، نام نہاد علماء اس کے ذمہ دار ہوں گے 173
 بعض نوجوانوں کا مسلمانوں کی طرف منسوب فتنہ و فساد
 کی وجہ سے احساس کمتری کا شکار ہونا 173
 اسلامی تعلیم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے بعض لوگوں کا
 فتنہ و فساد پھیلانا 188
 بعض لوگوں کی حرکات اسلام کے نام پر فتنہ و فساد
 پھیلانے کی کوشش کرنے والی ہیں تو اس کی وجہ اسلامی
 تعلیم نہیں بلکہ اس تعلیم پر عمل نہ کرنا ہے 188
 شرائط بیعت میں سے ایک شرط فساد سے بچنے کی کوشش 380
 اعلیٰ اخلاق کو اختیار کرنے اور فتنہ و فساد کو چھوڑنے کی
 نصیحت 393
 صلاح کی ضد فساد، صالح وہ ہے جو فساد سے مبرا منتر ہو 400
 یو این او میں امریکہ کے صدر کی تقریر کو امن اور فتنہ و فساد
 پیدا کرنے والا قرار دیا جانا 451
فتویٰ
 ہندوستان میں دوسرے فرقے کے امام کے پیچھے جنازہ
 پڑھنے پر نکاح ٹوٹنے کا فتویٰ دیا جانا 42
فرائض / فرض
 مہمانوں کے فرائض اور ذمہ داریاں 350 تا 353
 جماعت کا پہلا فرض اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کرنا 523
 نیکی کے دو حصے، فرائض اور نوافل 525
فرقہ
 ہندوستان میں دوسرے فرقے کے امام کے پیچھے جنازہ
 پڑھنے پر نکاح ٹوٹنے کا فتویٰ دیا جانا 42
فرسکس
 قائد اعظم یونیورسٹی کے فرسکس کے ڈیپارٹمنٹ کا نام ڈاکٹر
 عبدالسلام کے نام سے تبدیل کرنے کی قرارداد پیش ہونا 502
فضائل / فضل
 وقف جدید کے نئے سال کا اعلان اور گزشتہ سال میں
 ہونے والے افضال الہی 10،9

فیس بک پر چیٹ کرنا وغیرہ 22
 مومنوں کو غصہ بصر کا حکم 23،22
 غصہ بصر کی وضاحت 24،23
 مردوں کو پہلے غصہ بصر کا حکم ہے پھر عورتوں کو پردے کا
 حکم دیا گیا ہے 24
غفلت
 غفلت کے گناہ کا پشیمانی کے گناہ سے بڑھ کر ہونا 85
 دعا سے غفلت اور اسباب پرستی کا بڑھنا 397،398
غلام
 بھینگے آدمی کی مثال اور ایک غلام کا واقعہ 564،565
غلطی
 اپنے بھائی کی غلطی دیکھ کر اس کے لئے دعا کرنے کی تلقین 406
 ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک سرزد ہونے والی غلطیوں
 کے معاف ہونے کی وضاحت 294
غیرت
 حضورؐ کی آپ ﷺ کے لئے غیرت 128
 اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کے لئے بڑی غیرت رکھتا
 ہے اور اس کے دشمن کو پکڑتا ہے... 214
 غیرت کے اظہار کے دو طریق 453
فاتحہ خلف الامام
 فاتحہ خلف الامام 42،43،46 تا 49
 سیالکوٹ کے ایک شخص کا فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے کا
 واقعہ..... 48
فاؤنڈیشن
 چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب کو بطور صدر فضل عمر
 فاؤنڈیشن خدمات کی توفیق ملنا 15
فتنہ و فساد
 دنیا میں برپا فتنہ و فساد کا ذمہ دار اسلام مخالف قوتوں کا ہونا 77
 نام نہاد مولویوں اور شدت پسندوں کا اسلام کے نام پر
 فساد برپا کرنا 116
 ایک زمانہ آئے گا جب مسلمانوں میں بگاڑ پیدا ہوگا، فتنہ و فساد

کے متعلق منفی خیالات تبدیل ہونے کے واقعات 175 تا 178
جماعتی فنکشنز میں شرکت کے بعد لوگوں کا حقیقی اسلامی
تعلیم سے آگاہ ہو کر متاثر ہونا 175 تا 178

فوج

ایک ریٹائرڈ فوجی کی مالی قربانی 66
احمدیوں کو فوج میں بھرتی نہیں کرنا چاہئے، اس کا جواب 503
فیس بک (Facebook)

مومنوں کو غصہ بصر کا حکم، جذبات بھڑکانے والی چیزوں
سے بچنے کا حکم، نامحرموں سے فیس بک پر چیٹ کرنا وغیرہ 22
فیس بک، ٹوئٹر پر جلسہ کے متعلق پوسٹس 422

فیصلہ

حضور انور کا قاضی اور قضا کے فیصلوں پر الزام لگانے سے
منع فرمانا 376
فیصلوں کے ماننے میں دونوں فریق نرمی کا رویہ رکھیں تو
بلاوجہ کا حرج نہ ہو 376

قاضی / قضا

جھگڑوں کو طول دینے، اپنی ضدوں پر اڑنے کی بجائے
اپنے معاملات کو جماعتی نظام یا قضا میں لانے کی ہدایت 374
حضور انور کا قاضی اور قضا کے فیصلوں پر الزام لگانے سے
منع فرمانا 376

قضا کے معاملات میں، لیکن دین، حق مہر کی ادائیگی کے
معاملات میں دوسرے فریقین کا اعتراضات کرنا 377
قضا یا خلیفہ وقت کے سامنے معاملات پیش کرتے وقت
ساری بات سچائی پر مبنی ہونی چاہئے 379
قضا کے فیصلے کے بعد حقوق اور قرض معاف کر دانے کے
لئے فریق ثانی سے معاف کروائیں 382

قانون

پاکستان میں ظالمانہ قانون کی وجہ سے مولوی کو کھلی چھٹی مانا 77
احمدیوں کا قانون کی پاسداری کرتے ہوئے ظلم پر صبر
کرنا اور خدا تعالیٰ کے حضور جھکنا 213
پاکستان میں حکومت کا Law And Order کے نام پر

اللہ تعالیٰ کی عافیت اور فضل کو جذب کرنے کی ایک دعا 14
انسان کے اندر نفسانیت کا کیڑا اللہ کے فضل کے بغیر نہیں
نکل سکتا 390

617، 616

صحابہ کے فضائل

فطرت

مخالفین کا خود سعید فطرت لوگوں کے لئے تحقیق حق کے
راستے کھولنا 443

بعض نیک فطرت لوگوں کا دل سے احمدیت کو سچا سمجھنا مگر
بیعت نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کا بیعت کے لئے توجہ دلانا 572، 573

فقیہی مسائل

بعض فقیہی مسائل کا حل 41 تا 52

فقیر

چند سکھ فقیروں کا حضور کی مجلس میں آپ کے اخلاق سے
متاثر ہونا 270

فلانرز

جماعت کے فلانرز تقسیم کرنے کی برکت سے کیس پاس
ہو جانا 489

فلم

مومنوں کو غصہ بصر کا حکم، جذبات بھڑکانے والی چیزوں
سے بچنے کا حکم مثلاً گندی فلمیں دیکھنا، نامحرموں سے فیس
بک پر چیٹ کرنا وغیرہ 22

فن (Fun)

نوجوانوں کو غل غپاڑے اور Fun کے نام پر ہونے والی
مجالس سے بچنے کی تلقین 454

فنکشنز

مہمانوں کا جماعت کی فنکشنز میں شرکت سے پہلے تحفظات
کا شکار ہونا کہ کہیں دہشت گرد حملہ نہ ہو جائے 175، 176
بعض چرچوں کا بڑی خوش دلی سے جماعت کو اپنے فنکشنز
پر بلانا، بعد میں لوگوں کا رجحان جماعت کی طرف بڑھنے پر
مخالفت کرنا 216

جماعت کے فنکشنز میں شمولیت کے بعد غیر مسلموں کے اسلام

قرض

قرض کی رقم واپس لینے میں مہلت دینے کی فضیلت 375
 حق مہر ایک قرض ہے 377
 حضرت ابو قتادہ کا قرض معاف کرنے کا واقعہ 377، 378
 قرض دینے والے کو قرض ادا کرنے والے کو سہولت
 دینے کی تلقین 378

اللہ تعالیٰ قرض کے معاملہ میں آسانی پیدا کرنے والے آدمی
 پر رحم فرماتا ہے... 380

اللہ تعالیٰ کا ایک شخص کو جنت میں داخل کرنا جو خرید و فروخت
 اور قرض دیتے وقت آسانی پیدا کرتا 380

تاجر کا تنگ دست کے قرض کے معاملے میں صرف نظر
 کرنے پر اللہ تعالیٰ کا اس سے صرف نظر فرمانا 380

تنگ دست مقروض کو قرضہ کی ادائیگی میں مہلت دینے یا
 معاف کر دینے کا اجر 380

جس شخص نے لوگوں سے مال یا قرض واپس کرنے کی نیت
 سے لیا اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادائیگی کروادے گا... 381

دولت مند کا قرض ادا نہ کرنے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے... 381
 آنحضورؐ کی قرض سے بچنے کی دعا 381، 382

قرض کی ادائیگی کے متعلق ایک نسخہ، استغفار کثرت سے کرنا 382
 قضا کے فیصلے کے بعد حقوق اور قرض معاف کروانے کے
 لئے فریق ثانی سے معاف کروائیں 382

قصیدہ

پروگرام الحوار المبشر، ایم ٹی اے پر حضورؐ کا قصیدہ کو سن
 کر بیعت کرنا 324، 325

قناعت

تقویٰ اور قناعت میں ترقی کرنے کی تلقین 603
 مومن کی قناعت کے معیار 603

قوت قدسی

آنحضورؐ کی قوت قدسی اور صحابہؓ کے نمونے 609 تا 615

قول سدید

نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات میں قول سدید

310

اپنی مرضی کے قوانین بنانا
قتل وغارت

لندن میں راہ چلتے ہوئے معصوم راگیروں کے قتل کی
 مذمت 134

مسلمان ممالک میں دین سے دور ہونے کے نتیجہ میں قتل وغارت
 اور ظلم و بربریت کا ہونا 240

مانچسٹر میں بیس، بائیس لوگوں اور معصوم بچوں کو قتل کر
 کے اس ظالمانہ فعل کو اسلام کی طرف منسوب کرنا 240

دہشت گردی اور معصوموں کا قتل، تقویٰ نہ ہونے کی
 وجہ سے ہے 254

صحابہ کا حرم کے اندر دو آدمیوں کو قتل کرنا، آنحضورؐ کا
 عرب دستور کے مطابق خون بہا داکرنا 552

افغانستان میں سو کے قریب لوگوں کو قتل کیا جانا 254
قرار داد

آزاد کشمیر میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرار داد 216
قرب الہی

اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ، انسان اپنی دعاؤں کو اپنے
 تک محدود نہ کرے بلکہ وسیع کرے 310

قربانی

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی مالی قربانی، مینارۃ المسیح کے لئے
 چندہ کی تحریک پر لبیک کہنا 2

جماعت کے افراد کی مالی قربانی کی چند مثالیں 8 تا 2
 خلافت سے تعلق اور خطبہ کا اثر، قربانی کی طرف توجہ پیدا ہونا 5

احمدیوں کی قربانیوں کا دوسروں پر اثر، تبلیغ کے رستے کھلنا 8
 تقویٰ کا معیار بڑھنے سے ہی مالی قربانی کی طرف بھی توجہ

پیدا ہوگی 35
 ایک ریٹائرڈ فوجی کی مالی قربانی 66

واقفین نو نوجوانوں اور میدان عمل میں نوجوان مریدان
 کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قربانی کا عہد نبھانے کی ہدایت 107

مالی قربانی کی اہمیت 534

مالی قربانی کے متعلق واقعات 535 تا 541
 احمدی بچوں کی مالی قربانی کے واقعات 539 تا 540

سے ڈر کر لوگ اس کی ملاقات چھوڑ دیں 190
 جمعوں میں آنے کے حساب سے لوگ قیامت کے دن
 اللہ تعالیٰ کے حضور بیٹھے ہوں گے 295

کارکن / کارکنان

کارکنان جلسہ کو نرم زبان اور اعلیٰ اخلاق کے معیار قائم
 کرنے کی ہدایت 341، 340

کارکنان جلسہ کو ہدایات 344 تا 340
 مہمانوں کو کارکنان کے ساتھ نرمی اور پیار سے بات کر
 کے اپنی ضرورت بتانے کی ہدایت 352

کھانا کھلانے والے کارکنان کو عزت کے ساتھ اور مہمان
 کی پسند کے مطابق کھانا دینے کی ہدایت 353، 352

جلسہ کے کامیاب انعقاد پر کارکنان کو بھی اللہ تعالیٰ کا
 شکر ادا کرنے کی ہدایت 357

کارکنان کی خدمت اور محبت سب کے لئے نفرت کسی
 سے نہیں کے عملی اظہار سے متاثر ہونا 361

کارکنان کی خاموش تبلیغ 362
 کارکنان اور کارکنات کو دعاؤں میں یاد رکھنے کی تحریک 367

شعبہ تربیت اور کارکنان کو ہدایات 408
 کارکنان کو انتہائی خوش اخلاقی سے پیش آنے کی ہدایت 408

ایم ٹی اے کے کارکنان اور رضا کاروں کا شکریہ ادا کرنا 409
 ایک مہمان کا کارکنان کا اخلاص دیکھ کر متاثر ہونا 413

ایک مہمان کا کارکنوں کی خدمت کو مثالی قرار دینا 420
 کاروبار

2008ء کے معاشی انحطاط کے اثرات کا ابھی تک چلنا،
 بڑے بڑے کاروباروں کا دیوالیہ ہونا 202

اللہ تعالیٰ پر توکل کی وجہ سے احمدیوں کے کاروباروں میں
 برکت پڑنا 206

کافر

حضور ﷺ کا بکریوں کا ریوڑ ایک کافر کو دینا 205
 مسلمان کلمہ گو کو کافر کہنے والا اسے دائرۃ اسلام سے خارج
 کر دیتا ہے 502

کالم نویس

کے بارے میں خاص طور پر تاکید ہونا 88
 رشتوں میں قول سدید سے کام نہ لینے کی وجہ سے شکووں

کا پیدا ہونا 89
 قوم

قوموں کے لیڈر اور سردار جو تمہارے پاس آئیں تو ان کو
 عزت دو، ان کا احترام کرو اور ان کی خاطر تواضع کرو 351

میں ڈونیا کی مہمان کا جلسہ کے انتظامات سے متاثر ہونا،
 ڈاکو منتری بنا کر اپنی قوم کو دکھانے کا وعدہ کرنا 417

احمدیوں پر قوم کے وفادار نہ ہونے کا اعتراض اور اس کا
 جواب 504، 503

اللہ تعالیٰ کا مومنوں کو ذاتی معاشرتی اور قومی معاملات سے
 نکل کر غیر قوموں سے بھی عدل و انصاف کا حکم دینا 550

قوم پرست

بعض ممالک میں قوم پرست تنظیموں اور پارٹیوں کا
 صرف منفی سوچ اور رویوں پر زور دینا 77

قوم پرست سیاستدانوں اور پارٹیوں کا اسلام کی مخالفت
 کرنا 114، 113

قوی

کامل تعلیم کا انسان کے قوی کا مربی اور متکفل ہونا 497

قیامت

قیامت کے دن نماز کا سب سے پہلے بندوں سے حساب
 لیا جائے گا 28

قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب
 اور سخت ناپسند شخص..... 110

کوئی بندہ دوسرے بندے کی اس دنیا میں پردہ پوشی نہیں کرتا
 مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا 139

خدا کا اپنے بندے کی قیامت کے دن بھی ستاری فرمانا 140
 آپ کا فرمانا کہ قیامت کے دن میں سب سے پہلے

شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلا ہوں گا جس
 کی شفاعت قبول کی جائے گی 589

قیامت کے دن سب سے برا آدمی وہ ہو گا جس کی بدی

تستم اور کھانے پینے میں اعتدال کا نام تقویٰ 528
کپڑے

آپ اپنے کپڑے بھی خود سی لیتے تھے۔ جو تے ٹانگ لیا کرتے تھے..... 226

کپڑوں کے دھونے کی طرح نفس کو دھونے کی ضرورت 394
کتاب / کتب

جماعتی کتب کے مطالعہ سے متاثر ہو کر بیعت کرنا 323
شکایات اور توجہ طلب باتوں کو لال کتاب میں نوٹ کرنے کی ہدایت 367

حضورؐ کی کتب پڑھ کر متاثر ہونا 480

پمفلٹ اور کتب کی تقسیم کے نتیجہ میں کثرت سے بیعتیں ہونا 481

جماعتی کتب کا غیر مسلموں پر اثر 486

ایک شخص کا حضور کے رد میں کتب لکھنے کا ارادہ، خواب

میں آپؐ کا حضورؐ کی سچائی ظاہر فرمانا 570

ایم ٹی اے العربیہ اور کتب حضورؐ پر کھڑے ہونا 574

کرامت

اخلاقی حالت کی کرامت پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا 269

الاستقامۃ فوق الکرامۃ کا مفہوم 270

بیعت میں آکر کرامت یہی ہے کہ اعلیٰ اخلاق اپنالیں 387

کرامت یہ ہے کہ بدیوں کو چھوڑ کر اعلیٰ اخلاق اختیار کرو 387

کراہیہ دار

قادیان میں کراہیہ دار اور مالک مکان کے درمیان تنازع کا

واقعہ اور خلیفہ ثانیؒ کا اس کا ذکر فرمانا 378

کرپشن

ریڈیو سٹیشن کے ڈائریکٹر کا مخالفت کرنا اور کرپشن کے

الزام میں برطرف ہونا 321

کشف (نیز دیکھیں روڈ)

حضرت مصلح موعودؑ کا ایک کشف 74

کشکول

پاکستان میں تجزیہ نگاروں اور کالم نویسوں کا میڈیا پر کہنے لگ جانا کہ مسلمانوں کی یہ حالت نام نہاد علماء کی کی ہے 506
کام

بچوں اور مردوں کو مسجد بھجوانے کے لئے مسلسل توجہ دلانا عورتوں کا کام ہے 41

نئے مربیان کے ذہن میں اٹھنے والا سوال، ہمارے کاموں میں صدر جماعت کس حد تک دخل اندازی کر سکتا ہے؟

اس کا جواب 104، 103

آپس میں مل جل کر کام کرنے سے ہی صحیح نتائج کا حاصل ہونا 106

ہمارا کام اسلام کی مثبت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے 177

برے کاموں سے بچنے کی نصیحت 521

جرمنی میں شالمین کی تعداد میں اضافہ پر سیٹریان تحریک

جدید کے کام کی تعریف 541

کامیابی

دنیوی کامیابی کے لئے کچھ نہ کچھ غلط بیانی اور جھوٹ بولنا ضروری ہے، اس خیال کا رد 281، 280

کانووکیشن (Convocation)

کینیڈا جامعہ سے پاس ہونے والوں کا 202convocation

یو کے جامعہ سے پاس ہونے والوں کا 202convocation

کھانا

پلیٹ میں کھانا ڈالتے ہوئے مہمان کی پسند کو دیکھنے کی ہدایت 341

مہمانوں کو ان تین دنوں میں کھانے کے لئے جو بھی میسر

آئے ہنسی خوشی کھا لینے کی ہدایت 352

کھانا کھانے والے کارکنان کو عزت کے ساتھ اور مہمان

کی پسند کے مطابق کھانا دینے کی ہدایت 353، 352

جلسہ کے موقع پر کھانے کے متعلق پوری پلاننگ کرنے

کی ہدایت 423

آپؐ نے فرمایا کہ تم مومن کے سوا کسی اور کے ساتھ نہ

بیٹھو اور متقی کے سوا کوئی اور تمہارا کھانا نہ کھائے 455

افریقہ میں بھی جلسہ سالانہ برطانیہ کی کورنچ ہونا 368
مشہور میڈیا آؤٹ لیٹس کا جلسہ سالانہ برطانیہ کے حوالہ
368 سے کورنچ کرنا

جلسہ سالانہ جرمنی کی میڈیا کورنچ 422، 421
alislam ویب سائٹ پر جلسہ سالانہ جرمنی کی کورنچ 422
سوشل میڈیا پر جلسہ سالانہ جرمنی کی کورنچ 422
جرمنی میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر ٹی وی چینلز اور
میڈیا کی کورنچ 423

کولنگ

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر کولنگ مشین کا خراب ہونا 422
کیس

چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب کو وفاقی شرعی عدالت
لاہور میں جماعت کے کیس کئے لئے خدمات کی توفیق ملنا 13
جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت کی برکت کی وجہ سے کیس
کا پاس ہو جانا 152
جماعت کے فلائرز تقسیم کرنے کی برکت سے کیس پاس
ہو جانا 489

کیما

دعاوہ اکسیر ہے جو مشیتِ خاک کو بھی کیما کر دیتی ہے 57

کینہ

کینہ توزی کی عادت کو ترک کرنے کی تلقین 59
دل کے بغض اور کینوں کو نکالنے کی نصیحت 393، 394

گالیاں

حضورؐ کو مخالفین کی طرف سے گندی گالیوں کے خطوط آنا
اور حضورؐ کا نمونہ 220، 219
گالیوں کے باوجود آج جماعت کا اللہ کے فضل سے
209 ممالک میں قائم ہونا
حضورؐ کی جماعت کو گالیاں سن کر صبر کی تلقین 221

گرمی

لبے دنوں اور ریکارڈ گرمی کے باوجود لوگوں کے خطوط آنا
کہ اس دفعہ روزوں کا احساس ہی نہیں ہوا 292

پاکستان کے ایک وزیر اعظم کا کہنا کہ احمدیوں کے ہاتھ
میں کشتوں پکڑا دوں گا 206

پاکستان ایک سربراہ کا احمدیوں کو کشتوں پکڑانے کا بیان
اور جماعت کی ترقی 245

کفر/کفارہ

نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے 28
پانچ نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے
رمضان تک گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے 294
ایک صحابی کا آپ سے کفر کے زمانہ میں دیئے گئے
صدقات کے متعلق سوال کرنا، اس کا جواب 526
کفن مسیح

اس سال ریو پو آف ریلیجنز کی نمائش کے ساتھ کفن مسیح
کی نمائش کا بھی انتظام ہونا 355
کلمہ

پٹھان کا ہندو کو کلمہ پڑھانے کے متعلق ایک لطیفہ 379
کلمہ طیبہ کی حقیقت 390، 389
مسلمان کلمہ گو کو کافر کہنے والا اسے دائرۂ اسلام سے خارج
کر دیتا ہے 502

کلیجہ

علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے 82
کمپیوٹر

دنیا میں کمپیوٹرز کا ہیک ہونا، سائبر اٹیک ہونا اور ڈیٹا کا
ضائع ہونا، اس کے مقابل اللہ تعالیٰ کے ریکارڈ کو کسی کا نہ
مٹا سکتا 281

کمزور

کوئی جماعت اس وقت تک جماعت نہیں ہو سکتی جب تک
کمزوروں کو طاقت دینے والے سہارا نہیں دیتے 105
لوگوں کی کمزوریوں کے پیچھے پڑنے کا نقصان 138

کورنچ

پریس اور میڈیا کی جلسہ سالانہ برطانیہ کو کورنچ دینا 367

گرہن

حضرت علی احمد صاحب گوان کی والدہ کا سورج چاند گرہن کا نشان پورا ہونے پر قادیان تحقیق کے لئے بھجوانا 12

حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے لئے اللہ تعالیٰ کا سورج اور چاند گرہن کا نشان ظاہر فرمانا 126

سورج چاند گرہن کے نشان کے پورے ہونے کے بعد مخالفین کا اس کی صحت پر اعتراض کرنا 566

گروہ

شدت پسند گروہوں اور مسلمان ممالک میں باغی گروہوں کو مغربی ممالک کا ہتھیار فراہم کرنا 114

مسلمان ممالک میں مسلمان گروہوں کا ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا 505

گناہ

نماز باجماعت سے گناہوں کا ٹٹنا اور درجات کا بلند ہونا 29

نماز باجماعت کا ثواب، جتنے قدم اس نے اٹھائے ان میں سے اگر ایک قدم سے اس کا ایک گناہ معاف... 29

دل نہ چاہنے کے باوجود وضو کر کے مسجد میں آنا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں سے دوری پیدا کرتا ہے اور ایک قسم کا رباط ہے 29

غفلت کے گناہ کا پشیمانی کے گناہ سے بڑھ کر ہونا 85

عارضی بناوٹی خوشی اور زبان کے مزے کی خاطر مجلس میں استہزاء کرنا بہت بڑا گناہ 141

پانچ نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے 294

اللہ تعالیٰ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ہونے والے چھوٹے گناہوں کو بھی معاف فرمادیتا ہے 296، 297

گناہوں سے معافی کے ذرائع 297

گواہ / گواہی

انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ اس کی بیوی 231

حضورؐ کا جوانی میں ایک مقدمہ میں گواہی دینے کا واقعہ 548

گھر

الگ گھر کا مطالبہ، لڑکے اور لڑکی کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا 95

جھوٹ کی وجہ سے گھروں میں لڑائیاں اور خلع طلاق تک نوبت پہنچ جانا 282

گھوڑا

آجکل گھوڑوں کی تربیت بچوں کی سکول میں تربیت کی طرز پر کرنا 609

گیس

گھر میں گیس لیک ہونے کی وجہ سے آگ لگنے سے مکرہ سجدہ برتاوی صاحبہ کا جھلس جانا 85

لال کتاب

شکایات اور توجہ طلب باتوں کو لال کتاب میں نوٹ کرنے کی ہدایت 367

لائحہ عمل

جماعت کے لئے ایک لائحہ عمل 301، 300

لباس

ریسرچ کرنے والی بچیوں کو لیبارٹری میں خاص لباس پہننے کی وجہ سے حجاب کے متعلق ہدایت 18، 19

حیاء کے لئے حیاء دار لباس بھی ضروری 19

مریباں اور ان کی بیویوں کو لباس کے معاملہ میں بہت زیادہ احتیاط کی ہدایت 27

لبیک یا رسول اللہ

منتظم لبیک یا رسول اللہ کا لاہور میں مارچ اور گھیراؤ، پھر اسلام آباد کی طرف مارچ اور ادھر بھی گھیراؤ 568

لٹرچر

حضرت مسیح موعودؑ کے لٹرچر کو پھیلانے کی ضرورت 177

جو ہتھیار مخالفین اسلام کو ختم کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں وہی ہم نے کرنے ہیں وہ ہتھیار لٹرچر اور تبلیغ کا ہتھیار ہے 216

لجنہ اماء اللہ

لجنہ اماء اللہ کو اپنے پروگراموں میں زیادہ حصہ دینی اور علمی مجالس کا رکھنے کی ہدایت 455

پہننے کی وجہ سے حجاب کے متعلق ہدایت 18، 19
لین دین

لین دین کے معاملات میں حقائق کا چھپانا 548
ماحول

سلجھ ہوئے بچوں کا بھی ماحول میں اپنا اثر ڈالنا 189
جلسہ کے ماحول سے متاثر ہو کر پریس کا اسلام کے بارے
میں صحیح خبریں دینے پر مجبور ہونا 366
ایک جرمن مہمان کا جلسہ کے پر امن ماحول سے متاثر ہونا 411

ماڈل

امریکہ کا اپنی ساکھ کھونا، چین کا دنیا کا ماڈل بننا 604

مارچ

تنظیم لیبیک یار رسول اللہ کا لاہور میں مارچ اور گھیراؤ اور پھر
اسلام آباد کی طرف مارچ اور ادھر بھی گھیراؤ کرنا 568

مال / مالی

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی مالی قربانی، مینارۃ المسیح کے لئے
چندہ کی تحریک پر لیبیک کہنا 2
افراد جماعت کی مالی قربانی کی چند مثالیں 8 تا 2
تقویٰ کا معیار بڑھنے سے ہی مالی قربانی کی طرف بھی توجہ
پیدا ہوگی 35

ایک ریٹائرڈ فوجی کی مالی قربانی 66

مالی قربانی کی اہمیت 534

علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے 82

اللہ تعالیٰ کا مالی منفعت کے ذریعہ اپنے فرستادے کو قبول

کرنے کی توفیق عطا فرمانا 151، 152

دنیا کی مال و دولت مخلوق خدا کے حق ادا کرنے اور

عبادت میں روک نہ بنیں 203

دنیا کے مال و دولت اور شغلوں کو کس حد تک اپنانا

چاہئے...؟ 207، 208

علم تعبیر الرؤیا میں خواب میں کسی کو جگر نکال کر دینے

سے مراد مال دینا ہونا 534

مالی قربانی کی اہمیت 534

لجنہ اماء اللہ یو کے کے اجتماع کا آغاز 455
لذات

پاکستان کے احمدیوں کو مساجد آباد کرنے اور لذت اور
سرور والی نمازوں کے قیام کی ہدایت 33
نماز میں نور اور لذت پانے کے طریق 37
نماز میں لذت نہ آنے کی وجہ اور اس کا علاج 465 تا 467
لذات دنیار کھنے کا مقصد 527

لڑائی

عورتوں کی طرف شکایات، خاوندوں کو نماز کی طرف توجہ
دلانے پر خاوندوں کا لڑائی شروع کر دینا 41
ہندوستان میں اکثر ساس بہو کی لڑائی کی شکایت رہنا 95
جھوٹ کی وجہ سے گھروں میں لڑائیاں اور خلع طلاق تک
نوبت پہنچ جانا 282

لڑکا / لڑکی

الگ گھر کا مطالبہ، لڑکے اور لڑکی کو اپنی ذمہ داری کا
احساس ہونا 95
مسلمانوں میں عام طور پر لڑکوں کی پیدائش پر بڑی توجہ دینا 337

لطیفہ

پٹھان کا ہندو کو کلمہ پڑھانے کے متعلق ایک لطیفہ 379

لغت

نماز کو رسم و عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں بلکہ ایسی
نمازیوں پر اللہ تعالیٰ کا لعنت بھیجنا 472، 473

لغت

رباط کے لغت میں معانی، نفس اور انسانی دل 609

لغو

عربی زبان میں لغو کے معانی 392

لقاء مع العرب

لقاء مع العرب دیکھنا اور بعد میں ایم ٹی اے کے ذریعہ ہی
عالمی بیعت کے الفاظ دہرانا 441، 442

لیبارٹری

ریسرچ کرنے والی بچیوں کو لیبارٹری میں خاص لباس

جو مجلس میں ذکر الہی نہیں کرتے وہ اپنی مجلس کو قیامت کے دن حسرت سے دیکھیں گے 455
آنحضورؐ کی مجلس برخواست کرتے وقت کی ایک دعا 458
مجلس میں حضورؐ کے بتائے ہوئے کلمات پڑھنے کی برکت 458

مجاہدہ

مجاہدہ کی ضرورت اور اہمیت 266، 265

مجدد

غیر مامور کے لئے دعویٰ ضروری نہیں، حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ مجھے تو اور نگزیب بھی اپنے زمانہ کا مجدد لگتا ہے 70
عمر بن عبدالعزیز کو بھی مجدد کہا جاتا ہے 70

مچھلی

حوت مچھلی کو کہتے ہیں اسی طرح نون بھی مچھلی کو کہتے ہیں 82
محاسبہ نفس

رمضان کے روزے ایمان اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھنے کی فضیلت 250
مومن کے محاسبہ کا طریق 253

محبت

عہدیداران، صدران، امراء کو افراد جماعت کے لئے ہمیشہ پیار اور محبت کے پر پھیلانے کی ہدایت 108
خدا کے جلال اور عظمت کی خاطر لوگوں سے محبت کرنے

کا ثواب

دین کے دو حصے، خدا سے محبت، بنی نوع انسان سے محبت 130
ایک شخص کا حضورؐ سے ایسا عمل جس سے خدا محبت کرنے لگ جائے پوچھنا اور حضور ﷺ کا اسے جواب 204
کارکنان کی خدمت اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کے عملی اظہار سے متاثر ہونا 361

ایک مہمان کا کہنا کہ یہاں تو اللہ اور ایک دوسرے سے محبت اور عزت کرنا سکھائی جاتی ہے 414
ایک عیسائی خاتون کا کہنا کہ یہ جلسہ تو ایک معجزہ ہے یہاں

مالی قربانی کے متعلق واقعات 541 تا 535
احمدی بچوں کی مالی قربانی کے واقعات 540، 539

ماموریت

تقویٰ کی اہمیت اور حضورؐ کی ماموریت کا مقصد 259

ماں

ماؤں کے جمعہ پر جانے سے بچوں میں بھی جمعہ کی طرف توجہ پیدا ہونا 296

مبلغین

مبلغین اور واقفین زندگی کا ادب و احترام افراد جماعت میں پیدا کرنا عہدیداران کی ذمہ داری 107

متقی

متقی بننے کے لئے برائیوں کو چھوڑنے کے ساتھ نیکیاں اختیار کرنی پڑتی ہیں 259، 258

متقی کے لئے اعلیٰ اخلاق کا ضروری ہونا 262

متقی کا اپنی زبان کو قابو میں رکھنا 287

مجالس / مجلس

عارضی بناوٹی خوشی اور زبان کے مزے کی خاطر مجلس

میں استہزاء کرنا بہت بڑا گناہ 141

کوئی بھی مجلس، انٹرنیٹ، ٹی وی جو عبادات سے غافل کرے مشرکانہ مجلس ہے 184

چند سکھ فقیروں کا حضورؐ کی مجلس میں آپؐ کے اخلاق سے متاثر ہونا 270

دنیا کی مختلف قسم کی مجالس 449

مومنوں کی مجالس کا سرکشی اور بغاوت سے پاک ہونا 450

دنیاوی مشوروں کے لئے ایک مجلس یو این او 451

مومن کی مجالس کس قسم کی ہونی چاہئیں؟ 452، 453

نوجوانوں کو غل غپاڑے اور Fun کے نام پر ہونے والی مجالس سے بچنے کی تلقین 454

والدین کو لپے بچوں کی صحبتوں اور مجالس پر نظر رکھنے کی ہدایت 454

لجنہ اماء اللہ کو اپنے پروگراموں میں زیادہ حصہ دینی اور علمی مجالس کا رکھنے کی ہدایت 455

حضور کو مخالفین کی طرف سے گندی گالیوں کے خطوط آنا اور حضور کا نمونہ 220،219

اسلام مخالفت قوتوں کا اسلامی دنیا کو کمزور کرنے کے لئے خلافت کے نام پر اپنے آپ کو منظم کرنے والی تنظیموں کی مدد کرنا 239

انبیاء کے دعویٰ کے بعد سخت مخالفت ہونا 317
حضور کی مخالفت اور اللہ تعالیٰ کا تائید و نصرت فرمانا 317
مخالفین کے بد انجام کے متعلق واقعات 318 تا 320
مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوبوں کے گروہ کو بڑھانا 320،321

مخالفت کا انجام اور تائید الہی کا ایک واقعہ 321،322
اللہ تعالیٰ کا مخالفین کے حیلے توڑ کر لوگوں کے دل کھولنا 323 تا 324
بلغاریہ میں جماعت کی مخالفت، جماعت کی رجسٹریشن منسوخ ہونا 414

امن کے لئے مخالفت کے باوجود حضور کا نرم رویہ 431
مخالفت کا تبلیغ کے راستے کھولنا 433
مخالفین کا جماعت کے امام کے خلاف بددعا کرنا، ان کے اپنے ہی امام کو سانپ کا کاٹنا 443
مخالفین کا خود سعید فطرت لوگوں کے لئے تحقیق حق کے راستے کھولنا 443

مخالفین کا برا انجام 483،484
جماعت کے پیغام کا اثر، مخالفت کا دوستی میں تبدیل ہونا.... 488،489

پاکستان میں سیاستدان بھی اور علماء کا احمدیت کی مخالفت بیان کرنا 491

حضور کے دور میں اسلام کی مخالفت کا نقشہ 559،560

مخلوق

مخلوق کی ہمدردی بھی جزو ایمان ہے 539
حضور کا مخلوق الہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات کی دعا 132

مذہب / مذہب

بعض لوگوں کا دین اور مذہب کو آزادی سلب کرنے والا

محبت، امن، عزت ملتی ہے 415

مومنوں کی ایک نشانی آپس میں محبت اور الفت کرنا 450
مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب حبّ دنیا 507
محبت الہی کے پیدا کرنے کے لئے آپ کے اخلاق اور طرز عمل کو اپنانا ضروری 510

دنیا کی محبت ایسی نہ ہو کہ خدا تعالیٰ کو بھلا دے 596
افعال بد کی جڑ دنیا کی محبت 601،602
مردان خدا کو ملنے والی تمام برکات توحید فی المحبت سے ملنا 602
مومن کی نشانی، اللہ تعالیٰ سے محبت 602

محبوب الہی

آپ کی اطاعت کے بغیر انسان محبوب الہی بن ہی نہیں سکتا 509
مخالف / مخالفت

دنیا میں برپا فتنہ و فساد کا ذمہ دار اسلام مخالف قوتوں کا ہونا 77
امریکہ میں اسلام کی مخالفت 77
جرمنی کے مشرقی حصہ میں اسلام کی مخالفت 77
ہالینڈ میں اسلام کی مخالفت 77
قوم پرست سیاستدانوں اور پارٹیوں کا اسلام کی مخالفت کرنا 113،114

مینارۃ المسیح کی تعمیر کے وقت ہندوؤں کی مخالفت 132،133
الجزائر میں میڈیا اور اخبارات کا جماعت کی مخالفت کرنا، اس مخالفت کا جماعت کی تبلیغ کا ذریعہ بننا 147
ایک جگہ مخالفت ہونے پر اللہ تعالیٰ کا سو جگہوں پر تبلیغ کے نئے میدان کھولنا 147

مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے لوگوں کا جماعت کی طرف رجحان کا بڑھنا اور 38 افراد کا قبول احمدیت 155
جو ہتھیار مخالفین اسلام کو ختم کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں وہی ہم نے کرنے ہیں وہ ہتھیار لٹریچر اور تبلیغ کا ہتھیار ہے 216

بعض چرچوں کا بڑی خوش دلی سے جماعت کو اپنے فنکشن پر بلانا، بعد میں لوگوں کا رجحان جماعت کی طرف بڑھنے پر مخالفت کرنا 216

معیار قائم کرنے کی ہدایت 127
 مربیان اور نظام جماعت کا کام ہے کہ نماز باجماعت کی
 طرف احباب جماعت کو توجہ دلائیں 31
 رشتوں کے معاملہ میں دین کو دیکھنے کی ہدایت، بعض
 ملکوں سے شکایات کا آنا کہ لوگ مربیان، واقفین زندگی
 سے اپنی بیٹیوں کی شادی نہیں کرنا چاہتے 95
 جماعت کو مربیان اور مبلغین کی ضرورت کا بہت بڑھنا 102
 میدان عمل میں آنے والے نئے مربیان کے ذہنوں میں
 اٹھنے والے سوالات اور ان کے جوابات 103، 104
 صدران جماعت، امراء، واقفین نو اور مربیان کو
 ہدایات.... 103 تا 112
 مربیان کو اطاعت کا نمونہ دکھانے کی ہدایت 104
 مربیان، امراء اور صدران کا ایک مقصد، افراد جماعت
 کی تربیت، خلافت سے وابستگی، توحید کا قیام اور اسلام کی
 تعلیم کو دنیا میں پھیلانا 104
 حضور انور کا صدران اور امراء کو مربیان کی عزت و
 احترام قائم کرنے کا کام سپرد کرنا 104
 جماعت کی دینی، روحانی بہتری اور ترقی کا ذمہ دار مربیان
 کا ہونا 107
 مربیان اور صدران کو ایک سکیم کے تحت آپس میں
 تعاون کرنے کی ہدایت 107
 واقفین نو نوجوانوں اور میدان عمل میں نوجوان مربیان
 کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قربانی کا عہد نبھانے کی ہدایت 107
 مربیان کی ایک ذمہ داری، عہدیداران کے لئے دعا کرنا 108
 مربیان، مبلغین کے لئے ایک سبق، اگر جماعتیں دور دور کی
 ہیں، کوئی بھی نہیں آتا تب بھی نماز باجماعت ہونی چاہیئے 164
 مربیان کے لئے اہم سبق، باقاعدگی سے تلاوت قرآن
 کریم، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود اور ڈائری لکھنا 165
 مربیان اور پریس سیکشن کا جماعت اور اسلام کی امن پسند تعلیم
 کو پریس کے ذریعہ دنیا میں وسیع پیمانے پر پھیلانا 339 تا 340
 مرد
 پردے کا حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے 22

اور پابندی لگانے والا سمجھنا 16
 حضور کا فرمانا کہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ
 بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو 59
 دنیا کے تمام مذاہب کا اس بات پر متفق ہونا کہ صدقہ و خیرات
 سے بلا ٹل جاتی ہے 83، 84
 ایک مہمان کے تاثرات، آج ادھر آکر معلوم ہوا کہ
 مذاہب نے تو بڑے مشترک راستے دکھائے ہیں 189
 ایک (جی پی) چرچ کے لیڈر کا کہنا کہ حضور انور کا خطاب
 ایک راہ دکھانے والی روشنی کی طرح تھا جس نے دکھایا کہ
 اسلام عظیم الشان امن کا مذہب ہے 196
 ایک مہمان کا کہنا کہ حضور انور کے خطاب سے معلوم ہوا
 ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور دہشت گرد غلط طور پر
 اسلام کے پیچھے چھپ رہے ہیں 196
 تبدیلی مذہب پر حکماء کے دو مذہب 266
 حضور کا مذہب، دعائیں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے 310
 ایک جماعت کا آپ کے پاس آکر نماز سے رخصت چاہنا
 آپ کا فرمانا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ
 نہیں..... 462، 463
 ختم نبوت کا مقام اور اسلام کی دوسرے مذاہب پر فوقیت 496 تا 497
مذمت
 لندن میں راہ چلتے ہوئے معصوم راگیروں کے قتل کی
 مذمت 134
مرادیں
 ساری مرادیں ترک کرنے سے ساری مرادیں حاصل
 ہونا 599
مراعات
 مغربی ممالک میں آمد کم بتا کر ٹیکس بچانا اور حکومت سے
 مراعات لینا 549
مربیان سلسلہ
 مربیان اور ان کی بیویوں کو لباس کے معاملہ میں بہت
 زیادہ احتیاط کی ہدایت 27
 مربیان اور مبلغین کی بیویوں کو ہر معاملے میں اعلیٰ

صاحب مربی سلسلہ کوچا قوسے زخمی کرنا 217
 جمعہ پر مسجد میں آنا مردوں پر فرض ہونا 296
 جرمنی میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر ٹی وی چینلز اور میڈیا کی کوریج 423
 مسجد بیت الفتوح کے ایک حصہ کا آگ لگنے کے بعد رہائش میں کمی کا مسئلہ پیدا ہونا 542
 مسجد بیت الفتوح کے جلے ہوئے حصے کی دوبارہ تعمیر کے لئے چندے کی تحریک 543، 542
 مسجد بیت الفتوح کی تعمیر میں پہلے جن کو حصہ لینے کی توفیق نہیں ملی ان کو اب حصہ لینے کی تلقین 543
 ذیلی تنظیموں اور جماعتوں کو مسجد بیت الفتوح کی تعمیر نو میں حصہ لینے کی تلقین 543
 مسجد بیت الفتوح کی تعمیر نو کے منصوبہ کے کوائف 544
 عالمگیر کے دور میں شاہی مسجد کو آگ لگنا اور عالمگیر کا سجدہ شکر کرنا 544
مسائل / مسئلہ

عائلی معاملات اور رشتوں کے مسائل 87 تا 96
 دوسری شادی کی خواہش کی وجہ سے بہت سے مسائل کا سامنے آنا 96
 موجودہ زمانہ میں بھی تعدد نکاح کے مسئلہ کو نہایت بری نظر سے دیکھا جانا 97، 98
 سیکیورٹی مسائل کا ہر سال بڑھنا، سیکیورٹی چیکنگ میں بھرپور تعاون کی ہدایت 353
 مسجد بیت الفتوح کے ایک حصہ کا آگ لگنے کے بعد رہائش میں کمی کا مسئلہ پیدا ہونا 542
مسکراہٹ

عہدیداران، امراء اور صدران کو مسکراتے چہروں کے ساتھ لوگوں کو ملنے کی ہدایت 109
 حضور ﷺ ہمیشہ مسکرا کر ملا کرتے تھے 109
مسلمان
 مسلمانوں کی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی مصلح آئے 148

مردوں کو پہلے غضبصر کا حکم ہے پھر عورتوں کو پردے کا حکم دیا گیا ہے 24
 عورتوں کو مردوں کے ساتھ سوئمنگ کی ممانعت 24
 بچوں اور مردوں کو مسجد بھجوانے کے لئے مسلسل توجہ دلانا عورتوں کا کام ہے 41
 مرد کی دوسری شادی کی اجازت کے متعلق عورتوں کو ایک نصیحت 97
 مردوں کی ذمہ داریاں 225 تا 236
 مرد نیک ہو تو تہی بیوی بھی صالحہ ہوگی 227
 حضورؐ کی مردوں سے توقعات 227، 228
 حضورؐ کی مردوں کو اپنے غصہ پر قابو رکھنے کی نصیحت 229
 جمعہ پر مسجد میں آنا مردوں پر فرض ہونا 296
 بہت سی عورتوں اور مردوں کا اولاد کے لئے دعا کی درخواست کرنا اور دعا کے متعلق پوچھنا کہ کونسی دعا کریں 328
 حضور انورؐ کی مرد و عورت کے حقوق و فرائض کے متعلق تقریر سے متاثر ہونا 367
مساجد / مسجد

دل نہ چاہنے کے باوجود وضو کر کے مسجد میں آنا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں سے دوری پیدا کرتا ہے اور ایک قسم کا رباط ہے 29
 بچوں اور مردوں کو مسجد بھجوانے کے لئے مسلسل توجہ دلانا عورتوں کا کام ہے 41
 والد شہد میں مسجد کی تعمیر اور افتتاحی تقریب 188
 Augsburg جرمنی میں مسجد کا افتتاح 189
 Raunheim جرمنی میں مسجد کا سنگ بنیاد 191
 ماربرگ جرمنی میں مسجد کا سنگ بنیاد 192
 مساجد کی افتتاحی تقریبات کی مجموعی میڈیا کوریج کی تفصیل 194
 مسجد بیت النصیر آکس برگ کے افتتاح کی میڈیا کوریج کی تفصیل 194
 مسجد بیت العافیت کے افتتاح کی میڈیا کوریج کی تفصیل 194
 بنگلہ دیش میں مسجد پر مولویوں کا حملہ، مستفیض الرحمن

مسلمانوں میں عام طور پر لڑکوں کی پیدائش پر بڑی توجہ دینا 337
 مسلمان مہمانوں کے جلسہ کے متعلق تاثرات 362 تا 365
 مغربی میڈیا اور پریس کا سوال، کس طرح باقی مسلمانوں
 کو اس تعلیم پر چلنے کے لئے قائل کرو گے؟ 436
 بعض مسلمانوں کا نماز کو جنتز منتر کی طرح پڑھنا 472
 جماعت کو کسی اسمبلی یا حکومت سے مسلمان ہونے کے
 سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں 492
 مسلمان کلمہ گو کو کافر کہنے والا اسے دائرۃ اسلام سے خارج
 کر دیتا ہے 502
 مسلمان ممالک میں مسلمان گروہوں کا ایک دوسرے کی
 گردنیں کاٹنا 505
 پاکستان میں تجزیہ نگاروں اور کالم نویسوں کا میڈیا پر کہنے لگ
 جانا کہ مسلمانوں کی یہ حالت نام نہاد علماء نے کی ہے 506
 مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب حب دنیا 507
 مسلمانوں کا عدل و انصاف قائم کرنے کی قرآنی ہدایت 546
 ایک یہودی اور مسلمان کے درمیان آپ کا عدل قائم
 فرمانے کا واقعہ 552، 553
مشعل راہ
 صحابہ کا ہمارے لئے مشعل راہ ہونا 606
مشن
 حضرت مصلح موعود کا فرمانا کہ میری زندگی کا ایک
 بڑا مشن تفسیر کو مکمل کرنا ہے 346
مشورہ
 دنیاوی مشوروں کے لئے ایک مجلس یو این او 451
مصافحہ
 آسٹریلیا میں ایک طبقہ کی اسلام دشمنی، جو مسلمان مرد
 عورتوں سے اور مسلمان عورتیں مردوں سے مصافحہ نہیں
 کرتیں ان کو ملک بدر کرنے کا مطالبہ 120
مصلح
 مسلمانوں کی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی
 مصلح آئے، اخبارات اور تقریروں میں لوگوں کا کہنا کہ

بعض مسلمان گروہوں اور تنظیموں کا اسلام کے نام پر ظلم
 و بربریت کی حرکات کرنا 77
 مسلمان ممالک میں زیادہ دہشت گردی اور شدت پسندی
 کا ہونا 114
 شدت پسند گروہوں اور مسلمان ممالک میں باغی
 گروہوں کو مغربی ممالک کا ہتھیار فراہم کرنا 114
 ہالینڈ کے سیاست دان کا بیان کہ مسلمانوں کو ہی ملک سے
 نکال دو 120
 اپنے مسلمان بھائی کی عیب کی پردہ پوشی کا اجر 138
 مسلمان کی تکلیف دور کرنے اور ستاری کرنے کا اجر 139
 بعض نوجوانوں کا مسلمانوں کی طرف منسوب فتنہ و فساد
 کی وجہ سے احساس کمتری کا شکار ہونا 173
 پرتگال کے ایک پروفیسر ڈاکٹر پولو مورٹیس کا کہنا کہ مسلمانوں
 کو دہشت گرد اور جنگوں کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا 197
 مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری وغیرہ پہنچے تو اس کے بدلے
 میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے 214
 اللہ تعالیٰ کا وعدے کے مطابق مسلمانوں میں خلافت قائم
 کرنا 237
 مسلمانوں کے ایک بہت بڑے طبقہ کا کہنا کہ کسی خلافت
 کی ضرورت نہیں 238
 مسلمان علماء کی کم علمی اور جہالت 238، 239
 مسلمان ممالک میں دین سے دور ہٹنے کے نتیجے میں قتل و
 غارت اور ظلم و بربریت کا ہونا 240
 جمعہ ادا کرنا ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ ایسا حق ہے جو
 واجب ہے 296
 ایک احمدی کو مسلمان ہونے کی وجہ سے نوکری سے نکال
 دیا جانا 312
 اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش اور مسلمانوں کو
 محتاط رہنے کی تلقین 313
 مسلمانوں کی بدقسمتی، مرکز اسلام کے بادشاہ کا اپنے
 مفادات کی خاطر غیر مسلموں کی گود میں گر کر اسلام کو
 کمزور کرنا 314

- معاف کر دیں 392
- معاملات / معاملہ**
- رشتوں کے معاملات میں بلا وجہ بات کو لٹکانا غلط امر ہے 93
- بعض افراد کا جماعتی نظام سے شکوہ، معاملات کو پیٹانے میں جلدی کی ہدایت 109
- لین دین کے معاملات میں حقائق کا چھپانا 548
- معجزہ**
- ایک عیسائی خاتون کا کہنا کہ یہ جلسہ تو ایک معجزہ ہے یہاں محبت، امن، عزت ملتی ہے 415
- معرفت**
- سچی معرفت 28
- سلسلہ کے قیام کا مقصد، خدا تعالیٰ کی معرفت 397، 396
- معیار / معیاری**
- آجکل دنیا کی اکثریت کا دین سے ہٹنا اور برائی اور اچھائی کے معیار کا بدلتے جانا 16
- مر بیان اور مبلغین کی بیویوں کو ہر معاملے میں اعلیٰ معیار قائم کرنے کی ہدایت 27
- میاں بیوی کے تعلق کا کیا معیار ہونا چاہیئے؟ 231
- ایمان اور تقویٰ کے کیا معیار ہونے چاہئیں اور ان کے حصول کے ذرائع 252، 251
- جھوٹ سے بچنے کے طریق اور سچائی کے معیار 285، 284
- کارکنان جلسہ کو نرم زبان اور اعلیٰ اخلاق کے معیار قائم کرنے کی ہدایت 341، 340
- حضورؐ کے مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار 344، 343
- بینن کے سابق وزیر خارجہ کا ہر شعبہ کا تنقیدی نظر سے جائزہ، ہر شعبہ کے انتظامات کو معیاری اور اعلیٰ پانا 358
- صحابہؓ کا ہر چیز کے معیار قائم کرنا 533
- عدل و انصاف کے معیار 547
- آنحضورؐ کی عبادت کے اعلیٰ معیار 586
- آنحضورؐ کے عبادت کے معیاروں نے صحابہؓ میں کیا انقلاب پیدا کیا؟ 587، 586

- امت کو سنبھالنے کے لئے کوئی آنا چاہیئے 148
- آنے والے مصلح کے لئے زبردست شہادت 561، 560
- مطالبہ**
- الگ گھر کا مطالبہ، لڑکے اور لڑکی کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا 95
- آسٹریلیا میں ایک طبقہ کی اسلام دشمنی، جو مسلمان مرد عورتوں سے اور مسلمان عورتیں مردوں سے مصافحہ نہیں کرتیں ان کو ملک بدر کرنے کا مطالبہ 120
- مطالعہ کتب**
- مر بیان کے لئے اہم سبق، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود اور ڈائری لکھنا 165
- مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت 181 تا 183
- جماعتی کتب کے مطالعہ سے متاثر ہو کر بیعت کرنا 323
- معاشرت نسواں**
- معاشرت نسواں کے متعلق ایک واقعہ 227، 226
- معاشرہ**
- معاشرے کے امن کے لئے سنہرا اصول، پردہ پوشی 137
- دنیا سے بے رغبتی یہ نہیں کہ معاشرے سے انسان بالکل کٹ جائے 205
- حسین معاشرے کے قیام کے لئے کن باتوں کی ضرورت ہونی چاہئے 380، 379
- اللہ تعالیٰ کا مومنوں کو ذاتی معاشرتی اور قومی معاملات سے نکل کر غیر قوموں سے بھی عدل و انصاف کا حکم دینا 550
- معافی**
- مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری وغیرہ پہنچے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے 214
- گناہوں سے معافی کے ذرائع 297
- قضا کے فیصلے کے بعد حقوق اور قرض معاف کروانے کے لئے فریق ثانی سے معاف کروائیں 382
- صلح کاری کے محل شناسی کا اصول، ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو

مغرب / مغربی

مغربی ممالک میں آکر دنیاداری کے اثر میں رہ کر بعض
احمدیوں کے عبادات کے معیار کم ہو جانا 174
مغربی ممالک میں گھریلو جھگڑوں کا پولیس تک پہنچنا اور
جماعت کی بدنامی کا موجب بننا 227

مغربی میڈیا اور پریس کا سوال، کس طرح باقی مسلمانوں
کو اس تعلیم پر چلنے کے لئے قائل کرو گے؟ 436

مغز

نماز کا مغز اور روح دعا 467

مفادات

احمدی وکیلوں اور فریقین کو اپنے عہد بیعت کو اپنے
مفادات پر ترجیح دینے کی ہدایت 374

مقام و مرتبہ

الچیریا میں احمدیوں پر الزام، نعوذ باللہ آنحضورؐ کے مقام کو
کم کرتے ہیں 125

آنحضورؐ پر آنحضورؐ کے مقام کو گرانے کا الزام اور اس کا جواب 508

آنحضورؐ کا بلند مقام و مرتبہ 512، 513، 585، 586، 592

صحابہؓ کا بلند مقام اور ان کی پیروی کا حکم 605 تا 609

اللہ تعالیٰ کا صحابہؓ سے راضی ہونا 606

صحابہؓ کا بلند مقام و مرتبہ 607، 608، 627، 628

مقدمات / مقدمہ

سوئٹزر لینڈ میں پردہ کے معاملہ میں ایک لڑکی کا عدالت
میں مقدمہ دائر کرنا 19

الچیریا میں احمدیوں کو الزام لگا کر مقدمے کرنا، جیلوں میں
ڈالنا، عورتوں کو دودھ پیتے بچوں سمیت پکڑنا 125

آنحضورؐ پر سات مقدمات ہونا اور کسی میں بھی جھوٹ نہیں
لکھنا پڑا 280

پاکستان میں جماعت کے خلاف آنے والے دن کوئی نہ کوئی مقدمہ
یا تنگ کرنے کی کارروائی ہوتی رہتی ہے 310

مقدمہ کرئل ڈکلس کی تفصیل 347، 348

حضورؐ کا جوانی میں ایک مقدمہ میں گواہی دینے کا واقعہ 548
مقصد

جلسہ سالانہ کے مقاصد 54 تا 60

ہمارا مقصد حکمت کے ساتھ تبلیغ کا جاری رکھنا 55

جلسہ کا ایک مقصد زہد اور تقویٰ کو پیدا کرنا 55، 56

مر بیان، امراء اور صدران کا ایک مقصد، افراد جماعت
کی تربیت، خلافت سے وابستگی، توحید کا قیام اور اسلام کی
تعلیم کو دنیا میں پھیلانا 104

تقویٰ کی اہمیت اور حضورؐ کی ماموریت کا مقصد 259

جلسہ پر آنے کا مقصد تقویٰ میں ترقی، خدا تعالیٰ سے تعلق
بڑھانا اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا 351

جلسہ کا ایک مقصد ایک دوسرے کے لئے بھائی چارہ اور
شکرگذاری کے مثالی جذبات پیدا کرنا 358

سلسلہ کے قیام کا مقصد، خدا تعالیٰ کی معرفت 396، 397
لذات دنیارکھنے کا مقصد 527

جلسہ کا مقصد، اللہ کے حضور دعائیں کرنا، اپنی علمی اور
عملی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرنا 632

ملک / ممالک

ترقی یافتہ ممالک میں عزت اور عصمت کی حفاظت کے
معیار کا بدلنا 25

مشرقی جرمنی، ہالینڈ اور یورپ کے اور ممالک میں
رائٹسٹوں (Rightist) کا زور پکڑنا 77

بعض ممالک میں قوم پرست تنظیموں اور پارٹیوں کا
صرف منفی سوچ اور رویوں پر زور دینا 77

دنیا کے کئی ممالک میں جامعہ احمدیہ کا قیام
مغربی اور ترقی یافتہ ممالک میں نسل پرست سیاستدانوں

اور پارٹیوں کی بڑھتی ہوئی پذیرائی 113

مسلمان ممالک میں زیادہ دہشت گردی اور شدت پسندی
کا ہونا 114

شدت پسند گروہوں اور مسلمان ممالک میں باغی
گروہوں کو مغربی ممالک کا ہتھیار فراہم کرنا 114

آسٹریلیا میں ایک طبقہ کی اسلام دشمنی، جو مسلمان مرد

منافق

دو نمازیں فجر اور عشاء کمزور ایمان والوں اور منافقوں پر
بڑی بھاری ہیں 625

منصوبہ

الجزائر میں منصوبہ بندی کے تحت کارروائی اور افراد
جماعت کی ثابت قدمی 311
مسجد بیت الفتوح کی تعمیر نو کے منصوبہ کے کوائف 544

منصوبہ بندی

ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کو کمزوریاں دور کرنے کے
لئے منصوبہ بندی اور جامع پروگرام بنانے کی ہدایت 40
مہمان / مہمان نوازی

ایک مہمان کا کہنا کہ حضور انور کے خطاب سے معلوم ہوا
ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور دہشت گرد غلط طور پر
اسلام کے پیچھے چھپ رہے ہیں 196

ایک مہمان کا کہنا کہ آج معلوم ہوا ہے کہ ویسٹ منسٹر میں
دہشت گردی کے واقعہ کی وجہ اسلام نہیں بلکہ ایک فرد کا
قصور تھا 196

جلسہ سالانہ یو کے لئے مہمانوں کی آمد 339

شعبہ مہمان نوازی کی اہمیت 340

مہمان نوازی کے متعلق ہدایات 340 تا 344

جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ ہی مہمان نوازی کا شعبہ ہے 341

افسران، نائین اور معاونین کو مہمانوں کے ساتھ نرم
رویہ اپنانے اور صبر کی تلقین 341

پلیٹ میں کھانا لیتے ہوئے مہمان کی پسند کو دیکھنے کی ہدایت 341
مہمانوں کو جلسہ کے دوران وقت کا مار جن دیکھ کر سفر
شروع کرنے کی ہدایت 342

جلسہ میں شامل ہونے والا ہر شخص حضور کا مہمان 342

امیر غریب سب کی یکساں مہمان نوازی کی ہدایت 343

حضور کے مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار 343، 344

آپ ﷺ کا مہمانوں کو کھانا کھانا اور فجر کی نماز کے لئے

بیدار کرنا 344

عورتوں سے اور مسلمان عورتیں مردوں سے مصافحہ نہیں
کرتیں ان کو ملک بدر کرنے کا مطالبہ 120

ہالینڈ کے سیاست دان کا بیان کی مسلمانوں کو ہی ملک سے
نکال دو 120

99.9 فیصد احمدیوں کو مغربی ممالک میں رہنے کی اجازت
ان کی کسی ذاتی خوبی کی بجائے احمدیت کی وجہ سے ملنا 174
غیر مسلم ممالک میں دہشت گرد حملوں کی وجہ سے اسلام

کے متعلق تحفظات پیدا ہونا 187

الجزائر، پاکستان اور دنیا کے تمام ممالک جن میں احمدیت
کے خلاف جوش ابل رہا ہے دعا کی تحریک 199

مخالفت کے باوجود آج جماعت کا اللہ کے فضل سے
209 ممالک میں قائم ہونا 220، 146

مسلمان ممالک میں دین سے دور ہونے کے نتیجے میں قتل و غارت
او ظلم و بربریت کا ہونا 240

مومن کا کام ہے کہ اپنے دائرے سے نکل کر جماعت، امت
مسلمہ اور اپنے اپنے ملکوں کے لئے بھی دعا کرے 309

جلسہ سالانہ جرمنی پر گیارہ ممالک کے تینتیس افراد کا
بیعت کرنا 421

دنیا کے کئی ممالک کا شوریٰ میں تبلیغ کے متعلق تجویز کا
اپنے ایجنڈے میں رکھنا 424

یو این او کے ممبر ممالک کی تعداد 490
جماعت کا دنیا کے 210 ممالک میں قیام اور ممالک کی

تعداد کے متعلق مبالغہ کا جواب 490

میڈیا کے زیر اثر دوسرے ممالک کے علماء کا احمدیوں پر
الزام لگانا کہ نفوذ باللہ احمدی قرآن کو نہیں مانتے وغیرہ 493

ہر پاکستانی کو اپنے ملک کے لئے دعا کی تحریک 504
مسلمان ممالک میں مسلمان گروہوں کا ایک دوسرے کی

گردنیں کاٹنا 505

مغربی ممالک میں آمد کم ہوتا کر ٹیکس بچانا اور حکومت سے
مرعات لینا 549

مناظرہ

سنی مولویوں کو مناظرہ کی دعوت اور مولویوں کا فرار 481، 482

مہمانوں کو غرض بصر کا حکم، جذبات بھڑکانے والی چیزوں سے بچنے کا حکم مثلاً گندی فلمیں دیکھنا، نامحرموں سے فیس بک پر چیٹ کرنا وغیرہ 22

مومنوں کو غرض بصر کا حکم 23، 22

اللہ تعالیٰ کا مومن کو چھوٹی سے چھوٹی تکلیف پر بھی نوازنا 213

احمدی ہی ہیں جو مومن ہونے کا نمونہ دکھاتے ہیں 213

مومنوں میں سے کامل الایمان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور عورتوں سے سلوک میں... 226

مومن کے محاسبہ کا طریق 253

مومن کی بنیادی شرط اور خلقِ سچائی پر قائم ہونا اور جھوٹ سے بچنا 278

اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا مومن کا ہم خلقِ عاجزی اور تکبر سے دوری 287

حقیقی مومن کو اپنی ہستی پر ایک انقلاب لانا چاہئے 301، 300

مومن کا کام ہے کہ اپنے دائرے سے نکل کر جماعت، امت مسلمہ اور اپنے اپنے ملکوں کے لئے بھی دعا کرے 309

غصہ کی بجائے کس قسم کی حالت ایک مومن کی ہونی چاہئے 407

مومن کو دور نگاہ اختیار نہیں کرنی چاہئے 434، 435

مومنوں کی ایک نشانی آپس میں محبت اور الفت کرنا 450

مومنوں کی مجالس کا سرکشی اور بغاوت سے پاک ہونا 450

مومن کی مجالس کس قسم کی ہونی چاہئیں؟ 452، 453

آپؐ نے فرمایا کہ تم مومن کے سوا کسی اور کے ساتھ نہ بیٹھو اور متقی کے سوا کوئی اور تمہارا کھانا نہ کھائے 455

اللہ تعالیٰ کا مومنوں کو ذاتی معاشرتی اور قومی معاملات سے نکل کر غیر قوموں سے بھی عدل و انصاف کا حکم دینا 550

تم مومن کے سوا کسی اور کے ساتھ نہ بیٹھو اور متقی کے سوا کوئی اور تمہارا کھانا نہ کھائے 455

مومن کی نشانی، اللہ تعالیٰ سے محبت 602

مومن کی قناعت کے معیار 603

مہمانوں کے فرائض اور ذمہ داریاں 350 تا 353

غیر از جماعت مہمانوں کا جہاں تک ممکن ہو سکے خیال رکھنے کی ہدایت 351

مہمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ میزبان کے لئے تنگی کے سامان نہ کرے بلکہ سہولت کے سامان کرے 351

جلسہ پر ہر آنے والے احمدی کو اپنے آپ کو مہمان اور میزبان سمجھنا چاہئے 351

مہمانوں کو کارکنان کے ساتھ نرمی اور پیار سے بات کر کے اپنی ضرورت بتانے کی ہدایت 352

مہمانوں کو ان تین دنوں میں کھانے کے لئے جو بھی میسر آئے ہنسی خوشی کھالینے کی ہدایت 352

کھانا کھلانے والے کارکنان کو عزت کے ساتھ اور مہمان کی پسند کے مطابق کھانا دینے کی ہدایت 352، 353

مہمانوں کو پیش آنے والی تکالیف، غسل خانے کی ڈرین کے پائپ کا ٹوٹنا 353

غیر از جماعت مہمانوں کے تاثرات 358 تا 362

حضرت طلحہؓ کی مہمان نوازی کا واقعہ 613

مولوی

پاکستان میں ظالمانہ قانون کی وجہ سے مولوی کو کھلی چھٹی ملنا 77

نام نہاد مولویوں اور شدت پسندوں کا اسلام کے نام پر فساد برپا کرنا 116

مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے لوگوں کا جماعت کی طرف رجحان کا بڑھنا اور 38 افراد کا قبولِ احمدیت 155

بنگلہ دیش میں مسجد پر مولویوں کا حملہ، مستفیض الرحمن صاحب مربی سلسلہ کو چاقو سے زخمی کرنا 217

سنی مولویوں کو مناظرہ کی دعوت اور مولویوں کا فرار 481، 482

مولویوں کا وفات مسیح کے متعلق خطبے پڑھنا چھوڑ دینا 567

موبائل فون

پاکستان کے بعض شہروں میں 12 ربیع الاول کے دن موبائل فون سروس کا بند ہونا... 583

مومن

مومن کو کبھی بھی کسی بھی حکم کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے 16

میک اپ

میک اپ کرنا ہے تو پھر چہرے کو نقاب سے ڈھانپنا
ضروری ہے

26

مینارۃ المسیح

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی مالی قربانی، مینارۃ المسیح کے لئے
چندہ کی تحریک پر لیک کہنا

2

مینارۃ المسیح کی تعمیر کے وقت ہندوؤں کی مخالفت 132، 133

میوزک

ایک صحافی خاتون کا جذبات ابھارنے کے لئے میوزک کو
لازمی سمجھنا مگر عالمی بیعت کے دوران احمدیوں کے
جذبات کا دل سے براہ راست نکلنا

366

ناول

بعض اوقات عارضی رقت طاری ہونا، ناول پڑھتے ہوئے
بے اختیار رو پڑنا

525

نبی

حضرت مسیحؑ کا قول کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے
وطن میں

180

زندہ نبی آغضور ہی ہیں

514، 515

حضورؑ کا آپ کا تابع اور غیر شرعی نبی بن کر آنا

516

نجات

نجات کے واسطے ضروری اسباب

398، 399

آپؑ کی اتباع کے بغیر نجات ممکن نہیں

512

نرمی

اسلام غلط قسم کی پابندیوں میں نہیں جکڑتا بلکہ حسب
ضرورت تعلیمات میں نرمی کے پہلو بھی ہیں 20، 21

21، 20

شعبہ تربیت کی اہمیت، فجر اور تہجد کے لئے مہمانوں کو
نرمی اور پیار سے جگانے کی ہدایت

344

مہمانوں کو کارکنان کے ساتھ نرمی اور پیار سے بات کر
کے اپنی ضرورت بتانے کی ہدایت

352

ایک اصولی ہدایت، معاملات میں نرمی اور سہولت کا
سلوک کریں

375

مومن کو صرف اپنے لئے دعا نہیں کرنی چاہئے بلکہ نیکی کو
اگلی نسل میں قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے

639

میڈیا

الجزائر میں میڈیا اور اخبارات کا جماعت کی مخالفت کرنا،
اس مخالفت کا جماعت کی تبلیغ کا ذریعہ بننا

147

مساجد کی افتتاحی تقریبات کی مجموعی میڈیا کوریج کی
تفصیل

194

مسجد بیت العافیت کے افتتاح کی میڈیا کی کوریج کی تفصیل

194

مسجد بیت النصیر آکس برگ کے افتتاح کی میڈیا کوریج کی
تفصیل

194

پیس سمپوزیم کی میڈیا کوریج کی تفصیلات

198

پریس اور میڈیا کی جلسہ کو کوریج دینا

367

ان لائن میڈیا کے ذریعہ چھتیس ملین افراد تک پیغام
پہنچنا

367

پرنٹ میڈیا کے ذریعہ دو ملین لوگوں تک پیغام پہنچنا

367

میڈیا کے ذریعہ جلسہ کی 358 خبریں نشر ہونا

367

حضور انورؑ کا میڈیا اور پریس سیکشن کے کام کی تعریف اور
ان کا شکریہ ادا کرنا

368

مشہور میڈیا آؤٹ لیٹس کا جلسہ کے حوالہ سے کوریج کرنا

368

جلسہ سالانہ جرمنی کی میڈیا کوریج

421، 422

جرمنی میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر ٹی وی چینلز اور
میڈیا کی کوریج

423

مغربی میڈیا اور پریس کا سوال، کس طرح باقی مسلمانوں
کو اس تعلیم پر چلنے کے لئے قائل کرو گے؟

436

میڈیا کے زیر اثر دوسرے ممالک کے علماء کا احمدیوں پر
الزام لگانا کہ نعوذ باللہ احمدی قرآن کو نہیں مانتے وغیرہ

493

پاکستان میں تجزیہ نگاروں اور کالم نویسوں کا میڈیا پر کہنے لگ
جانا کہ مسلمانوں کی یہ حالت نام نہاد علماء نے کی ہے

506

دین کے معاملہ میں رشک کرنے کی نصیحت 206
 خاوند کے فرائض، بیویوں سے حسن سلوک کی نصیحت 226
 حضورؐ کی مردوں کو اپنے غصہ پر قابو رکھنے کی نصیحت 229
 افراد جماعت کو اپنے اندر تبدیلی اور اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے کی نصیحت 272، 273
 آخری عشرے کے دوران آگ سے بچنے اور ایک دعا پڑھنے کی نصیحت 288
 تکبر سے بچنے کی نصیحت 290، 291
 حضورؐ کا بیعت میں آنے کے بعد اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی بار بار نصیحت فرمانا 298، 299
 صلح کا خلق اپنانے کی نصیحت 386
 جماعت کو دل کے بغض اور کینوں کو نکالنے اور بنی نوع انسان سے ہمدردی اور صلح کی بنیاد ڈالنے کی نصیحت 393، 394
 بحث میں بہترین دلیل استعمال کرنے کی قرآنی نصیحت 426
 نماز باجماعت کی باقاعدہ ادائیگی کی نصیحت 462، 463
 برے کاموں سے بچنے کی نصیحت 521
نظافت
 نظافت ایمان کا حصہ ہے 408
نظام جماعت
 مر بیان اور نظام جماعت کا کام ہے کہ نماز باجماعت کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائیں 31
 خطبات جمعہ سننے کی طرف مستقل توجہ دلانا نظام جماعت کی ذمہ داری 34
 نظام جماعت کو افراد جماعت کی روحانی علمی اور جسمانی بہتری کے لئے پروگرام بنانے کی ہدایت 105
 بعض افراد کا جماعتی نظام سے شکوہ، معاملات کو نیٹانے میں جلدی کی ہدایت 109
 جھگڑوں کو طول دینے، اپنی ضدوں پر اڑنے کی بجائے اپنے معاملات کو جماعتی نظام یا قضائیں لانے کی ہدایت 374
 نظام جماعت کو حقوق غصب کرنے والوں کو تعاون نہ

فیصلوں کے ماننے میں دونوں فریق نرمی کا رویہ رکھیں تو بلاوجہ کا حرج نہ ہو 376
نسخہ
 حضرت مسیح موعودؑ کے والد کا قول کہ اُن کو کوئی حکمی نسخہ نہیں ملا 82
 اسٹی جنگ کے سدباب کے لئے ہومیو پیتھک نسخہ کے استعمال کی تحریک 197
 قرض کی ادائیگی کے متعلق ایک نسخہ، استغفار کثرت سے کرنا 382
نسل
 مومن کو صرف اپنے لئے دعا نہیں کرنی چاہئے بلکہ نیکی کو اگلی نسل میں قائم کرنی کی کوشش کرنی چاہئے 639
نسل پرست
 مغربی اور ترقی یافتہ ممالک میں نسل پرست سیاستدانوں اور پارٹیوں کی بڑھتی ہوئی پذیرائی 113
نشان / نشانات
 پیشگوئی مصلح موعود میں سے بعض لوگوں کا پچاس، پچپن اور ساٹھ نشانات نکالنا 76
 بہت سے رند اور عیاش لوگوں کا نشانات کے مقابل اخلاقی حالت سے متاثر ہونا 388، 270
 مسیح موعود کی آمد کی نشانیاں 564 تا 566
 سورج چاند گرہن کے نشان کے پورے ہونے کے بعد مخالفین کا اس کی صحت پر اعتراض کرنا 566
نشأۃ ثانیہ
 آنحضورؐ کی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ایک شخص کو بھیجنے کی پیشگوئی 559، 558
نصائح / نصائح
 حباء کی اہمیت اور احمدیوں کو اپنے حباء کے معیار بلند کرنے کی نصیحت 17، 18
 مرد کی دوسری شادی کی اجازت کے متعلق عورتوں کو ایک نصیحت 97
 افراد جماعت کو اپنے تقویٰ کے معیار بڑھانے کی نصیحت 111
 حضورؐ کی مصائب کو ذریعہ ثواب سمجھنے کی نصیحت 206

88 کے بارے میں خاص طور پر تاکید ہونا
نکاح سے قبل استخارہ کرنے کی ہدایت 91،90
نکاح کی مبارکباد دینے کی ایک دعا 92،91
334 نکاح کی ایک غرض اور قرآنی دعا
نگران
نگران اگر اپنے فرائض کا حق ادا نہیں کرتا تو اس پر جنت
حرام کر دی جاتی ہے 109
نماز
نماز باجماعت کی اہمیت 33 تا 28
نماز عبادت کا مغز ہے 28
سات سال کی عمر کو پہنچنے پر بچے کو نماز کی تلقین کرو اور
دس سال کی عمر میں اس کو نماز..... 28
نماز کا قیامت کے دن سب سے پہلے بندوں سے حساب
لیا جائے گا 28
نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے 28
نماز باجماعت سے گناہوں کا مٹنا اور درجات کا بلند ہونا 29
نماز باجماعت کا ثواب، جتنے قدم اس نے اٹھائے ان
میں سے اگر ایک قدم سے اس کا ایک گناہ معاف... 29
دل نہ چاہنے کے باوجود وضو کر کے مسجد میں آنا، ایک نماز
کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں سے دوری پیدا
کرتا ہے اور ایک قسم کا رباط ہے 29
نماز باجماعت میں زیادہ ثواب رکھنے کی غرض وحدت پیدا
کرنا ہے 30
نماز باجماعت سے 27 گناز یا زیادہ ثواب ملتا 30
نماز باجماعت خود غرضی کو ختم کرتی ہے 30
مر بیان اور نظام جماعت کا کام ہے کہ نماز باجماعت کی
طرف احباب جماعت کو توجہ دلائیں 31
نماز باجماعت میں کس طرح سرور حاصل کیا جاسکتا ہے؟ 31، 32
ایک سوال کہ لوگ نمازیں پڑھنے کے باوجود بدیوں اور
برائیوں میں مبتلا رہتے ہیں؟ اس کا جواب 32، 33
بعض لوگوں کا نماز کی جگہ محض رسم کے طور پر نکلیں مارنا 33

381 کرنے پر سزا دینے کی ہدایت
جماعتی نظام کے خلاف باتیں کرنے سے منع فرمانا، اصلاح طلب
امور کی اطلاع خلیفہ وقت کو پہنچانے کی ہدایت 451، 452
پاکستان میں امارتوں کے نظام تھوڑی تبدیلی 541
نظام
نئی ایجادات رابطوں اور اپنے نظام چلانے میں آسانیاں
پیدا کرنے کے ساتھ تباہی کا ذریعہ بھی بن سکتی ہیں 313
نظریہ
حضور انور کا خطاب سن کر اسلام کے متعلق نظریے کا بدلہ 188
نفاق سے بچنے کی تلقین 453
نفرت
کارکنان کی خدمت اور محبت سب کے لئے نفرت کسی
سے نہیں کے عملی اظہار سے متاثر ہونا 361
نفس
اس زمانے میں تلوار کے جہاد کا نہیں بلکہ نفس کی اصلاح کا
جہاد ہے 21
کپڑوں کے دھونے کی طرح نفس کو دھونے کی ضرورت 394
رباط کے لغت میں معانی، نفس اور انسانی دل 609
حضرت عبدالرحمن بن عوف کی دعا کہ اے اللہ مجھے اپنے
نفس کے بخل سے بچانا 611
نفسانیت
توحید پر ایمان کے لئے نفسانیت کا کیڑا نکالنا لازمی ہے 388
انسان کے اندر نفسانیت کا کیڑا اللہ کے فضل کے بغیر نہیں
نکل سکتا 390
نقاب
میک اپ کرنا ہے تو پھر چہرے کو نقاب سے ڈھانپنا
ضروری ہے 26
نکاح
ہندوستان میں دوسرے فرقے کے امام کے پیچھے جنازہ
پڑھنے پر نکاح ٹوٹنے کا فتویٰ دیا جانا 42
نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات میں قول سدید

344 بیدار کرنا
401 پنجوقتہ نماز کی اہمیت
403 حقیقی نماز کیا ہے اس کی وضاحت
نماز کا مطلب نکریں مارنا اور بطور رسم و عادت ادا کرنا نہیں 457
نماز باجماعت کی اہمیت اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں 461
ہر ناصر کو نماز باجماعت کے متعلق اپنا جائزہ لینے کی تلقین 462
نماز باجماعت کی باقاعدہ ادائیگی کی نصیحت 462، 463
نماز ایک خاص دعا ہے 463
ایک جماعت کا آپ کے پاس آکر نماز سے رخصت چاہنا
آپ کا فرمانا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ
نہیں..... 462، 463
نماز کی حقیقت اور کیفیت 463، 464
حقیقی نماز 464، 465
نماز کا بد عملی اور بے حیائی سے روکنا 465
نماز میں لذت نہ آنے کی وجہ اور اس کا علاج 465 تا 467
نماز کا مغز اور روح دعا 467
ارکان نماز کی حکمت 467 تا 469
نماز میں وساوس پیدا ہونے کی وجوہات 471
کیا اللہ تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی ضرورت ہے؟ 471
نماز کو رسم و عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں بلکہ
ایسے نمازیوں پر اللہ تعالیٰ کا لعنت بھیجتا 472، 473
حقیقی نماز کیا ہے؟ 473
انصار اللہ یو کے کو آئندہ ایسی جگہ اجتماع منعقد کرنے کی
ہدایت جہاں پانچوں وقت کی نمازوں کا اہتمام ہو سکے 475
رسمی عبادات اور نمازوں کا فائدہ نہ دینا 509، 510
ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کی نمازوں کی حاضری کے
متعلق رپورٹس پر حضور انور کا ارشاد سو فیصد عابد پیدا
کرنے تک چین سے نہیں بیٹھنا 587
دو نمازیں فجر اور عشاء کمزور ایمان والوں اور منافقوں پر
بڑی بھاری ہیں 625

پاکستان کے احمدیوں کو مساجد آباد کرنے اور لذت اور
سرور والی نمازوں کے قیام کی ہدایت 33
خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے شوریٰ کے فیصلہ جات
کی تعمیل کی رپورٹ پر حضور انور کا نماز باجماعت کی طرف
توجہ دلانا 33، 34
نماز باجماعت کے متعلق ہر ملک کی ہر تنظیم کو اپنے اپنے
جائزے لینے کی ہدایت 34
حضور انور کا خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو نماز باجماعت
کی طرف توجہ دلانا 34
ہر احمدی کو نماز باجماعت کی حفاظت اور ادائیگی کی طرف
توجہ دینے کی ہدایت 35
نمازوں کے حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت
سے توقعات 36 تا 39
نماز میں نور اور لذت پانے کے طریق 37
نماز کے دوران اپنی زبان میں دعا کی ممانعت نہیں 38
غیروں کے پیچھے نماز جائزہ ہونے کی وجہ 51، 52
نمازوں کی حفاظت کی تلقین 56
جمع بین الصلوٰتین کی صورت میں بعد میں آنے والوں کی
نمازوں کی ترتیب 49، 50
مر بیان، مبلغین کے لئے ایک سبق، اگر جماعتیں دور دور کی
ہیں، کوئی بھی نہیں آتا تب بھی نماز باجماعت ہونی چاہیئے 164
نماز دعا کی قبولیت کی کنجی 222
غالب آنے کے ہتھیار، توبہ استغفار اور نمازوں کی ادائیگی 222
حضور ﷺ کا اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے بیدار کرنے
کا طریق 225
تقویٰ کے بغیر نمازیں بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہیں 254
پانچ نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان
تک گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے 294
حضور کا نمونہ، میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں میں اپنے
دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا 335
آپ ﷺ کا مہمانوں کو کھانا کھانا اور فجر کی نماز کے لئے

- 308 کرنے کی تلقین
- 525 نیکی کے دو حصے، فرائض اور نوافل
- 636، 635 دعا اور نوافل کی اہمیت
- نوجوان**
- بعض نوجوانوں کا مسلمانوں کی طرف منسوب فتنہ و فساد
- 173 کی وجہ سے احساس کمتری کا شکار ہونا
- نوجوانوں کو غل غپاڑے اور Fun کے نام پر ہونے والی
- 454 مجالس سے بچنے کی تلقین
- نور**
- 37 نماز میں نور اور لذت پانے کے طریق
- نو کری**
- ایک احمدی کو مسلمان ہونے کی وجہ سے نو کری سے نکال
- 312 دیا جانا
- نومبائعین**
- نومبائعین کا ظلم کے باوجود ایمان پر قائم رہنا 484، 485
- نہر**
- اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ
- 29 اس میں پانچ بار روزانہ نہائے...
- نیک / نیکی**
- معمولی نیکی کو حقیر نہ سمجھو چاہے وہ اپنے بھائی سے خندہ
- 109 پیشانی سے پیش آنے کی نیکی ہو
- 227 مرد نیک ہو تو بھی بیوی بھی صالحہ ہوگی
- والدین کی وفات کے بعد نیکی جو ان کے لئے کی جاسکے
- 234 ان کے لئے دعا کرنا.....
- متقی بننے کے لئے برائیوں کو چھوڑنے کے ساتھ نیکیاں
- 258، 259 اختیار کرنی پڑتی ہیں
- 404، 403 حقیقی نیکی کیا ہے اس کی وضاحت
- 508 حقیقی نیکی کا حصول کس طرح ممکن ہے؟
- 519 نیکی کیا چیز ہے؟
- 519، 520 نیکی کس طرح پیدا ہوتی ہے؟
- 520 حقیقی نیکی کی وضاحت
- 523 نیکی کے دو پہلو، ترک شر، افاضہ خیر

- افراد جماعت کو دعاؤں، نمازوں اور نیک اعمال کی طرف
- 640 توجہ دلانا
- نمائش**
- 355 شعبہ آرکائیو کے تحت تبرکات کی نمائش
- اس سال ریویو آف ریلیجنز کی نمائش کے ساتھ کفن مسیح
- 355 کی نمائش کا بھی انتظام ہونا
- ایک مہمان کی تجویز، مختلف نمائشوں اور پروگرامز میں شمولیت
- کے لئے کے زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کی جائیں 418
- نمونہ**
- ہر احمدی کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنی کی ضرورت،
- 119 ہر فعل اور عمل اسلام کا نمونہ ہو
- احمدی ہی ہیں جو مومن ہونے کا نمونہ دکھاتے ہیں 213
- حضورؐ کو مخالفین کی طرف سے گندی گالیوں کے خطوط آنا
- اور حضورؐ کا نمونہ 220، 219
- آنحضورؐ کی تمام زندگی قرآن کریم کے احکامات پر عمل
- کرنی والی اور بطور نمونہ تھی 224
- اولاد کے لئے نیک نمونہ بننے کی تلقین 332، 333
- اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق اپنی اصلاح کرنا ہے 233
- حضورؐ کا نمونہ، میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں میں اپنے
- دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا 335
- تبلیغ اور تربیت کے لئے ہر عہدیدار کا اپنا نمونہ دکھانا
- ضروری ہے 425
- عہدیداران، سیکرٹری تبلیغ کو تجاویز شوریٰ پر عمل درآمد
- کروانے کے لئے اپنا نمونہ دکھانے کی ہدایت 425
- آنحضورؐ کا کامل نمونہ 591، 592
- حقیقی خوشی منانے کا طریق، آپؐ کے نمونہ پر عمل 592
- آنحضورؐ کی قوت قدسی اور صحابہؓ کے نمونے 609 تا 615
- صحابہ کے نمونے قابل تقلید 615، 616
- نوافل**
- رمضان میں نوافل اور دعا کی پڑنے والی عادت کو پختہ

واقفین نو بچوں کے والدین کو بچوں کی تربیت کی طرف
توجہ دلانا 337،336

والدین

والدین کو بچوں کی بچپن سے ہی تربیت کرنے کی
ہدایت..... 103،102

بچوں کی اچھی تربیت والدین کی ذمہ داری 231
والدین کی وفات کے بعد نیکی جو ان کے لئے کی جاسکے
ان کے لئے دعا کرنا..... 234

حضور ﷺ کا ایک صحابی کو فرمانا کہ والدین کی خدمت
کرو یہی تمہارا جہاد ہے 234

والدین سے حسن سلوک 235،234

والدین سے حسن سلوک کا ایک واقعہ 235،234
واقفین نو بچوں کے والدین کو بچوں کی تربیت کی طرف
توجہ دلانا 337،336

والدین کو اپنے بچوں کی صحبتوں اور مجالس پر نظر رکھنے کی
ہدایت.... 454

والنئیئر

جلسہ کے دنوں میں والنئیئر زکا خاموش تبلیغ کرنا 339

وائسٹاپ

کینیڈا کے ساڑھے تین سو سے زائد خدام کا وقار عمل کر
کے وائسٹاپ میں حصہ لینا 369

کینیڈا سے آنے والے خدام کو پہلے جلسہ سننے اور بعد میں
وائسٹاپ میں حصہ لینے کی ہدایت 369

وحدت

نماز باجماعت میں زیادہ ثواب رکھنے کی غرض وحدت پیدا
کرنا ہے 30

وسعت حوصلہ

حضور ﷺ کا وسعت حوصلہ 386،385

وضو

دل نہ چاہنے کے باوجود وضو کر کے مسجد میں آنا، ایک نماز
کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں سے دوری پیدا
کرتا ہے اور ایک قسم کا رباط ہے 29

نیکی کے دو حصے، فرائض اور نوافل 525

ایک نیکی سے دوسری نیکی کا پیدا ہونا 526

نیکی اور آپس میں نیک برتاؤ کی تلقین 528

نیکی کا دوسرا درجہ احسان 529

نیکی کے دائرے کو کس قدر وسیع کرنا چاہئے؟ 529

بعض نیک فطرت لوگوں کا دل سے احمدیت کو سچا سمجھنا مگر

بیعت نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کا بیعت کے لئے توجہ دلانا 573،572

مومن کو صرف اپنے لئے دعا نہیں کرنی چاہئے بلکہ نیکی کو

اگلی نسل میں قائم کرنی کی کوشش کرنی چاہئے 639

وارث

اولاد کی خواہش صرف وارث بنانے کے لئے نہیں بلکہ

نیک صالح خادم دین بنانے کے لئے کرنے کی تلقین 332

وارنگ

اپنے آپ کو محفوظ سمجھنے والے ترقی یافتہ ممالک اور یورپ

کو وارنگ 312

سائبر ایک کے خطرات اور نیٹو کے نمائندے کی

وارنگ..... 314،313

واقف زندگی/واقفین نو

رشتوں کے معاملہ میں دین کو دیکھنے کی ہدایت، بعض

ملکوں سے شکایات کا آنا کہ لوگ مربیان، واقفین زندگی

سے اپنی بیٹیوں کی شادی نہیں کرنا چاہتے 95

واقفین نو کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے

آنے کی ہدایت 103،102

صدران جماعت، امراء، واقفین نو اور مربیان سلسلہ کو

چند ہدایات 112 تا 103

واقفین نو نوجوانوں اور میدان عمل میں نوجوان مربیان

کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قربانی کا عہد نبھانے کی ہدایت 107

مبلین اور واقفین زندگی کا ادب و احترام افراد جماعت

میں پیدا کرنا عہدیداران کی ذمہ داری 107

وقف جدید

- وقف جدید کے ساٹھویں سال کے آغاز کا اعلان 9
- وقف جدید کے نئے سال کا اعلان اور گزشتہ سال میں ہونے والے افضال الہی 10،9
- امریکہ کی جماعت کو چندہ وقف جدید میں احباب کی تعداد بڑھانے کی ہدایت 10
- نائیجیریا میں وقف جدید کی چندہ دہندگان میں کمی، عموماً سیکرٹریان کی سستی ہوتی ہے 10
- ربوہ کے ایک محلہ کے سیکرٹری وقف جدید کی سستی، وعدہ جات ہی نہیں لئے گئے 10

وسیل

- حضور کا مولوی محمد حسین بنالوی کے خاندان کے متعلق طعن آمیز سوالات کرنے سے وکیل کو روکنا 133
- احمدی وکیلوں اور فریقین کو اپنے عہد بیعت کو اپنے مفادات پر ترجیح دینے کی ہدایت 374
- ویب سائٹس**

- ایک غیر از جماعت دوست کو جماعت کی عربی ویب سائٹ سے منہاج الطالبین ملنا، کتاب کی فہرست پڑھتے ہی دل میں اس کے مطالعہ کا شوق پیدا ہونا 323
- تبلیغ کے لئے پمفلٹ کی تقسیم اور ویب سائٹس پر پتے دینے کی ہدایت 426
- alislam ویب سائٹ پر جلسہ کی کوریج 422

ہاتھ

- رفع یدین، آمین بالجہر اور قیام میں ہاتھ باندھنے کے متعلق حضور کا طریق 41 تا 44

ہتھیار

- شدت پسند گروہوں اور مسلمان ممالک میں باغی گروہوں کو مغربی ممالک کا ہتھیار فراہم کرنا 114
- جو ہتھیار مخالفین اسلام کو ختم کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں وہی ہم نے کرنے ہیں وہ ہتھیار لٹریچر اور تبلیغ کا ہتھیار ہے 216
- غالب آنے کے ہتھیار، توبہ استغفار اور نمازوں کی

فضل الہی انوری صاحب کا اپنے بچوں کو وضو کے دوران پانی ضائع کرنے سے منع کرنا 123

وطن (نیز دیکھیں حب الوطنی)

- اسلام کی حقیقی خوبصورت تعلیم کو اپنے ہم وطنوں میں پھیلائیں..... 55
- حضرت مسیح کا قول کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں 180
- صحابہؓ کو وطن سے جلا وطن کیا جانا 607
- صحابہؓ کا وطن چھوڑ کر ہجرت کرنا 616

وعدہ

- اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے والے کے لئے چند گنا برکت کا وعدہ..... 1،2
- ربوہ کے ایک محلہ کے سیکرٹری وقف جدید کی سستی، وعدہ جات ہی نہ لئے جانا 10
- اللہ تعالیٰ کا وعدے کے مطابق مسلمانوں میں خلافت قائم کرنا 237
- وفا/ وفادار**

- عبادات میں اخلاص و وفا ہونا چاہئے 203
- احمدیوں پر قوم کے وفادار نہ ہونے کا اعتراض اور اس کا جواب 504، 503

وفات مسیح

- مولویوں کا وفات مسیح کے متعلق خطبے پڑھنا چھوڑ دینا 567
- وقار عمل**

- کینیڈا کے ساٹھ تین سو سے زائد خدام کا وقار عمل کر کے وائٹ اپ میں حصہ لینا 369

وقت

- مہمانوں کو جلسہ کے دوران وقت کا مار جن دیکھ کر سفر شروع کرنے کی ہدایت 342
- داعیان خصوصی کو باقی افراد کی نسبت تبلیغ کے لئے زیادہ وقت دینے کی ہدایت 425

وقف

- حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا سات سولہ سو روپے ہوئے اونٹوں کا قافلہ خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنا 611

579	کاباعث بننا
605	صحابہؓ کی پیروی ہدایت کا ذریعہ
	ہسپتال
539	جماعت کے زیر انتظام سکولوں اور ہسپتالوں کا قیام
	ہم جنس پرستی
433	ہم جنس پرستی کے خلاف ایک لیڈر کا استغفی دینا
	ہم جنس پرستی اور Abortion کے خلاف ہونے کی وجہ سے
433، 432	یو کے کے سیاست دان کا پارٹی لیڈر بننے سے انکار کرنا
	ہمدردی
	انتہائی احتیاط اور ہمدردی کے جذبات کے ساتھ لوگوں کی
139	اصلاح کرنے کی ہدایت
	جماعت کو دل کے بغض اور کینوں کو نکالنے اور بنی نوع انسان
394، 393	سے ہمدردی اور صلح کی بنیاد ڈالنے کی نصیحت
530	نوع انسان کی ہمدردی کا نام ایثار القربیٰ
539	مخلوق کی ہمدردی بھی جزو ایمان ہے
	ہمسایہ
	مہمانوں کا حضور انور کے ہمسایوں کے حقوق کے متعلق
192، 191، 188	خطاب سے متاثر ہونا
	ہندو
133، 132	مینارۃ المسیح کی تعمیر کے وقت ہندوؤں کی مخالفت
379	پٹھان کا ہندو کو کلمہ پڑھانے کے متعلق ایک لطیفہ
	ہومیوپیتھک
197	ایٹمی جنگ کے سدباب کے لئے ہومیوپیتھک نسخہ
	ہیکنگ
	دنیا میں کمپیوٹرز کا ہیک ہونا، سائبر اٹیک ہونا اور ڈیٹا کا
	ضائع ہونا، اس کے مقابل اللہ تعالیٰ کے ریکارڈ کو کسی کا نہ
281	مٹا سنا
	یتیم خانہ
	عریشہ ڈفن تھار صاحبہ کا سین میں جماعت کے زیر
630	انتظام یتیم خانہ دارالاکرام چلانا

222	ادائیگی.....
407	ہمارے غالب آنے کے ہتھیار
462	ہمارے غالب آنے کا ہتھیار دعا
	پاکستان میں ختم نبوت کو احمدیوں کے خلاف بطور ہتھیار
492، 491	استعمال کیا جانا
641	ہمارا ہتھیار دعا ہے
	ہدایت / ہدایات
	امریکہ کی جماعت کو چندہ وقف جدید میں احباب کی تعداد
10	بڑھانے کی ہدایت
	مر بیان اور ان کی بیویوں کو لباس کے معاملہ میں بہت
27	زیادہ احتیاط کی ہدایت
	مر بیان اور مبلغین کی بیویوں کو ہر معاملے میں اعلیٰ
27	معیار قائم کرنے کی ہدایت
	پاکستان کے احمدیوں کو مساجد آباد کرنے اور لذت اور
33	سرور والی نمازوں کے قیام کی ہدایت
	نماز باجماعت کے متعلق ہر ملک کی ہر تنظیم کو اپنے اپنے
34	جائزے لینے کی ہدایت
	ہر احمدی کو نماز باجماعت کی حفاظت اور ادائیگی کی طرف
35	توجہ دینے کی ہدایت
65	تکبر میں بڑھنے والوں کو ہدایت نہیں ملتی
	حضور انور کی پیٹنگوں کی مصلح موعود کے متعلق ہونے والے
	اجلاس میں شمولیت اور ایم ٹی اے پر آنے والے
76	پروگراموں کو سننے کی ہدایت
	نکاح سے قبل استخارہ کرنے کی ہدایت 91، 90
	واقفین کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے
102	آنے کی ہدایت
	والدین کو بچوں کی بچپن سے ہی تربیت کرنے کی
103، 102	ہدایت.....
104	مر بیان کو اطاعت کا نمونہ دکھانے کی ہدایت
561	تیکمیل اشاعت ہدایت کے متعلق ایک وضاحت
561	تیکمیل اشاعت ہدایت کے ذرائع
	بعض دفعہ عورتوں کا مردوں کو جرأت دلانے اور ہدایت

یہودی

ایک یہودی اور مسلمان کے درمیان آپ کا عدل قائم
فرمانے کا واقعہ 552، 553

یو این او (UNO)

یو این او میں امریکہ کے صدر کی تقریر کو امن اور فتنہ و
فساد پیدا کرنے والا قرار دیا جانا 451
دنیاوی مشوروں کے لئے ایک مجلس یو این او 451
یو این او کے ممبر ممالک کی تعداد 190، 195 ہونا 490

یونیورسٹی

پاکستان کے ممبر اسمبلی کا قائد اعظم یونیورسٹی کے فزکس
کے ڈیپارٹمنٹ کا نام ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے تبدیل
کرنے قرار داد پیش کرنا اور..... 502

اسماء

آپؐ اور عمرؓ کے درمیان تکرار 610، 609 آپؐ کی خلافت و بیعت 625 ابو بکر حاجی ایک نو مبالغہ نے سوال پوچھا کہ چند کہاں اور کیسے استعمال ہوتا ہے؟ 8 ابو بکر صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 415 ابو بکر کی صدر جماعت کینیا یفنس 539 ابو بکر معلم سلسلہ 535 ابو جہل سردار قریش 587 ابو حنیفہؓ سے مسیح موعودؑ کو مناسبت 48 ابو طلحہؓ کا براء بن عاص کا صدقہ دینا 533 ابو عبیدہؓ بن الجراح کو امین ہونے کی سند 618، 619 ابو عبیدہؓ کے آنحضورؐ کی خاطر دو دانت ٹوٹنا 619 آپؐ کی سیرت کے پہلو 620 ابو ہریرہؓ کی روایت 90، 93، 226، 250 ابی بن کعب کی روایت 624 بلی بن کعب عالم باعمل 626، 625، 627 احمد (ابو حسن) ایک شخص عیسیٰؑ کی آمد کا منتظر تھا بیعت کرنے کا واقعہ 64 احمد بلال مبلغ مغربی افریقہ کا وقف جدید کی قربانی کے متعلق خط 6، 7 احمد ثانی کی تحریک جدید میں مالی قربانی 537 احمد جان صوفی لدھیانوی کی عقیدت 557 احمد حسین خواجہ درویش کی وفات اور ذکر خیر 260 احمد نام رکھیں گے اگر بیٹا ہوا سعدہ برتاوی کا فیصلہ 86	بابت تاثرات 362 آگسٹین صاحبہ کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 412 آگیا آیس صاحبہ کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 419 آوگوستی صاحبہ کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 417 آن ایڈ من کی کتب 14 ابراہیمؑ حضرت سے مسیح موعودؑ کی مماثلت 75 ابراہیمؑ حضرت سے مصلح موعودؑ کی مماثلت 75 ابراہیمؑ حضرت کے دشمن یہ نہیں کہتے کہ الہام ہوتا ہی نہیں ہے 71 ابراہیمؑ ادھم سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کی مماثلت 75 ابراہیمؑ معلم کا گوربازاویل 487 ابراہیمؑ نصر اللہ خان فرزند چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب 13 ابن عربیؒ کا ذکر حج الکرامہ میں 180 ابو اسید الساعدیؓ سے روایت 234 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کا حدیث پر صاد (اقرار) 44 ابو بکرؓ جیسی صفت رکھنے والا فوری مان لے گا 73 ابو بکرؓ کے وقت میں آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت بے وقت سمجھی گئی 246، 247 آپؐ کا اپنے گھر کا سارا سامان لا کر پیش کرنا 534، 609، 608 ابو بکرؓ رئیس مکہ اور مکمل پوش 608	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ اور مسیح موعودؑ سے ایک بات مل جائے تو اسکے خلاف طریق درست نہیں 46 آپؐ کے دشمنوں کا کہنا کہ آپؐ کے الہام خود ساختہ ہیں 71 آپؐ پر آغاز میں تین لوگ ایمان لائے 73 آپؐ کا نو بیویاں ہونے کے باوجود بھی ساری رات عبادت کرنا 97 آپؐ کا انکار ہو گا اگر خدا کے بھیجے کا انکار کیا 116 آپؐ خدا اور مخلوق میں درمیانی شفیع 125 آپؐ کے مقام کو مسیح موعودؑ کے مقام سے کم سمجھنے والے ظالم ہیں 125 آپؐ کی وفات پر حضرت حسان بن ثابتؓ کا شعر 127 آپؐ کا نام دنیا میں منوانے کیلئے ختم نبوت والوں کا زبانی دعویٰ 128 آپؐ نے مسیح اور مہدی دونوں نام رکھے 131 آپؐ کو آدمؑ سے مسیح ابن مریمؑ تک تمام کمالات دے گئے 495 آپؐ کو یونس بن مثنیٰ پر ترجیح 501 آپؐ شیل موسیٰ 560، 565 آپؐ کے حق میں نصر بن حذافہؓ کی گواہی 587 آ حضرت آدم علیہ السلام آدمؑ پر فتنہ عورت کی وجہ سے 639 آدمؑ سے مسیح ابن مریمؑ تک تمام کمالات آپؐ کو دے گئے 495 آرنوڈ وان ڈورن کے جلسہ برطانیہ کی

احمد نصر اللہ صاحب کی لاہور میں شہادت اور ذکر خیر 13	امام علی ماسٹر والد فضل الہی 122	امیر معاویہ کی حضرت علیؓ کے حق میں گواہی 610، 611
احمد بک، ہیومینٹی فرسٹ 630	احمد صاحب 344	امین اللہ خان صاحب ابن عبد المجید خان صاحب آف ویرووال کی وفات 100
اختر، جزل کی پاکستان کیلئے قربانی 503	امۃ الخفیظہ بیگم صاحبہ اہلیہ نواب عبد اللہ خان صاحب کی بیٹی کی وفات اور ذکر خیر 369	آپ کی شادی بشری شاہ سے ہونا 101
اختر فیضی سیدہ اہلیہ حسن محمد خان عارف 555	امۃ الحئی صاحبہ، حضرت کے بطن سے مرزا خلیل احمد صاحب کی پیدائش 12	امین بلوچ صاحب مربی برکینا فاسو کا وقف جدید کی قربانی کے متعلق خط 5
اسامہ ابو محمد حلبی صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 420	امۃ الحئی صاحبہ کی شادی پہلے ڈاکٹر اعجاز نصر الحق سے ہونا 13	امینہ ایک بیوہ کی وقف جدید میں قربانی 4
اسد موسیٰ عودہ ایم ٹی اے پر 573	آپ کی پہلی شادی سے فرزند، احمد نصر اللہ 13	انسؓ، حضرت سے روایت 618
اسرار ڈاکٹر کا اقرار، اسلام کا دفاع مرزا غلام احمد نے کیا 513	امۃ الحئی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر حامد اللہ خان 276	انصر صاحب مبلغ بین نے نئی جماعت قائم ہونے کے متعلق لکھنا 321
اسلم طاہرہ صاحبہ کی وفات اور ذکر خیر 1211	امۃ الرؤف صاحبہ ہمیشہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 171	انصر صاحب مبلغ سلسلہ بین کا بیعتوں کے متعلق لکھنا 482
اسسٹنٹ پاسٹر اہلیہ بلال عبد السلام 459	امۃ الشانی بنت صاحبزادی ذکیہ بیگم 369	انگریز صاحبہ کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 418
اسید بن حفیر کا مصعبؓ کے ذریعہ قبول اسلام 624، 625	امۃ الشکور صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی شادی ڈاکٹر مرزا لائق احمد سے ہونا 100	اوج کو تک ڈومنگو کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات 365
اشفاق احمد ڈاکٹر ابن شیخ سلطان احمد صاحب کی وفات اور ذکر خیر 161	امۃ القدوس صاحبہ ہمیشہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 170	اورنگ زیب اپنے زمانے کا مجدد 70
اشفاق احمد ظفر برادر مرلی طلق مسعود 370	امۃ الکافی بنت میجر سید سعید احمد 275	اوم بیاصحاب کا بیعت کرنا 486
اشلن رامیل کا قبول احمدیت 440	امۃ اللطیف بیگم صاحبہ سے حضرت میر محمد اسماعیلؒ کی دوسری شادی ہونا 345	اولس ملک سولنج ابن ملک سلیم لطیف صاحب ایڈوکیٹ شہید 145
اصغر علی بھٹی کی والدہ محمودہ بیگم 349	امۃ المتین صاحبہ کا نکاح سید میر محمود احمد ناصر صاحب سے ہونا 168	ایسٹر مس ایک خاتون کے تاثرات 177
اطہر زبیر، ڈاکٹر چیئر مین ہیومینٹی فرسٹ جرمنی 630	امۃ المصور بنت صاحبزادی ذکیہ بیگم 369	ایسی نوو اس صاحبہ کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 414
اعجاز الحق ڈاکٹر 371	امۃ المعز بنت صاحبزادی ذکیہ بیگم 369	ایوبؓ، حضرت 592
اعجاز الحق صاحب سے چوہدری ظفر اللہ خانؒ کی بیٹی کا نکاح 168	امۃ الناصر بنت صاحبزادی ذکیہ بیگم 369	
افتخار جزل کی پاکستان کیلئے قربانی 503	امۃ النصیر نگہت بنت صاحبزادی ذکیہ بیگم 369	
افلاطون 266	امۃ النور نے علیؓ صاحبی مسیح موعودؑ کی بیعت کا واقعہ بیان کیا 12	
اکرم الدومانی صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 420	امۃ الوحید بیگم اہلیہ مرزا خورشید احمد صاحب کی وفات اور ذکر خیر 167	
الیاس صاحب برادر ڈاکٹر اشفاق احمد شہید 162		
الینا کیلس کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات 359		
امام الدین مولوی والد صلاح الدین 448		
امام دینؒ میاں، صحابی مسیح موعودؑ 260		

ب

باسط مبلغ آئیوری کوسٹ 579
 بامیسورہ کریم صاحب کا قبول احمدیت 445
 بڈھال لالہ کی گواہی 132، 133
 بہان الدین صاحبؒ کے ذریعہ بیعت 531
 بشارت احمد صاحب ابن محمد عبد اللہ صاحب کی شہادت اور ذکر خیر 209، 210

بشری شاہ سے امین اللہ خان کی شادی 101	پیشگوئی کا مصداق ہوں 71	آپ کی ہدایت پر جماعت کا جہاز خریدنا 345
بشیر احمد خواجہ پسر خواجہ احمد حسین درویش 261	آپ نے فرمایا مولوی محمد علی صاحب کے اعتراض مولوی ثناء اللہ جیسے ہیں 71	آپ کا بڑا مشن تفسیر کو مکمل کرنا 346
بشیر احمد شیخ کیلئے قیمتی چیز بھجوانا 345، 346	آپ کے الہامات و کشف کا ذکر 72	آپ کا ختم نبوت کے متعلق جواب 492
بشیر احمد طابع علم جامعہ احمدیہ نانچیر 445	آپ کا الہام حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی کا پی میں نوٹ فرمانا 72	آپ کی تحریک آدھی یا پوری تنخواہ پیش کرو 538
بشیر سالک صاحب کا قبول احمدیت 439	آپ کا پیشگوئی کے مطابق خلیفہ بننا 73	حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؒ
بلالؒ، حضرت پر سخت مظالم 615	آپ کے سپرد مسیح موعودؑ کی جماعت 73	آپ کی رفع یدین کے متعلق روایت 42
بلال عبد السلام صاحب کی وفات اور ذکر خیر 458، 459	آپ معین الدین ہیں جنہوں نے دین کی اعانت کی 74	آپ کا فاتحہ خلف الامام کے متعلق بیان 42
بلعم پر فتنہ عورت کی وجہ سے 639	آپ کی طبیعت میں اپنے الہام کو بیان کرنے کا جوش 75	آپ کا آئین بالجھر کے متعلق بیان 42، 43
بنو سماو اچھ، سات سالہ بچی 540	آپ کا مصلح موعود ہونے کے متعلق ایک کشف 75	آپ سے رفع یدین اور آئین اور بسم اللہ بالجھر کے متعلق روایت 43
بو مباسیکو صاحب کا قبول احمدیت 485	آپ کی سورہ فاتحہ کی تفسیر کے متعلق ایک روایا 75، 76	آپ سے روایت کہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں 43
بیلگستا ٹریجنوسکا صاحبہ کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 416	آپ کی سورہ فاتحہ کی تفسیر کے متعلق ایک روایا 75، 76	آپ سے روایت نماز میں اپنی زبان میں دعا کرنے کے متعلق 45
حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ	آپ کا الہام اور مخالفین کا ٹکڑے ہونا 76	آپ سے فاتحہ خلف الامام کے متعلق روایت 47
آپ کے صاحبزادے مرزا خلیل احمد 12	آپ کا روح حق سے مشرف ہونا 76	آپ کی مسیح موعودؑ کے سنن و نوافل کے متعلق گواہی 50
آپ سے سجدے میں قرآنی دعا کی بابت سوال 45	آپ کے ہاتھ پر محمد نواز مومن کے والد کی بیعت 99	آپ نے مسیح موعودؑ کے دلی جذبات کا نقشہ کھینچا 127، 128
آپ کی مسیح موعودؑ کے سنن و نوافل ادا کرنے کے متعلق گواہی 50	آپ کی تحریک پر عبد المجید خان آف ویرووال نے اپنے بیٹے کو وقف کیا 100	آپ کی بیٹی سے سید محمد احمد کی شادی ہونا 344، 345
آپ کے دور میں جماعتی ترقیات 69	آپ کا تنظیموں کے قیام کا مقصد 110	پ۔ت۔ث
آپ کے 52 سالہ دور میں تمام پیشگوئی پوری ہوئی 69	آپ نے امۃ الوحید بنیگم کا نکاح مرزا خورشید احمد صاحب سے پڑھایا 168	پارے اور یس کا قبول احمدیت 447
آپ 1914ء میں منصب خلافت پر فائز ہوئے 69	آپ کی سیرت النبیؐ پر کتاب 195	پی پی ناظم الدین آف کیرالہ کا ذکر خیر 223
آپ کو ہی مصلح موعود سمجھا گیا 69	آپ کے ہاتھ پر محمد عبد اللہ کی بیعت 210	توفیق معلم نے ایک دوست کی بیعت کی بابت لکھا 445
آپ کا دعویٰ مصلح موعود 1944ء میں رویا کی بناء پر 69	آپ کی تحریک پر خواجہ احمد حسین درویش کا قادیان قیام 260	ٹ۔ب۔ن (Tubman) صدر لائبریریا 101
آپ نے فرمایا سچ اختیار کرو اس میں فائدہ ہے 71	چوہدری ظہور احمد باجوہ اور ان کی اہلیہ کا آپ کی اطاعت کرنا 304	ث
آپ کا اعلان میں ہی مصلح موعودؑ کی		ثمرہ وقار صاحبہ ڈاکٹر، بیٹی ملک سلیم لطیف صاحب ایڈووکیٹ شہید 145

آپ کے بھانجے کا خط 170	موعود 100	ثناء اللہ، مولوی اور مولوی محمد علی صاحب کے اعتراض ایک جیسے ہونا 71
خورشید رقیہ صاحبہ اہلیہ مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے 447	حماد احمد ڈاکٹر 275	ج
خیر الدین میاں حضرت، سیکھوائی 45	حمادی جبریل صاحب معلم بین 154	جعفر، حضرت کی ہجرت حبشہ 622، 621
خیر دین میاں صحابی مسیح موعود 260	حمادی محمد عبد الہادی کا قبول احمدیت 441	جمال دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود 144، 260
د	حمزہ نومبائع کی مالی قربانی 537	جماندے چیف گاؤں کچالو 579
داتا گنج بخش 569	حمید احمد چوہدری کا ذکر خیر 247	جمیل سرخان کا قبول احمدیت 573، 574
دامیلے صاحب کا قبول احمدیت 446	حمید نصر اللہ خان چوہدری کا ذکر خیر 13	جیلہ صاحبہ کا قبول احمدیت 571
داؤد نومبائع کی مالی قربانی 536	آپ کی لاہور شرعی عدالت میں خدمات سرانجام دینا 13	جوزف پیڑے کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات 360
داؤد احمد مرزا 369	آپ جماعت احمدیہ لاہور کی ایک تاریخ تھے 15	جولیا مسز کے تاثرات 193
داؤد، حضرت کا قول میں بچہ تھا 233	حمیدہ خاتون سے خواجہ احمد حسین درویش کی دوسری شادی 261	جیالو ابراہیم صاحب کا قبول احمدیت 446
دین محمد حکیم ابن محمد عزیز الدین صاحب کا ذکر خیر 121	حذیفہ محمد صاحب کو مخالفت کا سامنا 484	ج-ج
آپ کی حضرت مصلح موعود سے زندگی وقف کرنے کی درخواست 122	حذیفہ محمود صاحب نے مشتاق زہرہ صاحبہ کے متعلق لکھا 303	چید کنوکی والدہ ایچ ناصر الدین 163
دین محمد ملک سر ملک سلیم لطیف صاحب ایڈووکیٹ شہید 145	خ	حاتم حلیمی شافعی ڈاکٹر نے عبدہ بکر صاحب کے متعلق لکھا 304
ڈ-ڈر	خالد بلائیل صاحب کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات 365	حامد اللہ خان ڈاکٹر لندن میں 170، 276
ڈسلاپا صاحبہ کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 415	خالد، حضرت کی عبد الرحمن بن عوف سے تکرار 611	حامد علی حافظ پرانے خادم مسیح موعود 50
ڈگلز، کرنل 346	خالد میاز صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 410	حامد مقصود عاطف ابن مسعود احمد عاطف کا ذکر خیر 530
ڈگلز کرنل کی مسیح موعود سے ٹرین میں ملاقات 347	خدا بخش مومن والد محمد نواز مومن واقف زندگی 99	حجاز کریم ڈاکٹر کا قبول احمدیت 442
ڈگلز مونی روسو صاحب کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات 359	خضر اور موسیٰ کا قصہ قرآن میں 338	حسان بن ثابت کا شعر 127
ڈیرن ہالیت کووینٹری کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات 361	خلیل احمد مرزا کی اہلیہ اسماء طاہرہ صاحبہ کی وفات 11	حسن محمد خان عارف ابن فضل محمد خان شملوی کا ذکر خیر 554، 555
ڈیوڈ مارٹن کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات 362	خلیل احمد مرزا کی شادی 12	حسن کیفا صاحب کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات 363
ڈی میروف صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 415	خلیل مبشر صاحب کا لطف الرحمن محمود صاحب کے متعلق بیان 274	حسن محمد ملک صاحب صحابی کی بیٹی طاہرہ پروین 211
ذکیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا داؤد احمد خورشید احمد، مرزا کا نکاح 168		حفیظ احمد بھٹی داماد خواجہ احمد حسین درویش 261
		حفیظ احمد صاحب، مرزا پسر حضرت مصلح

صاحب کا ذکر خیر	369	تاثرات	359	سودا و ایک شخص کا بیعت کرنا	62
راہبوں صاحب کی مالی قربانی	538	سعد بن ربیع، حضرت کا جنگ احد کے		سوری حمید و صاحب کا قبول احمدیت	487
رستم علی مٹھی، حضرت کا حضور کو نماز		بعد قوم کو پیغام	624	سونیا ڈیلے سالے صاحبہ کے جلسہ	
کی بابت سوال لکھنا	47	آپ کی مؤاخات	623	برطانیہ کی بابت تاثرات	366
رضوان صاحب کا قبول احمدیت	581	سعد بن معاذ، حضرت کی تصدیق و گواہی	615	سوئے جورافن مین کے ایک عیسائی	487
رفیق احمد سفیر صاحب ولد ڈاکٹر سفیر		سعد بن وقاص، حضرت پر والدہ کا بابا	612	سیندے کریم معلم برکینافاسو	483
الدین صاحب کماسی کا ذکر خیر	99	آپ کی روایت	622	ش	
رفیق احمد سفیر کی پیدائش لندن میں	99	سعدہ برتاوی صاحبہ اہلیہ مزعی برتاوی		شادی خان صاحب کی مینارۃ المسیح کی	
آپ کی عادت، بچوں کو خطبہ جمعہ کے		صاحب آف دمشق کی وفات	85	تعمیر میں قربانی	2
بارے سوال پوچھنا	100	سعدی کے دو شاگرد ایک نے غیبت کی		شاذیل پوتا ڈاکٹر اشفاق احمد	162
رمیض صاحب مبلغ کو نگو نے وقف		ایک نے حسد کیا	143	شاہ الحمید لے، کیر الہ کے پہلے احمدی	163
جدید میں قربانی کے متعلق خط لکھا	4	آپ کے شعر کا مصرعہ	137	شاہ زیب پوتا ڈاکٹر اشفاق احمد	161، 162
رودنے دے آؤسکا صاحبہ کے جلسہ		سعید احمد میجر کی بیٹی کی شادی مرزا عمر		شاہد صاحب مبلغ کا نگو کشاسا کو وقف	
جرمنی کے متعلق تاثرات	417	احمد صاحب سے	275	جدید کی قربانی کے متعلق خط	8
نہ س		سعید رضا کا قبول احمدیت	577	شریف احمد مرزا کی چھوٹی بیٹی امہ	
زیر بن العوام کا روایت نہ بیان کرنا	612	سعید محمد کی احمدیت میں شمولیت	155	الوحید بیگم	167
زراکیہ دوپے زوجے کے جلسہ برطانیہ		سعید و آئیوری کو سٹ	66، 67	شریف احمد مرزا حضرت کا قرآن پڑھنا	171
کی بابت تاثرات	364	سفیر الدین کماسی ڈاکٹر	99	شریف احمد مرزا، حضرت والد مرزا	
زکریا معلم کی ایک گاؤں میں تبلیغ	481	سلطان احمد شیخ	161	داؤد احمد	369
زوکو مورے کے جلسہ برطانیہ کی		سلمان ایچ صاحب	165	شریف عودہ صاحب	579، 573
بابت تاثرات	360	سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ	240	شفیع محمد ملک والد ملک سلیم لطیف	
حضرت زکریا علیہ السلام		سلمی غنی سسٹر کی وفات	593، 594	صاحب ایڈووکیٹ	144
زکریا، حضرت کے ذریعہ دعا سکھانا	329	سلیم لطیف ملک ایڈووکیٹ ابن ملک محمد		شفیع محمد مرزا والد امہ اللطیف بیگم	345
آپ والی توبہ	330	شفیع صاحب کی شہادت اور ذکر خیر	144	شکیل احمد منیر صاحب ابن حکیم خلیل	
آپ کی سچائی کی دلیل	592	سلیمان اختر چوہدری	247، 248	احمد صاحب کا ذکر خیر	371
سالو ادور بلارو جونیر کے جلسہ برطانیہ		سلیمان، حضرت سے حضرت مصلح		شکیل احمد منیر کا منتخب آیات کا سو	
کی بابت تاثرات	361	موجود کی مشابہت	74	زبانوں میں ترجمہ کرنا	372
سامن کلاس کے تاثرات	175	سلیمہ قمر بنت خواجہ احمد حسین		شمس الدین ایچ	165
سرفراز احمد جاوید بھائی طارق مسعود		درویش	261	شوکت سلطان صاحبہ سے حضرت میر	
مرہی سلسلہ	370	سمیر اپنا چھ سالہ چھوٹی بچی	539	محمد اسماعیل کی پہلی شادی ہونا	345
سرور خان چوہدری دادا محمود بیگم	349	سنت سفیلو ریف سے تبلیغی رابطہ	438	شیر علی مولوی، حضرت کی ایک روایت	47
سر بیجو مایا کے جلسہ برطانیہ کی بابت		سنتوا ایک خاتون کی بیعت	151	شفیخت کڑا سنچی	484

ظہیر واحد و وح کا قبول احمدیت 486	آپ کی ہجرت کے متعلق عزیزم	شیماء ایک چھوٹی بچی کی دہشتگروں کے
ع	عدیل کا بیان 169	ہاتھوں ہلاکت 577، 578
عادل حمود ناخوذہ کا ذکر خیر 544	آپ کی وفات کا صدمہ 171	ص
عائشہ ڈاکٹر بنت لمة اللطیف بیگم صاحبہ 345	آپ کا ایٹمی جنگ کیلئے ہومیونسٹ 197	صالے رستیکسی صاحب کے جلسہ
حضرت عائشہؓ	آپ کے دورہ سیر الیون میں لطف الرحمن	جرمنی کے متعلق تاثرات 417
223، 382، 506، 510، 586،	محمود صاحب کی خدمات 275	صدیق بھٹی محمد کی اہلیہ کی وفات 349
589، 590، 610، 611، 612	آپ کی وفات پر مرزا محمد کا بیعت کا خط 277	صفیہ خاتون صاحبہ کی بیٹی اسماء طاہرہ
عائشہ صاحبہ دادی ڈاکٹر اشفاق احمد 162	آپ نے شکیل احمد منیر صاحب کا وقف	صاحبہ کی وفات کا ذکر 11
عائشہ نصر اللہ خان بنت چوہدری حمید	منظور کیا 371	صلاح الدین صاحب ابن مولوی امام
نصر اللہ خان صاحب 13	آپ کی منتخب آیات کو سوز بانوں میں	الدین صاحب کی وفات 448
عباسؓ، حضرت۔ آنحضرتؐ کے چچا 621	ترجمہ کرنے کی تحریک 372	صدیقی جسٹس انکوائری کمیشن 13
عبد الباقی مولوی کی بیٹی اسماء طاہرہ	آپ کا یازبان میں قرآن کا ترجمہ کارشاد 531	ط
صاحبہ کا ذکر خیر 11	آپ کی بیت الفتوح کے منصوبے کی	طارق حکیم صاحب 14
عبد الحمید کا مسیح موعود پر الزام 348	تحریک 543	طارق مسعود مربی سلسلہ ابن مسعود
عبد الحئی جانی کا بیعت کرنا 572، 573	آپ کی منظوری سے عریضہ ڈیفن	احمد طاہر کا ذکر خیر 370
عبد الحئی معلم برکینا فاسو 446	کی شادی 628	طارق ابن عادل حمود ناخوذہ 544
عبد الرحمن بن عوفؓ حضرت جنتی ہیں 611	ظ	طالع بی بی دادی لطف الرحمن محمود
عبد الرحمن بن عوفؓ، حضرت کی	حضرت چوہدری ظفر اللہ خان	صاحب کی بیعت 274
مواخات 623	صاحبؓ	طاہرہ صدیقہ صاحبہ، حضرت حرم خلیفۃ المسیح
عبد الرحمن شیخ سے مسیح موعودؑ نے ان کے	آپ چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب	الثالثؓ 101
والد کے حالات دریافت کئے 235، 234	کے تایا سر 13	طاہرہ پروین بنت ملک محمد عبد اللہ
عبد الرحمن ماموں امۃ الوحید بیگم 169	آپ کی بیٹی امۃ الحئی 13	صاحب کی شہادت اور ذکر خیر 211
عبد الرحیم درو، حضرت۔ صحابی مسیح	آپ کی بیٹی کا نکاح اعجاز الحق صاحب	طلحہ بن عبیدؓ، حضرت کی مالی قربانی 613
موعودؑ 530	سے ہونا 168	آپ اور حضرت کعب بن مالک
عبد الرحیم نیر 122	آپ کے نام سے وظائف 15	النصارىؓ کی دوستی 613
عبد الرشید آف ترکمانستان کے جلسہ	ظہور احمد باجوہ کے ذریعہ کرنل ڈگلز	آپ کا مسکراتے ہوئے گھر آنا 613
برطانیہ کی بابت تاثرات 363	سے ملاقات کا موقع 346	حضرت مرزا طاہر احمد صاحب
عبد الستار 483	آپ اور آپ کی اہلیہ کی مصلح موعودؑ کی	خلیفۃ المسیح الرابعؒ 594، 441
ڈاکٹر عبد السلام صاحب	اطاعت 304	آپ کی ربوہ سے ہجرت 13
آپ کی والدہ کی رشتہ داری 145	ظہور احمد باجوہ کی اہلیہ کا ذکر خیر 302	آپ کی ہجرت کا ذکر آئن ایڈمن (Iain
پاکستان کے ممبر اسمبلی کا قائد اعظم	ظہیر احمد دوست ڈاکٹر اشفاق احمد 161	Adamson) کی کتاب میں 14
یونیورسٹی کے فزکس کے ڈیپارٹمنٹ کا	ظہیر باجوہ پسر مشتاق زہرہ 302	

330	اولاد کیلئے دعا کا کہنا	عبداللہ بن عباس، حضرت کی روایت 453	نام ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے تبدیل کرنے قرارداد پیش کرنا 502
274	عطاء الرحمن میاں	عبداللہ بن عمرو، حضرت کی روایت 233	پاکستان کی اسمبلی فرکس ڈیپارٹمنٹ کا نام بدلنا چاہتی ہے تو بڑی خوشی سے بدلے..... 503
370	سلسلہ	حمید نصر اللہ خان 13	پاکستان کے وزیراعظم کو ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بیٹوں کا خط لکھنا 503
531	عطاء اللہ، حضرت۔ صحابی مسیح موعودؑ	عبداللہ خان صاحب نواب 370	آپ کا برطانیہ، اٹلی اور انڈیا کی طرف سے شہریت دینے کی پیشکش کو ٹھکراتا 503
274	عطاء الحبيب راشد کا لطف الرحمن محمود صاحب کے متعلق بیان	عبداللہ خان نواب کی بیٹی کا ذکر خیر 369	آپ کے نام پر قائداعظم یونیورسٹی کے فرکس ڈیپارٹمنٹ کا نام رکھنا 503، 502
7	عقیل احمد مبلغ سیرالیون نے وقف جدید کی قربانی کے متعلق خط لکھا	عبداللہ بیہا صاحب معلم امریکہ 460	عبداللہ بن عمرؓ، حضرت رفع یدین اور آمین اور بسم اللہ بالجھر کے پابند تھے 43
12	علی احمد صاحبؒ صحابی مسیح موعودؑ	عبداللہ بن عمرؓ کی تحریک جدید میں قربانی کرنا 535	عبداللہ بن عمرؓ کی مینارۃ المسیح کی تعمیر میں قربانی 2
441	علی اشکور صاحب کا قبول احمدیت	عبداللہ محمد کے ذریعہ احمدیت کا نفوذ 210	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
503	علی جنرل کی پاکستان کیلئے قربانی	عبداللہ محمد ملک 211	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
531	علی سعیدی مومئی کا ذکر خیر	عبداللہ معلم بین کا وقف جدید کی قربانی کے متعلق خط 8	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
363	تاثرات	عبداللہ والد بشارت احمد 209، 210	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
275	عمر احمد مرزا ابن ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کا ذکر خیر	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
70	عمر بن عبدالعزیز کو بھی مجدد کہا جاتا ہے لیکن انہوں نے کوئی دعویٰ نہیں کیا	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
166	عمر صاحب معلم سلسلہ کلاستہ روگیا لکھا	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
459	عمر عبدالسلام ابن بلال عبدالسلام	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
619، 620	عمر بن العاص کو سردار لشکر بنانا	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
302	عنایت اللہ چوہدری کا خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کرنا	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
302	عنایت اللہ چوہدری والد مشتاق زہرہ	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
625	حضرت عمر رضی اللہ عنہ	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
44	آپؐ کی خلافت	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
609، 610	آپؐ اور حضرت ابو بکرؓ کا حدیث پر صاد	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439
	تکرار	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439	عبداللہ بن عمرؓ کی آئیوری کوسٹ میں خدمت 439

محی الدین حضرت مسیح موعودؑ ہیں جنہوں نے دین کو زندہ کیا 74	عیسیٰؑ کی آمد ثانی کے متعلق سوال 487	آپؑ کا کوفہ کی تربیت کیلئے ایک صحابیؓ کو بھیجنا 614
آپؑ ابراہیم ہیں 75	رسول اللہ ﷺ کو دئے گئے 495	آپؑ کا اپنے گھر کا نصف سامان لا کر پیش کرنا 534
آپؑ 23 ملک کو جماعت کی بنیاد رکھنا 24	آپؑ نے فرمایا میں روشنی ہوں 513	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ 614، 613
آپؑ کی وفات پر وکیل اخبار کا بیان 128، 129	عیسیٰؑ موسیٰؑ کے چودہ سو سال بعد 560، 562	آپؑ کی صلہ رحمی 610
آپؑ کا مقصد توحید اور آنحضرتؐ کے مقام و مرتبہ کا قیام 129، 130	عیسیٰؑ اپنی کوئی شریعت نہ لائے 561	آپؑ کا کنواں وقف کرنا 610
آپؑ کا نام جب کرئل ڈگلز نے سنا تو دھچکا لگا 347، 348	عیسیٰؑ علیہ السلام کے متعلق غلط عقائد..... 593، 594، 592	حضرت علی رضی اللہ عنہ
آپؑ نے اسلام کا دفاع کیا ڈاکٹر اسرار کا اقرار 513	آپؑ کے ضعیف الاعتقاد حواری 616	آپؑ کی روایت 589
آپؑ نے براہین لکھ کر منہ بند کر دیا 558	نجاشی کا آپؑ کا مقام وہی تسلیم کرنا جو مسلمانوں نے بیان کیا تھا 622	آپؑ نے فرمایا دلوں کے میلان کو دیکھ کر بات کیا کرو 119
آپؑ کے بھیجے جانے کا مقصد 633	غ	آپؑ کے بھائی حضرت جعفرؓ 621
ف	غالب صاحب مبلغ بولیویا 488	آپؑ کا دشمن کو گرا نا اور اس کا تھوکنا 60
حضرت فاطمہؓ	غانم صاحب نے مخالفوں کے انجام کے متعلق لکھا 319	آپؑ کے حق میں امیر معاویہ کی گواہی..... 611، 610
آپؑ والا جہیز دینا 92، 93	غلام احمد حاجیؒ کی روایت کہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟ 44	حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام
فائزہ سیدہ کی شادی مرزا لیتق احمد سے 100	غلام رسول راجیکیؒ نے مشتاق زہرہ صاحبہ کا نکاح پڑھایا 302	آپؑ کے نزول کے بعد ایک سیرین جہاد کرنے کا منتظر 64
فتح دین مولوی 330	حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام	آپؑ فوت ہو گئے ہیں ایک سیرین کو خواب میں بتایا گیا 64
فتح محمد صاحب سیالؒ صحابی مسیح موعودؑ 13	آپؑ کے دوامی عمل سے آمین بالجھر ثابت نہیں 42، 43	آپؑ کے دشمن یہ نہیں کہہ سکتے کہ الہام ہوتا ہی نہیں 71
فراز صاحب، ڈاکٹر کے تاثرات 176	آپؑ سے ملنے کے بعد حضرت عبد اللہ سنورویؒ صاحب نے رفیع دین اور آمین اور بسم اللہ بالجھر ترک کر دیا 43	آپؑ کو آسمان سے اترتے نہ دیکھ سکیں گے 134، 135
فرحان ایڈووکیٹ فرزند ملک سلیم لطیف ایڈووکیٹ شہید 144، 145	آپؑ کی طبیعت کا میلان ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کے متعلق 44	عیسیٰؑ علیہ السلام کی مثال 180
فریحہ ڈاکٹر اہلیہ ڈاکٹر حماد احمد 275	آپؑ سے شہادت کی انگلی اٹھانے کے متعلق سوال اور اس کا جواب 45	عیسیٰؑ کا کہنا تو مجھے نیک نہ کہہ 288
فرید ابراہیم کی دکان پر تصویر لگانا 446	آپؑ کو ابو حنیفہؒ سے مناسبت 48	عیسیٰؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے خواب میں کہتے سنا 304
فرید احمد عارف 555		عیسیٰؑ کی وفات 439
فضل احمد شاہد کا لطف الرحمن محمود صاحب کے متعلق بیان 275		آپؑ کے متعلق انٹرنیٹ پر معلومات 485
فضل الحق محمد فرزند امہ الحئی صاحبہ 13		عیسیٰؑ کی سچی کہانی کتاب 486
فضل الرحمن فیضی 555		
فضل الہی نوری صاحب کا ذکر خیر 122		
فضل دین مولوی مسیح موعودؑ کا وکیل 133		

محمد دین مولانا، حکیم کا ذکر خیر 121	الرحمن صاحب کا ذکر خیر 274	فضل محمد خان شملوی والد حسن محمد خان عارف 554
محمد سرور شاہ، حضرت کی روایت نماز میں ہاتھ باندھنے کے متعلق 43، 44	لمیس عبد الکیل صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 421	فقو ایبو صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 415
محمد عبداللہ خان صاحب لمبا عرصہ کراچی کے امیر رہے 13	تاثرات 418	ڈاکٹر فہمیدہ صاحبہ کا مثالی پردہ 18
محمد علی خان نواب کی نواسیہ لوحید بیگم 167	لولی ڈیاس صاحبہ کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 413	فہیم ڈیفن تھار ایک ڈیج احمدی 628، 629
محمد علی صاحب، مولوی کے اعتراض مولوی ثناء اللہ جیسے ہونا 71	لینق احمد مرزا ڈاکٹر ابن مرزا حفیظ احمد 100	نوزیہ مسعود، ہمیشہ طارق مسعود مرلی 370
محمد سلیم، الحاج کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات 362	مارا سی اگالا صاحبہ کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 411	فیونہ ایک نرس کے تاثرات 195
محمود صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 420	ماریہ جوزے صاحبہ کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 411	ق-ک-گ
محمود احمد ناصر صاحب، میر کا نکاح امہ المبین صاحبہ سے ہونا 168	مالکہ صاحبہ کا قبول احمدیت 438	قمر الدین انسپٹر 3
محمود غریب کا قبول احمدیت 573	ماما دو معلم آئیوری کو سٹ نے وقف جدید کی قربانی کے متعلق خط لکھا 5	قمر سلیمان صاحب 277
محمود مجیب اصغر صاحب کا لطف الرحمن محمود صاحب کے متعلق بیان 274	ماہر صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 413	کارلوس جمی اور یاس صاحب کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات 366
محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد صدیق بھٹی صاحب کا ذکر خیر 349	مانیکوٹس صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 412	کامران مہشکار آسٹریلیا سے خط 488، 489
محی الدین حضرت مسیح موعودؑ ہیں جنہوں نے دین کو زندہ کیا 74	محمد احمد سید ابن میر محمد اسماعیلؒ کی وفات 344	کانی فاٹی سنسر کا ایم ٹی اے دیکھ کر بیعت کرنا 62
مذہبی برٹلوی صاحب آف دمشق 85، 86	محمد اسحق میر صاحب، حضرت کی مسیح موعودؑ کے سنن و نوافل کی بابت گواہی 50	کبیر الدین مرزا صحابی مسیح موعودؑ 447
مریم بوٹی جیالو صاحبہ کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات 358	محمد اسماعیلؒ میر، حضرت کے بڑے بیٹے سید محمد احمد 348	کرم الدینؒ میاں صحابی مسیح موعودؑ 274
مریم صدیقہ صاحبہ، سیدہ حرم حضرت مصلح موعودؑ 303	آپؐ کی دو شادیاں ہونا 344، 345	کعب بن مالکؒ اور طلحہؒ کی دوستی 613
مریم، حضرت کا مقام 622	محمد ایک شخص گوجانامی گاؤں کا 152	کمال الدین، خواجہ کی اپنے نکلے نکلے ہونے کی گواہی 76
آپ کے بیٹے کو اترتے نہ دیکھ سکیں گے 134، 135	محمد حسین بٹلوی کا قادیان جانے سے روکنا 12	کوئے آدما کا قبول احمدیت 571
مستفیض الرحمن مرلی پر خنجر کے وار 217	محمد حسین، مولوی پر طعن آمیز سوال 133	کیٹرینا سالک کے جلسہ برطانیہ کی بابت تاثرات 360
مسعود احمد عاطف صاحب 530	محمد حسین، مولوی کیلئے مسیح موعودؑ کا ایک شعر 133	گرو نڈوگ ایک ڈینش فلاسفر 157
مشائیل فیشر صاحب کے جلسہ جرمنی	محمد حسین، مولوی نقصان پہنچانے کی کوشش میں 133	گرو نگر صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 420
		گیبر ٹامس صاحب کے جلسہ جرمنی کے متعلق تاثرات 419
		ل-م
		لایسنہ صاحب کی مالی قربانی 537
		لطف الرحمن محمود ابن میاں عطاء

میرا بخش پیر کی دعوت احمدیت 161	411 کے متعلق تاثرات
حضرت موسیٰ علیہ السلام	مشتاق زہرہ صاحبہ اہلبیہ چوہدری ظہور
آپ اور حضرت خضر کا قصہ 338	احمد باجوہ ذکر خیر 302
آپ کی امت سے نبوت ختم 515	مصطفیٰ ثابت صاحب 304
آپ کے چودہ مومل بعد عیسیٰ 560-562	آپ جماعت کے بہت بڑے عالم تھے 178
آپ کے دشمن یہ نہیں کہہ سکتے کہ	مصطفیٰ دیا لو کا قبول احمدیت 570
الہام ہو تا ہی نہیں 71	مصطفیٰ نصر اللہ خان فرزند چوہدری حمید
آپ کی قوم کا آپ پر پتھر اڑا کا ارادہ 616	نصر اللہ خان 13
آپ کے مقابل پر بلعم کا ایمان جبط 639	مصعب بن عمیر، حضرت کا طریق تبلیغ 623
حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح	آپ کا ناز و نعم میں پلنا 622
الخامس ایده اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	آپ کے ذریعہ اسید بن حنیر کا قبول
دورہ جات	اسلام 624
حضور انور کا دورہ جرمنی 159، 395	مصعب شوری صاحب 86
حضور انور کے دورہ جرمنی کے دوران	منظف صاحب مبلغ سین کا وقف جدید کی
مختلف خطابات کے متعلق مہمانوں کے	قربانی کے متعلق خط 5
تاثرات 189 تا 198	معین الدین مصلح موعود ہیں جنہوں
ایک جرنلسٹ آگسٹین صاحبہ کا اسلام	نے دین کی اعانت کی 74
کے مختلف فرقوں پر پراجیکٹ کے سلسلہ	ملا کی نبی 592
میں حضور انور سے ملاقات کرنا 412	منظور احمد مولوی گھنوں کے درویش 447
اٹلی کے میڈیا کا جرمنی میں حضور	منظور الرحمن 369
انور کے ساتھ پریس کانفرنس میں	منور احمد مرزا ڈاکٹر کے بیٹے کا ذکر خیر 275
شمولیت 421	منور چوہدری صاحب کا چوہدری حمید نصر
آسٹریا کے میڈیا کا جرمنی میں حضور	اللہ خان کے اخلاق کے متعلق خط 14
انور کے ساتھ پریس کانفرنس میں	منیر حسین مبلغ سیرالیون نے وقف
شمولیت 421	جدید کی قربانی کے متعلق خط لکھا 7
برازیل کے میڈیا کا جرمنی میں حضور	مہر بخش صاحب داد اطارق مسعود مربی
انور کے ساتھ پریس کانفرنس میں	سلسلہ 370
شمولیت 421	مولا بخش چوہدری صحابی مسیح موعود 248
بیلجیم کے میڈیا کا جرمنی میں حضور	مومن جی صحابی مسیح موعود 99
انور کے ساتھ پریس کانفرنس میں	مومن طاہر صاحب کی والدہ کا ذکر
شمولیت 421	خیر 531، 532
	میرا صاحبہ کا قبول احمدیت 480

میری ڈونیا کے میڈیا کا جرمنی میں حضور	421 شمولیت
انور کے ساتھ پریس کانفرنس میں	تقاریر / خطابات
جرمن خاتون کا حضور انور کی تقریر سن کر	کہنا کہ اسلام عورتوں کے حقوق کی زیادہ
باریکی میں جا کر حفاظت کرتا ہے 24	حضور انور کا خطاب سن کر اسلام کے متعلق
نظریے کا بدلنا 188	مہمانوں کا حضور انور کے ہمسایوں
کے حقوق کے متعلق خطاب سے	متاثر ہونا 188، 191، 192
حضور انور کے خطابات کے متعلق مہمانوں	کے تاثرات 189 تا 198
ایک سیرین دوست کی غلط فہمی کا حضور	کا خطاب سن کر دور ہونا کہ احمدی کا
قرآن اور ہے 192	ایک خاتون کا کہنا کہ آج کے تاریک
دور میں حضور انور کا یہ انسانیت کے	بارے میں پیغام آسمان پر ایک شع کی
حیثیت رکھتا ہے 193	ایک (جی پی) چرچ کے لیڈر کا کہنا کہ
حضور انور کا خطاب ایک راہ دکھانے والی	روشنی کی طرح تھا جس نے دکھایا کہ اسلام
عظیم اٹان امن کا مذہب ہے 196	ایک مہمان کا کہنا کہ حضور انور کے
خطاب سے معلوم ہوا ہے کہ اسلام امن	کا مذہب ہے اور دہشت گرد غلط طور پر
اسلام کے پیچھے چھپ رہے ہیں 196	ایک مہمان کا کہنا کہ خطاب سن کر آج
معلوم ہوا ہے کہ ویسٹ منسٹر میں	دہشت گردی کے واقعہ کی وجہ اسلام

355	ہدایت	قربانی کا عہد نبھانے کی ہدایت 107	نہیں بلکہ ایک فرد کا قصور تھا 196
جھگڑوں کو طول دینے، اپنی ضدوں پر		عہدیداران، صدران، امراء کو افراد	آپ کے خطبات سن کر ایک شخص نے
اڑنے کی بجائے اپنے معاملات کو جماعتی		جماعت کے لئے ہمیشہ پیار اور محبت کے	حکومت کی مخالفت ترک کر دی 323
نظام یا قضائیں لانے کی ہدایت 374		پر پھیلانے کی ہدایت 108	حضور انور کی مرد عورت کے حقوق و
حضور انور کا قاضی اور قضا کے فیصلوں		عہدیداران میں سب سے زیادہ برداشت	فرائض کے متعلق تقریر سے متاثر ہونا 367
پر الزام لگانے سے منع فرمانا 376		ہونی چاہئے 110، 111	ایم ٹی اے کی لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ
جلسہ کی تمام تقاریر سننے کی ہدایت 408		افراد جماعت کو اپنے تقویٰ کے معیار	آخری دن حضور کی تقریر کو اڑھائی لاکھ
عہدیداران، سیکرٹری تبلیغ کو تجاویز		بڑھانے کی نصیحت 111	لوگوں کا سننا 367، 368
شوریٰ پر عمل درآمد کروانے کے لئے		جمعہ کے لئے ایئر پورٹ کے نزدیک جگہ	ایم ٹی اے کی لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ
اپنا نمونہ دکھانے کی ہدایت 425		ہونے کی وجہ سے ہوائی جہازوں کا شور اور	آخری دن حضور کی تقریر کو اڑھائی لاکھ
تبلیغ اور تربیت کے ہر عہدیدار کا اپنا نمونہ		حضور انور کی انتظامیہ کو ہدایات 159، 160	لوگوں کا سننا 367، 368
دکھانا ضروری 425		حضور انور کا جماعت احمدیہ جرمنی کو بعض	ایک مہمان خاتون کا عورتوں کے متعلق
عہدیدار یا امیر کے خلاف شکایت کو		انتظامی امور کی طرف توجہ دلانا 159، 160	حضور کے خطاب سے متاثر ہونا 416
خلیفہ وقت تک پہنچا کر اس کے لئے دعا		خاوند کے فرائض، بیویوں سے حسن	ایک مہمان کا حضور کے اختتامی خطاب
کرنے کی ہدایت 452		سلوک کی نصیحت 226	سے متاثر ہونا، دل کو چھونے والا تجربہ
لجنہ اماء اللہ کو اپنے پروگراموں میں		تقویٰ کو مستقل اپنی زندگی کا حصہ	قرار دینا 419
زیادہ حصہ دینی اور علمی مجالس کا رکھنے		بنانے کی تلقین 254	ایم ٹی اے اور حضور کے خطبات کا
کی ہدایت 455		آخری عشرے کے دوران آگ سے بچنے	اثر 485، 486
انصار اللہ کو خاص طور پر نماز تہجد ادا		کے لئے ایک دعا پڑھنے کی نصیحت 288	نصائح/ ہدایات
کرنے کی تلقین 474		ہر احمدی کا فرض ہے کہ اپنی مستقل دعاؤں	حیاء کی اہمیت اور احمدیوں کو اپنے حیاء
ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کی نماز کی		میں جماعت کو بھی شامل کرے 310	کے معیار بلند کرنے کی نصیحت 17، 18
حاضری کے متعلق رپورٹس پر حضور		کارکنان جلسہ کو نرم زبان اور اعلیٰ اخلاق	حضور انور کا خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ
انور کا ارشاد سو فیصد عابد پیدا کرنے تک		کے معیار قائم کرنے کی ہدایت 340، 341	کو نماز باجماعت کی طرف توجہ دلانا 34
چین سے نہیں بیٹھنا 587		شعبہ تربیت کی اہمیت، فجر اور تہجد کے	حضور انور کی پیشگوئی مصلح موعود کے
تحریکات		لئے مہمانوں کو نرمی اور پیار سے جگانے	متعلق ہونے والے اجلاسات میں
الجزائر کے احمدیوں کے متعلق دعا کی		کی ہدایت 344	شمولیت اور ایم ٹی اے پر آنے والے
تحریک 52		کھانا کھلانے والے کارکنان کو عزت	پروگراموں کو سننے کی ہدایت 76
الجزائر اور پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا		کے ساتھ اور مہمان کی پسند کے مطابق	حضور انور کا صدران اور امراء کو
کی تحریک 146، 147		کھانا دینے کی ہدایت 352، 353	مریبان کی عزت و احترام قائم کرنے کا
یٹلی جنگ کے سبب کے لئے		انتظامیہ کو جلسہ کے وقت بازار کو مکمل	کام سپرد کرنا 104
ہومیوپیٹھک نسخہ کے استعمال کی تحریک 197		بند کروانے کی ہدایت 354	واقفین و نوجوانوں اور میدان عمل میں
		جلسہ کی تمام تقاریر کو غور سے سننے کی	نوجوان مریبان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ

نجماد صاحب کے جلسہ جرمنی کے
متعلق تاثرات 413

نجماد شاہ حبشہ 620، 621، 622

ندیم مرزا 15

نسیم ملک صاحب برادر ملک سلیم لطیف

صاحب ایڈووکیٹ شہید 145

نصرت بیگم صادقہ صاحبہ کا ذکر خیر 531

ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کا مثالی پردہ 18

نصیر احمد قمر داماد خواجہ احمد حسین

درویش 261

نصیر خان ڈاکٹر 100

نضر بن حارث کی نبی کریم ﷺ کے

حق میں گواہی 587

نعیم صدیقی کرمل کا چوہدری حمید نصر

اللہ خان صاحب کے متعلق خط 14

نواز مومن ابن خدا بخش مومن

صاحب واقف زندگی کا ذکر خیر 99

نواز مومن کی 1959ء میں جامعہ کی

تعلیم مکمل 99

نوح سوین بینسن کا ذکر خیر 157

نور محمد حافظؒ نے مسیح موعودؑ سے رفع

یدین کے متعلق دریافت فرمایا 42

مسعود الحسن نوری صاحب، ڈاکٹر کی

اہلیہ امۃ المصور صاحبہ 369

آپ کا امۃ الوحید بیگم صاحبہ کے متعلق

بیان 167

آپ کا ذکیہ بیگم صاحبہ کے متعلق بیان 370

آپ کا مرزا عمر احمد صاحب کے متعلق

بیان 276، 277

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب

خلیفۃ المسیح الثالثؒ 345

آپؑ نے چوہدری حمید نصر اللہ خان کو

بعض لوگوں کا اپنی ضد اور انائی وجہ
سے حضور انور کو خود اس معاملے کو
دیکھنے کے لئے خط لکھنا 375

متفرق

آپ کی ممائی اسماء طاہرہ صاحبہ کا عزیزوں

رشتہ داروں سے پیار و محبت 12

آپ کو مرزا ندیم صاحب نے چوہدری

حمید نصر اللہ خان کا واقعہ سنایا 15

بچپوں کا حضور انور سے اسلام میں پردہ

کے متعلق سوال کرنا، یورپ میں کیوں

آزاد لڑکیوں جیسا لباس نہیں پہن

سکتیں؟ اس کا جواب 17، 16

ایک جرنلسٹ کا حضور انور سے جرمنی

میں اسلام سے لوگوں کا خوفزدہ ہونے

وجہ دریافت کرنا 186

حضور انور کا انصار اللہ یو کے کے کام کی

تعریف فرمانا 195

جرمنی جماعت کے شعبہ تبلیغ کا فعال

ہونا اور حضور انور کا تعریف فرمانا 195

حضور انور کا میڈیا اور پریس سیکشن کے

کام کی تعریف فرمانا اور ان کا شکریہ ادا

کرنا 368

ایک جرنلسٹ آگسٹین صاحبہ کا اسلام

کے مختلف فرقوں پر پراجیکٹ کے سلسلہ

میں حضور انور سے ملاقات کرنا 412

ن

نادیہ صاحبہ کا قبول احمدیت 580

ناصر الدین ایچ ابن اے شاہ

الحمید صاحب کا ذکر خیر 163، 165

ناصر نواب صاحبؒ میر، حضرت کی مسیح

موعودؑ کے سنن و نوافل کے متعلق گواہی 50

نبی بخش حافظ صحابی مسیح موعودؑ 144

الجزائر، پاکستان اور دنیا کے تمام
ممالک جن میں احمدیت کے خلاف
جوش ابل رہا ہے دعا کی تحریک 199

پاکستان کے احمدیوں کو اپنے لئے خاص

طور پر دعا کرنے کی تحریک 310، 311

دعاؤں پر زور دینے کی تحریک 315

جلسہ سالانہ یو کے کی کامیابی کے لئے تمام

دنیا کے احمدیوں کو دعا کی تحریک 350

کارکنان اور کارکنات کو دعاؤں میں یاد

رکھنے کی تحریک 367

جماعت اور امت مسلمہ کے دعا کی

تحریک 408

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا بڑی عمر کی

خواتین کو بھی قرآن کریم سیکھنے کی

تحریک کرنا 532

مسجد بیت الفتوح کے جلے ہوئے حصے

کی دوبارہ تعمیر کے لئے چندے کی

تحریک 542، 543

دنیا میں قیام امن کے لئے دعا کی

تحریک 605

خطوط

آپ کو ربوہ سے ایک شخص کا سیکرٹری

وقف جدید کے متعلق خط 10

آپ کو ایک بچی نے حجاب کے متعلق

خط لکھا 18

آپ کو عرفان خان کا فضل الہی نوری

کے متعلق خط 123

الجزائر کے ایک اسیر کا حضور انور کو خط 243

جلسہ کے متعلق احمدیوں کا حضور انور

کو مثبت اور منفی تاثرات پر مشتمل

خطوط لکھنا 367

ایمیر جماعت لاہور مقرر کیا 13	آپؐ کی خطبہ نکاح کی آیات کی تشریح 91	یونسؑ بن مثنیٰ پر آپؐ کو ترجیح 501
آپؐ کے اطاعت گزار چوہدری حمید	آپؐ نے ایک سید کی بیٹی کو حضرت	یونسؑ، حضرت کے حالات کا ذکر 83، 84
نصر اللہ خان 14	فاطمہؓ والا جہیز دینے کا کہا 92، 93	
آپؐ کی بیٹی امۃ الشکور کی شادی ڈاکٹر	آپؐ نے فرمایا شادی شدہ کا الگ گھر ہو 95	
مرزا لائق احمد صاحب سے ہوئی 100	آپؐ نے بیوی سے عمدہ سلوک کرنے	
آپؐ کا لائبریریا کا دورہ اور صدر ٹب مین	کے متعلق فرمایا 95	
(Tubman) کا اعزازی ڈنر دینا 101	آپؐ کی کامل اطاعت 182	
آپؐ کی زوجہ آپا طاہرہ صدیقہ 101	آپؐ کے ذریعہ خدا نے جماعت کو	
آپؐ کا ایگریگیشن دلوانے کے کام کو سراہنا 122	سنجالا 247	
آپؐ کی وفات 171	آپؐ کا قرضوں کی ادائیگی کیلئے نسخہ 382	
آپؐ نے امۃ الکافی کا نکاح پڑھایا 275	آپؐ کے سامنے پلاؤ کھانے پر امتراض 527	
آپؐ کے پرائیویٹ سیکرٹری چوہدری	آپؐ کا درس 550	
ظہور احمد باجوہ 302	آپؐ کے واقعات احمدیہ گزٹ میں 556	
آپؐ کی قرآن سیکھنے کی تحریک 532	وہ	
آپؐ کا کتاب 'مقدس کفن' کو اردو میں	وامارا تراوڑے صاحب کی بیعت 439	
تحریر کرنے کی ہدایت 555	وزیر الدینؒ حکیم صحابی مسیح موعودؑ 121	
آپؐ سے سلمیٰ غنی کی ملاقات کا ذکر 593	آپؐ کا کانگرہ کے زلزلہ میں معجزانہ بچنا 121	
حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؒ	ولایت شاہ ڈاکٹر صحابی مسیح موعودؑ 101	
خلیفۃ المسیح الاول	ولیم شاہین کا قبول احمدیت 488	
آپؐ کے نواسے مرزا خلیل احمد 12	ونسن ولیمس صاحبہ کے جلسہ برطانیہ	
آپؐ کے پاس ایک خط آیا کہ نماز میں	کی بابت تاثرات 364	
ہاتھ کہاں باندھنا ہے؟ 44	ہاشم اکبر ابن امۃ اللطیف بیگم 345	
آپؐ کو مسیح موعودؑ نے حدیث تلاش	ہانی رشوان ڈاکٹر کے جلسہ برطانیہ کی	
کرنے کا ارشاد فرمایا اور وہ مل گئی 44	بابت تاثرات 365	
آپؐ کی مسیح موعودؑ کے سنن و نوافل	ی	
کے متعلق گواہی 50	یا سمین صاحبہ کے جلسہ جرمنی کے	
آپؐ ابراہیم ادھم ہیں، حضرت مصلح	متعلق تاثرات 413	
موعودؑ کا ایک کشف 75	یجی، حضرت 592	
آپؐ نے فرمایا آپؐ نے رشتوں کے	یعقوب علی عرفانیؒ کی مسیح موعودؑ کے	
متعلق راہ بتلا کر بہت بڑا احسان کیا 90	سنن و نوافل کے متعلق گواہی 50	
آپؐ نے فرمایا نکاح کے موقع پر استخارہ	یوسف عثمان مبلغ منزانیہ 6	
ضرور کر لیا کرو 91	یونسؑ، حضرت 592	

کتب

137، 139، 186، 140، 214، 226، 234، 241،
296، 297، 250، 295، 308، 351، 380، 381،
382، 386، 533، 552، 583، 584، 586، 588، 603،
607، 609، 613، 618، 619، 623، 626

براہین احمدیہ 106، 494، 23

البلاغ 431

البدر 83

المنار 274

پیغام صلح 187

تاریخ احمدیت 548

تبلیغ رسالت 118

تجلیات الہیہ 129، 494

تحفہ قیصریہ 130

تذکرۃ الشہادتین 135

تذکرۃ المہدی 49

ترندی سنن 28، 79، 84، 110، 206، 214، 226،

تریاق القلوب 432، 126، 117، 24

تفسیر کبیر 93، 322

تفسیر کبیر پڑھ کر قبولیت احمدیت کا واقعہ 324، 323

ج۔ج۔ج۔خ

الجامع لشعب الایمان للبیہقی 292، 173، 234

چشمہ معرفت 216

حقائق الفرقان 95، 550

حقیقۃ الوحی 586، 517، 494، 318، 317

خطبات محمود 558، 493، 76، 75، 74، 71

خالد 274

د۔ز۔

در شمعین 557

الدر المنثور، تفسیر 527، 589، 83

ذکر حبیب 141

آ۔

آریہ دھرم 334، 94

آسمانی فیصلہ 318

آئینہ کمالات اسلام 548، 642، 326، 317، 182، 128

ابن ماجہ سنن 375، 351، 296، 206، 204، 138

603، 589

ابوداؤد سنن 375، 296، 234، 144، 138، 28

586، 381، 458

اتمام الحجۃ 592

احمد بن حنبل مسند 606، 237، 344، 455، 553، 85

627، 625، 622، 613

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ 281، 602

احمدیہ گزٹ 556

اربعین 131، 318

ازالہ اوہام 585، 628، 381، 130، 141، 285، 373

294، 308، 315، 357، 380، 588، 603، 607، 626

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 611

اسد الغابہ 625، 624، 622، 621، 612، 611

اسلامی اصول کی فلاسفی 392، 390، 279، 23، 26

اسلامی اصول کی فلاسفی اور اس کا اثر 178

الاصابہ فی تمیز الصحابۃ 620، 614، 610

اصحاب احمد 45

اقرب الموارد 427

انجام آتھم 499، 493

انوار العلوم 72

ایام الصلح 307، 252، 242

ب۔پ۔ت

بحار الانوار 204

بخاری صحیح 17، 29، 30، 79، 90، 80، 109، 111،

624	مجمع الزوائد
112، 299، 2	مجموعہ اشتہارات
556	مرقاۃ الیقین
606	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ
	مسلم صحیح 29، 93، 109، 111، 139، 185، 205،
612، 408، 378، 344، 294، 292، 213	
	مسلمانوں نے اپنے غلبہ کے زمانہ میں اخلاق کا اعلیٰ نمونہ
379	دکھایا (انوار العلوم)
214	مصنف ابن ابی شیبہ
250	معجم الکبیر
48	مکتوبات احمدؒ
38، 37، 36، 32، 30، 26، 20، 18، 9، 2	ملفوظات
85، 84، 83، 82، 81، 79، 68، 60، 57، 39، 43	
147، 137، 141، 121، 120، 90، 97، 105، 119	
215، 209، 208، 207، 203، 184، 181، 148	
257، 255، 254، 235، 233، 223، 220، 218	
267، 266، 265، 264، 263، 262، 259، 258	
291، 290، 289، 287، 284، 273، 272، 271	
337، 336، 333، 331، 316، 310، 309، 299	
386، 385، 356، 351، 344، 343، 341، 338	
404، 401، 398، 396، 393، 390، 389، 387	
457، 456، 453، 435، 434، 433، 407، 406	
474، 473، 471، 467، 465، 464، 462، 458	
508، 507، 505، 497، 496، 495، 490، 478	
519، 518، 515، 514، 512، 511، 510، 509	
528، 527، 526، 525، 523، 522، 521، 520	
562، 560، 559، 544، 539، 533، 560، 529	
591، 590، 584، 570، 568، 567، 565، 564	
617، 616، 609، 608، 607، 601، 596، 592	
641، 640، 639، 638، 636، 635، 634، 633، 627	
322	منہاج الطالبین

527	رجسٹر روایات صحابہؓ
247، 246، 124	رسالہ الوصیت
275، 26	ریویو آف ریلیجنز، رسالہ
355	ریویو آف ریلیجنز کے تحت القلم پراجیکٹ
	س۔ش۔ض
628	سر الخلافۃ
623، 615، 587	سیرت ابن ہشام
620	سیر الصحابہ
331، 48، 47، 45، 44، 43	سیرت المہدی
51	سیرت حضرت مسیح موعودؑ
345	سیرت حضرت میر محمد اسماعیلؒ
133، 132، 129، 128	سیرت طیبہ
552	شرح زرقانی علی مواہب اللدنیہ
589	الشمائل الحمدیہ لامام ترمذی
351، 329، 55	شہادۃ القرآن
51	ضمیمہ تحفہ گولڑویہ
	ط۔ع۔ف
	الطبقات الکبریٰ 613، 614، 622، 619، 615، 623،
625، 626	
226	عمدۃ القاری
51	فتح اسلام
620	فتوح البلدان
386	الفخری اصول ریاست اور تاریخ ملوک
	ک۔گ
	کشتی نوح 125، 98، 126، 298، 300، 302، 384،
793، 385	
623، 614، 611، 610، 428، 376، 241	کنز العمال
394، 393	گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
	ل۔م
195	لائف آف محمد از حضرت مصلح موعودؑ
58، 589، 640	لیکچر سیالکوٹ
279، 393	لیکچر لاہور

501 مواہب الرحمن
512 الموضوعات الکبریٰ

ن۔وہ

327 نزول المسیح
205،382،586،610 النسائی سنن
130 نسیم دعوت
119 نہج البلاغہ
285،286،279 نور القرآن
128 وکیل اخبار
197 ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل

Islam in Spain 284

National Geographic 281،284

Shroud and other discoveries about Jesus 284

The reform taleem-el-islam course 371

مقامات

احمدیت کا واقعہ 446،439
 آئیوری کو سٹ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو جماعت
 کی سچائی کے متعلق خواب آنا 571
 آئیوری کو سٹ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو جماعت
 کی سچائی کے متعلق خواب آنا 579
 ا
 اُتر پردیش کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 اٹلانٹک کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 اٹلی 152
 اٹلی کی ایک خاتون کا جماعت کے متعلق اظہار خیال 188
 اٹلی کی طرف سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو شہریت
 کی پیشکش 503
 اٹلی کے میڈیا کا جرمنی میں حضور انور کے ساتھ پریس
 کانفرنس میں شمولیت 421
 احمد نگر ربوہ 210
 اردن سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کو جماعت کی سچائی
 کے متعلق خواب آنا 573
 ارنگناؤن تنزانیہ کی لجنہ کی مالی قربانی کا ذکر 4
 اروشا ریجن بینن کے لوگوں کا احمدیت قبول کرنا 481
 اڑیسہ کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 11،542
 اسٹونیا 418
 اسرائیل 312
 اسرائیل کا امریکہ کا ساتھ دینے کے متعلق انگلستان کے ایک
 انگریز کالم نگار کا بیان 507
 اسلام آباد 530،541
 اسلام آباد کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 10،542
 تنظیم لبیک یا رسول اللہ والوں کا اسلام آباد کا گھیراؤ کرنا 568
 افریقہ 629،477
 افریقہ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9

آ

آبی جان، آئیوری کو سٹ کے احمدیوں کی جلسہ پر آمد 5،6
 آٹواویسٹ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 آرمینیا 419
 آزاد کشمیر کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
 آزاد کشمیر میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد 216
 آسٹریا کے میڈیا کا جرمنی میں حضور انور کے ساتھ پریس
 کانفرنس میں شمولیت 421
 آسٹریلیا 371،540،541
 آسٹریلیا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
 آسٹریلیا میں ایک طبقہ کی اسلام دشمنی، جو مسلمان مرد
 عورتوں سے اور مسلمان عورتیں مردوں سے مصافحہ نہیں
 کرتیں ان کو ملک بدر کرنے کا مطالبہ 120
 آسٹریلیا کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 آسٹریلیا میں تبلیغ کا واقعہ 488،489
 آفن باخ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 آندھرا صوبہ انڈیا 165،163
 آئیوری کو سٹ 320،530،541
 آئیوری کو سٹ کے "بواکے" ریجن کے گاؤں نیاوگو کے
 نومبائین کی مالی قربانی کا ذکر 5
 بواکے ریجن (آئیوری کو سٹ) کے گاؤں نیاوگو کے
 نومبائین کی مالی قربانی کا ذکر 5
 آئیوری کو سٹ کے ایک گاؤں میں جمعہ کے متعلق ایک
 بدعت کا جماعت کے ذریعہ خاتمہ ہونا 154،153
 آئیوری کو سٹ کے گاؤں پاؤکورو کے دورہ کے دوران
 55 افراد کی بیعت 66
 آئیوری کو سٹ کے ایک شہر کے میئر زراکیہ دوپے زوہجے
 کے جلسہ برطانیہ کے متعلق تاثرات 364
 آئیوری کو سٹ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا قبولیت

368	افریقہ میں جلسہ برطانیہ کی کوریج ہونا	368	کالم لکھنا
254	افغانستان میں سو کے قریب لوگوں کو قتل کیا جانا	346، 101، 100	انگلینڈ
419	البانیہ	541	اوکاڑہ
372	الارو	10	اوکاڑہ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت
347	امر تسر	11	ایڈیلیڈ ساؤتھ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت
12	امر تسر ریلوے اسٹیشن پر مولوی بٹالوی کالوگوں کو روکنا	542	ایڈیلیڈ ساؤتھ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت
555، 541، 540، 460، 345، 274، 101، 100	امریکہ	11	ایڈیلیڈ ویسٹ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت
598، 593			آئر لینڈ کے ایک جرنلسٹ کا حضور انور سے خلافت کے متعلق سوال
9	امریکہ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	239	ایران
	امریکہ کی جماعت کو چندہ وقف جدید میں احباب کی تعداد بڑھانے کی ہدایت	312	ایران کے خلاف سعودی عرب کا امریکہ کی ہاں میں ہاں ملانا
10	امریکہ میں اسلام کی مخالفت	598	آئر لینڈ سے تعلق رکھنے والے ڈیرن ہالیٹ کو وینٹری کے جلسہ برطانیہ کے متعلق تاثرات
77	امریکہ کا شام کے خلاف خطرناک منصوبہ	361	ایسٹ گوداوری انڈیا
312	امریکہ جنوبی	163	ایشیا
411	امریکہ کے صدر کا ایران کے خلاف دوبارہ پابندیاں لگانے کا اعلان	477	
507	امریکہ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت		ب
542	الملہ پورم انڈیا	459	بالٹی مور
164	انڈونیشیا	188	باسل شہر کے ایک ڈاکٹر کا جماعت کے بارے اظہار خیال
488، 539، 540، 541		347، 348	بٹالہ
9	انڈونیشیا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	319	بحرین
103	انڈونیشیا میں جامعہ کو شہد کے کورس تک بڑھادیا جانا		برازیل کے میڈیا کا جرمنی میں حضور انور کے ساتھ پریس کانفرنس میں شمولیت
217	انڈونیشیا میں جماعت کی مخالفت کا ذکر	421	برامپٹن کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت
162	انڈیا	11	برزبن لوگان کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت
9	انڈیا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	11	برزبن کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت
3	انڈیا کے شہر کیرالہ کے احمدی کی مالی قربانی کا واقعہ	542	برطانیہ
3	کیرالہ کے احمدی کی مالی قربانی کا واقعہ	541، 540	برطانیہ کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت
	انڈیا کی طرف سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو شہریت کی پیشکش	9، 542	برطانیہ کی طرف سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو شہریت کی پیشکش
503		503	برکینا فاسو
537	انڈیا بنگلور کے ایک احمدی کی مالی قربانی کا ذکر	443، 479، 530	برکینا فاسو کے بنفورا ریکجن کے احمدیوں کی خطبہ جمعہ سننے
542	انڈیا کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت		
302	انگلستان		
	انگلستان کے انگریز کالم نگار کا امریکہ کے حامیوں کے متعلق		

کے بعد مالی قربانی کا ذکر	5
برکینا فاسو کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9	
برکینا فاسو کے لیو (Leo) ریکجن کے ایک شخص کا احمدیت قبول کرنے کا واقعہ	62
برکینا فاسو میں ایک انسانی حقوق کمیشن کے صدر زو کو مورے کے جلسہ برطانیہ کے متعلق تاثرات	360
برکینا فاسو کے امیر صاحب کا گاؤں نابیر میں جماعتی تبلیغ کا واقعہ بیان کرنا	482
برکینا فاسو کے ایک شخص کا بیعت کرنے کے بعد ملنے والی برکات کا ذکر کرنا	446
برکینا فاسو میں دعوت الی اللہ کا واقعہ	483
برکینا فاسو کے ایک نو مبالغہ احمدی کی قبولیت احمدیت کا بعد روحانی ترقی کا واقعہ	487
برلن	411
برما	345
برمنگھم ساؤتھ کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 10، 542	
برمنگھم ویسٹ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10	
برونڈی	531
بریڈ فورڈ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11	
بریڈ فورڈ نار تھ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10	
بریڈ فورڈ نار تھ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542	
برمپٹن کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542	
بلغاریہ میں جماعت کی مخالفت، جماعت کی رجسٹریشن منسوخ ہونا	414
بلغاریہ میں حالات کی بہتری، جماعت کی رجسٹریشن کی بحالی کے لئے دعا کی تحریک	414
بہمنی	122
بنگلہ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542	
بنگلہ دیش میں تین غیر احمدی احباب کی قبولیت احمدیت کا واقعہ 8	
بنگلہ دیش کے احمدیوں نے جانیں قربان کیں	55
بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ کے متعلق ذکر	54
بنگلہ دیش میں جامعہ احمدیہ	103
بنگلہ دیش کے ضلع مین سنگھ کے قصبہ شوہاگی میں جماعت کی مسجد پر مولویوں کا حملہ	217
بنگلور کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 11، 542	
بھارت	540، 541
بھاگلپور کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11	
بہاولپور	541
بہاولپور پہنچنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پیغام پر چوہدری حمید نصر اللہ صاحب کا واپس ربوہ آنا	14
بھیرہ	122
بوئنس آئرس کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11	
بوئنس آئرس سے تعلق رکھنے والی تین تعلیم یافتہ خواتین کا جماعت کے امن کے قیام کے متعلق تاثرات	188
بوئنس آئرس	248، 413، 414
بولیویا کے مبلغ کا ایک شخص کی قبولیت احمدیت کا واقعہ بیان فرمانا	488
بولیویا (Bolivia) کے نیشنل نیوز چینل کے ایک جرنلسٹ کے جلسہ برطانیہ کے متعلق تاثرات	366
بیروک کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 11، 542	
بیری کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11	
بیری والا نکانہ صاحب	144
بیلجیم کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9	
بیلجیم کے میڈیا کا جرمنی میں حضور انور کے ساتھ پریس کانفرنس میں شمولیت	421
بیلیز (Belize) کے دارالحکومت کے میئر خالد بلائیل کے جلسہ برطانیہ کے متعلق تاثرات	365
بینن 631، 629، 444، 445، 541، 154، 321، 152	
بینن کے احمدی کی مالی قربانی کا ذکر	5
بینن کی جماعت پاپازا کی مالی قربانی کا ذکر	8
بینن کے گوجا گاؤں میں لوگوں کا قبول احمدیت	152
بینن کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9	
بینن کے ایک علاقے کے چیف کا قبول احمدیت کا واقعہ 65	
بینن سے سابق وزیر خارجہ اور مشیر صدر مملکت کے جلسہ	

پاکستان کے ایک سربراہ کا احمدیوں کو کشکول پکڑنے کا بیان
اور جماعت کی ترقی 245

پاکستان کا خلافت رابعہ میں احمدیوں پر مزید سختی کرنا اس
کے بالمقابل خدا کے فضل 247

پاکستان کے احمدیوں کو اپنے لئے خاص طور پر دعا کرنے کی
تحریک 311، 310

پاکستان میں جماعت کے خلاف آئے دن کوئی نہ کوئی مقدمہ
یا تنگ کرنے کی کارروائی ہوتی رہتی ہے 310

پاکستان میں ہر احمدی کا کام ہے کہ دعاؤں کی طرف توجہ دے 311

پاکستان میں ختم نبوت کو احمدیوں کے خلاف بطور ہتھیار
استعمال کیا جانا 492، 491

پاکستان میں سیاست دان بھی اور علماء کا احمدیت کی مخالفت
بیان کرنا 491

پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں جماعت کے خلاف ایک آئینی
ترمیم کے الفاظ میں رد و بدل کرنا 492

پاکستان کی اسمبلی کے ایک ممبر کا بلا وجہ اشتعال دلانے
والی تقریر جماعت کے خلاف کرنا 502

پاکستان کے ممبر اسمبلی کا قائد اعظم یونیورسٹی کے فزکس
کے ڈیپارٹمنٹ کا نام ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے تبدیل
کرنے قرار داد پیش کرنا 502

پاکستان کی اسمبلی فزکس ڈیپارٹمنٹ کا نام بدلنا چاہتی ہے تو
بڑی خوشی سے بد لے..... 503

پاکستان کی تاریخ بتاتی ہے کہ احمدی جتنے بھی فوج میں گئے
انہوں نے ملک کی خاطر ہر قربانی دی 503

پاکستان کے وزیر اعظم کو ڈاکٹر سلام کے بیٹوں کا خط لکھنا 503

پاکستان میں احمدیوں کے حقوق ادا نہیں کئے جا رہے 503

پاکستان کے لئے حضور انور ایدہ اللہ کی دعا 504

پاکستان میں تجزیہ نگاروں اور کالم نویسوں کا میڈیا پر کہنے
لگ جانا کہ مسلمانوں کی یہ حالت نام نہاد علماء کی کی ہے 506

پاکستان میں نئی نئی تنظیمیں بن رہی ہیں 568

پاکستان کے بعض شہروں میں 12 ربیع الاول کے دن
موبائل فون سروس کا بند ہونا... 583

برطانیہ کے متعلق تاثرات 358

بینین کے ایک گاؤں میں جماعت کا قیام اور مخالفت 321

بینین کے ایک گاؤں میں تبلیغ کا واقعہ 481

بینین کے گاؤں آسیوں میں دو سوا افراد کا احمدیت قبول کرنا 482

بینین کے مبلغ کاریڈیو کے ذریعہ تبلیغ کا واقعہ بیان کرنا 487

بینین میں جماعت کے زیر انتظام یتیم خانہ دارالاکرام عریضہ
ڈیفن تھار صاحبہ کا چلانا 630

بو ابے بو (سیرالیون) کی جماعت کی ایک خاتون کی مالی
قربانی اور اس کی برکت کا ذکر 7

بورینجن (سیرالیون) کے نومبائع کی مالی قربانی اور اس کی
برکت کا ذکر 7

پ

پاٹھاپریام کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11

پاکستان میں عورتوں پر تشدد کا ذکر 225

پاکستان 161، 210، 211، 540، 541، 555، 597

پاکستان کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9

پاکستان کے احمدیوں کو مساجد آباد کرنے اور لذت اور سرور
والی نمازوں کے قیام کی ہدایت 33

پاکستان کی خدام الاحمدیہ کی طرف سے شوریٰ کے فیصلہ
جات کی تعمیل کی رپورٹ پر حضور انور کا نماز باجماعت کی
طرف توجہ دلانا 34، 33

پاکستان اور دنیا کے حالات تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں 35

پاکستان میں ظالمانہ قانون کی وجہ سے مولوی کو کھلی چھٹی ملنا 77

پاکستان میں لوگوں کا اظہار کرنا کہ مخالفت سے جماعت کا
تعارف بڑھا ہے 156

پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک 199

پاکستان کے ایک وزیر اعظم کا کہنا کہ احمدیوں کے ہاتھ میں
کشکول پکڑا دوں گا 206

پاکستان میں احمدی ہونا گویا دوسروں کو لائن سنس دینا کہ ان
کے مارنے پر تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوگی 211

پاکستان میں احمدیوں کا تکلیف اور مشکلات کا صبر کے ساتھ
مقابلہ کرنا 242

تزانہ میں ایک نومالچ احمدی کی مالی قربانی کا ذکر 536
 تزانہ کے ایک احمدی کی مالی قربانی کا ذکر 537
 ٹرینیڈاڈ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
 ٹوبہ ٹیک سنگھ 541

ج

جالدھر 554
 جرمنی 86، 99، 103، 122، 123، 152، 174،
 248، 540، 541، 630
 جرمنی کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9، 10
 جرمنی کے جلسہ سالانہ پر ایک جرمن خاتون کا پردہ کی
 تعریف کرنا 24
 جرمنی، ہالینڈ اور یورپ کے اور ممالک میں رائٹسٹوں
 کا زور پکڑنا 77
 جرمنی کے مشرقی حصہ میں اسلام کی مخالفت 77
 جرمنی کے مشرقی حصہ میں جماعت کی مخالفت 121
 جرمنی کے مکرم فضل الہی انوری صاحب کی نمازہ جنازہ 22
 جرمنی میں اسلام سے لوگوں کا خوفزدہ ہونے کے متعلق
 ایک جرنلسٹ کا حضور انور سے دریافت کرنا 186
 جرمنی کے شعبہ تبلیغ کے متعلق حضور ایدہ اللہ کے تعریفی
 کلمات 195
 جرمنی کے جلسہ کے متعلق تاثرات 411
 جرمنی کے جلسہ میں بیعت کی تقریب 421
 جرمنی کا جلسہ سالانہ 422
 جرمنی کی جماعت کو پہلے سے زیادہ اسلام کا پیغام پھیلانے
 کا ارشاد 423
 جرمنی میں اسلام کو پھیلنا چاہیے مسجد کے افتتاح کے موقع
 پر مہمانوں کے تاثرات 423
 جرمنی میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر ٹی وی چینلز اور
 میڈیا کی کوریج 423
 جرمنی میں تبلیغ کا واقعہ 489
 جرمنی میں شاملین کی تعداد میں اضافہ پر سیکریٹریان تحریک
 جدید کے کام کی تعریف 541

پال گھاٹ کیرالہ 165
 پتھ پیریم (کیرالہ) کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 پٹنی کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 10، 542
 پرنگال کی کیتھولک یونیورسٹی کے ایک پروفیسر کے
 حضور ایدہ اللہ کے خطاب کے متعلق تاثرات 197
 پشاور 541
 پشاور کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
 پلیسٹن کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 پلیسٹن کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 پنگاڈی کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 پٹے برگ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 پولینڈ 420
 پیراگوئے 411
 پیرتھ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 پیس ویلیج کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 پیس ویلیج کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 پییزتھ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 پینگاڈی کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 پینگاڈی کیرالہ انڈیا 223

ت-ٹ

تامل ناڈو کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 11، 542
 ترکمانستان سے تعلق رکھنے والے عبدالرشید صاحب کے
 جلسہ برطانیہ کے متعلق تاثرات 363
 ترکی کی ایک خاتون کا قبولیت احمدیت کا واقعہ 480
 تزانہ 531
 تلنگانہ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 تلنگانہ صوبہ انڈیا 163، 165
 تلنگانہ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 تزانہ کی ایک بیوہ کی مالی قربانی کا ذکر 4
 تزانہ نیا گامارا گاؤں کا قبول احمدیت کا واقعہ 155
 تزانہ کے احمدی احباب کی مالی قربانی کا ذکر 6
 تزانہ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9

جسوں کشمیر کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 جسوں کشمیر کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 جیکا (Jamaica) سے ایک نو مبالغہ خاتون و نس و لیس
 کے جلسہ برطانیہ کے متعلق تاثرات 364
 الجیریا میں احمدیوں کو الزام لگا کر مقدمے کرنا، جیلوں میں
 ڈالنا، عورتوں کو دودھ پیتے بچوں سمیت پکڑنا 125
ج-ح-خ

چنتہ کنڈہ انڈیا 163
 چنیوٹ 210
 چین کا کوریا کو سمجھانے کی کوشش 313، 197
 حلب 322
 حوش عرب دمشق 85
 حیدر آباد 541
 حیدر آباد کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 حیدر آباد کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 حیدر آباد دکن 261
 خانپور ضلع رحیم یار خان کے ایک احمدی شہید کا ذکر خیر 210
د-ڈ

دارالصدر شمالی 303
 دہلی کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 دہلی گیٹ لاہور 541
 ڈارم شند کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 ڈٹسن باخ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 ڈرہم کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 ڈنمارک 157، 158
 ڈیٹرائٹ کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 11، 542
 ڈیٹسن باخ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 ڈیرہ غازی خان کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
 ڈیکا مے بین کے احمدی کی مالی قربانی کا ذکر 5
 ڈیلکس کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 راجوری کشمیر 370
 راولپنڈی 541

جرمنی کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک 52
 الجزائر میں مولویوں کے ڈر سے احمدیوں کو جیلوں
 میں بھیجنا 78
 الجزائر میں مخالفت کی وجہ سے جماعت کا تعارف پھیلا 121
 الجزائر کے نو مبالغہ کا قبول احمدیت کا واقعہ 148، 149
 الجزائر میں پولیس اور عدالتوں کا احمدیوں کو ہراساں کرنا
 جیلوں میں ڈالنا 115
 الجزائر میں مخالفت کا ذکر 115، 198
 الجزائر میں احمدیوں کی مخالفت 146، 216
 الجزائر میں مخالفت تبلیغ کا ذریعہ بن رہی ہے 147
 الجزائر میں احمدیت کا تعارف بڑھنا 155
 الجزائر میں لوگوں کا اظہار کرنا کہ مخالفت سے جماعت کا
 تعارف بڑھا ہے 156، 199
 الجزائر میں احمدیوں پر جمعہ کی پابندی 160
 الجزائر میں "قادیانیت ایک ایسا فرقہ جو برطانوی استعمار کی
 پیداوار ہے" کے موضوع پر سیمینار، جماعت کو دعوت
 دے کر بعد میں مؤقف سننے سے انکار کرنا 198
 الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک 199
 الجزائر میں احمدیوں کی مخالفت کا ذکر 216
 الجزائر میں مخالفت پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کی
 مثالیں 243
 الجزائر کے احمدیوں کے لئے اللہ تعالیٰ تسکین کے سامان
 پیدا فرما رہا ہے 244
 الجزائر میں جماعت کے خلاف ایک باقاعدہ منصوبہ بندی
 کے تحت کارروائی ہونا 311
 الجزائر کے ایک شخص کا قبولیت احمدیت کا واقعہ 442
 الجزائر سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو ایم ٹی اے
 کے ذریعہ جماعت سے تعلق پیدا ہونا 581
 جلنگھم کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 10، 542
 جموں کے مہاراجہ کا حضرت صوفی احمد جان صاحب کو دعا
 کے لئے جموں آنے کا کہنا... 557

سکاٹ لینڈ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 سکنتھورپ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 سلور سپرنگ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 سلور سپرنگز کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 سلیکون ویلی کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 سنٹرل جرسی کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 سنگاپور کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
 سنگور مشرقی پنجاب انڈیا 161
 سولور کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 سوئٹزر لینڈ 540
 سوئٹزر لینڈ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
 سوئٹزر لینڈ میں پردہ کے معاملہ میں ایک لڑکی کا عدالت
 میں مقدمہ دائر کرنا 19
 سویڈن 541
 سیائل کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 سیالکوٹ کے ایک شخص کا فاتحہ خلف امام نہ پڑھنے کا واقعہ 48
 سیالکوٹ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
 سیالکوٹ کے میاں شادی خان کی مالی قربانی کا ذکر 2
 سیرالیون 444، 274
 سیرالیون کے نومباح کی مالی قربانی کی برکت کا ذکر 7
 سیرالیون کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
 سیرالیون کے جلسہ سالانہ کے متعلق ذکر 54
 سیرالیون کے ایک ممبر آف پارلیمنٹ علی کلا کو کے جلسہ
 برطانیہ کے متعلق تاثرات 363
 سیرالیون کے عبدالکابہ کارگو کے جلسہ برطانیہ کے متعلق
 تاثرات 362
 سیرالون کے نیشنل ٹی وی کا جلسہ کے پروگرام کو دکھانا 368
 سیریا کے ایک شخص احمد صاحب کا قبول احمدیت کا واقعہ 64
 سیریا کے احمدی احمد درویش کا قبولیت احمدیت کا واقعہ 322
 سیریا سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کو جماعت کی سچائی
 کے متعلق خواب آنا 574
 سیریا سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو جماعت کی سچائی

راولپنڈی کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
 ربوہ 275، 103، 157، 261، 211، 102، 100، 18، 302
 ربوہ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
 ربوہ سے کراچی تک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا سفر 14
 ربوہ کے سیکرٹری وقف جدید کی سستی کا ذکر 10
 ربوہ میں مکرم طارق مسعود صاحب مربی سلسلہ کا کرنت
 لگنے کی وجہ سے وفات پانا 370
 رون ہائیم میں مسجد کا سنگ بنیاد اور لوگوں کے
 تاثرات 192، 191
 رون ہائیم میں مسجد کے افتتاح پر ٹی وی اور اخبارات کی
 کوریج 194
 روئیڈ رمارک کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 روئیڈ رمارک کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 ریچائنا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 ریڈ شہڈ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 ریز پارک کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
 س-ش
 ساہیوال 145
 ساؤتھ افریقہ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
 ساؤتھ ویسٹ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
 سرہٹن کے صدر جماعت مکرم سید رفیق احمد صاحب کی
 نماز جنازہ 99
 سرگودھا 541
 سکاسور بیگن کے احمدی کی مالی قربانی اور اس کی برکت 7، 6
 سکائون ساؤتھ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 سکائون نارٹھ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
 سعودی عرب 320، 319، 312، 313
 سعودی عرب کا امریکہ کا ساتھ دینے کے متعلق انگلستان
 کے ایک انگریز کالم نگار کا بیان 507
 سعودی عرب کا ایران کے خلاف امریکہ کی ہاں میں ہاں
 ملانا 598

فرینکفرٹ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
فلاڈلفیا 593،459

فلاڈلفیا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
فلپائن کے مبین سالوادور بلارو جو نیئر کے جلسہ برطانیہ
کے متعلق تاثرات 361

فلور ہائیم کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 542، 11
فلوریڈا 459

فرن لینڈ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
فرن لینڈ سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کے تاثرات 193
فیصل آباد 541
فیض اللہ چک 42

ق-ک-گ

قادیان 3، 48، 99، 100، 102، 103، 121، 122،
555، 485، 345، 210، 147، 157

قادیان کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 542، 11
قادیان جانے والوں کو مولوی بٹالوی کا روکنا 12
قادیان کے مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب کی نماز جنازہ 121
قادیان کے درویش خواجہ احمد حسین صاحب کا نماز جنازہ 260
قادیان میں کرایہ دار اور مالک مکان کے درمیان تنازع کا
واقعہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کا ذکر فرمانا 378
قازان میں ایک شخص کا احمدیت قبول کرنا 438، 446
قرغزستان کے ایک شخص کا قبولیت احمدیت کا واقعہ 440
قطر 313، 319

کارلائی کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
کاسل ہل کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 542، 11
کالوکالو مہائی کے ایک داعی الی اللہ کس طرح لوگوں میں
قربانی کی روح پیدا کرتے ہیں 4
کالوکالو مہائی (کالوکو) کے ایک داعی الی اللہ کس طرح لوگوں
میں قربانی کی روح پیدا کرتے ہیں 4
کالی کٹ کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 542، 11
کاماریڈی انڈیا 166، 164، 165
کانگریز 121

کے متعلق خواب آنا 574
سیکھواں گاؤں نزد قادیان 260

سیلیکون ویلی کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
سینٹرل ورچینیائی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
سینیگال 541

سینیگال کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
سینیگال کے ریجن کا زاماس (Cazamass) مخالفین
جماعت کا انجام 442

شام 322، 438
شام میں جنگ کے حالات پیدا کئے جانا 312
شکاگو ساؤتھ ویسٹ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
شیانگار یجن (تنزانیہ) کے احمدی کی مالی قربانی کا واقعہ 6

ع-غ-ف

عرب 477
عرب کا خدا تعالیٰ نے سبب کے متعلق اصلاح فرمانا 45
عرب ممالک میں جماعت کی مخالفت کا ذکر 217
عرب سے اسلام کا نکل کر دنیا کے کونے میں پھیلنا 497
عزیز آباد کراچی 541
عمر کوٹ 541

عمر کوٹ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
غانا 540، 541
غانا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
غانا میں جامعہ احمدیہ 103

فرانس کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
فرانس کی ایک خاتون کا قبولیت احمدیت کا واقعہ 438
فرانس کی ایک خاتون کی قبولیت احمدیت کا واقعہ 479
فرانس کے امیر صاحب کا ایم ٹی اے کی برکت کا واقعہ
بیان کرنا 485

فرانس میں ایک نومبائع احمدی کی مالی قربانی کا ذکر 537
فرانس سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو جماعت کی
سچائی کے متعلق خواب آنا 580
فریڈ برگ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11

- 359 جلسہ برطانیہ کے متعلق تاثرات
484 کو سوو کے ایک نومابع احمدی کی قبولیت احمدیت کا بعد
روحانی ترقی کا واقعہ
486 کو لکتہ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
کولون کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
کوٹگو کی جماعت کالومبا کی احمدی کی مالی قربانی کا ذکر 4
کوٹگو کنشاسا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
کوہاٹ میں محترمہ ذکیہ بیگم صاحبہ کا جماعتی کاموں میں
خدمت کی توفیق پانا
369 کوئٹہ
346، 541
آئیوری کو سٹ کے گاؤں یاؤ کو رو (Yadukro)
میں قبول احمدیت کا واقعہ
66 کیرالہ انڈیا
164، 154
کیرالہ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
کیرالہ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
کیرولائی کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
کیلگری کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
کیلپورنیا
211 کیمرون
541 کیمرون کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
کیمرون میں ایک ریٹائرڈ فوجی کا قبول احمدیت کا واقعہ 66
کیمرون افریقہ
535 کینا نور ٹاؤن کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
کینبرا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
کینیڈا 540، 541، 555، 556، 574
کینیڈا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11، 9
کینیڈا کے جامعہ کا ذکر
103 کینیڈا جامعہ سے پاس ہونے والوں کا convocation 202
کینیڈا سے آنے والے خدام کو پہلے جلسہ سننے اور بعد
میں واسنڈاپ میں حصہ لینے کی ہدایت
369 کینیڈا کی ایک لجنہ کی مالی قربانی کا ذکر
538
- 439 کانگور ازاول کے ایک شخص کی قبولیت احمدیت کا واقعہ
486 کانگور ازاول کے نومابع کی بیعت کا واقعہ
کانگور ازاول کے گاؤں کے نمبردار کا اپنے داماد کی قبولیت
احمدیت کے بعد روحانی تبدیلی کا اقرار
487 کانگور ازاول میں ایک نومابع احمدی کی مالی قربانی کا ذکر 536
کانور ٹاؤن کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
کراچی 210، 371
کراچی کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
کراچی کے چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب ایک لمبے
عرصہ تک امیر رہے
13 کوٹگو کنشاسا کی ایک خاتون کی مالی قربانی اور اس کی
برکت کا ذکر
8 کراچی میں محترمہ ذکیہ بیگم صاحبہ کا جماعتی کاموں میں
خدمت کی توفیق پانا
369 کچالو
579 کرناٹک کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
کرناٹک کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
کروشیاسے تعلق رکھنے والے افراد کے جلسہ برطانیہ کے
متعلق تاثرات
361، 360 کروشین پارلیمنٹ کے ممبر اسمبلی اوچ کوٹک ڈوماگو کے
جلسہ برطانیہ میں عالمی بیعت کے متعلق تاثرات
365 کلکتہ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
کماشی غانا
99 کنری کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
کنشاسا کی ایک احمدی خاتون کی مالی قربانی کا ذکر 8
کنور کیرالہ کے ایک نومابع کی قبول احمدیت کا واقعہ 154
کوبلنز کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
کوپن ہیگن
157 کوٹلی کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
کوٹلی آزاد کشمیر
541 کوریا کا ہتھیار استعمال کرنا اور اس کے نتائج
313 کوٹاریکا کی نیشنل یونیورسٹی کے پروفیسر سر بیجوما یا کے

ل-م

- لہ دھینہ 161
لاس اینجلس ایسٹ کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 11، 542
لانگ وائر کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
لانگن کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
لاہور 161، 162، 144، 171، 371، 345
لاہور شرعی عدالت میں مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب
کی خدمات 13
لاہور کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10، 13، 14
لاہور ٹاؤن شپ 541
لاہور کا تنظیم لیبک یار رسول اللہ والوں کا گہراؤ کرنا 568
لاہور سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو حضرت مسیح موعودؑ
کی سچائی کے متعلق خواب آنا 569
لاؤرل کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
لائبیریا 100، 101، 541
لائبیریا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
لائبڈ منسٹر کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 11
لبنان کے ایک شخص کا قبولیت احمدیت کا واقعہ 488
لتھوینیا 417، 418
لکھنؤ 485
لکھیم پور شہر کے نومباغ کا واقعہ 483، 484
لمبرگ پھرکیل کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
لندن کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
لندن میں معصوم لوگوں کا قتل اور اس کی مذمت 134
لندن 99، 145، 277، 303، 304
لوگن کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
ماٹھوٹم کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
ماڈل ٹاؤن لاہور 171
ماربرگ 176، 178
ماربرگ جرمنی میں مسجد کا سنگ بنیاد 192
ماربرگ کے ایک شخص کا حضور کے خطاب کے متعلق
تاثرات 193

- کینیڈا کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
کوسٹاریکا کے مہمانوں کا جلسہ پر اظہار خیال 359
گجرات 541
گجرات کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
گراس گراو کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
گلاسگو کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
گلاسگو کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
گراس لاؤ 571
گنی کے شہر بوکے کی عورت کا قبول احمدیت کا واقعہ 150
گنی بساؤ 415، 541
گنی کنکری 541
گنی کنکری کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
گنی کنکری کے پولیس کے نیشنل ڈائریکٹر کا سیکورٹی کے
حوالہ سے جائزہ لینا اور کوئی سقم نظر نہ آنا 363
گھانا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
گھانا 122
گوداوری انڈیا کے مکرم ایچ ناصر الدین صاحب کی نماز
جنازہ 163
گورداسپور 346
گوجرانوالہ 541
گوجرانوالہ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10
گورداسپور 346، 347
گوئنے والا کی نیشنل پارلیمنٹ کی ممبر الینا کیسلس کے جلسہ
برطانیہ کے متعلق تاثرات 359
گیمبیا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
گیمبیا کے نیامینا ایسٹ ڈسٹرکٹ (Niamina East Dist.)
کی خاتون کا قبول احمدیت کا واقعہ 151، 62
نیامینا ایسٹ ڈسٹرکٹ (Niamina East Dist.)
(گیمبیا) کی خاتون کا قبول احمدیت کا واقعہ 151، 62
گیمبیا میں پہلی دفعہ جلسہ سالانہ کی سالانہ تقاریر نیشنل
وی پر نشر ہونا 368
گیمبیا 122، 151، 541، 629

ملتان 100،541	مارڈن پارک کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11
ملتان کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10	مارڈن پارک کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
ملٹن ایسٹ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11	ماگیم لائبریری کی ایک جماعت میں ایک بچی کی مالی قربانی کا ذکر 540
منہاج کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542	مالی 541
منجیری کیرالہ کی جماعت کے ایک احمدی کی مالی قربانی کا ذکر 4	مالی کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9
مہاراشٹر کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542	مالی افریقہ کے ملک کے ایک شخص کی مالی قربانی کا ذکر 536
مہاراشٹر کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11	مالی سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو جماعت کی سچائی کے متعلق خواب آنا 570،572
مہدی آباد کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 11	مالیر کوئلہ 169
مہدی آباد کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542	مایوٹی آئی لینڈ کے احمدی کی مالی قربانی کا ذکر 538
مورفلڈن والدورف کی وقف جدید میں نمایاں خدمت 11	مڈلینڈز کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542
موزمبیق 531	مڈل ایسٹ 313،540
موزمبیق کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542	مڈل ایسٹ کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 9
میانوالی 210	مراکش کے شخص کا قبولیت احمدیت کا واقعہ 322
میرپور خاص 541	مراکش کے ابراہیم بن عبد اللہ اغزل صاحب کا نماز جنازہ 123
میرپور خاص کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10	مراکش کے ایک شخص کا قبولیت احمدیت کا واقعہ 441
میسو ڈونیا 412،416،415	مانچسٹر میں لوگوں کا قتل 240
منسٹر ویسٹ میں دہشت گردی کے واقعہ کی مذمت 196	مسجد فضل کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 10،542
میسو ڈونیا کی مہمان کا جلسہ کے انتظامات سے متاثر ہونا، ڈاکو منسٹر بنا کر اپنی قوم کو دکھانے کا وعدہ کرنا 417	مسی ساگا کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت 11،542
میسو ڈونیا کے میڈیا کا جرمنی میں حضور انور کے ساتھ پریس کانفرنس میں شمولیت 421	مصر 304
میلبرن ایسٹ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542	مصر کے ایک شخص کا قبولیت احمدیت کا واقعہ 149،440
میلبرن کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542	مصر سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کو جماعت کی سچائی کے متعلق خواب آنا 573
ن 541	مصر سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو جماعت کی سچائی کے متعلق خواب آنا 577
ناروتھ ایسٹ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت 542	مصر سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر بانی رشوان صاحب کے جلسہ برطانیہ میں عالمی بیعت کے متعلق تاثرات 365
نارووال 541	مکہ 622
ناروے 541	ملاوی 531
نائیجیر 541،349	ملائیشیا 157
نائیجیر کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 9	
نائیجیریا 122،123،371،541	
نائیجیریا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت 10	
نکورو کینیا کے ایک احمدی کی مالی قربانی کا ذکر 539	

ہالینڈ	628، 629
ہاناؤ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	11
ہائڈل برگ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت	542
ہندوستان کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	9
ہندوستان میں احمدیوں کا تکالیف اور مشکلات کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا	242
ہندوستان میں عورتوں پر تشدد کا ذکر	225
ہندوستان میں مولویوں کا نکاح ٹوٹنے کے متعلق فتویٰ دینا	42
ہندوستان	555
ہنگری	419
ہوشیار پور	121
ہٹی گاؤں بین میں دعوت الی اللہ کے متعلق واقعہ	445
ہٹی (Haiti) کے صدر مملکت کے نمائندہ جوزف پیڑے کے جلسہ برطانیہ کے متعلق تاثرات	360
ہیمبرگ کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	10
ہیمبرگ کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت	542
ہندوستان میں اکثر ساس بہو کی لڑائی رہتی ہے	95
ی	
یارک کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت	542
یمن	598
یمن کے ایک صاحب کا مخالفین کے انجام کے بارے میں بتانا	319
یمن کی ایک خاتون کا قبولیت احمدیت کا واقعہ	322
یمن سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کو جماعت کی سچائی کے متعلق خواب آنا	570
یمن کے عادل حمود صاحب کا نماز جنازہ غائب	545
یوپی انڈیا کے نو مبالغے کے ثبات قدم کا واقعہ	484
یورپ کی کی آزاد لڑکیوں جیسا لباس نہ پہنیں	17
یورپ جرمنی اور ہالینڈ کے اور ممالک میں رائٹسٹوں کا زور پکڑنا	77
یورپ میں اسلام کے نام پر ظلم	134
یورپ اور ترقی یافتہ ممالک کے احمدی اسلام کے خلاف	
نکاح صاحب کے مکرم ملک سلیم صاحب شہید کا نمازہ جنازہ اور ذکرِ خیر	144، 145
نونس کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	11
نیامینی ڈسٹرکٹ گیمبیا	151
نیا وگو گاؤں آئیوری کوسٹ کے نومباعتین کی مالی قربانی کا ذکر	5
نیوزی لینڈ	372
نیڈا کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	11
نیڈا کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت	542
نیو جرسی امریکہ	448
نیو مالڈن کی مالی قربانی میں نمایاں خدمت	10، 542
و	
واشیری کیرالہ	163
والڈشٹ	188، 175
وان کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	11
وان کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت	542
وائٹ گارٹن کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت	542
ونڈسری چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	11
ووسٹر پارک کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	10
ووسٹر پارک کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت	542
ویزبادن کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	11
ویزبادن کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت	542
ویسٹ بنگال کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	11
ویٹکوری چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت	11
ویٹکوری کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت	542
ہارٹلے پول	345
ہالینڈ، جرمنی اور یورپ کے اور ممالک میں رائٹسٹوں کا زور پکڑنا	77
ہالینڈ سے تعلق رکھنے والے مسٹر آر نوڈ وان ڈورن کے جلسہ برطانیہ کے متعلق تاثرات	362
ہالینڈ کے سیاستدان کا مسلمانوں کے خلاف بیان	120
ہالینڈ میں اسلام کی مخالفت	77

275	Bo سیرالون
7	Boajibu کی احمدی خاتون کی مالی قربانی کا ذکر
	Boke افریقہ کے ملک گنی کا شہر کی ایک عورت کا قبولیت
150	احمدیت کا واقعہ
531	Chitandi تنزانیہ
444	Dorou
	Gucha بینن کے گاؤں والوں کا احمدیت قبول کرنے کا
152	واقعہ
371	Ilaro
444	Kale
418	Kosovo
412، 413	Latvia
479	Likoun
444	Makara
154	Mporokoso زیمبیا کے شمالی صوبہ کا ایک شہر
155	Nyangamara
542	Oshkosh کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت
	Poura برکینا فاسو کے ایک شخص کی قبولیت احمدیت کا
443	واقعہ
191	Raunheim جرمنی میں مسجد کا سنگ بنیاد
	Same ڈسٹرکٹ کے گاؤں Kisiwani میں تبلیغ
481	احمدیت کا واقعہ
153	San Pedro
542	Seattle کی چندہ تحریک جدید میں نمایاں خدمت
99	Surbiton کے صدر جماعت کا تذکرہ خیر
175	Waldshut
188	Waldshut میں مسجد کی تعمیر
593	Willingborough

312	اٹھنے والی روسے احمدی بھی متاثر ہوں گے
	یورپ میں دہشت گردی کے واقعات اور احمدی احباب کا
339	اسلام کا صحیح پیغام پہنچانا
551	یورپ میں بچوں پر حملے کرنے کا شدت پسندوں کا منصوبہ
410، 541، 103، 112	یو۔ کے
9	یو کے کی چندہ وقف جدید میں نمایاں خدمت
195	یو کے (UK) میں جماعتی کاموں پر حضور کا تبصرہ
202	convocation یو کے جامعہ سے پاس ہونے والوں کا
	یو کے میں مانچسٹر میں بائیس تینس لوگوں کے قتل پر حضور
240	انور کی مذمت
350	یو کے کے جلسہ سالانہ کا آغاز
	یو کے (UK) کے ایک سینئر بیرسٹر مسٹر ڈیوڈ مارٹن کے جلسہ
362	برطانیہ کے متعلق تاثرات
	یو کے کے سیاستدان کا ہم جنس پرستی کے خلاف ہونے کی وجہ
433، 432	سے پارٹی لیڈر بننے سے انکار کرنا
455	یو کے کی لجنہ اماء اللہ کے اجتماع کا آغاز
461	یو کے کی مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کا آغاز
	یو کے کی انصار اللہ کو آئندہ ایسی جگہ اجتماع منعقد کرنے
475	کی ہدایت جہاں پانچوں وقت کی نمازوں کا اہتمام ہو سکے
	یو کے (UK) کی جماعت کو مسجد بیت الفتوح کی تعمیر نو
542، 543	کے لئے چندہ کی تحریک
3	یوگنڈا کی ایک احمدی بچی کا مالی قربانی کا ذکر
	یوگنڈا کے بی بی سی چینل کا سواہیلی زبان میں جلسہ کی خبر
368	نشر کرنا
189	Augsburg جرمنی میں مسجد کا افتتاح
	Augsburg جرمنی میں مسجد کا افتتاح پر ٹی وی اخبارات
194	کی کوریج
	Bansang میں خاتون کا ایم ٹی اے دیکھ کر احمدیت قبول
62	کرنے کا واقعہ
	Basel شہر جرمنی کے ایک ڈاکٹر کا جماعت کے متعلق
188	بیان
416	Beravo